سلسلۂ مصنفات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

# تاریخ طبری



## عہد بنی عباس

جلد سوم حصۂ اول

تصنیف

امام ابی جعفر محمد بن جریر الطبری

ترجمہ

مولوی سید محمد ابراہیم صاحب، ایم۔ اے

رکن سررشتۂ تالیف و ترجمہ، جامعۂ عثمانیہ

سنہ ۱۳۵۲ ھ م سنہ ۱۳۴۲ ف م سنہ ۱۹۳۳ ع

مطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

| | | | |
|---|---|---|---|
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |

# فہرست مضامین

## تاریخ طبری جلد سوم حصۂ اول

(عہد بنی عباس)


| مضامین | صفحات | مضامین | صفحات |
|---|---|---|---|
| ابو العباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ کی خلافت | ۱ تا ۱۲ | ۱۳۳ھ ہجری کے اہم واقعات | ۵۱ تا ۵۳ |
| | | ۱۳۴ھ ہجری کے اہم واقعات | ۵۳ تا ۵۶ |
| ۱۳۲ھ ہجری کے بقیہ واقعات | | خازم کی جنگ خارجیوں سے | ۵۶ تا ۵۹ |
| | | ۱۳۵ھ ہجری شروع ہوا | |
| ابو العباس عبداللہ بن محمد بن علی کی بیعت کی مزید تفصیل - | ۱۳ تا ۱۶ | اس سال کے اہم واقعات | ۶۰ تا ۶۲ |
| جنگ زاب | ۱۶ تا ۲۱ | ۱۳۶ھ ہجری شروع ہوا | |
| امام ابراہیم بن محمد کا قتل | ۲۱ تا ۲۳ | اس سال کے اہم واقعات | ۶۲ |
| مروان کا قتل اور اس کی تفصیل | | ابو مسلم کا عراق آنا | ۶۳ تا ۶۵ |
| نیزان شامیوں کا ذکر جنھوں نے فرار کی حالت میں اس پر قاتلانہ حملے کیئے | ۲۳ تا ۲۴<br>۲۴ تا ۳۰ | ابو جعفر منصور اور ابو مسلم کا فریضۂ حج ادا کرنا - | ۶۳ تا ۶۷ |
| ابو الورد کی بغاوت اور اس کے شر کا حال | ۳۰ تا ۳۴ | خلافت ابو جعفر المنصور | |
| حبیب بن مُرۃ کی بغاوت | ۳۴ تا ۳۵ | عبداللہ بن محمدؒ | ۶۷ تا ۷۰ |
| اہل جزیرہ کی بغاوت | ۳۵ تا ۳۷ | ۱۳۷ھ ہجری شروع ہوا | |
| ابو مسلم کی ملاقات کیلئے ابو جعفر کا سفر خراسان | ۳۷ تا ۵۱ | اس سال کے اہم واقعات | ۷۰ تا ۷۸ |

| | |
|---|---|
| **ابو مسلم کا قتل** | |
| اس کے اسباب اور واقعات | ۸۷ تا ۱۰۳ |
| سنباذ کی بغاوت | ۱۰۴ |
| ملبد بن حرملۃ الشیبانی کا خروج | ۱۰۴ تا ۱۰۶ |
| سنہ ۱۳۸ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے اہم واقعات کا ذکر | ۱۰۶ |
| جہور بن مرار العجلی کی بغاوت کی وجہ | ۱۰۶ |
| ملبد الخارجی کا قتل | ۱۰۷ تا ۱۰۹ |
| سنہ ۱۳۹ ہجری شروع ہوا | |
| اس سنہ کے اہم واقعات | ۱۰۹ تا ۱۱۱ |
| عبداللہ بن علی کو سزا | ۱۱۱ تا ۱۱۲ |
| سنہ ۱۴۰ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے اہم واقعات کا ذکر | ۱۱۲ تا ۱۱۳ |
| سنہ ۱۴۱ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے اہم واقعات | ۱۱۳ تا ۱۲۳ |
| سنہ ۱۴۲ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے اہم واقعات | ۱۲۴ |
| اصبہبذ طبرستان کی معاہدہ شکنی | ۱۲۴ تا ۱۲۷ |
| سنہ ۱۴۳ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے اہم واقعات کا ذکر | ۱۲۷ تا ۱۲۸ |
| سنہ ۱۴۴ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے اہم واقعات کا ذکر | ۱۲۸ |
| محمد کی برطرفی اور رباح کا تقرر | ۱۲۸ تا ۱۵۸ |
| حضرت حسنؓ کی اولاد مدینہ سے عراق منتقل کی جاتی ہے۔ | ۱۵۸ تا ۱۷۰ |

| | |
|---|---|
| سنہ ۱۴۴ ہجری کے بقیہ واقعات | ۱۷۰ تا ۱۷۳ |
| سنہ ۱۴۵ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے اہم واقعات | ۱۷۳ |
| محمد بن عبداللہ کا خروج اور اس کا قتل۔ | ۱۷۳ تا ۲۴۸ |
| مدینہ میں حبشیوں کی شورش۔ | ۲۴۹ تا ۲۵۵ |
| بغداد کی تعمیر۔ | ۲۵۵ تا ۲۶۶ |
| ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی بغاوت | ۲۶۶ تا ۳۰۱ |
| سنہ ۱۴۶ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے اہم واقعات | ۳۰۱ |
| بغداد کی تعمیر کا ذکر | ۳۰۱ تا ۳۰۸ |
| بصرہ کی ولایت سے سلم کی علیحدگی | ۳۰۸ تا ۳۰۹ |
| سنہ ۱۴۷ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے اہم واقعات کا ذکر | ۳۰۹ تا ۳۱۳ |
| عیسیٰ کی ولیعہدی کا فسخ | ۳۱۳ تا ۳۲۴ |
| سنہ ۱۴۸ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے اہم واقعات | ۳۲۴ تا ۳۳۵ |
| سنہ ۱۴۹ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے اہم واقعات | ۳۳۵ |
| سنہ ۱۵۰ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے اہم واقعات کا ذکر | ۳۳۵ تا ۳۴۰ |
| سنہ ۱۵۱ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے اہم واقعات کا ذکر | ۳۴۰ |
| عمر بن حفص کی سندھ سے علیحدگی اور ہشام بن عمرو کا تقرر | ۳۴۰ تا ۳۴۶ |

| | |
|---|---|
| رصافہ کی تعمیر | ۳۴۶ تا ۳۵۱ |
| سنہ ۱۵۲ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے اہم واقعات ۔ | ۳۵۱ تا ۳۵۲ |
| سنہ ۱۵۳ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے اہم واقعات ۔ | ۳۵۲ تا ۳۵۴ |
| سنہ ۱۵۴ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے اہم واقعات ۔ | ۳۵۴ تا ۳۵۵ |
| سنہ ۱۵۵ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے اہم واقعات | ۳۵۵ تا ۳۵۷ |
| محمد بن سلیمان بن علی کی کوفہ سے علیحدگی ۔ | ۳۵۷ تا ۳۵۹ |
| سنہ ۱۵۶ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے اہم واقعات ۔ | ۳۵۹ |
| عمرو بن شداد کا قتل ۔ | ۳۵۹ تا ۳۶۱ |
| سنہ ۱۵۷ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے اہم واقعات | ۳۶۱ تا ۳۶۲ |
| سنہ ۱۵۸ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے واقعات | ۳۶۲ تا ۳۷۳ |
| ابوجعفر کے ذاتی حالات | |
| صورت و سیرت ۔ | ۳۷۳ تا ۴۲۲ |
| منصور کی اولاد اور ازواج ۔ | ۴۲۳ تا ۴۲۴ |
| منصور کی وصایا ۔ | ۴۲۵ تا ۴۳۳ |
| مہدی کی خلافت | |
| نام ۔ محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس | |

| | |
|---|---|
| مہدی کی بیعت کے واقعات | ۴۳۴ تا ۴۴۲ |
| سنہ ۱۵۹ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے اہم واقعات ۔ | ۴۴۲ تا ۴۴۴ |
| حسن بن ابراہیم کی جیلخانہ سے نصیر کے پاس تبدیلی کے اسباب ۔ | ۴۴۴ تا ۴۵۱ |
| سنہ ۱۶۰ ہجری شروع ہوا | |
| اس سنہ کے واقعات ۔ | ۴۵۲ تا ۴۶۶ |
| سنہ ۱۶۱ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے واقعات ۔ | ۴۶۶ تا ۴۶۹ |
| ابوعبیداللہ کے زوال کے اسباب ۔ | ۴۷۰ تا ۴۷۵ |
| سنہ ۱۶۲ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے واقعات ۔ | ۴۷۵ تا ۴۷۶ |
| عبدالسلام الخارجی کا قتل ۔ | ۴۷۶ تا ۴۷۷ |
| سنہ ۱۶۳ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے واقعات ۔ | ۴۷۸ تا ۴۸۲ |
| عبدالصمد کی برطرفی کے اسباب ۔ | ۴۸۳ تا ۴۸۵ |
| سنہ ۱۶۴ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے واقعات کا تذکرہ | ۴۸۵ تا ۴۸۷ |
| سنہ ۱۶۵ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے واقعات ۔ | ۴۸۷ تا ۴۸۹ |
| سنہ ۱۶۶ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے واقعات کا ذکر ۔ | ۴۸۹ تا ۴۹۰ |
| یعقوب بن داؤد سے مہدی کی ناراضی | ۴۹۰ تا ۵۰۵ |
| سنہ ۱۶۷ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے واقعات | ۵۰۵ تا ۵۰۷ |

| | |
|---|---|
| سنہ ۱۶۸ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے واقعات | ۵۰۸ تا ۵۰۹ |
| سنہ ۱۶۹ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے واقعات | ۵۰۹ تا ۵۱۰ |
| مہدی کی وفات | ۵۱۰ تا ۵۱۳ |
| ان کی نماز جنازہ اور مدفن کا ذکر | ۵۱۳ تا ۵۱۴ |
| مہدی کی سیرت | ۵۱۴ تا ۵۳۵ |
| خلافت ہادی | ۵۳۶ تا ۵۴۴ |
| سنہ ۱۶۹ ہجری کے بقیہ واقعات | ۵۴۴ تا ۵۶۳ |
| سنہ ۱۷۰ ہجری شروع ہوا | |
| اس سال کے واقعات کا تذکرہ | ۵۶۳ |
| ہادی کے قتل کے اسباب | ۵۶۳ تا ۵۷۶ |
| ہادی کے انتقال کا وقت، عمر، عہد اور اور اس بات کا ذکر کہ اس کی نماز جنازہ کس نے پڑھی۔ | ۵۷۶ تا ۵۷۷ |
| ہادی کا حلیہ | ۵۷۷ |
| اولاد کا ذکر | ۵۷۷ تا ۵۷۸ |
| اخلاق اور واقعات زندگی | ۵۷۸ تا ۶۰۲ |

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تاریخ طبری

## عہد بنی عباس

## جلد سوم حصۂ اول

### ابو العباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ کی خلافت

اس خاندان کی خلافت کی ابتدا آنحضرت صلعم کے اس قول سے ہوئی کہ آپ نے حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کو بتا دیا تھا کہ خلافت اُن کے خاندان میں منتقل ہو جائے گی اس وجہ سے ان کی اولاد ہمیشہ سے اس کی متوقع تھی اور اس کے متعلق ان کے آپس میں گفتگو ہوتی تھی علی بن محمد نے (رواۃ کے سلسلے سے) بیان کیا ہے کہ ابو ہاشم شام آئے اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس سے ملے اور کہا کہ (۲۴) مجھے ایک خبر معلوم ہے میں چاہتا ہوں کہ تمکو بتا دوں بشرطیکہ تم کسی سے اُس کا ذکر نہ کرو اور وہ بات یہ ہے کہ خلافت جس کے لئے اور لوگ متوقع ہیں تمہارے خاندان کو حاصل ہوگی، محمد بن علی نے کہا میں اس بات کو پہلے سے جانتا ہوں آپ کسی دوسرے سے ہرگز ہرگز اس کا ذکر نہ کریں۔

علی نے بیان کیا ہے کہ جب ابن الاشعث نے بغاوت کی اور اس کی اطلاع

حجاج نے عبدالملک کو لکھ بھیجی تو اُس نے خالد بن یزید کو بُلایا اور اس واقعہ سے آگاہ کیا خالد نے کہا چونکہ یہ فتنہ سجستان سے شروع ہوا ہے اس لئے اس کا کوئی بُرا اثر تم پر نہ پڑے گا البتہ اگر یہ خراسان سے اٹھا ہوتا تو ہمیں خوف ہوتا۔

امام محمد بن علی بن عبداللہ رضہ بن عباس رضہ نے یہ بات کہی تھی کہ ہمارے لئے تین وقت مقرر ہیں ایک ظالم یزید بن معاویہ کی موت۔ دوسرے ہجرت کی پہلی صدی کا ختم تیسرے افریقیہ کا فتنہ۔ اس آخری موقع پر ہمارے داعی علی الاعلان ہمارے لئے تحریک کریں گے مشرق سے ہمارے انصار ایسی زبردست جمیعت کے ساتھ اُمنڈ آئینگے کہ تمام مغرب اُن کے گھوڑں سے پُر ہو جائے گا اور وہ ظالموں کے تمام خزانوں پر قبضہ کرلیں گے۔

چنانچہ یہی ہوا کہ جب یزید بن ابی مسلم افریقیہ میں قتل کیا گیا اور بربر نے نقض بیعت کی تو محمد بن علی نے ایک شخص کو خراسان روانہ کیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ بہترین شخص کے لئے دعوت دے مگر کسی کا نام نہ لے۔

اس سے پہلے ہم ان داعیوں کا ذکر کر چکے ہیں جن کو محمد بن علی نے خراسان بھیجا تھا، محمد بن علی نے انتقال کیا اور اپنے بیٹے ابراہیم کو اپنا وصی مقرر کیا۔ ابراہیم نے ابوسلمہ حفص بن سلیمان سبیع کے مولی کو خراسان بھیجا اور تمام نقیبوں کو اسکی اطاعت کی ہدایت لکھ بھیجی۔ انھوں نے ابراہیم کی ہدایات تسلیم کرلیں۔ ابوسلمہ کچھ روز خراسان میں قیام کرنے کے بعد ابراہیم کے پاس واپس آگیا ابراہیم نے اُسے پھر خراسان بھیجا اور اس مرتبہ ابومسلم کو بھی اُس کے ہمراہ کیا۔ ہم ابومسلم کی کیفیت پہلے بیان کر چکے ہیں، اس کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ مروان کے ہاتھ وہ خط آگیا جو امام ابراہیم نے ابومسلم کے خط کے جواب میں ابومسلم کو خراسان لکھا تھا اور اُس میں اُسے حکم دیا تھا کہ خراسان میں جسقدر عربی بولنے والے ہوں اُن کو قتل کردے۔ اس خط کو پڑھکر مروان نے اپنے والی دمشق کو حکم بھیجا کہ وہ اپنے عامل بلقاء کو حمیمہ جانے کا حکم دے تاکہ وہ ابراہیم بن محمد کو گرفتار کرلائے اور پھر انھیں میرے پاس بھیجدیا جائے۔ (۲۵)

عثمان بن عروہ بن محمد بن عمّار بن یاسر راوی ہے کہ میں حمیمہ میں ابوجعفر کے ساتھ مقیم تھا اُن کے ساتھ اُن کے دو بیٹے محمد اور جعفر بھی تھے میں اُن دونوں کو

وا۔ را تھا کہ اتنے میں ابوجعفر نے مجھ سے کہا کیا کر رہے ہو نہیں دیکھتے کہ ہم کس حال میں گھر گئے ہیں میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ مروان کے ہرکارے ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کے لئے موجود ہیں میں نے کہا مجھے اجازت دیجئے تو اُن کے مقابلہ کیلئے نکلوں، انھوں نے کہا بھلا تم عمار بن یاسر کے بیٹے ہو کر ہمارے گھر سے نکل جانا چاہتے ہو صبح کی نماز کے بعد انھوں نے مسجد کے دروازوں پر قبضہ کرلیا اور اُن کے سپاہیوں کے قلوب کو مطمئن کرنے کیلئے پوچھا کہ ابراہیم بن محمد کہاں ہیں لوگوں نے کہا یہ موجود ہیں مروان کے سپاہیوں نے اُنکو گرفتار کرلیا!

جب مروان نے ان لوگوں کو ابراہیم کی گرفتاری کا حکم دیا تھا تو اُن کی شکل وصورت وہ بتائی تھی جو ابوالعباس کی تھی جن کے متعلق اُس نے کتابوں میں پڑھا تھا اُس شکل و ہئیت کا شخص اُن کو قتل کرے گا، جب یہ سپاہی ابراہیم کو اُس کے پاس لائے تو اُس نے کہا یہ تو اُس شکل کے نہیں ہیں جو میں نے بتائی تھی سپاہیوں نے جواب دیا کہ وہ علامات جو آپ نے بیان کی تھیں دوسرے میں تھیں مروان نے اُن کو پھر اُسی شخص کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا مگر ان لوگوں کو اسکی اطلاع ہو چکی تھی وہ بھاگ کر عراق جا چکے تھے۔

(۲۶) علی بن موسیٰ کا باپ راوی ہے کہ مروان نے ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کیلئے اپنا ایک عہدیدار حمیمہ بھیجا اور اُس سے ابراہیم کی صفات بیان کردیں جب وہ شخص حمیمہ آیا تو اُس نے اُن صفات کو ابوالعباس عبداللہ بن محمد میں پایا مگر جب ابراہیم بن محمد سامنے آئے اور اُن کو امان دی گئی تو لوگوں نے اُس افسر سے کہا کہ آپ کو ابراہیم کی گرفتاری کا حکم دیا گیا ہے اور یہ تو عبداللہ ہیں چنانچہ جب یہ بات اُس پر بھی ظاہر ہوگئی تو اُس نے ابوالعباس کو چھوڑ دیا اور ابراہیم کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے لیا۔

میں اور کچھ بنی عباس اُس کے ساتھ روانہ ہوئے، ابراہیم بھی روانہ ہوا اس کے ہمراہ اُن کی ایک اُم ولد بھی تھی جسے وہ بہت محبوب رکھتا تھا۔ ہم نے اُس سے کہا کہ صرف یہ ایک آدمی ہے جو تمہاری گرفتاری کے لئے آیا ہے کیوں نہ ہم اُسے قتل کردیں اور پھر کوفہ کی راہ لیں، وہاں سب ہمارے طرفدار موجود ہیں

وہ ہماری حمایت کریں گے، ابراہیم نے کہا تمہاری مرضی، ہم نے کہا ذرا ٹھہرو ہمیں اس مقام پر پہنچنے دو جہاں سے عراق کو راستہ جاتا ہے، چنانچہ جب ہم اُس جگہ آئے جہاں سے ایک راستہ عراق کو اور دوسرا جزیرے جاتا تھا وہاں ہم نے منزل کی۔

ابراہیم کا یہ دستور تھا کہ وہ رات بسر کرنے کے لئے اپنی اُمّ ولد کے پاس ہم سے علیحدہ ہو کر چلے جاتے تھے جس کام کا ہم نے ارادہ کیا تھا اس کی اجازت کے لئے ہم ان کے پاس آئے انھیں آواز دی وہ باہر آنے کے لئے اُٹھے مگر ان کی اُمّ ولد انھیں لپٹ گئی اور کہا کہ یہ وقت آپ کے باہر جانے کا نہیں ہے اس ارادے کی کیا وجہ ہے؟ انھوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اُس نے اصرار کیا اور کہا کہ جب تک مجھے آپ اپنے ارادے سے آگاہ نہ کریں گے میں آپ کو نہ جانے دوں گی، ابراہیم نے اپنا ارادہ اُسے بتادیا اُس نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ ہرگز اُسے قتل نہ کریں ورنہ آپ کے تمام خاندان کو اس کا خمیازہ اٹھانا پڑے گا اگر آپ نے اُسے قتل کردیا تو مروان اُن سب عباسیوں کو جو حمیمہ میں ہیں قتل کردے گا، اُس نے اسوقت تک اُنھیں نہ چھوڑا جب تک کہ اُن سے وعدہ نہ لے لیا کہ وہ اُس قاصد کو قتل نہیں کریں گے، اس کے بعد وہ نکلکر ہمارے پاس آئے اور یہ واقعہ سنایا ہم نے کہا آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔

عبدالحمید بن یحییٰ مروان کا میر منشی راوی ہے کہ میں نے مروان سے کہا کیا آپ کو میری نیت پر شبہ ہے اُس نے کہا نہیں میں نے کہا کیا اگر آپ اُنسے رشتہ نکاح قائم کریں تو اس میں آپ کی توہین ہوگی اُس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا تو مجھے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ اُن سے نکاح کر دیجیے، اور خود اُن کے یہاں نکاح کر لیجیے، اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر اُن کو کامیابی ہوئی تو اس تعلق کی وجہ سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور اگر آپ غالب آ گئے تو پھر بھی اُنکی دامادی آپ کے لئے باعث عار نہیں ہوسکتی مروان نے کہا افسوس ایسی بات کا ہے کہ ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ اسے پسند نہیں کرتے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ اس کے لئے تیار ہیں تو میں خود اس امر میں سبقت کرتا۔

(۲۷) گرفتار ہونے کے بعد جب ابراہیم نے اپنے اہل وعیال کو اپنے بھائی

ابوالعباس عبداللہ بن محمد کے ہمراہ کوفہ جانے کا حکم دیا اور انھوں نے ابراہیم کو رخصت کیا تو ابراہیم نے کہا کہ یہ میری تمہاری آخری ملاقات ہے کیونکہ میں قتل کر دیا جاؤں گا اب تم سب لوگ ابوالعباس کی اطاعت و فرماں برداری کرنا ابراہیم نے اپنے بعد ابوالعباس کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا۔ اب ابوالعباس اپنے سارے خاندان کو لیکر جس میں عبداللہ بن محمد۔ داؤد، عیسیٰ۔ صالح۔ اسماعیل، عبداللہ اور عبدالصمد۔ علی کے بیٹے اور یحییٰ ابن محمد عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی اور عبدالوہاب اور محمد ابراہیم کے بیٹے موسیٰ بن داؤد اور یحییٰ بن جعفر بن تمام تھے ماہ صفر میں کوفہ آیا ابوسلمہ نے ان کو ولید بن سعد مولیٰ بنی ہاشم کے مکان واقع بنی اودمیں اوتارا اور تقریباً چالیس دن تک اپنے تمام سرداروں اور شیعوں سے ان کی حالت کو چھپائے رکھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم کی موت کے بعد ابوسلمہ نے آل ابوطالب کو خلافت دینے کا ارادہ کیا تھا۔

جبلہ بن فرّوخ اور ابوالستری وغیرہ نے یہ بات بیان کی کہ امام اپنے خاندان کے ساتھ کوفہ آ گئے ہیں مگر ابھی پوشیدہ ہیں اسپر ابوالجہم نے ابوسلمہ سے پوچھا ابوسلمہ نے انکار کیا اور کہا کہ وہ ابھی نہیں آئے مگر ابوالجہم نے سخت اصرار سے بار بار سوال کیا ابوسلمہ نے کہا ابھی اُن کے خروج کا وقت نہیں آیا ہے، اسی اثنار میں ابوالعباس کے ایک خادم سابق الخوارزمی سے ابوحمید کی ملاقات ہوئی ابوحمید نے اُس سے اُس کے آقاؤں کو دریافت کیا اُس نے کہا وہ سب کوفہ میں ہیں مگر ابوسلمہ نے اُن کو اپنے اخفا کی ہدایت کر دی ہے، ابوحمید اُسے ابوالجہم کے پاس لے آیا اُس نے ابوالجہم سے بھی وہ خبر بیان کر دی اُس نے ابوحمید کو سابق کے ہمراہ بھیجا تاکہ وہ اُن کے قیام گاہ سے واقف ہو آئے" ابوحمید وہاں جاکر واپس آیا اس مرتبہ اُس کے ہمراہ ابراہیم بن سلمہ اُن کے ہمراہیوں میں سے ایک اور شخص بھی اس کے ساتھ آیا اِن دونوں نے ابوالجہم سے آکر بیان کیا کہ امام محلہ بنی اود کے فلاں مکان میں فروکش ہیں اور یہاں آنے کے بعد انھوں نے ابوسلمہ سے سو دینار مانگ بھیجے تھے مگر اُس نے نہیں دیئے۔ یہ سنکر ابوالجہم۔ ابوحمید اور ابراہیم موسیٰ بن کعب کے پاس آئے اور اُس سے سارا واقعہ سُنایا اور اُسی وقت دو سو دینار امام کو بھیجے

اس کے بعد ابوالجہم ابو سلمہ کے پاس آیا اور پھر امام کو پوچھا اُس نے کہا ابھی اُن کے خروج کا وقت نہیں آیا کیونکہ اب تک واسط فتح نہیں ہوا ہے۔

ابوالجہم نے موسیٰ بن کعب کو آکر سارا واقعہ سُنایا اور یہاں سب کی یہ رائے ہوئی کہ امام سے ملنا چاہیے چنانچہ موسیٰ بن کعب، ابوالجہم، عبدالحمید بن ربعی، سلمہ بن محمد، ابراہیم بن سلمہ، عبداللہ الطائی اسحٰق بن ابراہیم، شراحیل، عبداللہ بن سلام، ابو حمید محمد بن ابراہیم، سلیمان بن الاسود اور محمد بن الحصین امام سے ملنے چلے، ابو سلمہ کو اُن کے جانے کی اطلاع ہوئی اُس نے انھیں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ اپنے کسی کام سے کوفے گئے ہیں، یہ جماعت ابو العباس کے پاس آئی اُنکے سامنے پہنچکر انھوں نے پوچھا کہ تم میں عبداللہ بن محمد ابن الحارثیہ کون ہے لوگوں نے کہا یہ ہیں اس جماعت نے خلیفہ کے لقب سے اُن کو سلام کیا، اس کے بعد موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم واپس آ گئے، ابوالجہم نے دوسرے اپنے ساتھیوں کو امام کے پاس ٹھہرنے کی ہدایت کی، ابو سلمہ نے ابوالجہم سے پُچھوایا کہ تم کہاں گئے تھے اُس نے کہا کہ میں اپنے امام کے پاس گیا تھا، یہ معلوم کرکے اب خود ابو سلمہ امام کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوا مگر اسکے جانے سے پہلے ہی ابوالجہم نے ابوحمید کو اطلاع دیدی کہ ابو سلمہ وہاں آرہا ہے تم صرف تنہا ابو سلمہ کو امام کے پاس جانے کی اجازت دینا اُس کے اور ساتھیوں کو باہر روک دینا۔ چنانچہ جب ابو سلمہ وہاں آیا تو اُس کے دوسرے ساتھیوں کو اندر جانے سے روک دیا گیا اور صرف ابو سلمہ کو اندر جانے کی اجازت دیگئی اس نے ابو العباس کے پاس جاکر خلیفہ کہکر اُن کو سلام کیا جمعہ کے دن ابو العباس ایک ابلق گھوڑے پر سوار ہوکر باہر نکلے اور نماز جمعہ میں امامت کی۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابو سلمہ نے خلیفہ کہکر ابو العباس کو سلام کیا تو ابوحمید نے طعن کے طور پر کہا "تجھ حرامزادے کے علی رغم انف"، مگر ابو العباس نے ابوحمید کو ڈانٹا کہ خاموش رہو۔

بیعت کے بعد ابو العباس منبر کے سب سے بلند حصہ پر آکر بیٹھے اور داؤد بن علی اُن سے نیچے بیٹھا، ابو العباس نے اپنی تقریر میں کہا۔ (۲۹)

اُس خدا کا شکر ہے کہ جس نے خوبی کے لحاظ سے اسلام کو اپنا دین بنایا اُسے شرف اور عظمت دی، اُسی دین کو ہمارے لئے پسند کیا، ہم نے اُس کی تائید کی، ہمیں اُس کا اہل جائے پناہ اور حصن بنایا ہمیں اُس کا قائم کرنے والا۔ مدافعت کرنیوالا اور ناصر بنایا۔ ہم پر یہ بات لازم کی کہ ہم اُس کے تقویٰ کی تبلیغ کرتے رہیں، صرف ہمیں اُس کا سب سے زیادہ مستحق اور اہل قرار دیا ہمیں رسول اللہ صلعم کی قرابت کے شرف سے مخصوص کیا، اُن کے اجداد سے ہمیں پیدا کیا اُنھیں کے خاندان میں ہمیں خلق کیا اور خود اُن کو ہمارے خاندان میں مبعوث فرمایا جو ہمارے دشمنوں کے لئے کڑوے اور ہم مسلمانوں پر نہایت ہی مہربان تھے، اللہ نے اسلام اور اُن کی قرابت کی وجہ سے ہمارا مرتبہ بلند کردیا اور اس کے لئے اپنی کتاب ناطق میں یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّمَا یرید اللہ لِیُذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔ (ترجمہ اے اہل بیت (نبی)، اللہ چاہتا ہے کہ میل کچیل کو تم سے دور کردے اور تمکو اچھی طرح پاک صاف کردے) اس کے بعد اللہ نے فرمایا۔ قل لا اسئلکم اجرا الا المودۃ فی القربیٰ) (اے محمد کہدو کہ میں تم سے سوائے اپنے قرابت داروں کی دوستی کے اور کوئی اجر نہیں مانگتا) پھر فرمایا۔ (وانذر عشیرتک الاقربین) (اپنے قریبی خاندان والوں کو ڈراؤ) پھر فرمایا۔ (ما افاء اللہ علیٰ رسولہ من اھل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ) (اہل ملک سے جو خراج اللہ اپنے رسول کو دے وہ اللہ کے لئے ہے اُس کے رسول کے لئے قرابت داروں کے لئے اور یتیموں کے لئے ہے۔ پھر کہتا ہے، (واعلموا انما غنمتم من شئ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ) اے مسلمانو تمکو معلوم ہونا چاہیئے کہ جو غنیمت تمکو ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا ہے اُس کے رسول کا ہے قرابت داروں کا ہے اور یتامیٰ کا ہے۔ اس طرح اللہ عزوجل نے ہماری فضیلت بتادی اور ہمارے حق اور دوستی کو مسلمانوں پر واجب قرار دیا۔ ہماری عزت افزائی کی اور اپنے فضل سے خراج اور غنیمت میں ہمارا حصہ مقرر کردیا۔ گمراہ سبائیہ فرقہ کا یہ خیال باطل ہے کہ حکومت سیاست اور خلافت کے ہمارے سوا دوسرے

لوگ زیادہ مستحق ہیں اس کی توجیہ و تاویل کرتے کرتے اُن کی صورتیں بدل گئیں، اے لوگو
اللہ نے ہمارے ذریعہ گمراہی کے بعد لوگوں کو ہدایت دی۔ جہالت کے بعد عقل (۳۰)
دی، ہلاکت سے بچالیا۔ حق کو ظاہر کیا۔ باطل کو شکست نابود کردیا۔ اُن میں جو بات
بری تھی ہمارے ذریعہ اُس کی اصلاح کی پست کو بلند کردیا۔ ناقص کو کامل بنا دیا اختلاف
کو اتفاق سے بدل دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو آپس میں ہمیشہ سے ایک دوسرے کے
دشمن چلے آتے تھے وہ اپنی دنیا و دین میں ایک دوسرے کے ہمدرد، بہی خواہ اور
شفیق بن گئے۔ اور آخرت میں وہ ایک دوسرے کے بھائی کی طرح آمنے سامنے
تخت پر متمکن ہوں گے، اللہ نے یہ بات بطور احسان اور عطا کے محمد صلعم کو دی
اُن کے وصال کے بعد اُن کے صحابہ وارثِ حکومت ہوئے جو باہمی مشورہ سے
حکومت کرتے تھے اُنھوں نے دوسری اقوام کے ممالک فتح کرڈالے اُن کے
تمام مال پر قبضہ کرلیا مگر اُس کی تقسیم میں اُنھوں نے عدل کیا جہاں خرچ کا موقع تھا وہاں
خرچ کیا باقی جو بچا اُسے مستحقین کو دیدیا اور خود بھوکے رہے اپنے لئے کچھ نہیں لیا۔
اُن کے بعد بنو حرب اور مروان نے دھوکہ سے حکومت پر قبضہ جمایا اور آپس
میں ایک دوسرے کے حوالے کرتے آئے، حکومت میں ظلم شروع کیا خود ہر طرح
کا نفع اُٹھایا اور رعایا پر مظالم ڈھلائے کچھ عرصہ کے لئے اللہ نے اُنھیں ڈھیل دی
اور جب وہ اُن کی اصلاح کی جانب سے مایوس ہوگیا تو اُس نے ہمارے ہاتھوں
اُن سے اپنا انتقام لیا اور ہمارا حق پھر ہمیں دیدیا۔ ہمارے ذریعے ہماری قوم کی پابجائی
کی۔ اُس نے ہماری مدد کی اور اس لئے ہماری حکومت قائم کردی تاکہ ہمارے
واسطے سے وہ اُن پر احسان کرے جنکو اس سرزمین میں کمزور و حقیر سمجھا گیا تھا۔

جس طرح اللہ نے ہمارے خاندان سے اُسکی ابتدا کی تھی اُسی طرح آخر میں ہمیں کو
اُس نے پھر اس کا وارث بنادیا مجھے اللہ سے یہ توقع ہے کہ اب اُس گوشہ سے
تم پر کوئی ظلم یا زیادتی نہ ہوگی جہاں سے تمکو خیر پہنچتا رہا ہے اور جہاں سے ہمیشہ
بہبودی حاصل ہوئی ہے وہاں سے اب خرابی یا بربادی تمکو حاصل نہ ہوگی۔
ہم اہل بیت صرف اللہ ہی سے توفیق طلب کرتے ہیں۔

اے کوفے والو۔ تم اس بات کے اہل ہو کہ ہم تم سے محبت و اخلاص برتیں

کیونکہ تم ہمارے حق کے اعتراف سے کبھی منحرف نہیں ہوئے اور باوجود ظالموں کے ظلم کے اتم نے ہماری محبت کو کم نہ ہونے دیا اللہ کا احسان ہے کہ تم نے ہمارا عہد پالیا ہم تمکو سب سے زیادہ بختاور سمجھتے ہیں اور سب سے زیادہ تمہاری عزت کرتے ہیں۔ ہم نے تمہاری عطار میں سو دینار کا اضافہ کر دیا ہے۔ اب جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ کیونکہ میں بڑا خون بہانے والا اقتال ہوں اور پورا پورا انتقام لوں گا چونکہ سفاح بہت ہکلا تھا اس وجہ سے اس مقام پر پہنچکر اُسے اس قدر ہکلاہٹ شروع ہوئی کہ وہ تقریر جاری نہ رکھ سکا اور منبر پر ہی بیٹھ گیا۔

اس کے بعد داؤد بن علی منبر پر چڑھا مگر سفاح سے کئی زینہ نیچے کھڑا ہوا اور اپنی تقریر شروع کی۔

(۳۱) اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے ہمارے دشمن کو ہلاک کیا اور ہمارے نبی محمد صلعم کی میراث پھر ہمیں عطا فرمائی اے لوگو۔ دنیا پر جو ظلمت طاری تھی آج اُٹھ گئی ہے اُس کا پردہ کھُل گیا ہے زمین و آسمان منور ہو چکے ہیں آفتاب شرق سے طلوع ہو چکا ہے چاند اپنے مطلع سے بلند ہو چکا ہے کمان اُس کے بنانے والے کے ہاتھ آگئی ہے تیر اپنے چلّے میں واپس آگیا ہے اور حق اپنے حیز اصلی یعنے تمہارے نبی کی اہل بیت میں جو تم پر عنایت و مہربانی کرنے والے ہیں پھر واپس آگیا ہے، اے لوگو ہم اس لئے حکومت حاصل کرنے نہیں اٹھے کہ اپنی دولت کو زیادہ کریں۔ اپنی جائداد بڑھائیں نہریں کھودیں اور عالیشان قصر تعمیر کریں بلکہ جب اُنھوں نے ہمارے حقوق کو پائمال کیا ہمارے چچیرے بھائیوں پر مظالم کئے ہمیں سخت غیرت آئی اور ان حالات کو ہم برداشت نہ کر سکے اسی طرح جو سلوک اُنھوں نے تمہارے ساتھ کیا اور جو درگت تمہاری بنائی جس بری حالت کو تم پہنچ گئے تھے ان تمام باتوں کی وجہ سے ہمیں اپنے بستروں پر چین نہیں آتا تھا۔ بنی امیہ نے جو طرز عمل تمہارے ساتھ روا رکھا جس طرح اُنھوں نے تمکو کھلونا سمجھکر تم سے بازی گری کی تمکو ذلیل کیا۔ تمہاری آمدنی صدقات اور مال غنیمت پر خود قبضہ کر لیا اس کی وجہ سے ہم سخت پیچ و تاب کھاتے رہے اور اب ہم اللہ اور اسکے رسول اور عباس رحمۃ اللہ کے واسطے اپنے اُوپر یہ ذمہ لیتے ہیں کہ

اس معاملہ میں ہم ہر خاص و عام کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق عمل کریں گے

بنی حرب، بنی امیہ اور بنی مروان ہلاک ہوں کیونکہ اُنھوں نے اپنے عہد میں دنیائے فانی کو آخرت باقی پر ترجیح دی اسوجہ سے اُنھوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا۔ خلق اللہ پر مظالم کئے۔ محارم کو توڑ دیا۔ جرائم کئے، بندوں کے ساتھ اپنے طرز حکومت میں جور کیا جن علاقوں سے لذت حاصل کی اُنھیں پر ظلم کئے، بوجھوں کی گٹھری اُٹھائی اور برائیوں کی چادر اُوڑھی، گناہ کر کے اکڑتے تھے اور اللہ کی آہستہ مگر سخت گرفت کی طرف سے آنکھ بند کر کے اور اللہ کی چال سے بے خوف ہو کر گمراہی کے میدان میں گھوڑے دوڑاتے
تھے کہ اتنے میں رات کے وقت جب کہ وہ سو رہے تھے اچانک اللہ کا غضب (۳۲)
اُن پر نازل ہوا وہ اس طرح برباد ہوئے کہ صرف افسانہ رہ گئے اُن کے پرزے پرزے ہو گئے اور بے شک ظالموں کے لئے تباہی پہلے سے لکھی ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے مروان پر ہمیں مسلط کر دیا اگرچہ اپنے غرور کیوجہ سے وہ اللہ کی گرفت سے بالکل بے خطر تھا چونکہ اُس دشمن خدا کے گلے کی رسّی دراز تھی اسلیئے وہ اسوقت تو بچ کر نکل گیا اور اُس نے یہ گمان کیا کہ ہم اس پر قابو نہیں پا سکتے اُس نے اپنی جماعت کو بلایا اپنی تمام تدابیر سے کام لیا اور اپنے رسالہ کے دستوں کو مقابلہ پر بڑھایا مگر یہ سب تدبیریں بیکار ہوئیں اُس نے اپنے چاروں طرف اللہ کی شوکت و سطوت اور گرفت کو محیط پایا جس نے اُس کے ادعائے باطل اور گمراہ کن خیالات کا قلع قمع کر دیا اور وہ ہر طرف سے بربادی کے حلقہ میں گھر گیا اللہ نے ہماری عزت اور شرافت کو سربلند کر دیا ہمیں ہمارا حق وراثت واپس دلایا۔

اے لوگو۔ امیر المومنین (اللہ اُن کی ہمیشہ مدد کرتا رہے) نماز کے بعد پھر منبر پر آکر اپنی تقریر ختم کریں گے کیونکہ وہ جمعہ کے خطبہ میں اور باتوں کو بیان کرنا نہیں چاہتے علاوہ بریں سخت ہکلے پن کی وجہ سے بھی وہ اپنی تقریر پوری نہیں کر سکے آپ اللہ سے اُن کی سلامتی اور عافیت کی دعا مانگیں کیونکہ اللہ نے انکو اس مروان کی جگہ آپ کا امیر المومنین بنایا ہے جو اللہ کا دشمن شیطان کا جانشین تھا

جو اُن کمینوں کا پیرو تھا جنھوں نے امن کے بعد سرزمین خدا پر فساد برپا کیا اسطرح کہ اس کے دین کو بدل دیا مسلمانوں کے حریم کی پردہ دری کی، موجودہ امیرالمومنین اگرچہ جوان ہیں مگر اُن میں ادھیڑ عمر والوں کی عقل اور تجربہ ہے۔ بردبار ہیں اپنے اُن نیک اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہیں جنھوں نے ہدایت اور تقویٰ کے راستے اور طریقے بتا کر بربادی کے بعد دنیا کی اصلاح کی ہے۔

اسپر تمام لوگوں نے ابوالعباس سفاح کے لئے دعا مانگی، پھر داؤد نے کہا "اے اہل کوفہ ہم پر ہمیشہ ظلم ہوتا رہا ہمارا حق ہم سے چھین لیا گیا تھا یہانتک کہ اللہ نے اہل خراسان کو ہمارا حامی بنایا اُن کے ذریعے ہمارا حق ہمیں ملا۔ ہمارا استحقاق خلافت آشکارا ہوا اور ہماری حکومت کو اُن سے قوت ملی اور اللہ نے تمکو وہ بات دکھادی جسکا تم کو شوق تھا اور جسکا تمکو ہر وقت انتظار تھا اور وہ یہ کہ ایک ہاشمی کو اب تمہارا خلیفہ مقرر کیا جس سے تم سرخرو ہو گئے اہل شام پر تمکو مسلط کر دیا سلطنت تمکو دیدی۔ اسلام کو قوی کر دیا اور تم کو ایسا امام عطا فرمایا جسے (۳۳)
اللہ نے عدالت اور حسن تدبیر دونوں سے بہرہ اندوز کیا ہے اسپر تمکو اللہ کا شکر کرنا چاہیئے، ہماری فرمانبرداری کو اپنے اُوپر لازم کر لو اور خود اپنے خلاف کوئی دھوکہ یا فریب نہ کرو کیونکہ ہماری حکومت دراصل تمہاری حکومت ہے، ہر خاندان کا ایک شہر ہوتا ہے ہم تمکو اپنا شہر سمجھتے ہیں۔

رسول اللہ صلعم کے بعد سوائے امیرالمومنین علی بن ابی طالب یا ابن عبداللہ بن محمد (اُس طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے) کے اور کوئی خلیفہ جائز منبر پر تقریر کرنیکو نہیں کھڑا ہوا۔ تم لوگوں کو معلوم رہے کہ اب یہ حکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے گی یہاں تک کہ ہم خود اُسے حضرت عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ کے سپرد کریں گے، جو مصائب ہم پر گذرے اور اب جو نعمت ہمیں حاصل ہوئی ہے ہم اس پر رب العالمین کا شکر ادا کرتے ہیں"

اس کے بعد ابوالعباس منبر سے اُتر آئے داؤد بن علی اُن کے آگے آگے تھا یہ مقام مقصورہ میں آگئے پھر ابوجعفر کو بیعت کے لئے سب کے سامنے مسجد میں بٹھایا گیا، بیعت لیتے لیتے عصر کی نماز کا وقت آگیا اُنھوں نے عصر کی نماز پڑھائی

اور پھر مغرب کی نماز بھی پڑھائی اب رات ہوگئی اور یہ قصر میں چلے آئے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ہں زمانے میں داؤد بن علی اور اس کا بیٹا موسیٰ دونوں عراق یا کسی اور ملک میں قیام پذیر تھے یہ دونوں شراۃ جار ہے تھے کہ دومۃ الجندل میں ابو العباس سے اُن کی ملاقات ہوئی جو کوفہ جارہے تھے اُن کا بھائی ابو جعفر عبداللہ بن محمد، عبداللہ بن علی، عیسیٰ بن موسیٰ یحییٰ ابن جعفر بن تمام بن العباسؓ اور کچھ موالی اُن کے ہمراہ تھے، داؤد نے اُن سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے اور کیا قصّہ ہے ابو العباس نے سارا قصّہ سنایا اور بتایا کہ ہم کوفے جارہے ہیں تاکہ وہاں اپنی تحریک کو علی الاعلان شروع کریں، داؤد نے کہا اے ابو العباس تم کوفہ جارہے ہو حالانکہ مروانیوں کا سرخیل مروان بن محمد اہلِ شام وجزیرہ کو لئے ہوئے حران میں عراق کے سر پر بیٹھا ہوا ہے اور خود عراق میں عربوں کا بڑا سردار یزید بن عمر بن ہبیرہ عربوں کی مرکز میں موجود ہے ان حالات میں تمکو کامیابی کی کیا امید ہوسکتی ہے، ابو العباس نے کہا جس نے زندگی کو محبوب رکھا وہ ذلیل ہوا پھر (۳۴)
اُس نے تمثیلاً اعشیٰ کا یہ شعر پڑھا۔

فما میتۃ إن متّہا غیر عاجز　　بعار اذا ما غالت النفس غولہا

جب لوگ موت کے خوف سے مرعوب ہو رہے ہوں ابھی جنگ میں اگر میں عزت سے جان دیدوں چاہے وہ کیسی ہی موت ہو اُس موت میں کوئی عار نہیں۔

یہ سن کر داؤد بن علی نے اپنے بیٹے موسیٰ کی طرف دیکھا اور کہا بخدا تمھارا بھائی سچا ہے مجھے اسی کے ساتھ لیچلو سب زندہ رہیں گے تو عزت سے مریں گے تو عزت سے، چنانچہ یہ سب کوفے پلٹے۔

جب حمیمہ سے کوفے آنے کے ارادے سے اس جماعت کی روانگی کو عیسیٰ بن موسیٰ یاد کرتا تو کہا کرتا تھا کہ صرف چودہ آدمی تھے جو اپنے گھر بار کو چھوڑکر ہمارے اغراض عالیہ کے حاصل کرنے کے لئے نکلے تھے اُن کی ہمت بڑی، حوصلے بلند اور دل جری تھے۔

# ۱۳۲ھ ہجری کے بقیہ واقعات

## ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی کی بیعت کی مزید تفصیل

ابوالعباس کی بیعت کے متعلق مذکورۂ بالا بیان کے علاوہ حسب ذیل روایت یہاں بیان کیجاتی ہے۔

جب ابوسلمہ کو معلوم ہوا کہ مروان نے امام ابراہیم بن محمد کو قتل کر دیا تو اُسکے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب بنی العباس کیلئے تحریک شروع کی جائے اُن کے علاوہ دوسروں کی دعوت کے خیال کو اس نے اپنے دل میں چھپائے رکھا اپنے ساتھیوں اور اہل بیت کے ہمراہ ابوالعباس کوفے آئے ابوسلمہ نے اُنھیں بنی اود میں ولید بن سعد کے گھر میں فروکش کیا جب کبھی ابوسلمہ سے امام کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ یہی کہتا کہ عجلت مت کرو ابھی وقت نہیں آیا ہے۔

کچھ عرصہ تک وہ اسی اصول پر کاربند رہا اس زمانے میں وہ اپنی چھاؤنی واقع حمّام اعین میں مقیم تھا ایک دن ابوحمید کناسے جا رہا تھا کہ اُسے امام ابراہیم کا ایک ملازم سابق الخوارزمی راستے میں ملا چونکہ ابوحمید امام سے ملنے شام جایا کرتا تھا اسلئے
اس ملازم کو پہچانتا تھا اُس نے پوچھا کہ امام ابراہیم کیسے ہیں اُس نے جواب دیا کہ امام کو (۳۵)
مروان نے دھوکے سے قتل کر دیا اُنھوں نے اپنے بھائی ابوالعباس کو اپنے بعد اپنا وصی اور جانشین مقرر کیا اور وہ اپنے تمام اہل بیت کے ساتھ کوفے آگئے ہیں، ابوحمید نے اُس ملازم سے کہا کہ تم مجھے اُن کے پاس لے چلو چونکہ سابق نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ وہ بغیر اُن کے علم کے کسی اور کو اُن کا پتہ دے اسوجہ سے اُس نے ابوحمید سے کہا کہ آپ کل اسی جگہ مجھ سے ملئے پھر میں اس کا جواب دونگا حسب وعدہ دوسرے دن ابوحمید اُسی جگہ آیا وہاں اُسے سابق ملا۔ پھر سابق اُسے ابوالعباس اور اُنکے اہل بیت کے پاس لایا جب یہ مکان کے اندر آیا تو اُس نے پوچھا کہ آپ میں

خلیفہ کون ہیں داؤد بن علی نے ابو العباس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ تمہارے امام اور خلیفہ ہیں، ابو حمید نے خلیفہ کہکر ان کو سلام کیا، اُن کے ہاتھ پاؤں چومے اور کہا کہ جو حکم ہو ہمیں دیجیئے نیز اُس نے ابو العباس سے امام ابراہیم کے قتل کی تعزیت کیا۔

ابراہیم بن سلمہ بھیس بدل کر ابو سلمہ کی چھاؤنی میں آیا اور ابو الجہم سے آکے ملا۔ جب ابو الجہم نے اُس سے اخفاء راز کا وعدہ کرلیا تو اُس نے کہا کہ میں ابو العباس اور اُنکے اہل بیت کا قاصد ہوں۔ فلاں فلاں صاحب اُن کے ہمراہ ہیں اور وہ فلاں مکان میں مقیم ہیں۔ اُنھوں نے اُن اُونٹوں کا کرایہ دینے کے لئے جنپر وہ یہاں آئے ہیں سو دینار ابو سلمہ سے مانگ بھیجے تھے مگر اُس نے ابتک نہیں بھیجے۔ اتنے میں ابو حمید بھی ابو الجہم کے پاس آگیا اور اس نے امام کے آنے کا سارا واقعہ اُسے بتایا اب ابو الجہم ابو حمید مع ابراہیم بن سلمہ کے موسیٰ بن کعب کے پاس آئے ابو الجہم نے اُس کو سارا واقعہ سنایا اور ابراہیم بن سلمہ نے جو اطلاع دی تھی وہ بھی بیان کردی۔ موسیٰ بن کعب نے ابو الجہم کو حکم دیا کہ سب سے پہلے وہ رقم فوراً بھیجدی جائے چنانچہ ابو الجہم اُس کے پاس سے واپس آیا اُس نے مطلوبہ دینار ابراہیم کے حوالے کیئے اُسے ایک خچر پر سوار کردیا اُس کے ساتھ دو اور آدمی کردیئے جو اُسے کوفے تک پہنچا آئے۔

جب تمام فوج میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ مروان نے امام ابراہیم کو قتل کردیا ہے تو ابو الجہم نے ابو سلمہ سے کہا اگر وہ قتل ہوگئے تو اب ان کے بھائی ابو العباس اُن کے بعد خلیفہ اور امام ہیں مگر ابو سلمہ نے اس تجویز کو مسترد کردیا اور ابو الجہم کو حکم دیا کہ چونکہ یہ (۳۶)
لوگ فتنہ و فساد برپا کرنا چاہتے ہیں تم ابو حمید کو کوفے مت جانے دو۔ اس واقعہ کے دوسری رات کو ابراہیم بن سلمہ ابو الجہم اور موسیٰ بن کعب کے پاس آیا اُن سے آکر ابو العباس اور اُن کے اہل بیت کا پیام پہنچایا وہ اُس رات تمام سرداران فوج اور شیعوں سے ملتا رہا اب یہ سب موسیٰ بن کعب کے فرودگاہ میں جمع ہوگئے۔ اس مجلس میں عبد الحمید بن ربعی۔ سلمہ بن محمد۔ عبد اللہ الطائی۔ اسحق بن ابراہیم شراحیل اور عبد اللہ بن بسام وغیرہ فوجی سردار شریک تھے سب کا مشورہ یہی ہوا کہ ابو العباس اور اُن کے اہل بیت سے جاکر ملیں۔ دوسرے دن یہ پوشیدہ طور پر علیحدہ علیحدہ کوفے آئے موسیٰ بن کعب، ابو الجہم اور ابو حمید

جسکا اصلی نام محمد بن ابراہیم ہے اس جماعت کے نمایندے تھے یہ سب ولید بن سعد کے مکان اگر ابو العباس کی جماعت کے پاس آئے موسیٰ بن کعب اور ابو الجہم نے ابو العباس کو دریافت کیا لوگوں نے اشارے سے اُن کو بتا دیا ان سب نے اُن کو سلام کیا۔ امام ابراہیم کی موت پر تعزیت کی اور پھر اپنی فوج میں چلے آئے مگر ابو حمید، ابو مقاتل۔ سلیمان بن الاسود۔ محمد بن الحسین، محمد بن الحارث نہار بن حصین۔ یوسف بن محمد اور ابو ہریرہ محمد بن فروخ کو ابو العباس کے پاس چھوڑ آئے۔

چونکہ ابو سلمہ کو ابو الجہم کے کوفے جانے کی خبر مل چکی تھی اُس نے ابو الجہم سے بلا کر پوچھا کہ تم کہاں تھے؟ ابو الجہم نے کہا میں اپنے امام کے پاس تھا اتنا کہکر وہ باہر آگیا اُس نے فوراً حاجب بن صدان کو بلا کر کوفے بھیجا اور کہا کہ ابو العباس کے پاس جاؤ اور اُن کو خلیفہ کہکر سلام کرو، نیز اُس نے ابو حمید اور اُس کے دوسرے ساتھیوں سے کہلا بھیجا کہ اگر ابو سلمہ وہاں آئے تو صرف تنہا اُسکو اندر جانے دینا اگر وہ اندر آئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لے تو خیر ورنہ وہیں اُس کا سر اوڑا دینا۔

اسکے کچھ ہی دیر بعد ابو سلمہ وہاں پہنچا۔ تنہا امام کے پاس آیا اور خلیفہ کہکر ابو العباس کو سلام کیا، ابو العباس نے حکم دیا کہ تم اپنی چھاؤنی میں واپس جاؤ وہ اُسی رات پلٹ آیا۔

(۳۷) صبح ہوتے ہی لوگوں نے ہتھیار زیب تن کئے اور ابو العباس کے خروج کے انتظار میں صف بستہ ہو گئے، لوگ ابو العباس کے پاس سواری کے جانور لے آئے یہ اپنے اہل بیت کے ساتھ اُن پر سوار ہو کر جلوس کی شکل میں ۱۲۔ ربیع الآخر جمعہ کے دن کوفے کے سرکاری محل میں داخل ہوئے۔ پھر سرکاری محل سے مسجد آئے اور منبر پر چڑھے اپنی تقریر میں حمد وثنا کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت اور رسول اللہ صلعم کی فضیلت بیان کی پھر ولایت و وراثت کو بیان کرتے ہوئے اُن کا سلسلہ اپنے اُوپر ختم کیا لوگوں سے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور پھر خاموش ہو گئے، اُن کے بعد داؤد بن علی نے اُن سے تین درجے نیچے منبر پر کھڑے ہو کر تقریر کی حمد وثنا کے بعد کہا "اے لوگو تمھارے اور رسول اللہ صلعم کے درمیان صرف

دو خلیفہ ہوئے ایک حضرت علیؓ اور دوسرے یہ ابوالعباس جو میرے پیچھے بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد دونوں منبر سے اُتر آئے۔

قصر امارت سے نکل کر خود ابوالعباس نے حمام اعین میں ابوسلمہ کی چھاؤنی میں پڑاؤ کیا اور اس کے کمرے میں فروکش ہوئے دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا گیا، اس وقت عبداللہ بن بسام ابوالعباس کا حاجب تھا، ابوالعباس نے کوفے اور اس کے علاقے پر اپنے چچا داؤد بن علی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ اپنے دوسرے چچا عبداللہ بن علی کو ابوعون بن یزید کے پاس بھیجا۔ اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو حسن بن قحطبہ کے پاس بھیجا جس نے اُسوقت واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا، یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو حمید بن قحطبہ کے پاس مداین بھیجا۔ ابوالیقظان عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر کو بسام بن ابراہیم بن بسام کے پاس اہواز بھیجا۔ سلمہ بن عمرو بن عثمان کو مالک بن طریف کے پاس بھیجا۔ خود ابوالعباس اسی چھاؤنی میں کئی ماہ تک قیام پذیر رہے پھر وہاں سے روانہ ہو کر قصر کوفہ کے مدینۃ الہاشمیہ میں فروکش ہوئے کوفے منتقل ہونے سے پہلے ہی، ابوسلمہ کے ساتھ ابوالعباس کے سلوک میں فرق پڑ گیا تھا جس سے خود ابوسلمہ بھی واقف ہو چکا تھا۔

اسی سنہ میں مروان بن محمد کو زاب پر شکست ہوئی۔

## جنگ زاب

(۳۸)

قحطبہ نے ابوعون عبدالملک بن یزید الازدی کو نہاوند سے شہر زور بھیجا اس نے وہاں عثمان بن سفیان کو قتل کر دیا اور خود موصل کی ایک سمت آکر فروکش ہو گیا، جب مروان کو عثمان کے قتل کی خبر معلوم ہوئی وہ حران سے روانہ ہو کر اپنے راستے کی ایک فرودگاہ میں آکر فروکش ہوا اور پوچھا کہ اس منزل کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے کہا بلوسیٰ۔ مروان نے کہا بلکہ علویٰ اور بشریٰ اسکا نام ہے، اس منزل سے روانہ ہو کر وہ راس العین ہوتا ہوا موصل آیا، دجلے پر پڑاؤ کیا اور اپنے سامنے ایک

خندق کھودلی۔ دوسری جانب سے ابوعون دریائے زاب پر آکر فروکش ہوا۔ ابو سلمہ نے عُیینہ بن موسیٰ منہال بن قتان اور اسحق بن طلحہ کو تین تین ہزار فوج کے ساتھ ابوعون کی مدد کے لئے بھیجا۔ اپنی خلافت کے اعلان کے بعد ابوالعباس نے سلمہ بن محمد کو دو ہزار فوج کے ساتھ، عبداللہ الطائی کو پندرہ سو کے ساتھ عبدالحمید بن ربعی الطائی کو دو ہزار کے ساتھ اور وداس بن نضلہ کو پانسو کے ساتھ ابوعون کی مدد کے لئے روانہ کیا پھر ابوالعباس نے اپنے اہل خاندان کو مخاطب کر کے پوچھا کہ آپ میں سے کون مروان کے مقابلہ پر جانا چاہتا ہے، عبداللہ بن علی نے کہا میں تیار ہوں ابوالعباس نے اللہ کی برکت کی دعا دیکر اُن کو روانہ کیا، عبداللہ بن علی ابوعون کے پاس آیا اُسکے آتے ہی اُس نے اپنے خیمے مع تمام ساز و سامان کے اُس کے حوالے کر دیئے، عبداللہ بن علی نے حیاش بن حبیب الطائی کو اپنے محافظ دستے پر مقرر کیا نصیر بن المحتفز کو اپنا پہرے دار بنایا، نیز ابوالعباس نے موسیٰ بن کعب کو تیس آدمیوں کے ساتھ ڈاک کے ذریعے عبداللہ بن علی کے پاس بھیجدیا۔

۲۔ جمادی الآخر ۱۳۲ھ ہجری کو عبداللہ بن علی نے دریا کی گہرائی دریافت (۳۹) کی چنانچہ دریائے زاب میں ایک پایاب مقام ہمدست ہوگیا اُس نے عُیینہ بن موسیٰ کو دریا عبور کرنے کا حکم دیا عُیینہ پانچ ہزار فوج کے ساتھ دریا کو عبور کر کے مروان کے پڑاؤ پر حملہ آور ہوا۔ شام تک فریقین لڑتے رہے جنگ کے لئے آگ کے الاؤ روشن کر دیئے گئے تھے اب دونوں فریقوں نے لڑائی ختم کر دی اور عُیینہ اُسی پایاب مقام سے دریا کو عبور کر کے پھر عبداللہ بن علی کے پڑاؤ میں چلا آیا

صبح کو مروان نے دریا پر پُل باندھا اور اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا کہ وہ عبداللہ بن علی کے پڑاؤ کے زیریں جانب جائے اور وہاں خندق کھود کر مورچہ زن ہو جائے اُس کے مقابلے پر عبداللہ بن علی نے مخارق بن غفار کو چار ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا یہ عبداللہ بن علی کے پڑاؤ سے پانچ میل کے فاصلے پر مورچہ زن ہوا، عبداللہ بن مروان نے ولید بن معاویہ کو اُس کے مقابلے پر بھیجا دونوں میں لڑائی ہوئی جسمیں مخارق کی فوج نے شکست کھائی اُن میں سے کچھ قید کر لئے گئے اور کچھ مارے گئے، ولید نے اُنکو عبداللہ کے پاس بھیجدیا اور اس نے مقتولین کے سروں کے ساتھ انھیں

مروان کے پاس بھیجدیا، مروان نے حکم دیا کہ کسی قیدی کو میرے سامنے لاؤ، مخارق کو اُس کے پاس لائے یہ نحیف الجثہ تھا، مروان نے پوچھا تم مخارق ہو اُس نے کہا نہیں میں تو فوج کے غلاموں میں ہوں، مروان نے کہا کیا تم مخارق کو پہچانتے ہو اُس نے کہا جی ہاں مروان نے حکم دیا کہ اچھا یہ سر دیکھکر پہچانو، اُس نے ایک سر کو دیکھکر کہا یہ مخارق ہے، مروان نے اُسے رہا کر دیا مروان کے کسی ساتھی نے جب مخارق کو دیکھا جسے وہ پہچانتا نہیں تھا تو کہنے لگا اللہ ابومسلم کا برا کرے وہ کسقدر ذلیل نفروں کو ہم سے لڑانے لایا ہے۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مروان نے مخارق سے پوچھا کہ کیا تم دیکھکر مخارق کو پہچان لوگے کیونکہ مقتولین کے جو سر ہمارے پاس آئے ہیں اُنکے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں مخارق کا سر بھی ہے اُس نے کہا جی ہاں، مروان نے سروں کو اُس کے سامنے لانے کا حکم دیا اُس نے دیکھکر کہا کہ ان میں مجھے مخارق کا سر نظر نہیں آتا اور میرا خیال یہ ہے کہ وہ بھاگ گیا، مروان نے اُسے چھوڑ دیا جب عبداللہ بن علی کو مخارق کی شکست کی خبر ہوئی تو موسیٰ بن کعب نے اُسے مشورہ دیا کہ قبل اس کے کہ یہ شکست خوردہ فوج ہمارے پڑاؤ میں آئے اور اس کی وجہ
سے مخارق کی شکست کا واقعہ ساری فوج میں معلوم ہو آپ خود مروان کے مقابلے ۱۴۰ ر
پر نکلیں، عبداللہ بن علی نے محمد بن صول کو بلا کر اُسے فوج کے پڑاؤ پر اپنا جانشین مقرر کیا، اُس کے میمنے پر ابوعون اور میسرے پر مروان ابوالولید بن معاویہ چلے۔

مروان کے ہمراہ تین ہزار محمرہ کے باشندے تھے، ذوکانیہ، صحصیہ اور راشدیہ جماعتیں بھی تھیں جب دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تو مروان نے عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ اگر آج زوال آفتاب کے بعد وہ ہم سے لڑے تو ہم ہمیشہ کے لئے اُن کا خاتمہ کر دیں گے اور اگر زوال آفتاب سے پہلے ہی وہ ہم سے لڑ پڑے تو پھر ہماری تباہی یقینی ہے۔

مروان نے صلح کے لئے عبداللہ بن علی کے پاس سفیر بھیجے مگر عبداللہ اُس کی چال میں نہیں آیا اور اُس نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے ہم زوال آفتاب سے پہلے ہی اپنے رسالے سے اُسے پامال کر دیں گے انشاءاللہ، مروان نے شامیوں کو

ہدایت کی کہ زوال سے پہلے وہ خود جنگ کی ابتدا نہ کریں بلکہ چپ کھڑے رہیں وہ خود
آفتاب کو دیکھنے لگا اتنے میں اُس کے داماد ولید بن معاویہ بن مروان نے حملہ کر دیا
مروان کو اس حرکت پر بہت طیش آیا اُس نے اُسے برا بھلا کہا، ابن معاویہ عبداللہ بن علی
کے میمنہ سے لڑنے لگا ابو عون عبداللہ بن علی کی طرف پسپا ہونے لگا، اس پر
موسیٰ بن کعب نے عبداللہ سے کہا کہ آپ تمام فوج کو حکم دیجیئے کہ وہ گھوڑوں سے
اُتر پڑے چنانچہ اعلان کر دیا گیا کہ سب لوگ پیدل ہو جائیں، سب لوگ پیدل
ہو گئے، اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر انھوں نے نیزے تان لیئے اور دشمن سے لڑنے لگے
تھوڑی دیر میں لڑائی کا یہ رنگ پلٹا کہ اہل شام پیچھے ہٹنے لگے گویا کہ وہ رافعت کر رہے
ہیں عبداللہ پاپیادہ آگے بڑھا وہ کہتا جاتا تھا بار الٰہ وہ کب موقع آئے گا کہ ہم تیرے
حق کی خاطر ان گمراہوں کو جی بھر کر قتل کریں گے، دوسری طرف سے اہل خراسان
نے للکارا ابراہیم کا بدلہ لو، یا محمد یا منصور!! اب نہایت خونریز لڑائی ہونے لگی،
مروان نے بنی قضاعہ سے کہا کہ تم اوتر پڑو اور انھوں نے جواب دیا کہ تم بنی سلیم کو
حکم دو کہ وہ پیدل ہو جائیں اُس نے سکاسک سے کہلا کر بھیجا کہ حملہ کرو اُنھوں نے
جواب دیا کہ تم بنی عامر کو حکم دو کہ حملہ کریں، اب اس نے بنو سکون سے کہلا کر بھیجا
کہ حملہ کرو اُنھوں نے جواب دیا کہ تم غطفان سے کہو کہ وہ حملہ کریں اب اُس نے
اپنے خاص محافظ دستے کے سردار کو پیدل ہو جانے کا حکم دیا اُس نے اُس کی
بجا آوری سے انکار کیا اور کہا کہ میں اُن کے نیزوں کا نشانہ نہیں بننا چاہتا۔ (۴۱)
مروان نے کہا میں تم کو اس کی سزا دوں گا اس نے کہا کہ میں تو چاہتا ہوں کہ کاش
تمکو اس کی قدرت کبھی نصیب ہو جائے۔ اس کے بعد ہی شامیوں کو شکست ہوئی
مروان بھاگا اور اُس نے پل توڑ دیا چنانچہ جسقدر جنگ میں مارے گئے اُنسے بہت
زیادہ دریا میں غرق ہو گئے ابراہیم بن الولید بن عبدالملک بھی ڈوب گیا، عبداللہ
بن علی کے حکم سے دریائے زاب پر پھر پل باندھا گیا اور ڈوب جانے والوں کی لاشیں
نکالی گئیں ان میں ابراہیم بن الولید بن عبدالملک بھی تھا، اس موقع پر عبداللہ بن علی نے
یہ آیت تلاوت کی، واذ فرقنا بکم البحر فانجینا کم واغرقنا آل
فرعون وانتم تنظرون۔ ترجمہ اور جب ہم نے دریا کے ذریعے تمکو

علٰحدہ کردیا تو ہم نے تمکو بچالیا اور تمھارے سامنے آل فرعون کو غرق کردیا۔

اس فتح کے بعد عبداللہ بن علی سات روز اپنی اسی چھاؤنی میں مقیم رہا۔ امیر المومنین ابو العباس کو فتح کی خوشخبری اور مروان کے فرار کی اطلاع دی اور مروان کے پڑاؤ پر قبضہ کرلیا اُس میں بے شمار اسلحہ سازو سامان اور نقد وجنس اسکے ہاتھ آیا عورتوں میں صرف ایک لونڈی ملی جو عبداللہ بن مروان کی تھی۔

جب ابو العباس کے پاس عبداللہ بن علی کا خط پہنچا اُنھوں نے دو رکعت نماز شکر ادا کی اور پھر یہ آیت فلما فصل طالوت بالجنود قال ان اللہ مبتلیکم بنھر اللہ کے قول وعلمہ مما یشاء تک پڑھی۔ جن سپاہیوں نے اس جنگ میں حصہ لیا تھا اُنھیں پانسو پانسو درہم بطور انعام کے دیئے اور اُن کی معاش اسّی کردی۔

عبدالرحمٰن بن امیہ کہتا ہے کہ جب خراسانی مروان کے مقابلے پر آئے تو مروان کی کوئی تدبیر سود مند نہ ہوئی جو چال چلی اُسی میں اُس کو نقصان اُٹھانا پڑا وہ بالکل بدحواس ہوگیا تھا، جس روز اُس نے شکست کھائی وہ ایک جگہ کھڑا ہوا تھا فوج لڑ رہی تھی اُس نے روپیہ منگوایا تھیلیوں کے مُنھ کھولدئے لوگوں سے (۴۲) کہا کہ ثابت قدمی سے لڑے جاؤ یہ سب روپیہ تمھارا ہے اب لوگوں نے بجائے لڑنے کے اس روپیہ پر قبضہ کرنا شروع کیا مروان کو اس کی اطلاع ہوئی اُس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا کہ تم فوج کے بالکل پیچھے چلے جاؤ اور جس شخص کو یہ رقم لیجاتے دیکھو اُسے قتل کردو اور اُن کو واپس نہ جانے دو اس حکم کی بجا آوری کے لئے عبداللہ اپنا جھنڈا اور فوج لیکر میدان کارزار سے واپس ہوا اُسے واپس جاتے دیکھکر تمام فوج میں شور مچ گیا کہ شکست ہوگئی نتیجہ یہ ہوا کہ اب واقعی تمام فوج نے شکست کھائی۔

ایک خراسانی بیان کرتا ہے کہ دریائے زاب پر مروان سے ہمارا مقابلہ ہوا شامیوں نے ہم پر حملہ کیا وہ فولاد کے پہاڑ معلوم ہوتے تھے، ہم اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوگئے، نیزے ہم نے بلند کرلئے اور اب وہ بادل کی طرح ہمارے سامنے سے پھٹ گئے اللہ نے اُن کو شکست دی ہم نے

اُن کو بیدریغ قتل کیا عبور کرنے کے بعد پُل توڑ دیا گیا جس کی وجہ سے اُن کے دوسرے ہمراہی دریا کے اسی جانب رہگئے۔ ایک شامی پل پر رہگیا اُس پر ہمارے ایک شخص نے حملہ کیا شامی نے اُسے قتل کردیا۔ دوسرا بڑھا یہ بھی مارا گیا تیسرا بڑھا اُس کا بھی خاتمہ ہوا اس طرح اُس نے پے در پے تین آدمی قتل کردئے یہ رنگ دیکھکر ہمارے ایک شخص نے کہا کہ مجھے ایک تیز تلوار اور مضبوط ڈھال تلاش کرکے لادو ہم نے یہ دونوں چیزیں اُسے لاکر دیدیں۔ یہ اُس کے طرف بڑھا شامی نے اُس پر وار کیا جسے اُس نے ڈھال پر روک لیا اور پھر خود اُس کے پاؤں پر ایسا ہاتھ مارا کہ اسے قطع کردیا اور پھر اُسے قتل کرکے واپس آگیا اب ہم سب ملکر حملہ آور ہوئے ہم نے خوشی میں تکبیر کہی یہاں آکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ مقتول عبیداللہ الکلابی تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ بروز شنبہ ۱۱۔جمادی الآخر کی صبح کو مروان نے شکست کھائی اسی سنہ میں ابراہیم بن محمد رح علی بن عبداللہ بن عباس قتل کئے گئے۔

## امام ابراہیم بن محمد کا قتل

اُن کے قتل میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ قتل نہیں کئے گئے بلکہ مروان کی قید میں طاعون سے اُن کی موت واقع ہوئی، جو لوگ اُن کے طاعون سے مرنے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں۔

(۴۳) جب ضحاک کے مقابلے کے لئے جاتے ہوئے مروان رقہ آیا تو اُسکے ہمراہ سعید بن ہشام بن عبدالملک اور اُس کے دو بیٹے عثمان اور مروان بھی حالتِ قید میں اُس کے ہمراہ تھے اس نے اُنکو حران اپنے قائم مقام کے پاس بھیجدیا جس نے اُن کو اپنے پاس قید کرلیا اُن کے ساتھ ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ رح بن عباس رح عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز عباس بن الولید۔ اور ابو محمد السفیانی جسے بیطار کہتے تھے قید تھے حران میں جب طاعون پھیلا تو اُن میں سے عباس بن الولید

ابراہیم بن محمد اور عبداللہ بن عمر حالت قید میں طاعون سے ہلاک ہو گئے۔

دریائے زاب پر عبداللہ بن علی کے مقابلے میں شکست کھانے سے بیشتر جمعہ کے دن سعید بن ہشام نے اپنے آدمیوں کے ساتھ قید خانہ میں خروج کیا اور وہ داروغۂ جیل کو قتل کر کے باہر نکل آیا۔ ابو محمد اسفیانی نے خروج نہیں کیا بلکہ دوسرے لوگوں کے ساتھ جنھوں نے قید سے نکلنا اچھا نہیں سمجھا جیل ہی میں رہا اہل حران اور دوسرے عوام نے سعید بن ہشام، شراحیل بن مسلمہ بن عبدالملک عبدالملک بن بشر التغلبی اور چوتھی آرمینہ کے بطریق کو جس کا نام کوشان تھا پتھروں سے ہلاک کر دیا اُن کے قتل کو پندرہ دن گذرے تھے کہ مروان زاب سے شکست کھا کر حران آیا اور اب اُس نے ابو محمد اسفیانی اور دوسرے قیدیوں کو رہا کر دیا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مکان میں ابراہیم قید تھے مروان نے اُس کو گرا دیا اور ابراہیم اُسی میں دب کر مر گئے۔

(۴۴) مہلل بن صفوان بیان کرتا ہے کہ میں حالت قید میں ابراہیم بن محمد کے ساتھ تھا، مروان نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور شراحیل بن مسلمہ بن عبدالملک کو بھی قید کر دیا تھا یہ ایک دوسرے سے ملتے رہتے تھے اور ایک دوسرے سے بہت خصوصیت و محبت برتتے تھے ایک دن شراحیل کا آدمی ابراہیم کے پاس دودھ لیکر آیا اور اُس نے کہا کہ شراحیل نے کہا ہے کہ میں نے جب اس دودھ کو پیا تو مجھے یہ بہت خوشگوار معلوم ہوا میرا دل چاہا کہ تم بھی اسے پیو ابراہیم نے اُسی دودھ کو لیکر پی لیا اُس کے پیتے ہی اُن کی طبیعت خراب ہو گئی سارا بدن ٹوٹنے لگا، ایک دن مقرر تھا جس میں وہ شراحیل سے ملنے جایا کرتے تھے جب اُس روز جانے میں دیر ہوئی تو شراحیل نے اپنا آدمی بھیجا کہ نصیب دشمناں آپ کا مزاج کیسا ہے کہ آپ اسوقت تشریف نہیں لائے ابراہیم نے جواب دیا کہ اُس دودھ نے مجھے روک لیا ہے جو تم نے مجھے بھیجا تھا یہ سنتے ہی خود شراحیل پریشان ہو کر اُن کے پاس آیا اور انھیں دیکھکر کہا کہ خدائے واحد کی قسم ہے نہ آج میں نے خود دودھ پیا اور نہ آپ کو میں نے

وہ وہ پہنچا۔ مجھے نہایت رنج ہے کہ آپ کو دھوکہ دیا گیا، اُس رات وہ زندہ رہے دوسرے دن علی الصباح اُن کا انتقال ہوگیا۔

اسی سنہ میں مروان بن محمد بن مروان بن الحکم مارا گیا۔

## مروان کا قتل اور اُس کی تفصیل

### نیز اُن شامیوں کا ذکر جنھوں نے فرار کی حالت میں اُس پر قاتلانہ حملے کئے

(۴۵) ابو ہاشم مخلد بن محمد راوی ہے کہ جب مروان نے زاب پر شکست کھائی میں اس کی چھاؤنی میں موجود تھا اُس وقت ایک لاکھ بیس ہزار فوج اُس کے پاس تھی اُس میں سے خود اُس کی فرودگاہ میں ساٹھ ہزار تھی اور اُس کے بیٹے عبداللہ کے زیر قیادت اتنی ہی تھی۔ مع اپنی فوج کے عبداللہ بن علی سے اُس کا مقابلہ ہوا عبداللہ بن علی کے ساتھ ابو عون اور کئی دوسرے سردار تھے جن میں حمید بن قحطبہ بھی تھا شکست کے بعد مروان نے حرّان کا رخ کیا۔ ابان بن یزید بن محمد بن مروان مروان کا بھتیجا اُسکی طرف سے حرّان کا عامل تھا مروان بیس روز سے کچھ زیادہ وہاں مقیم رہا جب عبداللہ بن علی اُس کے قریب پہنچا تو مروان اپنے تمام اہل و عیال بیوی بچوں کو لیکر تیزی سے بھاگا، ابان بن یزید کو حران چھوڑ آیا یہ اُسکا داماد بھی تھا اُم عثمان مروان کی بیٹی اُسکے نکاح میں تھی اب عبداللہ بن علی حرّان پہنچا ابان نے خود ہی سیاہ علم بلند کرکے اپنی اطاعت کا اعلان کردیا اور عبداللہ بن علی کی بیعت کرلی اور اُسکی اطاعت قبول کرلی عبداللہ بن علی نے اُسے اور اُن سب لوگوں کو جو اُسوقت حرّان اور جزیرے میں تھے امان دی۔ مروان قنسرین سے گذرا عبداللہ بن علی اُسکے تعاقب میں تھا مروان قنسرین سے حمص آیا اہل حمص نے اُسے خوش آمدید کہا اُسکی فوج کیلئے بازار قائم کردیئے اُسکی اطاعت و فرمان برداری کا اقرار کیا یہ دو یا تین دن یہاں ٹھہر کر روانہ ہوگیا جب اہل حمص نے دیکھا کہ اُسکے ساتھی بہت تھوڑے ہیں اُنکے دل میں اُسکا لالچ پیدا ہوا اور کہنے لگے کہ یہ شکست کھاکر خوفزدہ بھاگ رہا ہے کیوں نہ اسے پکڑ لیا جائے

اِس خیال سے اُس کی روانگی کے بعد یہ لوگ اُس کے تعاقب میں چلے اور چند میل پر اُسے آملایا۔ مروان نے جب اُن کے گھوڑوں کے غبار کو دیکھا اُس نے اپنے موالیو میں سے دو سرداروں کو جن میں ایک کا نام یزید اور دوسرے کا حملہ تھا ایک وادی مین دُو جگہ کمینگاہ میں متعین کردیا۔ جب اہل حمص کے عوام اُن کمینگاہوں سے گذر آئے تواب مروان اپنی جماعت کے ساتھ اُن کے مقابلہ پر صف بستہ ہوگیا اور اُنھیں خدا کا واسطہ دیا کہ تم لوگ واپس چلے جاؤ، مگر اُنھوں نے بغیر لڑے بھڑے واپس جانے کیلئے آمادگی ظاہر نہ کی غرض کہ جنگ شروع ہوئی اُسکے بعد ہی وہ دونوں فوجیں جو کمینگاہوں میں متعین تھیں اہلِ حمص کے عقب سے نمودار ہوئیں مروان نے اُنھیں شکست دی اُس کے رسالہ نے اہلِ حمص کے بہت سے آدمیوں کو تہ تیغ کردیا اور شہر حمص کے قریب تک اُن کا تعاقب کیا۔

(۴۶) وہاں سے چلکر مروان دمشق آیا ولید بن معاویہ بن مروان اس کا داماد دمشق کا والی تھا مروان کی بیٹی اُم الولید اس کے نکاح میں تھی مروان نے دمشق کو بھی خیرباد کہا اور وہ اپنے داماد کو وہاں چھوڑ گیا عبداللہ بن علی نے دمشق پہنچکر اُس کا محاصرہ کرلیا چند روز کے محاصرہ کے بعد بزور شمشیر دمشق فتح ہوا عبداللہ بن علی قتل عام کرتا ہوا شہر میں داخل ہوا۔ مقتولین میں ولید بن معاویہ بھی تھا عبداللہ بن علی نے دمشق کی فصیل منہدم کردی۔

مروان اردن پہنچا۔ ثعلبہ بن سلامۃ العاملی جو مروان کی طرف سے اردن کا عامل تھا وہ اردن چھوڑکر مروان کے ساتھ ہولیا اور اب اردن پر کوئی عامل نہ رہا عبداللہ بن علی نے اردن آکر کسی کو اُسکا والی بنایا۔ مروان فلسطین آیا۔ رماحس بن عبدالعزیز اس کی طرف سے وہاں کا والی تھا یہ بھی اپنا علاقہ چھوڑکر اُس کے ہمراہ ہوگیا مروان فلسطین سے مصر پہنچا یہاں سے بھی نکلکر مصر کی ایک منزل بوصیر نام آیا یہاں عامر بن اسماعیل اور شعبہ نے جنکے ساتھ موصل کا رسالہ تھا اِس پر شبخون مارا اور اُسی مقام میں اُسے قتل کردیا۔ اُس کے دُو بیٹے عبداللہ اور عبیداللہ اُسی رات ملک حبشہ کی طرف بھاگ گئے مگر وہاں بھی اُنھیں امان نہ ملی حبشیوں نے اُن کا مقابلہ کیا عبداللہ کو تو قتل کردیا اور عبیداللہ نے اپنے

معدودے چند ساتھیوں کو لیکر جن میں بکر بن معاویۃ الباہلی بھی تھا بھاگ کر اپنی جان بچائی یہ مہدی کی خلافت تک بچا رہا پھر اسے نصر بن محمد بن الاشعث عامل فلسطین نے گرفتار کرکے مہدی کے پاس بھیجدیا۔

مروان کی فوج کی تعداد کے متعلق ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب مروان کا مقابلہ عبداللہ بن علی سے ہوا اس وقت خود مروان کے زیر قیادت ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی۔ اس کے علاوہ اس کے بیٹے عبداللہ کے پاس بیس ہزار فوج تھی۔ اس جنگ میں عبداللہ بن علی کے زیر قیادت جو فوج تھی اُس کی تعداد کے متعلق بھی ارباب سیر کا اختلاف ہے ابوموسیٰ بن مصعب مروان کے کاتب سے یہ روایت ہے مروان کی شکست کے بعد عبداللہ بن علی شام پر قابض ہوگیا میں نے اس سے امان مانگی اُس نے مجھے امان دیدی ایک دن میں اُس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور عبداللہ بن علی تکیئے کے سہارے بیٹھا تھا لوگوں نے مروان اور اُس کی شکست کا ذکر شروع کیا عبداللہ بن علی نے مجھسے پوچھا کیا تم جنگ میں موجود تھے میں نے کہا جی ہاں اُس نے کہا تو پھر اُس کا سارا واقعہ مجھسے بیان کرو! میں
نے کہا کہ جس روز مروان کو شکست ہوئی اُسی دن اُس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں دشمن (۴۸)
کی فوج کا شمار کر دوں میں نے کہا کہ میں صاحب قلم ہوں فوجی آدمی نہیں ہوں اسکے بعد خود مروان نے اپنے داہنے اور بائیں نظر دوڑائی اور مجھ سے کہنے لگا کہ دشمن کی تعداد بارہ ہزار ہے یہ سنکر عبداللہ بن علی گاؤتکیہ چھوڑ کر سیدھا بیٹھ گیا کہنے لگا اللہ اسکا بُرا کرے اسکا اندازہ کسقدر صحیح تھا بخدا اُس دن خود ہمارے دفتر میں بارہ ہزار سپاہ سے زیادہ درج نہ تھی۔

(پہلے سلسلۂ بیان کے مطابق)

زاب پر شکست کھا کر مروان موصل آیا ہشام بن عمرو التغلبی اور بشر بن خزیمۃ الاسدی موصل کے عامل تھے مروان کی فوج نے اپنے دشمن کی پیشقدمی روکنے کے لئے پل توڑ دیا شامیوں نے ان کو للکارا کہ یہ ضرور مروان ہے اُنھوں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو بھلا امیر المومنین بھاگتے ہیں۔ مروان بلد کیطرف چلدیا اور دجلہ کو عبور کرکے حران آیا پھر دمشق آیا ولید بن معاویہ کو دمشق پر

چھوڑ آیا اور اُس سے کہا کہ جب تک اہل شام جمع ہوں تم دشمن سے لڑتے رہنا
دمشق سے مروان فلسطین آیا اور دریائے ابو فطرس پر فروکش ہوا حکم بن ضبعان الجذامی
نے سارے فلسطین پر قبضہ کرلیا تھا مروان نے عبداللہ بن یزید بن روح بن زنباع الجذامی
سے روپیہ طلب کیا عبداللہ بن یزید نے اُس کا مطالبہ پورا کردیا۔ سرکاری خزانہ
حکم کے قبضہ میں تھا۔

ابو العباس نے عبداللہ بن علی کو مروان کے تعاقب کا حکم دیا۔ عبداللہ
موصل آیا۔ ہشام بن عمرو التغلبی اور بشر بن خزیمہ نے اُسکا استقبال کیا اُس کے آنے
سے پہلے ہی اُنھوں نے اہل موصل کے ساتھ علم سیاہ بلند کردیا تھا اب اُنھوں نے
شہر کو عبداللہ بن علی کے حوالے کردیا۔ عبداللہ حرّان روانہ ہوگیا اُس نے محمد بن
صول کو موصل کا والی مقرر کیا اس نے اُس مکان کو جس میں امام ابراہیم بن محمد قید
تھے منہدم کردیا۔ عبداللہ بن علی حرّان سے منبج آیا اہل منبج نے بھی علم سیاہ
اختیار کرلیا تھا عبداللہ بن علی نے منبج میں قیام کیا اور ابو حمید المروروذی کو
اس کا عامل مقرر کیا، یہاں اہل قنسرین نے ابو امیۃ التغلبی کے ذریعے بنی عباس
سے اپنی اطاعت کا پیام بھیجا نیز یہاں عبدالصمد بن علی بھی اس سے آملا جسے ابو العباس
نے چار ہزار فوج کے ساتھ اُس کی مدد کے لئے بھیجا تھا عبدالصمد کے آنے کے بعد
عبداللہ بن علی دو روز تک منبج میں قیام پذیر رہا، اسکے بعد وہ قنسرین آیا اُس کے (۴۸)
باشندوں نے پہلے ہی علم سیاہ بلند کردیا تھا وہاں دو روز قیام کر کے حمص آیا یہاں چند
روز مقیم رہا۔ اہل حمص نے اُس کی بیعت کرلی، حمص سے بعلبک آیا یہاں دو روز ٹھہرا
وہاں سے روانہ ہوکر عین الجر آیا یہاں بھی دو دن ٹھہرا وہاں سے روانہ ہوکر دمشق کے
تابع دیہات میں سے مزہ نام ایک گاؤں میں آکر فروکش ہوگیا۔

یہاں صالح بن علی اُس کی مدد کے لئے آگیا، اور اب یہ آٹھ ہزار فوج کے ساتھ
مرج عذراء میں قیام پذیر ہوا اسکے ساتھ بسام بن ابراہیم۔ خفاف، شعبہ اور ہیثم بن بسام تھے
یہاں سے بڑھکر خود عبداللہ بن علی دمشق کے شرقی دروازے کے مقابل فروکش ہوا۔
صالح بن علی باب الجابیہ کے سامنے ابو عون باب کیسان کے روبرو، بسام باب الصغیر پر،
حمید بن قحطبہ باب توما پر، عبدالصمد یحییٰ بن صفوان اور عباس بن یزید باب الفرادیس

پر فروکش ہوئے، ولید بن معاویہ دمشق میں تھا نکور العدد سرداروں نے اہل دمشق اور بلقا کا محاصرہ کرلیا محاصرہ کے دوران میں خود شہر کے اندر فرقے واری تزاع پیدا ہو گئی نوبت کشت و خون تک پہنچی آپس ہی میں جدال و قتال شروع ہو گیا اور اہل دمشق ہی نے ولید کو قتل کر کے ۱۰۔ رمضان ۱۳۲ھ ہجری بروز چہار شنبہ دشمنوں کے لئے شہر کے دروازے کھولدیئے باب شرقی کی جانب سے سب سے پہلے عبداللہ الطائی شہر کی فصیل پر چڑھا اور باب الصغیر کی سمت سے بسّام بن ابراہیم سب کے پہلے شہر کی فصیل پر چڑھا تھا یہ تین گھنٹے تک فصیل پر اہل دمشق سے لڑتا رہا۔ عبداللہ بن علی پندرہ دن دمشق میں مقیم رہا۔ یہاں سے فلسطین روانہ ہوا نہر الکوہ پر فروکش ہوا یہاں سے اُس نے یحیٰی بن جعفر الہاشمی کو مدینہ بھیجا اور خود اردن آیا اہل اردن نے بھی سیاہ علم اختیار کرلیا تھا یہاں سے روانہ ہو کر بیسان پر منزل کی پھر مرج الروم ہوتا ہوا نہر ابو فطرس پر فروکش ہوا، مروان یہاں سے بھی بھاگ گیا تھا، عبداللہ بن علی فلسطین میں ٹھہر گیا یہاں اُسے ابو العباس کا خط ملا جس میں اُسے ہدایت کی گئی تھی کہ وہ صالح بن علی کو مروان کے تعاقب میں روانہ کر دے

ذی قعدہ ۱۳۲ھ ہجری میں صالح بن علی نہر ابو فطرس سے روانہ ہوا ابن فتّان، (۴۹)
عامر بن اسماعیل اور ابو عون اُس کے ساتھ تھے اس نے ابو عون اور عامر بن اسماعیل الحارثی کو اپنے مقدمۃ الجیش پر روانہ کیا اور خود بھی وہاں سے چلکر رملہ آیا رملہ سے روانہ ہو کر سب ساحل بحر پر فروکش ہوئے اب صالح بن علی نے مروان پر قابو پانے کے لئے جو اُس وقت فرما میں تھا کشتیاں جمع کیں اور انھیں بحری سفر کے لئے ساز و سامان سے درست کر کے روانہ ہوا مروان خشکی پر سمندر کے کنارے کنارے سفر کر رہا تھا اور اس کے سامنے دشمن کی کشتیاں چل رہی تھیں اسی طرح یہ عریش پہنچا۔ مروان کو صالح کی پیشقدمی کی اطلاع ہوئی اُس نے اپنے گرد کی تمام فصل اور چارہ کو جلا دیا اور بھاگ گیا صالح سمندر کے ذریعہ دریائے نیل پر لنگر انداز ہوا اور آگے چل کر مصر صعید پہنچا صالح کو معلوم ہوا کہ مروان کے کچھ سوار ساحل پر چارے کو جلا رہے ہیں اس نے اپنے کچھ رسالدار انکے مقابلے کیلئے بھیجے جو چند آدمیوں کو گرفتار کر کے صالح کے پاس لے آئے صالح اسوقت فسطاط میں تھا

مروان نے نیل عبور کر کے پل توڑ دیا اور اپنے گرد آگ لگاتا چلا گیا صالح بھی اُس کے تعاقب میں جھپٹا یہاں تک کہ دریائے نیل پر مروان کے رسالہ سے اسکی مٹ بھیڑ ہوگئی، جنگ ہوئی صالح نے اُسے شکست دیکر بھگا دیا۔ یہاں سے بڑھکر ایک خلیج پر پہنچے وہاں بھی مروان کے رسالہ تک یہ پہنچ گئے اور اُس کے ایک حصے کو اُنھوں نے تہ تیغ کر دیا اور پوری جماعت کو شکست دی۔ اس کے بعد یہ ایک دوسری خلیج پر پہنچے اور وہاں سے اُنھوں نے بھی نیل کو عبور کیا جب عبور کر چکے تو ایک غبار اُٹھتا ہوا نظر آیا یہ لوگ سمجھے کہ یہ مروان ہے صالح نے ایک طلیعہ فضل بن قیار اور مالک بن قادم کی قیادت میں خبر گیری کیلئے روانہ کیا مگر انھیں وہاں کوئی ایسا نظر نہ آیا جسے یہ بُرا سمجھتے ہوں یہ دونوں سردار صالح کے پاس واپس آگئے صالح وہاں سے آگے بڑھکر ایک گاؤں میں فروکش ہوا جسکا نام ذات الساحل تھا یہاں سے ابوعون نے عامر بن اسماعیل الحارثی کو مع شعبہ بن کثیر المازنی کے اپنے آگے روانہ کیا اُنھوں نے مروان کے رسالہ کو جا ملایا اُسکو شکست دی اُس کے بہت سے آدمی گرفتار کرلئے جن میں سے بعض کو اُنھوں نے قتل کر دیا اور بعض کو زندہ چھوڑ دیا اور اِن سے مروان کا پتا پوچھا اِن لوگوں نے امان کی شرط پر اُس کا مقام بتا دیا۔ یہ دونوں سردار اُس پتہ پر روانہ ہوئے اور اُسے بوصیر نام گاؤں میں ایک گرجا میں فروکش پایا۔ رات کے آخر حصّے میں یہ وہاں جا پہنچے فوج تو بھاگ گئی مگر مروان چند آدمیوں کے ساتھ مقابلہ پر نکل آیا اُنھوں نے چاروں طرف سے اسے گھیر لیا اور قتل کر دیا۔

(۵۰) عامر بن اسماعیل بیان کرتا ہے کہ بوصیر میں ہمارا مروان سے مقابلہ ہوا ہمارے ساتھ مختصر سی جماعت تھی، مروان نے ہم پر ایسا شدید حملہ کیا کہ ہم ایک نخلستان کی طرف پسپا ہو گئے، اگر اُن کو ہماری قلت تعداد کا علم ہو جاتا تو وہ ہمیں ہلاک کر دیتے اس خطرہ کو محسوس کر کے میں نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ اگر اسی حالت میں صبح ہو گئی اور اُس وقت دشمن کو ہماری تعداد کی کمی معلوم ہو جائے گی تو ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے گا نیز اُس وقت مجھے بکیر بن ماہان کا قول یاد آیا کہ اس نے کہا تھا کہ ایک دن تم کو ضرور مروان سے لڑنا پڑے گا اور اُس وقت تم کھو گے'' دمعید یا جو الکان'' اس کے بعد میں نے اپنی تلوار کا نیام توڑ دیا میرے ساتھیوں نے بھی اپنے نیام

توڑ دیئے اور اب میں نے کہا، "وھید یا جوالکان" اس فقرہ کے ادا کرتے ہی یہ معلوم ہوا کہ گویا اُن پر آگ برسا دی گئی دشمن نے شکست کھائی ایک شخص نے مروان پر حملہ کیا اور تلوار سے اُسکا کام تمام کر دیا۔

عامر بن اسماعیل صالح بن علی کے پاس آیا صالح نے امیرالمومنین ابوالعباس کو لکھا ہم نے دشمن خدا جعدی کا تعاقب کیا اور اُسے اُس کے شبیہ دشمن خدا فرعون کے ملک میں پناہ گزیں ہونے پر مجبور کیا اور پھر اُسی ملک میں میں نے اُسے قتل کر دیا۔

ابوطالب الانصاری بیان کرتا ہے کہ بصرہ کے رہنے والے مغود نام ایک شخص نے مروان پر نیزہ کا وار کیا یہ مروان کو پہچانتا نہ تھا وار کھا کر مروان گرا کسی نے چلا کر کہا کہ امیرالمومنین مارے گئے یہ سنتے ہی کوئی شخص تلوار لیکر اُس پر جھپٹے اور کوفہ کے ایک انار فروش نے لپک کر اُس کا سر کاٹ لیا، عامر بن اسمٰعیل نے اُس سر کو ابوعون کے پاس بھیج دیا ابوعون نے اُسے صالح بن علی کو بھیجدیا صالح نے اُسے اپنے افسر شرطہ یزید بن ہانی کے ہاتھ، ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲ھ بروز یکشنبہ ابوالعباس کے پاس بھیجدیا۔ اس کے بعد صالح فسطاط پلٹ آیا بکر بن وائل کا ایک معمر شخص راوی ہے کہ میں بکیر بن ماہان کے ہمراہ ویرفنی میں مقیم تھا ہم اُسوقت باتیں کر رہے تھے کہ ایک نوجوان دو چھاگلیں لئے ہوئے سامنے سے گزرا، یہ وجلے گیا اور پانی بھر کر پلٹا، بکیر نے اُسے اپنے پاس بُلایا اور نام پوچھا اُس نے کہا عامر بکیر نے کہا کس کے بیٹے ہو اُس نے کہا اسماعیل کا بیٹا ہوں جو بلحارث کے خاندان سے ہے۔ بکیر نے کہا میں بھی بلحارث کی اولاد میں ہوں۔ اس کے معنے یہ ہوئے کہ تم بنی مسلیہ سے تعلق رکھتے ہو عامر نے کہا جی ہاں میں اُن سے تعلق رکھتا ہوں۔ بکیر نے کہا بخدا تم مروان کو قتل کرو گے اور تم اُس وقت یہ جملہ کہو گے "یا جوالکان وھید" (۵۱)

ع۱ میں نے اس جملہ کو بعینہٖ نقل کر دیا ہے یہ دری زبان کا معلوم ہوتا ہے کوشش کے بعد بھی میں اس کا ترجمہ کرنے سے قاصر رہا اور اس کے معنے نہیں سمجھ سکا۔ غور کرنے سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ صحرا یا جان متی سے تعلق رکھتا ہے۔ مترجم۔

کوفے میں یہ بات مشہور تھی کہ مروان کے قاتل سُلیہ ہیں، قتل کے دن باسٹھ سال اُس کی عمر تھی ۔ دوسرے راوی اُنہتر سال کہتے ہیں، بعض نے اٹھاون سال بیان کی ہے، ۲۷ ذی الحجہ اتوار کے دن قتل کیا گیا، بیعت سے قتل تک اسکی کل مدتِ خلافت پانچ سال دس ماہ سولہ دن ہے ابو عبدالملک کنیت تھی ہشام بن محمد کے بیان کے مطابق اس کی ماں ایک کرد لونڈی تھی ۔

علی بن مجاہد اور ابوستان الجہنی کہتے ہیں کہ یہ بات مشہور تھی کہ مروان کی ماں ابراہیم الاشتر کے پاس تھی، اُس کے قتل کے دن یہ محمد بن مروان کے ہاتھ لگی، یہ اُسوقت ہی حاملہ تھی مروان محمد بن مروان کے بستر پر پیدا ہوا جب ابوالعباس نے اپنی خلافت کا اعلان کیا عبداللہ بن عیاش المنتوف ابوالعباس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اُس خدا کا شکر ہے کہ جس نے جزیرے کے گدھے اور ایک کثیف میلی عورت کے بیٹے کے عوض رسول اللہ صلعم کے ابن عم اور عبدالمطلب کے پوتے کو ہمارا خلیفہ بنایا ۔

اسی سنہ میں عبداللہ بن علی نے نہر ابوفطرس پر بنی امیہ کے بہتّر افراد کو قتل کر دیا ۔

اسی سنہ میں قنسرین میں ابوالورد نے ابوالعباس سے بغاوت کی سفید علم استادہ کیا دوسرے لوگوں نے بھی اُس کی تقلید کی ۔

## ابوالورد کی بغاوت اور اُسکے شرکاء کا حال

(۵۲) ابوالورد جس کا اصلی نام مجزاۃ بن الکوثر بن زفر بن الحارث الکلابی ہے مروان کے معتمد علیہ بہادر سپہ سالاروں میں تھا مروان کی شکست کے وقت یہ قنسرین میں تھا جب عبداللہ بن علی یہاں آیا ابوالورد نے اُس کی بیعت کر لی اور اپنی جمعیت کے ساتھ اُس کے ساتھ ہو گیا، مسلمہ بن عبدالملک کی اولاد بالس اور ناعورہ میں اسکی پڑوسی تھی عبداللہ بن علی کا ایک فوجی سردار جو ہزارہ مردوں میں سے تھا ڈیڑھ سو فوج

کے ساتھ بالس آیا اس نے مسلمہ بن عبدالملک کی اولاد اور اُن کی عورتوں کی توہین
وتحقیر کی، اُن میں سے کسی نے اُس کی شکایت ابو الورد سے کی اسکے سنتے ہی یہ اپنے
مزرعہ زراعہ بنی زفر سے جسکا نام خُساف تھا اپنے چند خاندان والوں کو لیکر نکلا اور
اور عبداللہ بن علی کے مذکور الصدر سردار پر چڑھ دوڑا جو اس وقت حصن مُسلمہ
میں فروکش تھا ابو الورد نے اس پر حملہ کر دیا دونوں میں جنگ ہوئی ابو الورد نے
اُسے مع اس کے تمام ساتھیوں کے اس جنگ میں ہلاک کر دیا اور سفید علم نصب
کر کے عبداللہ بن علی سے اپنی براءت کا اعلان کر دیا اُس نے اہل قنسرین کو بھی اُسکی
دعوت دی وہ سب کے سب اُسکے ساتھ شریک ہو گئے، ابو العباس اُسوقت حیرہ میں تھے
اور عبداللہ بن علی اُسوقت حبیب بن مُرّۃ المری سے جنگ کرنے میں اُلجھا ہوا تھا۔ سرزمین بلقاء
بثنیہ اور حوران میں اُن کے مقابلے ہوئے عبداللہ بن علی اپنی کثیر جماعتوں کے
ساتھ اس سے سرگرم پیکار ہوا دونوں میں کئی لڑائیاں ہوئیں، یہ حبیب مروان کے
بہادر سرداروں میں تھا، چونکہ اسے اپنی اور اپنی قوم کی زندگی خطرہ میں نظر
آتی تھی اس نے بغاوت کا اعلان کر دیا بنی قیس اور دوسرے اُن لوگوں نے جو
ان پرگنات بثنیہ اور حوران میں آباد تھے اس کی بیعت کرلی جب عبداللہ بن
علی کو اہل قنسرین کی بغاوت کا حال معلوم ہوا اُس نے حبیب بن مُرّہ کو صلح کی دعوت
دی، حبیب نے عبداللہ سے صلح کرلی اور عبداللہ نے اُسے اور اس کے ساتھیوں (۵۴)
کو وعدہ امان دیا اور اب خود ابو الورد کے مقابلہ کے لئے قنسرین روانہ ہوا، دمشق
سے گذرا یہاں اُس نے ابو غانم عبدالحمید بن الربعی الطائی کو اپنی فوج میں سے چار ہزار
فوج دیکر متعین کر دیا۔ اُس وقت دمشق میں عبداللہ بن علی کی ایک بیوی اُمّ البنین
بنت محمد بن عبدالمطلب النوفلیہ جو عمر بن محمد کی بہن تھی دوسری امہات ولد اور اُسکا
سامان موجود تھا جب قنسرین جانے کے ارادے سے عبداللہ حمص پہنچا تو
اہل دمشق نے بغاوت برپا کر دی اور عثمان بن عبداللہ علی بن سراقۃ الازدی کی قیادت
میں سفید جھنڈا بلند کر دیا۔ ابو غانم اپنی فوج کو لیکر ان کے مقابل آیا مگر ان باغیوں
نے اُسے بری طرح شکست دی اور اُس کے بہت سے آدمی قتل کر دیئے اور
اُس مال ومتاع کو جو عبداللہ بن علی وہاں چھوڑ آیا تھا لوٹ لیا مگر اسکے اہل وعیال سے

کوئی تعارض نہیں کیا، اب دمشق والوں نے علانیہ طور پر اپنی بغاوت کا اظہار کر دیا مگر عبداللہ بن علی سیدھا ابو الورد کے مقابلہ پر چلا گیا۔

ابو الورد کی حالت یہ تھی کہ اہل قنسرین کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی تھی نیز انھوں نے اپنے قریبی علاقہ حمص و تدمر والوں سے بھی ساز باز کر لی تھی چنانچہ یہ ہزاروں کی تعداد میں ابو محمد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی قیادت میں ابو الورد سے آملے ابو محمد کو انھوں نے اپنا سردار مقرر کیا تھا اسکی خلافت کے لئے دعوت دی اور کہا کہ یہی وہ سفیانی ہے جسکا تذکرہ آتا ہے، اُن کی تعداد تقریباً چالیس ہزار تھی، عبداللہ بن علی اس فوج کے سامنے آیا اُس وقت ابو محمد اپنی پوری فوج کے ساتھ مرج الاخرم میں فروکش تھا مگر تمام فوجی اور جنگی انتظام ابو الورد کے سپرد تھا جو گویا سپہ سالار تھا، عبداللہ نے اپنے بھائی عبدالصمد بن علی کو اپنے دس ہزار سواروں کے ساتھ مقابلہ پر بھیجا، ابو الورد نے اس فوج پر حملہ کیا اور دونوں حریفوں کے پڑاؤ کے درمیان ان فوجوں میں لڑائی شروع ہوئی، نہایت خونریز جنگ ہوئی۔ ابو الورد کی فوج ثابت قدمی سے لڑتی رہی عبدالصمد نے شکست کھائی اُس کی فوج کے ہزارہا آدمی اس روز کام آچکے تھے، اُس کے بعد اب خود عبداللہ اُسی مقام مرج میں آیا جہاں عبدالصمد ناکام رہا تھا، عبداللہ کے ساتھ حمید بن قحطبہ اور دوسرے (۵۴)
اُس کے ساتھی سردار بھی اُس وقت موجود تھے اب اُسی گھاٹی مرج الاخرم میں دوبارہ ان دونوں حریفوں میں جنگ شروع ہوئی، نہایت شدید معرکۂ جدال و قتال گرم ہوا عبداللہ کی فوج کا ایک حصہ پہلے تو پسپا ہو گیا تھا مگر پھر پلٹ کر مقابلہ پر آگیا۔ عبداللہ اور حمید بن قحطبہ دشمن کے سامنے ڈٹے رہے اور اُسے مار بھگایا۔ مگر ابو الورد اپنے اعزا اور ہم قوم تقریباً پانسو آدمیوں کے ساتھ آخر دم تک میدان میں دشمن کے مقابلہ پر جما رہا یہاں تک کہ یہ سب کے سب مارے گئے۔

ابو محمد اپنے کلبی پیروؤں کے ساتھ وہاں سے بھاگا اور تدمر پہنچا، عبداللہ بن علی نے اہل قنسرین کو امان دیدی۔ اُنھوں نے پھر علم سیاہ اختیار کر لیا اور اُس کی بیعت کر کے اُس کی اطاعت و فرماں برداری کا اقرار کر لیا اس قضیے سے فارغ ہو کر اب عبداللہ بن علی دمشق کی بغاوت فرو کرنے دمشق کی طرف پلٹا کیونکہ اُسے انکی علانیہ

بغاوت اور ابو غانم کو مار کر بھگا دینے کا حال معلوم ہو چکا تھا اُس کے دمشق کے قریب پہنچنے کے ساتھ سب لوگ بھاگ گئے اور بغیر لڑے بھڑے خود بخود متفرق و منتشر ہو گئے عبداللہ نے ان سب کو امان دیدی اور یا وجود ان کے غدر کے انھیں کوئی سزا نہ دی ۔

اُس شکست کے بعد جو مرج الاخرم میں اُسے نصیب ہوئی تھی ابو محمد ہمیشہ نقل مکان کرکے چھپتا پھرتا تھا اسی حالت میں حجاز پہنچا، زیاد بن عبیداللہ الحارثی ابو جعفر کے عامل کو اُس مکان کا پتہ چل گیا جہاں وہ چھپا ہوا تھا اس نے اُس کے لیے اپنا رسالہ بھیجا اس رسالہ نے اُسکا مقابلہ کیا وہ بھی لڑا اور مارا گیا، اُسکے دو بیٹے قید کر لیے گئے زیاد نے اُس کے سر کو معہ اُس کے دو بیٹوں کے امیر المومنین ابو جعفر کے پاس بھیجدیا ابو جعفر نے اُنھیں رہا کر دیا اور معافی دیدی ۔

مذکورۂ بالا بیان کے علاوہ ان واقعات کے متعلق علی بن محمد کی روایت یہ ہے کہ قنسرین میں ابو الورد نے خلیفۂ مسلّمہ سے انحراف کیا، ابو العباس نے عبداللہ بن علی کو جو اُس وقت فطرس میں تھا ابو الورد سے لڑنے کا حکم دیا عبداللہ بن علی نے عبد الصمد کو سات ہزار فوج دیکر قنسرین روانہ کیا اُس کے محافظ دستہ کا سردار مخارق بن غفار تھا اور کلثوم بن شبیب اُس کی شرطہ کا افسر تھا اُس کے بعد پھر عبداللہ بن علی نے ذویب بن الاشعث کو پانچہزار فوج دیکر اُس کی امداد کے لیے بھیجا نیز اسی طرح وہ اور دستے بھی بھیجتا رہا اب عبد الصمد نے ابو الورد سے لڑائی شروع کی جسکے پاس کثیر فوج تھی، عبد الصمد کی فوج نے شکست کھائی مجبوراً یہ بھی پسپا ہوا اور اس سب شکست خوردہ فوج کے ساتھ حمص آگیا، عبداللہ بن علی نے عباس بن یزید بن زیاد بکر وائل الرحالی (۵۵) اور ابو المتوکل الجرجانی کو اپنی اپنی جمیعتوں کے ساتھ حمص روانہ کیا خود عبداللہ بن علی اپنے مقام سے چلکر حمص سے چار میل کے فاصلہ پر آکر فروکش ہوا، عبد الصمد اُس وقت حمص میں تھا اور عبداللہ بن علی نے حمید بن قحطبہ کو خط لکھکر اردن سے اپنے پاس بلا لیا۔ اہل قنسرین نے ابو محمد السفیانی زیاد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی بیعت کر لی تھی ابو الورد سپہ سالار کی حیثیت سے اسکے ہمراہ تھا، بیعت کے بعد چالیس دن ابو محمد وہاں مقیم رہا اس کے بعد عبداللہ بن علی نے

جسکے ہمراہ عبدالصمد اور حمید بن قحطبہ بھی تھے اُسپر حملہ کیا اور اب نہایت شدید معرکہ جدال و قتال گرم ہوا دونوں فریقوں نے خوب ہی داد مردانگی دی آخرکار ابومحمد کی فوج نے اپنے دشمن کو ایک تنگ درّے میں ڈھکیل دیا اور اب اس فوج کے سپاہی مقابلہ سے کھسکنے لگے لڑائی کا یہ رنگ دیکھکر حمید بن قحطبہ نے عبداللہ سے کہا کہ اب ہم کیونکر ٹھہر سکتے ہیں ہمارے دشمن کی تعداد برابر بڑھ رہی ہے اور ہماری گھٹتی جاتی ہے آپ خود حملہ کیجیئے، چنانچہ منگل کے دن جو ۱۳۳ھ کے ماہ ذی الحجہ کا آخری دن تھا دونوں حریفوں میں پھر نہایت شدید جنگ ہوئی۔ ابومحمد کے میمنہ پر ابوالورد اور میسرہ پر اصبغ بن ذوالۃ تھا، ابوالورد زخمی ہوکر گرا اور اُٹھاکر اپنے مقام پر لایا گیا مگر وہ جانبر نہو سکا اسکی فوج کی ایک جماعت نے مجبوراً ایک جھاڑی میں پناہ لی مگر حریف نے اُس میں آگ لگادی اسی اثنا میں اہل حمص نے بنی عباس سے نقض بیعت کی اور اُن کا ارادہ تھا کہ ابومحمد کو وہ اپنا خلیفہ بنائینگے مگر جب اُنھیں اُس کی شکست کی خبر معلوم ہوئی تو وہ خاموش رہگئے۔

اسی سنہ میں حبیب بن مرۃ المرّی نے اور اُسکے ساتھی شامیوں نے نقض بیعت کرکے سفید علم نصب کیا۔

## حبیب بن مُرّۃ کی بغاوت

علی اپنے بزرگوں کے سلسلے سے بیان کرتا ہے کہ حبیب بن مُرّۃ المُری اور اہل بثنیہ اور حوران نے اسوقت سفید جھنڈا بلند کیا جب عبداللہ بن علی ابوالورد کے مقابلہ پر جسمیں ابوالورد مارا گیا مصروف تھا۔ (۵۶)

مگر دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوالورد کی بغاوت سے پہلے ہی حبیب نے بغاوت کردی تھی اور جب ابوالورد نے سفید علم نصب کیا اُسوقت عبداللہ بن علی حبیب بن مرۃ المرّی سے بلقاء بثنیہ اور حوران کے علاقوں میں نبرد آزما ہوچکا تھا اور اُن میں کئی لڑائیاں ہوچکی تھیں یہ حبیب مروان کے بہادر

سرداروں میں تھا، چونکہ اسے اپنی اور اپنی قوم کی زندگی معرضِ خطر میں نظر آئی اس نے بغاوت ... برپا کردی قیس اور ان سرگشوں شبنیہ اور حوران کے دوسرے باشندوں نے اسکی بیعت کرلی، جب عبداللہ کو اہل قنسرین کی بغاوت کا علم ہوا اُس نے حبیب بن مرہ سے صلح کر کے اُسے اور اُن کے تمام ساتھیوں کو معافی دیدی اور خود ابوالورد کے مقابلہ کے لئے قنسرین روانہ ہوگیا۔

اسی سال اہل جزیرہ نے سفید جھنڈا نصب کر کے ابوالعباس سے اپنی بغاوت کا اعلان کردیا۔

## اہل جزیرہ کی بغاوت

جب اہل جزیرہ کو معلوم ہوا کہ ابوالورد اور اہل قنسرین نے بغاوت برپا کردی ہے اُنھوں نے بھی نقض بیعت کر کے سفید علم نصب کیا اور حرّان آئے، حرّان میں اُس وقت موسیٰ بن کعب تین ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ موجود تھا یہ باغی جماعت سارے شہر میں پھیل گئی اور انھوں نے موسیٰ بن کعب اور اُس کی فوج کو چاروں طرف سے گھیر لیا مگر یہ بے سری فوج تھی جسکا کوئی قائد نہ تھا، اُسی زمانہ میں مروان کی شکست کی خبر سنکر اسحٰق بن مسلم آرمینیا سے جزیرے آیا تھا اس باغی جماعت نے (۵۷)
اسی کو اپنا سردار بنایا اور تقریباً دو ماہ تک موسیٰ بن کعب کو محصور رکھا اس خبر کے معلوم ہوتے ہی ابوالعباس نے ابوجعفر کو اپنی اُن فوجوں میں سے جن کے ذریعے اُس نے واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا کچھ فوج دیکر حرّان روانہ کیا، حرّان جاتے ہوئے یہ قرقیسیا سے گذرا اس مقام کے باشندوں نے بھی اطاعت سے انحراف کر کے بغاوت کردی تھی اور بنی عباس کے لئے اس نے شہر کے دروازے مسدود کردیئے تھے اس رنگ کو دیکھکر ابوجعفر بغیر وہاں قیام کئے رقہ آیا رقہ میں بھی بغاوت ہوچکی تھی اور وہاں بکار بن مسلم بنی عباس کی مخالفت کیلئے کمربستہ تھا ابوجعفر سیدھا حرّان چلا گیا اور اسحٰق بن مسلم رہا چلا آیا یہ ۱۳۲ھ ہجری کا واقعہ ہے۔

موسیٰ بن کعب اپنی فوج لیکر حران سے نکلکر ابو جعفر سے ملا۔ اور بکار اپنے بھائی اسحٰق بن مسلم کے پاس چلا گیا جس نے پھر اسے بنی ربیعہ کی اُس جماعت کی طرف بھیجا جو دارا اور ماردین میں تھی، اُس وقت ربیعہ کا سردار ایک خارجی بریکہ نام تھا ابو جعفر نے بھی اُس کا رخ کیا اور مقام دارا میں ابو جعفر کا اس جماعت سے مقابلہ ہوا نہایت خونریز لڑائی ہوئی جس میں دونوں حریفوں نے پوری دادِ مردانگی دی بریکہ جنگ میں مارا گیا اور بکار پھر اپنے بھائی اسحٰق کے پاس رہاء چلا آیا، اسحٰق نے بکار کو رہاء پر اپنا قائم مقام مقرر کیا اور خود اپنی بڑی فوج کے ساتھ سمیساط آکر فروکش ہوا اور یہاں اس نے اپنے پڑاؤ کے گرد خندق بنالی۔ دوسری طرف سے ابو جعفر اپنی فوجوں کے ساتھ بڑھا۔ رہاء میں بکار نے اس کا مقابلہ کیا اور دونوں میں کئی چھڑپیں ہوئیں، ابو العباس نے عبداللہ بن علی کو لکھا کہ تم اپنی فوج لیکر سمیساط میں اسحٰق کا مقابلہ کرو یہ شام سے جزیرے آیا اور پھر سمیساط میں اسحٰق کے مقابل فروکش ہوا اسحٰق کے پاس ساٹھ ہزار آدمی تھے جو سب کے سب جزیرے کے باشندے تھے ان دونوں کے درمیان دریائے فرات حائل تھا اب ابو جعفر بھی رہاء سے یہاں آیا اسحٰق نے صلح کے لئے خط وکتابت شروع کی اور امان طلب کی، ابو جعفر وغیرہ نے اُسے منظور کیا اور ابو العباس کو اس کے متعلق عرضداشت لکھی ابو العباس نے حکم دیا کہ اسحٰق اور اُس کے تمام ساتھیوں کو امان دی جائے چنانچہ جب عہد نامہ باقاعدہ طور پر مکمل ہو گیا تو اب اسحٰق ابو جعفر سے ملنے آیا اور دونوں میں پوری طرح صلح ہو گئی، اُس وقت اس کے ہمراہ اُس کے تمام معزز اربابِ حل وعقد اور دوست موجود تھے اس واقعہ کے بعد اب اہل جزیرہ اور اہل شام نے پوری طرح اطاعت قبول کر لی اور وفادار بھی رہے، ابو العباس نے ابو جعفر کو جزیرہ۔ آرمینیا اور آذربیجان کا صوبہ دار مقرر کر دیا یہ اپنے خلیفہ ہونے تک اسی عہدہ پر برقرار رہا

(۵۸) بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اسحٰق بن مسلم العقیلی سات ماہ تک سمیساط میں ابو جعفر کے محاصرہ میں رہا یہ کہتا تھا کہ میں کیا کروں میری گردن پر ایک بیعت کا بوجھ ہے جب تک مجھے اُس شخص کی موت یا ہلاکت کا حال معلوم نہ ہو جائے جس کی بیعت میں نے کی ہے، میں اُس سے کسی طرح انحراف نہیں کر سکتا اور نہ کرونگا ابو جعفر نے

کہلا کر بھیجا کہ مروان قتل کر دیا گیا اسحٰق نے جواب دیا پہلے میں اس کی تصدیق کرلوں پھر دیکھا جائے گا اس کے بعد پھر خود اس نے صلح کی درخواست کی اور کہا کہ اب مجھے مروان کے قتل کی صحیح خبر معلوم ہوگئی ہے ابو جعفر نے اُسے امان دی اسحٰق اس کے ساتھ ہوگیا ابو جعفر اس کی بڑائی و رفعت و عظمت کرتا تھا کہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبد اللہ بن علی نے اسحٰق کو امان دی تھی،

اسی سنہ میں ابو جعفر ابو مسلم سے ملنے خراسان روانہ ہوا تاکہ ابو سلمہ حفص بن سلیمان کے قتل کر دینے میں اس کی رائے معلوم کرے۔

## ابو مسلم کی ملاقات کیلئے ابو جعفر کا سفر خراسان۔

ہم اُس طرز عمل کو بیان کر آئے ہیں جو ابو سلمہ نے ابو العباس کے ساتھ اُن کے کوفے آنے کے بعد اختیار کیا تھا اور جس کی تہ میں بنی ہاشم کو برسر اقتدار لانے کی آرزو مضمر تھی اس طرز عمل کی وجہ سے بنی عباس کو اس پر اعتماد باقی نہ رہا تھا اور وہ اس کی خرابی کے در پے تھے ابو جعفر بیان کرتا ہے کہ امیر المومنین ابو العباس کے خلیفہ ہو جانے کے بعد ایک رات ہم سب بیٹھے باتیں کر رہے تھے اثنائے گفتگو میں ابو سلمہ کے اس طرز عمل کا ذکر آگیا ہم میں سے ایک شخص نے کہا آپ لوگوں کو کیا علم ہے ممکن ہے کہ وہ رویہ جو ابو سلمہ نے اختیار کیا تھا وہ ابو مسلم کی رائے کی بنا پر ہوا ہو اس پر ہم میں سے کوئی شخص نہ بولا البتہ امیر المومنین ابو العباس نے کہا کہ اگر یہ بات سچ ہے کہ ابو سلمہ کا طرز عمل ابو مسلم کی رائے کی بنا پر تھا تو ہم خطرہ میں ہیں جسے اللہ ہی ہم سے دفع کر سکتا ہے، اس کے بعد ہم سب اُٹھ آئے ابو العباس نے مجھے بلا بھیجا اور میری رائے دریافت کی میں نے جواب دیا کہ رائے تو اصل میں آپ کی قابل وقعت و عمل ہے آپ اپنی رائے کا اظہار فرمائیں انھوں نے کہا ہم میں کسی شخص کو ابو مسلم سے وہ خصوصیت حاصل نہیں ہے جو تم کو ہے تم اُس کے پاس جاؤ اور اصل حقیقت دریافت کرو وہ تم سے اس بات کو پوشیدہ نہیں رکھے گا اگر یہ بات

معلوم ہو کہ ابو سلمہ نے جو کچھ کیا ہے وہ اس کی رائے سے کیا ہے تو اسوقت ہم اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کریں گے اور اگر اس کے خلاف معلوم ہوا تو ہم مطمئن ہو جائیں گے۔"

میں ڈرتا ہوا خراسان روانہ ہوا جب رے پہنچا تو اس وقت حاکم رے کے پاس ابو مسلم کا خط پہنچ چکا تھا اُسمیں مرقوم تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبد اللہ بن محمد نے تمہارا رخ کیا ہے جب وہ رے آجائیں تو قیام کی اجازت کے بغیر تم انکو اسی وقت خراسان روانہ کر دینا۔ جب میں رے پہنچا تو حاکم رے میرے پاس ۵۹
آیا ابو مسلم کے خط کی مجھے اطلاع دی اور اسی وقت کوچ کر جانے کا حکم دیا اس واقعہ سے میرا خوف اور بڑھ گیا میں رے سے بہت خائف اور ہراساں روانہ ہوا جب نیسا بور آیا اُس کے عامل نے اسی وقت ابو مسلم کا خط لا کر مجھے دیا جس میں اُسے حکم تھا کہ جب عبد اللہ بن محمد نیسا بور پہنچیں تم اُن کو فوراً خراسان روانہ کر دینا اور وہاں مت ٹھہرنے دینا کیونکہ تمہارے علاقہ میں خارجی بستے ہیں اور مجھے اُن کی طرف سے عبد اللہ بن محمد کے لئے اندیشہ لگا ہوا ہے" اس جملہ کو پڑھ کر میرے قلب کو اطمینان ہو گیا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی نیت ہماری ہی حکومت کا قیام ہے میں نیسا بور سے بھی روانہ ہوا جب مرو دو فرسخ رہگیا تو ابو مسلم بہت سے لوگوں کے ساتھ میرے استقبال کو آیا میرے قریب آکر وہ پیدل ہو گیا اور پاپیادہ آگے بڑھکر اُس نے میرے ہاتھ چومے میرے کہنے سے وہ پھر سواری پر سوار ہو کر میرے ہمرکاب ہوا اور مرو آگیا۔ میں نے ایک مکان میں قیام کیا تین دن تک اُس نے مجھ سے کوئی بات نہ پوچھی کہ میں خراسان کیوں آیا ہوں چوتھے دن اُس نے میرے خراسان آنے کی وجہ دریافت کی میں نے اپنا مطلب بیان کیا اُس نے کہا کہ ابو سلمہ نے جو کچھ کیا تھا وہ اُسی کا خیال تھا اور اب میں آپ کو اُس سے بے فکر کر دیتا ہوں۔ اُس نے مرار بن انس الضبی کو بلا کر حکم دیا کہ تم فوراً کوفے جا کر ابو سلمہ کو جہاں پاؤ وہیں قتل کر دو اور اس معاملہ میں امام کی رائے نہ لینا۔ مرار کوفے آیا ابو سلمہ رات کے وقت ابو العباس سے بیٹھا باتیں کر رہا تھا، مرار اُس کے راستہ میں چھپ کر بیٹھ گیا قصر سے نکلتے ہی اُسے قتل کر دیا

اور یہ خبر مشہور کردی گئی کہ ابوسلمہ کو خارجیوں نے قتل کردیا۔

سالم راوی ہے کہ میں رے سے خراسان تک ابوجعفر کے ساتھ ہو گیا تھا اور اُن کی دربانی کرتا تھا جب ابومسلم ان سے ملنے کے لئے آتا تو اُن کے قیام گاہ کے دروازے پر گھوڑے سے اُتر جاتا اور دہلیز میں بیٹھ جاتا پھر مجھ سے کہتا کہ میرے لئے اندر جانے کی اجازت حاصل کرو اس پر ابوجعفر مجھ پر بہت ناراض ہوا اور کہا کہ اب جب کبھی وہ آئے تم فوراً اُن کے لئے پھاٹک کھول دینا اور کہدینا کہ وہ اپنی سواری ہی پر مکان کے اندر چلے جائیں میں نے ابومسلم سے آکر بیان کیا کہ ابوجعفر نے مجھے ایسا حکم دیا ہے ابومسلم کہنے لگا کہ ہاں میں جانتا ہوں مگر تم میرے لئے اندر آنیکی اجازت لے لیا کرو۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اپنی نخیلہ کی فرودگاہ سے منتقل ہونے سے پیشتر
ہی ابوالعباس نے ابوسلمہ سے بے رخی شروع کردی تھی پھر جب وہ نخیلہ سے مدینۃ ہاشمیہ (۶۰)
آکر سرکاری محل میں فروکش ہوئے اُس وقت بھی وہ اُس سے کبیدہ خاطر تھے اور اس کبیدگی سے خود ابوسلمہ بھی واقف تھا ابوالعباس نے اُس کے معاملہ میں ابومسلم کو لکھا اور بتایا کہ اس نے اُنھیں دھوکہ دینا چاہا تھا اور اب بھی وہ اس سے ڈرتے ہیں ابومسلم نے امیرالمومنین کو جواب دیا "اگر اُس کی یہ حرکت آپ کو معلوم ہوی ہے تو آپ اُسے قتل کردیجئے" مگر داؤد بن علی نے ابوالعباس کو اُس کے قتل سے روکا اور کہا کہ ابومسلم اسکے قتل کو آپ کی مخالفت میں بطور دلیل کے پیش کریگا، اس وقت اہل خراسان بھی آپ کا ساتھ دے رہے ہیں اور جو کچھ ابومسلم کا اُن پر اثر ہے وہ بالکل عیاں ہے مناسب یہ ہے کہ آپ ابومسلم ہی کو لکھیں کہ وہ خود کسی شخص کو بھیجکر اُسے قتل کرادے، چنانچہ ابوالعباس نے ایسا ہی کیا اور ابومسلم نے مرار بن انس الضبی کو اس کام کے لئے خراسان سے بھیجدیا۔ مرار مدینۃ ہاشمیہ میں ابوالعباس سے آکر ملا اور اپنے آنے کا مقصد بتایا ابوالعباس نے منادی کردی کہ اب میں ابوسلمہ سے خوش ہو گیا ہوں نیز اُسے بلاکر خلعت بھی عطا کیا، اس کے بعد ایک رات کو ابوسلمہ ابوالعباس کے پاس آیا اور تمام رات بیٹھا باتیں کرتا رہا جب آخر شب میں تنہا اور پیادہ اپنے گھر واپس جانے لگا اور قصر کی محرابوں میں سے گذرنے لگا تو مرار بن انس

اور اُس کے دوسرے ساتھیوں نے اُسے روکا اور قتل کر دیا شہر کے تمام دروازے فوراً بند کر دیئے گئے اور یہ بات مشہور کر دی گئی کہ ابو سلمہ کو خارجیوں نے قتل کر دیا صبح کو اُس کی لاش اُس کے مقتل سے نکالی گئی یحییٰ بن محمد بن علی نے اُسکی نماز جنازہ پڑھائی اور مدینۂ ہاشمیہ میں اُسے سپرد خاک کر دیا گیا، سلیمان بن مہاجر البجلی نے یہ شعر اُس کے مرثیہ میں کہا ہے۔

ان الوزیر وزیر آل محمد ادی فمن یشناک کان وزیرا

(ترجمہ) یہ آل محمد صلعم کا وزیر تھا جو ہلاک ہوا اور اُس کی وزارت میں کون عیب نکال سکتا ہے، ابو سلمہ وزیر آل محمد اور ابو مسلم امین آل محمد کہلاتے تھے۔

(۶۱) ابو سلمہ کے قتل کے بعد ابو العباس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو تیس آدمیوں کے ساتھ جنمیں حجاج بن ارطاۃ اور اسحٰق بن فضل الہاشمی بھی تھے ابو مسلم کے پاس بھیجا جب ابو جعفر ابو مسلم کے پاس آگیا تو ایک دن عبید اللہ بن الحسین الاعرج اُس کے ساتھ سیر کے لئے نکلا سلیمان بن کثیر بھی اعرج کے ساتھ تھا سلیمان نے اعرج سے کہا کہ ہم تو آپ لوگوں کی حکومت کے آرزو مند تھے اب بھی اگر آپ چاہیں تو ہم آپکی تحریک کی حمایت کے لئے تیار ہیں، یہ بات سنکر عبید اللہ کو گمان ہوا کہ یہ شخص ابو مسلم کا جاسوس ہے اُسے اُس کے کہنے سے خوف پیدا ہو گیا، دوسری طرف ابو مسلم کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی کہ سلیمان اعرج کے ساتھ سیر کے لئے گیا تھا، عبید اللہ نے ابو مسلم سے اُس سلیمان کا قول اس خوف کی وجہ سے نقل کر دیا کہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو شاید ابو مسلم دھوکے سے اُسے قتل کرا دے، ابو مسلم نے سلیمان بن کثیر سے بلا کر کہا کہ تمکو امام کا وہ حکم یاد ہے جو اُنھوں نے مجھے دے رکھا ہے کہ جس پر میرا شبہ ہو میں اُسے قتل کر دوں، سلیمان نے کہا جی ہاں مجھے یاد ہے ابو مسلم نے کہا تو اب میں تمکو ملزم قرار دیتا ہوں، سلیمان نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے قتل نہ کریں ابو مسلم کہنے لگا تجھے شرم نہیں آتی مجھے تو خدا کا واسطہ دیتا ہے اور خود امام سے فریب کر رہا ہے، اسکے بعد ابو مسلم نے اُس کے قتل کا حکم دیا مگر اسے وہاں اپنے سوا کوئی جلاد اُس وقت نظر نہ آیا۔

ابو جعفر ابو مسلم سے ملکر ابو العباس کے پاس واپس آگیا اور اُس نے کہا کہ اگر

تم نے ابومسلم کو زندہ چھوڑے رکھا تو نہ تم خلیفہ ہو اور نہ تمہاری حکومت کوئی معنے رکھتی ہے، ابوالعباس نے پوچھا یہ کیسے؟ ابوجعفر کہنے لگا کہ بخدا ابومسلم اپنے ارادے سے جو چاہتا ہے کرگذرتا ہے ابوالعباس نے کہا چپ رہو خبردار اس بات کو کسی پر ظاہر مت کرنا۔

اسی سال ابوالعباس نے اپنے بھائی ابوجعفر کو یزید بن عمر بن ہبیرہ سے لڑنے کے لیئے واسط بھیجا۔ ہم اہل خراسان کی اُس خروج کا حال پہلے بیان کر آئے ہیں جسکا مقابلہ پہلے قحطبہ اور پھر اُسکے بعد اسکے بیٹے حسن بن قحطبہ کی قیادت میں یزید بن عمرو بن ہبیرہ سے ہوا اس مقابلہ میں یزید بن عمرو بن ہبیرہ نے شکست کھائی اور یہ اپنی شامی فوجوں کو لیکر واسط آیا اور یہاں قلعہ بند ہو گیا۔

جب ابن ہبیرہ کو شکست ہوئی تمام فوج اُسے چھوڑ کر تتر بتر ہو گئی اِس نے (۶۲)
اپنے مال و متاع پر بعض لوگوں کو متعین کر دیا تھا وہ بھی اس مال کو لیکر چلتے بنے، حوثرہ نے ابن ہبیرہ سے کہا تھا کہ دشمن کا سپہ سالار کام آچکا ہے تمہارے پاس زبردست فوج موجود ہے بجائے واسط کے کوفے چلو وہاں خراسانیوں کا مقابلہ کرنا یا قتل ہو جانا یا فتح حاصل کرنا لگر ابن ہبیرہ نے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ اب تو ہم واسط چلتے ہیں وہاں پہنچ کر دیکھیں گے، حوثرہ نے کہا بخدا اسکا نتیجہ صرف یہ ہی ہو گا کہ اس طرح دشمن کی دسترس تم تک ہو جائیگی اور تم مارے جاؤ گے یحییٰ بن حصین نے مشورہ دیا کہ مروان کے پاس چلنا چاہیئے کیونکہ اُسے اس وقت سب سے بڑی خوشی ہماری اس فوج کے پہنچ جانے سے ہو گی بہتر یہ ہے کہ آپ فرات کے راستے مروان کے پاس پہنچ جایئے اور واسط جانے کا آپ نام بھی نہ لیں کیونکہ وہاں جا کر آپ محصور ہو جائیں گے اور اُسکے بعد قتل ہے ابن ہبیرہ نے اس مشورہ کو قبول کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ واقعہ یہ تھا کہ جب مروان اسے کوئی حکم لکھ کر بھیجتا تھا وہ اُس کی مخالفت کرتا تھا اِس بات پر اسے یہ ڈر تھا کہ اگر وہ مروان کے پاس گیا تو مروان اُسے مروا ڈالے گا۔ غرضکہ اب یہ واسط آکر قلعہ بند ہو گیا۔

ابوسلمہ نے حسن بن قحطبہ کو واسط کی تسخیر کے لئے روانہ کیا حسن اور اُس کی فوج نے

دریائے زاب اور دجلہ کے درمیان خندقیں بنائیں اور اُن کی آڑ میں مورچے لگائے خود حسن نے باب المضار کو اپنی آڑ میں لیکر اپنے خیمے نصب کئے۔ بدھ کے دن فریقین میں پہلا معرکہ ہوا۔ اہل شام نے ابن ہبیرہ سے باہر نکلکر لڑنے کی اجازت مانگی اُس نے اجازت دیدی اور اب خود وہ معہ اپنی فوج کے مقابلہ کے لئے حصار سے باہر آیا۔ اُس کے میمنہ پر اُس کا بیٹا داؤد سردار تھا اور محمد بن نباتہ کچھ خراسانیوں کے ساتھ جن میں ابو العود الخراسانی بھی تھا اُس کے ہمراہ تھا اب لڑائی شروع ہوئی حسن کے میمنہ پر خازم بن خزیمہ سردار تھا، خود ان ابن ہبیرہ باب المضار کے سامنے واقعت تھا خازم نے ابن ہبیرہ پر حملہ کیا اور اہل شام کو پسپا کر کے خندقوں میں ڈھکیل دیا اب لوگ شہر کے دروازے پر جھپٹے اور اتنے بھر آئے کہ جگہ نہ رہی تمام باب المضار اُن سے بھر گیا، گوپھن والوں نے گوپھنوں سے پتھر برسائے اسوقت (۶۳) حسن کھڑا ہوا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا اب وہ خود رسالہ لیکر آہستہ آہستہ دریا اور خندق کے درمیان میدان میں بڑھ آیا، اہل شام پھر پلٹ کر مقابل آئے حسن نے اُن پر دوبارہ حملہ کیا اُس کی فوج ابن ہبیرہ اور شہر کے درمیان حائل ہوگئی اور اُس نے شامیوں کو دجلہ پر پسپا ہونے پر مجبور کردیا۔ اُن کی بہت بڑی تعداد غرق ہوگئی اس کے بعد کشتیاں لائی گئیں اور باقماندہ فوج کو اُن میں سوار کیا گیا، ابن نباتہ اپنی زرہ بکتر اوتار کر دریا میں کود پڑا پھر ایک کشتی اُس کے لئے بھیجی گئی اور وہ اُس میں سوار ہو گیا، اب دونوں فریق اپنی اپنی جگہ ٹھٹک گئے اور لڑائی بند ہوگئی۔

سات روز کے بعد دوسری منگل کو پھر اہل شام شہر سے نکلکر مقابلہ پر آئے اور جنگ شروع ہوئی، ایک شامی نے ابو حفص ہزار مرد پر تلوار کی ایک ضرب لگائی اور فخریہ کہنے لگا کہ میں سلمیٰ نوجوان ہوں۔ ابو حفص نے اُس پر ضرب لگائی اور کہنے لگا میں عتکی نوجوان ہوں، ابو حفص کا حریف میدان کارزار میں کھیت رہا شامیوں کو بُری طرح شکست ہوئی بھاگ کر پھر شہر میں پناہ گزیں ہوگئے اور اب عرصہ تک صرف یہ لڑائی رہگئی کہ شامی فصیل کے پیچھے سے تیر اندازی کر دیتے تھے؛

اسی حالت محاصرہ میں ابن ہبیرہ کو معلوم ہوا کہ ابو امیۃ التغلبی نے علم سیاہ

اختیار کرلیا ہے اُس نے ابوعثمان کو ابوامیہ کے قیام گاہ بھیجا یہ اُس کے پاس اُسکے خیمے میں چلا آیا اور کہا کہ مجھے امیر نے تمہارے خیمے کی تلاشی کے لئے بھیجا ہے تاکہ اگر مجھے یہاں علم سیاہ نظر آئے تو میں اُسے تمہاری گردن میں لٹکا کر اور گلے میں رسی ڈالکر ان کے پاس لے چلوں اور اگر کوئی سیاہ شے نہ پاؤں تو یہ پچاس ہزار درہم موجود ہیں تمکو بطور صلہ کے دیدوں گا ابوامیہ نے اُسے تلاشی کی اجازت دینے سے انکار کردیا ابوعثمان اُسے ابن ہبیرہ کے پاس لے آیا ابن ہبیرہ نے اُسے قید کردیا۔ اسی معاملہ پر محسن بن زائدہ اور دوسرے بنی ربیعہ نے آپس میں گفتگو کی اور بنی فزارہ کے تین آدمی پکڑکر قید کرلئے نیز اُنھوں نے ابن ہبیرہ کو گالیاں بھی دیں۔ یحییٰ بن حصین نے آکر انھیں بہت سمجھایا مگر اُنھوں نے کہا کہ جب تک ہمارا آدمی رہا نہ کردیا جائے گا ہم اُن کے آدمیوں کو نہیں چھوڑیں گے، مگر ابن ہبیرہ نے اس بات کے ماننے سے انکار کردیا یحییٰ نے اُس سے کہا کہ تم خود اپنے معاملہ کو خراب کر رہے ہو تم محصور ہو تم اُسے چھوڑ دو ابن ہبیرہ نے کہا میں ہرگز اُسے رہا نہ کروں گا، یحییٰ بن حصین نے (۶۴۳)
آکر ان لوگوں سے سارا ماجرا بیان کردیا حسن اور عبدالرحمان بن بشیر العجلی ابن ہبیرہ سے علٰحدہ ہو گئے۔ یحییٰ نے پھر ابن ہبیرہ کو سمجھایا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو یہی لوگ تمہارے بڑے دلیر شہسوار ہیں اگر تم نے ان کو بگاڑ لیا اور محاصرہ میں تمکو اور دیر لگ گئی تو یہ تمہارے لئے دشمن سے زیادہ سختگیر ثابت ہوں گے، ابن ہبیرہ نے ابوامیہ کو اپنے پاس بلاکر اُسے خلعت دیا رہائی دی، سمجھوتہ کرلیا اور اب اُن کے تعلقات پھر حسب سابق خوشگوار ہو گئے،

بونصر مالک بن الہیثم بجستان کی سمت سے حسن بن قحطبہ کے پاس آگیا اس نے ابونصر کے شامل ہو جانے کی اطلاع دینے کے لئے غیلان بن عبداللہ الخزاعی کی سرکردگی میں ایک وفد ابوالعباس کے پاس بھیجا۔ غیلان حسن سے اس لئے اپنا دل میں پرخاش رکھتا تھا کہ اس نے اُسے روح بن حاتم کی مدد کے لئے بھیجدیا تھا اس نے ابوالعباس سے آکر کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ امیرالمومنین ہیں اللہ کی مضبوط رسی ہیں اور اہل تقویٰ کے امام ہیں ابوالعباس نے کہا غیلان

کیا چاہتے ہو۔ اُس نے کہا میں آپ سے معافی کا خوستگار ہوں ابوالعباس
نے کہا اللہ تمکو معاف کردے گا، داؤد بن علی نے کہا اسے ابوفضالہ اللہ
تمکو نیک توفیق دے کہو کیا کہنا چاہتے ہو غسیلان نے کہا، امیرالمومنین آپ
اپنے کسی قریبی رشتہ دار کو ہمارا سردار بناکر ہم پر احسان کیجئے، ابوالعباس
نے کہا کیا میرا ہی آدمی حسن بن قحطبہ تمہارا سردار نہیں ہے غسیلان نے کہا امیرالمومنین
آپ اپنے خاندان کے کسی شخص کو ہمارا سردار مقرر کیجئے، ابوالعباس نے
پھر وہی جواب دیا غسیلان کہنے لگا امیرالمومنین آپ اپنے خاندان کے کسی
آدمی کو ہمارا سردار بنائے تاکہ اُسے دیکھکر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں ابوالعباس
نے اُس کی درخواست منظور کرلی اور ابوجعفر کو حسن کی جگہ سپہ سالار بنا دیا
ابوجعفر نے غسیلان کو اپنا کوتوال مقرر کرلیا جب غسیلان واسط آیا تو ابونصر
نے اُس سے کہا کہ جو کچھ تم نے کیا وہ ٹھیک کیا میں بھی یہی چاہتا تھا غسیلان کہنے
لگا ہاں ایسا ہی تھا یہ چند روز اس خدمت پر رہا پھر اُس نے خود ابوجعفر
سے کہا کہ مجھسے کوتوالی کا کام نہیں سنبھلتا ہے میں تم کو ایسا آدمی بتاتا ہوں
جو مجھ سے زیادہ مستعد و قوی ہے، ابوجعفر نے کہا وہ کون، غسیلان نے
جہور بن مرار کا نام لیا ابوجعفر نے کہا اگر تمکو میں معزول نہیں کرسکتا کیونکہ تمہارا
تقرر امیرالمومنین نے کیا ہے، غسیلان نے کہا تو آپ اُن کو لکھکر پوچھ لیجئے ابوجعفر (۶۵)
نے ابوالعباس کو لکھا ابوالعباس نے ابوجعفر کو لکھا کہ تم غسیلان کی رائے پر عمل کرو
چنانچہ اب ابوجعفر نے جہور کو اپنا کوتوال مقرر کرلیا نیز اُس نے حسن سے کہا کہ تم مجھے
ایسا آدمی بتاؤ جسے میں اپنے محافظ دستے کا افسر مقرر کروں اُس نے کہا کہ عثمان
بن نہیک ایسا شخص ہے جسے میں پسند کرتا ہوں ابوجعفر نے اُسے اسی جگہ مقرر کر دیا۔
ابوجعفر کے واسط آنے کے بعد حسن نے اپنا خیمہ اُس کے لئے خالی کردیا
اور خود دوسری جگہ چلا گیا اور اب فریقین میں جنگ شروع ہوئی سارے دن ابونصر
لڑتا رہا اہل شام اپنی خندقوں کی طرف پسپا ہوئے، معین اور ابویحیٰی الجذامی
جو دونوں کمین گاہ میں منتظر بیٹھے تھے خراسانیوں کے آگے نکلتے ہی اُن کے
عقب سے اُن پر ٹوٹ پڑے اور شام ہونے تک اُن سے لڑتے رہے

ابو نصر گھوڑے سے اُتر پڑا اب خندقوں کے سرے پر فریقین میں خوب لڑائی ہوئی روشنی کے لئے آگ کے الاؤ روشن کر دیئے گئے اُس وقت ابن ہبیرہ باب الخلالین کے بُرج پر کھڑا ہوا تھا بہت رات گئے تک فریقین ایک دوسرے سے دست گریبان رہے آخر کار ابن ہبیرہ نے معن کو واپسی کا حکم دیا اور وہ پلٹ آیا۔

کچھ روز جنگ بند رہی پھر ایک مرتبہ اہل شام محمد بن نباتہ معن بن زائدہ زیاد بن صالح اور دوسرے بعض شامی سرداروں کی قیادت میں لڑنے نکلے، خراسانیوں نے اُن کا مقابلہ کیا مگر شامیوں نے اُن کو دریائے دجلہ پر دھکیل دیا اُن کے کچھ آدمی دریا میں گرنے لگے یہ حالت دیکھ کر ابو نصر نے خراسانیوں کو للکارا "اے اہل خراسان مرداں خانۂ بیاباں ہستید و بر خیزید" اس آواز پر خراسانی پلٹ پڑے، اسی اثنا میں ابو نصر کا بیٹا زخمی ہو کر میدان میں گرا۔ روح بن حاتم نے دشمن کے یلغار سے اُسے بچائے رکھا جب ابو نصر اس کے پاس سے گزرا تو فارسی میں کہنے لگا "اے میرے بیٹے تجھے دشمنوں نے قتل کر دیا اب تیرے بعد دنیا پر لعنت ہے" اس کے بعد اہل خراسان نے اس بے جگری سے شامیوں پر حملہ کیا کہ اُن کو پسپا کر کے شہر واسط میں دھکیل دیا اس واقعہ کے وقت شامی ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ بخدا آج کی جنگ کے بعد اب ہمیں انکے مقابلہ پر کامیابی نہیں ہو سکتی ہم باوجودیکہ اہل شام کے نامور سردار بڑی جوانمردی سے اُن پر حملہ آور ہوئے مگر انھوں نے ہمکو شہر میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔

(٦٦) اس جنگ میں اہل خراسان میں سے بکار الانصاری اور ایک دوسرا خراسانی جو دونوں اپنی جماعت کے بڑے نامور بہادر تھے کام آئے۔

اس محاصرہ کے دوران میں ابو نصر کشتیوں میں ایندھن بھر کر انھیں آگ لگا دیتا تھا تاکہ یہ جس چیز کے پاس سے گذریں اُسے جلا ڈالیں مگر اس کے مقابلہ کے لئے ابن ہبیرہ نے یہ کیا تھا کہ آتش گیر جہاز تیار کئے تھے اور اُن میں آنکڑے لگائے تھے کہ اُن کے ذریعے وہ اُن کشتیوں کو کھینچ لاتے تھے گیارہ ماہ اسی طرح گذر گئے، جب محاصرہ نے طول کھینچا اور محصورین کو اسماعیل بن عبداللہ القسری کے

ذریعہ مروان کے قتل کی اطلاع ہوئی نیز اُنھوں نے ان سے یہ بھی کہا کہ جس کے لیے تم لڑتے تھے جب وہی نہیں رہا تو اب کیوں اپنے آپ کو تباہ کرتے ہو اُنھوں نے معاہدین سے صلح کرلی۔

(دوسری روایت) بیان کیا گیا ہے کہ جب ابوجعفر ابومسلم سے ملک خراسان سے واپس آیا تو ابوالعباس نے اُسے ابن ہبیرہ سے لڑنے بھیجدیا۔ ابوجعفر حسن بن قحطبہ کے پاس آیا حسن نے اُسوقت واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کررکھا تھا اُس کے آتے ہی حسن نے اپنی قیام گاہ ابوجعفر کے لئے خالی کردی اور خود دوسری جگہ جارہا۔

محاصرہ کے طول کی وجہ سے خود ابن ہبیرہ کی فوج میں پھوٹ پڑگئی یمنیوں نے کہا کہ مروان نے جو سلوک ہمارے ساتھ کیا ہے وہ ظاہر ہے ہم کیوں اُس کی مدد کریں اس پر نزاری عربوں نے کہا کہ تاوقتیکہ یمنی ہمارے ساتھ ہوکر نہیں لڑتے ہم بھی نہیں لڑتے اور اب صرف اجیر اور نوعمر چھوکرے لڑنے کے لئے اس کے پاس رہگئے ابن ہبیرہ کا ارادہ ہوا کہ اب محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسنؓ (نفس الزکیہ) کی خلافت کے لئے دعوت دے اُنکی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اُس نے اُن کو لکھا اُن کے جواب آنے میں دیر ہوئی اسی اثناء میں ابوالعباس نے ابن ہبیرہ کے ہمراہی یمنیوں سے سازوباز شروع کردی اور انھیں ہر طرح کی لالچ دی زیاد بن صالح الحارثی اور زیاد بن عبیداللہ الحارثی دونوں ابوالعباس کے پاس آئے یہ ابن ہبیرہ سے وعدہ کرکے آئے تھے کہ وہ ابوالعباس کو اُس کے لئے ہموار کردیں گے، مگر انھوں نے اُس کی کوئی کوشش نہیں کی، اب ابوجعفر اور ابن ہبیرہ کے درمیان سفرائے صلح آتے جاتے رہے آخرکار ابوجعفر نے اُسے وعدۂ امان لکھدیا اس معاہدہ کے متعلق ابن ہبیرہ چالیس روز تک علما سے مشورہ لیتا رہا آخر جب اُس نے اُس معاہدہ کو پسند کرلیا تو اُسے ابوجعفر کے پاس بھیجدیا ابوجعفر نے اُسے ابوالعباس کے پاس بھیجدیا ابوالعباس نے اُس پر عمل کرنے کی ہدایت بھیجدی ابوجعفر تو چاہتا تھا کہ جو اُس نے معاہدہ کیا ہے اسے پورا کرے مگر اُسوقت تک ابوالعباس کی یہ حالت تھی کہ وہ ابومسلم سے مشورہ لیئے بغیر کوئی کام سرانجام نہیں کرتے تھے اور (۶۰)

اُس کی طرف سے ابوالجہم بطور مخبر کے ابوالعباس کے پاس متعین تھا، چنانچہ ابوالعباس نے سارا معاملہ ابومسلم کو لکھ بھیجا ابومسلم نے جواب دیا کہ صاف راستے میں اگر پتھر ڈالدو گے وہ خراب ہو جائے گا، وہ راستہ صاف نہیں جس میں ابن ہبیرہ موجود ہو۔

معاہدہ صلح کی تحریر و تکمیل کے بعد ابن ہبیرہ تیرہ سو بخاری گھوڑوں کی سواری کے جلوس کے ساتھ ابوجعفر سے ملنے چلا وہ چاہتا تھا کہ اپنے گھوڑے پر سوار اس کے خیمہ میں در آئے مگر سلام بن سلیم حاجب نے اُس سے کہا اے ابوخالد اگر جناب والا گھوڑے سے اتر پڑیں تو مناسب ہے، اُس وقت دس ہزار خراسانی اُس خیمہ کے گرد جمع تھے، ابن ہبیرہ سواری سے اُتر پڑا سلام نے اُس کے بیٹھنے کے لئے مسند منگوا کر بچھوائی پھر اور سرداروں کو وہاں آنے کی اجازت دی اور اُس کے بعد اُس نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ اب آپ تشریف لے چلئے۔ ابن ہبیرہ کہنے لگا میں مع اپنے ہمراہیوں کے اندر چلوں اُس نے کہا میں نے صرف آپ کو تنہا اندر جانے کی اجازت دی ہے، ابن ہبیرہ وہاں سے اُٹھکر اندر آیا اور اب اُس کے لئے مسند لاکر بچھائی گئی جسپر وہ بیٹھ گیا، تھوڑی دیر ابوجعفر سے باتیں کرنے کے بعد یہ اُٹھ آیا، حد منظر تک ابوجعفر غور سے اُس کی طرف دیکھتا رہا اسکے بعد کچھ عرصے اس کا یہ دستور رہا کہ ایک دن بیچ پانسو سوار اور تین سو پیادوں کے ساتھ ابوجعفر سے ملنے آتا۔ یزید بن حاتم نے ابوجعفر سے کہا کہ ابن ہبیرہ اس شان سے آپ کے پاس آتا ہے کہ تمام چھاؤنی میں ایک تھلکہ پڑ جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی شوکت و اقتدار حسب سابق باقی ہے اگر وہ اسی طرح رسالے اور پلٹن کے ساتھ آتا رہا تو عبدالجبار اور جہور کیا کہیں گے، ابوجعفر نے سلام کو ہدایت کی کہ وہ ابن ہبیرہ سے کہدے کہ وہ فوج کے ساتھ یہاں نہ آیا کرے صرف اپنے خدمتگار ساتھ لایا کرے، سلام نے ابن ہبیرہ سے کہدیا یہ سنکر اُسکا چہرہ بگڑ گیا اور اب وہ تقریباً تیس خدمتگاروں کے ساتھ ابوجعفر سے ملنے آیا، اسپر سلام نے اُس سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی شان دکھانے کے لئے اس جماعت کو ساتھ لاتے ہیں۔ ابن ہبیرہ نے جھلا کر

کہا اگر آپ پیادہ آنے کا حکم دیں گے تو میں اُس کی بھی تعمیل کروں گا، سلام کہنے لگا آپ بُرا نہ مانیں میں نے استخفافاً یہ بات نہیں کہی اور نہ امیر نے اس بنا پر ایسا حکم دیا ہے بلکہ آپ ہی کی خاطر یہ کہا گیا ہے کیونکہ اور لوگ اس کے متعلق چہ میگوئیاں کرتے ہیں، اس کے بعد وہ صرف تین آدمیوں کے ہمراہ ابوجعفر کے پاس آیا کرتا۔

ایک مرتبہ ابن ہبیرہ نے ابوجعفر کو بجائے امیر کہکر خطاب کرنے کے اے شخص کہا پھر فوراً اپنی غلطی پر متنبہ ہوا اور کہنے لگا چونکہ میں زمانہ قریب تک ہر شخص (٦٨)
کو اسی طرح خطاب کرتا رہا ہوں اس وجہ سے بلاقصد یہ لفظ آپ کے لئے میری زبان سے نکل گیا۔
ابوالعباس نے کئی مرتبہ ابوجعفر کو ابن ہبیرہ کے قتل کا حکم بھیجا مگر وہ برابر اُسے پلٹاتا رہا آخر کار تنگ آکر ابوالعباس نے اُسے خدا کی قسم دیکر لکھا کہ تم اُسے قتل کردو ورنہ میں کسی دوسرے شخص کو یہاں سے بھیجتا ہوں جو اُسے تمہاری پناہ سے نکال کر قتل کردے گا، اس حکم کے آنے کے بعد اب ابوجعفر نے بھی اُسکے قتل کردینے کا مصمم ارادہ کرلیا خازم بن خزیمہ اور ہیثم بن شعبہ بن ظہیر کو بھیجا کہ وہ تمام سرکاری خزائن کے کوٹھوں پر مہر توڑا کردیں نیز اُس نے قیس اور مضر کے اُن عمائد کو جو ابن ہبیرہ کے ساتھ تھے اپنے پاس بلا بھیجا محمد بن نباتہ۔ حوثرہ بن سہیل۔ طارق بن قدامہ، زیاد بن سُوید، ابوبکر بن کعب العقیلی۔ ابان و بشر ابناء عبدالملک بن بشر جن کے ہمراہ قیس کے دوسرے بائیس آدمی تھے جعفر بن حنظلہ اور ہزان بن سعد ابوجعفر کے پاس آئے، سلام بن سلیم نے باہر نکلکر حوثرہ اور محمد بن نباتہ کو دریافت کیا یہ دونوں اُٹھکر اندر چلے گئے، عثمان بن نہیک فضل بن سلیمان اور موسیٰ بن عُقیل سو آدمیوں کے ساتھ ابوجعفر کے خیمہ سے پہلے ایک دوسرے خیمہ میں موجود تھے، حوثرہ اور محمد بن نباتہ کی تلواریں چھین کر اُن کی مشکیں باندھ دی گئیں، اُن کے بعد بشر اور ابان عبدالملک کے بیٹے آئے اُن کے ساتھ بھی یہ ہی کیا گیا، اُن کے بعد ابوبکر بن کعب اور طارق بن قدامہ آئے اُس پر جعفر بن حنظلہ نے بطور احتجاج کے کہا کہ ہم سپہ سالار ہیں یہ لوگ ہم سے کم درجہ ہیں ہم پر اُن کو کیوں تقدیم دی جارہی ہے، سلام نے اس سے پوچھا

تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو اُس نے کہا بہرا سے سلام نے کہا کیا تمہارے پیچھے اللہ کی وسیع زمین پڑی ہوئی ہے جہاں جا ہو چلے جاؤ۔ اس کے بعد بہران نے بھی کترے ہو کر اسی قسم کی گفتگو کی مگر اُسے بھی پیچھے کر دیا گیا روح بن حاتم نے اُس سے کہا جتنے لوگ اندر آگئے ہیں اُن سب کی تلواریں لے لی گئی ہیں موسیٰ بن عقیل اندر سے نکلکر اس جماعت کے پاس آیا یہ لوگ کہنے لگے تم نے اللہ کے سامنے ہم سے عہد امان کیا ہے اور اب اُسے پس پشت ڈال رہے ہو ہم کو اللہ سے یہ توقع ہے کہ وہ اس کا کافی بدلہ تم سے لے گا۔ ابن نباتہ خوف سے ہانپنے لگا حوثرہ نے اُس سے کہا کہ بھلا اس سے تمکو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے، ابن نباتہ کہنے لگا اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ واقعہ پہلے ہی میرے پیش نظر ہو چکا تھا، ان سب کو قتل کر کے اُن کی مہریں ضبط کر لی گئیں۔

خازم۔ ہیثم بن شعبہ اور اغلب بن سالم تقریباً سو آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور انھوں نے ابن ہبیرہ سے کہلا کر بھیجا کہ ہم روپیہ لیجانا چاہتے ہیں اُس نے اپنے حاجب ابو عثمان سے کہا کہ تم جا کر خزانہ بتا دو، انھوں نے ہر کوٹھری کے دروازے پر کچھ آدمی متعین کر دئے اور آپ مکان کے اطراف و نواحی کو غور سے دیکھنے لگے، اُس وقت ابن ہبیرہ کے پاس اُس کا بیٹا داؤد اُس کا کاتب عمرو بن ایوب، اُس کا حاجب، چند موالی اور ایک صغیر سن بچہ اُس کے کمرہ میں تھے ابن ہبیرہ کو انکی نظریں بد معلوم ہوئیں کہنے لگا کہ سخدا اُن کے بشرے سے بدی نمایاں ہے، یہ سنتے ہی یہ جماعت اسکی طرف بڑھی اُس کے حاجب نے اُن کے سامنے ہو کر پوچھا کہ کیا ہے؟ ہیثم بن شعبہ نے اُس کے کندھے پر تلوار کی ایک ضرب لگائی جس سے وہ گر پڑا، ابن ہبیرہ کا بیٹا داؤد لڑا اور مارا گیا اُس کے موالی بھی مارے گئے ابن ہبیرہ نے اس اثناء میں اپنے صغیر سن لڑکے کو اپنے کمرے سے ہٹا دیا اور حملہ آوروں کو مخاطب کر کے کہا کہ اس بچے کو تو چھوڑ دو پھر وہ خود سجدے میں گر پڑا اور اسی حالت میں قتل کر دیا گیا۔ یہ لوگ مقتولین کے سر لے کر ابو جعفر کے پاس چلے آئے ابو جعفر نے اعلان کرا دیا کہ حکم بن عبد الملک بن بشر خالد بن سلمۃ المخزومی

اور عمرو بن ذُرّ کے علاوہ اور سب کو عام معافی دی جاتی ہے، زیاد بن عبید اللہ نے ابن ذُرّ کے لئے ابو جعفر سے معافی کی درخواست کی اُس نے اُسے امان دیدی حکم بھاگ گیا۔ خالد کو ابو جعفر نے تو معافی دیدی تھی مگر ابوالعباس نے نہ مانا اور اُسی قتل کردیا ابو علاقہ الفزاری اور ہشام بن ہشیم بن صفوان بن مزید الفزاری دونوں بھاگے مگر حجر بن سعید الطائی نے اُنھیں جا پکڑا اور دریائے زاب پر دونوں کو قتل کردیا۔

ابو عطا السندی اور منقذ بن عبدالرحمان الہلالی نے ابن ہبیرہ کے مراثی لکھے یہ وہ شخص ہے کہ ایک مرتبہ ہشام بن عبدالملک نے اپنے بیٹے معاویہ کے لئے اس کی بیٹی مانگی تھی مگر اِس نے شادی کرنے سے انکار کردیا تھا اِس کے بعد اس کے اور ولید بن القعقاع کے درمیان سخت کلامی ہوئی اور ہشام نے اسے ولید بن القعقاع کے حوالے کردیا ولید نے اسے پٹوایا اور قید کردیا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابن ہبیرہ سے لڑنے کے لئے ابوالعباس نے ابو جعفر کو واسط روانہ کیا تو اس نے حسن بن قحطبہ کو لکھا کہ تمام فوج تمھاری ہے تمام سردار اور سپہ سالار تمھارے ماتحت ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ میرا بھائی بھی اِس جنگ میں موجود رہے اِس لئے میں اس کو بھیجتا ہوں تم اس کی فرمانبرداری کرنا خیر خواہی اور خلوص نیت کے ساتھ اُسکا ہاتھ بٹانا۔ اسی مضمون کا دوسرا خط اُس نے ابو نصر مالک بن الہیثم کو لکھا تھا چنانچہ منصور کے حکم سے حسن ہی ابن تمام فوج کا کارپرداز تھا

اسی سال ابو سلم نے محمد بن الاشعث کو فارس بھیجا اور ہدایت کردی کہ وہ ابو سلمہ کے مقرر کردہ تمام عمال کو پکڑ کر قتل کردے اس نے حسبۂ عمل کیا۔

اسی سال ابوالعباس نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو فارس کا والی مقرر کرکے فارس بھیجا، اِس سے پہلے محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا، جب عیسیٰ وہاں آیا تو محمد بن الاشعث نے اُسے قتل کردینا چاہا لوگوں نے کہا مگر اس فعل کے نتائج آپ کے لئے خوشگوار نہ ہوں گے، ابن الاشعث کہنے لگا میں کیا کروں مجھے ابو سلم نے یہ ہدایت کردی ہے کہ اُس کے مقرر کردہ والیوں کے علاوہ اگر کوئی دوسرا ولایت کا ادعا کرے تو میں اسے قتل کردوں،

مگر پھر خود اِس فصل کے عواقب سے حذر کر کے وہ اپنے ارادہ سے باز رہا۔ اِس پر عیسیٰ نے مغلظ قسم کھا کر یہ عہد کیا کہ اب تمام عمر نہ وہ کسی منبر پر چڑھے گا اور نہ جہاد کے علاوہ کبھی تلوار باندھے گا، چنانچہ اُسکے بعد عیسیٰ نے نہ کہیں کی ولایت کی اور نہ جہاد کے موقع کے سوا کبھی تلوار حمائل کی اُسکے بعد ابو العباس نے اسماعیل بن علی کو فارس کا والی مقرر کر کے فارس بھیجا، ابو العباس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو جزیرہ۔ آذربیجان اور آرمینا کا والی مقرر کیا اور دوسرے بھائی یحییٰ ابن محمد بن علی کو موصل کا والی مقرر کیا اپنے چچا داؤد بن علی کو کوفے اور سوادِ کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عیسیٰ بن موسیٰ کو مقرر کیا اور داؤد کو مدینہ، مکہ، یمن اور طائف کا والی مقرر کیا، اسی سنہ میں مروان نے اپنے قیام جزیرے کے اثناء میں ولید بن عُروہ کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اُس کے بجائے اُس کے بھائی یوسف بن عُروہ کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔ واقدی کہتا ہے کہ یوسف ہی ربیع الاول کو مدینہ گیا عیسیٰ بن موسیٰ نے ابن ابی لیلیٰ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا، اس سال سفیان بن معاویہ المہلبی بصرہ کا عامل تھا اور حجاج بن ارطاۃ بصرے کے قاضی تھے، محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا، منصور بن جمہور سندھ کا امیر تھا، عبداللہ بن محمد جزیرہ آذربیجان اور آرمینا کا والی تھا۔ یحییٰ بن محمد موصل کا والی تھا عبداللہ بن علی علاقہ شام کا والی تھا ابو عون عبدالملک بن یزید مصر کا امیر تھا، خراسان اور جبال کا امیر ابو مسلم تھا خالد بن برمک افسر خزانہ تھا، اس سال داؤد بن علی بن عبداللہ بن العباس کی امارت میں حج ادا ہوا۔

## ۱۳۳ھ کے اہم واقعات

اس سال ابو العباس نے اپنے چچا سلیمان بن علی کو بصرہ اُسکے توابع، ضلع دجلہ بحرین عمان اور مہرجانقذق کا والی بنا کر بھیجا۔ نیز اُس نے اپنے چچا اسماعیل بن علی کو

ضلع اہواز کا عامل مقرر کیا۔ اسی سنہ میں داؤد بن علی نے بنی اُمیہ کے اُن افراد کو قتل کر دیا جنکو اُس نے مکہ اور مدینہ میں پکڑا تھا۔ نیز اسی سال اُس نے مدینہ میں ربیع الاول کے مہینے انتقال کیا، محمدؐ بن عمر کے بیان کے مطابق اس کی مدت ولایت تین مہینے ہوئی۔ مرتے ہوئے اُس نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنے علاقے پر اپنا قایم مقام مقرر کر دیا تھا، جب ابو العباس کو اُس کے مرنے کی اطلاع ہوئی اُنھوں نے مکہ، مدینہ، طائف اور یمامہ پر اپنے ماموں زیاد بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عبد المدان الحارثی کو والی مقرر کر دیا۔ اور محمد بن یزید بن عبد اللہ بن عبد المدان کو یمن بھیجا یہ جمادی الاولیٰ میں یمن پہنچ گیا زیاد مدینہ میں رک گیا اور محمد یمن چلا گیا، زیاد نے مدینہ سے ابراہیم بن حسان السلمی ابو حماد الابرص کو مثنیٰ بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کے مقابلے کے لئے جو یمامہ میں امیر تھا بھیجا ابراہیم نے اُسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔

اسی سنہ میں ابو العباس نے ابو عون کو بذریعۂ فرمان باقاعدہ طور پر مصر کا والی مقرر کر دیا نیز عبد اللہ بن علی اور صالح بن علی کو شام کی فوجوں کا سپہ سالار بنا دیا۔

اسی سال محمد بن الاشعث نے افریقیہ کا رخ کیا اہل افریقیہ سے اس کی شدید لڑائی ہوئی مگر اُس نے شہر فتح کر لیا۔

اسی سال شریک بن شیخ المہری نے خراسان کے شہر بخارا میں ابو مسلم کے خلاف خروج کیا، اُس کے خلاف یہ تحریک شروع کی کہ ہم نے آل محمدؐ کی اتباع خون بہانے اور حق کے خلاف عمل کرنے کے لئے نہیں کی تھی تیس ہزار سے زیادہ اس کے ساتھ ہو گئے، ابو مسلم نے زیاد بن صالح الخزاعی کو اس کے مقابلہ پر بھیجا، لڑائی ہوئی زیاد نے اُسے قتل کر دیا۔

اسی سنہ میں ابو داؤد خالد بن ابراہیم وخش سے ختل آیا یہ ختل میں داخل ہو گیا حنش بن السبل رئیس ختل نے اُسکی مزاحمت نہیں کی۔ ختل کے بہت سے زمیندار اُس کے پاس آئے اور اُس کے ساتھ قلعبند ہو گئے، دوسرے زمیندار دروں میں گھاٹیوں میں اور قلعوں میں لڑنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔

جب ابو داؤد نے حنش کو بالکل تنگ کر دیا یہ ایک رات اپنے زمینداروں اور خدمتگاروں کو لیکر قلعہ سے نکل گیا یہ جماعت وہاں سے فرغانہ آئی اور یہ وہاں سے بھی ترکوں کے علاقے سے گذر کر بادشاہ چین کے پاس پہنچ گئی۔ ابو داؤد نے مہزوم دشمن کو قیدی بنالیا انھیں لئے ہوئے بلخ آیا اور یہاں سے اُس نے اُن سب کو ابو مسلم کے پاس بھیجدیا۔

اس سال سلیمان الاسود نے باوجود وعدۂ امان دیدے نے کے عبدالرحمان بن یزید بن المہلب کو قتل کر دیا۔

اس سال صالح بن علی نے سعید بن عبداللہ کو دروں سے آگے بڑھکر موسم گرما میں رومیوں سے جہاد کرنے روانہ کیا۔

اس سال یحییٰ بن محمدؐ موصل کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اُس کی جگہ اسماعیل بن علی موصل کا والی مقرر ہوا۔

اس سال زیاد بن عبید اللہ الحارثی کی امارت میں حج ہوا۔

عیسٰی بن موسیٰ کوفے اور اُس کے علاقے کا والی تھا ابن ابی لیلےٰ قاضی تھے بصرہ اُس کے توابع، ضلع دجلہ، بحرین، عمان، عرض اور مہرجان قذق پر سلیمان بن علی والی تھا۔ عباد بن منصور اس تمام حصے کے قاضی تھے، اسماعیل بن علی اھواز کا والی تھا۔ محمدؐ بن الاشعث فارس کا امیر تھا۔ منصور بن جمہور سندھ کا امیر تھا۔ خراسان اور جبال کا امیر ابو مسلم تھا۔ عبداللہ بن علی قنسرین، حمص صوبۂ دمشق اور اردن کا والی تھا صالح بن علی فلسطین کا والی تھا، عبدالملک بن یزید ابو عون مصر کا والی تھا۔ عبداللہ بن محمد منصور جزیرہ کا والی تھا۔ اسماعیل بن علی موصل کا والی تھا۔ صالح بن صبیح ارمنیا کا والی تھا۔ مجاشع بن یزید آذربیجان کا والی تھا۔ خالد بن برمک کشتی افسر خزانہ تھا۔

## ۱۳۴ھ ہجری کے اہم واقعات

اس سال بسام بن ابراہیم اہل خراسان کے ایک بڑے سردار نے

حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ ابوالعباس کی بیعت سے انحراف کر کے اپنے اُن پیروں کو لیکر جنھوں نے اس بغاوت کے لئے اس سے اتفاق رائے کیا تھا امیر المومنین ابوالعباس کی فوجی چھاؤنی سے نکل گیا اس کے متبعین نے اس خروج پر ایک دوسرے کو بشارت دی۔ ابوالعباس نے ان کے معاملہ کی تفتیش کی اور اُنکے جانے کی سمت دریافت کی جب اُن کو معلوم ہوا کہ وہ مدائن میں ہیں اُنھوں نے خازم بن خزیمہ کو اُس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا خازم نے اُس سے دوچار ہوتے ہی حملہ کر دیا بسام اور اُس کی فوج نے شکست کھائی، اُن میں سے اکثر مارے گئے اس کا پڑاؤ، ظفر مندوں نے لوٹ لیا۔ خازم اپنی فوج کے ساتھ ان کا تعاقب کرتا ہوا جوخا کے علاقے سے گزر کر ماہ پہنچا شکست خوردہ فوج کا جو شخص اُن کے ہاتھ آیا یا جس نے اُن کا مقابلہ کیا اُن کو اس نے تہ تیغ کر دیا، اس کام کو پورا کر کے خازم واپس ہوا، واپسی میں ذات المطامیر یا اُس کے مشابہ کسی اور گاؤں سے گذرا وہاں بنی الحارث بن کعب (از خاندان عبدالمدان) کے جو ابوالعباس کے ماموں ہوتے تھے کچھ متعلقین رہتے تھے یہ اُن کے پاس سے گذرا وہ اُس وقت اپنی چوپال میں بیٹھے تھے یہ پینتیس آدمی تھے اٹھارہ اُن کے خاندان کے تھے اور سترہ اُن کے موالی تھے۔ خازم اُن کو سلام کئے بغیر آگے بڑھ گیا اُس پر اُنھوں نے اُسے گالیاں دیں چونکہ اُس کے قلب میں اُن کی طرف سے عداوت جاگزیں تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اُسے معلوم تھا کہ مغیرہ بن الفزیع کو جو بسام بن ابراہیم کے ہواخواہوں میں تھا اُنھوں نے پناہ دی تھی اس نے پلٹ کر اُن سے مغیرہ کے اس مقام میں فروکش ہونے کے متعلق سوال کیا اُنھوں نے جواب دیا کہ ہاں ایک راہ گیر ایک رات یہاں مقیم ہوا تھا پھر وہ یہاں سے چلا گیا اور ہم نہیں جانتے کہ وہ کون تھا۔ خازم نے کہا بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم امیر المومنین کے ماموں ہو اُنکا دشمن تمھارے پاس آتا ہے اور تمھارے گاؤں میں پناہ گزیں ہوتا ہے، کیوں تم سب نے ملکر اُسے گرفتار نہ کر لیا۔ اس سوال کا اُن لوگوں نے سخت جواب دیا خازم نے اُن کے قتل کا حکم دیدیا وہ سب کے سب قتل کر دیئے گئے

اُن کے مکانات ڈھا دیئے گئے اور اُن کے تمام مال و متاع کو لوٹ لیا گیا، اسکے بعد خازم ابوالعباس کے پاس آگیا، جب اس واقعہ کی اطلاع یمنی جماعت کو ہوئی اُنھوں نے اسے بڑی اہمیت دی اور سب کے سب متحد الخیال ہوئے، زیاد بن عبیداللہ الحارثی مع عبداللہ بن ربیع الحارثی، عثمان بن نہیک اور عبدالجبار بن عبدالرحمان ابوالعباس کے کوتوال کے ابوالعباس کے پاس آئے اور عرض پرداز ہوئے کہ خازم نے آپ کے مقابلہ میں ایسی جراءت کی ہے کہ آپ کا حقیقی بھائی بھی کبھی یہ جراءت نہ کرسکتا اُس نے آپ کے ماموں کو قتل کر کے آپ کے حق و رتبہ کی اہانت کی ہے یہ وہ لوگ تھے جو آپ کی پناہ لینے اور آپ کے جود و کرم سے بہرہ مند ہونے کے لئے دور دراز مسافت طے کر کے آپ کے پاس آئے تھے اور اب جب کہ وہ آپ کے علاقہ اور پناہ میں تھے خازم نے اچانک بلا وجہ اور بے قصور اُن پر حملہ کر کے اُن قتل کردیا اُن کے مکان منہدم کردئے اُن کے مال و متاع کو لوٹ لیا اُن کی تمام فصل برباد کردی۔ اس تقریر کا ابوالعباس پر بہت اثر ہوا اُنھوں نے خازم کے قتل کردینے کی ٹھان لی اس کی اطلاع موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم بن عطیہ کو ہوئی یہ دونوں ابوالعباس سے آکر ملے اور عرض پرداز ہوئے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اِن لوگوں نے امیرالمومنین کو خازم کے خلاف بھڑکا کر اُس کے قتل کا مشورہ دیا ہے نیز ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ بھی اُس کے قتل پر آمادہ ہو گئے ہیں ہم آپ کو اس فعل سے اس لئے باز رہنے کا مشورہ دیتے ہیں کہ خازم آپ کا ہمیشہ سے سچا وفادار رہا ہے اور اُس کی خدمات اس امر کی سزاوار ہیں کہ اُس کی لغزش سے درگذر کردیا جائے نیز جناب کو معلوم رہے کہ اہل خراسان ہی آپ کے سچے طرفدار ہیں اُنھوں نے اپنی اولاد اعزا اور اقربا کے مقابلے میں آپ کو ترجیح دی اور آپ کی حمایت کی ہے آپ کے مخالفین کو انھوں نے قتل کیا ہے اگر اُن میں سے کسی شخص سے کوئی خطا سرزد ہو بھی جائے تو آپ ہی کو اُس کی پردہ پوشی لازم ہے اور اگر جناب والا نے اس کام کا عزم ہی

کرلیا ہے تو اُس کے سرانجام کا یہ طریقہ نہ ہونا چاہیئے کہ خود آپ ایسا کریں بہتر یہ ہے کہ کسی سخت مہم پر اُسے بھیجدیجئے اگر وہ اس میں مارا جائے تو فہو المراد اور اگر وہ مظفر و منصور ہو تو یہ آپ ہی کی فتح ہوگی، اسے خارجیوں کے مقابلہ کے لئے عمان بھیجدیجئے تاکہ یہ وہاں جاکر جلبندی اس کے ساتھیوں نیز ان خارجیوں کا جو جزیرۂ ابن کاوان میں شیبان بن عبدالعزیز الیشکری کی قیادت میں برسر اقتدار ہیں مقابلہ کرے، چنانچہ ابوالعباس نے سات سو آدمیوں کے ہمراہ اُسے روانہ ہونے کا حکم دیا اور سلیمان بن علی حاکم بصرہ کو حکم بھیجدیا کہ وہ اس جمعیت کو کشتیوں میں سوار کرکے جزیرہ ابن کاوان اور عمان روانہ کردے، خازم اپنی اس مہم پر روانہ ہوا۔

اس سال خازم عمان آیا اور اُس نے عمان اور اُسکے ملحقہ شہروں پر خارجیوں کو تباہ کرنے کے بعد غلبہ پالیا اور شیبان الخارجی کو قتل کردیا۔

## خازم کی جنگ خارجیوں سے

ان سات سو سپاہیوں کے ساتھ جنکو ابوالعباس نے اُس کے ساتھ کردیا تھا خازم روانہ ہوا اس کے علاوہ اس نے اپنے گھر والوں ددھیالی رشتہ داروں موالیوں اور اہل مروالروذ میں سے بعض ایسے لوگوں کو جنکی شجاعت سے وہ واقف تھا اور جنکی وفا شعاری قابلِ اعتماد تھی انتخاب کرکے اپنے ساتھ لیا اور اب بصرہ روانہ ہوا، وہاں پہنچکر سلیمان بن علی نے اس فوج کے لئے جہازوں کا انتظام کردیا۔ بنی تمیم کے کچھ لوگ بھی بصرہ سے اُس کے ساتھ ہولئے، یہ فوج بحری سفر طے کرکے جزیرہ ابن کاوان پر لنگر انداز ہوئی، خازم نے نضلہ بن نعیم النہشلی کو پانسو فوج کے ساتھ شیبان کے مقابلہ پر روانہ کیا فریقین میں نہایت خونریز لڑائی

ہوئی اُس کے بعد شیبان اور اُس کے ساتھی کشتیوں میں سوار ہوکر عمان چلے گئے چونکہ یہ خوارج کے صفریہ فرقے کے تھے، عمان میں جُلبندی اور اُس کے متبعین نے جو اباضیہ خارجی تھے اس جماعت کا مقابلہ کیا دونوں میں خونریز معرکہ ہوا جس میں شیبان معہ اپنے ساتھیوں کے کام آیا۔

اس کے بعد خازم اپنی فوج لیکر سمندر کے راستے ساحل عمان پر آکر لنگر انداز ہوا یہ جماعت دشمن کے مقابلہ کے لئے خشکی پر اُتری اور بیابان کے طرف بڑھی جُلبندی اور اُس کے متبعین مقابلے پر آئے فریقین میں شدید رن پڑا اس روز کی لڑائی میں خازم کی فوج کو زیادہ نقصان اُٹھانا پڑا اُس کے بہت سے آدمی مارے گئے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سمندر کے پشت پر ہونے کی وجہ سے یہ دشمن کے مقابلے میں زیرین سطح پر لڑ رہے تھے، اس روز خازم کا اخیافی بھائی اسماعیل مروالروذ کے اور نوے آدمیوں کے ساتھ خارجیوں کے ہاتھوں مارا گیا، دوسرے دن پھر جنگ شروع ہوئی آج بھی نہایت خونریز جنگ ہوئی، خازم کے میمنہ پر مروالروذ کا ایک شخص حُمید الورتکانی سردار تھا میسرہ پر مروالروذ کا دوسرا سردار مسلم الارغدی تھا اس کے طلائع پر نضلۃ بن نعیم النہشلی متعین تھا، آج کی لڑائی میں نو سو خارجی مارے گئے اور نوسے کے قریب جلادئے گئے۔

خازم کے عمان آنے کے سات روز بعد اہل صغد میں سے ایک ایسے شخص کی رائے کے بموجب جو ان علاقوں میں لڑائی کا تجربہ رکھتا تھا۔ اب پھر مقابلہ ہوا۔ اُس شخص نے خازم کو یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنی فوج کو حکم دیجئے کہ وہ اپنے نیزوں کی انی پر حریر کی چند یاں لپیٹ کر اُنکو روغن نفط میں ترکرلیں پھر اُنھیں مشتعل کرکے لئے ہوئے آگے بڑھیں اور اس طرح جُلبندی کے متبعین کی جھونپڑیوں میں جو بانس اور سرکنڈوں کی تھیں آگ لگادیں چنانچہ جب خازم نے اس تدبیر پر عمل کیا اور خارجیوں کے مکانات میں آگ لگی وہ اپنے اہل وعیال کو بچانے اور آگ بجھانے میں مشغول ہوئے اس موقع کو غنیمت

سمجھکر خازم نے اُن پر حملہ کر دیا اور بغیر مقابلہ اُن پر تلوار برسانی شروع کی مقتولین میں ظلبندی بھی مارا گیا دس ہزار خارجی قتل کر دیے گئے، خازم نے اُن کے سر بصرہ بھیجدیے، پھر خود خازم بصرہ آکر کئی ماہ ٹھہرا رہا۔ یہاں سے اس نے مقتولین کے سر ابوالعباس کے پاس بھیجے اس کے بعد کئی ماہ خازم بصرہ میں قیام پذیر رہا پھر ابوالعباس نے اُس کی مراجعت کا حکم بھیجا اور یہ تمام فوج واپس آگئی۔

اسی سنہ میں ابو داؤد خالد بن ابراہیم نے اہل کش سے جہاد کیا اور اخرید بادشاہ کش کو قتل کر دیا یہ فرمانروا مسلمانوں کا مطیع اور وفادار تھا اس سے قبل خالد سے ملنے بلخ آیا تھا نیز اس نے کندک میں جو کش سے متصل واقع ہے خالد کا استقبال کیا تھا، قتل کے وقت ابو داؤد نے اخرید اور اُس کے ساتھیوں سے اس قدر مذہب و منقش چینی ظروف حاصل کیے تھے کہ انکی نظیر نہیں ملتی۔ اسی طرح چینی زین دیبا دوسرے بیش بہا کپڑے اور برتن نہایت کثیر تعداد میں اُس کے ہاتھ آئے ابو داؤد نے ان سب کو ابومسلم کے پاس سمرقند بھیجدیا۔

ابو داؤد نے کش کے دہقان کو مع اور زمینداروں کے قتل کر دیا۔ البتہ اخرید کے بھائی طاران کو چھوڑ دیا اور پھر اسی کو کش کا رئیس بنا دیا۔ ابو داؤد نے ابن النجاح کو پکڑ کر پھر اسے اُس کے علاقہ بھیجدیا۔

اہل صغد اور اہل بخارا کے بہت سے لوگوں کو قتل کر کے ابومسلم مرو گیا نیز اس نے سمرقند کی فصیل کے بنانے کا حکم دیدیا۔ زیاد بن صالح کو صغد اور اہل بخارا پر اپنا نائب مقرر کر آیا۔ ابو داؤد بلخ واپس آگیا۔

اس سال ابوالعباس نے موسیٰ بن کعب کو منصور بن جمہور سے لڑنے ہندوستان بھیجا۔ تین ہزار فوج کے لیے جس میں عرب اور موالی تھے معاشین دین اور اُن کو جنگی ساز و سامان سے مسلح کر دیا اس کے علاوہ ایک ہزار خاص بنی تمیم کو علٰحدہ معاش اور اسلحہ دیگر اس کے ساتھ کیا اور اس کی جگہ مسیب بن زہیر کو اپنا کوتوال مقرر کر لیا، موسیٰ بن کعب سندھ آیا۔ منصور بن جمہور نے بارہ ہزار فوج

کے ساتھ مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی۔ موسیٰ نے اُسے شکست دی یہ ریگستان میں پیاس سے مرگیا، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اُسے ہیضہ ہوگیا تھا۔ منصور کے نائب کو جو منصورہ میں تھا جب اُس کی شکست کا حال معلوم ہوا وہ اُس کے اہل وعیال، مال ومتاع اور چند وفاداروں کو لیکر منصورہ سے نکل گیا اور اُن سب کو خزر کے علاقے لے آیا۔

اس سنہ میں محمّد بن یزید بن عبداللہ والی یمن نے انتقال کیا ابوالعباس نے اُسکی جگہ علی بن ربیع بن عبیداللہ الحارثی کو جو زیاد بن عبیداللہ کی طرف سے اُسکا مکہ کا عامل تھا یمن کا والی مقرر کیا۔

اسی سال کے ماہ ذی الحجہ میں واقدی وغیرہ کے بیان کے مطابق ابوالعباس حیرہ چھوڑکر انبار آگئے۔ اسی سال صالح بن صبیح آرمینیا سے برطرف کردیا گیا اور یزید بن اُسید اُسکی جگہ مقرر کیا گیا، نیز مجاشع بن یزید کو آذربیجان کی ولایت سے برطرف کرکے اُس کی جگہ محمّد بن صول مقرر کیا گیا، اسی سال کوفے سے مکّہ تک علامت میل اور مینارے بنائے گئے۔

عیسیٰ بن موسیٰ والی کوفہ کی امارت میں حج ہوا۔ ابن ابی لیلےٰ کوفے کے قاضی تھے مکّہ، مدینہ، طائف اور یمامہ کا والی زیاد بن عبیداللہ تھا، علی بن ربیع الحارثی یمن کا والی تھا۔ بصرہ اُس کے علاقے، ضلع دجلہ، بحرین، عمان عرض اور مہرجانقذق کا والی سلیمان بن علی تھا، عباد بن منصور اس علاقے کے قاضی تھے موسیٰ بن کعب سندھ کا والی تھا، خراسان اور جبال پر ابومسلم تھا فلسطین پر صالح بن علی تھا مصر پر ابوعون۔ موصل پر اسماعیل بن علی۔ آرمینیا پر یزید بن اُسید، آذربیجان پر محمّد بن صول تھا۔ افسر مالی و خزانہ خالد بن برمک تھا۔ جزیرہ کا والی ابوجعفر عبداللہ بن محمّد تھا۔ اور قنسرین، حمص، علاقۂ دمشق اور اردن پر عبداللہ بن علی والی تھا۔

# ۱۳۵ھ ہجری شروع ہوا

## اس سال کے اہم واقعات

اس سال زیاد بن صالح نے دریائے بلخ کے پار حکومت کے خلاف خروج کیا ابو مسلم اُس سے لڑنے کے لئے مرو سے روانہ ہوا ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے نصر بن راشد کو اس ہدایت کے ساتھ ترمذ بھیجا کہ وہ ترمذ میں فوج کے ساتھ ٹھہرا رہے کیونکہ اوسے خوف تھا کہ مبادا زیاد بن صالح فوج بھیجکر ترمذ کے قلعہ اور کشتیوں پر قبضہ کرلے ۔ نصر نے اس ہدایت کی تکمیل کی بہت روز تک ترمذ میں مقیم رہا ۔ یہاں اہل طالقان کی راوندی جماعت نے ایک شخص کی قیادت میں جسکی کنیت ابواسحق تھی نصر کے خلاف خروج کردیا اور نصر کو قتل کردیا ۔ ابوداؤد کو اس کی اطلاع ہوئی اُس نے عیسیٰ بن ماہان کو نصر کے قاتلوں کی تلاش کے لئے بھیجا عیسیٰ نے اُن کا تعاقب کرکے اُنھیں جا لیا اور سب کو تہ تیغ کرڈالا ، ابو مسلم تیزی سے بڑھتا ہوا آمل پہنچا اُس کے ہمراہ سباع بن نعمان الازدی بھی تھا یہ وہی شخص ہے جو ابوالعباس کے پاس سے زیاد بن صالح کی ولایت کا فرمان لیکر آیا تھا اور جسے ابوالعباس نے موقع پاتے ہی ابومسلم کے قتل کی ہدایت کردی تھی ابومسلم کو بھی اُسکی اطلاع ہوچکی تھی ۔

ابومسلم نے سباع کو حسن بن جُنید اپنے عامل آمل کے سپرد کردیا اور اُسکے قید رکھنے کا حکم دیدیا اس کے بعد ابومسلم دریا کو عبور کرکے بخارا آیا اور فروکش ہوگیا یہاں ابوشاکر اور ابوسعد الشروی مع اور سرداروں کے جو زیاد سے علیحدہ ہوگئے تھے اُس کے پاس آئے تو ، ابومسلم نے اُنسے زیاد کا حال دریافت کیا اور پوچھا کہ کس نے اُسے بھکایا ہے اُنھوں نے سباع بن النعمان

کا نام لیا ابومسلم نے اپنے عامل آملی کو حکم بھیجا کہ تم سباع کے سو درے لگواؤ اور پھر اُسے قتل کر دو، چنانچہ اس حکم کی بجا آوری کی گئی۔

جب زیاد کے ہمراہی سرداروں نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ ابومسلم سے جا ملے اس نے بارکشا کے زمیندار کے پاس پناہ لی مگر اُس نے زیاد کو اچانک قتل کر دیا اور اُسکا سر خود ابومسلم کے پاس لے آیا راوندیوں کی شورش کی وجہ سے جب ابو داؤد ایک طویل مدت تک ابومسلم کے پاس نہ آسکا تو ابومسلم نے اُسے لکھا کہ اللہ نے زیاد کا کام تمام کر دیا ہے اب تمکو کسی کا خوف نہ رہا تم اطمینان کے ساتھ واپس آجاؤ۔ ابو داؤد کش آگیا اُس نے عیسٰی بن ماہان کو بسّام کی طرف بھیجا اور ابن النجاح کو اصبھذ کے مقابلے کے لئے شاوغر روانہ کیا، ابن النجاح نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اہل شاوغر نے صلح کی درخواست کی جو منظور کرلی گئی۔

اب رہا بسّام تو عیسٰی بن ماہان اُس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا اتنے میں ابومسلم کو سولہ خط ملے جو عیسٰی بن ماہاں نے کامل بن مظفر ابومسلم کے ایک خاص دوست کو لکھے تھے ان خطوں میں اُس نے ابو داؤد کی مذمت کی تھی اور لکھا تھا کہ وہ اپنی قوم اور عربوں کی اور ہم مسلمانوں کے مقابلہ میں جنھوں نے اس تحریک کو کامیاب بنایا ہے جنبہ داری کرتا ہے اُن کی فرودگاہ میں ترشے خیمے اُن لوگوں کے ہیں جو لڑائی میں کوئی حصہ نہیں لیتے اور مزے سے آرام کرتے ہیں۔ ابومسلم نے یہ تمام خط ابو داؤد کو بھیجدیئے اور لکھا کہ یہ اُس کافر کے خط ہیں جسکو تم نے اپنے حمائل سمجھکر اپنی بجائے بھیج رکھا ہے اب تم اُسے بھگت لو، ابو داؤد نے عیسٰی بن ماہان کو بسّام کے مقابلے سے واپس آنے کا حکم بھیجا اور آتے ہی اُسے قید کر کے عمر النغم کے حوالے کر دیا جو اُسکی قید میں تھا۔ دو تین دن کے بعد اُسے بُلایا اپنے احسانات اُسے یاد دلائے اور یہ کہ اُس نے عیسٰی کو اپنے بیٹے پر ترجیح دیکر اُسے اِس اہم خدمت پر مقرر کیا۔ عیسٰی نے اس کا اقرار کیا۔ ابو داؤد کہنے لگا کیا میرے احسانات کا یہ ہی عوض ہونا چاہیئے تھا کہ تو نے میری شکایت

لکھی اور میرے قتل کا ارادہ کیا، عیسیٰ نے اس سے قطعی انکار کیا ابو داؤد نے اُسکے خط اُس کے سامنے ڈالدئے جنکو وہ پہچان گیا، ابو داؤد نے اُس روز اُسے دو حدیں لگوائیں ایک حد حسن بن حمدان کے لئے، اُس کے بعد کہا کہ میں نے تو تمہاری خطا سے درگذر کیا۔ مگر اب فوج کا معاملہ علیحدہ رہا وہ جیسا مناسب سمجھیگی تمہارے ساتھ سلوک کریگی، یہ بیڑیاں پہنے جب خیموں سے باہر لایا گیا تو حرب بن زیاد اور حفص بن دینار یحییٰ بن حضین کے مولیٰ اُسپر جھپٹ پڑے اور گرزوں اور طبروں سے اُس پر ضربیں لگائیں۔ جس سے وہ زمین پر گر پڑا اہل طالقان اور دوسرے لوگوں نے یہ مزید ستم ڈھایا کہ اُسے اناج کے بورے میں بند کر کے اتنے گرز مارے کہ وہ مرگیا، ابو مسلم مرو آگیا۔

اسی سنہ میں سلیمان بن علی والی بصرہ اور ملحقات بصرہ کی امارت میں حج ہوا عبّاد بن منصور بصرہ کے قاضی تھے۔ عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس مکہ کا والی تھا زیاد بن عبیداللہ الحارثی مدینہ کا والی تھا عیسیٰ بن موسیٰ کوفے اور اُسکے علاقے کا والی تھا ابن ابی لیلےٰ کوفے کے قاضی تھے، ابو جعفر منصور جزیرہ کا والی تھا۔ ابو عون مصر پر تھا۔ حمص قنسرین، بعلبک غوطہ حوران۔ جولان اور اردن پر عبداللہ بن علی تھا بلقاء اور فلسطین کا والی صالح بن علی تھا۔ اسماعیل بن علی موصل کا عامل تھا، ارمینا پر یزید بن اسید آذربیجان پر محمد بن صول اور وزیر مال و خزانہ خالد بن برمک تھا۔

## ۱۳۶ھ ہجری شروع ہوا
## اس سال کے اہم واقعات

اس سال ابو مسلم خراسان سے امیر المومنین ابو العباس سے ملنے عراق آیا۔

# ابو مسلم کا عراق آنا

ابومسلم نے خراسان سے ابوالعباس سے عراق آنے کی اجازت طلب کی جو منظور ہوئی۔ ابومسلم اہل خراسان وغیرہ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ ابوالعباس کے پاس انبار آیا اُسکے آنے پر ابوالعباس نے سب کو اُسکے استقبال کا حکم دیا لوگوں نے جوش و خروش سے اُسکا استقبال کیا انبار آکر ابومسلم ابوالعباس کی خدمت میں حاضر ہوا ابوالعباس نے اُسکی بڑی تعظیم و تکریم کی اُس نے اُن سے حج کے لئے جانے کی اجازت مانگی ابوالعباس نے کہا کہ اگر اسی سال ابوجعفر حج کے لئے جانے والے نہ ہوتے تو میں تمھیں کو امیر حج مقرر کرتا۔ اس کے بعد ابوالعباس نے اُسے اپنے قریب ہی فروکش کیا اور وہ روزانہ ان کے سلام کے لئے آیا کرتا۔

ابوجعفر اور ابومسلم کے تعلقات خوشگوار نہ تھے اور اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب ابوالعباس کی خلافت پوری طرح مستقر ہوگئی اور کوئی مخالف نہ رہا تو انھوں نے ابوجعفر کو ابومسلم کی ولایت خراسان کا باقاعدہ فرمان دیگر ابومسلم کے پاس بھیجا جو اُس وقت نیسابور میں تھا نیز یہ ہدایت کی کہ وہ جاکر سب سے ابوالعباس کی خلافت اور اُن کے بعد ابوجعفر کی ولیعہدی کے لئے بیعت لے لیں، چنانچہ ابومسلم اور تمام خراسانیوں نے حسبہٖ بیعت کرلی۔ ابوجعفر چند روز وہاں مقیم رہے جب سب سے بیعت لے چکے تو واپس آگئے اس قیام کے اثنا میں ابومسلم نے ابوجعفر کے مرتبہ کے مطابق اُن کی تعظیم نہیں کی بلکہ اُن کے حق سے استخفاف کیا ابوجعفر نے ابوالعباس سے آکر اُسکی شکایت کی تھی۔

ابومسلم کے ابوالعباس کے پاس آنیکے بعد ابوجعفر نے اُن سے کہا کہ آپ میرے بات مانیں اُسے قتل کر دیجئے کیونکہ بخدا میں اُسکے چہرے بشرے سے غدر کے آثار ہویدا پاتا ہوں، ابوالعباس کہنے لگے اے میرے بھائی

جو کچھ ابو مسلم نے ہمارے لئے کیا ہے اُس سے تم واقف ہو ابو جعفر نے کہا کہ حکومت تو ہمارے قبضہ میں آنے والی ہی تھی اگر آپ اسکے بجائے کسی بلی کو بھی مقرر کرتے تو چونکہ یہ حکومت ہماری تقدیر میں لکھی جا چکی تھی اس لئے وہ بھی وہی خدمات انجام دیتی جو اس نے دی۔ ابو العباس نے پوچھا اچھا ہم کیونکر اُسے قتل کریں، ابو جعفر نے کہا جب وہ آپکے پاس آکر اچھی طرح آپ سے باتوں میں مصروف ہو جائے گا میں پہلے آؤنگا اور اُس کی آنکھ بچا کر پیچھے سے اُس پر ایسا وار کروں گا کہ وہیں اُس کا خاتمہ ہو جائے گا ابو العباس نے کہا اُس کے ساتھیوں کا کیا انتظام ہوگا تم جانتے ہو کہ وہ لوگ اُسے اپنی دین و دنیا ہر شے سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔ ابو جعفر کہنے لگے کہ سب باتیں اُسی طرح انجام پذیر ہوں گی جیسا آپ چاہتے ہیں جب اُن کو اُس کے قتل کا علم ہوگا وہ خود منتشر ہو جائیں گے اور کوئی قوت و شوکت اُنکی باقی نہ رہیگی، ابو العباس نے کہا میں تمکو خدا کا واسطہ دیتا ہوں تم اس ارادہ سے باز رہو، ابو جعفر کہنے لگے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر آج ہی آپ نے اُس کا خاتمہ نہ کردیا تو کل یہ خود آپ کا خاتمہ کردیگا، اس پر ابو العباس نے کہا اچھا جو تمہاری مرضی۔

اس گفتگو کے بعد اور اُس کے قتل کا عزم کر کے ابو جعفر ابو العباس کے پاس سے چلے آئے اُن کے جانے کے بعد ابو العباس کو اپنی اجازت دینے پر ندامت ہوئی اور اُنھوں نے ابو جعفر سے کہلا کر بھیجا کہ تم ہرگز اُس کام کو نہ کرنا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابو العباس نے ابو جعفر کو ابو مسلم کے قتل کی اجازت دیدی تو ابو مسلم حسب دستور ابو العباس کے پاس آیا ابو العباس نے ایک خواجہ سرا کو ابو جعفر کے پاس بھیجا کہ وہ دیکھکر آئے کہ وہ کیا کر رہے ہیں اُس نے آکر دیکھا کہ وہ اپنی تلوار کی نگاہ ت لگائے بیٹھے ہیں ابو جعفر نے اُس سے پوچھا کیا امیر المومنین دربار میں بیٹھے ہیں اُس نے کہا

ابھی برآمد نہیں ہوئے مگر اب باہر آنے کی تیاری کر رہے ہیں اس خواجہ سرا نے ابوالعباس سے آکر ساری سرگذشت سُنائی اُنھوں نے اُسے پھر ابوجعفر کے پاس اس حکم کے ساتھ بھیجا کہ جس بات کا تم نے ارادہ کیا تھا اُسے ہرگز عمل میں نہ لانا۔ چنانچہ ابوجعفر اپنے ارادے سے رک گئے۔

اسی سنہ میں ابوجعفر منصور نے حج ادا کیا اُنکے ہمراہ ابومسلم بھی تھا

## ابوجعفر منصور اور ابومسلم کا فریضۂ حج ادا کرنا

جب ابومسلم نے ابوالعباس کے پاس آنے کا ارادہ کیا اُس نے اُن سے حج کے لئے آنے کی اجازت مانگی جو منظور ہوگئی ابوالعباس نے یہ بھی ابومسلم کو لکھا کہ تمھارے ساتھ صرف پانسو فوج ہو اُسکے جواب میں ابومسلم نے لکھا کہ چونکہ میں نے بہت آدمی قتل کئے ہیں اس لئے لوگ میرے خون کے پیاسے ہیں مجھے اپنے قتل کا اندیشہ ہے اتنی جمعیت کافی نہیں ہوسکتی۔ ابوالعباس نے لکھا کہ اچھا ایک ہزار فوج کے ہمراہ آؤ اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں کیونکہ ایک تو تم اپنی ہی حکومت کے زیر سایہ رہوگے دوسرے یہ کہ مکہ کا راستہ کسی بڑی فوج کی ضروریات زندگی کی بہم رسانی کا کفیل نہیں ہوسکتا۔ اب ابومسلم خراسان سے آٹھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا جسے اُس نے نیشاپور اور رے کے درمیان مختلف مقامات پر متعین کردیا تھا یہ تمام مال و متاع اور خزائن اپنے ساتھ لیکر چلا اور اسے رے میں چھوڑ آیا۔ اثناء راہ میں اس نے علاقۂ جبل کا خراج وصول کیا اور وہاں سے صرف ایک ہزار فوج کے ساتھ عراق آیا جب انبار میں داخل ہونے لگا تو تمام سرکاری عہدیداروں اور عوام نے اس کا استقبال کیا پھر اُس نے ابوالعباس سے حج کے لئے جانے کی اجازت مانگی جسے اُنھوں نے منظور کیا اور یہ بھی

کہا کہ اگر اس سال ابو جعفر حج کے لئے نہ جاتے ہوتے تو میں تم کو امیر حج مقرر کرتا۔

اسی زمانے میں ابو جعفر جزیرہ کے والی تھے واقدی کا بیان ہے کہ جزیرہ کے ساتھ آرمینا اور آذربیجان بھی اُن کے تحت تھے۔ ابو جعفر نے مقاتل بن حکیم العتکی کو اپنی جگہ اپنا نائب مقرر کیا ابو العباس کے پاس آئے اور اُن سے حج کے لئے جانے کی اجازت مانگی حج کے ارادے سے یہ مکے آئے ابو مسلم نے بھی اُن کے ہمراہ حج ادا کیا یہ ۱۳۶ھ ہجری کا واقعہ ہے۔ حج کے بعد دونوں عراق روانہ ہوئے یہ بستان اور وہ ذات عرق کے درمیان تھے کہ ابو جعفر کو ابو العباس کے انتقال کی خبر بذریعہ خط ملی وہ ابو مسلم سے ایک منزل آگے تھے خط ملتے ہی ابو جعفر نے ابو مسلم کو لکھا کہ ایک حادثہ پیش آگیا ہے لہذا جسقدر جلد ممکن ہو تم میرے پاس آؤ جب قاصد نے آکر ابو مسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی وہ تیزی سے ابو جعفر کی طرف روانہ ہوا اور آملا اور اب دونوں ساتھ ساتھ کوفے چلے۔

اسی سال ابو العباس عبداللہ بن محمد بن علی نے اپنے بھائی ابو جعفر کو خلافت کے لئے اپنے ولی عہد بنایا اور ابو جعفر کے بعد عیسٰی بن موسیٰ بن محمد بن علی کو ولی عہد مقرر کیا اس عہد کو باضابطہ لکھکر ایک کپڑے میں رکھا اُس پر اپنی اور اپنے تمام خاندان کی مُہریں ثبت کیں اور پھر اُسے عیسٰی بن موسیٰ کے حوالے کر دیا۔

اسی سال امیر المومنین ابو العباس نے ۱۳۔ ذی الحجہ بروز اتوار مقام انبار میں انتقال کیا، بیان کیا گیا ہے کہ اُن کی موت کا باعث مرض چیچک ہوا۔

ہشام بن محمد نے اُنکی تاریخ وفات ۱۲۔ ذی الحجہ بیان کی ہے، اُنکی عمر کے بارے میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ ۳۳ سال ہوئی ہشام بن محمد نے ۳۶ سال بیان کی ہے بعض نے ۲۸ سال کہے ہیں۔ مروان کے قتل سے اُن کی وفات تک اُنکا عہد خلافت ۴ سال ہوا اور اُن کی

بیعت سے اگر حساب لگایا جائے تو ۴ ۔ سال ۸ ماہ ہوتے ہیں، بعض ارباب سیر نے بجائے آٹھ کے نو ماہ بیان کئے ہیں ۔ واقدی نے چار سال آٹھ ماہ بیان کئے ہیں اس میں سے آٹھ ماہ اور چار دن تو مروان سے لڑنے میں گذرے اُس کے بعد چار سال یہ بلا شرکت غیر خلیفہ رہے ۔

حُلیہ اُن کے بال سیاہ اور گھونگر والے تھے، دراز قامت تھے گورا رنگ تھا، چونچدار ناک تھی چہرہ وجیہ اور خوبصورت تھا اسیطرح داڑھی بھی بھری ہوئی خوبصورت تھی، اُن کی ماں ریطہ بنت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عبد المدان بن الدیان الحارثی تھی، ابو الجہم بن عطیہ اِن کا وزیر تھا، اُن کے چچا عیسیٰ بن علی نے اُن کی نماز جنازہ پڑھائی اور پرانے انبار میں اپنے ہی قصر میں سپرد خاک کیئے گئے، بیان کیا گیا ہے کہ مرنے کے بعد اُن کے اثاثے میں کل نو جبے، چار قمیصیں، پانچ پائجامے، چار عبائیں اور تین ململ کے عمامے نکلے ۔

# خلافت ابو جعفر المنصور

## عبد اللہ بن محمدؒ

جس روز اُن کے بھائی ابو العباس نے وفات پائی اُسی دن ابو جعفر کے لئے بیعت ہوئی اگرچہ وہ اُسوقت مکے میں تھے، عیسیٰ بن موسیٰ نے عراق میں ابو جعفر کے لئے بیعت لی اور اسکے بعد اُس نے ابو جعفر کو امیر المومنین کے انتقال اور خود اُن کے لئے بیعت کی اطلاع بھیجی، علی بن محمد

بیان کرتا ہے کہ جب ابوالعباس کا وقت آخر ہوا اُنھوں نے تمام لوگوں کو عبداللہ بن محمدؒ ابوجعفر کی بیعت کا حکم دیا چنانچہ اُن کے انتقال کے دن سب نے انبار میں ابوجعفر کی بیعت کرلی، عارضی طور پر عیسیٰ بن موسیٰ نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور پھر محمد بن الحصین العبدی کے ذریعے ابوجعفر کو جو اُسوقت مکہ میں تھے ابوالعباس کی موت اور اُن کی خلافت کی اطلاع دینے روانہ کیا، محمد بن الحصین راستے ہی میں ابوجعفر سے ایک ایسے مقام میں جا ملا جسے زکیہ کہتے تھے، خط کے موصول ہونے کے بعد ابوجعفر نے سب کو اپنی بیعت کی دعوت دی، سب کے ساتھ ابومسلم نے بھی بیعت کی، ابوجعفر نے اپنی منزل کا نام پوچھا لوگوں نے زکیہ بتایا اس سے اُنھوں نے تفاؤل کیا کہ انشاءاللہ حکومت ہمارے لئے پاک ثابت ہوگی، اسکے متعلق دوسرے ارباب نے بیان کیا ہے کہ اُس مقام کا نام جہاں اُنھیں اپنی خلافت کی اطلاع ملی تھی صفیہ تھا، اُنھوں نے اس نام سے تفاؤل لیا اور کہا کہ انشاءاللہ ہمارے لئے یہ خلافت پاک صاف ثابت ہوگی، علی بن محمدؒ کی روایت کے سلسلے میں جب ابوجعفر کو یہ خبر ملی اُنھوں نے اُسیوقت ابومسلم کو جو ایک چشمۂ آب پر فروکش ہوا تھا اور یہ خود ایک منزل اُس سے آگے نکل آئے تھے اُس کی اطلاع بھیجی اور وہ اُن کے پاس چلا آیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابومسلم ابوجعفر سے آگے بڑھ گیا تھا اور پہلے اُسی کو یہ خبر معلوم ہوئی اور پھر اُس نے ابوجعفر کو یہ خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ آپ کو عافیت میں رکھے اور آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ مجھے ایسی خبر معلوم ہوئی ہے کہ جس نے مجھے فرط غم سے پریشان کردیا ہے اور مجھ پر اُس کا اسقدر اثر ہوا ہے کہ کسی اور بات کا نہیں ہوا تھا، محمد بن الحصین مجھ سے ملا یہ آپ کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ کے اُس خط کو لیکر آرہا ہے جو اُنھوں نے امیرالمومنین ابوالعباس رحمتہ اللہ علیہ کی خبر مرگ دینے کے لئے آپ کو لکھا ہے

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس حادثہ پر آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے زیور خلافت سے آپ کو آراستہ رکھے اور خلافت آپ کو مبارک کرے آپ کے تمام دوستوں میں آپ کی سب سے زیادہ تعظیم کرنے والا، ناصح مخلص اور ہمیشہ آپکی خوشی کے لئے ساعی مجھ سے زیادہ کوئی نہ ہوگا" اس خط کو اُس نے ابوجعفر کے پاس بھیجدیا اُس روز اور دوسرے دن ابومسلم رُکا رہا اس کے بعد اُس نے ابوجعفر کو اطلاع دی کہ میں نے آپ کی بیعت کرلی ہے اس تاخیر سے اُس کی غرض ابوجعفر کو تخویف تھی۔

علی بن محمد کے سلسلے کے مطابق ۔ ) جب ابومسلم ابوجعفر کے پاس آکر بیٹھا تو انھوں نے وہ خط اُسے دیا اُسے پڑھکر ابومسلم رونے لگا اور اُس نے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا ۔ اب ابومسلم نے ابوجعفر کو دیکھا جن پہ شدید حزن وملال طاری تھا اُن کی کیفیت محسوس کرکے ابومسلم نے کہا کہ اس رنج وغم سے کیا فائدہ اب تو خلافت آپ کے لئے ہے انھوں نے کہا کہ میں عبداللہ بن علی اور شیعان علی کے شر سے خائف ہوں ابومسلم کہنے لگا آپ بالکل خوف نہ کریں انشاء اللہ میں عبداللہ بن علی کو سمجھ لونگا، تقریباً اُسکی تمام فوج اور اکثر سردار خراسانی ہیں اور وہ سب میرے حکم کے تابع ہیں آپ فکر نہ کریں، یہ سنکر ابوجعفر کو بڑا اطمینان ہوا، ابومسلم نے اُنکی بیعت کی اور سب لوگوں نے بھی اُنکی بیعت کی اور اب یہ دونوں کوفے آگئے ۔

ابوجعفر نے زیاد بن عبیداللہ کو مکہ بھیجدیا یہ اس سے قبل ابوالعباس کے عہد میں مکہ اور مدینہ کا والی تھا، بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے مرنے سے پہلے اسے برطرف کرکے اسکی جگہ عباس بن عبداللہ بن محمد بن العباس کو مکہ کا والی مقرر کردیا تھا،

اسی سال عبداللہ بن علی ابوالعباس کے پاس انبار آیا تھا ۔ ابوالعباس نے اُسے اہل خراسان، شام، جزیرہ اور موصل کی موسم گرما کی مہم کا سپہ سالار بنا کر

جہاد کے لیۓ بھیجا یہ ابھی دلوک ہی پہونچا تھا اور درہ کو عبور نہیں کر سکا تھا کہ اسے ابوالعباس کے مرنے کی خبر ملی۔

اسی سال عیسٰی بن موسٰی اور ابوالجہم نے یزید بن زیاد ابوغسان کو منصور کی بیعت کے لیۓ عبداللہ بن علی کے پاس بھیجا عبداللہ بن علی اپنی فوجوں کو لیکر واپس ہوا اس نے اس اثناء میں اپنے لیۓ بیعت لے لی تھی یہ حران آیا۔

اس سال ابوجعفر منصور کی امارت میں حج ہوا، یہ جس علاقوں کے والی تھے ہم اُنکا ذکر پہلے کر چکے ہیں نیز یہ بھی بیان کر آئے کہ حج کو جاتے ہوۓ کس شخص کو اُنھوں نے اپنا نائب مقرر کیا تھا، عیسٰی بن موسٰی کوفے کا والی تھا ابن ابی لیلٰے کوفے کے قاضی تھے، بصرہ اور اُس کے ملحقات پر سلیمان بن علی والی تھا عباد بن منصور بصرے کی قاضی تھے، زیاد بن عبیداللہ الحارثی مدینہ کا والی تھا، عباس بن عبداللہ بن معبد مکہ کا والی تھا اور صالح بن علی مصر کا والی تھا۔

## ۱۳۷ھ ہجری شروع ہوا

### اس سال کے اہم واقعات

اس سال منصور ابوجعفر مکے سے حیرہ آئے یہاں آکر دیکھا کہ عیسٰی بن موسٰی انبار چلا گیا ہے اور اُس نے کوفے پر طلحہ بن اسحٰق بن محمد بن الاشعث کو اپنا نائب بنایا ہے ابوجعفر کوفے آئے جمعہ کے دن امامت کی تقریر کی اور کہا کہ میں یہاں سے جانے والا ہوں۔ ابومسلم بھی حیرہ میں اُن سے آملا ابوجعفر انبار آئے اور وہیں اقامت گزین ہوکر انھوں نے تمام متعلقین اور ساز و سامان کو وہیں اکٹھا کر لیا۔

علی بن محمد راوی ہے کہ ابو جعفر کے آنے سے قبل عیسیٰ بن موسیٰ نے نے تمام سرکاری بھنڈار خانوں، خزانوں اور دفاتر کو اپنی نگرانی میں لے لیا تھا اسکے بعد ابو جعفر انبار میں اُسکے پاس آگئے اور اُس نے سب چیزیں اُن کے سپرد کردیں، تمام لوگوں نے انکی اور اُن کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی کے لئے بیعت کی، اس کے بعد عیسیٰ نے حکومت کی باگ ابو جعفر کے سپرد کردی، اس سے قبل ہی عیسیٰ بن موسیٰ نے ابو غسان یزید بن زیاد ابو العباس کے حاجب کو عبداللہ بن علی کے پاس ابو جعفر کی بیعت کرنے کے لئے ابو العباس کی زندگی ہی میں بھیجا تھا اور یہ اُسوقت کیا گیا تھا جب کہ ابو العباس نے سب کو اپنے بعد ابو جعفر کی بیعت کا حکم دیا۔

ابو غسان اُسوقت عبداللہ بن علی کے پاس آیا جب کہ وہ رومیوں سے جہاد کرنے کے ارادے سے جارہا تھا اور پہاڑی دروں کے دہانوں تک پہنچ چکا تھا۔ جب ابو غسان نے عبداللہ بن علی سے جو دلوک نام ایک گاؤں میں فروکش تھا ابو العباس کی خبر مرگ بیان کی تو اُس نے نقیب کو حکم دیا کہ وہ سب لوگوں کو نماز کے لئے ندا دے۔ جب تمام فوجی سردار اور سپاہی اُسکے پاس جمع ہوگئے تو اُس نے وہ خط سنایا جس میں ابو العباس کی موت کی خبر درج تھی اور پھر اپنی خلافت کے لئے دعوت دی اور کہا کہ جب ابو العباس مروان بن محمد کے مقابلے پر فوج بھیجنے لگے تو انہوں نے اپنے بھائیوں کو بلاکر مروان کے مقابلے پر جانے کی دعوت دی اور کہا کہ جو اُس کے مقابلے کے لئے جائے گا وہی میرا ولی عہد خلافت ہے، میرے علاوہ اور کوئی اس اہم خدمت پر جانے کے لئے آمادہ نہ ہوا میں اُسی سمجھوتہ کی بنا پر اُس کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا اور جس طرح میں نے اُسے اور اُسکے ساتھیوں کو قتل کیا اُس سے آپ لوگ واقف ہیں

ابو غانم الطائی اور خفاف المروزی نے چند اور اہل خراسان کے فوجی سرداروں کے ساتھ کھڑے ہوکر اس بیان کی صداقت پر شہادت دی اور ابو غانم۔ خفاف ابو الاصبع اور دوسرے تمام اُن خراسان تمام

اور جزیرہ کے سرداروں نے جن میں حمید بن قحطبہ، خفاف الجرجانی، حیاش بن حبیب، مخارق بن غفار اور ترار خذا وغیرہ تھے اُس کی بیعت کی، اُسوقت عبداللہ بن علی تل محمد (ٹیلہ) پر فروکش تھا بیعت کے بعد وہاں سے کوچ کر کے حرّان آکر فروکش ہوا حرّان میں اُس وقت مقاتل العکی حاکم تھا جسے ابوجعفر نے جزیرہ سے ابوالعباس کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوتے وقت اپنے علاقے کا نائب مقرر کیا تھا۔

عبداللہ نے مقاتل سے بیعت لینا چاہی مگر اس نے اُسے منظور نہ کیا اور اُسکے مقابلے کے لیے قلعہ بند ہوگیا۔ عبداللہ بن علی نے اُس کا محاصرہ کرلیا اور اسطرح چپٹا رہا کہ اُسے ہتھیار رکھدینے پڑے اور پھر عبداللہ بن علی نے اُسے قتل کردیا۔

اب ابوجعفر نے عبداللہ بن علی کے مقابلے کے لیے ابومسلم کو روانہ کیا جب اوسے اُس کے آنے کی اطلاع ہوی وہ حرّان ہی میں ٹھہر گیا، ابوجعفر نے اُس کے بارے میں ابومسلم سے کہا تھا کہ اُسکا مقابلہ یا تم کرسکتے ہو یا میں کرسکتا ہوں، غرض کہ اب ابومسلم انبار سے عبداللہ بن علی کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا، عبداللہ بن علی نے حرّان میں مدافعت کے تمام سامان فراہم کیے، فوجیں اسلحہ سامان خوراک اور چارہ کثیر تعداد میں اکٹھا کیا اپنے گرد خندق بنائی، اسی طرح ابومسلم نے بھی کسی سردار کو نہ چھوڑا سب کو اپنے ساتھ لیا اپنے مقدمۃ الجیش پر مالک بن الہیثم الخزاعی کو روانہ کیا جنکے ہمراہ قحطبہ کے دونوں بیٹے حمید اور حسن بھی تھے حمید عبداللہ بن علی کا ساتھ چھوڑ کر ابومسلم سے آملا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ عبداللہ اُسکو قتل کردینا چاہتا تھا اُس کے ہمراہ ابواسحٰق اور اُسکا بھائی ابوحمید اور اُسکا بھائی اہل خراسان کی ایک جماعت کے ساتھ نکل آئے، خراسان چھوڑتے وقت ابومسلم نے خالد بن ابراہیم ابوداؤد کو خراسان پر اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا،

ہیثم نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن علی کو مقاتل کا محاصرہ کئے

چالیس راتیں گذری تھیں کہ اُسے ابومسلم کی پیشقدمی کی اطلاع ملی اب تک
اُسے مقاتل کے مقابلہ پر فتح نہیں ہوئی تھی اُسے خوف پیدا ہوا کہ مبادا
ابومسلم اچانک اُسپر دھاوا کردے اسی ڈر سے اُس نے علی کو امان دی
علی اپنی فوج کے ہمراہ عبداللہ بن علی کے پاس چلا آیا چند ہی روز اس کے
ساتھ قیام پذیر رہا اسکے بعد عبداللہ بن علی نے اُسے عثمان بن عبدالاعلیٰ بن سراقۃ الازدی
پاس رقہ بھیجدیا۔ علی کے ہمراہ اُس کے دو بیٹے بھی تھے عبداللہ نے عثمان
کے نام ایک خط لکھکر علی کو دیدیا جب یہ عثمان کے پاس آئے اُس نے
علی کو تو قتل کردیا اور اُس کے دونوں بیٹوں کو اپنے پاس قید کرلیا اس کے
بعد جب اُسے عبداللہ بن علی اور اہل شام کی نصیبین پر شکست کی اطلاع
ملی اُس نے ان دونوں کو جیل سے نکالکر قتل کردیا چونکہ عبداللہ بن علی کو یہ اندیشہ تھا کہ اہل خراسان
اُس کے وفادار ثابت نہ ہوں گے اس وجہ سے اُس نے اپنے کوتوال
کے ذریعہ سترہ ہزار خراسانیوں کو قتل کرادیا۔ اسی طرح اُس نے حمید بن قحطبہ
کو ایک خط دیکر حلب بھیجا جہاں زفر بن عاصم تھا اس خط میں تحریر تھا کہ
جب حمید تمھارے پاس پہنچے فوراً اسے قتل کردینا۔ حمید اس خط کو لیکر
حلب روانہ ہوا اثنائے راہ میں کئی جگہ اُسے یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسے خط کو لیکر
جانا جس کے مضمون سے آگاہی نہ ہو ناتجربہ کاری ہے اُس نے طومار توڑ
کر خط نکالا اور پڑھا پڑھنے کے بعد اپنے خاص دوستوں کو بلاکر اُسکے مضمون
سے آگاہ کیا۔ اُن سے مشورہ لیا اور کہا کہ آپ لوگوں میں سے جو جان بچاکر
بھاگنا چاہے وہ میرا ساتھ دے میں تو اب عراق جاتا ہوں اور جو شخص
آپ میں سے اتنے طویل سفر کی مشقت نہ برداشت کرنا چاہے اسے اختیار
ہے کہ وہ اس راز کو فاش کئے بغیر جہاں اُسکا جی چاہے چلا جائے۔
اس تجویز کے بعد اُس کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ اُسکے ساتھ ہوگئے
اُس نے اور اُس کے ساتھیوں نے اپنے گھوڑوں کے نعل لگوائے اور
اب سفر کے لئے تیار ہوئے یہ سب کو لیکر دشت کی طرف چلا اور بجائے
شاہراہ عام کے پگڈنڈی اختیار کی چلتے چلتے رصافہ ہشام واقع شام کی ایک

سمت سے گذرے اُسوقت رصافہ میں عبداللہ بن علی کا ایک مولیٰ سعید البربری متعین تھا۔ اُسے معلوم ہوا کہ حمید بن قحطبہ عبداللہ بن علی کے خلاف ہو کر ریگستان کی طرف ہو لیا ہے یہ اپنے شہ سواروں کو لیکر اُس کے تعاقب میں چلا اور راستے میں کسی جگہ اُسے جا لیا اُسے دیکھتے ہی حمید نے اپنے گھوڑے کو اُسکی طرف پلٹایا اور اُس کے پاس آکر کہنے لگا کیا ہوا ہے کیا تم مجھے نہیں جانتے مجھ سے لڑنے میں تمھاری بھلائی نہیں واپس جاؤ میرے دوستوں کو جو تمھارے بھی دوست ہیں قتل مت کرو اس سے تمکو قطعی کوئی فائدہ نہ ہوگا اس تقریر کو سنکر وہ اسکا مفہوم اچھی طرح سمجھ گیا اور اُن کی مزاحمت کئے بغیر پھر رصافہ اپنی جگہ چلا آیا حمید اپنے ساتھیوں کو لیکر عراق روانہ ہوا اُس کے محافظ دستے کے سردار موسیٰ بن میمون نے اُس سے کہا کہ رصافہ میں میری ایک لونڈی ہے میں اُسے کچھ وصیت کرنا چاہتا ہوں اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اُس سے ملکر بہت جلد آپ کے پاس آجاؤں گا حمید نے اجازت دیدی موسیٰ اُس کے پاس آکر ٹھہرا اور پھر حمید کے پاس جانے کے ارادے سے رصافہ سے روانہ ہوا سعید البربری عبداللہ بن علی کے مولی نے اُسے پکڑ کر قتل کر دیا۔

عبداللہ بن علی آگے بڑھکر نصیبین میں فروکش ہوا اُس نے اپنے گرد خندق بنالی، ابومسلم مقابلہ کے لئے بڑھا۔ ابوجعفر نے اس سے پہلے حسن بن قحطبہ کو جو اُنکی طرف سے آرمینا پر اُنکا نائب تھا لکھ بھیجا تھا کہ وہ ابومسلم سے آملے چنانچہ حسن بن قحطبہ ابومسلم کے پاس آگیا جو اُسوقت موصل میں تھا اب ابومسلم عبداللہ بن علی کے سامنے آکر ایک سمت میں فروکش ہوا اور پھر اُسکا تعرض کئے بغیر اُس نے شام کا راستہ لیا اور عبداللہ کو لکھدیا کہ مجھے نہ تمھارے مقابلہ پر بھیجا گیا ہے اور نہ تم سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے مجھے تو امیرالمومنین نے شام کا والی مقرر کیا ہے میں شام جا رہا ہوں۔

اسپر اُن شامیوں نے جو عبداللہ بن علی کے ہمراہ تھے اُس سے

کہا کہ اس صورت میں کہ ابو مسلم ہمارے ملک میں جا رہا ہے جہاں ہمارے بیوی بچے اور اعزا ہیں جن پر اسکا قابو چلیگا انھیں یہ تہ تیغ کردے گا ہماری اولاد کو لونڈی غلام بنائے گا ہم کیونکر آپ کا ساتھ دینے کے لئے یہاں قیام کر سکتے ہیں ہم تو اب اپنے گھر دن کو جاتے ہیں وہاں جاکر اپنے اہل وعیال کی مدافعت کریں گے اور اگر ابو مسلم ہم سے لڑے گا تو ہم اُس سے لڑیں گے، عبداللہ بن علی نے کہا بخدا اسکا ارادہ شام جانیکا نہیں ہے یہ تو تم ہی سے لڑنے بھیجا گیا ہے اگر تم یہاں ٹھہرو تو وہ ضرور تمھارے مقابلے پر آئے گا۔ مگر اہل شام نے اُسکا کہا نہ مانا اور شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابو مسلم نے آگے بڑھکر اُن کے قریب اپنا پڑاؤ ڈالا، اور عبداللہ بن علی اپنا پڑاؤ چھوڑ کر شام کی طرف روانہ ہوا اُس کے جاتے ہی ابو مسلم نے اسی جگہ پر جہاں عبداللہ بن علی کا پڑاؤ تھا قبضہ کر کے اپنا پڑاؤ ڈالا اور مورچے لگائے، نیز آس پاس کے تمام کنوؤں اور چشموں کو اندھا اور خراب کر دیا اُن میں مُردار جانور ڈالدئے تاکہ دشمن کو پانی ہمدست نہ ہو۔

جب اُسکی اطلاع عبداللہ بن علی کو ہوئی اُس نے اپنے شامی سرداروں سے کہا کہ میں نے تو پہلے ہی آپ لوگوں سے کہدیا تھا کہ وہ ضرور پلٹ جائے گا۔ اب خود عبداللہ بھی واپس ہوا یہاں آکر دیکھا کہ اُس کے پڑاؤ پر ابو مسلم نے پہلے سے قبضہ کر لیا ہے اس نے مجبوراً اُسی مقام پر چھاؤنی ڈالی جہاں اُس سے پہلے ابو مسلم کی چھاؤنی تھی، اب جنگ شروع ہوئی پانچ یا چھ ماہ دونوں فریق لڑتے رہے اہل شام کے پاس سوار زیادہ تھے نیز ساز و سامان بھی اُن کے پاس بہت عمدہ تھا عبداللہ کے میمنہ پر بکار بن مسلم العقیلی اور میسرہ پر حبیب بن سوید الاسدی تھے، عبدالصمد بن علی رسالہ کا سردار تھا۔ اُس کے مقابل ابو مسلم کے میمنہ پر حسن بن قحطبہ اور میسرہ پر ابو نصر خازم بن خزیمہ تھا کئی ماہ تک دونوں حریف مصروف کارزار رہے۔

ہشام بن عمرو التغلبی راوی ہے کہ میں ابومسلم کی فرودگاہ میں تھا ایک دن لوگ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ کون قوم زیادہ بہادر اور ثابت قدم ہے میں نے لوگوں سے کہا کہ آپ ہی لوگ بیان کریں تاکہ میں بھی سنوں ایک شخص نے کہا اہل خراسان دوسرے نے کہا اہل شام اُس پر ابومسلم نے کہا کہ ہر قوم اپنے علاقے میں زیادہ بہادر اور ثابت قدم ہوتی ہے۔

اس کے بعد پھر جنگ شروع ہوگئی عبداللہ بن علی کی فوج نے ہم پر ایسا شدید حملہ کیا کہ ہمیں اپنی جگہوں سے پسپا کر دیا اس کے بعد وہ پلٹ گئے بعد ازاں عبدالصمد نے رسالہ کے ساتھ ہم پر حملہ کیا اور ہمارے اٹھارہ آدمی قتل کر کے وہ اپنی پوری جمعیت کے ساتھ پھر اپنی اصل فوج میں جا ملا اور اب ان سب نے ملکر اس بے جگری سے ہم پر حملہ کیا کہ ہماری صفیں درہم برہم کر دیں اور ہماری فوج کا بڑا حصہ تاب مقاومت نہ لا کر بے ترتیبی سے پسپا ہوا میں نے ابومسلم سے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے گھوڑے کو ایڑ دیکر اس ٹیلہ پر چڑھکر دیکھوں اور اپنی فوج کو جو شکست کھا کر پسپا ہو رہی ہے پھر واپس آنے کے لئے للکاروں، ابومسلم نے اُسکی اجازت دی میں نے ابومسلم سے کہا کہ آپ بھی اپنے گھوڑے کو موڑ لئے اُس نے جواب دیا دانشمند ایسے موقع پر کبھی ایسا نہیں کرتے تم خود جا کر اہل خراسان کو للکارو کہ واپس آؤ کیونکہ نتیجہ کے مالک وہی ہوتے ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں میں نے اسی طرح اُن کو آواز دی اور اب وہ پھر مقابلہ پر پلٹ آئے، اُس دن ابومسلم نے یہ شعر بطور رجز پڑھا۔

من كان ينوي اهله فلا رجع ۔ فرّ من الموت وفي الموت وقع

جو اپنے اہل وعیال کی نیت رکھتا ہے وہ واپس نہ آئے گا جو موت سے بھاگا وہ موت ہی کے منہ میں گرا۔

اس لڑائی میں ابومسلم کے لئے ایک تخت بنا گیا تھا جب دونوں فوجیں لڑتیں تو وہ تخت اُسکے لئے بچھایا جاتا اور ابومسلم اُس پر بیٹھ کر لڑائی کا رنگ ڈھنگ دیکھتا جس حصہ فوج میں کوئی خلل اُسے نظر آتا فوراً اُسے ہدایت بھیجتا کہ تمہاری سمت میں یہ رخنہ ہوگیا ہے فوراً اُسکا تدارک کرو

ورنہ دشمن اُنہیں ہے نکل آئے گا۔ اس کے لئے رسالہ آگے بڑھاؤ یا پیچھے ہٹاؤ
اُس کے قاصد اُسکی ہدایات برابر دوسرے سرداران لشکر کو پہنچاتے رہتے
تھے اور اُن کے جواب لاتے رہتے تھے بہرحال بروز سہ شنبہ جمادی الآخر
سنہ ۱۳۶ یا ۱۳۷ ہجری فریقین میں نہایت شدید جنگ ہوئی ابومسلم نے جب جنگ
کا یہ رنگ دیکھا اُس نے دشمن کے خلاف یہ چال چلی کہ حسن بن قحطبہ اپنے
میمنہ کے سردار کو حکم دیا کہ تم اپنی سمت خالی کرکے اپنی فوج کا بڑا حصہ
میسرہ میں شامل کردو اور سمت میمنہ میں اپنی فوج کے بہادر ترین مدافعین کو
چھوڑ دو کہ وہ اس سمت میں صرف مدافعت کرتے رہیں، جب اہل شام
نے یہ ترکیب دیکھی انھوں نے اُس کے مقابل اپنے میسرہ کو خالی کرکے
اُسکی بڑی جمعیت کو اپنے میمنہ میں شامل کردیا جو ابومسلم کے میمنہ کے
مقابل متعین تھا اس کے بعد ہی ابومسلم نے حسن بن قحطبہ کو حکم دیا کہ تم
قلب فوج کو حکم دو کہ وہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ اُن چند آدمیوں کو
لیکر جواب تک سمت میمنہ میں موجود تھے اہل شام کے میسرہ پر حملہ کریں
اس حکم کی بجاآوری ہوئی اہل قلب نے شامی میسرہ پر اس بے جگری سے حملہ
کیا کہ اُن کے پرخچے اڑادئے اُن کو مقابلے سے مار بھگایا اس کا نتیجہ
یہ ہوا کہ اُن کا میمنہ اور قلب بھی، پسپا ہوا خراسانیوں نے اُن کا تعاقب
کیا گویا اُن پر چڑھے پڑتے تھے اب اہل شام کو کامل شکست ہوگئی،
عبداللہ بن علی نے سراقہ الازدی سے جو اُس کے پاس کھڑا تھا پوچھا
اب کیا کروں اُس نے کہا کہ آپ آخر دم تک ڈٹے رہیے اور لڑیئے یہاں
تک کہ آپ قتل ہوجائیں کیونکہ آپ ایسے شخص کا بھاگنا سخت معیوب
ہے اور خود آپ نے مروان کو یہ الزام دیا تھا کہ وہ موت سے ڈر کر
بھاگ گیا عبداللہ بن علی نے کہا کہ میں عراق جاتا ہوں سراقہ نے کہا میں
آپ کے ساتھ ہوں اب اہل شام کو کامل شکست ہوئی اور اُن میں عام
بھاگڑ پڑی وہ اپنی فرودگاہ کو چھوڑ کر چلتے بنے ابومسلم نے اُس پر قبضہ کرلیا
اور اس فتح کی خبر ابوجعفر کو بھیجی ابوجعفر نے اپنے مولیٰ ابوالخصیب کو اسلئے

کہ وہ عبداللہ بن علی کی فرودگاہ کی ہر شئے کو اپنے قبضہ میں لے لے مقام جنگ پر بھیجا اس سے ابومسلم رنجیدہ ہوا۔

عبداللہ بن علی اور عبدالصمد بن علی چلتے بنے عبدالصمد کوفے آیا عیسیٰ بن موسیٰ نے اُس کے لئے امان کی درخواست کی جسے ابوجعفر نے منظور کرلیا اور عبداللہ بن علی بصرہ میں سلیمان بن علی کے پاس آکر قیام پذیر ہوگیا۔

ابومسلم نے معافی عام کا اعلان کردیا اُس نے کسی کو اب قتل نہیں کیا اور اپنی فوج کو بھی اہل شام کے تعاقب اور قتل سے روکدیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبدالصمد بن علی کے لئے اسماعیل بن علی نے امان کی درخواست دی تھی۔

بیان کیا گیا ہے کہ شکست کھاکر عبداللہ اور اُس کا بھائی عبدالصمد بن علی رصافہ شام آگئے تھے عبدالصمد رصافہ میں مقیم تھا کہ منصور کے سوار جمہور بن مرار العجلی کی قیادت میں اُس کے لئے آئے۔ جمہور نے اُسے گرفتار کرکے بیڑیاں پہنادیں اور پھر ابوجعفر کے مولیٰ ابوالخصیب کے ذریعہ اُسے ابوجعفر کے پاس بھیجدیا، یہ ان کے سامنے پیش کیا گیا انھوں نے اُسے عیسیٰ بن موسیٰ کے حوالے کردیا اُس نے عبدالصمد کو امان دی اُوسے عزت کے ساتھ رہا کردیا نیز عطیہ میں کچھ روپیہ اور لباس دیا۔ البتہ عبداللہ بن علی رصافہ میں صرف ایک رات ٹھہرا صبح اندھیرے میں اپنے خاص سرداروں اور موالیوں کو لیکر رصافہ سے نکل کھڑا اور سلیمان بن علی کے پاس بصرے آگھسا یہ ان دنوں بصرہ کا عامل تھا۔ سلیمان نے اُنھیں پناہ دی آئی آؤ بھگت کی یہ جماعت عرصہ تک پوشیدہ طور پر اُسکے پاس قیام گزین رہی۔ اسی سال ابومسلم قتل کیا گیا۔

# ابومسلم کا قتل

## اُسکے اسباب اور واقعات

سنہ ۱۳۶ ہجری میں ابومسلم نے ابوالعباس سے حج کے لئے اجازت

طلب کی اور مطلب یہ تھا کہ وہ حج میں خود نماز کی امامت کرے ابو العباس نے اُس کی اجازت دیدی مگر اپنے بھائی ابو جعفر کو جو جزیرہ، آذربیجان اور آرمینا کے والی تھے لکھا کہ ابو مسلم نے مجھ سے حج کی اجازت لی ہے میں نے اُسے اجازت دیدی ہے مگر مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہاں آکر وہ مجھ سے درخواست کرے گا کہ اُسی کو اس مرتبہ امیر حج بنایا جائے مناسب یہ ہے کہ تم بھی مجھ سے حج کی اجازت طلب کرو کیونکہ جب تم مکے میں ہو گے تو پھر وہ تمہارے ہوتے ہوئے اپنے لئے امارت حج کی خواہش نہ کر سکے گا۔ چنانچہ ابو جعفر نے ابو العباس سے حج کی اجازت مانگی جو منظور کر لی گئی یہ انبار آکر اُن سے ملے یہ سنکر ابو مسلم کہنے لگا کہ اس سال کے علاوہ کیا اور سال نہ تھا جنمیں ابو جعفر حج کے لئے جاتے اُن کو بھی اسی سال حج کے لئے جانا تھا نیز اُن کی طرف سے یہ بات اس کے دل میں بیٹھ گئی علی کہتا ہے کہ اپنے علاقے سے آتے ہوئے ابو جعفر نے حسن بن قحطبہ کو اپنا قائم مقام بنایا دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ابو جعفر نے اپنے دودھ شریک یحییٰ بن مسلم بن عُروہ کو اپنی جگہ والی مقرر کیا تھا اسود انکا مولی تھا' اب یہ دونوں مکے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں ابو مسلم کی یہ کیفیت تھی کہ وہ پہاڑی دشوار گذار گھاٹیوں کو درست کراتا اور ہر منزل پر عربوں کو کپڑے تقسیم کرتا۔ جو اُس سے سوال کرتا اُسے ضرور دیتا۔ اُس نے عربوں کو کپڑے اور لحاف دیئے کنویں کھدوائے، راستے کو ہموار کیا اُس سے ہر طرف اُس کی شہرت پھیلی عرب کہنے لگے کہ اس شخص کے خلاف تو ہم نے بہت سے الزام سنے تھے مگر اس نے اپنے طرز عمل سے ثابت کیا کہ وہ بالکل جھوٹ اور بہتان تھا، غرضکہ اسی طرح داد و دہش کرتا ہوا یہ مکہ آیا یمانی عربوں کو دیکھکر اُس نے نیزک کے پہلو میں ٹھونسہ دیکر کہا کہ دیکھو اگر ان کو کوئی چرب زبان جلد آنسو بہانے والا آدمی مل جائے تو یہ کسقدر عمدہ سپاہی ہیں ہے

پہلے بیان کے مطابق۔ جب مناسک حج ادا کر کے سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوئے تو ابو مسلم ابو جعفر سے پہلے ہی عراق چلدیا راستے میں اُسے ابو العباس کی موت اور ابو جعفر کے خلیفہ ہونے کی اطلاع خط کے

ذریعہ ملی اُس نے فوراً ابوجعفر کو ایک خط لکھا جس میں ابوالعباس کی موت
پر صرف تعزیت لکھ بھیجی مگر اُن کی خلافت پر نہ اُن کو مبارکباد دی اور نہ اُس
منزل پر ٹھہرا رہا تاکہ وہ اُس سے آملیتے اور نہ خود چلکر اُن کے پاس آیا۔
اس طرز عمل پر ابوجعفر کو سخت غصہ آیا انھوں نے ایک خط سخت لہجے میں ابوایوب سے
اُسے لکھوایا اسے پڑھکر ابومسلم نے ابوجعفر کو خلافت کی مبارکباد دی، یزید بن اسید
السلمی نے ابوجعفر سے کہا میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ راستے میں
آپ اور وہ یکجا ہوں کیونکہ تمام لوگ بمنزلہ اُس کی سپاہ کے ہیں وہ اُس کا
بہت زیادہ کہنا مانتے ہیں اور ڈرتے ہیں اور آپ کے ساتھ کوئی بھی نہیں
ہے، ابوجعفر نے اس مشورہ کو قبول کرلیا آپ وہ ارادتاً پیچھے رہتے گئے
اور ابومسلم آگے بڑھتا گیا۔ ابوجعفر نے اپنے آدمیوں کو یکجا ہونے کا حکم
دیا وہ سب آگے بڑھ آئے اور جمع ہو گئے انھوں نے اپنے اسلحہ بھی
یکجا کر لئے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اُس کے فرودگاہ میں اسوقت کل چھ زرہیں
تھیں، ابومسلم انبار چلا آیا اُس نے عیسیٰ بن موسیٰ کو بلایا تاکہ یہ اُس کی بیعت
کرلے عیسیٰ آگیا ابوجعفر کوفے آگئے یہاں اُن کو عبداللہ بن علی کی بغاوت
کا حال معلوم ہوا اُسے سنکر وہ انبار آئے اور یہاں انھوں نے ابومسلم کو
اپنے پاس بُلاکر عبداللہ بن علی کے مقابلے کے لئے سپہ سالار بنایا ابومسلم
نے کہا کہ عبدالجبار بن عبدالرحمان اور صالح بن ہیثم مجھ پر تہمتیں عائد کرتے ہیں
آپ انکو قید کر دیجئے ابوجعفر نے کہا عبدالجبار میرا کوتوال ہے اور اس سے
پہلے وہ ابوالعباس کا بھی کوتوال رہا ہے صالح بن ہیثم میرا رضائی بھائی
ہے محض تمہارے گمان کی وجہ سے میں ان دونوں کو قید نہیں کرتا۔ اسپر
ابومسلم نے کہا کہ اسکے یہ معنے ہوئے کہ میرے مقابلے میں آپ کے قلب
میں اُن کی زیادہ وقعت اور جگہ ہے یہ سنکر ابوجعفر برہم ہو گئے
ابومسلم کہنے لگا کہ میرا ہرگز مقصد یہ نہ تھا کہ آپ اسطرح برہم ہو جائیں۔
مسلم بن مغیرہ بیان کرتا ہے کہ میں آرمینیا میں حسن بن قحطبہ کے
پاس تھا۔ جب ابومسلم شام کی طرف روانہ ہوا ابوجعفر نے حسن کو حکم

بھیجا کہ وہ بھی ابومسلم کے پاس جاکر اُس کے ہمراہ شام جائے اس حکم کی بنا پر ہم لوگ، ابومسلم کے پاس آئے جو اُس وقت موصل میں تھا چند روز اُس نے یہاں قیام کیا جب اُس نے روانگی کا ارادہ کیا میں نے حسن سے کہا کہ آپ تو لڑائی کے لئے جا رہے ہیں اب یہاں آپ کو میری ضرورت نہیں ہے اگر آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں عراق چلا جاؤں اور آپ کے واپس آنے تک وہاں قیام کروں حسن نے میری درخواست منظور کرلی البتہ یہ کہا کہ جب جانے لگو تو مجھے اطلاع دینا۔ چنانچہ جب میں تہیہ سفر کر چکا تو میں نے اُس سے آکر کہا کہ اب میں جاتا ہوں آپ سے رخصت ہونے آیا ہوں، حسن نے کہا تھوڑی دیر کے لئے باہر دروازے پر ٹھہرو میں تم سے آکر ملتا ہوں میں باہر نکلکر ٹھہرا رہا حسن نے باہر آکر مجھ سے کہا کہ میں تمہارے ذریعہ ابوایوب کو ایک پیام بھیجنا چاہتا ہوں اگر مجھے تم پر کامل اعتماد نہ ہوتا یا مجھے تمہارے اور ابوایوب کے دوستانہ مراسم کا علم نہ ہوتا تو ہرگز یہ بات تم سے نہ کہتا امید ہے کہ تم اس پیام کو اُن تک پہنچا دوگے اُن سے کہدینا کہ جب سے میں ابومسلم کے پاس آیا ہوں مجھے اسکی وفاداری میں شبہ پیدا ہو گیا ہے جب کبھی امیرالمومنین کا خط اسکے پاس آتا ہے یہ اُسے پڑھکر اپنا منھ بنا لیتا ہے اور پھر اُسے دیکھنے کے لئے ابونصر کو دیدیتا ہے اور دونوں استہزائً اُس خط کو پڑھکر ہنستے ہیں میں نے کہا ہاں میں آپ کے پیام کو اچھی طرح سمجھ گیا ہوں، میں عراق آکر ابوایوب سے ملا میرا خیال تھا کہ میں ایک نئی بات اُس سے بیان کروں گا مگر اُس پیام کو سنکر وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ ہم خود ابومسلم کو عبداللہ بن علی سے بھی زیادہ ناقابل اعتبار اور منافق سمجھتے ہیں البتہ ہم دونوں کے لئے ایک بات کی آرزو رکھتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ خراسانی عبداللہ بن علی کو اچھا نہیں سمجھتے اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ انحراف بیعت کے بعد اہل خراسان کی

مخالفت کے خوف سے اُس نے اپنے کوتوال حیاش بن حبیب کو اہل خراسان کے قتل کا حکم دیا اور اُس نے سترہ ہزار خراسانی قتل کردئے۔

ابو حفص الازدی بیان کرتا ہے کہ ابومسلم عبداللہ بن علی سے لڑا اُس نے اُسے شکست فاحش دی اور اُس کے فرودگاہ میں جو کچھ تھا اُس پر قبضہ کر کے اُسے ایک محدود احاطہ میں جمع کر دیا۔ غنیمت میں سونا چاندی زیورات اور جواہرات کثیر مقدار میں فاتحوں کے ہاتھ آئے تھے یہ بیش بہا چیزیں اُس احاطہ میں کھلی ہوئی بکھری پڑی تھیں ابومسلم نے اپنے ایک فوجی عہدہ دار کو اُسکی حفاظت پر متعین کر دیا تھا میں اسی عہدہ دار کے دستۂ فوج میں تھا اُس نے باری باری سے ہمارا پہرہ مقرر کر دیا تھا جو شخص اُس احاطہ سے باہر جاتا تھا اُس کی جامہ تلاشی ہوتی تھی ایک دن میرے اور ساتھی احاطہ سے باہر گئے میں پیچھے رہگیا ہمارے سردار نے اُن سے مجھے پوچھا اُنھوں نے کہا کہ ابو حفص احاطہ کے اندر ہے اُس نے احاطہ کے دروازے سے مجھے دیکھا میں تاڑ گیا میں نے فوراً اپنے دونوں موزے اتار کر اُسکے سامنے جھاڑے وہ اسے دیکھتا رہا اسکے بعد میں نے اپنا پائجامہ جھٹکا اور کرتے کی آستینیں جھٹک دیں پھر میں نے اپنے موزے پہن لئے وہ ان سب حرکتوں کو دیکھتا رہا پھر اُٹھکر اپنی مجلس میں جا بیٹھا اور اب میں احاطہ سے نکل آیا۔ اُس نے مجھ سے پوچھا کہ تم احاطہ میں کیوں رہگئے تھے میں نے عرض کیا خیر ہے اس کے بعد اُس نے تنہائی میں مجھ سے کہا جو کچھ تم نے کیا میں اُسے دیکھتا رہا ہوں ایسا تم نے کیوں کیا میں نے کہا کہ جناب والا اس احاطہ میں ہر طرف موتی اور درہم بکھرے پڑے ہیں ہم اُن پر چلتے رہتے ہیں مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا کوئی موتی میرے موزے میں آگیا ہو اِس وجہ سے میں نے اپنے جوتے اور جراب دونوں کو اتار کر جھٹک دیا یہ بات اُسے بہت پسند آئی اُس نے کہا جاؤ اب میری یہ ترکیب رہی کہ میں پہرہ داروں

کے ساتھ اُس احاطہ میں آتا درہم لیتا اپنے جوتے میں ڈال لیتا اور ریشمی بیش بہا کپڑے اپنے پیٹ پر لپیٹ لیتا جب ہم سب نکلتے تو میرے اور ساتھیوں کی جامہ تلاشی ہوتی مگر مجھے کوئی نہ پوچھتا اس طرح میں نے بہت سی دولت جمع کر لی مگر موتیوں کے ہاتھ نہ لگا یا۔

عبداللہ بن علی کی ہزیمت کے بعد ابو جعفر نے ابو الخصیب کو ابو مسلم کے پاس بھیجا تاکہ یہ مال غنیمت کی فرد تیار کرے یہ بات ابو مسلم کو سخت ناگوار گزری اُس نے ابو الخصیب پر کوئی الزام عائد کر کے اُسے قتل کر دینا چاہا مگر دوسرے اشخاص نے اس کی سفارش کی اور کہا کہ اسکا کیا قصور ہے یہ تو ایلچی ہے امیر ابو مسلم نے اُسے چھوڑ دیا یہ ابو جعفر کے پاس چلا آیا۔ دوسرے سرداران فوج نے ابو مسلم سے آ کر کہا کہ تم نے عبداللہ بن علی کا خاتمہ کر کے اُس کے قیام گاہ پر قبضہ کیا ہے ہماری حاصل کردہ غنیمت کے متعلق سوال نہیں کیا جا سکتا اس میں سے صرف پانچواں حصہ امیر المومنین کا ہے۔

ابو الخصیب نے ابو جعفر سے آ کر سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ وہ مجھے قتل کر دینا چاہتا تھا۔ ابو جعفر کو خوف پیدا ہوا کہ اب ابو مسلم خراسان چلا جائے گا اُنھوں نے یقطین کے ہاتھ ایک خط اُسے بھیجا اور اس میں لکھا کہ میں تمکو مصر و شام کا صوبہ دار مقرر کرتا ہوں یہ تمہارے لئے خراسان کی صوبہ داری سے اچھا ہے مصر پر تم خود کسی اور کو اپنا عامل بنا دو شام میں خود رہو اسطرح تم امیر المومنین کے قریب ہو جاؤ گے اور وہ تمکو جب بلائیں گے تم جلد ان کے پاس آسکو گے، خط پڑھکر ابو مسلم برہم ہو گیا کہنے لگا اُنکی یہ شان کہ وہ مجھے شام و مصر کی ولایت دیں میں اُن کی کیا پروا کرتا ہوں خراسان پر تو میرا قبضہ ہے اور اب میں خراسان جانے کا مصمم عزم رکھتا ہوں۔ یقطین نے ابو جعفر کو اسکی اطلاع لکھ بھیجی۔

متذکرۂ بالا بیان کے علاوہ اس واقعہ کے متعلق دوسرا بیان یہ ہے کہ جب ابو مسلم نے عبداللہ بن علی کی فرودگاہ پر قبضہ کر لیا تو منصور نے یقطین بن موسیٰ کو بھیجا تاکہ وہ اس فرودگاہ کی ہر شے کو اپنے قبضہ میں

کرلے ابومسلم اُسے "پاک دین" پکارتا تھا ابومسلم نے اُس سے کہا اس کے کیا معنے کہ لڑائی کے لئے تو میں امین سمجھا جاؤں اور مال کے متعلق مجھے خائن سمجھا گیا، اس کے بعد اُس نے ابوجعفر کو گالیاں دیں یقطین نے یہ تمام واقعہ ابوجعفر سے آکر بیان کردیا۔

ابومسلم ابوجعفر کی مخالفت پر کمر باندھکر جزیرہ سے روانہ ہوا اور ان کے سامنے سے بغیر اُن کے پاس آئے خراسان کی طرف چلدیا۔ ابوجعفر انبار سے مدائن آئے انھوں نے ابومسلم کو لکھا کہ تم میرے پاس آؤ اس کے جواب میں ابومسلم نے حسب ذیل خط زاب سے بھیجا جہاں اُس نے منزل کی تھی اور وہ اسی شام وہاں سے براہ حلوان روانہ ہونے والا تھا۔ "امیرالمومنین کا کوئی دشمن ایسا نہ رہا کہ جسے اللہ نے اُن کو قابو نہ دیا ہو، ساسانی بادشاہوں سے یہ روایت ہم سنتے آئے ہیں کہ جب فتنہ وشورش فرو ہو جاتے ہیں توسب سے زیادہ خوف زدہ طبقہ وزرا کا ہوتا ہے، ہم آپ کی قربت پسند نہیں کرتے مگر اسکے ساتھ جب تک آپ ہمارے ساتھ اپنے عہد کو پورا کرتے رہیں گے ہم بھی آپ کے وفادار رہنا چاہتے ہیں اور آپ کی اطاعت وفرماں برداری کے لئے تیار ہیں مگر یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ ہم آپ سے دور رہیں اسی میں سلامتی ہے اگر آپ اس سے خوش ہیں تو ہم آپ کے بہترین غلام ہیں اور اگر آپ اس تجویز کو نہیں مانتے اور اپنے ارادے پر عمل پیرا ہی ہونا چاہتے ہیں تو ایسی صورت میں اپنی جان بچانے کی خاطر اُس استوار عہد وفا کو توڑتا ہوں جو میں نے آپ کی وفا کا کیا ہے۔"

جب یہ خط منصور کو ملا اُنھوں نے یہ جواب اسے لکھا،

میں نے تمھارے خط کے مفہوم کو سمجھ لیا تمھاری مثال اُن منافق وزرا کی نہیں ہے جو اپنے جرائم کی کثرت کی وجہ سے اپنے بادشاہوں کی توجہ ملک میں فتنہ وفساد برپا کرکے اپنی طرف سے ہٹا دیتے ہیں بے شک

اُن کی راحت اسی میں ہے کہ وہ جماعت میں اختلاف و انتشار پیدا کرتے رہیں تم نے اپنے تئیں اُن کے برابر کیوں کیا کہاں تم کہاں وہ تم اپنی اطاعت، اخلاص اور اس حکومت کی گرانبار ذمہ داریوں کے اُٹھانے میں اپنی آپ نظیر ہو البتہ جو شرط تم نے پیش کی ہے میں اُس کے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں میں عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ یہ خط بھیجتا ہوں تاکہ اگر تم میری تحریر کے قبول پر مائل ہو تو اُس سے تمکو اطمینانِ قلب نصیب ہو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمکو شیطان کے وسوسوں سے بچائے کیونکہ جو خیال تم نے قائم کرلیا ہے اس سے بہتر اُسے تمھاری نیت کے بگاڑنے کا ذریعہ ہمدست نہ ہو سکے گا

منصور نے جریر بن یزید بن جریر بن عبداللہ الجبلی کو جو اپنی فراست و چرب زبانی میں یکتائے روزگار تھا ابو مسلم کے پاس بھیجا یہ اُسے سمجھا بجھا کر واپس لے آیا۔ ابو مسلم کہا کرتا تھا کہ میں روم میں قتل کیا جاؤں گا کیونکہ نجومی اُس کے متعلق یہ حکم لگاتے تھے چنانچہ جب وہ منصور کے پاس آیا تو وہ اُسوقت رومیہ میں خیموں میں فروکش تھے لوگوں نے اُسکا استقبال کیا، منصور نے اُسے اپنا مہمان بنایا اور چند روز اُسکی بہت خاطر و تواضع کی۔

علی کہتا ہے کہ ابو مسلم نے حسب ذیل خط ابو جعفر کو لکھا تھا۔

اللہ کا فرض سمجھکر میں نے ایک شخص کو اپنا امام اور رہنما بنایا وہ بڑے پایہ کے عالم اور رسول اللہ صلعم کے عزیز قریب تھے انھوں نے قرآن سے لاعلمی برتی اور اس دنیائے حقیر و قلیل کی خاطر اُنھوں نے قرآن میں تحریف کی اُن کی حالت فریب خوردہ کی سی ہوگئی اُنھوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تلوار نیام سے باہر نکالوں اور عفو و رحم کو بالکل نظر انداز کردوں نہ کوئی عذر قبول کروں اور نہ کبھی لغزش کو معاف کروں میں نے یہ سب باتیں آپ کے خاندان کی حکومت کے قیام کے لئے انجام دیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے اُن لوگوں پر آپ کا حق ثابت کردیا جو اُس سے اب تک جاہل تھے، اِسکے بعد

اب اللہ نے مجھے توبہ کی توفیق مرحمت فرما کر اس ہلاکت سے نکال لیا اگر وہ اسے معاف کر دے تو وہ تو ہمیشہ سے معافی دینے والا ہے اور اگر میرے کرتوت کی بنا پر وہ مجھے ان اعمال کی سزا دے تو دے کیوں کہ خداوند عالم ہرگز اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

منصور کی مرضی کے خلاف ابومسلم خراسان جانے کے لئے اپنے مستقر سے روانہ ہوا، جب عراق کی سرزمین میں آیا تو منصور بھی انبار سے چلکر مدائن آگئے، ابومسلم نے حلوان کا راستہ اختیار کیا اور کہنے لگا کہ سب سے اہم واقعات حلوان سے اس طرف طے ہوئے ہیں۔

ابوجعفر نے عیسیٰ بن علی، عیسیٰ بن مسلم اور بنی ہاشم سے جو وہاں موجود تھے کہا کہ ابومسلم کو خط لکھیں چنانچہ سب نے اُسے خطوط لکھے جن میں اُسکی بہت تعظیم کی گئی تھی اور اُس کے خدمات کا اعتراف تھا نیز اُس سے درخواست تھی کہ جو عہد وفا اُس نے اِس خاندان سے کیا ہے وہ اُسے مدت العمر نباہے اُس پر خلیفہ کی طاعت واجب ہے، غدر کے عواقب سے اُسے ڈرایا تھا اور اُسے ہدایت کی تھی کہ وہ امیرالمومنین کے پاس آکر اُنکی خوشنودی حاصل کر لے۔

ابوجعفر نے اپنا خط ابوحمید المروذی کے ہاتھ ابومسلم کو بھیجا اور اُسے ہدایت کر دی کہ وہ ابومسلم سے انتہائی لینت کے ساتھ گفتگو کرے اُن کی طرف سے اسکے احسانات کا تشکر ظاہر کرے اور کہدے کہ میں اُن کو ایسا رفیع درجہ دینے والا ہوں اور اُن کے ساتھ وہ سلوک کرنے والا ہوں جو اُن کے ساتھ کسی نے نہ کیا ہوگا مگر یہ اُس صورت میں ہے کہ وہ راہ راست پر آکر میرا کہا مان لے اور واپس چلا آئے البتہ اگر وہ واپسی سے انکار کرے تو اُس سے کہدینا کہ امیرالمومنین نے تجھ سے کہا ہے کہ اگر میری اجازت کے بغیر میرے علی الرغم تم چلے گئے اور میرے پاس نہ آئے تو مجھے نہ عباس کا پوتا سمجھنا اور نہ مسلمان سمجھنا اگر میں خود ہی تیرا مقابلہ نہ کروں اور اس کام کو کسی دوسرے کے سپرد کر دوں، اگر تو

سمندر میں پھاندے گا میں سمندر میں کود پڑوں گا اگر تو آگ میں گھسے گا میں تیرے تعاقب میں آگ میں گھس جاؤں گا یہاں تک کہ میں تجھے قتل کردوں یا خود اپنی جان دیدوں، مگر جب تک اسکی واپسی سے مایوسی نہ ہو یہ تہدید اُس سے نہ کہنا البتہ کسی بھلائی کی اُس سے توقع نہ رکھنا۔

ابو حمید اپنے معتمد علیہ لوگوں کے ساتھ ابو مسلم کے پاس حلوان آیا۔ ابو حمید ابو مالک اور دوسرے لوگ ابو مسلم کے پاس پہنچے انھوں نے امیر المومنین کا خط اسے دیا اور کہا کہ مفسد و فتنہ پرداز لوگ امیر المومنین کی جانب سے تمھارے متعلق اس قسم کی باتیں تم سے بیان کر رہے ہیں جو انھوں نے اپنی زبان سے بھی نہیں نکالیں ان کی رائے تمھارے متعلق اِن فتنہ پردازوں کے بیان کے بالکل خلاف ہے یہ تم سے حسد رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو امارت و ترفہ تمکو حاصل ہے وہ جاتی رہے تم اپنی حالت کو خراب نہ کرو اور ان سے اگر گفتگو کرلو تم تو امین آل محمد مشہور ہو اس دنیاوی امارت، شوکت اور عزت کے مقابلہ میں تمھاری خدمات کا اجر جو تمکو آخرت میں ملے گا کہیں زیادہ ہوگا اس اجر آخرت کو تم ضائع مت کرو اور شیطان کے ورغلانے میں نہ آجاؤ۔

ابو حمید کی اس تقریر کو سنکر ابو مسلم نے کہا اس سے پہلے تو تم نے کبھی اس قسم کی گفتگو مجھ سے نہیں کی تھی اُس نے جواب دیا تمھیں نے ہم کو اس تحریک میں شرکت اور اہل بیت یعنے بنی العباس کی حمایت و طاعت کی دعوت دی تھی اور ہم سے خواہش کی تھی کہ ہم اس تحریک کے مخالفین سے نبرد آزما ہوں تمھیں نے ہمکو مختلف ممالک اور مختلف اسباب و وجوہ کی بنا پر اس تحریک میں شریک کیا اللہ نے ہمکو اُن کی طاعت کے لئے متحد کیا اور اُن کی محبت کی خاطر ہمارے قلوب ایک دوسرے سے وابستہ کردئے اور اُنکی مدد کرا کر اللہ نے ہمیں عزت بخشی ہم نے اُن سب کے ہر فرد سے اسی محبت و خلوص قلب سے ملاقات کی جو اللہ نے اُن کے لئے ہمارے دل میں ڈالدی تھی اب ہم پوری طرح سوچ سمجھکر اور خلوص طاعت کے جذبات لئے ہوئے اُن کے شہروں میں آپکے پاس آگئے۔ اب جب کہ ہم اپنی انتہائے غایت اور آرزو کو پہنچ گئے ہیں تم

ہماری حالت کو خراب کرنا اور ریاست کو بگاڑ دینا چاہتے ہو تم نے ہم سے کہا تھا کہ جو تمہاری مخالفت کرے اُسے بلا تامل قتل کر دو اور اگر خود میں تمہاری مخالفت کروں تو تم مجھے بھی قتل کر دینا۔

ابو مسلم نے ابو نصر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اسے مالک اس کی گفتگو تم سن رہے ہو یہ خود اس کی گفتگو نہیں ہے مالک نے کہا آپ اس کی بات پر توجہ نہ فرمائیے واقعی آپ سچ کہتے ہیں یہ خود اس کی اپنی تقریر نہیں ہے آپ اس سے ہرگز خائف نہ ہوں جو اس کے بعد پیش آئے گا وہ اس تقریر کے مفہوم سے زیادہ تکلیف دہ ہے آپ نے جو عزم کیا ہے اُسے پورا کیجئے آپ واپس نہ چلئے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ منصور کے پاس جائیں گے وہ ضرور آپ کو قتل کر دے گا آپ کی طرف سے اس کے دل میں ایسی بدگمانی پیدا ہو گئی ہے کہ اب وہ کبھی آپ پر بھروسہ نہیں کرے گا۔

اس کے بعد ابو مسلم نے مجلس کے برخاست کا حکم دیا جب سب لوگ چلے گئے اس نے نیزک کو بلایا اور کہا کہ بخدا میں نے مدت العمر میں تم سے زیادہ عقلمند آدمی نہیں دیکھا اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے لوگوں کے یہ خط میرے پاس آئے ہیں اور اس وقت جو گفتگو بالمشافہ ہوئی اس سے تم بھی واقف ہو نیزک نے کہا میری رائے یہ ہے کہ آپ منصور کے پاس نہ جائیں بلکہ رے چلئے اور وہاں جا کر قیام کیجئے اس طرح رے اور خراسان کا درمیانی علاقہ آپ کے تصرف میں رہے گا وہاں کے سب لوگ آپ کے حامی ہیں اور وہ آپ کی باقاعدہ فوج کے مثل ہیں وہاں کوئی آپ کی مخالفت نہ کرے گا اگر منصور آپ کے ساتھ سیدھا رہے آپ بھی سیدھے رہیئے اور اگر فساد پر آمادہ ہو تو آپ کو کوئی خطرہ نہیں کیونکہ آپ اپنی فوج میں کھڑے ہوں گے خراسان آپ کے عقب میں رہے گا اس وقت آپ کو غور کرنے کا کافی موقع میسر رہے گا جیسا مناسب نظر آئے کیجئے۔

ابو مسلم نے ابو حمید سے بلا کر کہا کہ تم اپنے آقا سے جا کر کہدو کہ میں ان کے پاس نہیں آتا، ابو حمید نے پوچھا کیا اب مخالفت کا عزم ہی کر لیا ہے

اُس نے کہا ہاں ابوحمید نے پھر کہا ایسا نکرو مگر ابومسلم نے نہ مانا اور کہا میں اُن سے ملنا نہیں چاہتا جب ابوحمید اُسکی واپسی سے مایوس ہوا اُس نے اب ابوجعفر کی وہ تہدید اُس سے کہدی اس پر ابومسلم دیر تک سر جھکائے غور کرتا رہا پھر اُس نے ابوحمید سے کہا چلے جاؤ مگر معلوم ہوتا تھا کہ ابوجعفر کی تہدید نے اُسکی ہمت توڑ دی ہے اور وہ اُس سے مرعوب ہو چکا ہے جس وقت ابومسلم کی طرف سے ابوجعفر کے خیالات خراب ہوئے انھوں نے ابو داؤد کو جو خراسان میں ابومسلم کا قائم مقام تھا اُسکی تمام عمر کے لئے امارت خراسان کا فرمان تقرر اُسے براہ راست لکھ بھیجا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابو داؤد نے ابومسلم کو لکھا کہ ہم نے خلفا اور اہل بیت رسول اللہ کی نافرمانی کے لئے تمہارے ساتھ خروج نہیں کیا تھا تم اپنے امام کی مخالفت نہ کرو اور بغیر اُن کی اجازت کے خراسان واپس نہ آؤ جب ابوحمید سے اُسکی گفتگو ہوئی اسی زمانے میں ابو داؤد کا یہ خط ابومسلم کو ملا اس سے اُسکے حوصلے اور بھی پست ہو گئے اور وہ سخت مرعوب وخوفزدہ ہوا اس نے ابوحمید اور ابو مالک کو بلا کر کہا کہ اگرچہ میرا یہ ارادہ تھا کہ میں خراسان چلا جاؤں مگر اب میری رائے بدل گئی ہے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ابو اسحٰق کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجوں اور پھر وہ اپنی رائے اگر مجھے دے کیونکہ میں ابو اسحٰق پر پورا اعتماد کرتا ہوں چنانچہ اُس نے ابو اسحٰق کو منصور کے پاس بھیجدیا۔

جب یہ اُنکی فرودگاہ میں آیا تو بنی ہاشم نے اُسکی ہر اُس ذریعہ وطریقہ سے جو اُسے محبوب تھا اُسکی خاطر مدارات کی ابوجعفر نے اُس سے کہا کہ اگر تم اُسے واپس لے آؤ تو خراسان کی ولایت تمہاری ہے اس کے علاوہ اُسے خلعت وانعام سے سرفراز کیا، ابو اسحٰق نے واپس جا کر ابومسلم سے بیان کیا کہ میں نے ان سب کے طرز عمل میں کوئی بات ایسی نہیں پائی جو قابل اعتراض ہو وہ سب لوگ آپ کی بڑی قدر ومنزلت کرتے ہیں اور آپ کے لیے وہی چاہتے ہیں جو اپنے لئے چاہتے ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ آپ امیر المومنین کے پاس چلکر

اُن سے معذرت کر لیجئے اس تقریر کے بعد اب ابومسلم آنے کے لئے آمادہ ہو گیا جب نیزک کو اس کی خبر ہوئی اُس نے ابومسلم سے اس کی تصدیق چاہی ابومسلم نے اقرار کیا اور یہ شعر اپنی مثال میں سنایا۔

ماللرجال مع القضاء محالتہ ذھب القضا بحیلتہ الاقوام

(ترجمہ) تقدیر کے مقابلے میں انسانوں کی کوئی تدبیر کارآمد نہیں ہوتی اور تقدیر قوموں کی عقل کو سلب کر لیتی ہے۔

نیزک کہنے لگا اگر جانے کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو اللہ اس میں آپکی بھلائی کرے میری صرف یہ بات گرہ میں باندھ لیجئے کہ اُن کے پاس جاتے ہی اُن کا کام تمام کر دیجئے پھر جسکی چاہے بیعت کر لیجئے کوئی آپ کی مخالفت نہ کرے گا۔

ابومسلم نے ابوجعفر کو لکھ بھیجا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں

ابو ایوب کہتا ہے کہ میں ایک دن ابوجعفر کے پاس گیا وہ مقام رومیہ میں ایک اونی خیمہ میں نماز عصر کے بعد مصلیٰ پر بیٹھے تھے ابومسلم کا خط سامنے رکھا تھا مجھے دیا میں نے اُسے پڑھا اس کے بعد کہنے لگے کہ بخدا جب وہ میرے سامنے آیا میں اُسے قتل کر دونگا یہ سنکر میں نے اپنے دل میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ میں نے کتابت سیکھی جب اچھی طرح اسکی تحصیل کر لی تو میں خلیفہ کا میر منشی ہو گیا اب لوگوں میں یہ فساد کی باتیں پیدا ہو گئیں اگر ابومسلم قتل کر دیا گیا تو اُس کے پیرو اُس کے قتل کو ہرگز خاموشی سے گوارا نہ کریں گے وہ نہ اس شخص کو زندہ چھوڑیں گے اور نہ کسی دوسرے اُنسے راہ رکھنے والے کو زندہ چھوڑیں گے، اس خوف سے میری نیند جاتی رہی پھر میں نے اپنے دل سے کہا کہ شاید ابومسلم بخوف وخطر معمولی طرح چلا آئے تو ابوجعفر اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں ورنہ اگر وہ خطرہ کو محسوس کر کے اپنی حفاظت کے سامان ساتھ لیکر آیا تو پھر تو یہ کام بعید سخت فساد اور شر کے روبراہ ہوتا مشکل نظر آتا ہے کیوں نہ کوئی تدبیر سوچوں میں نے سلمہ بن سعید بن جابر کو بُلایا اُس سے پوچھا تم میرے احسانات کا اعتراف کرتے ہو اُس نے کہا بدل وجان میں نے کہا میں ایک ایسا عہدہ دیتا ہوں کہ جس سے اسقدر آمدنی تمکو ہو گی جتنی کل عراق کے مالک کی ہوتی ہے

مگر اسکے ساتھ یہ شرط ہے کہ تم میرے بھائی حاتم بن ابی سلیمان کو اپنے ساتھ شریک کرلو اور اُسے نصف حصہ دینا اُس نے اسے منظور کرلیا اس شرط کے لگانے سے میرا مدعا یہ تھا کہ اُسے اسقدر کثیر النفع تجویز کے متعلق کوئی شک نہ پیدا ہو بلکہ وہ اسے صحیح سمجھکر اُس پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہوجائے اب میں نے اُس سے کہا کہ کسکر کی آمدنی سال اول میں اسقدر ہوئی تھی امسال اُسکے مقابلہ میں دوچند ہے میں چاہتا ہوں کہ سال گذشتہ کی آمدنی پر اُسکا تبالہ تمہارے نام کردوں یا تشخیص لگان کے بغیر امانتاً تمہارے اجارے میں دیدوں تمکو اتنی آمدنی ہوگی کہ اٹھائے نہ اُٹھے گی اُس نے مجھ سے کہا مگر اتنا روپیہ دھروت کے لئے میں کہاں سے لاؤں میں نے کہا تم ابومسلم کے پاس جاؤ اُس سے ملو اور کہو کہ وہ اپنی ضروریات میں جہاں اور رقم خرچ کرتا ہے اُسی میں سے کسکر کی سال اول کی آمدنی کے مساوی رقم دیدے کیونکہ امیر المومنین کا ارادہ ہے کہ وہ ابومسلم کو اپنے پاس آتے ہی عراق کا والی مقرر کردیں اور اسطرح اُسے اور خود اپنے کو اس خلفشار سے سکون دیں اُس نے کہا مگر امیر المومنین مجھے اُس سے ملنے کی اجازت کیوں دینے لگے میں نے کہا میں تمہارے لئے اجازت لے لونگا۔

میں ابوجعفر کے پاس آیا اُن سے اصل حقیقت بیان کی اُنھوں نے مجھے سلمہ کے بلانے کا حکم دیا میں نے اُسے اندر بلایا ابوجعفر نے اُس سے کہا کہ ابوایوب نے تمہارے لئے اجازت مانگی ہے کیا تم ابومسلم سے ملنا چاہتے ہو اُس نے کہا جی ہاں ابوجعفر نے کہا اچھا تمکو اجازت دی جاتی ہے اُس سے میرا سلام کہدینا اور کہنا کہ ہم اُسکے مشتاق ہیں۔

سلمہ ابومسلم کے پاس آیا اُس نے کہا کہ امیر المومنین آپ کے متعلق بہت ہی عمدہ رائے رکھتے ہیں، اس سے اُسے اطمینان ہوا ورنہ اس سے پہلے وہ پریشان وغمگین نظر آتا تھا جب سلمہ نے اُس سے آکر وہ بات کہی جسکے لئے وہ ابومسلم کے پاس آیا تھا تو ابومسلم بہت خوش ہوا اور ابوجعفر کے پاس آنے تک برابر خوش رہا۔

ابوایوب راوی ہے کہ جب ابومسلم مدائن کے قریب آگیا امیر المومنین نے

حکم دیا کہ سب اُسکا استقبال کریں چنانچہ تمام سرکاری عہدہ داروں نے اُسکا استقبال کیا سرِ شام ابو مسلم مدائن آگیا میں نے امیر المومنین سے جاکر عرض کیا وہ اپنے خیمہ میں مصلیٰ پر بیٹھے تھے کہ ابو مسلم ابھی شام کو آپ کے پاس آنا چاہتا ہے آپ اُسکے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہتے ہیں، ابو جعفر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ دیکھتے ہی اُسے قتل کر دوں میں نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اسوقت ایسا نہ کیجئے وجہ اُسکی یہ ہے کہ اور بہت سے لوگ اسوقت اُسکے ساتھ ہوں گے اور چونکہ لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ وہ آپکی مخالفت پر کمر بستہ ہوگیا تھا اگر وہ آپ کے پاس آکر باہر نہ جائے گا تو مجھے اندیشہ ہے کہ فساد برپا ہو گا مناسب یہ ہے کہ اس وقت آنے کے بعد آپ اُسے واپس جانے کی اجازت دیجئے گا اور جب کل صبح وہ آپ کے پاس آئے اُسوقت جو مناسب سمجھ میں آئے کیجئے گا، اس مشورہ سے میرا مقصد صرف یہ تھا کہ اسوقت اُسکے ساتھیوں کے شر سے اپنے تئیں اپنی ساری جماعت اور امیر المومنین کو محفوظ رکھا جائے اُسی شام کو ابو مسلم امیر المومنین سے ملنے آیا مجرا بجا لایا مودّب اُن کے سامنے کھڑا رہا اس کے بعد ابو جعفر نے اُس سے کہا اے عبد الرحمان واپس جاکر آرام کرو اور سفر کی وجہ سے بدن پر میل کچیل آگیا ہو گا غسل کرو اور کل صبح میرے پاس آنا، ابو مسلم اپنی قیامگاہ چلا آیا اور سب لوگ بھی واپس چلے گئے۔

ابو مسلم کے جانے کے بعد امیر المومنین نے مجھ پر بہتان لگایا کہ تم نے یہ موقع کھو دیا جب کہ وہ میرے سامنے مودّب کھڑا تھا اس سے بہتر اُسکے قتل کرنے کا کیا موقع ہوتا معلوم نہیں آج رات میں وہ کیا فتنہ برپا کر دے، میں اپنی قیام گاہ کو واپس آگیا اور علی الصباح اُن کی خدمت میں حاضر ہوا مجھے دیکھتے ہی اُنھوں نے کہا دور ہو تو نے کل مجھے اُس کے قتل سے روکدیا میں اسی فکر میں ساری رات سو نہ سکا اُنھوں نے مجھے خوب گالیاں دیں بلکہ اب مجھے خوف ہوا کہ کہیں یہ مجھی کو قتل نہ کرادیں اس کے بعد اُنھوں نے عثمان بن نہیک کے بلانے کا حکم دیا میں نے اُسے آواز دی، امیر المومنین نے اُس سے پوچھا کیا تمکو میرے احسانات کی

سپاس گذاری ہے اس نے کہا میں آپکا غلام ہوں اگر آپ مجھے حکم دیں کہ میں اپنی تلوار کی نوک پر اپنا بوجھ ڈالدوں یہانتک کہ وہ آر پار ہو جائے تو میں ایسا ہی کرنے کے لئے تیار ہوں اُنھوں نے کہا اچھا اگر میں تمکو ابو مسلم کے قتل کا حکم دوں تو کیا کرو گے؟ عثمان تھوڑی دیر تک سر جھکائے خاموش کھڑا رہا میں نے کہا کہتے کیوں نہیں اسپر اس نے دبے الفاظ میں کہا جی ہاں میں اس کے لئے تیار ہوں امیر المومنین نے اُسے حکم دیا کہ جاؤ محافظ دستہ کے چار بڑے دلیر اور سخت جوانمرد انتخاب کرکے لاؤ جب یہ نکلکر جانے لگا اور سراپردہ کے قریب گیا تھا کہ اُسے پھر آواز دی اور واپس بلایا اور کہا کہ تم بیٹھ جاؤ اور اپنے کسی معتمد علیہ شخص کو بھیجکر اپنے چار بھروسہ کے سپاہیوں کو بلا منگواؤ، عثمان نے اپنے ایک خادم سے کہا کہ تو جاکر ابن داج، ابو حنیفہ اور دو اور سپاہیوں کو بلا لا جب یہ لوگ آگئے تو امیر المومنین نے ان سے بھی وہی خواہش کی جو عثمان سے کی تھی اُنھوں نے کہا ہم اُسے قتل کردیں گے ابو جعفر نے اُنھیں رواق کے عقب میں چھپ کر بیٹھ جانے کا حکم دیا اور کہا جب میں تالی بجاؤں تم فوراً نکلکر اُسے قتل کر دینا۔

اس انتظام کے بعد اب ابو جعفر نے پے در پے کئی آدمی اُس کے بلانے کے لئے بھیجے اُنھوں نے آکر کہا کہ وہ سوار ہو چکا ہے اتنے میں ایک خدمتگار نے آکر بیان کیا کہ وہ عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس ملنے آیا ہے میں نے امیر المومنین سے کہا اگر اجازت مرحمت ہو تو باہر فرودگاہ کا ایک چکر لگا آؤں اور دیکھوں کہ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں آیا کسی کو ہمارے اس ارادے کی بھنک تو نہیں لی یا کسی نے راز فاش تو نہیں کردیا اُنھوں نے کہا اچھا جاؤ میں اُن کے پاس سے باہر نکل رہا تھا کہ دروازے ہی پر ابو مسلم مجھے اندر جاتا ہوا ملا مجھے دیکھکر مسکرایا میں نے خود اُسے سلام کیا وہ اندر چلا آیا واپس آکر میں نے دیکھا کہ وہ زمین پر مقتول پڑا ہے امیر المومنین نے اُس کے قتل میں میری واپسی کا بھی انتظار نہیں کیا، ابو الجہم نے جب اُسے آکر مقتول پایا تو اظہار افسوس کے لئے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا میں نے اُس سے کہا تمھیں نے اُس کے مخالف ہو جانے پر اُسکے قتل کا مشورہ دیا تھا اور اب قتل کے بعد اظہار رنج وافسوس کرتے ہو اس سے

تم نے ایک بے خبر شخص کو اپنے حقیقی جذبات سے واقف کر دیا اس کے بعد اس نے جو گفتگو کی وہ اسقدر قرین مصلحت اور برمحل تھی کہ مدت العمر اس نے ایسی گفتگو نہیں کی پھر کہنے لگا امیر المومنین حکم ہو تو میں ان سب لوگوں کو واپس بھیجدوں انھوں نے کہا مناسب ہے ابوالجہم نے کہا تو بہتر یہ ہے کہ آپ خدمتگاروں کو حکم دیں کہ وہ آپ کے خیموں میں سے بستر و فرش اور دوسرا سامان معشیت کسی دوسرے خیمہ میں منتقل کریں چنانچہ ابوجعفر نے اس کے مطابق حکم دیدیا اور اب فرش و بستر وغیرہ اسطرح نکالا جانے لگا گویا کسی اور خیمہ کو اس کے رہنے اور آرام کرنے کے لئے درست کیا جا رہا ہے اب ابوالجہم نے باہر نکلکر اس کے تمام ساتھیوں سے کہا کہ آپ لوگ اپنے اپنے مقام واپس جائیں امیر ابومسلم، امیر المومنین کے پاس دوپہر کو آرام کرنا چاہتے ہیں اس بیان کے ساتھ جب انھوں نے بستر و فرش بھی منتقل ہوتا دیکھا انھیں اس کے کہنے پر یقین آگیا وہ سب چلے گئے اور اپنے ہتھیار کھول دیئے ابوجعفر نے ان سب کو ان کے مقررہ انعام و خلعت سے سرفراز کیا اور ابواسحق کو ایک لاکھ دیئے۔ ابوایوب کہتا ہے کہ خود امیر المومنین نے مجھ سے کہا کہ جب ابومسلم میرے سامنے آیا میں نے اُسے سخت سست کہا اور پھر گالیاں دیں اسوقت عثمان نے اُسپر تلوار کا وار کیا مگر اُسکا کچھ اثر نہ ہوا اب شبیب بن واج اور اُسکے ساتھیوں نے پردہ سے نکلکر اس پر ایکبار وار کئے وہ زمین پر گر پڑا جب تلواریں اُسپر پڑنے لگیں تو مجھ سے کہنے لگا امیر المومنین مجھے معافی دیجئے میں نے کہا حرامزادے اب معافی مانگتا ہے جب کہ چاروں طرف سے تلواریں پڑ رہی ہیں میں نے کہا اسے ذبح کر ڈالو اُن سب نے اُسے ذبح کر دیا۔

ابوحفص الازدی راوی ہے کہ میں ابومسلم کے ساتھ تھا ابواسحق اُسکے پاس ابوجعفر کے پاس سے بنی ہاشم کے خط لیکر آیا اور اس نے بیان کیا کہ اُن لوگوں کی رائے تمھارے متعلق اس کے بالکل برعکس ہے جیسا کہ تمکو اندیشہ ہے ہر شخص تمھاری اُتنی ہی عزت و منزلت کرتا ہے جتنی خلیفۂ وقت کی اور وہ تمھارے احسانات کے معترف ہیں،

ابو اسحٰق کے کہنے پر یقین کر کے ابو مسلم مدائن روانہ ہوا اُس نے ابو نصر کو اپنے مال و متاع کی حفاظت کے لیے اپنے مقام پر چھوڑا اور کہا کہ میرے خط کے آنے تک تم یہاں ٹھیرے رہو اُس نے کہا ایک نشانی مقرر کر کے مجھے بتا جایئے تاکہ اس سے میں آپ کا خط پہچان لوں، ابو مسلم نے کہا کہ اگر میرے خط پر میری نصف مہر ثبت ہو تو سمجھنا کہ میں نے لکھا ہے اور اگر پوری مہر ہو تو سمجھ لینا کہ نہ میں نے اُسے لکھا ہے اور نہ خود مہر ثبت کی ہے۔

جب یہ مدائن کے قریب پہنچا اُس وقت بھی اُسکے ایک فوجی سردار نے اُسے آداب بجا لا کر عرض کیا کہ میرا کہا مانیئے اور واپس چلیئے، کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ کو دیکھتے ہی وہ آپ کو قتل کر دیگا۔ ابو مسلم نے کہا کہ میں اُن کے بالکل نزدیک پہنچ گیا ہوں اب واپس جانا اچھا نہیں سمجھتا۔

غرض کہ ابو مسلم تین ہزار فوج کے ہمراہ مدائن آیا اپنی بڑی جمعیت کو حلوان چھوڑ آیا۔ ابو جعفر سے ملنے آیا اُنھوں نے اُسدن اُسے واپس جانے کا حکم دیا یہ دوسرے دن اُن سے ملنے کے لئے جانے لگا راستے میں ابو الخصیب نے اس سے آکر ملاقات کی اور کہا چونکہ ابھی امیر المومنین مصروف ہیں آپ ذرا توقف فرمائیں تاکہ آپ تخلیہ میں اُن سے ملیں۔

یہ وقت گذارنے عیسیٰ بن موسیٰ کے ڈیرے آگیا یہ عیسیٰ کو محبوب رکھتا تھا عیسیٰ نے اُس کے لئے ناشتہ منگوایا۔ دوسری طرف امیر المومنین نے ربیع سے کہا (یہ اُس زمانے میں ابو الخصیب کا خدمتگار تھا) تو جا دیکھ کسی کو اسکی خبر نہ ہو اور ابو مسلم سے کہہ کہ مرزوق نے آپ کو یہ پیام بھیجا ہے کہ اگر آپ امیر المومنین سے تنہائی میں ملنا چاہتے ہوں تو فوراً تشریف لائے یہ سنتے ہی ابو مسلم اُٹھا اور سوار ہوا۔ عیسیٰ نے اس سے کہا کہ تم چلو مگر جب تک میں نہ آؤں اندر جانے کے لئے عجلت نہ کرنا میں بھی تمھارے ساتھ امیر المومنین کے پاس جاؤنگا۔ عیسیٰ کو وضو کرنے میں دیر ہوگئی ابو مسلم اندر چلا گیا اور عیسیٰ کے آنے سے پہلے ہی قتل کر دیا گیا۔ اب عیسیٰ بھی آیا اُسوقت ابو مسلم ایک عبا میں لپٹا ہوا پڑا تھا اُس نے پوچھا کہ ابو مسلم کہاں ہے ابو جعفر نے کہا اس چادر میں لپٹا ہوا ہے

عیسیٰ نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا ابوجعفر کہنے لگے چپ رہو آج ہی (وہ) دن ہے جب کہ حقیقی معنے میں حکومت و اقتدار تمکو نصیب ہوا ہے اس کے بعد اسکی نعش دجلہ میں پھینکدی گئی ۔

ابو حفص کہتا ہے کہ امیر المومنین نے عثمان بن نہیک اور چار اور محافظ دستے کے سپاہیوں کو بلا کر حکم دیا تھا کہ جب میں تالی بجاؤں تم دشمن خدا کو قتل کر دینا ۔

ابومسلم کے سامنے آتے ہی ابوجعفر نے اس سے پوچھا کہ وہ دونوں تلواریں کہاں ہیں جو تمکو عبداللہ بن علی کے سامان میں ملی تھیں اس نے کہا ایک تو یہ ہے جو میرے اوپر معلق ہے ابوجعفر نے کہا مجھے دکھاؤ اس نے نیام سے کھینچکر انھیں دی انھوں نے اسے حرکت دیکر اپنی مسند کے نیچے رکھ لیا اور اب اسپر عتاب کرنے لگے پوچھا تو نے ابوالعباس کو وہ خط کیوں لکھا تھا جس میں ان کو افتادہ زمینوں پر قبضہ کرنے سے منع کیا تھا تو ہمیں شریعت سکھانا چاہتا تھا ابومسلم نے کہا میرا خیال تھا کہ ان پر قبضہ کرنا جائز نہیں ہے میرے خط کے جواب میں انھوں نے مجھے خط لکھا جسے پڑھکر مجھے معلوم ہوا کہ امیر المومنین اور ان کے اہل خاندان علم کا مخزن و معدن ہیں ، ابوجعفر نے سوال کیا تم مکے سے واپس آتے وقت راستے میں مجھ سے آگے کیوں بڑھگئے تھے اس نے کہا میں نے مناسب نہ سمجھا کہ میں اور آپ ایک ہی چشمۂ آب پر منزل کریں کیونکہ اس سے اور لوگوں کو تکلیف ہوتی اس بنا پر میں محض سہولت کی وجہ سے آپ کے آگے بڑھ گیا تھا ۔ ابوجعفر نے سوال کیا جب ابوالعباس کے مرنے کی اطلاع تجھے ہوی اور حسین نے تجھے یہ مشورہ دیا تھا کہ تو میرے پاس آجائے تو نے اس سے کہا کہ ہم واپس نہیں جاتے آگے بڑھتے ہیں اور پھر دیکھا جائے گا تو اپنی راہ ہولیا نہ تو نے اپنی منزل پر قیام کیا کہ ہم تیرے پاس پہنچ جاتے اور نہ تو میرے پاس واپس آیا ۔ ابومسلم نے کہا میں اسکا جواب پہلے ہی دے چکا ہوں کہ یہ بات میں نے محض لوگوں کی سہولت کی خاطر کی تھی اور یہ خیال کیا تھا کہ آپ سے پہلے ہم کوفے پہنچ جائیں اس سے آپ کی مخالفت مقصود نہ تھی ۔ ابوجعفر نے کہا تو نے عبداللہ بن علی کی جاریہ کو اپنے تصرف میں لانا چاہا تھا ابومسلم نے کہا

میرا ہرگز یہ مقصد نہ تھا بلکہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ کھو نہ جائے اس وجہ سے میں نے اُسے ایک بلند کوٹھے پر اُتار دیا ہے، اور اُنکی حفاظت کے لیے پہرہ دار مقرر کر دئیے ہیں۔ ابوجعفر نے سوال کیا اس کا کیا جواب ہے کہ تو نے میرے حکم کی تحقیر کی اور میری مرضی کے خلاف خراسان روانہ ہوگیا اُس نے کہا چونکہ مجھے اندیشہ ہوگیا تھا کہ آپ میری طرف سے بدظن ہوگئے ہیں میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے خراسان جاؤں اور وہاں سے آپ کو اپنے خراسان آنے کی معذرت لکھ بھیجوں اور اس سے ہرگز میرا مقصد وہ نہ تھا جسکی بنا پر آپ مجھ سے بدظن ہوگئے کہ میں آپ کی مخالفت پر آمادہ ہوگیا ہوں، ابوجعفر کہنے لگے کہ آج کا ایسا دن مجھ پر کبھی نہیں گذرا اور تیری ان باتوں سے میرا غضب اور بڑھ گیا، اسکے بعد اُنھوں نے تالی بجائی اُسکے ساتھ ہی لوگوں نے عقب سے نکل کر اُس پر حملہ کیا عثمان اور اُسکے آدمیوں نے تلواروں سے اُس کا کام تمام کر دیا۔

یزید بن اسید کہتا ہے کہ امیر المومنین منصور نے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمان پر عتاب کیا اور پوچھا کہ وہ مال اور روپیہ کہاں ہے جو تو نے حران میں جمع کیا تھا اُس نے کہا کہ اُسے میں نے فوج کی حالت درست کرنے کے لیے خرچ کر دیا اور اُنکی تقویت کے لیے اُنھیں دیدیا۔ میں نے پوچھا میری ضد پر تو خراسان کیوں جا رہا تھا اُس نے کہا یہ نہ پوچھیے میں اب خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اسپر مجھے طیش آگیا میں نے اُسے گالیاں دیں اب سپاہیوں نے عقب سے نکل کر اُسے قتل کر دیا۔

متذکرۂ بالا بیان کے علاوہ بیان کیا جاتا ہے کہ قتل کے دن ابومسلم نے عیسیٰ بن موسیٰ سے کہلا کر بھیجا کہ آپ بھی میرے ہمراہ چلیں اُس نے جواب دیا تم آگے چلو اور تمہاری حفاظت میرے ذمہ ہے، ابومسلم ابوجعفر کے خیمہ میں آگیا۔ اس سے پہلے ابوجعفر نے عثمان بن نہیک اپنے صاحب حرس کو ہدایت کر دی تھی اُس نے شبیب بن واج المروزی ایک سپاہی اور ابوحنیفہ حرب بن قیس کو اُسکے قتل کے لیے مستعد رکھا تھا ابوجعفر نے اُن سے کہدیا تھا کہ جب میں تالی

بجالائیں تم اپنا کام کر دینا ابومسلم کو اندر آنے کی اجازت دیگئی اس نے محمد بن الجاری
دربان سے پوچھا کیا خبر ہے اُس نے کہا خیریت ہے آپ اپنی تلوار
مجھے دیدیجئے ابومسلم نے کہا پہلے تو میرے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کیا جاتا تھا
اُسپر دربان نے کہا جو اسلحہ آپ لگا کر آئے ہیں وہ سب یہیں اتار دیجئے ابومسلم
نے اس طرز عمل کی ابوجعفر سے اندر جا کر شکایت کی اُنہوں نے کہا جس نے
تمھارے ساتھ ایسا کیا ہے اللہ اس کا برا کرے اس کے بعد انھوں نے
اُسکی طرف پلٹ کر اُس پر اپنا عتاب شروع کیا اور کہا کیا تو نے یہ بدتہذیبی
نہیں کی کہ اپنے خط کی ابتدا اپنے نام سے کی اور کیا تو نے امینہ بنت علی کے
لئے پیام نہیں دیا تو اسبات کا مدعی ہے کہ تو سلیط بن عبداللہ بن عباس کا
بیٹا ہے، تو نے سلیمان بن کثیر کو کیوں قتل کر دیا حالانکہ تجھے معلوم تھا کہ ہماری
اس دعوت میں تیری شرکت سے پہلے سے وہ پوری طرح اس تحریک میں
ہمارا سچا معاون اور ہمارا خاص داعی تھا ابومسلم نے کہا وہ ہماری مخالفت
کرنا چاہتا تھا اور اُس نے میری حکم عدولی کی تھی اس وجہ سے میں نے
اُسے قتل کر دیا ابوجعفر نے کہا حالانکہ ہم جیسی کچھ اُسکی عظمت و وقعت کرتے تھے
اُس سے تو باخبر تھا پھر بھی تو نے اُسے قتل کر دیا اب تو میری حکم عدولی کر رہا
ہے اور میری مخالفت پر کمربستہ ہے خدا مجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے
قتل نہ کر دوں ابوجعفر نے گرز سے اُسپر ضرب لگائی اتنے میں شبیب اور حرب
نے نکلکر اُسے قتل کر دیا یہ ۲۵ شعبان ۱۳۷ھ ہجری کا واقعہ ہے۔

ابومسلم نے اپنے زمانۂ اقتدار اور لڑائیوں میں چھ لاکھ انسانوں کو قتل کیا تھا

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابوجعفر ابومسلم پر عتاب کرنے لگے اور کہا کہ تو نے
یہ کیا اور یہ کیا تو اُس نے کہا میری اُن جانفشانیوں اور خدمات کے بعد جو
میں نے آپ کی حکومت کے قیام کے لئے کی ہیں آپ کو اِن باتوں کے
مجھ سے کہنے کا حق نہیں ابوجعفر نے کہا اے خبیث عورت کے جنے اگر کوئی
کم عمر چھوکری بھی تیری جگہ ہوتی تو وہ اپنے فرض کو سرانجام دیتی تو نے جو کچھ
کیا وہ ہمارے اقبال اور خوش بختی کی وجہ سے کیا اگر یہی کام تو اپنی خاطر

کرتا تو تجھے ذرا سی بھی کامیابی نہ ہوتی، تو نے اپنے خط کو اپنے نام سے شروع کیا اور مجھ سے امینہ بنت علی کی نسبت اپنے ساتھ چاہی تو سلیط بن عبداللہ بن عباس کے بیٹے ہونے کا مدعی ہے تو بام عروج کی کٹھن منزل پر چڑھ گیا ہے ابومسلم انکا غصہ فرو کرنے کے لیے اُن کا ہاتھ لیکر اُسے ملنے اور چومنے لگا اور معذرت کرنے لگا۔

بیان کیا گیا ہے کہ عثمان بن نہیک نے پہلے آہستہ سے اسپر تلوار کا وار کیا جس سے اُس کا صرف پرتلا کٹ گیا ابومسلم اُس میں اولجھ گیا اب شبیب بن واج نے ایک ہاتھ میں اُسکا پاؤں قطع کر دیا اس کے بعد اور لوگوں نے متواتر اُس پر وار کیے اور قتل کر دیا منصور اس اثنا میں برابر اُن کو للکارتا رہا مارو مارو۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے وار پر ابومسلم نے ابوجعفر سے کہا امیر المومنین آپ اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے لیے میری جان بخشی کیجئے منصور نے کہا اللہ مجھے ہلاک کر دے اگر میں اب تجھکو چھوڑ دوں تجھ سے بڑھکر میرا دشمن کون ہوگا۔

اُس کے قتل کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ منصور کے پاس آیا اُس نے پوچھا امیر المومنین ابومسلم کہاں ہے اُنھوں نے کہا ابھی تو یہیں تھا۔ عیسیٰ نے کہا آپ واقف ہیں کہ وہ ہمارا کیسا مخلص اطاعت شعار ہے امام ابراہیم اُسے بہت اچھا سمجھتے تھے منصور کہنے لگے اے احمق بخدا سارے روئے زمین پر اُس سے زیادہ کوئی تیرا دشمن نہ تھا یہ دیکھ وہ اس بستر میں لپٹا ہوا پڑا ہے اُسے مقتول دیکھکر عیسیٰ نے اظہار افسوس میں اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

عیسیٰ کے دل میں ابومسلم کی خاص وقعت تھی اور وہ اسے بہت اچھا سمجھتا تھا مگر منصور نے اُس سے کہا کہ تمھاری تو عقل جاتی رہی ہے کیا ابومسلم کے ہوتے ہوئے تم کو کسی قسم کا بھی اقتدار حاصل تھا اس کے بعد اُنھوں نے جعفر بن حنظلہ سے بُلا کر پوچھا کہ تم ابومسلم کے متعلق کیا کہتے ہو اُس نے کہا اگر امیر المومنین۔ اس کے سر کا صرف ایک بال لیکر مجھے دیں تو میں اُسے بھی برابر قتل کرتا جاؤں گا منصور نے کہا اللہ تمھارا بھلا کرے اٹھو اور

ابومسلم کو دیکھو جب اُس نے ابومسلم کو مقتول پایا تو کہنے لگا کہ صحیح معنے میں آج کے دن سے آپ اپنی خلافت شمار کریں۔

اس کے بعد اسماعیل بن علی کو اندر آنے کی اجازت دی گئی اُس نے سامنے آکر بیان کیا کہ میں نے آج رات خواب دیکھا ہے کہ آپ نے ایک مینڈھا ذبح کیا ہے اور میں نے اُسے اپنے قدموں سے روندا ہے منصور نے کہا اے ابوالحسن تمہاری آنکھ میٹھی نیند سوئے اُٹھو اور اپنے خواب کی تصدیق کرلو اللہ نے فاسق کو قتل کر دیا ہے اسماعیل اُٹھکر اس جگہ گیا جہاں ابومسلم مقتول پڑا تھا اور اُس نے اپنے قدموں سے اُسے روندا۔

اُسکے بعد منصور کا ارادہ ہوا کہ وہ ابواسحٰق ابومسلم کے صاحب حرس اور ابونصر اسکے کوتوال کو بھی قتل کردے مگر ابوالجہم نے اس بارے میں منصور کو سمجھایا کہ ابومسلم کی فوج دراصل آپ ہی کی فوج ہے آپ ہی نے اُس فوج کو ابومسلم کی اطاعت کا حکم دیا تھا اسی وجہ سے اُس نے اُسکی اطاعت کی۔

منصور نے ابواسحٰق کو بُلایا، یہ اُن کے خدمت میں حاضر ہوا ابومسلم اُسے دکھائی نہیں دیا منصور نے اُس سے پوچھا تم نے بھی تو میری مخالفت کے لیے دشمن خدا ابومسلم کی اتباع کی تھی۔ وہ چپ رہا اور ابومسلم کے ڈر سے وہ ادھر اُدھر دیکھتا رہا، منصور نے یہ حالت دیکھ کر اُس سے کہا کہ جو کہنا چاہتے ہو کہو اللہ نے اُس فاسق کا کام تمام کردیا ہے پھر حکم دیا کہ اسے اُسکی پارہ پارہ شدہ نعش دکھاؤ اُس کے دیکھتے ہی ابواسحٰق سجدہ میں گر پڑا اور بہت دیر تک سربسجود رہا منصور نے کہا سر اوٹھاؤ اور کہو کیا کہنا چاہتے ہو اُس نے یہ کہتے ہوئے سجدہ سے سر اُٹھایا کہ اُس خدا کا شکر ہے جس نے آج مجھے تیری طرف سے بے خطر کردیا جب سے کہ میں اس کے پاس آکر اس کے ساتھ ہوا تھا آجتک مجھے اسکی طرف سے کبھی ایک دن کے لیے بھی اطمینان نہیں ملا میں نے اپنے اہل وعیال کو وصیت بھی کردی تھی اور حنوط لگائے کفن پہنے رہتا تھا چنانچہ جب اس نے اپنے جسم کے ظاہری کپڑے

اُٹھائے تو معلوم ہوا کہ اُن کے نیچے نئے کتان کے کپڑے موجود ہیں جن میں خوشبو بسی ہوئی ہے۔ یہ حال دیکھکر ابو جعفر کو اُسپر رحم آیا کہنے لگے اپنے خلیفہ کی طاعت خلوص نیت سے قبول کرو اور اُس اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تمکو اس فاسق سے بچایا اور اطمینان دیا۔ نیز۔ یہ بھی کہا کہ اس جمعیت کو یہاں سے ہٹا دو۔

اس کے بعد انھوں نے مالک بن الہیثم کو بلاکر اُسی قسم کی باتیں کیں اُس نے یہی عذر پیش کیا کہ آپ ہی کے حکم سے ہم اُس کی اطاعت کرتے تھے اور محض آپکی خوشنودی کے لیے سب لوگ اُس سے ڈرتے تھے اور اُسکی خدمت کرتے تھے اور میں خود تو ابو مسلم کی صورت دیکھنے سے بھی پہلے سے آپ کے خاندان کا حلقہ بگوش اور معتقد بنا رہا ہوں منصور نے اُسکی معذرت کو قبول کیا اور اسے بھی ابو اسحق کی طرح یہ ہی حکم دیا کہ ابو مسلم کی فوج کو یہاں سے ہٹا دے۔

اس کے علاوہ ابو جعفر نے ابو مسلم کے اور کئی سرداروں کو بُلاکر اُنکو بیش بہا خلعت و انعام دیا اسی طرح اُنکی تمام فوج کو انعام بانٹا وہ خوش ہوکر واپس جانے لگے مگر کہتے جاتے تھے کہ ہم نے اپنے آقا کو روپیہ کے عوض فروخت کر دیا، اسکے بعد ابو جعفر نے ابو اسحق سے بُلاکر کہدیا کہ یاد رکھو اگر اس فوج میں سے کسی نے میرے خیموں کی ایک رسی بھی کاٹ دی تو میں تمہاری گردن اُڑا دونگا اور پھر ان کے خلاف بھی پوری طاقت صرف کر دونگا، ابو اسحق نے اُن سے جاکر کہا اے کتو خاموشی کے ساتھ واپس چلو۔

ابو حفص الازدی راوی ہے کہ ابو مسلم کے قتل کے بعد ابو جعفر نے ابو نصر کو ابو مسلم کی طرف سے ایک خط لکھا اُس میں اُسے حکم دیا کہ تم میرا سارا مال و متاع اور ہر وہ شئے لیکر جو میں وہاں چھوڑ آیا ہوں یہاں چلے آؤ اس خط پر ابو مسلم کی مہر ثبت کر دی، ابو نصر نے جب دیکھا کہ مہر کا نقش پورا طبع ہوا ہے وہ سمجھ گیا کہ یہ ابو مسلم کا لکھا ہوا خط نہیں ہے اُس نے قاصدوں سے

صاف صاف کہدیا کہ یہ تمہاری ہی کارستانی ہے اس کے بعد وہ خراسان کے ارادے سے ہمذان کی طرف اُتر پڑا۔

ابوجعفر نے شہزور کی ولایت کا فرمان ابو نصر کو لکھ بھیجا مگر یہ فرمان اُسے اُسوقت ملا جب کہ وہ شہزور سے خراسان روانہ ہو چکا تھا جب اُنکو اُسکا علم ہوا انھوں نے زہیر بن الترکی عامل ہمذان کو حکم بھیجا کہ اگر ابو نصر تمھارے علاقے سے گزرے اُسے قید کر دینا یہ خط زہیر کو ابو نصر کی ہمذان میں موجودگی ہی میں مل گیا اُس نے ابو نصر کو گرفتار کر کے قلعہ میں قید کر دیا۔ یہ زہیر بنی خزاعۃ کا مولی تھا۔

ایک دن ابو نصر ابراہیم بن عریف کے سامنے جو اس کے اخیافی بھائی کا بیٹا تھا قلعہ کی فصیل پر برآمد ہوا اور کہا اے ابراہیم تو اپنے چچا کو قتل کرتا ہے اُس نے کہا نہیں ہرگز نہیں، اب زہیر نے قلعہ کی دیوار پر نمودار ہو کر ابراہیم سے کہا دیکھو میں حکم کا بندہ ہوں بخدا میں انکو دنیا میں سب سے بڑھکر عزیز رکھتا ہوں مگر مجبور ہوں امیر المومنین کے حکم کو رد نہیں کر سکتا اگر تم میں سے کسی ایک نے ایک تیر بھی چلایا تو میں انکا سر کاٹ کر یہاں سے تمھاری پاس پھینکدوں گا۔

اسکے بعد ابوجعفر نے زہیر کو ایک دوسرا خط لکھا اُس میں ہدایت کی کہ اگر تم نے ابو نصر کو گرفتار کر لیا ہو تو اُسے قتل کر دو مگر اُس حکم کے آنے سے پہلے ہی اُس کے تقرر کا فرمان جو پہلے ارسال کیا گیا تھا ایک قاصد اُس کے پاس لیکر پہنچا چونکہ زہیر خود ابو نصر کا طرفدار تھا اس نے اُس فرمان کے آتے ہی اُسے رہا کر دیا۔ ابو نصر ہمذان سے چلدیا۔ اس فرمان کے آنے کے دوسرے دن زہیر کو ابوجعفر کا وہ خط ملا جس میں اُسے ابو نصر کو قتل کر دینے کا حکم دیا گیا تھا اُسے پڑھکر اُسنے کہا کہ میں اب کیا کروں چونکہ اس کے تقرر کا فرمان میرے پاس پہلے آچکا تھا میں نے اُسے رہا کر دیا۔

ابو نصر ابوجعفر کے پاس آیا اُنھوں نے اُس سے کہا تمھیں نے

ابو مسلم کو خراسان چلے جانے کا مشورہ دیا تھا اُس نے جواب دیا یہ درست ہے چونکہ اُس نے میرے ساتھ بہت احسان کیے تھے جب اس نے مجھسے مشورہ لیا تو میں نے اُسے مخلصانہ مشورہ دیا اگر جناب والا بھی مجھ پر احسان فرمائیں تو میں آپ کا بھی سچا بہی خواہ اور مخلص رہوں گا اور ہمیشہ شکر گذار رہوں گا، ابو جعفر نے اُسے معاف کر دیا چنانچہ راوندیہ جماعت کی شورش کے وقت ابو نصر قصر کے دروازے پر موجود تھا اُس نے کہا میں آج دربانی کی خدمت انجام دوں گا جب تک میں زندہ رہوں کوئی شخص قصر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ابو جعفر نے اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ قصر کے دروازے پر حفاظت کے لیے موجود ہے اس سے اُنھیں اُس کے خلوص کا ثبوت مل گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب مالک بن ہیثم ہمذان کی طرف روانہ ہو گیا تو ابو جعفر نے زہیر بن ترکی کو لکھا کہ اگر مالک کو تو نے روک نہ لیا تو تجھے قتل کر دیا جائے گا، زہیر نے مالک سے آکر کہا کہ آج میرے یہاں آپکی دعوت ہے اگر آپ تشریف لائیں گے تو میری عزت افزائی ہوگی مالک نے دعوت کے لیے اُس کے گھر جانے کا اقرار کر لیا اس نے چالیس آدمیوں کو چن کر دو ایسے کمروں میں چھپا دیا جس سے دعوت کے کمرہ میں راستہ تھا۔ جب مالک وہاں آگیا تو زہیر نے ادہم کو آواز دی کہ جلد کھانا لاؤ اُس کی آواز سنتے ہی وہ چالیسوں آدمی نکلکر مالک پر جھپٹے اُس کی مشکیں باندھ لیں اور پھر دونوں پیروں میں بیڑیاں ڈالکر اُسے منصور کے پاس بھیجدیا منصور نے اُسے معافی دیدی اور موصل کا عامل مقرر کر دیا۔

اسی سال منصور نے ابو داؤد خالد بن ابراہیم کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا اور اُسکے لیے باقاعدہ فرمان اُسے لکھ بھیجا، نیز اسی سال خراسان میں ابو مسلم کے خون کا بدلہ لینے کے لیے سنباذ نے خروج کیا

# سنباذ کی بغاوت

سنباذ نیسابور کے ایک گاؤں اہن نام کا رہنے والا مجوسی تھا، جب اُس نے اپنی بغاوت کی علت ظاہر کی ہزاروں آدمی اُسکے ساتھ مرنے مارنے کے لیے آمادہ ہوئے جیساکہ بیان کیا گیا ہے یہ ابومسلم کے خون کا بدلہ لینے کے لیے کھڑا ہوا تھا اور اُسکی وجہ یہ تھی کہ یہ شخص اُس کا ساختہ پرداختہ تھا خروج کرتے ہی اس نے نیسابور، قومس اور رے پر قبضہ کرلیا فیروز اصبہذ اس کا نام تھا رے پہنچکر اس نے ابومسلم کے تمام از جنتہ خزانوں پر اپنا قبضہ جمالیا، یہ وہ خزائن تھے جو ابومسلم ابوالعباس کے پاس جانے کے وقت رے چھوڑ گیا تھا اِس کے اکثر پیرو اہل جبال تھے، ابوجعفر نے جہور بن مرار العجلی کو دس ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا ہمذان اور رے کے درمیان دشت کے کنارے فریقین میں لڑائی ہوئی شدید جنگ کے بعد سنباذ کو شکست فاحش ہوئی اس شکست میں تقریباً اُسکے ساٹھ ہزار آدمی مارے گئے اُس کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنالیا گیا اس کے بعد خود سنباذ کو لودان الطبری نے طبرستان اور قومس کے درمیان قتل کردیا منصور نے طبرستان کی ریاست پر وندا ہرمز بن الفرخان کو مقرر کردیا، سنباذ کے خروج سے اُسکے قتل تک ستر راتیں گذری تھیں۔

# ملبّد بن حرملۃ الشیبانی کا خروج

اسی سال ملبّد بن حرملۃ الشیبانی نے خروج کرکے جزیرہ کی ایک سمت میں خارجیوں کا شعار بلند کیا جزیرے کی قایم سوارہ فوج جسکی تعداد ایک ہزار

بیان کیجاتی ہے اسکے مقابلے پر گئی ملبد اُن سے لڑا اُس نے انھیں مار بھگایا اور اُن کے بہت سے آدمی قتل کر دیئے، اسکے بعد موصل کی تمام فوج مقابلہ پر گئی ملبد نے اُسے بھی شکست دی پھر یزید بن حاتم المہلبی اُسکے مقابلے پر آیا شدید لڑائی کے بعد ملبد نے اُسے شکست دی اور اُسکی ایک جاریہ کو جس سے وہ متمتع ہوتا تھا پکڑ لیا نیز اُس نے یزید کے ایک فوجی سردار کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد ابو جعفر نے اپنے آزاد کردہ غلام مہلل بن صفوان کو دو ہزار منتخب سپاہی دیکر اُس کے مقابلے پر بھیجا ملبد نے انھیں بھی مار بھگایا اُن کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اسکے بعد منصور نے زیاد بن مشکانی کو ایک بڑی فوج دیکر اُسکے مقابلے کے لیے بھیجا ملبد نے اسکا مقابلہ کیا اور اُسے شکست دی اب منصور نے صالح بن جبیح کو ایک بہت بڑی فوج اور کثیر رسالہ دیکر جو تمام ساز و سامان جنگ سے پوری طرح آراستہ تھا اُسکے مقابلے کے لیے بھیجا ملبد نے اُسے بھی شکست دی، اب خود حمید بن قحطبہ جزیرہ کا ناظم اُسکے مقابلے کے لیے گیا ملبد اس سے بھی لڑا اور اسے بھی شکست دی حمید اُسکے خوف سے قلعہ بند ہوگیا پھر اس نے ایک لاکھ درہم اُسے اس لیے دیئے تاکہ وہ اسکے مقابلے سے رک جائے

واقدی کہتا ہے کہ ملبد کا خروج اور تحکیم ۱۳۸ھ ہجری کا واقعہ ہے۔

چونکہ اس سال لوگ سنباذ کے قضیہ میں مصروف رہے اسوجہ سے موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے نہ بھیجی گئی واقدی وغیرہ کے قول کے مطابق اس سال اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں جو موصل کا والی تھا فریضۂ حج ادا ہوا، اس سال زیاد بن عبداللہ مدینہ کا والی تھا عباس بن عبداللہ بن معبد مکہ کا والی تھا۔ حج ختم ہوتے ہی عباس کا انتقال ہوگیا اسمٰعیل نے اسکے علاقے کو بھی زیاد بن عبداللہ کے ماتحت کر دیا اور اس تقرر کی منصور نے بھی توثیق کر دی۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفے کا والی تھا، سلیمان بن علی بصرہ اور اُس کے توابع کا والی تھا عمر بن عامر السلمی بصرہ کے قاضی تھے، ابو داؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا، حمید بن قحطبہ موصل کا والی تھا۔ صالح بن علی

بن عبداللہ بن عباس مصر کا صوبہ دار تھا۔

## ۱۳۹ھ ہجری شروع ہوا، اس سال کے اہم واقعات کا ذکر

اس سال قسطنطین شاہ روم بزور شہر ملطیہ میں در آیا، اس نے شہر کی فصیل گرادی اور تمام جنگجو آبادی اور انکے اہل و عیال کو خارج البلاد کر دیا۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس موسم گرما میں کفار سے جہاد کرتے صالح بن علی بن عبداللہ کے ساتھ گیا صالح نے اُسے چالیس ہزار دینار دئے اسی جماعت کے ہمراہ عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بھی تھا اُسے بھی اُسنے چالیس ہزار دینار دئے۔ شہر ملطیہ کا جو حصہ بادشاہ روم نے توڑ دیا تھا صالح نے اُسے پھر بنا دیا بیان کیا گیا ہے کہ صالح اور عباس جہاد کے لئے ۱۳۹ھ میں ملطیہ گئے تھے؛

اس سال عبداللہ بن علی نے جو اپنے بھائی سلیمان بن علی کے پاس بصرہ میں مقیم تھا ابو جعفر کی بیعت کر لی۔ اس سال جہور بن مرار العجلی نے منصور سے بغاوت کر دی؛

## جہور بن مرار العجلی کی بغاوت کی وجہ

بیان کیا گیا ہے کہ سنباذ کو شکست دیکر جہور نے اُسکے پڑاؤ کی ہر شے پر قبضہ کر لیا اسمیں ابو مسلم کے وہ خزائن بھی تھے جنکو وہ رے چھوڑ آیا تھا اُسنے اس روپیہ کو منصور کے پاس نہیں بھیجا تھا اور اب اُسکے خوف سے اُسنے بغاوت ہی کر دی منصور نے محمد بن الاشعث الخزاعی کو ایک زبردست فوج کے ساتھ اُسکی سرکوبی کیلئے بھیجا۔ محمد اس سے آکر لڑا نہایت ہی خونریز معرکہ جدال و قتال گرم رہا جہور کے ساتھ منتخب مشہور بہادر عجمی سردار زیاد اور رولاستا ضبخ بھی تھے آخرکار جہور اور اُسکے ساتھیوں کو ذلیل شکست ہوئی اُنکے ہزارہا آدمی مارے گئے زیاد اور رولاستا ضبخ گرفتار کر لئے گئے جہور بھاگ کر آذربیجان چلا گیا پھر اس لڑائی کے کچھ روز بعد اسباذور میں گرفتار کیا گیا اور قتل کر دیا گیا؛

# ملبّد الخارجی کا قتل

اسی سال ملبّد الخارجی مارا گیا۔ جب اس نے حمید کو بھی شکست دیکر قلعہ بند ہونے پر مجبور کردیا تو ابو جعفر نے عبد العزیز بن عبد الرحمان عبد الجبار بن عبد الرحمان کے بھائی کو اُس کے مقابلے پر بھیجا اور زیاد بن مشکان کو اُسکے ساتھ کیا، ملبّد نے تین سو سوار اسکے عقب میں ایک کمینگاہ میں متعین کردیے ان میں لڑائی شروع ہوئی ان شہسواروں نے عقب سے نکلکر عبد العزیز پر دھاوا کرکے اُسے مار بھگایا اور اُسکے اکثر سپاہیوں کو قتل کردیا۔

اس مرتبہ ابو جعفر نے خازم بن خزیمہ کو آٹھ ہزار مروزی ترکوں کے ساتھ اُسکے مقابلہ پر بھیجا یہ موصل آکر فرودکش ہوا اور یہاں سے اُس نے اپنی فوج کے کچھ سپاہی مزدوروں کے ساتھ دیکر ملبّد کی طرف بھیجے یہ جماعت بلد آئی یہاں اُنھوں نے خندق بنائی اپنے سردار کی فوج کے لیے منڈیاں قائم کیں۔ ملبّد کو اُسکی اطلاع ہوئی وہ اپنی فرودگاہ چھوڑکر بلد آیا اور خازم کی ساختہ خندق پر قبضہ کرکے وہیں اس نے پڑاؤ کردیا۔ جب اُسکی اطلاع خازم کو ہوئی وہ موصل کے مضافات میں حمیز نام ایک قصبہ میں آکر فرودکش ہوا اُسکی اطلاع ملبّد کو ہوئی اُس نے بلد سے دجلہ کو عبور کرلیا اور اب اس طرف سے موصل پر قبضہ کرنے کے ارادے سے وہ خازم کی طرف چلا اُسکی اس پیشقدمی کی اطلاع ایک طرف خازم اور دوسری طرف اسماعیل والی موصل کو ہوئی اُس نے خازم کو حکم دیا کہ تم فوراً اپنے پڑاؤ سے واپس آؤ اور موصل کے پل سے دجلہ کو عبور کرو خازم نے اس تجویز کو نہ مانا بلکہ اپنی فرودگاہ کے سامنے ہی دریا پر پل باندھکر ملبّد کے مقابلہ کے لیے اُس نے دجلہ کو عبور کیا اسکی فوج کے مقدمہ اور طلیعہ پر نضلۃ بن نعیم بن خازم بن عبد اللہ النهشلی سردار تھا، میمنہ پر

زہیر بن محمدؒ العامری متعین تھا اور میسرہ پہ ابو حماد الابرص بنی سلیم کا مولی
مقرر تھا، خود خازم قلب فوج میں بڑھ رہا تھا اب یہ حالت ہوئی کہ حریفوں
کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابل ایک ہی سمت میں رات تک چلتی رہیں
رات ہوتے ہی وہ ساری رات ایک دوسرے کے مقابلہ پہ بغیر لڑے
ٹھہرے۔ صبح کو جو بدھ کا دن تھا ملبد اور اسکے ساتھی پرگنہ خرہ کی طرف سے چلے
خازم اور اسکی فوج بھی ان کے ساتھ ساتھ بڑھی اور اسی طرح پھر رات
ہوگئی اب جمعرات کے دن ملبد اور اسکی فوج نے کچھ اس طرح چلنا شروع کیا کہ
معلوم یہ ہو وہ خازم کے مقابلے سے راہ فرار اختیار کرنا چاہتی ہے یہ رنگ
دیکھتے ہی خازم اپنی فوج کو لیکر خندق چھوڑ کر انکے تعاقب کے لیے چلا
مقام حسک پہ خازم نے اپنے اور اپنی فوج کے گرد خندق بنالی تھی اس
جماعت کے خندق چھوڑتے ہی خارجی ان پہ پلٹ پڑے خازم نے بھی اس
چال کو بھانپ لیا اس نے حسک کو اپنے اور حملہ آوروں کے درمیان آڑ
بناکر مقابلہ شروع کیا خارجیوں نے خازم کے میمنہ پر ایسا شدید حملہ کیا کہ
اسے بالکل درہم برہم کرکے الٹ دیا اس کے بعد انھوں نے خازم کے میسرہ
پہ حملہ کرکے اسکا بھی یہی حشر کیا، خارجی قلب تک پہنچ گئے جہاں خازم
موجود تھا، انھیں دیکھتے ہی خازم نے اپنے سپاہیوں کو پیادہ ہو جانے کا
حکم دیا وہ اتر پڑے انھیں دیکھکر ملبد اور اس کے ساتھی بھی پیدل ہو گئے
خارجیوں نے اپنے تمام سواری کے گھوڑے ذبح کر دیئے اور تلواریں لیکر
حریف پہ ٹوٹ پڑے ایسی شمشیر زنی کی کہ تلواریں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں
جنگ شروع ہوتے ہی خازم نے نضلہ کو ہدایت کردی تھی کہ جب اس قدر
غبار چھا جائے کہ ہم ایک دوسرے کو نہ دکھائی دینے لگیں اس وقت تم
چپکے سے میدان مصاف سے کھسک جانا اپنے اور اپنے ساتھیوں کے گھوڑوں
پر جاکر سوار ہونا اور پھر دشمن پہ تیر اندازی کرنا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا
خازم کے سپاہی میمنہ اور میسرہ سے پلٹ کر یہاں آگئے انھوں نے
ملبد اور اسکی فوج پہ تیروں کا مینہ برسا دیا ملبد ان آٹھ سو آدمیوں کے

ہمراہ جو میدان کار زار میں پاپیادہ لڑ رہے تھے مارا گیا اور تقریباً اس کے تین سو آدمی وہ مارے گئے جو ابھی گھوڑوں سے اترنے نہ پائے تھے، باقی جو بچے انھوں نے راہ گریز اختیار کی فضلہ نے ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے ڈیڑھ سو آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔

واقدی وغیرہ کے بیان کے مطابق اس سال فضل بن صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا یہ حج کرنے کے ارادے سے اپنے باپ کے پاس سے شام سے حجاز روانہ ہوا راستے ہی میں اسے امیر المومنین کا فرمان ملگیا جس میں اُسے امیر حج مقرر کیا تھا یہ مدینہ سے گذرا اور وہیں اس نے احرام حج باندھا۔

اس سال زیاد بن عبیداللہ مدینہ۔ مکہ اور طائف کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقے کا والی تھا بصرہ اور اس کے توابع کا والی سلیمان بن علی تھا سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے، ابوداؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا اور مصر کا صوبہ دار صالح بن علی تھا۔

# ۱۳۹ھ ہجری شروع ہوا

## اس سنہ کے اہم واقعات

اس سال صالح بن علی اور عباس بن محمد ملطیہ میں قیام پذیر رہے اور جب انکی از سر نو تعمیر مکمل ہوگئی تو یہ دونوں حدث کے درے سے موسم گرما کی مہم لیکر رومیوں کے علاقے میں گھس پڑے صالح کے ہمراہ انکی دو بہنیں ام عیسیٰ اور لبابہ علی کی بیٹیاں بھی جہاد میں شریک تھیں انھوں نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر بنی امیہ کی سلطنت ختم ہوگئی تو یہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گی، ان کے علاوہ جعفر بن حنظلۃ البھرانی ملطیہ کے درے سے جہاد کے لیے بڑھا۔

اس سال منصور اور بادشاہ روم میں فدیہ کا معاہدہ ہوا جس کی رو سے منصور نے اون تمام مسلمانوں کو جو رومیوں کی قید میں تھے فدیہ دیکر رہا کرالیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بعد سنہ ۱۴۶ ہجری تک کوئی لڑائی رومیوں سے اس وجہ سے نہ ہوسکی کہ منصور عبداللہ بن الحسن کے بیٹوں کی شورش کے قضیہ میں رہا۔ مگر بعض ارباب سیر کہتے ہیں کہ سنہ ۱۴۰ ہجری میں حسن بن قحطبہ نے عبدالوہاب بن ابراہیم الامام کی قیادت میں ایک اہم جہاد کے لیے بھیجی تھی، اُسکے مقابلہ کے لئے شاہ روم ایک لاکھ فوج کے ساتھ جیحان آکر فروکش ہوا مگر جب اُسے مسلمانوں کی فوج کی کثرت کا علم ہوا اُس نے اُن کو نہیں چھیڑا البتہ اس کے بعد پھر سنہ ۱۴۶ ہجری تک کوئی اہم جہاد کے لیے نہ بھیجی جا سکی۔

اس سال عبدالرحمان بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان اندلس گیا۔ اہل اندلس نے اُسے اپنا بادشاہ بناکر حکومت اُس کے سپرد کردی چنانچہ آجتک اُسیکا خاندان اندلس پر فرماں روا چلا آتا ہے، اسی سال ابوجعفر نے مسجد حرام کی توسیع کی۔ چونکہ اس سال پیداوار بہت فراواں ہوئی تھی اس وجہ سے اسی سال کو سنۃ الخصب کہتے ہیں۔

اس سال منصور نے سلیمان بن علی کو بصرہ اور اُس کے توابع کی ولایت سے علیحدہ کردیا۔ یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ سنہ ۱۴۲ ہجری میں اُسے معزول کیا گیا، اور اُس کی جگہ سفیان بن معاویہ کو مقرر کیا بروز چہارشنبہ نصف ماہ رمضان میں اس نے اپنی اس خدمت کا جائزہ لیا اُسکے بر سر ولایت آتے ہی عبداللہ بن علی اور اُسکے ساتھی اپنی جان کے خوف سے روپوش ہوگئے، ابوجعفر کو اسکی اطلاع ہوگئی اُنھوں نے سلیمان اور عیسیٰ علی کے بیٹوں کو حکم بھیجا کہ تم فوراً عبداللہ بن علی کو میرے پاس بھیجدو اس حکم کی بجا آوری کے بغیر چارہ نہیں اس لیے اس معاملہ میں تاخیر نہ ہونے پائے اور میں تم دونوں سے عبداللہ بن علی کو امان دینے کا جسطرح تم چاہو اور جسطرح تمکو اعتماد آسکے عہد کرتا ہوں، نیز اُنھوں نے سفیان بن معاویہ اپنے جدید والی کو بھی اس حکم کی اطلاع دیدی اور اُسے بھی ہدایت کی کہ وہ خود اُن دونوں کو اصرار کرکے مع عبداللہ بن علی اور اُس کے خاص لوگوں کے

میرے پاس بھیجنے پر آمادہ کرے چنانچہ سلیمان اور عیسیٰ عبداللہ بن علی اُس کے تمام سرداروں خاص دوستوں اور موالیوں کو لیکر ۱۰ ذی الحجہ جمعرات کے دن ابوجعفر کے پاس آئے؛

اسی سال ابوجعفر نے عبداللہ بن علی کو مع اسکے ساتھیوں کے قید کر دینے کا حکم دیا اور بعض کو قتل کر دینے کا حکم دیا۔

## عبداللہ بن علی کو سزا

جب سلیمان اور عیسیٰ علی کے بیٹے ابوجعفر کے پاس آئے ابوجعفر نے اُنھیں اندر آنے کی اجازت دی اُنھوں نے عرض کیا کہ عبداللہ بن علی بھی حاضر ہے آپ اُسے اندر آنے کی اجازت دیں ابوجعفر نے اُنکی یہ درخواست قبول کی مگر دیر تک اُنھیں اپنے ساتھ باتوں میں مشغول رکھا، اُس سے پہلے ہی اُنھوں نے عبداللہ بن علی کو اپنے قصر میں قید کر دینے کا انتظام کر لیا تھا اور یہ حکم دیدیا تھا کہ جب سلیمان اور علی میرے پاس اندر چلے آئیں عبداللہ بن علی کو فوراً قصر میں لیجاکر قید کر دیا جائے اس حکم پر عمل ہوا، ابوجعفر اپنی مجلس سے اُٹھے اور اُنھوں نے سلیمان اور علی سے کہا کہ تم عبداللہ کو جلد ہی لے آؤ باہر آکر اُنھوں نے عبداللہ کو اُس جگہ جہاں وہ بیٹھا تھا نہ پایا معلوم ہوا کہ اُسے قید کر دیا گیا ہے یہ دونوں ابوجعفر کے پاس جانے لگے مگر اور لوگ اُن کے اور اُسکے درمیان حائل ہو گئے اور اب سرکاری عہدیداروں نے عبداللہ بن علی کے موجودہ ساتھیوں کی تلواریں اُن کے کندھوں سے اُتار کر اپنے قبضہ میں کر لیں اور اُنھیں بھی قید کر دیا، خفاف بن منصور نے اس سلوک سے پہلے ہی اُن کو متنبہ کر دیا تھا وہ اپنے آنے پر نادم تھا اس نے اسوقت بھی اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ میری بات مانو ہم سب ملکر ایک دم ابوجعفر پر حملہ کریں ہمیں اُن کے پاس پہنچنے سے کوئی روکنے والا نہیں پھر ہم تلواریں

نیام سے نکال کر ان دروازوں پر حملہ کر دیں گے جو ہمارے سامنے آئے گا ہم اُسکا کام تمام کر دیں گے اور اسیطرح ہم یہاں سے بچکر نکل جائیں گے مگر اُس کے ساتھیوں نے یہ بات نہ مانی جب اُن کی تلواریں چھین کر اُسے قید کر دیا گیا تو غصے کے مارے خفاف اپنی ڈاڑھی پر تھوکتا تھا اور اپنے ساتھیوں کے منہ پر تھوک رہا تھا، ابو جعفر نے اُنہیں سے بعض کو اپنے سامنے ہی قتل کرا دیا اور بقیہ کو ابو داؤد خالد بن ابراہیم کے پاس خراسان بھیجدیا جس نے اُن کو وہاں ختم کر دیا۔

اس سال عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔

زیاد بن عبیداللہ الحارثی مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اسکے علاقہ کا والی تھا۔ سفیان بن معاویہ بصرہ اور اُسکے توابع کا والی تھا۔ سوار بن عبیداللہ بصرہ کے قاضی تھے، ابو داؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا

## ۱۴۰ھ ہجری شروع ہوا

## اس سال کے اہم واقعات کا ذکر

اس سال خراسان کا صوبہ دار ہلاک ہوا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ چند سپاہی ابو داؤد خالد بن ابراہیم صوبہ دار خراسان پر ایک رات میں جب کہ وہ مرو کے کشماہن دروازے کے سامنے فروکش تھا چڑھ دوڑے یہ اسکی قیام گاہ تک پہنچ گیے انکی یورش کیوجہ سے ابو داؤد دیوار کے باہر نکلے ہوئے کنگرے پر آیا جو اینٹ کا تھا یہ اسپر کھڑے ہو کر اپنی فوج کو آواز سنانے کے لیے زور سے چیخا اس سے وہ اینٹ جسپر وہ کھڑا تھا ٹوٹ گئی یہ تڑکے کا وقت تھا اس کے ٹوٹتے ہی یہ اُس پتھر کی پردے کی دیوار پر گرا جو صحن کے سامنے استادہ تھی اسکی کمر ٹوٹ گئی اور وہ اسی دن نماز ظہر کے وقت مرگیا۔ اُس کا کوتوال عصام عبدالجبار بن عبدالرحمن الازدی کے خراسان آنے تک اُس کی جگہ منصرمانہ

خدمت انجام دیتا رہا۔

اس سال منصور نے عبدالجبار بن عبدالرحمان کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا اس نے خراسان آکر بہت سے فوجی سرداروں کو گرفتار کرلیا اور بیان کیا گیا ہے کہ اس نے اُن پر آل علی بن ابی طالب کیلئے دعوت خلافت کی سازش کا الزام لگایا۔ گرفتار ہونے والوں میں یہ لوگ تھے: مجاشع بن حریث الانصاری عامل بخارا۔ ابوالمغیرہ بنی تمیم کا مولی جسکا نام خالد بن بشیر تھا اور وہ قوہستان کا عامل تھا اور حریش بن محمد الذہلی ابوداؤد کا چچیرا بھائی عبدالجبار نے ان سب کو قتل کردیا۔ نیز جنید بن خالد بن حریم التغلبی اور اور معبد بن خلیل المزنی کو بری طرح پٹوا کر قید کردیا نیز اُس نے اور کئی خراسانی سرداروں کو قید کردیا اور ابوداؤد کے مقرر کردہ عمال پر سرکاری خراج کے بقایا کی جلد ادائی کے لیے سختی شروع کی، اس سال منصور حج کے لیے گئے انھوں نے حیرہ سے احرام باندھا حج سے فارغ ہوکر مدینہ گئے اور وہاں سے بیت المقدس،

اس سال تمام علاقوں کے والی وہی اشخاص تھے جو سنہ گذشتہ میں رہے تھے البتہ خراسان کا عامل اس سال عبدالجبار تھا۔ ابوجعفر نے بیت المقدس آکر مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی پھر اپنے عاصمہ واپس آنے کے لیے شام کے راستے رقہ آئے اور یہاں کچھ دن قیام کیا، منصور بن جعونہ بن الحارث العامری از بنی عامر بن صعصعہ، اُن کے سامنے لایا گیا منصور نے اُسے قتل کردیا اور اب یہاں سے دریائے فرات کے ذریعہ ہاشمیہ (ہاشمیہ کوفہ) آگئے۔

---

## سنہ ۱۴۱ ہجری شروع ہوا

## اس سال کے اہم واقعات

---

راوندیوں کا خروج: بعض ارباب سیر کہتے ہیں راوندی جماعت کا

ابو جعفر سے مناقشہ جسکو اب ہم ذکر کرنے والے ہیں یہ ۱۳۶ھ یا ۱۳۷ھ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔

علی بن محمدؒ کے بیان کے مطابق یہ اہل خراسان کی ایک جماعت تھی جو ابومسلم داعی بنی ہاشم کے عقائد کو مانتی تھی یہ تناسخ ارواح کے قائل تھے اور مدعی تھے کہ آدم کی روح عثمان بن نہیک میں آگئی ہے ان کا رب جو ان کو کھلاتا اور پلاتا ہے وہ ابو جعفر منصور ہے اور ہیثم بن معاویہ جبرئیل ہے یہ لوگ منصور کی مجلس کے پاس آئے اور اب انکا طواف کرنے لگے اور کہتے جاتے تھے کہ یہ ہمارے پروردگار (رب) کا محل ہے منصور نے اُن کے سرداروں کو اپنے پاس بُلایا اور اُن میں سے دو سو کو قید کر دیا اس پر اُن کے اور ساتھی بہت برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں بلا وجہ کیوں قید کیا گیا، منصور نے اُن کے اجتماع کی ممانعت کر دی انھوں نے ایک جنازہ تیار کیا اور تابوت اوٹھاکر جلوس نکالا حالانکہ وہ تابوت بالکل خالی تھا اسطرح اُنھوں نے سارے شہر کا چکر لگا یا جیل خانے کے دروازے آکر اُس تابوت کو پھینکدیا اور جیل کے محافظین پر حملہ کرکے زبردستی جیل خانے میں گھس گئے اپنے مقید دوستوں کو چھڑا کر اب منصور کی طرف چلے اسدن اُن کی تعداد چھ سو تھی تم انکی اس شورش کی بنا پر تمام شہر میں منادی کر دی گئی اور شہر کے دروازے بند کر دئے گئے اُن میں سے کوئی بھی شہر کے اندر نہ آیا۔ چونکہ اُس زمانہ میں خاص قصر میں کوئی سواری کا جانور نہیں رکھا جاتا تھا اس وجہ سے منصور قصر سے پیدل ہی نکلے اس واقعہ کے بعد سے اُنھوں نے یہ حکم دیدیا کہ ایک گھوڑا ہر وقت قصر میں اُن کے پاس موجود رہا کرے جب منصور قصر سے باہر آگئے تو اب ایک گھوڑا اُن کے لیئے لایا گیا وہ اُس پر سوار ہو کر اُس جماعت کے مقابلے کے ارادے سے روانہ ہوئے اتنے میں معن بن زائدہ سامنے آیا ابو جعفر کو دیکھتے ہی وہ گھوڑے سے کود پڑا اُس نے اپنی قبا کا دامن اپنے پٹکے میں اڑس لیا اور منصور کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر عرض پرداز ہوا کہ میں امیر المومنین کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ واپس تشریف لے چلیں ہم لوگ اُن سے نپٹ لینگے

آپ کے تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں، ابو نصر مالک بن ہاشم بھی قصر کے دروازے پر آکر ٹھہر گیا اور اس نے کہا کہ آج قصر کا دربان میں ہوں۔

اب بازار والوں میں اعلان کر دیا گیا کہ اُن کا مقابلہ کریں چنانچہ اُنھوں نے اُن پر تیر برسائے اور مار مار کر اُن کا برا حال کر دیا، شہر کا دروازہ کھولا گیا اب اور لوگ شہر میں آ گئے، خازم بن خزیمہ ایک سم بریدہ گھوڑے پر سوار ابوجعفر کے پاس آیا اور پوچھا حکم ہو تو اُن سے جنگ کروں اُنھوں نے اُس کی اجازت دی اس نے راوندی جماعت پر حملہ کیا اور اُنھیں قصر کی فصیل کی پشت تک پسپا کر دیا اُنھوں نے خازم پر ایسا شدید جوابی حملہ کیا کہ اُسے اور اُسکی جماعت کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا مگر اب خازم نے دوبارہ ان پر ایسا سخت حملہ کیا کہ اس مرتبہ اُنھیں شہر پناہ تک ڈھکیل دیا اور شعبہ بن ظہیر کو ہدایت کی کہ اگر اس مرتبہ یہ پھر ہم پر جوابی حملہ کریں تو تم فوراً شہر پناہ تک ان سے پہلے پہنچ جانا اور اگر اس دفعہ وہ شہر پناہ کی طرف پلٹ کر آئیں تو وہیں اُن سے لڑ پڑنا اس مرتبہ اُنھوں نے پھر خازم پر حملہ کیا خازم خود اُن کے سامنے سے پسپا ہو گیا اور اب شعبہ اُن کے عقب میں جا پہنچا اور اسطرح وہ سب کے سب مارے گئے۔

اس سے پہلے اُسی دن عثمان بن نہیک اُن کے پاس آیا تھا اور اس نے اُن کو بہت سمجھایا مگر اُنھوں نے نہ مانا جب یہ واپس جانے لگا تو اُنھوں نے ایک تیر اسکے مارا جو اُسکے دونوں شانوں کے درمیان پیوست ہو گیا یہ اُسی زخم سے چند دن بیمار رہکر جان بحق ہوا ابوجعفر نے اُسکی نماز جنازہ پڑھی اور دفن ہونے تک اُس کی قبر پر کھڑے رہے دفن کے بعد کہا اللہ ابو یزید پر رحم کرے، اُنھوں نے اُس کی جگہ عیسیٰ بن نہیک کو اپنا محافظ مقرر کیا یہ مرنے تک اس عہدہ پر برقرار رہا اُس کے بعد ابوجعفر نے ابو العباس الطوسی کو یہ عہدہ دیا۔

اسمٰعیل بن علی اپنی فوج لیکر اُس دن اُسوقت آیا جب کہ دروازے بند کر دئے گئے تھے اس نے دربان سے کہا کہ دروازہ کھولدو میں تمکو

ایک ہزار درہم دیتا ہوں اُس نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا قعقاع بن ضرار عیسیٰ بن موسیٰ کا کوتوال اُسدن شہر ہی میں تھا اُس نے باغیوں کے خلاف خوب جوانمردی دکھائی اور اپنا حق ادا کر دیا۔ یہ تمام جھگڑا کوفہ کے شہر ہاشمیہ میں وقوع پذیر ہوا تھا اُسدن ربیع میدان جنگ میں آیا تاکہ منصور کے گھوڑے کی لگام پکڑے مگر معن نے اُس سے کہا آج تمہارا کام نہیں ہے۔

ابروبیر بن المصمغان رئیس دنباوند اس لڑائی میں شریک ہوا۔ یہ اپنے بھائی کے خلاف ہوگیا تھا اور اسوجہ سے ابوجعفر کے پاس چلا آیا تھا ابوجعفر نے اسکی خاطر و تواضع کی اور اس کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا اس ہنگامے کے دن یہ منصور کے پاس آیا مگر انھوں نے اپنا رخ پھیر لیا اُس نے کہا اجازت ہو تو اُن سے لڑوں انھوں نے اُس کی اجازت دی چنانچہ اب یہ بھی لڑائی میں شریک ہوا جب یہ کسی کو مار کر گرا دیتا تھا تو پھر اُسے چھوڑ دیتا تھا۔

جب وہ سب قتل کر دئے گئے تو منصور نے ظہر کی نماز پڑھی اور پھر کھانا منگوایا دستر خوان بچھنے کے بعد اُنھوں نے خدمت گاروں کو حکم دیا کہ معن کو اطلاع دیجائے اور اس کے آنے تک کھانا شروع نہیں کیا اُسکے آجانے کے بعد قثم کو حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ بیٹھ جائے اور اُسکی جگہ اُنھوں نے معن کو بٹھایا کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اُنھوں نے عیسیٰ بن علی کو مخاطب کر کے کہا اے ابوالعباس کیا تم نے ایسے لوگونکا حال سنا ہے جو شیر کے مانند ہیں اُس نے کہا جی ہاں منصور کہنے لگے کہ اگر آج تم نے معن کو دیکھا ہوتا تو تمکو معلوم ہوتا کہ معن بھی اُسی قسم کا شیر ہے، اسپر معن نے کہا امیر المومنین بخدا جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُسوقت میں خود خائف تھا مگر جب میں نے دیکھا کہ آپ کے دل میں اُن کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور آپ بالکل نڈر اُن پر حملہ کر رہے ہیں تو یہ ایسی بات تھی جو میں نے کبھی اپنی عمر میں نہیں دیکھی تھی میں نے کسی شخص کو جنگ میں ایسا بیباک نہ دیکھا تھا آپ کو اسطرح دیکھکر خود میرا دل قوی ہوگیا اور اسی وجہ سے میں نے اسطرح جرأت کا اظہار کیا۔

ابن خزیمہ نے ابوجعفر سے کہا کہ اس جماعت کے کچھ لوگ باقی رہ گئے ہیں اُن کے متعلق کیا حکم ہوتا ہے اُنھوں نے کہا میں اُن کے معاملہ کو تمھارے حوالے کرتا ہوں تم اُن کو قتل کردو، ابن خزیمہ کہنے لگا میں رزام کو بھی قتل کردوں گا کیونکہ یہ بھی اُسی جماعت سے تعلق رکھتا ہے اِس کی بھنک پاتے ہی رزام نے جعفر بن ابی جعفر کی پناہ لی جعفر نے اُسکی سفارش اپنے باپ سے کی منصور نے اُسے معاف کردیا۔

ابوبکر الھذلی بیان کرتا ہے کہ میں امیر المومنین کے دروازے کھڑا تھا جب وہ برآمد ہوئے تو ایک شخص جو میرے پہلو میں کھڑا تھا کہنے لگا یہ ہی ہمارے رب العزت ہیں جو ہمیں کھلاتے اور پلاتے ہیں جب امیر المومنین محل کے اندر پلٹ گئے اور دربار ہوا تو میں بھی اندر گیا تخلیہ کے بعد میں نے عرض کیا کہ آج میں نے یہ عجیب بات سُنی اس کے بعد میں نے اُن سے وہ قول نقل کیا اسے سنکر وہ زمین کریدنے لگے اور کہنے لگے اسے ہذلی ہماری طاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ میں بھیجیگا مگر میں چاہتا ہوں کہ کاش یہ ہماری معصیت کرتے تاکہ جنت میں جاتے۔

ربیع کہتا ہے کہ منصور کہا کرتے تھے مجھ سے تین غلطیاں سرزد ہوئیں اور اللہ نے اُن تینوں کے عواقب سے مجھے محفوظ رکھا میں نے ابومسلم کو اس حالت میں قتل کیا جب کہ میں معمولی بوسیدہ لباس پہنے بیٹھا تھا جو لوگ میرے گرد تھے وہ سب کے سب اسے مجھ سے زیادہ مانتے تھے اگر اُسوقت مجھے کوئی چھو بھی دیتا تو میں مفت میں مارا گیا ہوتا۔ اسیطرح راوندی فتنہ کے دن میں بالکل بیباکانہ طریقہ پر مقابلہ کے لیے نکل کھڑا ہوا اگر کوئی اڑتا ہوا تیر میرے لگ جاتا تو میں اُسیوقت ہلاک ہوجاتا، نیز جب میں شام گیا اُسوقت اگر عراق میں معمولی سا فتنہ بھی کھڑا ہوجاتا تو خلافت ہی برباد جاتی۔

بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ معن ابن ہبیرہ کے ساتھ ہوکر سیاہ علم والوں کی جماعت سے کئی مرتبہ لڑا تھا اس وجہ سے وہ ابوجعفر کے خوف سے [illegible]

پاس چھپا ہوا تھا اور اُسے یہ امید تھی کہ مرزوق اُسکے لیے معافی حاصل کرلے گا
راوندی جماعت کے فتنہ کے دن یہ قصر کے دروازے آکر کھڑا ہو گیا
منصور نے اسوقت ابوالخصیب سے جو اُن دنوں دربانوں کا چاؤش تھا دریافت
کیا کہ قصر کے دروازے پر کون کھڑا ہے اُس نے کہا معن بن زائدہ منصور
کہنے لگے کہ یہ بڑا کڑا عرب ہے، لڑائی کا خوب تجربہ رکھتا ہے اور
شریف ہے اسے اندر لے آؤ، معن اندر آیا منصور نے اُس سے کہا
کہو معن کیا کہتے ہو اسوقت کیا تدبیر اختیار کرنا چاہیے اُس نے کہا مناسب
یہ ہے کہ آپ جنگ کے لیے شرکت کی عام منادی کردیجئے اور
جو لوگ لڑنے نکلیں اُن کو خوب روپیہ دیجیے، منصور نے کہا آدمی
کہاں ہیں اور روپیہ اسوقت کہاں ہے اور بھلا کون شخص ان کافروں کے
مقابلے کے لیے اپنی جان خطرے میں ڈالے گا معن تم نے کوئی مناسب
رائے نہیں دی۔ میری رائے یہ ہے کہ میں خود اُن کے مقابلہ کے لیے
نکلوں اور میدان میں ٹھہروں لوگ مجھے دیکھکر ان سے لڑیں گے دادِ مردانگی
دیں گے، ضرورت کے وقت میرے پاس پلٹ آئیں گے اور پھر مقابلہ
کے لیے جائیں گے اور اگر میں یہیں ٹھہرا رہا تو یہ مقابلہ پر ثابت قدم نہ رہیں گے
بلکہ پسپا ہو جائیں گے، یہ سنکر معن نے اُن کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا امیرالمؤمنین
کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ہرگز ایسا نہ کریں، ورنہ آپ اسی وقت قتل
کردئے جائیں گے اس کے بعد ابوالخصیب اُن کے پاس آیا اور اُس نے
بھی وہی تقریر کی جو معن نے کی تھی، منصور نے اُن دونوں سے اپنا لباس
چھڑا لیا اپنا گھوڑا طلب کیا بغیر رکاب کے سہارے اُچھل کر گھوڑے کی
پشت پر متمکن ہوا اپنے کپڑے برابر کئے اور اب مقابلہ کے لئے نکلے
معن اب بھی اُنکی لگام تھامے تھا اور ابوالخصیب اُن کے ہمرکاب تھا
ایک جگہ جاکر منصور ٹھہرے ایک شخص اُنکی طرف بڑھا انھوں نے
معن سے کہا اس کافر کو لینا۔ معن نے اُسپر حملہ کیا اور اُسے قتل کردیا اسیطرح
پے درپے اس نے چار کافروں کو قتل کیا، منصور کو دیکھکر اور لوگ اُنکے

پاس جمع ہو گئے اور پھر پلٹ کر دشمن سے لڑے ایک گھڑی میں اُن سب کا صفایا کر دیا اس کارروائی کے ختم پر معن وہاں سے غائب ہو گیا ابو جعفر نے ابو الخصیب سے اُسے دریافت کیا اُس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی منصور کہنے لگے کہ کیا اس قدر حسن کارگذاری کے بعد بھی اُسے یہ اندیشہ ہے کہ امیر المومنین اُسکی خطا معاف نہ کریں گے، تم جا کر اُسے میری طرف سے امان دو اور میرے پاس لیکر آؤ۔ چنانچہ ابو الخصیب اُسے لے آیا منصور نے دس ہزار درہم اُسے دیئے اور یمن کا والی مقرر کر دیا ابو الخصیب نے منصور سے آکر کہا کہ جو روپیہ بطور انعام کے آپ نے اُسے دیا تھا وہ اُس نے سب تقسیم کر دیا ہے اور اب اُسے کہیں سے کچھ نہیں ملتا کہ وہ اپنے علاقے پر جائے کہنے لگے اگر وہ ہزار مرتبہ تیری قیمت کے مساوی روپیہ چاہے تو اُسے مل جائے، یہ بات تو نے کیا کہی۔

اس سال منصور نے اپنے بیٹے محمد کو جو ولی عہد خلافت تھا متعدد فوجوں کے ساتھ خراسان بھیجا اور ہدایت کی کہ رے جا کر قیام کرے۔ محمد نے اس حکم کی بجا آوری کی۔

اسی سال منصور کے عامل خراسان عبدالجبار بن عبدالرحمان نے نقض بیعت کر کے بغاوت کی، جب منصور کو معلوم ہوا کہ عبدالجبار اہل خراسان کے عمائد کو قتل کر رہا ہے اور اُن میں سے کسی نے منصور کو بھی یہ خط لکھا کہ "چمڑا اتعفن ہو گیا ہے" اُس نے ابو ایوب سے کہا کہ عبدالجبار نے ہمارے طرفداروں کو فنا کر دیا ہے اس سے اُسکی نیت صرف یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ بغاوت کرے گا۔ اُس نے عرض کیا اسکی آسان تدبیر یہ ہے کہ آپ اُسے لکھیں کہ آپ رومیوں سے جہاد کرنا چاہتے ہیں اس کے لیئے وہ اہل خراسان کے اُمرا اور رؤساء کی قیادت میں وہاں سے آپ کے پاس فوجیں بھیجے جس وقت یہ فوجیں خراسان کی سرحد سے نکل آئیں اُسوقت آپ اُن کی سرکوبی

سکے لیے جسے چاہیں بھیج دیں اُس میں مزاحمت کی طاقت نہ ہوگی، منصور نے اس تجویز کے مطابق عبدالجبار کو خط لکھا اُس نے جواب دیا کہ خود یہاں ترکوں نے سخت ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اگر میں نے کچھ بھی فوج یہاں سے بھیجدی تو خراسان ہاتھ سے نکل جائے گا، اس خط کو منصور نے ابوایوب کو دکھایا اور پوچھا اب کیا رائے ہے اُس نے کہا اس جواب سے تو وہ خود آپ کے ہاتھ میں پھنس گیا ہے آپ اُسے لکھیئے کہ میں خراسان کو اور تمام صوبوں کے مقابلہ میں بہت اہم سمجھتا ہوں اس خطرہ کے روکنے کے لیے میں خود یہاں سے تمہارے پاس فوجیں بھیجتا ہوں، یہ بات لکھدینے کے بعد پھر آپ خراسان فوج بھیجیں تاکہ اگر اُسکی نیت بغاوت کی ہو تو یہ فوجیں اُسکی گردن پکڑ لیں۔

جب یہ خط عبدالجبار کے پاس پہنچا اُس نے جواب میں لکھا کہ اس سال خراسان کی بہت بری حالت ہے قحط کی وجہ سے اشیائے محتاج اسقدر گراں ہوگئی ہیں کہ اگر بیرونی فوجیں یہاں آئیں تو وہ ہلاک ہو جائینگی جب یہ خط منصور کے پاس آیا منصور نے اُسے ابوایوب کو دکھایا اُس نے کہا اب کیا ہے اب تو اس خط سے اُس نے اپنا عندیہ واضح کر دیا ہے اور اب صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے آپ کی بیعت سے انحراف کیا ہے اب اُس کے معاملے میں آپ انتظار نہ کریں۔

منصور نے اپنے بیٹے محمد بن المنصور کو خراسان روانہ کیا اور حکم دیا کہ رے جا کر پڑاؤ کرے مہدی خراسان روانہ ہوا اُس نے اپنے مقدمۃ الجیش پر عبدالجبار سے لڑنے کے لیے خازم بن خزیمہ کو اپنے آگے بھیجا اور اب خود آگے بڑھکر نیسا پور آیا۔ جب خازم عبدالجبار کے مقابلے کے لیے چل پڑا اور اُسکی اطلاع اہل مرو الروذ کو ہوئی وہ اپنے اپنے علاقوں سے سمیٹ کر عبدالجبار پر چڑھ دوڑے اور اُس سے لڑ پڑے، نہایت شدید جنگ کے بعد عبدالجبار کو ہزیمت ہوئی وہ بھاگا اور ایک روئی کے کھیت میں جا چھپا مجشر بن مزاحم المروالروذی نے وہاں جا کر اُسے زندہ گرفتار کر لیا اور

خازم کے وہاں آنے کے بعد اُسے اُس کے سامنے پیش کیا خازم نے اُسے پشم کا ایک کرتہ پہنا کر اُونٹ پر اسطرح سوار کیا کہ اسکا منہ اُونٹ کی دُم کیطرف رکھا اور اسی طرح یہ منصور کے پاس پہنچا اُس کے ہمراہ اس کے بیٹے اور دوسرے خاص دوست تھے۔ منصور نے اُن سب پر طرح طرح کی سختیاں کیں اُنھیں کوڑے لگوائے اور اسطرح جسقدر ہو سکا اتنا روپیہ اُن سے اوگلوایا پھر مسیّب بن زہیر کو عبدالجبار کے ہاتھ پاؤں قطع کر کے اُسکی گردن مارنے کا حکم دیا جسے وہ بجا لایا، منصور نے اُس کے بیٹوں کو دھلک لیجانے کا حکم دیا، یہ یمن کے قریب سمندر میں ساحل سے کچھ فاصلہ پر ایک جزیرہ ہے اس جزیرہ میں یہ لوگ ایک عرصہ تک قید رہے پھر اہل ہند نے اُن پر غارتگری کی اور دوسرے قیدیوں کے ساتھ ان کو بھی قید کر لے گئے بعد میں زرفدیہ دیکر اُنھیں رہائی ملی اِن میں سے صرف عبدالرحمان بن عبدالجبار ایسا شخص ہے جسے خلفاء کی مصاحبت نصیب ہوئی ہے اور جسکا دیوان میں داخلہ ملتا ہے یہ بہت عرصہ تک زندہ رہا ۱۷۰ھ ہجری عہد ہارون میں اس نے مصر میں وفات پائی،

اسی سال جبرئیل بن یحییٰ الخراسانی کی نگرانی میں قلعہ مصیصہ کی تعمیر مکمل ہوئی،

نیز اسی سنہ میں محمد بن ابراہیم الامام نے ملطیہ میں جہاد کی نیت سے چھاؤنی میں قیام کیا۔

عبدالجبار کی شورش کے متعلق اربابِ سِیَر کا اختلاف ہے واقدی کے بیان کے مطابق یہ ۱۴۲ھ ہجری کا واقعہ ہے دوسرے ارباب سیر نے اسے ۱۴۱ھ ہجری کا واقعہ بیان کیا ہے۔

علی بن محمد کہتے ہیں کہ عبدالجبار ۱۰۔ ربیع الاول ۱۴۱ھ ہجری کو خراسان آیا (۱۴۔ ربیع الاول بھی بیان کیا گیا ہے) اور بروز شنبہ ۶۔ ربیع الاول ۱۴۲ھ اُسے شکست ہوئی۔

(دوسری روایت)، بغداد کی تعمیر سے پہلے منصور نے مہدی کو عبدالجبار سے لڑنے خراسان روانہ کیا یہ رے پہنچکر ٹھہر گیا مگر قبل اسکے کہ یہ اُسکا مقابلہ کرتا خود دوسرے لوگوں نے اسکا خاتمہ کر دیا اور اُسے گرفتار

کر لیا اس وجہ سے اب منصور کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ مہدی کی مہم پر جو اخراجات ہو چکے تھے اُن کو بغیر کسی دوسری جگہ کام میں لائے رائگاں جانے دیا جائے منصور نے اُسے طبرستان پر جہاد کرانے کا حکم دیا اور لکھا کہ تم خود رے میں ٹھہرے رہو اور ابو الخصیب، خازم بن خزیمہ اور دوسری فوجوں کو اصبہبذ کے مقابلے پر بھیجو اُس زمانہ میں اصبہبذ مصمغان ملک دنباوند سے لڑ رہا تھا اور اُسکے مقابل فروکش تھا جب اسے معلوم ہوا کہ اسلامی عساکر اُس کے علاقے میں گھس آئے ہیں اور ابو الخصیب شہر ساریہ میں داخل ہو گیا ہے تو اس واقعہ کا مصمغان پر بڑا اثر پڑا اور اُس نے اصبہبذ سے کہا کہ تمہارے خلاف مسلمانوں کی پیشقدمی کو میں اپنے خلاف پیشقدمی سمجھتا ہوں، اس خیال کی بنا پر دونوں نے لڑنے کے لیے آپس میں سمجھوتا کر لیا۔ اصبہبذ اپنے علاقے میں واپس آ کر مسلمانوں سے لڑنے لگا جب ان لڑائیوں نے بہت طول کھینچا تو ابو جعفر نے ابرونیز مصمغان کے بھائی کے مشورہ پر عمر بن العلاء کو طبرستان بھیجا اُس کے متعلق ابرونیز نے ابو جعفر سے کہا تھا کہ تمام لوگوں کے مقابلے میں عمر طبرستان سے سب سے زیادہ واقف ہیں ابرونیز اس سے سنباذ اور راوندیہ شورشوں کے زمانے سے اچھی طرح واقف ہو گیا تھا، ابو جعفر نے خازم بن خزیمہ کو بھی عمر کے ساتھ کر دیا خازم نے رویان میں داخل ہو کر اُسے فتح کر لیا نیز قلعہ طاق کو مسخر کر لیا اور اُس میں جو کچھ تھا اُس پر قبضہ کر لیا، جنگ نے طوالت اختیار کی مگر خازم لڑے چلا گیا آخر کار اُس نے طبرستان فتح کر لیا اُس کے اکثر باشندوں کو اُس نے تہ تیغ کر دیا۔ اصبہبذ نے اپنے قلعہ میں جا کر پناہ لی اور پھر وہاں اُس نے قلعہ کو مع ہر شئے کے جو اس میں تھی حوالہ کر دینے کی شرط پر امان کی درخواست کی مہدی نے اس کے بارے میں ابو جعفر کو لکھا انھوں نے صالح عابد و زاہد کو چند اور لوگوں کے ساتھ اس کام کیلئے بھیجا یہ لوگ قلعہ کی ہر شئے کو ظلمبند کر کے واپس آ گئے، اصبہبذ کے چیچک نکل آئی وہ دیلم کے علاقے جیلان میں آیا اور یہیں وہ مر گیا،

اُسکی بیٹی قید کرلی گئی یہ ہی ابراہیم بن العباس بن محمدؐ کی ماں ہے، اس سے فارغ ہوکر اب عساکر اسلامیہ نے مصمغان کا رخ کیا مسلمانوں نے اُسے گرفتار کرلیا اُس کے ساتھ بختریہ منصور بن مہدی کی ماں اور رحمیہ علی بن ریطہ کی اُم ولد مصمغان کی بیٹی مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ یہ طبرستان کی پہلی فتح کا ذکر ہے مصمغان کے مرنے کے بعد اس پہاڑ کے باشندے پراگندہ ہوکر حوزی ہوگئے اور حوزی انکو اسوجہ سے کہتے تھے کہ یہ وحشی گدھوں کی طرح وحشی ہوگئے تھے۔

اس سال زیاد بن عبیداللہ الحارثی مدینہ، مکہ اور طائف کی ولایت سے برطرف کردیا گیا، اور مدینہ پر محمد بن خالد بن عبداللہ القسری عامل مقرر ہوکر ماہِ رجب میں مدینہ آگیا مکہ اور طائف پر ہیثم بن معاویہ العتکی اہل خراسان کے ایک شخص کو عامل مقرر کیا گیا۔ اس سال موسیٰ بن کعب نے وفات پائی یہ شخص منصور کا صاحب شرطہ اور مصر و ہندوستان کا والی رہ چکا تھا اور مرنے کے وقت ہندوستان پر اُسکا بیٹا عیینہ اس کا قائم مقام تھا۔

اس سال موسیٰ بن کعب مصر کی ولایت سے علیحدہ کیا گیا اور اُسکی جگہ محمد بن الاشعث مقرر ہوا مگر پھر وہ بھی علیحدہ کردیا گیا اور اسکی جگہ نوفل بن فرات مصر کا والی مقرر ہوا، اس سال صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں جو قنسرین حمص اور دمشق کا والی تھا حج ادا ہوا۔ مدینہ کا عامل محمدؐ بن خالد بن عبداللہ القسری تھا، مکہ اور طائف پر ہیثم بن معاویہ تھا کوفہ اور اُسکے علاقہ پر عیسیٰ بن موسیٰ تھا بصرہ اور اُس کے توابع پر سفیان بن معاویہ والی تھا۔ سوّار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے مہدی خراسان کا صوبہ دار تھا اور اُس کی طرف سے سری بن عبداللہ خراسان کا قائم مقام تھا نوفل بن الفرات مصر کا والی تھا۔

# ۱۴۲ ہجری شروع ہوا
## اس سال کے اہم واقعات

اس سال عُیینہ بن موسیٰ بن کعب نے سندھ میں خلافت عباسیہ کے خلاف بغاوت کردی اس کے واقعات حسب ذیل ہیں۔

اس کے اطاعت سے منحرف ہونے کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسیب بن زہیر شرطہ پر موسیٰ بن کعب کا خلیفہ تھا موسیٰ بن کعب کے مرنے کے بعد مسیب بدستور صاحب شرطہ تھا مگر اب اُسے خوف پیدا ہوا کہ شاید منصور عُیینہ کو بلا کر اس کی جگہ مقرر کردے اس خطرہ کو دور کرنے کے لئے اُس نے یہ شعر عُیینہ کو لکھ بھیجا مگر اُس خط میں اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ وہ شعر یہ ہے فارضك ارضك ان تاتنا — تنم نومۃً لیس فیها حلم

(ترجمہ) تم اپنے ہی علاقہ میں رہو اگر یہاں آؤگے تو ایسی گہری نیند سو جاؤگے کہ اُس میں خواب تک دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔

جب معلوم ہوا کہ عیینہ نے بغاوت کردی ہے خود ابوجعفر اپنے دارالخلافہ سے روانہ ہوکر اپنی بصرہ کی چھاؤنی آئے جو بڑے پل کے نزدیک تھی یہاں سے انھوں نے عمرو بن حفص بن ابی صفرۃ العتکی کو سندھ و ہند کا والی مقرر کرکے عیینہ سے لڑنے بھیجا عمرو بن حفص نے سندھ و ہند پر جاکر قبضہ کرلیا۔

اس سال طبرستان کے اصبہند نے معاہدہ شکنی کی اور اُن تمام مسلمانوں کو جو اس کے علاقہ میں تھے شہید کردیا۔

## اصبہند طبرستان کی معاہدہ شکنی

جب ابوجعفر کو اصبہند کے اس غدر کی اطلاع ہوئی اُنھوں نے

خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کو جنکے ساتھ مرزوق ابو الخصیب ابو جعفر کا مولی بھی تھا اُس کی سرکوبی کے لیے بھیجا اُنھوں نے جاکر اُسکا اور اُسکے ہمراہیوں کا اسی کے قلعہ میں محاصرہ کرلیا۔ محصورین عرصہ تک لڑتے رہے جب محاصرہ نے بہت طول کھینچا تو ابو الخصیب نے دشمن کے مقابل یہ چال کی کہ اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم مجھے خوب پیٹو اور میرا سر اور داڑھی مونڈ ڈالو، جب یہ سب کچھ اُس کے ساتھ ہولیا تو وہ اصبہبذ رئیس قلعہ کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ مجھ پر بڑا ظلم ہوا ہے اور یہ تہمت رکھ کر کہ میں آپ کا ہوا خواہ ہوں میرا سر اور داڑھی مونڈ دی گئی ہے میں مسلمانوں کے پڑاؤ کے کمزور نقطہ سے واقف ہوں جہاں سے اُن پر کامیاب حملہ کیا جا سکتا ہے، اصبہبذ اسکی باتوں میں آگیا اور اُس نے اسے اپنے خاص مصاحبین میں شامل کرلیا۔ اس قلعہ بند شہر کا پھاٹک صرف ایک بڑے پتھر کا تھا جسے کھولنے کیوقت اوٹھا لیا جاتا تھا اور بند کرنیکے وقت میں جما دیا جاتا تھا اسکام کیلئے اصبہبذ نے اپنے خاص معتمدین کو مقرر کر رکھا تھا اور اُس کے لیے اونکی باریاں مقرر کردی تھیں ایک مرتبہ ابو الخصیب نے اصبہبذ سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو مجھپر اعتماد نہیں ہے اور آپ نے میرا مشورہ نہیں مانا اس نے پوچھا یہ کیونکر اُس نے کہا کہ آپ مجھ سے کسی کام میں مدد نہیں لیتے اور نہ کسی اہم ذمہ داری کے کام کو میرے سپرد کرتے ہیں، اس گفتگو کے بعد سے اب اصبہبذ اُس سے بھی کام لینے لگا جسے ابو الخصیب نہایت دیانت داری سے انجام دیتا تھا اور اس طرح اُس نے اپنا اعتماد جما لیا چنانچہ اب اصبہبذ شہر کے پھاٹک کھولنے اور بند کرنے میں اُسکی بھی باری مقرر کرنے لگا یہاں تک کہ اُس نے اس کام پر اسی کو مامور کردیا اور اسکی طرف سے بالکل مطمئن ہو گیا، ابو الخصیب نے روح بن حاتم اور خازم کے نام ایک خط لکھکر اُسے تیر کے ذریعہ اُن کے پاس باہر پھینکدیا، اُس میں اُنکو بتایا کہ مجھے اب موقع ہاتھ ہوگیا ہے میں فلاں شب شہر کا دروازہ کھولدوں گا، چنانچہ شب معہود میں اُس نے مسلمانوں کیلئے

شہر کا دروازہ کھول دیا۔ مسلمانوں نے اندر داخل ہوکر جنگجو آبادی کو تہ تیغ کردیا اُن کے اہل وعیال کو لونڈی غلام بنالیا اسی میں بکثرۃ منصور بن مہدی کی ماں بھی مسلمانوں کے ہاتھ آئی یہ باکند بنت الاصبہبذ بہرے کی بیٹی تھی اور یہ اصبہبذ جو طبرستان کا بادشاہ تھا باکند کا بھائی نہ تھا نیز شکلہ ابراہیم بن المہدی کی ماں ہاتھ آئی یہ خرنا ماں مُصمُغان کے حاجب کی بیٹی تھی۔ اصبہبذ نے اپنی انگھوٹھی کو جس میں زہر تھا چوس کر خودکشی کرلی۔

بیان کیا گیا ہے کہ روح بن حاتم اور خازم بن خزیمہ ۱۴۲ھ ہجری میں طبرستان میں داخل ہوئے۔

اس سال منصور نے حمان میں اہل بصرہ کے لیے عیدگاہ بنائی۔ سلمہ بن سعید بن جابر جو اندنوں ابوجعفر کی طرف سے فرات اور اُبلہ کا عامل تھا اس تعمیر کا مہتمم تھا۔ ابوجعفر نے رمضان کے روزے رکھے اور اسی مصلی میں عیدالفطر کی نماز پڑھی۔

اس سال شب شنبہ ۱۲۔ جمادی الآخر کو اُنسٹھ سال کی عمر میں سلیمان بن علی بن عبداللہ نے بصرہ میں انتقال کیا عبدالصمد بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی

اس سال نوفل بن فرات مصر کی ولایت سے علیحدہ کردیا گیا اُس کی جگہ محمد بن الاشعث مقرر ہوا پھر یہ بھی علیحدہ کردیا گیا اور اُسکی جگہ پھر نوفل مقرر ہوا مگر دوبارہ وہ برطرف کیا گیا اور اب حمید بن قحطبہ مصر کا والی مقرر ہوا۔

اس سال اسماعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔ محمد بن خالد بن عبداللہ مدینہ کا والی تھا ہیثم بن معاویہ مکہ اور طائف کا والی تھا۔ عیسٰی بن موسٰی کوفہ اور اُس کے علاقہ کا والی تھا سفیان بن معاویہ بصرہ اور اُس کے توابع کا والی تھا سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے اور حمید بن قحطبہ مصر کا والی تھا۔

اسی سال واقدی کے بیان کے مطابق ابوجعفر نے اپنے بھائی

عباس بن محمد کو جزیرہ اور سرحدوں کا والی مقرر کیا بعض مشہور سپہ سالار اُسکے ماتحت کردئے یہ اپنی مدت العمری اسی خدمت پر مامور رہا۔

## ۱۴۳ھ ہجری شروع ہوا
## اس سال کے اہم واقعات کا ذکر

اس سال منصور نے تمام مسلمانوں کو دیلم سے لڑنے کی دعوت دی اسکی تفصیل یہ ہے جب منصور کو معلوم ہوا کہ دیلم نے مسلمانوں پر اچانک حملہ کرکے اُن کے ہزاروں آدمیوں کو شہید کرڈالا تو اُنھوں نے حبیب بن عبداللہ بن غسان کو بصرہ بھیجا اور حکم دیا کہ وہاں جس شخص کی آمدنی دس ہزار درہم یا اس سے زیادہ ہو اُن کے نام لکھ لیے جائیں اور اُن کو مجبور کیا جائے کہ وہ خود دیلم کے مقابل پر جہاد کے لئے جائیں اور ایک دوسرے شخص کو اُنھوں نے اسی غرض سے کوفہ بھیجا۔

اس سال ہیثم بن معاویہ مکّہ اور طائف کی ولایت سے برطرف کردیا گیا اور اُس کی جگہ سری بن عبداللہ بن الحارث بن عباس بن عبدالمطلب کو مقرر کیا گیا، سری یمامہ میں تھا کہ اُسے مکّہ کی ولایت کا فرمان تقرر ملا یہ مکّہ چلدیا اور ابوجعفر نے قثم بن العباس بن عبداللہ بن عباس کو یمامہ بھیجدیا۔

اس سال حمید بن قحطبہ مصر کی ولایت سے علیحدہ کیا گیا اور اُسکی جگہ نوفل بن الفرات مقرر ہوا مگر پھر وہ بھی علیحدہ ہوا اور اُس کی جگہ یزید بن حاتم مصر کا والی مقرر کیا گیا،

اس سال والی کوفہ عیسٰی بن موسٰی بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس

کی امارت میں حج ہوا۔ سری بن عبداللہ بن الحارث مکہ کا والی تھا۔ سفیان بن معاویہ بصرہ اور اس کے توابع کا والی تھا، سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے۔ یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

## ۱۴۴ھ ہجری شروع ہوا
## اس سال کے اہم واقعات کا ذکر

اس سال محمد بن ابی العباس بن عبداللہ بن محمد بن علی امیرالمومنین ابوالعباس کا بیٹا اہل کوفہ بصرہ، واسط، موصل اور جزیرہ کے ساتھ دیلم سے لڑنے گیا۔

اس سال محمد بن ابی جعفر المہدی خراسان سے عراق واپس آئے ابو جعفر قرماسین تک اُن کے استقبال کو گئے، اور وہاں سے دونوں جزیرہ پلٹ آئے۔

اس سال خراسان سے آکر محمد بن ابی جعفر کی منگنی ان کے چچا کی بیٹی ریطہ بنت ابوالعباس سے ہوئی۔ اس سال منصور کی امارت میں حج ہوا انھوں نے اپنے مستقر اور خزانوں پر خازم بن خزیمہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا۔ نیز اس سال انھوں نے محمد بن خالد بن عبداللہ القسری کو مدینہ کی ولایت سے برطرف کر کے اُسکی جگہ ریاح بن عثمان المری کو مقرر کیا۔

## محمد کی برطرفی اور ریاح کا تقرر

اسوقت محمد کی برطرفی اور اس سے پہلے زیاد بن عبیداللہ کی

برطرفی کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کی شخصیتوں نے منصور کو مرعوب کردیا تھا اور جب یہ اپنے بھائی ابو العباس کی زندگی میں ابو مسلم کے ہمراہ حج کرنے آئے تو تمام بنی ہاشم انکی خدمت میں حاضر ہوئے مگر یہ دونوں بھائی محمد اور ابراہیم اُن سے ملنے نہیں آئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ محمد بیان کرتے تھے کہ جب بنی اُمیہ کی حکومت متزلزل ہوگئی اسوقت ایک رات مکہ میں تمام بنی ہاشم کا ایک جلسہ ہوا اور اس میں یہ بحث ہوئی کہ اب آئندہ کے لیے کسے خلیفہ بنایا جائے اور جب میرے لیے تمام ان معتزلہ نے جو وہاں اُسوقت موجود تھے بیعت کی تو ابو جعفر بھی میری بیعت کرنے والوں میں تھے۔

منصور نے زیاد سے ان دونوں کو دریافت کیا اُس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اُن کے معاملہ کو بہت اہم سمجھتے ہیں میں انھیں آپ کی خدمت میں حاضر کردوں گا، جب ۱۳۶ھ ہجری میں ابو جعفر مکہ آئے یہ زیاد بن عبید اللہ اُن کے ہمراہ تھا اس وعدہ کے بعد منصور نے اُسے اُسکے علاقہ پر جانے کی اجازت دیدی اور محمد اور ابراہیم کی اُس سے ضمانت لے لی۔

خلیفہ ہونے کے بعد ابو جعفر کو سب سے زیادہ فکر محمد کی تھی انھوں نے دریافت کیا کہ محمد کہاں ہے اور کیا کرنا چاہتا ہے، اس غرض سے انھوں نے تمام بنی ہاشم کو فرداً فرداً تخلیہ میں بلایا اور محمد کو دریافت کیا ہر شخص نے یہی جواب دیا کہ چونکہ انھیں علم ہے کہ آپ اس بات سے واقف ہیں کہ وہ اس سے پہلے خلافت کے خود خواہاں تھے اسوجہ سے وہ آپ سے خائف ہیں مگر اسی کے ساتھ وہ آپ کی مخالفت یا نافرمانی کرنا نہیں چاہتے، حسن بن زید کے سوا کسی اور شخص نے اس بیان پر شبہ نہیں کیا البتہ اُس نے ابو جعفر کو اُس کی پوری حالت سے باخبر کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ وہ آپ کے خلاف ہنگامہ

برپا کریگا کیونکہ وہ آپ کی طرف سے غافل نہیں ہے اب جو آپ کے سمجھ میں آئے کیجئے۔

محمد کہتا ہے کہ میں نے اپنے دادا موسیٰ بن عبداللہ کو یہ کہتے سنا ہے اے خداوندا تو ہمارے خون کا بدلہ حسن بن زید سے لے۔ موسیٰ کہتا ہے کہ میرے باپ کہا کرتے تھے میں اس بات کو یقینی طور پر کہتا ہوں کہ ابوجعفر نے مجھ سے ایک بات بیان کی تھی جو مجھے صرف حسن بن زید نے سنی

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان سے روایت ہے کہ ابوجعفر نے مجھ سے ایک بات بیان کی تھی جسے مجھ سے صرف میرے بھائی عبداللہ بن حسن اور حسن بن زید نے سنا تھا اور میں اس بات کو پورے اعتماد کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس کی اطلاع ابوجعفر کو عبداللہ نے نہیں کی اور نہ منصور غیب داں تھے کہ بغیر کسی کے بیان کیے ہوئے معلوم کر لیتے۔

محمد کہتا ہے کہ حج کے سال ابوجعفر نے مجھ سے عبداللہ بن حسن کو دریافت کیا میں نے ان سے وہی کہد یا جو بنی ہاشم ان کے متعلق کہتے تھے اسپر اس نے مجھے بتایا کہ وہ اس جواب سے خوش نہیں ہوا اور یہ کہ میں اسے ان کے پاس حاضر کر دوں۔

محمد بن اسماعیل اپنے نانا کے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ انھوں نے ایک مرتبہ سلیمان بن علی سے کہا اے میرے بھائی جو قریبی تعلقات میرے اور تمہارے درمیان ہیں، اس سے ہم دونوں اچھی طرح واقف ہیں اس معاملہ میں تم اپنی رائے ظاہر کرو، سلیمان نے کہا بخدا گویا اسوقت میں عبداللہ بن علی کو دیکھ رہا ہوں جب کہ ہمارے اور ان کے درمیان پردہ حائل ہو چکا تھا کہ وہ ہماری طرف اشارہ کر کے بتا رہا ہے کہ تم لوگوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے، اگر منصور معاف کرنے والے ہوتے تو وہ اپنے چچا کو معاف کرتے، انھوں نے اس کے بیان کو قبول کر لیا اور اس صاف بیانی اور راست گفتاری

کو عبداللہ کی اولاد اُسکا ایک احسان سمجھتی تھی۔
ابو جعفر نے اعرابی غلام خریدے اُن میں سے ایک کو ایک اونٹ دیا ایک دوسرے کو دو اونٹ دیئے اور ایک کو چند اونٹنیاں دیں اور انھیں مدینہ کے علاقہ میں محمدؐ کی تلاش میں روانہ کیا اُن میں سے ہر شخص چشمۂ آب پر رہگیر اور گم کردہ راہ کی طرح آتا تھا یہ اُسے چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے اور پھر تلاش شروع کرتے تھے۔
محمد بن عباد بن حبیب المہلبی کہتا ہے کہ مجھ سے سندی امیرالمومنین کے مولیٰ نے پوچھا تم جانتے ہو کہ کیوں عُقبہ بن سلم کا اتنا رسوخ امیرالمومنین کے پاس بڑھا۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا اُس نے کہا میرا چچا عمر بن حفص ایک وفد کے ساتھ جس میں عُقبہ بھی تھا سندھ سے امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوا جب وفد نے ابو جعفر سے اپنی ضروریات عرض کردیں اور ارکانِ وفد دربار سے اُٹھ گئے تو اُنھوں نے عُقبہ کو اپنے پاس واپس بلایا اور بیٹھنے کا حکم دیا پھر پوچھا تم کون ہو اُس نے کہا میں امیرالمومنین کا ایک عسکری اور خادم ہوں اور عمر بن حفص کے ساتھ رہا ہوں اُنھوں نے نام پوچھا اس نے کہا عقبہ بن سلم بن نافع، پوچھا کس قبیلہ سے تعلق ہے اُس نے کہا ازد کے خاندان بنی ہناۃ سے کہنے لگے تمھاری صورت سے وجاہت و قابلیت ٹپکتی ہے میں تم سے ایک ایسا کام لینا چاہتا ہوں جسکا مدت سے ارادہ تھا اور اُس کے لیے میں کسی مناسب آدمی کی تلاش میں تھا ممکن ہے کہ تم اُسے سرانجام دے سکو اگر ایسا ہوا تو میں تمکو بہت ترقی دونگا، اُس نے کہا میں اُمید کرتا ہوں کہ جیسا امیرالمومنین نے میرے متعلق خیال فرمایا ہے اُسے پورا کرسکوں گا، فرمایا تم اپنے تئیں چھپائے رکھو کسی سے اس معاملہ کا ذکر نہ کرنا اور فلاں دن، فلاں وقت میرے پاس آنا وہ اُسی وقت پر خدمت میں حاضر ہوا منصور نے کہا یہ ددھیالی رشتہ دار میری حکومت و خلافت کے خلاف بغاوت پر بالکل تلے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اچانک اُسکا خاتمہ کردیں خراسان کے فلاں گاؤں میں اُن کے طرفداروں کی ایک

جماعت ہے جو اُن سے مراسلت رکھتی ہے اور وہ اُن کو اپنے صدقات وزکوٰۃ کی آمدنی نیز اُن کے علاقوں کے میوے ہدیہ بھیجتی رہتی ہے اب تم یہ کام کرو کہ کپڑے میوے اور نقد روپیہ لیکر اپنی ہئیت بدلکر اُس گاؤں کے باشندوں کی طرف سے اُن کے نام ایک خط لکھکر اُن کے پاس جاؤ اور اُنھیں ٹٹولو اگر وہ اپنے ارادے کو ترک کر چکے ہیں تو بہت اچھا ہے اور اگر اب بھی وہ اُسی ارادے پر قائم ہیں تو یہ بات مجھے معلوم ہوجائے گی اور اسطرح میں اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کر لوں گا اور ہر وقت انکی طرف سے چوکنا رہوں گا، تم جاکر عبداللہ بن الحسن سے نہایت انکسار و عاجزی کے ساتھ ملو اگر وہ تمکو دتکار دے اور وہ ضرور ایسا کرے گا تو تم خاموش رہنا اور پھر دوسری مرتبہ اُسکے پاس جانا اگر اس مرتبہ پھر وہی سلوک تمھارے ساتھ ہو تو پھر بھی صبر کرنا اور پھر جانا یہاں تک کہ وہ تم سے مانوس ہوجائے تمہاری بات سن لے اور جب تمکو اُس کے دل کا بھید معلوم ہوجائے تم فوراً میرے پاس چلے آنا۔

یہ شخص جعلی خط لیکر عبداللہ کے پاس آیا عبداللہ نے اُسے دتکار کر نکلوا دیا اور کہا میں اُن لوگوں سے قطعی واقف نہیں ہوں لیکن کئی مرتبہ آنے اور واپس جانے کے بعد عبداللہ نے اُسکا خط اور تحائف قبول کر لیے اور اب اُس سے بے تکلف ہوگیا، عُقبہ نے خط کے جواب کی درخواست کی اُسنے کہا میں خط تو کسی کو لکھتا نہیں تم ہی میرے خط ہو زبانی جاکر اُن لوگوں سے میرا سلام کہنا اور کہدینا کہ میرے دونوں بیٹے فلاں وقت خروج کرنے والے ہیں، عُقبہ نے یہ بات ابو جعفر سے آکر بیان کردی ابو جعفر نے فضل بن صالح بن علی کو ۱۳۸ھ ہجری میں امیر حج بنا کر مکّے بھیجا اور ہدایت کی کہ اگر تم عبداللہ بن حسن کے بیٹوں محمّد اور ابراہیم کو دیکھ پاؤ تو انھیں پھر اپنے سے علیحدہ نہ ہونے دینا اور اگر نہ دیکھو تو اُن کے متعلق کسی سے سوال نہ کرنا۔

فضل مدنیہ آیا تمام باشندوں نے جن میں عبداللہ بن حسن اور تمام بنی حسن تھے اُس کا استقبال کیا مگر محمّدؐ اور ابراہیم عبداللہ بن حسن کے بیٹے اس سے

ملنے نہ آئے یہ خاموش ہو رہا جب حج سے فارغ ہو کر سیالہ آرہا تو اس نے عبداللہ بن حسن سے پوچھا کہ تمہارے دونوں بیٹے اپنے متعلقین کے ساتھ کیوں میری ملاقات کو نہ آئے اُس نے کہا بخدا اُن کے نہ آنے کی وجہ کوئی برائی یا نیت فساد نہیں ہے بلکہ چونکہ وہ دونوں شکار کے بیحد دلدادہ ہیں اور ہر وقت اُسی میں منہمک رہتے ہیں اس وجہ سے وہ کسی بھلائی یا برائی میں اپنے متعلقین کے ساتھ شریک نہیں ہوتے۔

یہ جواب سنکر فضل خاموش ہو گیا اور اُس چوبرجے پر آکر بیٹھا جو اُسکے لیے سیالہ میں بنایا گیا تھا عبداللہ نے اپنے چرواہوں کو حکم دیا وہ اُسکے ڈھوروں کو اُسکے سامنے لائے اُس نے ایک چرواہے کو دودھ دوہنے کا حکم دیا اُسنے ایک بڑے پیالے میں دودھ دوہکر اُس میں شہد ملایا اور اُسے لیکر چوبرجے پر چڑھا۔ عبداللہ نے اُسے اشارہ کیا کہ یہ پیالہ فضل کو پلا وہ اُسکی طرف بڑھا جب اُس کے قریب پہنچا فضل نے سختی سے اُسے جھڑکا کہ دور ہٹ چرواہا پیچھے ہٹ گیا یہ دیکھتے ہی خود عبداللہ جو بہت ہی متواضع اور خلیق آدمی تھا لپکا اور خود اُس نے وہ پیالہ چرواہے کے ہاتھ سے لیا اور فضل کی طرف چلا جب فضل نے اُسے خود اپنی طرف آتے دیکھا وہ شرمندہ سا ہو گیا اور اُس نے پیالہ لیکر پی لیا۔

حفص بن عمر ایک کوفہ کا باشندہ زیاد بن عبیداللہ کا میر منشی تھا یہ شیعہ تھا اور یہی اُسے محمد کی تلاش سے روکتا رہتا تھا، عبدالعزیز بن سعد نے اُسکی شکایت ابوجعفر کو لکھ بھیجی اُنھوں نے اُسے وہاں سے بلایا زیاد نے اُس کے بارے میں عیسیٰ بن علی اور عبداللہ بن الربیع الحارثی کو لکھا ان دونوں نے اُسے ابوجعفر کی گرفت سے رہائی دلوائی اور وہ شخص پھر زیاد کے پاس آگیا۔

علی بن محمد راوی ہے کہ محمد چالیس آدمیوں کے ہمراہ چھپ کر بصرے آیا یہ جماعت عبدالرحمن بن عثمان بن عبدالرحمان بن الحارث بن ہشام کے پاس آئی عبدالرحمان نے اُس سے کہا تم نے مجھے ہلاک کر دیا اور مجھے تمام

یہاں مشہور کر دیا مناسب یہ ہے کہ تم میرے پاس قیام کرو اور اپنے ساتھیوں کو منتشر کر دو۔ محمد نے اس بات سے انکار کیا عبدالرحمان نے کہا تو اِس صورت میں تمکو میں نہیں ٹھہرا سکتا بنی راسب میں جا کر قیام کرو چنانچہ یہ جماعت بنی راسب میں جا کر مقیم ہو گئی۔

ابو ہبّار المازنی کہتا تھا کہ ہم محمدؐ بن عبداللہ کے ساتھ بصرہ میں قیام پذیر تھے اور وہ اپنے لیے دعوت دیتا تھا ابو جعفر کہتے تھے کہ جب مجھے بصرہ میں بنی راسب کا مکان یاد آتا تھا تو میرے دل میں کبھی کوئی خواہش اُس کے متعلق پیدا نہیں ہوئی تھی اور میں اُن کی طرف سے بالکل مطمین تھا۔

ابن حبیب الالہی راوی ہے کہ میں ابن معاویہ کے عہد میں بنی راسب کے احاطہ میں جا کر فروکش ہوا اتنے میں ایک نوجوان نے مجھسے میرا نام دریافت کیا اس پر اُن کے ایک معمر شخص نے اسی نوجوان کے ایک تھپیڑا مارا اور کہا کہ تجھ کو اِس معاملہ سے کیا سروکار ہے پھر اُس نے ایک بڑھے کی طرف دیکھا جو اِس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور کہا کہ اِس بڑھے کو دیکھتے ہو اسکا باپ حجاج کے عہد میں ہمارے یہاں آکر اُترا تھا اُس وقت سے وہ برابر یہیں مقیم رہا ہے اور یہ بیٹا اُس کے پیدا ہوا جسکی عمر اب یہ ہو گئی ہے نہ ہم اسکے نام سے واقف ہیں نہ اسکے باپ کے نام سے واقف ہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ یہ کس قبیلہ اور کس خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔

زعفرانی کہتا تھا کہ محمدؐ بصرہ آکر عبداللہ بن شیبان (جو بنی مُرّہ بن عُبید کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا) کے پاس فروکش ہوا چھ ماہ کے قیام کے بعد وہ یہاں سے چلا گیا اس کے بعد ابو جعفر کو انکے بصرہ آنے کا حال معلوم ہوا وہ تیزی سے طے منازل کر کے بصرہ آئے اور بڑے پل کے پاس فروکش ہوئے ہم نے عمر سے خواہش کی کہ وہ اُن سے جا کر ملے پہلے تو اُس نے انکار کیا مگر آخرکار ہماری بات مان گئی اور وہ ابو جعفر سے جا کر ملا ابو جعفر نے اُس سے پوچھا کہ اے ابو عثمان کیا بصرہ میں کوئی ایسا شخص ہے

جس سے ہم کو اپنی حکومت کے متعلق خطرہ ہو اُس نے کہا کوئی نہیں۔ ابوجعفر نے کہا میں صرف تمہارے بیان پر اکتفا کرتا ہوں اور واپس ہو جاتا ہوں عمر نے کہا بہتر ہے ابوجعفر واپس چلے گئے۔

ابوجعفر نے عمرو بن عبید سے پوچھا کیا تم نے محمدؐ کی بیعت کر لی ہے اُس نے جواب دیا اگر تمام اُمت مجھے اپنا خلیفہ بھی بنا لے تب بھی میں اُن دونوں بھائیوں کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ اُنکی طرف اعتنا کروں یا اُنکو کوئی خدمت دوں۔

ایوب القزاز راوی ہے کہ میں نے عمرو سے پوچھا ایسے شخص کے بارے میں جس نے اپنا دین کھو کر صبر کر لیا ہو تمہاری کیا رائے ہے، اُس نے کہا میں خود ایسا شخص ہوں جسکا تم نے اشارہ کیا ہے، میں نے پوچھا آپ نے یہ کیوں کیا اگر آپ چاہتے تو تیس ہزار جنگجو آپ کے ساتھ ہوتے اُس نے کہا تمہارا خیال غلط ہے میں تو ایسے تین آدمیوں کو بھی نہیں جانتا جو اپنے عہد کو وفا کرتے اگر ایسے تین آدمی بھی مجھے مل جاتے تو میں کبھی علیحدہ نہیں رہتا بلکہ میں اُن میں چوتھا ہوتا۔

محمد بن حفص اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ محمدؐ اور ابراہیم ابوجعفر کے خوف سے عدن گئے وہاں سے سندھ چلے گئے اور پھر کوفہ آئے اور وہاں سے مدینہ آ گئے۔

جب زیاد نے ابوجعفر سے عبداللہ کے دونوں بیٹوں کے اخراج کا ذمہ لے لیا تو ابوجعفر نے اُسے مدینہ کی ولایت پر بحال رکھا، حسن بن زید کو اُن کا پتہ چلتا تھا تو اُس وقت تک وہ خاموش رہتا جب تک وہ اُس جگہ مقیم ہوتے اور جب وہاں سے روانہ ہو جاتے تو وہ ابوجعفر کو اُن کے مقام کی خبر کر دیتا ابوجعفر اطلاع کے مطابق پتہ پاتے اور اُسکے بیان کو سچ سمجھتے رہے ۱۴۰ھ ہجری تک یہی نوبت رہی اس سال وہ خود حج کرنے گئے اُنھوں نے خاصکر آل ابی طالب میں بہت سا روپیہ تقسیم کیا عبداللہ کو بلایا اُنھوں نے اُس کے دونوں بیٹوں کو پوچھا اُس نے

اپنی بے خبری ظاہر کی اُس پر دونوں میں سخت کلامی ہوئی ابو جعفر نے اس پر کم نسبی کا عیب لگایا اُس نے کہا تم میری کس ماں کی وجہ سے مجھے طعنہ دیتے ہو کیا فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلعم کی بنا پر یا فاطمہ بنت اسد یا فاطمہ بنت حسینؓ یا اُم اسحٰق بنت طلحہ یا اُم خدیجہ بنت خویلد کی وجہ سے اُنھوں نے کہا نہیں ان میں سے کسی کی بنا پر نہیں بلکہ جربا بنت قسامہ بن زہیر کی وجہ سے۔ یہ بنی طے کی ایک عورت تھی۔ اس گفتگو پر مسیب بن زہیر غصہ میں بھرا ہوا کھڑا ہوا اور عرض پرداز ہوا امیر المومنین آپ مجھے اجازت دیں میں ابھی اس فاحشہ زادے کا کام تمام کئے دیتا ہوں مگر زیاد بن عبید اللہ نے اپنی چادر اُس پر ڈالدی اور امیر المومنین سے کہا آپ میری خاطر اُنھیں معاف کر دیجیے اور میں اُن کے دونوں بیٹوں کا کھوج لگالیتا ہوں اور اُن کو آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا اس طرح عبد اللہ کی گلو خلاصی ہوئی۔

حزین الدیلی ان دو شعروں میں جربا کے نسب کی وجہ سے عبد اللہ بن حسن پر طنز کرتا ہے:

لعلك بالجرباء وبحاكة تم تفاخر ام الفضل وابنة مشرح
وما منهما الاحصان نجيبة لها حسب في قومها متزحزح

شاید کہ تو جرباء اور رحاکہ کی بنا پر اُم الفضل اور مشرح کی بیٹی کے مقابلہ میں اپنا فخر نسبی ظاہر کرتا ہے حالانکہ یہ دونوں عورتیں باعصمت شریف زادیاں تھیں اور اُن کی قوم میں اُن کا حسب باوقعت تھا۔

سندی امیر المومنین کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب عقبہ بن سلم نے ابو جعفر کو اطلاع کی کہ میں بھی حج کے لیے جا رہا ہوں اُنھوں نے اُس سے کہا کہ جب میں فلاں مقام میں پہنچوں گا تو ابنائے حسن میری ملاقات کو آئیں گے اُن میں عبد اللہ بن حسن بھی ہوگا میں اُسوقت اُسکی بہت تعظیم کروں گا اور صدر مجلس میں اُسے جگہ دونگا پھر کھانا منگواؤں گا جب کھانے سے ہم فارغ ہو جائیں گے اُسوقت میں تمکو آنکھ کا اشارہ کروں گا تم فوراً اُس کے روبرو آکر کھڑے ہونا وہ اپنی نگاہ تمھاری طرف سے پھیر لے گا تم گھوم کر اُس کے پیچھے ہو جانا

اور اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے اُسکی پیٹھ میں ٹھونسا دینا تاکہ وہ تمکو اچھی طرح دیکھ لے بس مگر جب تک وہ کھانا کھاتا رہے تم ہرگز اُس کے سامنے نہ آنا۔

ابو جعفر حج سے فارغ ہوکر اپنے علاقوں میں دورہ کرنے لگے ابنائے حسن اُن سے آکر ملے اُنھوں نے عبداللہ بن حسن کو اپنے پہلو میں جگہ دی اور کھانا منگوایا سب نے کھانا شروع کیا اس کے بعد اُنھوں نے عبداللہ کو صدر میں بٹھایا اور اُسے مخاطب کر کے کہا تم جانتے ہو کہ تم نے مجھسے اس بات کا حلفی وعدہ اور عہد کیا تھا کہ تم میری برائی نہ چاہو گے اور نہ میری حکومت کے خلاف کوئی سازش کرو گے عبداللہ نے کہا امیر المومنین میں اپنے اُس وعدہ پر قائم ہوں اب ابو جعفر نے عقبہ کو دیکھا وہ گھوم کر عبداللہ کے روبرو کھڑا ہوا عبداللہ نے اُسکی طرف سے منہ پھیر لیا اور پھر اپنا سر اُٹھایا اب عقبہ اُسکی پشت پر آکر کھڑا ہوا اُس نے اپنی انگلیوں سے اُسے ٹھونسہ دیا عبداللہ نے سر اُٹھاکر دیکھا تو عقبہ بالکل دوچار تھا وہ فوراً دوزانو ہوکر ابو جعفر سے اپنی خطا کی معافی کا خواستگار ہوا مگر اُنھوں نے کہا اگر میں تمکو معاف کردوں تو اللہ مجھے معاف نہ کرے اس کے بعد اُنھوں نے اُسکے قید کردینے کا حکم دیدیا۔

صالح صاحب المصلیٰ راوی ہے کہ میں ابو جعفر کے سراہنے کھڑا تھا اور وہ قبلہ رو بیٹھے انگیٹھی کے سامنے کھانا کھارہے تھے اُسوقت دسترخوان پر اُنکے ہمراہ عبداللہ بن حسن، ابو الکرام اور کچھ عباسی شریک تھے ابو جعفر نے عبداللہ بن حسن کو خطاب کیا اے ابو محمدؐ میں دیکھتا ہوں کہ محمدؐ اور ابراہیم میرے پاس آنے سے گھبراتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آیا کریں مجھ سے اپنے تعلقات بڑھائیں تاکہ میں اُنکو انعام واکرام دوں اور اپنے میں شامل کرلوں،

عبداللہ بہت دیر تک تو سر جھکائے رہا پھر سر اوٹھاکر اُس نے کہا امیر المومنین آپ کو اختیار ہے میرا تو اُن سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہیں وہ میرے ہاتھ سے نکل چکے ہیں ابو جعفر کہنے لگے اے ابو محمدؐ ایسا نہ کرو اُن دونوں کو تم خط لکھو اور کسی ایسے شخص کے ہاتھ وہ خط اُن کو بھیجدو جو اُنہے

پہنچا دے۔

عبداللہ سے گفتگو میں مصروفیت کی وجہ سے ابوجعفر آج اپنا کھانا پورا نہ کھا سکے عبداللہ قسم کھاتا رہا کہ اُسے اُنکی کچھ خبر نہیں ہے اور ابوجعفر برابر اصرار کرتے رہے کہ تم ایسا نہ کرو۔

محمدؐ ابوجعفر سے اس لیے بھاگتا پھرتا تھا کہ معتزلہ کی ایک جماعت کے ساتھ ابوجعفر نے مکہ میں اس کی بیعت کی تھی۔

عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس راوی ہے کہ جب ابوجعفر ۱۴۰ ہجری میں حج کے لیے گئے تو عبداللہ اور حسن، حسن کے بیٹے ان سے ملنے آئے اُسوقت ان کے پاس یہ دونوں تھے اور میں تھا ابوجعفر اُسوقت ایک خط پڑھ رہے تھے اتنے میں مہدی نے کوئی بات کہی اور اُسے غلط ادا کیا اُسپر عبداللہ نے کہا امیرالمومنین آپ کیوں اسے کسی استاد کے سپرد نہیں کرتے کہ وہ اسکی زبان درست کردے یہ تو ایسی غلطی ہے کہ چھوکریاں کرتی ہیں میں نے عبداللہ کو اشارے سے منع بھی کیا مگر وہ اپنے کہنے سے باز نہ رہا اور پھر اُس نے اُس بات کا اعادہ کیا اسی سے ابوجعفر برہم ہو گئے اُنھوں نے عبداللہ سے پوچھا کہ آپ کے صاحبزادے کہاں ہیں اُس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی ابوجعفر نے کہا تمکو پیش کرنا پڑے گا وہ کہنے لگا بخدا اگر وہ میرے قدموں تلے بھی ہوں تب بھی میں اُن کو تمھارے سپرد نہیں کروں گا۔ ابوجعفر نے ربیع کو حکم دیا کہ اسے قید کردو۔

ایک مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا تھا کہ عبداللہ نے ابوجعفر کے سامنے یہ شعر پڑھا

الم تر حوشباً امسی یبنّی ‌ ‌ ‌ ‌ بیوتاً نفعها لبنی بقیلہ

(ترجمہ) کیا تم نہیں دیکھتے کہ حوشب ایسے مکانات بنا رہا ہے جسکا نفع صرف بنی بقیلہ کو ہو گا۔

یہ شعر ابوجعفر نے کبھی بھولنے نہ دیا قید کرنے کے بعد اُنھوں نے عبداللہ کو یہ شعر یاد دلایا اور کہا جس کے متعلق تم نے کہا تھا وہ تمھارا سب سے بڑا حامی اور محسن تھا۔

ابوحنین کہتا ہے کہ حالت قید میں میں عبداللہ سے ملا اُس نے پوچھا آج کی خبر کیا ہے میں نے کہا تمھاری جائداد واملاک اور لونڈی غلاموں کے بیچنے کا حکم دیا گیا ہے مگر میں نہیں سمجھتا کہ اُن کا کوئی گاہک کھڑا ہو عبداللہ کہنے لگا ابوحنین! اس بات کو جانتے دو بخدا اگر آج مجھے اور میری بیبیوں کو بھی لونڈی غلاموں کی طرح فروخت کیا گیا تو ہمارے خریدنے والے بھی پیدا ہو جائینگے۔

ابوجعفر تو وہاں سے چلے آئے اور عبداللہ بن حسن تین سال تک قید رہا۔

ابوہبار المزنی راوی ہے کہ جب سنہ ۱۴۰ ہجری میں ابوجعفر نے حج کیا تو اس سے پہلے تو محمد اور ابراہیم عبداللہ کے بیٹے روپوش تھے مگر حج کے موسم میں یہ مکہ آئے اور انھوں نے ابوجعفر کو قتل کر دینا چاہا اشتر عبداللہ بن محمد بن عبداللہ نے اُن سے کہا کہ میں اس کا کام تمام کیئے دیتا ہوں مگر محمد نے اُسے نہ مانا اور اصرار کیا کہ تاوقتیکہ ہم اُسے اپنی بیعت کی دعوت نہ دیں تم اُسے اچانک قتل نہ کرو، اسی اختلاف رائے کی وجہ سے اُن کا تمام منصوبہ بگڑ گیا اس سازش میں ابوجعفر کا ایک خراسانی سپہ سالار فوج بھی اُن کے ساتھ ہو گیا تھا۔ اسمٰعیل بن جعفر بن محمد الاعرج ابوجعفر کے سامنے آیا اور اُس نے اس سازش کی اُن کو اطلاع دی ابوجعفر نے اُس خراسانی سردار کو گرفتار کرنے کے لیے آدمی بھیجے مگر وہ ہاتھ نہ آیا اُس کے کچھ ساتھی پکڑ لیے گئے اُسکا ایک غلام جسکے پاس تقریباً دو ہزار دینار تھے اور خود وہ سردار بچکر نکل گئے یہ اُس روپیہ کو لیکر محمد سے جا ملا محمد نے وہ روپیہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

ابوہبار کہتا ہے محمد کے حکم سے میں نے اُس شخص کے لیے اونٹ خریدے اُن کو سفر کے لیئے تیار کیا اور ایک کجاوے میں سوار کرکے میں اُسے مدینہ لیکر چلا اور مدینہ تک اُسے پہنچا دیا جب محمد مدینہ آیا تو اُس نے اُس شخص کو اپنے باپ عبداللہ کے پاس ٹھہرا دیا اور بعد ازاں اُن دونوں کو خراسان کی ایک سمت بھیجا۔ ابوجعفر نے اُس سردار کے آدمیوں کو جنہیں اُس نے گرفتار کیا تھا

ہوئی قتل کرادیا۔

محمد بن یحییٰ ابن محمد اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ اُس نے کہا کہ میں ایک دن سویرے زیاد بن عبیداللہ سے ملنے گیا اُس زمانہ میں ابوجعفر مدینہ میں تھے زیاد نے مجھ سے کہا آج رات میرے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا (امیرالمومنین کے مدینہ آنے کی وجہ سے زیاد سرکاری قصر کو چھوڑ کر اپنے مکان واقع محلہ بلاط میں ان دنوں سکونت پذیر تھا) رات کے وقت امیرالمومنین کے ہرکارے میرے دروازے پر آئے اور اُسے کھٹ کھٹایا اُسوقت سوائے پاجامے کے اور کوئی کپڑا میرے جسم پر نہ تھا میں اُسی کو سنبھالتا ہوا اپنی خوابگاہ سے نکلا میں نے اپنے خدمت گاروں اور خواجہ سراؤں کو جو میری ڈیوڑھی میں سو رہے تھے جاکر بیدار کیا اور اُن کو ہدایت کردی کہ چاہے یہ لوگ اس بیرونی حصۂ مکان کو ڈھا دیں تب بھی تم لوگ ایک بات اُن سے نہ کرنا وہ بہت دیر تک کھٹکھٹانے کے بعد واپس چلے گئے اور پھر پلٹ کر آئے اور اب اُنھوں نے ایک گھڑی انتظار کے بعد گرز نکالے یہ گرز ایسے تھے جو ایک یا دو ہی مرتبہ مدت العمر میں اُن کے پاس رہے ہوں اور اب ان لوہے کے گرزوں سے اُنھوں نے دروازہ پیٹا اور خود چیخنا چلانا شروع کیا اس مرتبہ بھی کسی نے اُن کو جواب نہیں دیا وہ واپس چلے گئے اور ایک گھڑی کے بعد پھر واپس آئے اور اس مرتبہ تو اُنھوں نے ایسا اودھم مچایا کہ اُسپر کسی طرح ضبط نہیں ہوسکتا تھا مجھے تو یہ گمان ہوا کہ شاید پورا مکان ہی مجھ پر گر پڑے گا میں نے مجبوراً دروازہ کھولنے کا حکم دیا میں اُن کے پاس گیا اُنھوں نے مجھے فوراً چلنے کا حکم سنایا بلکہ وہ تو مجھے لنڈھوں پر لاد کر لے چلے میں اُن کے ہانپنے کی آواز سنتا تھا اسی طرح کشاں کشاں وہ مجھے مروان کے مکان تک لے آئے یہاں سے دو شخصوں نے میرے مونڈھے تھامے اور زمین سے کچھ اوپر تھامے ہوئے لیچلے اسی طرح وہ مجھے قبۂ عظمیٰ کے حجرہ میں لائے یہاں میں نے دیکھا کہ ربیع کھڑا ہوا ہے مجھ سے کہنے لگا زیاد یہ آج رات تم نے اپنے اور ہمارے ساتھ کیا کیا ہے

ربیع نے مجھے اپنے ساتھ لے لیا قبّہ کے دروازے کا پردہ اُٹھا کر مجھے اندر کر دیا اور خود دونوں دروازوں کے درمیان میرے پیچھے کھڑا ہو گیا میں نے اندر آکر دیکھا کہ قبّہ کے ہر طرف شمع روشن ہیں ایک کونے میں ایک خدمتگار کھڑا ہوا ہے اور ابو جعفر اپنے تلوار کے گلے کی گات لگائے ایک فرش پر بیٹھے ہیں جسکے نیچے نہ گدا ہے اور نہ مصلّیٰ۔ سر جھکائے ہوئے ایک گرز سے زمین پیٹ رہے ہیں ربیع نے مجھ سے کہا کہ عشا کی نماز کے بعد سے اب تک یہ اسی حال میں ہیں میں اُسی طرح خاموش کھڑا ہوا اذان صبح کا انتظار کرنے لگا کہ شاید اذان صبح کے بعد یہاں سے رہائی ہو مگر اس سارے عرصہ میں انھوں نے ایک لفظ مجھ سے نہیں کہا بہت دیر کے بعد سر اُٹھا کر مجھے دیکھا اور کہنے لگے اے فاحشہ کے بچے بتا محمدؐ اور ابراہیم کہاں ہیں اس جملہ کے بعد انھوں نے پھر سر نیچا کر لیا اور اب کے پہلے سے بھی زیادہ دیر تک زمین پر گرز کو پیٹتے رہے اور دوسری مرتبہ سر اُٹھا کر مجھ سے پوچھا اے فاحشہ زادے محمدؐ اور ابراہیم کہاں ہیں اللہ مجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے قتل نہ کر دوں میں نے عرض کیا ذرا میری بھی سن لیجئے کہا کہو کیا کہتے ہو میں نے عرض کیا اسکے ذمہ دار خود آپ ہیں آپ نے اُن کو اپنے سے متنفر کیا ہے جس قاصد کے ہاتھ آپ نے بنی ہاشم میں روپیہ تقسیم کرنے بھیجا تھا اُس نے قادسیہ پہنچکر ایک چھری نکالی اور اُسے تیز کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مجھے امیر المومنین نے محمدؐ اور ابراہیم کو ذبح کرنے بھیجا ہے اس بیان کی مسلسل خبریں اُن کو معلوم ہوئیں اور اس وجہ سے وہ بھاگ گئے، اسکے بعد انھوں نے مجھ سے کہا کہ دور ہو میں وہاں سے پلٹ آیا۔

نصر بن قادم بنی محول الحناطین کا مولیٰ کہتا ہے کہ جس سال ابو جعفر حج کرنے گئے عبدویہ اور اوسکی جماعت مکہ میں تھی عبدویہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس بہانے سے صفا اور مروہ کے درمیان ابو جعفر کا کام تمام کر دوں عبد اللہ بن حسن کو یہ بات معلوم ہو گئی اُنھوں نے اُسے منع کیا اور کہا کہ تم حرم میں ہو یہاں ایسا فعل نہ کرنا، ابو جعفر کا ایک فوجی سردار خالد بن حسان

تھا جسے ابوالعساکر کہتے تھے اور یہ ایک ہزار فوج کا قائد تھا اس نے عبدویہ اور اس کے ساتھیوں سے ساز باز کرلی تھی ابوجعفر نے اس سے دریافت کیا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو اور عبدویہ اور عطاردی اور تم یہاں سے کس ارادے سے مقیم ہو اس نے صاف صاف بتا دیا کہ ہم یہ کرنا چاہتے تھے ابوجعفر نے پوچھا پھر تم کیوں اپنے ارادے سے باز رہے اس نے کہا ہمیں عبداللہ بن حسن نے منع کر دیا یہ سنتے ہی ان کو چکر آگیا اور تھوڑی دیر تک انہیں کچھ سجھائی نہیں دیا۔

حارث بن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ عبداللہ کے قید کر دینے کے بعد ابوجعفر نے اس کے دونوں بیٹوں کی گرفتاری کے لیے سعی بلیغ کی شیعوں کی طرف سے محمدؒ کے نام ایک جعلی خط لکھ کر ایک جاسوس کو دیا اس خط میں گویا شیعوں نے اپنی طاعت اور خروج کے لیے ایک دوسرے کے مقابلہ میں اپنی مستعدی کا اظہار کیا تھا نیز انھوں نے اس جاسوس کے ساتھ روپیہ اور تحائف بھی کر دئے، یہ شخص مدینہ آکر عبداللہ بن حسن سے ملا اور ان سے محمد کا پتہ پوچھا اس نے کہا وہ جہینہ کے کوہستان میں ہے نیز یہ بھی کہا کہ پہلے تم علی بن حسن کے پاس جاؤ وہ ایک نہایت ہی نیک آدمی ہیں اغر پکارے جاتے ہیں وہ مقام ذی ابر میں سکونت پذیر ہیں وہ تم کو محمد کا پتہ بتا دینگے یہ شخص علی بن حسن کے پاس آیا اور انہوں نے محمد تک اسکی رہنمائی کر دی

ابوجعفر کا ایک کاتب سر تھا یہ شیعہ تھا اس نے عبداللہ بن حسن کو اس جاسوس کے اور اسکے بھیجے جانے کی غرض سے مطلع کر دیا اسکا خط پڑھکر عبداللہ بہت ہراساں ہوا انھوں نے ابو ہبار کو فوراً علی بن حسن اور محمدؒ کے پاس دوڑایا کہ یہ جاکر ان دونوں کو متنبہ کر دے، ابو ہبار علی کے پاس آیا علی نے کہا میں نے تو اس شخص کو محمدؒ کے پاس بھیجدیا ہے ابو ہبار کہتا ہے کہ اب میں محمدؒ کے پاس اس کے مقام پر پہنچا محمدؒ ایک غار میں بیٹھا ہوا تھا اس کے ساتھ عبداللہ بن عامر الاسلمی اشجاع کے دونوں بیٹے اور دوسرے لوگ اور وہ جاسوس بیٹھے تھے اسکی آواز سب سے بلند سنائی دیتی تھی اور وہی اور دوسروں کے مقابلہ میں بہت خوشی کا اظہار کر رہا تھا مگر مجھے دیکھتے ہی

کچھ آثار پریشانی اور اضطراب اُس کے چہرہ پر نمایاں ہوئے میں بھی یاران صحبت کے ساتھ ہم جلیس ہوا اور تھوڑی دیر تک باتیں کرتا رہا اس کے بعد میں نے محمدؔ کے کان میں کہا کہ میں تم سے علیحدہ کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ مجلس سے اُٹھ آیا میں بھی اُس کے ساتھ اُوٹھ آیا اور تخلیہ میں میں نے اُس شخص کا سارا واقعہ سنایا محمدؔ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور مجھ سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیئے میں نے کہا تین باتیں ہیں ان میں سے ایک پر عمل کرو اُس نے کہا اچھا بتاؤ میں نے کہا مجھے اجازت دو میں اُسے قتل کر دیتا ہوں محمدؔ نے کہا میں بغیر مجبوری کسی خون کا وبال اپنے سر نہیں لینا چاہتا اُس نے کہا اور کیا مشورہ دیتے ہو میں نے کہا تو پھر بہتر یہ ہے کہ اسے بھاری بھاری بیڑیاں پہنا کر اپنے ساتھ قید رکھو اور جہاں تم جاؤ اسے بھی لیجاؤ محمدؔ نے کہا اس خوف و ہراس کی حالت میں ہمیں ایسی فراغت کہاں نصیب ہے کہ ہم اسطرح اسے ساتھ لئے پھریں محمدؔ نے کہا اچھا اور کیا مشورہ دیتے ہو میں نے کہا مناسب یہ ہے کہ اسے مقید کر کے بنی جہنیہ کے اپنے کسی خاص بھروسہ کے آدمی کے پاس چھوڑ دیجئے اُس نے کہا ہاں یہ مناسب ہے ایسا ہی میں کرتا ہوں اب ہم دونوں واپس آئے مگر اسی اثنا میں وہ شخص مجھے تاڑ گیا تھا اور بھاگ چکا تھا ہم نے اور لوگوں سے اُسے دریافت کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ اُس نے پانی کی چھاگل اُٹھائی اُس میں سے کچھ پانی گرا دیا اور پھر اُس ٹیکری کے پیچھے طہارت کی غرض سے چلا گیا اب ہم نے اُس کی تلاش میں تمام پہاڑ اور اُس کے اطراف کا علاقہ چھان مارا مگر اُسکا پتہ نہ پایا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمین میں سما گیا ہے۔

دوسری طرف وہ جاسوس اپنے پیروں بھاگ کر شاہراہ پر آ گیا یہاں اُسے کچھ اعرابی مدینہ جاتے ہوئے جنکے ساتھ اونٹوں پر بار تھا ملے اس نے اُنمیں سے ایک سے کہا کہ تم بورے کو خالی کر کے اُس میں مجھے بٹھالو اسطرح میں دوسری جانب کے بورے کے ہم پلہ ہو جاؤں گا اور تم کو اسقدر روپیہ معاوضہ میں دوں گا اُس اعرابی نے یہ بات مان لی اور ایک جانب کا بورا خالی کر کے اُس جاسوس کو اونٹ پر سوار کر کے مدینہ پہنچا دیا، مدینہ سے

وہ شخص ابوجعفر کے پاس آیا اُنھیں سارا ماجرا سُنایا مگر وہ ابو ہبار کے نام اور کنیت کو بھول گیا اور بجائے اُس کے اُس نے وبر کہہ دیا، ابوجعفر نے وبر المزنی کی تلاش کرائی چنانچہ ایک شخص وبر نامی اُن کے پاس بھیجدیا گیا اُنھوں نے اُس سے محمدؐ کا قصہ دریافت کیا اور جو جاسوس نے واقعہ بیان کیا تھا اُسکی تصدیق چاہی اُس نے قسم کھاکر کہا کہ میں ان واقعات سے قطعی نابلد ہوں ابوجعفر کے حکم سے سات سو درے اُسکے لگے اور اُسے قید کر دیا گیا یہ شخص ابوجعفر کے انتقال تک قید ہی رہا۔

ابوجعفر نے اب محمدؐ کی تلاش میں بیش از بیش سعی شروع کی اور زیاد بن عبید اللہ الحارثی سے مطالبہ کیا کہ جو ذمہ تم نے لیا تھا اُسے پورا کرو، ایک مرتبہ محمدؐ مدینہ آیا زیاد کو اُس کے آنے کی اطلاع ہوئی زیاد اُس کے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آیا اور اُس نے وعدۂ امان دیکر اُس سے یہ خواہش کی کہ تم میرے ساتھ اہل مدینہ کو اپنا چہرہ دکھا دو محمدؐ نے اُسکا وعدہ کرلیا زیاد صبح اندھیرے سے سوار ہوا اور اُس نے محمدؐ سے وعدہ کیا تھا کہ میں چوک بازار میں ملونگا چنانچہ اُسی مقام پر یہ دونوں ملے محمدؐ اُس وقت بغیر اپنے کو چھپائے کھلم کھلا باہر آیا تھا زیاد نے اُسکے پاس کھڑے ہوکر بازار والوں سے کہا کہ دیکھو یہ محمدؐ بن عبد اللہ بن حسن موجود ہے دوسری طرف اُس نے محمدؐ سے کہا کہ اب جہاں تمھارا جی چاہے چلے جاؤ اس کے بعد ہی محمدؐ روپوش ہو گیا اس واقعہ کی متواتر خبریں ابوجعفر کو پہنچیں۔

ایک دن ابراہیم بن عبد اللہ زیاد سے ملنے گیا اُس نے کپڑوں کے نیچے زرہ پہن رکھی تھی زیاد نے اُسے چھوکر معلوم کیا اور کہنے لگا اے ابو اسحٰق کیا مجھ سے بھی بدگمان ہو بخدا میں تمھارے ساتھ کبھی کوئی بُرائی نہیں کروں گا۔

عیسٰی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ زیاد سوار کرکے محمدؐ کو بازار میں لیکر آیا اُسے دیکھتے ہی لوگوں نے مہدی مہدی کے نعرے بلند کیے محمدؐ روپوش ہو گیا اور پھر خروج تک وہ ظاہر نہیں ہوا۔

جب اس واقعہ کی مسلسل خبریں ابوجعفر کو پہونچیں اُنھوں نے ابوالازہر ایک خراسانی کو ایک خط دیکر مدینہ بھیجا اور بھی کئی خط اُسے دئے اور ہدایت کی کہ

تاوقتیکہ وہ مدینہ کے قریب مقام اعوص پر نہ پہنچ جائے وہ اپنے موسومہ خط کو نہ پڑھے اس نے حسبہ اعوص پہنچکر اپنا خط پڑھا اسمیں عبدالعزیز بن المطلب بن عبداللہ کے ولایتِ مدینہ کا عہدہ مرقوم تھا جو زیاد بن عبیداللہ کے قاضی تھے، زیاد کو بیڑیاں پہنادی گئیں اس کی جائداد ضبط کر لی گئی اور جہاں اس کی کوئی چیز ملی اسپر قبضہ کر لیا گیا نیز اس کے مقرر کردہ عمال کو گرفتار کر کے زیاد کے ساتھ ابوجعفر کے پاس بھیجدیا گیا۔

ابوالازہر ۲۳ ۔ جمادی الآخرہ ۱۴۱ھ ہجری میں مدینہ آیا زیاد اسوقت سواری میں تھا ابوالازہر نے اُسسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سواری کے لیے گیا ہے ہرکاروں نے جاکر ابوالازہر کے آنے کی اسسے اطلاع دی وہ فوراً تیزی سے واپس آکر مروان کے مکان میں جلوس پذیر ہوا ابوالازہر نے اُسکے پاس جاکر ابوجعفر کے خط کا ایک ثلث حصہ حوالے کیا جسمیں اُسسے بے چون و چرا تعمیل ارشاد کا حکم تھا اُس نے بسر و چشم تعمیل کا اقرار کیا اور اُس سے کہا کہ تم جو چاہو حکم دو ابوالازہر نے کہا کہ عبدالعزیز بن المطلب کو بلا بھیجو اُس کے آنے کے بعد ابوالازہر نے دوسرا خط عبدالعزیز کو دیا جسمیں ہدایت کی گئی تھی کہ تم ابوالازہر کی ہدایت پر عمل کرو عبدالعزیز نے بلا پس و پیش اسکے لیے آمادگی ظاہر کی اسکے بعد اُس نے تیسرا خط زیاد کے حوالے کیا جسمیں اُسسے عبدالعزیز کو اپنی خدمت کا جائزہ دینے کا حکم دیا گیا تھا اور اب اُس نے عبدالعزیز کو اُسکا فرمان تقرر دیا اور حکم دیا کہ تم ابویحییٰ کی مشکیں بند ہوا دو چنانچہ زیاد کو پا بزنجیر کر کے اُس کے مال و متاع کو ضبط کر لیا گیا، سرکاری خزانہ میں پچاسی ہزار دینار ملے اُس کے تمام عامل بھی بلا استثنار گرفتار کر کے اُس کے ساتھ پابجولاں ابوجعفر کے پاس بھیجدیے گیے جب یہ مدینہ کی گلیوں سے گذرے تو اُسکے دوسرے ماتحت اہلکاروں اور عہدیداروں نے کھڑے ہوکر اسے سلام کیا اُن کے اظہار رنج و ہمدردی سے زیاد اسقدر متاثر ہوا کہ کہنے لگا کہ میرا باپ تم پرسے قربان ہو اگر ابوجعفر تمکو اسطرح مجھے سلام کرتے دیکھ لیں تو پھر مجھے اسکی کچھ پروا نہ رہے کہ میرا کیا حشر ہوگا۔

علی بن عبد الحمید کہتا ہے کہ ہم لوگ زیاد کی مشایعت کے لیے ساتھ چلے ایک رات میں اُسکے محمل کے نیچے چل رہا تھا کہ اُس نے مجھ سے کہا کہ سوائے اس کے کہ عبداللہ کے بیٹوں کا معاملہ ہو اور یہ کہ میں نے بنی فاطمہ کے خون کو بہت عزیز رکھا اور اُس کے بہانے سے پہلو تہی کی مجھے اپنا اور کوئی قصور نظر نہیں آتا جو میں نے امیرالمومنین کے خلاف کیا ہو۔ جب یہ جماعت شقرہ پہنچی تو اُن میں سے محمد بن عبدالعزیز فرار ہو کر مدینہ چلا آیا باقی اور لوگوں کو ابو جعفر نے قید کر دیا اور کچھ عرصہ کے بعد پھر رہا کر دیا۔

ایک دوسری روایت یہ ہے۔ کہ ابو جعفر نے مبھوت اور ابن ابی عاصم کو محمد کی تلاش میں روانہ کیا مبھوت وہ شخص ہے جس نے زیاد کو گرفتار کیا تھا اُسوقت زیاد نے یہ شعر پڑھا

أكلّف ذنب قوم لست منهم وماجنت الشمال على اليمين

(ترجمہ) میں اُن لوگوں کے قصور میں پکڑا جا رہا ہوں جن سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے اور اس قضیہ کی صورت یہ ہے کہ بائیں ہاتھ نے داہنے کے خلاف کارروائی کی ہے؛

عمران بن ابی فروہ راوی ہے کہ میں اور شیبانی ابو جعفر کا ایک فوجی سردار زیاد بن عبید اللہ کے پاس تھے جس زمانے میں ابو جعفر نے ابوالازہر کو بنی حسن کی گرفتاری کے لیے بھیجا تھا ہم اُسکے پاس اکثر جاتے تھے ایک دن میں ابوالازہر کے ہمراہ جا رہا تھا کہ اچانک ایک شخص آکر اُس سے چمٹ گیا اور کہنے لگا کہ میں محمد اور ابراہیم کے بارے میں ایک مفید بات کہنا چاہتا ہوں ابوالازہر نے کہا دور رہو اُس نے کہا اس میں امیرالمومنین کی بھلائی ہے ابوالازہر نے کہا دور ہو اب کیا ہو سکتا ہے جب کہ اس قضیہ میں ایک خلق کثیر کام آچکی ہے مگر وہ شخص برابر لپٹا رہا اور اُس نے پلٹ جانے سے انکار کر دیا ابوالازہر نے بھی اُس سے تعارض کرنا چھوڑ دیا اور جب ذرا ویران راستہ آیا ابوالازہر نے اپنی تلوار سے اُسکے پیٹ میں اس زور سے ایک ٹھونسا دیا کہ وہ ایک سمت کو جا پڑا۔

زیاد کے بعد ابو جعفر نے محمدؒ بن خالد کو مدینہ کا والی مقرر کردیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ محمدؒ کی تلاش میں سعی بلیغ کرے اور یہ بھی اجازت دیدی کہ اس کام کے لیے جسقدر روپیہ چاہے صرف کرے یہ مسلسل منزلیں طے کرکے غرۂ ماہِ رجب ۱۴۱ھ ہجری کو مدینہ آیا اُس کے مدینہ آنے کی اہل مدینہ کو اُسوقت تک کوئی اطلاع ہی نہ تھی جب تک کہ اُس کے قاصد نے شقرہ سے آکر جو مقام عوص اور رطرف کے درمیان مدینہ سے صرف دو راتوں کی مسافت پر واقع ہے اُس کے والی ہو کر آنے کی مدینہ والوں کی اطلاع نہ دی اسے بیت المال میں ستر ہزار دینار اور دس لاکھ درہم ملے اس نے اس رقم کثیر کو محمدؐ کی تلاش کی مد میں صرف کردیا اور جو حسابات دارالخلافہ کو بھیجے اُنیں اکثر خرچ اسی مد میں بتایا گیا مگر اسقدر خرچ کثیر کے بعد بھی جب محمدؐ کی گرفتاری میں کامیابی نہیں ہوئی تو اب ابو جعفر نے اُسے بلا وجہ کی تعویق خیال کیا اور اس رقم کی وجہ سے وہ محمد بن خالد کی طرف سے مشتبہ ہو گئے ابو جعفر نے اُسے مدینہ کی پوری خانہ تلاشی لینے کا حکم دیا محمد بن خالد نے اپنے اہل عملہ کو حکم دیا کہ کسی ایسے شخص سے معاملہ کرو جو محمدؐ کا پتہ چلا دے اُنھوں نے رباح العاضری مخبر سے معاملہ کیا یہ ایک ہزار دینار پر لوگوں سے اہم کاموں کے لیے معاملہ کرتا تھا مگر یہ ساری رقم بھی برباد گئی اور کوئی پتہ نہ چلا اب سرکاری عہدیداروں نے تمام مدینہ کی خانہ تلاشی کی ٹھانی قسری نے اہل مدینہ کو حکم دیا کہ وہ سات روز تک اپنے گھروں سے قدم باہر نہ نکالیں اس اثناء میں اُس کے ہرکارے اور سپاہی گھر گھر کی خانہ تلاشی کرتے پھرے مگر کوئی پتہ محمدؐ کا نہ چلا اس ڈر سے کہ خود اُس کے عہدیداروں کو دوسرا فریق رشوت دیکر اپنے ساتھ نہ ملا لے قسری نے اپنے تمام عہدیداروں کو چیک لکھکر دیئے تھے مگر جب اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی اور ابو جعفر کو اسقدر رقم کا خرچ محسوس ہوا اُنھوں نے محمدؐ بن خالد القسری کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کردیا۔

ابن قحبہ راوی ہے کہ محمدؐ اور ابراہیم کے معاملے کو ابو جعفر بہت ہی اہم

خیال کرنے لگے اُنھوں نے ابوالعلاء قیس عیلان کے ایک شخص کو بلا کر اُس سے ان دونوں کے معاملہ میں مشورہ چاہا اور اُن کی طرف سے اپنی فکر و پریشانی کا اظہار کیا اُس نے کہا میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کام کے لیے آپ زبیر یا طلحہ کی اولاد میں سے کسی شخص کو متعین کیجیے وہ علاوہ دیگر ان دونوں کی تلاش کرے گا اور میں یقین کامل رکھتا ہوں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ اُن دونوں کو تمھارے پاس لے آئے گا اُنھوں نے کہا تمھاری رائے تو صائب ہے خود میرے ذہن میں بھی یہ بات آئی تھی مگر میں اللہ سے عہد کر چکا ہوں کہ اپنے اور اُن کے مشترک دشمن کو اپنے خاندان والوں پر متعین نہ کروں گا البتہ میں عرب کے ایک مشہور ڈاکو کو اس کام پر مقرر کرتا ہوں اور وہ اسکو سرانجام کر لے گا۔

موسیٰ بن عبدالعزیز بیان کرتا ہے کہ جب ابوجعفر نے محمد بن خالد کو ولایت مدینہ سے علیحدہ کر دینے کا ارادہ کیا وہ ایک دن سواری کے لئے چلے اپنے مکان سے نکلے تھے کہ یزید بن اُسید السلمی نظر آیا ابوجعفر نے اُسے بلایا اور وہ بھی ان کے ساتھ ہولیا پھر اُس نے کہا تم مجھے قیس کا کوئی ایسا غریب بہادر آدمی بتاؤ کہ میں اُسے دولت مند بنا دوں اُسکا مرتبہ بلند کروں اور یمنی عربوں کے سردار یعنے ابن القسری کو اُس کے حوالے کر دوں تاکہ وہ جسطرح چاہے اُسکے ساتھ سلوک کرے یزید نے کہا مناسب ہے ایک شخص میرے پیش نظر ہے ابوجعفر نے پوچھا کون، اُس نے کہا ریاح بن عثمان بن حیان المرّی ابوجعفر نے کہا اچھا اب کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرنا سواری سے واپس آکر اُنھوں نے بہت تیز رو اونٹنیاں اُن کا زین سامان اور کجاوے منگوائے اور راب اُن کو سفر کے لیے تیار کیا گیا۔ عشا کی نماز پڑھکر جب واپس آئے ریاح کو بلایا اُس سے عبداللہ کے بیٹوں کے معاملہ میں زیاد اور قسری کی سہل انگاری اور بددیانتی کی شکایت کی اور اُسکو مدینہ کا والی مقرر کیا اور حکم دیا کہ اسیوقت اپنے گھر جانے سے پہلے ہی اپنے مستقر حکومت کو چلے جاؤ اور مدینہ جاکر اُن دونوں کی تلاش میں پوری

جدوجہد کام میں لاؤ، ریاح پے در پے منزلیں طے کرتا ہوا ۲۳ رمضان ۱۴۴ھ کو جمعہ کے دن مدینہ پہنچ گیا،

ربیع کہتا ہے کہ جب ان دونوں بھائیوں کے معاملہ کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ ابوجعفر انکی وجہ سے سخت متردد و پریشان رہنے لگے اس زمانہ میں ایک دن میں ان کے پاس سے باہر آیا تھا یا اپنے گھر سے ان کے پاس جانے کے ارادے سے نکلا تھا کہ ایک شخص پر میری نظر پڑی اُسنے میرے قریب آکر کہا کہ میں ریاح بن عثمان کا قاصد ہوں اور آپکی خدمت میں بھیجا گیا ہوں انھوں نے آپکو یہ پیام دیا ہے کہ اُسے محمدؐ اور ابراہیم کی ساری کیفیت کا علم ہے اور اُن کے معاملہ میں والیوں نے مداہنت سے کام لیا ہے اگر امیر المومنین مجھے مدینہ کا والی بنادیں تو میں یہ ذمہ لیتا ہوں کہ اُن کو پکڑ لونگا اور سامنے لے آؤں گا میں نے امیر المومنین سے جاکر یہ بات کہدی انھوں نے اسی وقت اُسکی ولایت کا فرمان لکھدیا وہاں اور کوئی شخص اُسوقت موجود نہ تھا۔

موسیٰ بن عبدالعزیز بیان کرتا ہے کہ ریاح مروان کے محل میں پہنچکر جب اُس کے چبوترے کے پاس آیا تو اپنے بعض ہمراہیوں سے کہنے لگا کیا یہی مروان کا محل ہے انھوں نے کہا جی ہاں کہنے لگا یہ بھی عجیب محلسرا ہے کہ آج ایک یہاں آکر اُترتا ہے اور دوسرے دن یہاں سے کوچ کرجاتا ہے ہم خود سب سے پہلے یہاں سے کوچ کرنے والوں میں ہوں گے۔

زبیر بن المنذر عبدالرحمٰن بن العوام کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ ریاح کے ساتھ اس کا ایک دربان ابوالبختری نامی بھی مدینہ آیا چونکہ یہ ولید بن یزید کے زمانے میں میرے باپ کا دوست تھا اس تعلق کی وجہ سے میں اس سے ملنے جاتا تھا ایک دن اُس نے مجھسے کہا کہ ریاح نے مروان کے قصر میں فروکش ہونے کے بعد مجھ سے کہا تھا کہ بخدا یہ محلسرا بھی عجیب ہے کہ اُدھر یہاں کوئی آکر فروکش ہوا اور تھوڑے ہی عرصہ میں کوچ کرگیا عبداللہ اسی قصر کی ایک کوٹھڑی میں

اُس راستے پر جو مقصورہ کو جاتا ہے قید تھا جہاں اسے زیاد نے قید کر رکھا تھا تو جب اور لوگ اُس سے ملاقات کرکے چلے گئے تو ریاح نے مجھ سے کہا کہ تم میرا ہاتھ پکڑلو اور ہم ابن مرزبر کے ملنے چلیں چنانچہ وہ مجھ پر سہارا دیئے ہوئے عبداللہ بن حسن کے سامنے آکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے شیخ امیر المومنین نے مجھے کسی قرابت کی وجہ سے یا کسی ایسے احسان کی وجہ سے جو ان سے ان کے ساتھ کیا ہو مجھے اس خدمت پر مامور نہیں کیا ہے بخدا تم اسطرح مجھے اس معاملہ میں بے وقوف نہ بنا سکو گے جیسا کہ تم زیاد اور قسری کے ساتھ کرتے آئے ہو یا تو اپنے بیٹوں محمدؐ اور ابراہیم کو حاضر کر دو ورنہ میں تمہاری جان نکال لونگا اسپر اوس نے سر اُٹھایا اور کہنے لگا ہاں ٹھیک ہے تو ہی وہ ذلیل نیلگوں چشم قیسی ہے جو اس قضیہ میں بکری کی طرح ذبح کر دیا جائے گا۔ ابو البختری کہتا تھا کہ اب ہم واپس آئے عبداللہ کے کہنے کا اُسپر یہ اثر ہوا کہ اُسکے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا مجھے اُسکی سردی محسوس ہو رہی تھی اور اُس کے دونوں پاؤں لڑکھڑا رہے تھے میں نے اُس سے کہا کہ آپ اُسکی بات پر التفات نہ کیجئے یہ غیب سے واقف نہیں کہنے لگا یہ کیا کہتے ہو اُس نے جو کچھ اسوقت کہا ہے یہ ضرور اپنے بزرگوں سے سنکر کہا ہے، راوی کہتا ہے کہ یہ شخص واقعی بکری کی طرح اس فتنہ میں ذبح کر دیا گیا۔

ریاح نے مدینہ آکر قسری کو طلب کیا اور اُس سے سرکاری روپیہ کا حساب مانگا اُس نے کہا میرا یہ منشی موجود ہے یہ مجھسے زیادہ روپیہ کے حساب سے واقف ہے اُس نے کہا میں تم سے پوچھتا ہوں تم اپنے منشی پر ٹالتے ہو اُس کے بعد ریاح کے حکم سے اُس کی گردن دبا دی گئی اور اُسپر بے شمار کوڑے پڑے پھر اُس نے اُس کے منشی رزام کو جو اُسکا مولی بھی تھا گرفتار کیا اُسپر سخت مار پڑنے لگی صورت یہ تھی کہ ایک دن آڑ اُس کے ہاتھ گردن پر باندھ دیئے جاتے تھے اور سویرے سے شام تک پندرہ کوڑے لگوائے جاتے نیز اُسے

مسجد نبوی کے صحن اور شہر کے چوک میں پھرا کر کوڑے لگائے جاتے اُس سے کہا گیا کہ تو ابن خالد کے خلاف مواد دیدے مگر اس سے اُس نے قطعی انکار کر دیا ایک دن اسے عمر بن عبداللہ الجذامی نائب کوتوال نے باہر نکالا اور کوڑے مارنا چاہے مگر دیکھا کہ اُس کے دونوں پیروں سے لیکر کانوں تک زخم ہی زخم ہے عمر نے اُس سے کہا کہ آج تمھارے پٹنے کی باری ہے بتاؤ کہاں کوڑے لگائیں وہ کہنے لگا بجز الکف دست کے علاوہ میرے تمام جسم پر کوئی جگہ ایسی نہیں رہی جہاں تم کوڑے لگا سکو کیونکہ ہر حصّہ زخمی ہے اگر چاہتے ہو تو یہ ہتیلیاں موجود ہیں انپر کوڑے لگا لو اُس نے اپنی ہتیلیاں سامنے کردیں اور انپر پندرہ کوڑے لگائے گئے۔

ریاح کے آدمی برابر اس شخص کے پاس آتے اور اُسے پھسلاتے رہے کہ وہ کسی طرح سے ابن خالد کے خلاف مواد دیدے تو پھر اُسے چھوڑ دیا جائے اُس نے ریاح سے کہلا بھیجا کہ تم مجھے پٹوانا چھوڑ دو میں ایک تحریر لکھتا ہوں ریاح نے مار کی ممانعت کردی اور پھر اُس سے اصرار کیا اور کہا کہ آج شام تم وہ تحریر لیکر سب لوگوں کے سامنے مجھے دو شام کے وقت ریاح نے پھر اپنا آدمی اُس کے پاس بھیجا اور اُسے بلایا رزام اُس کے پاس آگیا اُس وقت بہت سے لوگ ریاح کے پاس بیٹھے تھے اُس نے کہا اے لوگو تم گواہ رہو کہ امیر نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ایک تحریر لکھ کر دوں جس میں ابن خالد کو ملزم ثابت کروں میں نے اس قسم کی ایک تحریر لکھدی ہے اور اُس میں ابن خالد پر الزام عاید کیا ہے مگر میں اب تم لوگوں کو گواہ کرتا ہوں کہ جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے وہ سراسر جھوٹ اور غلط ہے۔ ریاح نے حکم دیا کہ اسے سو کوڑے لگائے جائیں چنانچہ اب سو کوڑے اُسے مارے گئے اور پھر اُسے جیل میں بھیجدیا گیا۔

عبیداللہ بن محمد بن عمر بن علی راوی ہے کہ جب اللہ نے حضرت آدمؑ کو جنت سے اتار کر جبل ابو قبیس پر کھڑا کیا تو تمام سطح زمین اُن کے سامنے آیا اللہ نے فرمایا یہ ساری زمین تمھارے لیے ہے آدمؑ نے کہا اے

میرے پروردگار میں کیونکر جان سکوں گا کہ اس زمین میں کیا ہے اللہ نے اُن کے لیے ستارے ظاہر کیے اور کہا کہ جب تمکو یہ ستارہ نظر آئے تم سمجھ لینا کہ یہ اور یہ واقعات ہوں گے اور جب فلاں ستارہ دیکھنا تو سمجھ لینا کہ اب فلاں واقعہ پیش آئے گا چنانچہ حضرت آدمؑ تمام واقعات زمین ستاروں کے ذریعہ معلوم کرتے تھے اس کے بعد یہ طریقہ بھی آپ کے لئے مشکل ہو گیا تو اللہ نے آسمان سے ایک آئینہ نازل فرمایا جس میں وہ تمام روئے زمین کے واقعات دیکھ لیتے تھے اُن کے انتقال کے بعد قفطلس شیطان نے اُس آئینہ پر قبضہ کر کے اُسے توڑ ڈالا اور اُسپر سرزمین مشرق میں ایک شہر جابرت نام بسایا حضرت سلیمانؑ نے جب اُس آئینہ کو دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ وہ قفطلس لے گیا آپ نے اُسے بُلا کر اُس آئینہ کو پوچھا اُس نے کہا کہ وہ شہر جابرت کی بنیادوں میں موجود ہے آپ نے اُس سے کہا کہ وہ لیکر آ اُس نے کہا مگر اُن بنیادوں کو کون منہدم کر سکے گا لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ اُس شیطان سے کہیے کہ تو ہی یہ کام بھی کر چنانچہ وہ شیطان اُس آئینہ کو حضرت سلیمان کے پاس لے آیا حضرت سلیمانؑ نے اُس کے ٹکڑوں کو جوڑ کر اُسکے چاروں طرف تسمے باندھے اب وہ تمام جہان کی سیر اس میں کرنے لگے آپ کے انتقال کے بعد بہت سے شیاطین اُس پر ٹوٹ پڑے اور اُسے لیگئے اُس کا ایک ٹکڑا بچ گیا تھا جو بنی اسرائیل میں متوارث ہوتا ہوا قبیلۂ جالوت کے سردار کے پاس آیا وہ اُسے مروان بن محمد کے پاس لایا اُس نے اُسے رگڑ کر ایک دوسرے آئینہ پر چڑھا کر جب دیکھا تو اُس میں اُسے اپنے متعلق خلاف منشا واقعات نظر آئے مروان نے اُسے پھینکدیا اور رئیس جالوت کے سردار کو قتل کرا دیا اور وہ آئینہ اپنی ایک جاریہ کو دیدیا اُس نے اُسے ایک تھیلی میں بند کر کے کوٹھری میں مقفل کر دیا۔ ابو جعفر نے خلیفہ ہونے کے بعد اُسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ فلاں عورت کے پاس موجود ہے چنانچہ اُس کی تلاش ہوئی اور منگایا ابو جعفر بھی یہ کرتے تھے کہ اُسے رگڑ کر اور صاف کر کے ایک دوسرے آئینہ پر رکھتے تھے اور اُس میں تمام زمین کی سیر کر لیتے تھے اسی میں اُنھوں نے محمد بن عبداللہ

کو دیکھا اور ریاح کو لکھا کہ محمد ایسے علاقے میں ہے جہاں لیمون اور عناب کثرت سے پیدا ہوتے ہیں وہاں اُسکی تلاش کرو۔ مگر چونکہ ابو جعفر کے کسی خاص آدمی نے محمد کو یہ بات لکھدی تھی کہ تم ایک مقام میں صرف اتنے دن قیام کرنا جتنے دن میں ڈاک عراق سے مدینہ پہنچ جاتی ہے اُس کے بعد وہ مقام چھوڑ دینا چنانچہ وہ ہمیشہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا تھا اسی اثنا میں ابو جعفر نے ایک مرتبہ اُسے کوہ بیضا میں دیکھا جو جھاڑی سے تقریباً بیس میل کے فاصلہ پر ہے اور سب پہاڑوں سے زیادہ طویل ہے ابو جعفر نے ریاح کو اطلاع دی کہ محمد آج کل ایسے علاقے میں ہے جہاں پہاڑ اور غار کثرت سے ہیں ریاح نے ایسے مقام پر بھی اوسے ڈھونڈا مگر نہ پایا۔ پھر ایک مرتبہ انھوں نے ریاح کو لکھا کہ اب وہ ایسے پہاڑ میں ہے جہاں مونگ اور تار گول ہوتا ہے ریاح نے پڑھکر کہا کہ یہ تو کوہ رضوی ہے چنانچہ اب اُس نے یہاں محمد کو ڈھونڈا مگر نہ پایا۔

ابو صفوان نصر بن قدید بن نصر بن سیار کہتا ہے کہ ابو جعفر کے پاس ایک ایسا آئینہ تھا جس میں دیکھکر وہ اپنے دوست یا دشمن کو سمجھ جاتے تھے۔

حارث بن اسحق راوی ہے۔ ریاح نے محمد کی تلاش میں اب اور بھی زیادہ کوشش شروع کی اسے معلوم ہوا کہ محمد کوہستان جہینہ کے جبل رضوی کی کسی گھاٹی میں ہے یہ مقام ینبع کے علاقہ میں واقع ہے ریاح نے عمرو بن عثمان بن مالک الجھنی از بنی حشم کو اس مقام کا عامل مقرر کیا اور محمد کی تلاش کی ہدایت کی اُسے معلوم ہوا کہ وہ کوہ رضوی کی ایک گھاٹی میں موجود ہے یہ رسالہ اور پیدل سپاہ لیکر اُس کی تلاش میں چلا محمد کو اُس کے آنے کی اطلاع ہوگئی وہ تو بڑی سرعت سے نکل بھاگا مگر اُس کا ایک بالکل کمسن بچہ جو اُسی حالت خوف و ہراس میں پیدا ہوا تھا اور جسے اُسکی ایک چھوکری لیے ہوئی تھی پہاڑ پر سے گر پڑا اور پاش پاش ہوگیا عمرو بن عثمان بے نیل مرام پلٹ آیا۔ وہ بچہ گرکر مرگیا جب اس کی اطلاع محمد کو ہوئی اُسے اسکا سخت صدمہ ہوا۔

خود محمد سے یہ روایت مذکور ہوئی ہے وہ کہتا ہے کہ جب میں جبل رضوی میں چھپا ہوا تھا اُسوقت میرے ساتھ میری ایک ام ولد لونڈی ساتھ تھی

میرا ایک شیر خوار بچہ اُس کے پاس تھا جسے وہ دودھ پلا رہی تھی اتنے میں اچانک اہل مدینہ کے موالی ابن تیسوطی نے اس پہاڑ میں مجھے آگھیرا میں تو بھاگ کر بچ گیا میری جاریہ بھی بھاگی وہ بچہ اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور پاش پاش ہوگیا۔

اس بیان کا ناقل عبید اللہ کہتا ہے کہ ظہور کے بعد جب ابن سیوطی محمد کے سامنے پیش کیا گیا تو محمد نے اُس سے پوچھا تمکو اُس شیر خوار بچہ کا واقعہ یاد ہے اُس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں محمد نے اُسے قید کردیا اور یہ محمد کے قتل ہونے تک قید رہا۔

خود محمد سے روایت ہے کہ میں وادی حرّہ میں تھا کبھی پہاڑ پر چڑھ جاتا تھا اور کبھی وادی میں اوتر آتا تھا اتنے میں ریاح رسالہ لیکر آپہنچا میں ایک کنوئیں کی طرف مڑ گیا اور اُس کے دونوں ڈھاووں کے درمیان ٹھہر کر پانی پینے لگا یہ دیکھکر ریاح نے میرا تعاقب چھوڑ دیا اللہ اس کا برا کرے یہ اعرابی اپنے اخلاق میں کسقدر وسیع ظرف تھا۔

عثمان بن مالک کہتا ہے کہ ریاح نے عمداً محمد کو بچکر نکل جانے دیا محمد نے مجھ سے کہا کہ تم مجھے مسجد الفتح لیچلو وہاں ہم اللہ سے دعا مانگیں گے، میں صبح کی نماز پڑھکر محمد کے پاس آیا اور اب ہم دونوں چلے اُسوقت محمد نے ایک موٹی قمیض پہن رکھی تھی اور ایک پھٹی ہوئی قرقبی چادر اوڑھے ہوئے تھا جب ہم اُس کی قیام گاہ سے نکلکر مسجد کے قریب آئے میں نے مڑ کر دیکھا تو مجھے ریاح سواروں کے ایک دستہ کے ساتھ آتا ہوا نظر آیا میں نے اُس سے کہا غضب ہوگیا ریاح آرہا ہے محمد نے بے پروائی سے مجھ سے کہا کہ چلے چلو میں آگے تو بڑھا مگر خوف کی وجہ سے میرے پاؤں بھی کام نہ دیتے تھے خود محمد راستے سے ہٹ کر اور اس سے پشت پھیر کر بیٹھ گیا اور اپنی چادر کا انچل اپنے منہ پر ڈال لیا یہ جسیم تھا جب ریاح اُس کے برابر آیا تو اُس نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی عورت ہے جو ہمیں دیکھکر شرما گئی ہے اور اس نے گھونگٹ کرلیا ہے میں آفتاب کے طلوع ہونے تک چلتا رہا ریاح آیا اور اُس نے مسجد پر چڑھکر دو رکعت

پڑھی پھر بُطحان کی سمت سے واپس چلا گیا اُسکے بعد محمدؒ مسجد میں آیا اُس نے نماز پڑھی اور دعا کی۔

اپنے ظاہر ہونے تک محمدؒ برابر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہا۔ جب اُن پر قابو پانے میں منصور کو اسقدر دیر لگی تو وہ چڑ گیا عبداللہ بن حسن اُس کی قید میں تھا اُسوقت عبدالعزیز بن سعید نے ابوجعفر سے کہا کہ ایک طرف تو آپ محمدؒ اور ابراہیم کے پکڑنے کی فکر میں ہیں اور دوسری طرف ابنائے حسن آزاد پھر رہے ہیں حالانکہ بخدا اُن کے ہر شخص کا رعب لوگوں کے قلوب میں شیر سے بھی زیادہ ہے عبدالعزیز کی یہی بات اُن سب کی گرفتاری کا باعث ہوئی ابوجعفر نے اُس کے بعد عبدالعزیز سے بلاکر پوچھا تمکو کس نے یہ بات سمجھائی تھی اُس نے کہا فُلیح بن سلیمان نے چنانچہ عبدالعزیز بن سعید کے مرنے کے بعد جو ابوجعفر کا جاسوس اور حاکم صدقات تھا انھوں نے فُلیح بن سلیمان کو اُس کی جگہ مقرر کر دیا ابوجعفر نے بنی حسن کی گرفتاری کا حکم دیدیا

ابوجعفر نے ریاح کو حکم دیا کہ تم تمام بنی حسن کو گرفتار کر لو اور اس غرض کے لیے اُنھوں نے ابوالازہر المھری کو مدینہ بھیجا اُنھوں نے اس سے پہلے ہی عبداللہ بن حسن کو قید کر دیا تھا اور وہ تین سال تک قید رہا حسن بن حسن نے عبداللہ کے غم میں خضاب لگانا ترک کر دیا تھا اور اُنپر ابوجعفر کہتے تھے کہ اس ماتمی شکل بنانے سے کیا فائدہ ہوگا۔

ریاح نے حسن بن حسن کے بیٹوں ابراہیم اور حسن کو، حسن بن جعفر بن حسن بن حسن کو، داؤد بن حسن بن حسن کے بیٹوں سلیمان اور عبداللہ کو، ابراہیم بن حسن بن حسن کے بیٹوں محمدؒ۔ اسمٰعیل اور اسحٰق کو اور عباس بن حسن بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کو گرفتار کر لیا آخر الذکر اُس کے گھر کے دروازے ہی پر گرفتار کیا گیا تو اُسکی ماں عایشہ بنت طلحہ بن عمر بن عبید اللہ بن معمر نے کہا کہ ذرا تھوڑی دیر کے لیے اسے چھوڑ دو میں اسے لپٹا کر پیار کر لوں سرکاری عہدہ داروں نے اس سے انکار کر دیا اور کہا تم زندہ نہ رہو گی، نیز اُنھوں نے علی بن حسن بن حسن العابد کو گرفتار کر لیا۔ ابوجعفر نے اُن کے ساتھ علی کے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن

کو بھی قید کر دیا۔

اب ریاح نے اہل مدینہ اور عبداللہ کے بیٹوں محمدؒ اور ابراہیمؒ کو علی الاعلان گالیاں دینا شروع کیں ایک دن منبر پر کہا کہ یہ دونوں فاسق نقض بیعت کرتے فتنہ جنگ برپا کرنے والے مفسد ہیں پھر ابو عبیدہ کی پوتی انکی ماں کا نام لیا اور انہیں گالیاں دیں اسے سنکر سب لوگوں نے اظہار تعجب و حیرت کے لیے سبحان اللہ کہا اور اس کے کہے کو سخت برا سمجھا اس پر اس نے انھیں مخاطب کر کے کہا کہ ہمارے ان کو گالیاں دینے کی تمام ذمہ داری تم پر عاید ہوتی ہے تم نے ہمکو اس کے لیے مجبور کر دیا۔ اللہ تم کو ذلیل و خوار کرے میں اب تمہارے خلیفہ کو تمہاری منافقت اور مکاری کی شکایت لکھتا ہوں اس پر تمام لوگوں نے کہا اے اس شخص کے بیٹے جس پر حد شرعی جاری ہوئی ہے ہم تیری بات نہیں سنتے اور اب سب لوگ کنکر اٹھا کر اس پر جھپٹے مگر یہ فوراً جھپٹ کر بھاگا اور قصر مروان میں گھس کر اس نے اس کا پھاٹک بند کر لیا تمام لوگ مسجد سے نکل کر اوسکے مقابل صف بستہ ہوئے اس پر پتھر پھینکے اور خوب گالیاں دیں مگر پھر چھوڑ کر چلے گئے

مذکورۂ بالا ہی حسن کے ساتھ موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بھی قید کر دیا گیا اسی طرح علی بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بھی مصر سے آنے کے بعد گرفتار کر لیا گیا۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ محمدؒ نے اپنے بیٹے علی کو مصر بھیجا تھا، والی مصر کو اسکا پتہ چل گیا علی اچانک اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا اس نے اسے گرفتار کر کے ابو جعفر کے پاس بھیجدیا اس نے ابو جعفر سے اپنے مجرمانہ ارادے کا اقرار کیا اور اپنے باپ کے طرفداروں کا نام بتا دیا جن لوگوں کے نام اس نے ابو جعفر کو بتائے تھے اس میں عبدالرحمان بن ابی الموالی اور ابو حنین بھی تھے ابو جعفر نے ان دونوں کو قید کرا دیا اور سو درے ابو حنین کو لگوائے۔

ایک مرتبہ حسن بن حسن بن حسن، ابراہیم بن حسن کے پاس آیا وہ اسوقت اپنے اونٹوں کو چارہ کھلا رہا تھا حسن اس سے کہنے لگا کہ عبداللہ تو قید میں ہے اور تم یہاں اونٹ چرا رہے ہو اے غلام اس کی رسی کھولدو غلام نے

اُنکو چھوڑ دیا پھر اُسنے انھیں واپس لانیکے لیے آواز بھی دی مگر اُن دونوں میں سے ایک بھی ہاتھ نہ آیا۔

علی بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بیان کرتا ہے کہ ہم مقصورہ میں ریاح کے دروازے پر حاضر ہوئے نقیب نے آکر کہا کہ بنی حسین میں سے جو لوگ یہاں ہوں وہ اندر آئیں میرے چچا عمر بن محمد نے مجھ سے کہا کہ ذرا اندر جاکر دیکھو کہ یہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ باب مقصورہ سے اندر گئے اور باب مروان سے باہر چلے آئے، اُن کے بعد نقیب نے کہا کہ جو بنی حسن یہاں ہوں اب وہ اندر آئیں یہ بھی باب المقصورہ سے داخل ہوئے اور دوسری طرف باب مروان سے لوہار اندر گئے پھر بیڑیاں طلب ہوئیں،

علی کا باپ راوی ہے کہ ریاح کا یہ دستور تھا کہ وہ صبح کی نماز پڑھکر مجھے اور قدامہ بن موسیٰ کو اپنے پاس بلا بھیجتا تھا اور ہم لوگ کچھ دیر باتیں کر لیتے تھے ایک دن میں اس کے پاس بیٹھا تھا اور جب روشنی اچھی طرح پھیل گئی کہ ہم ایک دوسرے کی شکل پہچان سکے اُس وقت ایک شخص تو بے سے منہ چھپائے سامنے آیا ریاح نے اُسے خوش آمدید کہا اور کہا آپ کیوں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں اوس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے بھی میرے خاندان والوں کے ساتھ قید کر دیجیے اب معلوم ہوا کہ یہ علی بن حسن بن حسن بن حسن ہے۔ ریاح کہنے لگا میں یہ بات امیر المومنین تک پہنچا دوں گا اور وہ اِس بات پر ضرور تمھارا لحاظ کریں گے، اس نے اُسے بھی قید کر دیا۔

سعید بن ناشرہ، جعفر بن سلیمان کا مولیٰ راوی ہے کہ محمد نے اپنے بیٹے علی کو مصر بھیجا تھا یہ وہیں گرفتار کر لیا گیا اور ابو جعفر کی قید ہی میں اُسکا انتقال ہوا۔

موسیٰ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جب ہم سب قید کر دیے گئے تو جیل خانہ میں گنجائش نہ رہی اور ہمیں تکلیف ہونے لگی اُسپر میرے باپ عبد اللہ بن حسن نے ریاح سے کہا آپ اجازت دیں تو میں ایک مکان خرید لیتا ہوں اور اُسی میں آپ ہمیں قید کر دیجیے۔ ریاح نے اُسے منظور کر لیا میرے باپ نے ایک مکان خرید لیا اور ہم سب اُسی میں منتقل کر دیے گئے جب قید بہت طویل ہو گئی تو محمد اپنی ماں ہند کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں نے

اپنے باپ اور چچاؤں کو ایسی تکلیف میں مبتلا کر دیا ہے جسے وہ برداشت نہیں کر سکتے میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں رکھدوں شاید اسی طرح اُنھیں رہائی نصیب ہو۔

اُن کی ماں نے یہ کیا کہ اپنی حیثیت بدل کر پرانے چیتھڑے گدڑ پہن کر پیام رساں کی طرح جیل آئی، اُسے اندر آنے کی اجازت دی گئی میرے باپ نے اُسے دیکھ کر پہچان لیا اور خود اُٹھکر اُس کے پاس گئے اُس نے محمدؐ کا قصہ کہا اُنھوں نے کہا اُسے منع کر دو کہ وہ ہرگز ایسا نہ کرے ہم اپنی حالت پر صابر ہیں اور اللہ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اس میں ہمارے لئے بھلائی کریگا تم جاکر اُس سے کہدو کہ وہ اپنی حکومت کے لیے دعوت دے اور اُس میں پوری کوشش کرے ہمارے مصائب کی کشاد اللہ کے ہاتھ میں ہے، اُن کی ماں نے واپس جاکر ساری گفتگو محمدؐ سے بیان کر دی اب محمدؐ اپنے ارادے پر پوری طرح جم گئے۔

اس سال حسن بن حسن بن علی کے بیٹوں پوتوں کو مدینہ سے عراق بھیجدیا گیا، اس واقعہ کی تفصیل اور اُسکے اسباب حسب ذیل ہیں۔

## حضرت حسن کی اولاد مدینہ سے عراق منتقل کیجاتی ہے

موسیٰ بن عبداللہ اپنے دادا کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ابوجعفر حج کرنے گئے اُنھوں نے محمدؐ بن عمران بن ابراہیم بن محمدؐ بن طلحہ اور مالک بن انس کو ہمارے دعزا کے پاس بھیجا اور درخواست کی کہ آپ عبداللہ کے بیٹوں محمدؐ اور ابراہیم کو میرے حوالے کر دیں، یہ دونوں آدمی ہمارے پاس آئے اُسوقت میرے باپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اُن دونوں نے وہ پیام پہنچا دیا اسے سنکر حسن بن حسن نے کہا کہ یہ اُس بدبخت کے بیٹوں کی حرکت ہے بخدا نہ ہماری یہ رائے ہے نہ ہمارے کنبہ کا ایسا خیال ہے اور نہ اس میں ہمیں کچھ دخل ہے اس پر ابراہیم نے حسن کو خطاب کیا کہ آپ اُن کے بیٹوں

کی وجہ سے اپنے بھائی کو کیوں برا کہتے ہیں اور اپنے بھتیجے کو اُن کی ماں کی وجہ سے کیوں برا کہتے ہیں اتنے میں میرے باپ نماز پڑھکر واپس آگئے اُن دونوں شخصوں نے اُن سے وہ پیام کہدیا انھوں نے اُن کے جواب میں کہا بخدا میں ایک حرف بھی اُس کے جواب میں نہیں کہنا چاہتا البتہ اگر وہ مجھے اجازت دیں تو میں خود انکی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں اُن دونوں صاحبوں نے یہ پیام ابوجعفر کو پہنچا دیا اُسے سنکر ابوجعفر کہنے لگے کہ وہ اپنی سحر بیانی سے مجھے موہ لینا چاہتے ہیں بخدا جب تک وہ اپنے دونوں بیٹوں کو حاضر نہیں کریں گے میں اُن کو اپنے پاس نہیں بلاؤنگا ۔

ابن زبالہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے بعض علما سے یہ بات سنی ہے کہ عبداللہ بن حسن کی تقریر میں یہ جادو بھرا تھا کہ جسکے ساتھ وہ ہم سفر ہوئے انھوں نے اسے اُس کی رائے سے پھیر دیا۔

موسیٰ بن عبداللہ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے، کہ اُس کے بعد اسی سلسلہ میں ابوجعفر حج کرنے چلے گئے حج سے فارغ ہوکر مدینہ نہیں آئے بلکہ ربذہ چلے گئے اور اُسکی نہر کے موڑ پر آئے حارث بن اسحٰق کہتا ہے کہ بنوحسن ریاح کے پاس قید تھے کہ ابوجعفر ۱۴۴ھ ہجری میں حج کے لیے آئے ریاح ربذہ آکر اُن سے ملا انھوں نے اُسے مدینہ واپس جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ تم سب بنوحسن کو میرے پاس بھیجدو نیز اُن کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو بھی بھیجدینا کیونکہ یہ بھی ماں کی طرف سے بنوحسن کا بھائی تھا اُن کی سب کی دادی فاطمہ بنت حسین بن علی رضؓ بن ابی طالب تھی۔

ریاح نے اسے بھی طلب کیا یہ اُس وقت بدر میں اپنی کسی جائداد پر مقیم تھا وہاں سے اسے ریاح نے مدینہ بلایا اور پھر اُس کے ساتھ اور تمام بنی حسن کو لیکر ربذہ روانہ ہوا جب مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر قصر نفیس میں آیا تو یہاں اُس نے لوہاروں کو معہ بیڑیوں اور ہتکڑیوں کے بلایا اور ہر شخص کو بیڑی اور ہتکڑی پہنائی گئی عبداللہ بن حسن بن حسن کی بیڑی کے حلقے اُن کی پنڈلی پر اتنے تنگ تھے کہ وہ گوشت میں پیوست ہوگئے عبداللہ نے

ایک مرتبہ اُن کی تکلیف کی وجہ سے آہ کی اُس پر اُس کے بھائی علی بن حسن بن حسن نے ریاح کو قسم دی کہ میری بیڑی کے حلقے اتنے چوڑے ہیں کہ یہ اُس کے پیر میں بخوبی آجائیں گے اُن کو اُس سے پھنسا دیا جائے چنانچہ وہ بدل دئے گئے اور اب ریاح اُنھیں ربذہ لے چلا۔

جویریہ بن اسما راوی ہے کہ جب بنی حسن ابو جعفر کے پاس لیجائے جانے لگے تو بیڑیاں منگوا کر سب کے ڈالدی گئیں علی بن حسن بن حسن اُسوقت کھڑا نماز پڑھ رہا تھا ان بیڑیوں میں ایک بہت بھاری بیڑی تھی کہ جس کے ڈالے جانے پر کسی نے آمادگی ظاہر نہ کی تھی اور سب نے اُس کے ڈالے جانے سے انکار کردیا تھا جب یہ نماز سے فارغ ہو گیا تو کہنے لگا تو ابھی تو ابتدا ہے ابھی سے تم نے جزع و فزع شروع کردی آیندہ نہ معلوم تم لوگوں کی کیا حالت ہوگی اب اُس نے خود ہی اپنے پاؤں آگے بڑھا دئے اور وہ وزنی بیڑی اُسکے ڈالدی گئی۔

عبداللہ بن عمران کہتا ہے کہ ابو الازہران سب کو ربذہ لایا تھا۔

حسین بن زید بن علی بن حسین کہتا ہے جب صبح کی نماز کے لیے میں مسجد نبوی گیا تو میں نے دیکھا کہ بنی حسن کو مروان کے قصر سے نکالا جارہا ہے ابو الازہران پر متعین ہیں اور اُن کو ربذہ لیجا رہے ہیں میں اپنے گھر واپس آگیا اُس وقت جعفر بن محمد نے مجھے بلا بھیجا میں اُن کے پاس آیا انھوں نے پوچھا کیا واقعہ ہوا میں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ بنی حسن کو محملوں میں بٹھا کر لیجا رہے ہیں مجھے کہا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا پھر اپنے ایک غلام کو بلا لیا اور بہت دیر تک اپنے رب سے دعا مانگی غلام سے کہا کہ تو جا اور دیکھتا رہ جب وہ سوار کرا دئے جائیں تو مجھ سے آکر خبر کرنا تھوڑی دیر میں اُس نے آکر کہا کہ اب وہ روانہ ہوئے جعفر بن محمد کھڑے ہوئے اور اوتی پردہ کے پیچھے جہاں سے اونکو سب نظر آتے تھے مگر وہ خود دکھائی نہ دیتے تھے آکر کھڑے ہوئے اسب سے پہلے عبداللہ بن حسن محمل پر سوار سامنے آیا اُس کے ساتھ محمل پر دوسری جانب ایک حبشی بٹھا یا گیا تھا اسی طریقہ پر اُسکے تمام خاندان والے ایک ایک کرکے بٹھائے گئے تھے اُن کو دیکھکر جعفر آبدیدہ ہو گئے بلکہ اُن کی داڑھی تک آنسو بہہ کر آئے

پھر میری طرف دیکھ کر کہا اے ابو عبداللہ ان لوگوں کے بعد اب کوئی اللہ کا حرم محفوظ نہیں رہا۔

مصعب بن عثمان راوی ہے کہ جب بنی حسن کو قید کر کے لے گئے تو حارث بن عاصر بن عبدالرحمان بن حارث بن ہشام ربذہ میں اُن کے پاس آکر کہنے لگا خدا کا شکر ہے کہ اُس نے ہمارے علاقہ سے تمہارا اخراج کر دیا حسن بن حسن اسپر دیدے نکال کر تیز ہوئے مگر عبداللہ نے کہا میں پر زور طریقہ پر تم سے کہتا ہوں کہ تم خاموش رہو۔

ابن ابرد محمد بن عبداللہ کا حاجب بیان کرتا ہے کہ جب بنی حسن عراق جا رہے تھے تو محمدؐ اور ابراہیم بدویوں کے لباس میں اپنے چہرہ پر عمامہ اوڑھتے اپنے باپ کے پاس آتے اور اُس کے ساتھ ساتھ چلتے اور خروج کے لیے اجازت مانگتے مگر عبداللہ خروج میں جلدی کرنے سے انکو روکتا اور کہتا کہ جب تک اچھی طرح انتظام نہ کرو خروج نہ کرنا اور یہ بھی کہا کہ اگر ابو جعفر تمکو کریموں کی زندگی بسر کرنے سے روکدے، تو کہ وہ لامحالہ تمکو کریموں کی موت مرنے سے تو نہیں روک سکتا۔

جب بنو حسن ربذہ میں تھے اُسوقت عبداللہ بن عمرو بن عثمان ایک پھولدار قمیص اور اُس کے نیچے ایک باریک کپڑے کی ازار پہنے ابو جعفر کے پاس آیا جب یہ اُسکے سامنے آکر کھڑا ہوا تو ابو جعفر نے اُسے دیوث کہکر خطاب کیا محمدؐ نے کہا آپ یہ کیا فرماتے ہیں آپ جانتے ہیں کہ بچپن سے لیکر بڑھاپے تک میں نے کبھی کوئی ایسا فعل نہیں کیا جس کی وجہ سے مجھے یہ خطاب دیا جائے ابو جعفر نے کہا پھر کہاں سے تو نے اپنی بیٹی کو حاملہ کرایا۔ (اُس کی بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسنؓ کے نکاح میں تھی) تو نے مجھ سے طلاق اور عتاق کی شرط پر قسم کھا کر عہد کیا تھا کہ تو مجھسے منافقت نہیں برتے گا اور نہ میرے کسی دشمن سے تعلقات رکھے گا تو اپنی بیٹی کو حنا اور عطر لگائے دیکھتا ہے اور اُسے حاملہ بھی پاتا ہے مگر اُس کے حمل کی تجھے ذرا پروا نہیں اب یا تو عہد شکن ہے یا تو دیوث ہے بخدا میں تجھ پر حدشرعی جاری کرونگا

محمدؐ نے جواب دیا میں نے آپ سے جو عہد کیا تھا اُس پر میں بدستور قائم ہوں اور جہاں تک میرے علم میں ہے میں نے کوئی بات آپ کے خلاف نہیں کی ہے آپ نے میری لڑکی پر جو الزام لگایا ہے تو وہ رسول اللہ صلعم کی اولاد ہونیکی وجہ سے اس تہمت سے مبرا ہے البتہ اُس کے حاملہ ہونے پر میرا یہ گمان ہے کہ شاید ہماری لاعلمی میں اُس کے شوہر نے اُس سے خلوت اختیار کی۔

اُسکی اس تقریر سے ابو جعفر بہت برہم ہوئے انھوں نے اُس کے کپڑے پھاڑنے کا حکم دیا چنانچہ اُن کی قمیص ازار پر سے شق کردی گئی اور اُنکی شرمگاہ کھل گئی اُس کے بعد ابو جعفر کے حکم سے ڈیڑھ سو کوڑے اُس کے لگے اور اُسکے بدن کا کوئی حصہ اُن کی ضرب سے باقی نہیں رہا اس اثنا میں ابو جعفر بلا توقف اُسے پٹواتے رہے ایک کوڑا اُس کے چہرے پر لگا اس پر اُس نے کہا ذرا تو رحم کرو اور میرے چہرے کو تو بچا دو اسے تو رسول اللہ کی قرابت کی عزت و حرمت حاصل ہے اُسکا لحاظ کرنا چاہیے اس بات سے ابو جعفر کو اور بھی طیش آیا اور جلاد سے کہا کہ اب سر پر لگاؤ، چنانچہ تقریباً تیس کوڑے اُسکے سر پر اور لگے اُس کے بعد لکڑی کا ایک تختہ اُس کے قد کے برابر منگوایا گیا، عبداللہ بن عمرو بن عثمان طویل قامت تھا وہ تختہ اُسکی گردن میں باندھ دیا گیا پھر اُسکا ہاتھ اُس سے باندھا گیا اور اسطرح اُسے تشہیر کیلئے نکالا گیا جب یہ ابو جعفر کے کمرہ سے برآمد ہوا تو اُسکے ایک نوکر نے لپک کر اُس سے آکر کہا میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں اگر حکم ہو تو اپنی چادر آپ کو اوڑھا دوں اُس نے کہا اللہ تم کو اسکی جزائے خیر عطا کرے تم نے بہت اچھا کیا جو یہ بات کہی بخدا میری ازار کی درزیں جن سے میرا ستر کھلا ہوا ہے وہ اُس مار سے جو مجھ پر پڑی ہے میرے لیے زیادہ تکلیف دہ ہے، چنانچہ وہ چادر اُسے اوڑھا دی گئی اور اسی طرح وہ اپنے دوسرے رشتہ داروں کے پاس جو پہلے سے قید تھے قید کر دیا گیا۔

محمد بن ہاشم بن البرید معاویہ کا مولی راوی ہے کہ جب بنی حسن قید کر کے ربذہ لائے گئے میں وہاں موجود تھا اُن کے ہمراہ عثمانی بھی تھا اُسکا رنگ چنبئی تھا یہ سب لوگ باہر بٹھا دیے گئے تھوڑی ہی دیر میں ابو جعفر کے پاس ایک

شخص نے باہر آکر پوچھا کہ محمد بن عبداللہ العثمانی کہاں ہے یہ کھڑا ہوا اور اندر گیا اسکے اندر جاتے ہی ہم نے کوڑوں کی آواز سنی، اُسپر ایوب بن سلمۃ المخزومی نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ ابوجعفر کسی شخص کے ساتھ نرمی نہ برتیں گے اس لیے تم لوگ ابھی سے ہر بات کے لیے تیار رہو اور کسی قسم کی پریشانی کا اظہار نہ ہونے دو، اب عثمانی باہر نکالا گیا اُس کے اتنے کوڑے لگے تھے کہ اُس کا رنگ بدل گیا تھا اور وہ زنگی معلوم ہوتا تھا تمام جسم پر خون جاری تھا ایک کوڑا اُسکی ایک آنکھ پر لگا تھا اور اُس سے بھی خون جاری تھا وہ اپنے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن کے پہلو میں لاکر بٹھا دیا گیا اُس نے پانی مانگا عبداللہ بن حسن نے کہا اے لوگو کون ہے جو ابن رسول اللہ کو تھوڑا سا پانی پلائے کسی نے اسکا جواب نہیں دیا اور سب کنارہ کش ہوگئے مگر ایک خراسانی نے پانی لاکر اُسے پلایا۔ اُسکے تھوڑی دیر کے بعد ابوجعفر ایک خچر پر محمل کی ایک شق میں سوار برآمد ہوئے اُنکی دوسری جانب ڈاہنی شق میں ربیع بیٹھا ہوا تھا انکو دیکھکر عبداللہ نے للکارا اے ابوجعفر بخدا جنگ بدر میں ہم نے تمھارے قیدیوں کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا تھا۔ اسے سنکر ابوجعفر جھیپ گئے اور اُس کا کوئی جواب اُن سے نہ بن پڑا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب محمد بن عبداللہ العثمانی ابوجعفر کے پاس آیا تو اُس نے اُس سے ابراہیم کو پوچھا اُس نے کہا مجھے اُسکا کچھ علم نہیں ابوجعفر نے اُس کے مُنھ پر گرز سے ضرب لگائی۔

بیان کیا گیا ہے کہ اس محمد کے بارے میں ابوجعفر کی رائے بہت عمدہ تھی مگر ریاح نے ابوجعفر سے ایک مرتبہ کہا امیرالمومنین اہل خراسان آپ کے شیعہ، اور انصار ہیں، اہل عراق آل ابوطالب کے شیعہ ہیں اہل شام تو علی کو کافر سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ اُن کے کسی لڑکے کو نہیں مانتے مگر ان کا رشتہ دار محمد بن عبداللہ بن عمرو ایسا شخص ہے کہ اگر وہ دعوت دے تو ایک شامی بھی اُسکی حمایت سے گریز نہ کرے گا اس تقریر نے ابوجعفر کے دل میں جگہ کرلی جب وہ حج کو آئے تو یہ محمد اُنکے

پاس آیا ابوجعفر نے اُس سے پوچھا کیا تیری بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے نکاح میں نہیں ہے اُس نے کہا میں صرف فلاں سنہ میں منیٰ میں اُس سے ملا تھا ابوجعفر نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ تیری بیٹی مہندی لگاتی ہے اور کنگھی چوٹی کرتی ہے اُس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں ابوجعفر نے کہا تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ زانیہ ہے محمد نے کہا امیرالمومنین زبان بند کیجیے یہ آپ اپنے چچا کی بیٹی کی نسبت ایسا کہتے ہیں ابوجعفر نے اُسے ماں کی گالی دی محمد نے کہا میری کس ماں کی گالی دیتے ہو ابوجعفر نے کہا تو فاحشہ زادہ ہے اسکے بعد ابوجعفر نے اُسکے مُنھ پر گرز مارا۔ محمد کی بیٹی رقیہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن کی بیوی تھی۔

سلیمان بن داؤد بن حسن بیان کرتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن حسن کو کبھی اس قدر بے چین اور رنجیدہ نہیں دیکھا جتنا کہ اُس دن دیکھا جب کہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کا اونٹ بگڑ کر بے قابو ہو گیا اور خود محمد اس سے غافل تھا اُس کے پیروں میں بیڑیاں اور گلے میں زنجیر بندھی تھی اونٹ کے بگڑنے سے یہ گرا اُس کے گلے کی زنجیر محمل میں اٹک گئی اور وہ معلق لٹکا رہگیا اُسے دیکھکر عبداللہ بن حسن زار و قطار رونے لگا۔

موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب ہم ربذہ آئے تو ابوجعفر نے میرے باپ کے پاس اپنا قاصد اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ اپنے میں سے ایک شخص کو بھیجدو مگر یہ سمجھ لو کہ وہ اب کبھی تمھارے پاس واپس نہیں آئے گا اُن کے تمام بھتیجے بڑھ بڑھ کر اپنے تئیں اس قربانی کے لیے پیش کرنے لگے اُن کو انھوں نے دعا دی مگر کسی کو قبول نہیں کیا اور ہم سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ تمھاری خاطر اپنے بھتیجوں کو مصیبت میں ڈالوں البتہ اے موسیٰ تم جاؤ۔ چنانچہ میں گیا اُس وقت میری عمر بہت ہی کم تھی مجھے دیکھکر ابوجعفر نے کہا اے لڑکے تو کوڑوں سے بچ نہیں سکتا چنانچہ

مجھ پر اتنے کوڑے پڑے کہ میں بے ہوش ہو گیا مجھے مار کی کچھ خبر نہ رہی جب وہ ختم ہوئی تو مجھے ہوش آیا اُنھوں نے مجھے اپنے بالکل قریب بُلایا اور پوچھا جانتا ہے یہ کیا ہے - یہ وہ خون تھا جو میرے جسم سے بہا تھا مجھے ایک ڈول اپنا خون پینا پڑا اُس کے بغیر چارہ نہ تھا کیونکہ اگر نہ پیتا مارا جاتا - اِس کے بعد میں نے کہا امیر المومنین بخدا اُس معاملہ میں میرا کوئی قصور نہیں ہے اور میں بالکل علٰحدہ ہوں اُس نے کہا تم جاؤ اور اپنے دونوں بھائیوں کو میرے پاس لیکر آنا - میں نے کہا آپ مجھے ریاح بن عثمان کے پاس بھیج رہے ہیں وہاں جاتے ہی وہ میری نقل و حرکت کی دیکھ بھال کے لیے جاسوس و مخبر متعین کر دے گا وہ سایہ کی طرح میرے ساتھ رہیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ میرے بھائیوں کو اُن جاسوسوں کا علم ہو جائے گا اور وہ مجھ سے دور بھاگتے رہیں گے ، ابو جعفر نے ریاح کو لکھ دیا کہ تمکو موسیٰ پر کوئی اقتدار حاصل نہیں ہے اُسے آزاد چھوڑ دو ، مگر اس کے ساتھ خود اُنھوں نے اپنے آدمی میرے ساتھ کر دئے اور اُن کو ہدایت کر دی کہ وہ میری تمام حالت اُن کو لکھتے رہیں - میں مدینہ آکر بلاط میں ابن ہشام کے مکان میں فروکش ہوا میں کئی ماہ اُسی مکان میں مقیم رہا ریاح نے ابو جعفر کو لکھا کہ موسیٰ اپنے مکان میں مزے سے سکونت پذیر ہے اور انتظار کر رہا ہے کہ کب امیر المومنین پر مصائب کا نزول ہو ابو جعفر نے اسے لکھا کہ موسیٰ کو میرے پاس بھیجدو چنانچہ ریاح نے پھر مجھے اُن کے پاس بھیجدیا -

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ میرے باپ نے ابو جعفر کو لکھا تھا کہ میں محمد اور ابراہیم کے نام ایک خط لکھتا ہوں آپ موسیٰ کو بھیجئے ممکن ہے کہ یہ اپنے بھائیوں تک اس خط کو پہنچا دے اور اپنے خط میں تو اُن دونوں کو یہ لکھا کہ تم ابو جعفر کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ مگر موسیٰ سے زبانی یہ کہدیا کہ کہدینا کہ وہ کبھی نہ آئیں اس ترکیب سے اُس کا

مقصد یہ تھا کہ کسی طرح میں ابوجعفر کی گرفت سے نکل جاؤں چونکہ میں ہند کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا اس وجہ سے میرے باپ مجھے بہت ہی عزیز رکھتے تھے، میں مدینہ آکر کئی ماہ مقیم رہا میرے ساتھ ابوجعفر کے سپاہی متعین تھے جب میرے قیام کو عرصہ گذر گیا اور جس مقصد کے لیے مجھے چھوڑا گیا تھا وہ پورا نہ ہوا تو ریاح نے ابوجعفر کو میری شکایت لکھ بھیجی ابوجعفر نے مجھے اپنے پاس بلالیا۔

عمران بن محرز راوی ہے کہ بنوحسن ربذہ روانہ ہوئے اُن میں علی اور عبداللہ احسن بن حسن بن حسن کے بیٹے بھی تھے ان کی ماں حبابہ بنت عامر بن عبداللہ بن عامر بن بشیر تھی حسن بن حسن اور عباس بن حسن اسی قید میں انتقال کر گئے۔ ان کی ماں عائشہ بنت طلحہ بن عمر بن عبید اللہ تھی، اور عبداللہ بن حسن اور ابراہیم بن حسن تھے۔

ایک روایت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ جب عبداللہ بن حسن مع اپنے اہل وعیال کے قید کر کے عراق لایا جا رہا تھا نجف سامنے آیا عبداللہ نے نجف کی طرف اشارہ کر کے اپنے اہل سے کہا دیکھو اس گاؤں میں وہ شخص آرام کر رہا ہے جسکی وجہ سے ہم اس ظالم کے خلاف کارروائی کرنے سے رُکے ہوئے ہیں اتنے میں حسن و علی کے دو بیٹے تلواریں بغل میں دبائے عبداللہ بن حسن کے پاس آئے اور اس سے کہا اے رسول اللہ کے صاحبزادے ہم تمہارے پاس آئے ہیں جو آپ چاہیں ہم اُسے بجا لائیں گے عبداللہ نے کہا تم نے اپنا فرض ادا کر دیا اس معاملہ میں تم کچھ کارآمد نہیں ہو سکتے، وہ دونوں واپس چلے گئے۔

ابوجعفر کے حکم سے ابوالازہر نے بنی حسن کو ہاشمیہ میں قید کر دیا جب یہ سب ابوجعفر کے سامنے پیش کیے گئے تو اُن کی نظر محمد بن ابراہیم بن حسن پر پڑی دیکھ کر کہنے لگے تو ہی دیباج اصغر ہے اُس نے کہا جی ہاں ابوجعفر نے کہا بخدا میں تجھکو اس طرح قتل کروں گا کہ اسطرح میں نے کسی اور تیرے خاندان والے کو قتل نہ کیا ہو گا ابوجعفر نے ایک چونے کے ستون کو بیچ میں سے شق کرنے کا حکم دیا جب وہ

شق کر دیا گیا تو محمد بن ابراہیم کو اس میں زندہ چنوا دیا۔ یہ اسقدر حسین تھا کہ اسکی زندگی میں لوگ اسکی صورت دیکھنے جاتے تھے۔

ابو الازہر بیان کرتا ہے کہ ایک دن عبداللہ بن حسن نے مجھ سے کہا کہ حجام بلوا دو میں نے امیر المومنین سے اُس کے لیے اجازت طلب کی فرمایا بہت اچھا حجام بھیجا۔

بنی حسن جو قید کیے گئے تھے تیرہ تھے اُن کے ساتھ عثمانی بھی تھا اور اُس کے دو بیٹے بھی تھے یہ سب ابن ہبیرہ کے محل میں جو کوفہ کے مشرق میں بغداد سے متصل واقع ہے قید رکھے گئے ان میں سب سے پہلے ابراہیم بن حسن نے انتقال کیا پھر عبداللہ بن حسن کا انتقال ہوا یہ جہاں مرا تھا اس کے قریب ہی دفن کیا گیا عام طور پر جس قبر کو لوگ اسکی قبر بتاتے ہیں وہ اُسکی قبر نہیں ہے بلکہ اُس کے قریب دوسری قبر ہے۔

محمد بن ابی حرب راوی ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عمرو ابو جعفر کی قید میں تھا وہ اُس کی برات کو جانتے تھے اتنے میں ابو عون نے خراسان سے ابو جعفر کو لکھا کہ اہل خراسان پر میرا رعب باقی نہیں رہا ہے اور وہ محمد بن عبداللہ کے معاملہ کو بہت اہم سمجھ رہے ہیں اسپر ابو جعفر نے محمد بن عبداللہ بن عمرو کو قتل کر کے اُس کا سر خراسان بھیجدیا اور اپنا حلفی بیان بھی بھیجا کہ یہی محمد بن عبداللہ ہے اور اُسکی ماں فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم تھی۔

کوفہ آکر ابو جعفر سے کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح اس فاسق اور فاسق خاندان والے سے چھٹکارا پاؤں انھوں نے محمد بن عبداللہ بن عمرو کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کیا تو نے اپنی بیٹی عبداللہ کے بیٹے سے بیاہ دی ہے اُس نے کہا نہیں ابو جعفر نے پوچھا تو کیا وہ اُسکی بیوی نہیں ہے اُس نے کہا اسکے چچا اور اسکے خسر یعنے عبداللہ بن حسن نے اُن کا نکاح کر دیا تھا اور پھر میں نے بھی اس نکاح کو برقرار رکھا ابو جعفر نے پوچھا تیرے وہ وعدے کہاں گئے جو تو نے مجھ سے کیے تھے اُس نے کہا میں اُن پر قائم ہوں انھوں نے کہا کیا تو اپنی بیٹی کے مہندی لگانے سے ناواقف ہے اور کیا اُس کے

عطر کی خوشبو تجھکو نہیں آتی اُس نے کہا میں ان سب باتوں سے قطعی بے خبر ہوں اُس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہ تمام لوگ اُس عہد اور اقرار سے واقف ہیں جو میں نے آپ سے کیا ہے اس وجہ سے ان تمام باتوں کو مجھ سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ ابو جعفر نے کہا تم اپنی خطا کی اگر معافی مانگ لو تو میں تمکو معاف کر دوں گا اور نیز اب جدید حلف اُٹھا کر میری اطاعت و بہی خواہی کا عہد کرو، اُس نے کہا چونکہ میں نے عہد شکنی نہیں کی اس وجہ سے اُس کی تجدید مجھ پر ضروری نہیں اور نہ میں نے آپ کی کوئی خطا کی ہے جسکی میں معافی مانگوں، اسپر ابو جعفر نے اُسے اسقدر پٹوایا کہ وہ مر گیا اور اُسکا سر کاٹ کر خراسان بھیجدیا عبداللہ بن حسن کو جب اُس کے قتل کی اطلاع ہوئی تو اُس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کیا الٹی بات ہے کہ اُس کے خاندان کے دور اقتدار میں ہم اُسکی وجہ سے مامون رہے اور اب وہی ہمارے ساتھ ہمارے خاندان کے دور حکومت میں قتل کیا گیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ جب محمدؐ بن عبداللہ بن حسن ابو جعفر کے مقابل ظاہر ہوا تو اُنھوں نے محمدؐ بن عبداللہ بن عمرو کو قتل کر کے اُس کا سر خراسان بھیجدیا اُس کے ساتھ کئی شخصوں کو بھیجا جنھوں نے اہل خراسان کے سامنے قسم کھا کر یہ بات کہی کہ یہ محمدؐ بن عبداللہ ابن فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم کا سر ہے۔

عمر مورخ کہتا ہے کہ میں نے محمدؐ بن جعفر بن ابراہیم سے محمدؐ بن عبداللہ بن عمرو کے قتل کا سبب پوچھا تو اُس نے کہا کہ منصور کو اُس کے سر کی ضرورت تھی۔ پھر جب محمدؐ بن عبداللہ بن حسن کا سر خراسان ابو عون کے پاس محمدؐ بن عبداللہ بن ابی الکرام اور ابن ابی العون کے ساتھ بھیجا گیا تو اہل خراسان کو اُسپر شک پیدا ہوا اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو ایک مرتبہ اور قتل ہو چکا ہے اور اُس کا سر ہمارے پاس آیا تھا پھر جب اُن کو اصل حقیقت معلوم ہوئی تو وہ کہا کرتے تھے کہ ابو جعفر نے صرف یہ ایک ہی جھوٹ بولا ہے۔

عبداللہ بن عمران بن ابی فردہ راوی ہے کہ میں اور شعبانی ہاشمیہ میں

رہتے تھے اور ابو الازہر کے پاس جایا کرتے تھے جب ابو جعفر اُسے خط لکھتے تو اُسے اس طرح شروع کرتے، یہ خط عبد اللہ عبد اللہ امیر المومنین کی طرف سے ابو الازہر اُسکے مولیٰ کے نام بھیجا جاتا ہے، اور جب ابو الازہر اُنھیں لکھتا تو اُسے اسطرح شروع کرتا، یہ خط ابو جعفر کے نام ابو الازہر کی طرف سے جو انکا مولیٰ اور غلام ہے بھیجا جاتا ہے" ایک دن ہم اُس کے پاس بیٹھے تھے، (ابو جعفر نے یہ قاعدہ بنا رکھا تھا کہ وہ ہفتہ میں تین دن اُسے نہیں بُلاتے تھے انھیں خالی دنوں میں ہم اُس کے پاس جایا کرتے تھے)، کہ اتنے میں ابو جعفر کا خط اُس کے پاس آیا اُس نے اُسے پڑھکر پھینکدیا اور وہ بنی حسن کے پاس جو قید تھے چلا گیا اُس کے جانے کے بعد میں نے اس خط کو اٹھاکر پڑھا اس میں لکھا تھا اے ابو الازہر میں نے اُس مغرور اکڑ والے کے متعلق جو حکم تم کو دیا تھا اب اُسپر عمل کرو اور جلدی اُس کی بجا آوری کردو، شعبانی نے بھی وہ خط پڑھا اور مجھ سے پوچھا جانتے ہو کہ یہ غرور ناز والا کسے کہا گیا ہے میں نے کہا میں نہیں جانتا اُس نے کہا بخدا یہ عبد اللہ بن حسن ہے دیکھو کہ اب یہ کیا کرکے آتا ہے تھوڑی ہی دیر کے بعد ابو الازہر ہمارے پاس آگیا اور بیٹھ گیا کہنے لگا بخدا عبد اللہ بن حسن مر گئے تھوڑی دیر بیٹھکر پھر وہ اُس کے پاس گیا اور وہاں سے غمگین صورت، باہر آیا مجھ سے پوچھا تمھارے خیال میں علی بن حسن کیسا آدمی ہے میں نے کہا کیا آپ مجھے سچا سمجھتے ہیں اُس نے کہا اس سے بھی بڑھکر میں نے کہا بخدا وہ اُس سے بھی بہتر ہے جسکی تم اتنی طویل طویل تعریف کرتے رہتے ہو ابو الازہر کہنے لگا بخدا وہ بھی ختم ہو گیا۔

موسیٰ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ قید میں ہمیں نماز کے اوقات صرف اُن اوراد و احزاب سے معلوم ہوتے تھے جو علی بن حسن پڑھا کرتے تھے

بنی دارم کا ایک مولیٰ کہتا ہے کہ میں نے بشیر الرجال سے پوچھا کہ تم نے کیوں اس شخص کے خلاف خروج میں جلدی کی اُس نے کہا عبد اللہ بن حسن

کو گرفتار کرنے کے بعد ایک دن اُس نے مجھے بُلا بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ اس کوٹھڑی میں داخل ہو اُس کے اندر جاکر میں نے عبداللہ بن حسن کو مقتول پایا اسے دیکھکر مجھے غش آگیا جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اللہ سے یہ عہد کیا کہ اگر اسکا بدلہ لینے کے لیے کوئی بھی کھڑا ہوگا تو میں ضرور اُس کا ساتھ دوں گا مگر میں نے منصور کے قاصد سے جو میرے ہمراہ تھا یہ درخواست کی کہ وہ اُسے میری اس حالت سے جو مجھ پر گذری ہے اطلاع نہ دے کیونکہ اگر اسے یہ بات معلوم ہو جاتی تو وہ ضرور مجھے قتل کر دیتا۔

عمر مورخ کہتا ہے کہ جب میں نے یہ روایت ہشام بن ابراہیم بن ہشام بن راشد الھمدانی سے جو عباسی تھا بیان کی کہ ابوجعفر کے حکم سے عبداللہ بن حسن قتل کیا گیا تو اُس نے قسم کھا کر کہا کہ یہ غلط ہے اُنھوں نے ایسا حکم نہیں دیا تھا بلکہ واقعہ یہ ہوا کہ منصور نے اپنے کسی مخبر کے ذریعہ عبداللہ بن حسن کو یہ غلط خبر پہنچائی کہ محمدؐ ظاہر ہوا اور قتل کر دیا گیا اس خبر کو سنکر، عبداللہ بن حسن کا دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

عیسٰی بن عبداللہ کہتا ہے کہ اُن کے باقی کو زہر دیکر ختم کر دیا گیا ان میں سے صرف داؤد بن حسن بن حسن کے بیٹے سلیمان اور عبداللہ اور ابراہیم بن حسن بن حسن کے بیٹے اسحٰق و اسماعیل اور جعفر بن حسن زندہ بچے اور جو ان میں سے قتل ہوئے وہ محمدؐ کے خروج کے بعد قتل کیے گئے، راوی کہتا ہے کہ آل حسن کی ایک آزاد کردہ لونڈی جعفر بن حسن کو دیکھکر کہنے لگی ابوجعفر آدمیوں کو خوب جانتے پہچانتے ہیں کہ اُنھوں نے تجھے چھوڑ دیا اور عبداللہ بن حسن کو قتل کر دیا۔

---

## ۱۴۴ھ ہجری کے بقیہ واقعات

---

اسی سنہ میں ابوجعفر منصور نے حسن بن حسین بن علی کو مدینہ سے عراق لائے

اُس کی تفصیل یہ ہے کہ محمد بن عمر راوی ہے کہ جب ابو جعفر نے ریاح بن عثمان بن حیان المری کو مدینہ کا والی مقرر کیا اُسے تاکید کی کہ وہ عبداللہ بن حسن کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کی تلاش میں پوری جد وجہد کرتا رہے اور کبھی اُن سے غافل نہ رہے، چنانچہ ریاح نے پوری مستعدی کے ساتھ اُن کی تلاش شروع کی اُس کے خوف سے وہ دونوں ہمیشہ نقل مقام کرتے رہے ابو جعفر انکی سرکشی سے سخت پریشان و ملول تھے انھوں نے ریاح کو حکم بھیجا کہ وہ اُن کے باپ عبداللہ بن حسن اور اُس کے بھائیوں حسن بن حسن، داؤد بن حسن، ابراہیم بن حسن اور محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضؓ کو جو اُن کی دادی فاطمہ بنت حسین رضؓ کی وجہ سے انکا بھائی ہوتا تھا چند اور لوگوں کے ساتھ گرفتار کرکے بیڑیاں پہنا دے اور پھر اُن کو ہمارے پاس بھیجدے۔ چنانچہ یہ سب لوگ قید کرکے ابو جعفر کے پاس ربذہ لائے گئے ابو جعفر اس سال حج کرنے آئے تھے، راوی کہتا ہے کہ ابو جعفر نے ریاح کو میرے متعلق بھی لکھا کہ اسے بھی بھیجدیا جائے مجھے گرفتار کرلیا گیا۔ اسی سال میں نے بھی حج کیا تھا، مجھے بھی بیڑیاں پہنائی گئیں اور ربذہ تک پاپیادہ چلایا گیا میں اُن لوگوں سے آملا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن حسن اور اُن کے گھر والوں کو عصر کے بعد مروان کے قصر سے بیڑیاں پہنے نکلتا ہوا دیکھا پھر اُن کو بغیر کسی زین کے محملوں میں سوار کیا گیا میں اُسوقت چونکہ سن بلوغ کو پہنچ چکا تھا اس لیے جو میں نے دیکھا تھا خوب یاد ہے۔

یہی راوی عبد الرحمان بن ابی الموالی سے روایت کرتا ہے کہ بنی حسن کے ساتھ تقریباً چار سو آدمی جہینہ مزینہ وغیرہ قبائل کے بھی گرفتار کیے گئے تھے میں نے اِن کو ربذہ میں دیکھا کہ اُن کی مشکیں بندھی تھیں اور وہ دھوپ میں کھڑے تھے، راوی کہتا ہے کہ میں بھی عبداللہ بن حسن اور اُن کے اہل بیت کے ساتھ جیل میں ڈالدیا گیا حج سے فارغ ہوکر ابو جعفر ربذہ آئے عبداللہ بن حسن نے ابو جعفر سے ملاقات کے لئے

اجازت مانگی مگر اُنھوں نے ملنے سے انکار کیا اور پھر عبداللہ بن حسن نے اُن کو مرنے تک نہیں دیکھا؛

اس کے بعد اُن میں سے ابو جعفر نے مجھے بلایا میں سوار کر کے اُن کے سامنے پیش کیا گیا اُسوقت عیسیٰ بن علی اُن کے پاس تھا مجھے دیکھکر عیسیٰ کہنے لگا یہی وہ ہے جسکا نام میں نے لیا تھا اگر آپ اسپر سختی کرینگے یہ اُن دونوں کا پتہ بتا دے گا۔ میں نے ابو جعفر کو سلام کیا اُس نے جواب دیا اللہ تجھ پر سلامتی نازل نہ فرمائے بتا وہ دونوں فاسق اور چھوٹے فاسق چھوٹے کے بیٹے کہاں ہیں میں نے کہا امیر المومنین اگر میں سچی بات بیان کروں گا تو کیا اس کا نفع مجھے ملے گا اُنھوں نے پوچھا کھو گیا ہے میں نے کہا میری بیوی پر طلاق ہو اور مجھ پر یہ اور یہ لعنت پڑے اگر میں ان دونوں کے مقام سے واقف ہوں مگر اُس نے میرے اس بیان کو نہ مانا اور کوڑے مارنے کا حکم دیا میں دونوں عقابوں کے درمیان کھڑا کیا گیا اور مجھ پر چار سو کوڑے پڑے میں چونکہ بے ہوش ہو گیا تھا اس لیے اُس وقت تو مجھے کچھ معلوم نہ ہوا مار کے بعد مجھے اسی حال میں اُٹھا کر میرے دوسرے اعزا کے پاس لے آیا گیا اس کے بعد اُس نے دیباج محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان کو جسکی بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی بیوی تھی بلوایا جب یہ اس کے سامنے پیش کیا گیا اُس نے محمدؐ سے پوچھا مجھے بتاؤ کہ وہ دونوں کذاب کیا کر رہے ہیں اور کہاں ہیں اُس نے کہا امیر المومنین بخدا مجھے اُنکا مطلقاً علم نہیں ہے اُس نے کہا تجھے بتانا پڑیگا محمد نے کہا میں نے عرض کر دیا اور میں اپنے بیان میں سچا ہوں آج سے پہلے میں جانتا بھی تھا مگر آج تو بخدا میں اس بات کو کہتا ہوں کہ مجھے اُن کا علم نہیں ہے منصور نے حکم دیا کہ اُس کے کپڑے اوتارے جائیں چنانچہ ننگا کر کے سو کوڑے اُس کے مارے گئے اُس وقت لوہے کی ہتکڑیاں بھی اُس کے ہاتھ میں پڑی تھیں جو اُسکی گردن سے بندھی تھیں مار کے بعد اُسے باہر لائے اُسکی قمیص اُسے پہنائی اور ہمارے

پاس بے آئے اُس کے بدن سے اسقدر خون بہا تھا کہ وہ قمیص اُس سے چپک گئی تھی اور اُتاری نہیں جاتی تھی جب ایک بکری کا دودھ اُس کے جسم پر ڈالا گیا تب وہ قمیص اتر سکی اس کے بعد اُسکی مرہم پٹی کی گئی، اب ابوجعفر نے ہم سب کو عراق لیجانے کا حکم دیا اور ہمیں ہاشمیہ میں لاکر مدین قید کر دیا گیا ہم میں سے سب سے پہلے اس قید کی حالت میں عبداللہ بن حسن نے انتقال کیا جیل کے افسر نے آکر کہا کہ تم میں جو اُس کا قریب تر عزیز ہو وہ نماز جنازہ پڑھائے چنانچہ حسن بن حسن بن حسن بن علی نے اُسکی نماز پڑھائی اُس کے بعد محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان مرا اُسکا سر کاٹ کر شیعوں کی ایک جماعت کے ساتھ خراسان بھیجا گیا خراسان کے تمام علاقہ میں اُسکی تشہیر کی گئی جہاں وہ سر جاتا وہ شیعہ جماعت حلفیہ اس بات کو بیان کرتی کہ یہ سر محمد بن عبداللہ ابن فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم کا ہے اس سے اُنکی مراد محمد بن عبداللہ بن حسن ہوتا کیونکہ اُسکے متعلق اُن کے ہاں یہ روایت مشہور تھی کہ وہ ابوجعفر کے خلاف خروج کریگا اس سال سری بن عبداللہ مکہ کا والی تھا۔ ریاح بن عثمان المری مدینہ کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ کا اور شعبان بن معاویہ بصرہ کا والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

---

## ۱۴۵ھ ہجری شروع ہوا

# اس سال کے اہم واقعات

اس سال محمد بن عبداللہ بن حسن نے مدینہ اور اُس کے بھائی ابراہیم نے اُس کے بعد بصرہ میں خروج کیا اور دونوں مارے گئے۔

---

## محمد بن عبداللہ کا خروج اور اُس کا قتل

---

ابوجعفر بنی حسن کو قید کر کے اپنے ساتھ عراق لے گئے ریاح مدینہ واپس آیا

اس نے اب محمدؒ کی تلاش میں ایسی مستعدی دکھائی اور انہیں اسقدر تنگ کر دیا کہ انہوں نے ظاہر ہونے کا مصمم قصد کر لیا۔ عمر کہتا ہے کہ جب میں نے ابراہیم بن محمد بن عبداللہ الجعفری سے یہ بات کہی کہ ریاح کے مجبور کر دینے کی وجہ سے محمدؒ کو اس وقت مقررہ سے پہلے ہی خروج کرنا پڑا جو اسکے اور اس کے بھائی ابراہیم کے درمیان خروج کے لیے طے پایا تھا تو انہوں نے اس بات کے ماننے سے انکار کیا اور کہا کہ بیشک محمدؒ کی تلاش بڑی شدت سے کیجا رہی تھی اور اسی سلسلہ میں انکا کمسن بیٹا پہاڑ سے گر کر مر گیا اور ایک مرتبہ تو تعاقب کرنے والے اُن کے قریب ہی آ گئے تھے مگر وہ مدینہ کے ایک کنوئیں میں اُتر کر اپنے ساتھیوں کو پانی دینے لگا اور کنوئیں میں سر تک غرق ہو گیا اور جسامت کی وجہ سے اُن کا بدن چھپتا بھی نہ تھا بلکہ ابراہیم بھی چیچک نکل آنے کی وجہ سے وقت مقررہ پر خروج نہ کر سکا۔

حارث بن اسحٰق بیان کرتا ہے۔ تمام مدینہ میں محمدؒ کی جلد ظاہر ہونے کی خبر پھیل گئی لڑائی کے خوف سے ہم سامان خوراک کو جلد جلد خریدنے لگے بعض لوگوں نے تو اس کے لیے اپنی عورتوں کے زیور تک بیچ ڈالے ریاح کو معلوم ہوا کہ محمدؒ نداد آ گیا ہے وہ اپنی موج لیکر اُس کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا محمدؒ اُس سے پہلے ہی نداد پہنچ جانے کے ارادے سے بڑھ چکا تھا اُس کے ساتھ جبیر بن عبداللہ السلمی، جبیر بن عبداللہ، بن یعقوب بن عطاء، عبداللہ بن عامر الاسلمی تھے ان لوگوں نے ایک بھشتی کو اپنی سہیلی سے کہتے سُنا کہ ریاح محمدؒ کے ارادے سے نداد روانہ ہو گیا ہے اور اب وہ بازار کی طرف جا رہا ہے یہ سنکر یہ لوگ جہینہ کے مکان میں گھس گئے اُسکا دروازہ اندر سے بند کر لیا ریاح اُسی دروازے کے سامنے سے گذرا مگر اُسے کیا خبر تھی کہ محمدؒ یہیں چھپا ہوا ہے یہ نداد جا کر بے نیل مرام اپنی سرکاری قیام گاہ قصر مروان میں واپس آیا عشا کی نماز اس نے مکان کے اندر ہی پڑھی باہر نہیں آیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان بن عبداللہ بن ابی سبرہ (از بنی عامر بن لوئی) نے ریاح کو محمدؒ کی اطلاع دی تھی۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ عبیداللہ

بن عمرو بن ابی ذویب اور عبدالحمید بن جعفر خروج سے پہلے محمدؒ کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا انتظار کر رہے ہو بخدا ساری امت پر تمہاری تاخیر اور احتیاط سخت دوبھر ہو رہی ہے تم تنہا خروج کرنے میں کیوں پس و پیش کرتے ہو۔

عیسٰی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے'' ریاح نے ہمکو بلا بھیجا ہیں، جعفر بن محمد بن علی بن حسینؓ، حسین ابن علی بن حسینؓ بن علی، علی بن عمر بن علی بن حسینؓ بن علی، حسن بن علی ابن حسین بن علی بن حسین بن علیؓ بعض دوسرے قریش کے عمائد جنمیں اسماعیل بن ایوب بن سلمہ بن عبداللہ بن الولید بن مغیرہ اور اُسکا بیٹا خالد تھے ریاح کے پاس آئے ہم قصر مروان میں اُسکے پاس بیٹھے تھے کہ ہم نے اس زور کی تکبیر سُنی کہ اور کوئی شئے سنائی نہیں دیتی تھی ہم نے یہ خیال کیا کہ پہرہ والوں نے تکبیر کہی ہوگی اور پہرہ والوں نے یہ خیال کیا کہ یہ آواز مکان کے اندر سے آرہی ہے، اسے سنتے ہی ابن مسلم بن عقبہ جو ریاح کے متوسلین میں تھا اُچھل کر اپنی تلوار پر سہارا دیکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ ان لوگوں کے بارے میں آپ میری بات مانیں اور سب کو ابھی قتل کر دیں۔ علی بن عمر کہتا ہے کہ معلوم تو ایسا ہی ہوتا تھا کہ گویا اُسی رات ہم سب ذبح کر دیئے جائیں گے مگر حسین بن علیؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ کو اسکا حق نہیں ہے کیونکہ ہم لوگ بدستور وفادار اور اطاعت کیش ہیں۔ اب ریاح اور محمد بن عبدالعزیز مجلس سے اُٹھکر یزید کے گھر کے ایک گنبد میں جا چھپے ہم سب وہاں سے اُٹھکر عبدالعزیز بن مروان کے گھر کے راستے نکلے اور ایک برآمدے پر جو عاصم بن عمر کے کوچہ میں واقع تھا کو دکر چلنے اسماعیل بن ایوب نے اپنے بیٹے خالد سے کہا کہ مجھے برآمدے پر اچھا نہیں جاتا تم مجھے اوٹھا دو چنانچہ اُس نے اپنے باپ کو اُٹھا کر اُس برآمدے پر چڑھا دیا۔

عبدالعزیز بن عمران اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ریاح کو قصر مروان میں یہ خبر معلوم ہوئی کہ آج ہی رات محمدؒ خروج کرے گا اُس نے میرے بھائی محمد بن عمران عباس بن عبداللہ بن الحارث بن عباس اُن کے علاوہ اور کئی شخصوں کو بلا بھیجا۔ اپنے بھائی کے ہمراہ میں بھی گیا عشا کے بعد ہم اُس کے پاس آئے ہم نے سلام کیا مگر اُس نے سلام کا جواب ہمیں نہیں دیا

ہم بیٹھ گئے میرے بھائی نے مزاج پرسی کی اُس نے پست آواز سے خیر کہدیا۔ اس کے بعد دیر تک خاموش رہا پھر ایک دم چونک کر کہنے لگا اے مدینہ والو امیر المومنین جسے پکڑنا چاہتے ہیں اُسے مشرق و مغرب میں تلاش کر رہے ہیں حالانکہ وہ شخص تمہارے درمیان گھومتا پھرتا ہے بخدا اگر اُس نے خروج کر دیا تو میں بلا استثنا تم سب کو قتل کر دوں گا، میرا بھائی کہنے لگا اُس کا خروج قطعی کوئی اہمیت نہیں رکھتا میں اُسکا کفیل ہوں ریاح نے کہا مدینہ میں تمہارا خاندان بہت بڑا ہے اور تم امیر المومنین کے قاضی بھی ہو بہتر ہے کہ تم اپنے خاندان کو ہر موقع کے لیئے خدمات انجام دینے پر آمادہ کرو اور انکو دعوت دو۔

میرا بھائی جانے کے لیے تیر کی طرح اُٹھا مگر ریاح نے اُسے بیٹھ جانے کا حکم دیا اور مجھ سے کہا کہ ثابت تم جاؤ چنانچہ میں فوراً وہاں سے اُٹھکر باہر آیا اور میں نے بنی زہرہ کو جو طلحہ کے باغیچہ سعد کے مکان اور بنی ازہر کے مکان میں رہتے تھے بُلا بھیجا اور کہدیا کہ اپنے ہتھیار لیکر آؤ ان میں سے بشر اُسیوقت آموجود ہوا نیز ابراہیم بن یعقوب بن سعد بن ابی وقاص اپنی کمان موڑے ہوئے آیا یہ سب سے زبردست قادر انداز تھا اُن کی کثرت دیکھکر میں نے ریاح سے آکر کہا کہ لیجئے یہ بنی زہرہ مسلح ہوکر آگئے ہیں یہ آپ کے ساتھ ہیں انھیں اندر آنے کی اجازت دیجئے ریاح کہنے لگا کیا تم چاہتے ہو کہ مسلح جماعتیں میرے پاس آئیں میں اُن کو یہاں آنے کی اجازت تو نہیں دے سکتا البتہ اُن سے کہو کہ وہ قصر کے صحن میں بیٹھ جائیں اگر کوئی واقعہ رونما ہو تو لڑیں میں نے اُن لوگوں سے آکر کہدیا کہ اُس نے اندر آنے کی تو آپ کو اجازت نہیں دی اور وہاں جانے سے فائدہ بھی کیا ہے آؤ ہمارے پاس بیٹھکر باتیں کرو۔ وہاں بیٹھے ہوئے تھوڑی دیر گذری تھی کہ عباس بن عبداللہ بن الحارث رسالہ کے ساتھ رات کی گرداوری کیلئے نکلا اور گھاٹی کی چوٹی تک جاکر اپنے مقام پر واپس آگیا اور اُس نے اپنے مکان کا دروازہ بند کرلیا، بنجد میں اسی طرح اُن سے باتیں کر رہا تھا کہ زوراء کی سمت سے دو شہسوار تیزی سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے آتے دکھائی دیئے یہ دونوں

عبداللہ بن مطیع کے مکان اور محکہ قضاء کے احاطہ کے درمیان پانی پلانے کی جگہ آکر ٹھہر گئے اب ہم نے کہا بخدا اب فتنۂ جنگ برپا ہو گیا، ہم نے بہت دور ایک آواز سنی ہم ساری رات وہیں ٹھہرے رہے اب محمدؐ بن عبداللہ مذاد سے دو سو پچاس آدمیوں کے ہمراہ آگے بڑھا اس نے بنی سلمہ اور بطحان پہنچکر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بنی سلمہ کے راستے چلو اللہ نے چاہا تو سب سلامت رہو گے اس کے بعد ہم نے تکبیر سنی پھر اس کی آواز مدھم پڑ گئی وہ اور آگے بڑھکر ابن حبین کے کوچہ سے برآمد ہوا اور بازار بازار ہو لیا کھجور والوں کے محلہ سے سبزی والوں میں ہوتا ہوا جیل خانہ آیا اندر لوں ابن ہشام کا مکان جیل تھا، جیل کا پھاٹک توڑ کر اس نے تمام قیدی رہا کر دیئے وہاں سے بڑھکر جب وہ یزید اور قیس کے مکانوں کے درمیان آیا تو اسوقت ایک بھیانک اور خوفناک منظر ہمیں نظر پڑا۔ ابراہیم بن یعقوب گھوڑے سے اتر پڑا اس نے اپنا ترکش سرنگوں کر کے کہا کہ میں تیر مارتا ہوں مگر ہم نے اسے منع کر دیا محمدؐ کا مکان رحبہ میں تھا وہاں سے آگے بڑھکر یہ عاتکہ بنت یزید کے مکان آیا اور اس کے دروازے پر بیٹھ گیا اور اب سب لوگ ایک دوسرے سے دست و گریباں ہوئے ایک سندی مارا گیا یہ ساری رات مسجد نبوی میں بسر کرتا تھا محمدؐ کے کسی آدمی نے اسے قتل کر دیا۔

جہم بن عثمان بیان کرتا ہے کہ محمدؐ مذاد سے ایک گدھے پر سوار ہو کر برآمد ہوا ہم اس کے ساتھ تھے اس نے خوات بن بکیر بن خوات بن جبیر کو پیدل دستہ کا سردار مقرر کیا اور بھالا عبدالحمید بن جعفر کے سپرد کیا اس سے کہا کہ میری طرف سے تم اسے سنبھالو پہلے تو اس نے اسے اٹھا لیا مگر پھر اس کے لینے سے انکار کر دیا محمدؐ نے اس کے انکار کو منظور کر کے اسے اپنے بیٹے حسن بن محمدؐ کے ساتھ کر دیا۔

جعفر بن عبداللہ بن یزید بن رکانہ راوی ہے کہ ابراہیم بن عبداللہ نے اپنے بھائی کو کئی بوجھ تلواریں بھیجیں وہ اس نے مذاد میں رکھدیں خروج کی رات اس نے ہمیں جلایا ہم سو آدمی بھی نہ تھے وہ ایک سیاہ اعرابی گدھے پر سوار تھا

وہاں سے ۲ راستے پھٹتے تھے ایک بطمان کا دوسرا بنی سلمہ کا ہم نے پوچھا کون سا راستہ اختیار کریں کہنے لگا اللہ تم کو سلامت رکھے گا بنی سلمہ کا راستہ اختیار کرو چنانچہ اب ہم اُسی راستے بڑھتے ہوئے قصر مردان کے دروازے پہنچ گئے۔

ابو عمر المدنی قریش کا شیخ بیان کرتا ہے کہ کئی روز سے مدینہ پر بادل چھایا ہوا تھا اور بارش ہو رہی تھی جب مینہ کھلا تو اس دقفہ میں میں مدینہ سے کھسک گیا اگرچہ اب بھی بارش کا اندیشہ لگا ہوا تھا میں اپنے دیہاتی مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص آکر میرے پاس بیٹھ گیا مجھے معلوم نہیں کہ وہ کس سمت سے آیا تھا کثیف کپڑے اس کے جسم پر اور ایک میلا عمامہ سر پر تھا میں نے اس سے پوچھا کہاں سے آئے اس نے کہا اپنی تھوڑی سی بھیڑوں کے پاس سے آرہا ہوں ان کے چرواہے سے ایک ضرورت تھی مگر اب گھر جانے کا ارادہ ہے میں اس سے مختلف موضوعات علوم پر گفتگو کرنے لگا اس کی وسعت علم کا یہ حال تھا کہ جس موضوع کو میں نے چھیڑا وہ اس میں مجھ سے کہیں آگے اور بہت زیادہ معلومات رکھتا تھا میں اسکے تبحر علمی سے متحیر ہوا اور تعجب کرنے لگا کہ جو آنے کی وجہ اس نے بیان کی ہے وہ تو ٹھیک نہیں معلوم ہوتی میں نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا مسلمان ہوں میں نے کہا یہ تو درست ہے مگر کس خاندان و قبیلہ سے تعلق ہے اس نے کہا اس سے زیادہ کے دریافت کرنیکی تم کو ضرورت نہیں میں نے کہا نہیں میں اسے ضرور پوچھوں گا کہ تم کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو اُسے سنکر وہ فوراً کھڑا ہو گیا اور یہ پڑھتا ہوا المخرق الخفین یشکو الوجی (اُس کے دونوں پاؤں پتھریلے دشوار گذار سرزمین پر چلتے چلتے پھٹ گئے ہیں اور وہ درد سے کراہ رہا ہے، آنا فانا نظر سے اوجھل ہو گیا نظر سے غائب ہو جانے کے بعد اُسکا حال معلوم کرنے سے پہلے اُسے چھوڑ دینے پر مجھے ندامت ہوئی میں اُس کے پیچھے چلا کہ اُس سے پھر پوچھوں مگر اُسے نہ پایا معلوم ہوتا تھا کہ زمین میں سما گیا ہے، میں اپنے قیامگاہ واپس آگیا پھر مدینہ آیا مدینہ آئے مجھے ایک دن اور رات گزری تھی کہ میں مدینہ میں صبح کی نماز میں شریک ہوا میں نے دیکھا کہ ایک ایسا شخص نماز پڑھا رہا ہے جس کی آواز سے میں آشنا تھا نماز میں اُس نے سورہ انا فتحنا لك فتحا مبینا تلاوت کی نماز سے فارغ ہو کر وہ منبر پر بیٹھا اب

مجھے معلوم ہوا کہ یہی محمد بن عبداللہ بن حسن ہے جو مجھے بیرون شہر میں ملا تھا۔

اسماعیل بن الحکم بن عوانہ نے ایک اور شخص کا جسکا نام اُس نے لیا تھا اسی قسم کا قصہ نقل کیا اور وہ کہتا ہے کہ جب اس واقع کو میں نے انبار کے ایک شخص سے جس کی کنیت ابو عبید تھی بیان کیا تو اُس نے یہ بیان کیا کہ محمدؒ اور ابراہیم نے بنی ضبہ کے ایک شخص اسماعیل بن ابراہیم بن ہود کو ابو جعفر کے پاس اس غرض سے متعین کر کے روانہ کیا کہ یہ اُن کی خبریں بھیجتا رہے یہ شخص مسیب کے پاس پیش کیا گیا جو اُسوقت ابو جعفر کا کوتوال تھا اُس نے اپنی قرابت جتائی مسیب نے کہا جو کچھ ہو مگر تم کو امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا چنانچہ جب وہ حاضر خدمت ہوا اُس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا ابو جعفر نے پوچھا تم نے اُسے کیا کہتے سنا ہے اُس نے کہا۔

شردہ الخوف فازراہ بہ　　کذاک من یکرہ حر الجلاد

(ترجمہ) خوف اس کا لباس بنگیا ہے کہ اسے کہیں چین نہیں اور جو تلوار کی گرمی کو بُرا سمجھتا ہے اس کا حال خوف سے یہی ہو جاتا ہے

ابو جعفر نے کہا اُس سے جا کر کہو کہ ہم یہ کہتے ہیں۔

وخطۃ ذُلٍّ نجعل الموت دونہا　　نقول لہا الموت اھلاً ومرحبا

(ترجمہ) ہم موت کو ذلت پر ترجیح دیتے ہیں اور ذلت کے موقع پر موت کو خوش آمدید کہتے ہیں تم جاؤ اور یہ شعر اُسے سُنا دو۔

ازہر بن سعید بن نافع جو اس ہنگامہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ یکم رجب ۱۴۵ھ ہجری کے دن محمدؒ نے خروج کیا اُس نے مع اپنے ساتھیوں کے رات مذاد میں بسر کی اور رات ہی میں وہ مدینہ آیا جیل اور خزانہ پر قبضہ کر کے اُس نے ریاح اور ابن مسلم کو ایک ساتھ ہشام کے مکان میں قید کر دیا۔

علی بن ابی طالب راوی ہے کہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں ابھی دو راتیں باقی تھیں کہ محمدؒ نے خروج کیا عمر بن راشد کہتا ہے کہ

ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں دو راتیں ابھی باقی تھیں محمدؐ نے خروج کیا میں نے خروج کی رات میں اسے زرد رنگ کی مصری ٹوپی زرد رنگ کا جبہ اور عمامہ پہنے دیکھا عمامہ سے اُس نے اپنی دونوں کو کیں باندھ رکھی تھیں اِن کے علاوہ ایک دوسرے پھولدار پٹکے میں اُس نے تلوار باندھ رکھی تھی۔ یہ اپنے آدمیوں سے کہہ رہا تھا کہ تم مت لڑو مگر جب سرکاری قصر میں آنے سے اُنھیں روکا گیا تو اُس نے ان سے کہا کہ باب المقصورہ سے قصر میں داخل ہو جاؤ۔ اُنھوں نے اکٹھا ہو کر ایک دم دھاوا کر دیا مگر مدافعین نے اس دروازے میں جو باب الخوخہ تھا اُسے جلا ڈالا کوئی شخص اُدھر سے نہ جا سکا البتہ قیسری کے مولی رزام نے یہ ترکیب کی کہ اپنی ڈھال آگ پر رکھی اور اُس پر سے گزر گیا دوسرے لوگوں نے بھی اُسکی پیروی کی اور اسیطرح اس دروازے سے قصر میں گھس پڑے اسی دروازے پر ریاح کے سپاہیوں نے کچھ مقابلہ بھی کیا، قصر میں جو لوگ ریاح کے ساتھ تھے وہ عبدالعزیز کے گھر سے ہو کر نکل گئے خود ریاح قصر مروان کے ابدار خانہ میں جا چھپا اور باہر سے اُسے تیغہ کرا دیا مگر اُسے ڈھا کر لوگ چڑھ دوڑے اور اُسے نکال لائے اور اب خود وہ قصر مروان میں قید کر دیا گیا اُس کے ہمراہ اُسکا بھائی عباس بن عثمان بھی قید کر دیا گیا، محمدؐ بن خالد اُس کا بھتیجا نذیر بن یزید اور رزام ریاح کی قید میں تھے محمدؐ نے ان سب کو رہا کر دیا اور نذیر کو حکم دیا کہ وہ ریاح اور اُس کے ہمراہیوں کو جکڑ بند کر دے۔

عیسیٰ کہتا ہے کہ محمدؐ نے ریاح اُس کے بھتیجے اور ابن مسلم بن عُقبہ کو قصر مروان میں قید کر دیا تھا، راشد بن حفص بیان کرتا ہے کہ رزام نے نذیر سے درخواست کی کہ تم مجھے اجازت دو کہ میں جو چاہوں ریاح کے ساتھ سلوک کروں کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ اُس نے مجھے کیا کیا تکلیفیں اور سزائیں دی ہیں نذیر نے یہ بات مان لی اور کہا تم کو اُسکا اختیار دیا جاتا ہے یہ کہکر وہ باہر جانے کے لیے کھڑا ہوا ریاح نے اُس سے عرض کیا اے ابو قیس جو کچھ میں نے تمھارے ساتھ کیا ہے وہ کیا مگر میں نے ہمیشہ

تمہارے مرتبہ اور درجہ کا لحاظ رکھا نذیر نے جواب دیا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے جاہلیت تم میں بھی اس کا اظہار تم نے کیا اب ہم میں جو اہلیت ہے اس کے مطابق ہم کریں گے، رزام نے اسے سنبھالا اگر ریاح برابر اسکی منت سماجت کرتا رہا آخر کار وہ اپنے ارادے سے رک گیا اور کہنے لگا کہ اپنی حکومت اور اقتدار کے زمانے میں تو نہایت جلد مشتعل ہو جاتا تھا اور اب مصیبت کے وقت اسقدر ذلیل ہے کہ اس طرح خوشامد کرتا ہے۔

موسیٰ بن سعید الجہمی راوی ہے ریاح نے اپنے عہد میں محمد بن مروان بن ابی سلیط الانصاری (از بنی عمرو بن عوف) کو قید کر دیا تھا اس نے قید ہی میں اسکی ہجو میں اشعار لکھے تھے:

اسماعیل بن یعقوب التیمی بیان کرتا ہے کہ منبر پر بیٹھکر محمد نے حمد و ثنا کے بعد کہا اور اے لوگو تمکو معلوم ہے کہ دشمن خدا ابو جعفر نے اپنے عہد میں بیت اللہ کے مقابلہ میں اس کی تحقیر کے لیے ایک قبہ خضرا بنایا ہے، جب فرعون نے کہا تھا کہ میں ہی تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں تو اسی وقت اللہ نے اسے پکڑ لیا، دین کے قیام کے لیے سب سے زیادہ اولین مہاجرین اور رہبر د انصار کی اولاد کا حق ہے اے اللہ ہمارے دشمن نے تیرے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا ہے تیرے دشمنوں کو انھوں نے امان دی اور تیرے دوستوں کو انھوں نے خوفزدہ کر دیا اے اللہ تو ان سب کو ہلاک کر دے اور کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑ، اے لوگو میں نے تمہارے بھروسہ پر خروج نہیں کیا ہے کیونکہ میرے نزدیک تم میں کوئی قوت و طاقت نہیں ہے مگر میں نے تمکو اپنا بنایا ہے کیونکہ بخدا تمام روئے زمین میں کوئی اسلامی بستی ایسی نہیں ہے جہاں میری بیعت نہ ہو گئی ہو۔

موسیٰ بن عبداللہ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب ریاح نے مجھے ابو جعفر کے پاس روانہ کیا اسکی اطلاع محمد کو ہو گئی اس نے اسی رات خروج کر دیا ریاح نے ان سپاہیوں کو جو میرے ساتھ متعین کئے گئے تھے روانگی سے پہلے ہی یہ ہدایت کر دی تھی کہ اگر مدینہ کی سمت سے کوئی شخص آتا ہوا انھیں

نظر آ جائے تو وہ میری گردن اُڑا دیں چنانچہ جب ریاح محمدؐ کے سامنے پیش ہوا تو اس نے اُس سے مجھے پوچھا کہ موسیٰ کہاں ہے اُس نے کہا کہ اب اس تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے میں نے اُسے عراق بھیج دیا ہے محمدؐ نے کہا تم کسی کو بھیجو کہ وہ اُسے واپس لے آئے اُس نے کہا یہ ممکن نہیں کیونکہ میں نے اُس کے ہمراہی سپاہیوں کو یہ ہدایت کر دی ہے کہ اگر مدینہ کی سمت سے کوئی آتا ہوا اُنکو دکھائی دے وہ فوراً اُسے قتل کر دیں اب محمدؐ نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو موسیٰ کو میرے پاس لائے ابن خضیر نے کہا میں اُسے لاتا ہوں محمدؐ نے کہا اس کام کے لئے خاص آدمی منتخب کر لو چنانچہ اُس نے کئی آدمی انتخاب کئے ہمیں قطعاً کچھ خبر نہ ہوئی کہ اچانک وہ اس طرح سے ہمارے پاس آ پہنچا گویا وہ عراق سے آ رہا تھا اُسے دیکھ کر سپاہی کہنے لگے کہ یہ تو امیر المومنین کے فرستادے معلوم ہوتے ہیں جب وہ بالکل ہم میں آ ملے اُسوقت اُنھوں نے ہتھیار عریاں کئے اُن کے سردار اور دوسرے اسکے ساتھیوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے اونٹ کو بٹھا کر میری بیڑیاں کاٹیں اور مجھے چھڑا کر محمدؐ کے پاس لے آئے۔

علی بن الجعد کہتا ہے کہ ابو جعفر کا یہ دستور تھا کہ وہ محمدؐ کے نام اپنے سر آوردہ سپہ سالاروں کی طرف سے جعلی خط بھیجا کرتے تھے اُن خطوں میں محمدؐ کو ظاہر ہونے کی دعوت ہوتی تھی اور یہ لکھا جاتا تھا کہ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں ابن بنا پر محمدؐ کہتا تھا کہ جب ہم دونوں کا مقابلہ ہو گا تو ابو جعفر کے تمام سپہ سالار اسکا ساتھ چھوڑ کر میرے پاس چلے آئیں گے۔

حارث بن اسحٰق راوی ہے۔ مدینہ پر قبضہ کر کے محمدؐ نے عثمان بن محمد بن خالد بن الزبیر کو مدینہ کا عامل مقرر کیا۔ عبدالعزیز بن المطلب بن عبداللہ المخزومی کو مدینہ کا قاضی بنایا ابو القلمس عثمان بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب کو کوتوال مقرر کیا، عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمان بن المسور بن مخرمہ کو بخشی مقرر کیا۔ محمدؐ بن عبدالعزیز سے کہلا کر بھیجا کہ مجھے تو یہ خیال تھا کہ تم ہماری مدد کرو گے اور ہمارا ساتھ دو گے اس نے معذرت کہلا کر بھیجی اور کہا کہ میں تمہاری مدد کیلئے

آتا ہوں مگر پھر چپکے سے مدینہ سے نکل گیا اور مکے چلا آیا۔

عبدالمجید بن جعفر راوی ہے پہلے تو میں محمد بن عبداللہ کا افسر کوتوالی تھا پھر اس نے مجھے کسی ایک سمت کو بھیجدیا اور میرے بعد پھر زبیری کو اس نے کوتوال بنایا۔

ازہر بن سعید بن نافع کہتا ہے کہ سوائے حسب ذیل عمائد کے باقی کوئی سربرآوردہ شخص ایسا نہ تھا جو محمدؐ کے ساتھ نہ ہو گیا ہو جو لوگ اس کے شریک نہ ہوئے وہ یہ تھے ضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام عبداللہ بن المنذر بن المغیرہ بن عبداللہ بن خالد بن حزام ابو سلمہ بن عبید اللہ بن عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب اور حبیب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر۔

کلثم بنت وہب کہتی ہے کہ جب محمدؐ نے خروج کیا اکثر مدینہ والے شہر چھوڑ کر چلے گئے اُن میں میرا خاوند عبدالوہاب بن یحیی بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر بھی بقیع چلا گیا تھا میں اسماء بنت حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عباسؓ کے پاس جا بیٹھی میرے خاوند نے کچھ اپنے کہے ہوئے شعر مجھے لکھے اس کے جواب میں میں نے یہ اشعار اسے لکھ بھیجے۔

رحم اللہ شبابا قاتلو یوم الثنیہ قاتلو عنہ بنیات واحساب نقیہ
فر عنہ الناس طرا غیر خیل اسدیہ

(ترجمہ، اللہ اُن جوان مردوں پر اپنا رحم نازل فرمائے جو گھاٹی کی لڑائی میں مصروف کارزار ہوئے، اُس شخص کی حمایت میں بڑے نجیب الطرفین نوجوان لڑے جب کہ اسدی رسالہ کے علاوہ اور سب لوگ اس کا ساتھ چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے) ان اشعار پر لوگوں نے یہ شعر زائد کر دیا۔

قتل الرحمن عیسی قاتل نفس الزکیہ

(ترجمہ، خدا عیسی کو قتل کرے جو نفس الزکیہ کا قاتل ہے۔)

سعید بن عبدالحمید بن جعفر بن عبداللہ بن الحکم بن سنان الحکمی الانصار کے بھائی نے اسی روایت کو ایک سے زیادہ آدمیوں سے سنا ہے کہ محمدؐ کے ہمراہ خروج کرنے کے متعلق امام مالک بن انس سے فتویٰ پوچھا گیا تھا اور یہ بھی کہدیا گیا تھا

کہ ہم ابو جعفر کی بیعت کر چکے ہیں امام مالک نے کہا کہ تم نے بادل ناخواستہ بیعت کی تھی اور اس صورت میں فسخ بیعت کرنے کی حالت میں کفارۂ یمین جائز نہیں ہوتا اس فتویٰ کی بنا پر اب لوگ جوق جوق محمدؒ کے پاس جانے لگے امام مالک اپنے گھر ہی بیٹھے رہے۔

ابن ابی ملیکہ عبداللہ بن جعفر کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ خروج کے بعد محمد نے اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر کو بیعت کرنے کے لیے بُلایا یہ بہت معمر تھا اسماعیل نے کہا اے میرے بھتیجے بخدا میں جانتا ہوں کہ تم مارے جاؤ گے پھر میں کیوں بیعت کروں یہ سنکر تھوڑی دیر کے لیے لوگ اُس کی بیعت کرنے سے ٹھٹھک گئے چونکہ خروج کے بعد محمدؒ کی بیعت کرنے میں بنی اُمیہ سب سے پیش پیش تھے اس وجہ سے حمادہ بنت معاویہ اسمٰعیل کے پاس آئی اور کہنے لگی چچا جان یہ آپ کیا کر رہے ہیں سب سے پہلے میرے بھائی اپنے ننہالی رشتہ داروں کی مدد کے لیے تیار ہوئے اگر آپ نے ایسا کہا تو تمام لوگ اُن کی مدد کرنے سے رک جائیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ میرے ماموں زاد بھائی اور میرے بھائی سب مارے جائیں گے، مگر اُس سن رسیدہ بزرگ نے اُس کے کہنے پر کوئی التفات نہیں کیا اور محمدؒ کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ سے حمادہ اُنکی دشمن ہوگئی اور اُس نے اُن کو مار ڈالا محمدؒ چاہتا تھا کہ اُن کی نماز جنازہ پڑھے عبداللہ بن اسماعیل اُس سے بحث کرنے لگا اور اُس نے ہنگامہ برپا کیا اور کہا کہ ایک طرف تو میرے باپ کو قتل کراتا ہے اور پھر اُسی کی نماز جنازہ پڑھانے کھڑا ہوتا ہے مگر سپاہیوں نے اُسے ایک طرف ہٹا دیا اور محمدؒ ہی نے اُن کی نماز جنازہ پڑھائی۔

عیسیٰ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ عبیداللہ بن الحسین بن علی بن الحسین بن علی محمدؒ کے سامنے پیش کیا گیا محمدؒ نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا اور کہا کہ میں نے یہ قسم کھائی تھی کہ جب میں اُسے دیکھوں گا قتل کر دونگا عیسیٰ بن زید کہنے لگا کہ آپ مجھے اجازت دیں میں اسکا کام تمام کیے دیتا ہوں مگر محمدؒ نے اُسے اس بات سے روک دیا۔

محمد بن خالد القسری کہتا ہے کہ محمدؐ کے خروج کے وقت میں ابن حیان کی قید میں تھا محمدؐ نے مجھے رہا کر دیا جب میں نے محمدؐ کی تقریر سُنی جو اُس نے منبر نبوی پر بیٹھکر دی تھی اور اُس میں اُس نے جو دعوت دی اُسے سنا تو میں نے کہا کہ یہ دعوت حق ہے میں اس تحریک کو کامیاب کرنے میں اللہ کے لیئے پوری محنت و جانفشانی کروں گا تب میں نے کہا امیرالمومنین آپ نے ایسے شہر میں خروج کیا ہے کہ اگر اسکے ناکے بند کر دیئے جائیں تو تمام اہل شہر بھوک اور پیاس سے ہلاک ہو جائیں گے بہتر یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ عراق چلیے کل دس منزل کا فاصلہ ہے وہاں چلکر اسکا مقابلہ کیجیے ایک لاکھ تلواریئے آپ کے ہمراہ ہوں گے، محمدؐ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا ایک دن میں اُسکے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہ مجھ سے کہنے لگا، ابن ابی فروہ ابو الخصیب کے داماد کے پاس جو چیز مجھے ملی اُس سے بہتر کوئی شئے میرے دیکھنے میں نہیں آئی محمدؐ نے اُس پر غارت گری کی تھی، میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اُسی بہترین شئے کو دیکھ پایا ہے اسی بنا پر میں نے امیرالمومنین ابو جعفر کو اطلاع دی کہ بہت ہی کم آدمی اُس کے ساتھ ہیں محمدؐ مجھ پر برہم ہوا اور اُس نے پھر مجھے قید کر دیا پھر عیسیٰ بن موسیٰ نے اُسکو قتل کرنے کے بعد مجھے قید سے رہا کیا۔

عبد الحمید راوی ہے کہ میں ایک دن محمدؐ کے پاس تھا اُسکے پاؤں میرے گود میں رکھے تھے خواتّ بن بکیر بن خوات بن جُبیر اُسی وقت اُس سے ملنے آیا اُس نے سلام کیا محمدؐ نے بے اعتنائی سے اُسے جواب دیدیا جس میں گرم جوشی نہ تھی اُس کے بعد ہی قریش کا ایک نوجوان اُس سے ملنے آیا اُس نے جب سلام کیا تو محمدؐ نے بڑے تپاک سے اُسے جواب دیا اُس پر میں نے اُس سے کہا کہ ابتک تمہارا تعصب نہ گیا اُس نے کہا کیا ہوا میں نے کہا کہ جب انصار کے سردار نے تمکو سلام کیا تو تم نے اُسے معمولی طریقہ پر جواب دیدیا اور جب قریش کے ایک ڈاکو نے آکر تمکو سلام کیا تو اُسکے جواب میں تم نے بڑی گرم جوشی کا اظہار کیا یہ کیا بات ہے محمدؐ نے کہا کہ ہرگز میں نے ایسا نہیں کیا جیسا کہ تم کو خیال ہے بات یہ ہے کہ تم اس طرح میرے افعال پر نظر رکھتے ہو کہ اسطرح دوسرے نہیں کرتے اسی وجہ سے تم کو شبہ ہوا۔

محمدؐ نے حسن بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو مکہ کا عامل مقرر کیا اُس کے ساتھ قاسم بن اسحٰق کو یمن کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا۔

محمد نے قاسم بن اسحٰق کو یمن کا عامل مقرر کیا اور موسیٰ بن عبداللہ کو شام کا عامل مقرر کیا تاکہ یہ دونوں ان علاقوں میں اُس کے لیئے دعوت دیں مگر قبل اسکے کہ یہ دونوں اپنی اپنی منزل مقصود کو پہنچے خود محمدؐ ہی قتل کر دیا گیا۔ نیز محمدؐ نے عبدالعزیز بن الدراوردی کو اسلحہ کا محافظ مقرر کیا۔

محمدؐ کا رنگ شدید سانولا بلکہ کالا تھا یہ بہت جسیم اور فربہ تھا کالے ہونے کی وجہ سے لوگ اُسے قاری کہتے تھے بلکہ ابوجعفر بھی اُسے محمدؐ کے بجائے محمم پکارتے تھے۔

ابراہیم بن زیاد بن عنبہ کہتا ہے کہ جب کبھی محمدؐ منبر پر چڑھا اُسکے چرانے کی آواز میں نے سنی حالانکہ میں منبر سے دور ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ محمدؐ منبر پر بیٹھا تقریر کر رہا تھا کہ اُس کے حلق میں بلغم اٹک گیا یہ اُسے نگل گیا بلغم صدر سے نیچے اُتر گیا مگر پھر آیا پھر اُسے نگل گیا وہ پھر آیا محمدؐ نے اِدھر اُدھر دیکھا اُسے تھوکنے کی کوئی جگہ نظر نہ آئی آخر اُس نے اپنا بلغم مسجد کی چھت پر تھوک مارا اور وہ وہیں چمٹ کر رہ گیا۔ یہ بہت ہکلا تھا بعض مرتبہ اُسکے سینے میں آکر بات رک جاتی تھی اور پھر یہ اپنی چھاتی پر ہاتھ مارا کرتا۔

ایک دن عیسیٰ بن موسیٰ ابوجعفر سے ملنے آیا اور کہنے لگا امیر المومنین یہ سنکر بہت خوش ہوں گے کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کے مکان کا اگلا رخ بنی معاویہ یعنی حسن یزید اور صالح سے خرید لیا ہے، ابوجعفر نے کہا کیا اس بات سے تمکو خوشی ہوئی ہے یہ بات قابل خوشی نہیں ہے تمکو معلوم رہے کہ یہ حصہ اُنھوں نے صرف اس لیے فروخت کیا ہے کہ اُسکی جو قیمت اُن کو ملے اُسی سے وہ تمہارے خلاف بغاوت برپا کریں۔

عبداللہ بن الربیع بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عبدالمدان بیان کرتا ہے جس وقت محمدؐ نے مدینہ میں خروج کیا ہے اُس وقت منصور اپنے شہر بغداد کی بازو کے ذریعہ حدبندی کر چکے تھے وہ کوفے روانہ ہوئے میں بھی اُن کے ساتھ تھا

مجھے للکارا میں بڑھکر اُن کے پاس پہنچا دیر تک خاموش رہنے کے بعد مجھ سے کہا اے ابن ربیع محمدؐ نے خروج کر دیا ہے میں نے پوچھا کہاں اُنھوں نے کہا مدینہ میں میں نے کہا خدا کی قسم ہے وہ مارا گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی تباہ کیا اس نے ایسی حالت میں خروج کیا ہے کہ نہ اُسکے یار و مددگار ہیں اور نہ ساز و سامان امیر المومنین میں آپ سے ایک حدیث سناتا ہوں جو مجھ سے سعید بن عمرو بن جعدة المخزومی نے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ میں جنگ زاب کے دن مروان کے پاس کھڑا ہوا تھا اس نے مجھ سے پوچھا سعید تم جانتے ہو کہ یہ شخص کون ہے جو دشمن کے رسالے کے ساتھ مجھ سے لڑ رہا ہے میں نے کہا یہ عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ ہے مروان نے پوچھا ان میں وہ کونسا ہے ذرا مجھے اُسکا حلیہ بتاؤ میں نے کہا وہ اچھے نقشہ کا زرد رو پتلی باہوں والا ہے وہ تم سے سخت عداوت رکھتا ہے عبداللہ بن معاویہ کو شکست کھا جانے پر سخت بُرا کہتا ہے، مروان کہنے لگا ہاں میں اُسے پہچان گیا بخدا میں چاہتا ہوں کہ اس کی جگہ علی بن ابوطالب مجھ سے لڑتے تو مجھے کوئی باک نہ تھا بخدا علیؓ اور اُن کی اولاد کا خلافت میں کچھ حصہ نہیں ہے اور وہ کبھی اس سے بہرہ ور نہ ہوں گے البتہ یہ بنی ہاشم رسول اللہ کے چچا کا اور ابن عباس کا پوتا ہے اس کے ساتھ شام کی ہوا ہے اور شامیوں کی مدد ہے اے ابن جعدہ تم جانتے ہو کہ میں نے عبدالملک کو چھوڑ کر جو عبیداللہ سے بڑا ہے کیوں اپنے بیٹوں عبداللہ اور عبیداللہ کو اپنا ولی عہد بنایا۔ میں نے کہا میں اسکی وجہ نہیں جانتا اُس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ خلافت عبداللہ کو ملیگی چونکہ عبدالملک کے مقابلہ میں عبیداللہ عبداللہ سے قریب تر تھا اسوجہ سے میں نے اسی کو بھی اپنا ولی عہد بنا دیا"

ابوجعفر کہنے لگے میں تجھے خدا کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کیا واقعی ابن جعدہ نے یہ بات بیان کی ہے میں نے کہا اگر اُس نے وہ بات جو میں نے آپ سے بیان کی ہے مجھ سے نہ کہی ہو تو میری بیوی سفیان بن معاویہ کی بیٹی پر طلاق ہے۔

جس رات کو محمدؐ نے خروج کیا اسی رات ایک شخص جو عامر بن لوی کے خاندان آدلیس بن ابی سرح سے تعلق رکھتا تھا ابوجعفر کے ارادے سے

مدینہ سے روانہ ہوا اور نو دن مدینہ سے مسلسل سفر کر کے رات کے وقت دارالخلافہ کے دروازے پر آکر ٹھہرا اور اُس نے چلانا شروع کیا آخر کار لوگوں کو اُس کی طرف توجہ ہوئی اور اُسے شہر کے اندر بلا لیا ربیع نے اس سے پوچھا کہ اِسوقت تو امیر المومنین سو رہے ہیں تم کو اسوقت کیا کام ہے اُس نے کہا مجھے اُن سے بہت ہی ضروری کام ہے اور بغیر اُن سے ملاقات ہوئے چارہ نہیں ربیع نے کہا تم مجھے بیان کر دو میں اُن سے جا کر کہہ دوں گا اُس نے اس سے انکار کیا اب ربیع نے اندر جا کر امیر المومنین سے اُس شخص کا ذکر کیا اُنھوں نے کہا کہ تم جاکر پوچھو جو وہ کہے وہ مجھ سے آکر بیان کر دو ربیع نے کہا میں نے اُس سے یہی کہا تھا مگر اُس نے مجھے بتانے سے انکار کر دیا اور وہ آپ کی ملاقات کے لیے مُصر ہے آخر کار ابو جعفر نے اُسے اپنے پاس بُلایا اُس نے اُن کے پاس جاکر کہا کہ امیر المومنین محمدؐ بن عبداللہ نے مدینہ میں خروج کر دیا ہے ابو جعفر کہنے لگے بخدا اگر تو اپنے بیان میں سچا ہے تو گویا تو نے اُسے قتل کر دیا۔ مجھے بتا کون کون اُس کے ساتھ ہے اب اُس نے اُن عمائد اہل مدینہ کے اور اُن کے خاندان والوں کے نام بتائے جنھوں نے محمدؐ کے ساتھ خروج کیا تھا ابو جعفر نے اُس سے پوچھا کیا تو نے خود اُسے دیکھا ہے اُس نے کہا جی ہاں میں نے بچشم خود اُسے دیکھا ہے اور جب وہ منبر رسول اللہ صلعم پر بیٹھا ہوا تھا اُس سے میں نے خود باتیں کی ہیں ابو جعفر نے اُسے ایک حُجرہ دیدیا صبح کے وقت عیسیٰ بن موسیٰ کے غلام سعید بن دینار کا جو عیسیٰ کی مدینہ کی جائداد کا مہتمم تھا ایک فرستادہ بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا اور اُس نے اُس خبر کی توثیق کی اُس کے بعد اور ذرائع سے متواتر خبریں محمدؐ کے خروج کی ابو جعفر کو موصول ہوئیں اب اُس نے اویسی کو اپنے پاس بُلایا اور کہا میں تمہاری حفاظت کے لیے پہرہ دار مقرر کر دوں گا اور تمکو مالدار کر دوں گا چنانچہ اُنھوں نے فی رات ہزار کے حساب سے نو راتوں کے نو ہزار درہم اُسے دیئے۔

جب ابو جعفر کو محمدؐ کے ظاہر ہونے کا علم ہوا تو وہ بہت ڈرے حارث منجم نے اُن سے کہا آپ بلا وجہ پریشان ہیں بخدا اگر وہ ساری روئے زمین کا بھی مالک ہو جائے تب بھی نوے راتوں سے زیادہ برقرار نہیں رہے گا۔

جب ابو جعفر کو محمدؒ کے خروج کا علم ہوا وہ کوفے کی طرف جھپٹے کہنے لگے میں ابو جعفر ہوں میں نے لومڑی کو اُس کے بھٹ میں سے نکال ہی لیا۔

جب اُن دونوں بھائیوں محمد اور ابراہیم نے خروج کیا تو ابو جعفر نے عبداللہ بن علی سے جو اُن کی قید میں تھا پچھوایا کہ فلاں شخص نے خروج کیا ہے اس کے متعلق اگر تم کوئی مشورہ دے سکتے ہو تو دو (عبداللہ بن علی عباسیوں میں بڑا مدبر مانا جاتا تھا) اُس نے کہا کہ میں قید ہوں قیدی کی رائے بھی قید ہوتی ہے پہلے تم مجھے آزاد کرو تو پھر میری رائے بھی آزاد ہو جائیگی اسکے جواب میں ابو جعفر نے کہلا کر بھیجا کہ اگر وہ بڑھتا ہوا میرے دروازے تک بھی آجائے گا تب بھی میں تمھکو رہا نہ کرونگا یاد رکھو کہ میں اب بھی تمھارے حق میں محمدؒ سے اچھا ہوں اور یہ حکومت تمھارے ہی خاندان کی ہے اسپر عبداللہ بن علی نے کہلا کر بھیجا اچھا یہ کرو کہ فوراً کوفے جا کر اہل کوفہ کے سینوں پر بیٹھ جاؤ چونکہ اہل کوفہ اس خاندان کے شیعہ اور انصار ہیں اس وجہ سے شہر کے چاروں طرف فوجی چوکیاں بٹھا دو جو شخص وہاں سے کسی طرف بھی جائے یا کسی سمت سے بھی آتا ہو اسکی گردن ماردو سلم بن قتیبہ کو فوراً اپنے پاس بلاؤ (یہ اُس وقت رے میں تھا) پھر اہل شام کو لکھو کہ جو خاص بہادر اور جنگجو وہاں ہوں وہ ڈاک کے گھوڑوں کے ذریعہ تیزی سے منزلیں طے کر کے تمھارے پاس آئیں پھر اُن کو خوب روپیہ اور انعام دیکر سلم بن قتیبہ کی قیادت میں محمدؒ کے مقابلہ پر بھیجو۔ ابو جعفر نے یہی کیا۔

جب محمدؒ کے ظاہر ہونے کی اطلاع ابو جعفر کو ہوئی اُسوقت عبداللہ بن علی قید تھا، ابو جعفر نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ جنگی معاملات میں اس احمق کی رائے ہمیشہ صائب ہوتی ہے تم اُس سے جا کر اس معاملہ میں مشورہ کرو مگر اُس سے یہ نہ بتانا کہ میں نے تمکو اُس کے پاس بھیجا ہے، یہ سب کے سب اُس کے پاس آئے انھیں دیکھکر عبداللہ بن علی کہنے لگا آج کیا بات ہے کہ تم میرے پاس آئے ہو تم نے تو ایک زمانے سے مجھے چھوڑ رکھا تھا۔ کہنے لگے کہ آپ سے ملنے کی ہم نے امیر المومنین سے

اجازت مانگی اُنھوں نے اجازت دی تو ہم آئے ہیں کہنے لگا یہ غلط ہے اصل بات کہو کیوں آئے ہو اُنھوں نے کہا ابن عبداللہ نے خروج کیا ہے اُس نے پوچھا پھر ابن سلامہ (ابو جعفر) کیا کرے گا اُنھوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا راستہ اختیار کریں گے اُس نے کہا بخدا بخل نے اُسے تباہ کر دیا ہے جاکر کہو کہ روپیہ دل کھولکر خرچ کرے تمام اندوختہ فوجوں میں تقسیم کر دے اگر اُسے کامیابی ہوئی تو مجھے یقین کامل ہے کہ یہ سب روپیہ اُسکو مل جائیگا اور اگر اُسکے حریف کو کامیابی نصیب ہوئی تو اُسے اُس کے روپیہ میں سے ایک درہم بھی نہ ملے گا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے پر ابو جعفر نے عیسٰی بن موسیٰ کو بلا کر کہا کہ تم اُس کے مقابلہ کے لیئے جاؤ اُس نے کہا امیر المومنین یہ آپ کے سب چچا موجود ہیں اُن سے بلا کر مشورہ لیجیئے مگر ابو جعفر نے اسکی بات نہ مانی اور ابن ہرمہ کے قول کے مطابق اس طرز کارروائی کو مصلحت و دوراندیشی کے خلاف سمجھا۔

محمد بن یحیٰے راوی ہے کہ میں نے اِن خطوں کو محمد بن بشیر سے سنکر قلمبند کیا ہے یہ سرکاری رسائل کا مصحح تھا نیز ابو عبدالرحمان کو عراق کے کاتبوں اور حکم بن صدقہ بن نزار سے بھی اِن رسائل کی اصلیت کی تصدیق ملی ہے اور میں نے سنا ہے کہ ابن ابی حرب جو ان خطوط کی تصحیح کرتا تھا بیان کرتا ہے کہ جب محمد کا خط ابو جعفر کے پاس آیا تو ابو ایوب نے عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت دیجیئے میں اِسکا جواب لکھوں مگر ابو جعفر نے اِسے نہ مانا اور کہنے لگے کہ چونکہ محمد شرافت نسبی میں ہماری برابری کرتا ہے اسوجہ سے خود مجھے اس کا جواب لکھنے دو، محمد کے مدینہ میں خروج کے بعد ابو جعفر نے حسب ذیل خط اُسے لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ یہ خط عبداللہ عبداللہ امیر المومنین کی طرف سے محمد بن عبداللہ کو لکھا جاتا ہے (انما جزأ الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف اوینفوا

من الارض - ذلک لہم خزی فی الدنیا ولہم فی الآخرۃ عذاب عظیم - الا
الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیہم فاعلموا ان اللہ غفور رحیم

(ترجمہ) ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اُس کے رسول سے لڑتے ہیں اور
زمین میں فساد برپا کرتے ہیں یہ ہے کہ اُن کو قتل کیا جائے - سولی پر
لٹکایا جائے اُن کے، ہاتھ اور پاؤں خلاف ترتیب کاٹ دیئے جائیں
یا انھیں اُس سرزمین سے جلا وطن کر دیا جائے دنیا میں تو اُن کی یہ
رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا سخت عذاب اُن پر ہو گا - البتہ وہ
لوگ اس سے بچ سکیں گے جو قبل اس کے کہ اُن پر تمہاری دسترس
ہو سکے وہ توبہ کرلیں اُس صورت میں تمکو معلوم رہنا چاہیے کہ اللہ بخشنے
والا رحم کرنے والا ہے -

میں اللہ اور اسکے رسول کے سامنے یہ عہد کرتا ہوں اور ذمہ لیتا ہوں
کہ اگر تم قبل اس کے کہ میرا قابو تم پر چلے تائب ہو کر اپنی حرکات سے باز آجاؤ تو
میں تمکو، تمہاری اولاد کو، تمہارے تمام بھائی اہل خاندان اور تمام پیروؤں کو
اُن کی جان و مال کے متعلق امان کلی دیتا ہوں اور اس اثناء میں تم نے جو خون
بہایا یا جتنے روپیہ پر قبضہ کیا ہے اُسے چھوڑ دونگا اور اُسکے متعلق کوئی مطالبہ
نہ کروں گا اسکے علاوہ میں تمکو دس لاکھ درہم نقد دوں گا اور تمام وہ ضروریات
جنکا تم مطالبہ کروگے پوری کروں گا اور جس علاقہ میں تم سکونت اختیار کرنا چاہو
وہیں تم کو فروکش کروں گا نیز تمہارے اُن سب اعزا و اقربا کو جو میرے پاس
قید ہیں رہا کر دوں گا، جس شخص نے تمہاری آکر بیعت کی ہو گی اُس نے تمہارا
ساتھ دیا ہو گا اور اُس معاملے میں تمہارے شریک رہا ہو گا اُسے
بھی امان دونگا نیز اُس سے اس وجہ سے پھر تمام عمر کسی قسم کا کوئی مواخذہ
یا مطالبہ نہیں کروں گا، اگر تم اپنے لیے اس وعدۂ امان کی توثیق چاہتے
ہو تو جسے چاہو میرے پاس بھیجدو تاکہ وہ اُس طرح عہد و پیمان کرالے
جس پر تمکو اعتماد ہو سکے -

سرنامہ پر تھا " یہ خط عبداللہ عبداللہ امیر المومنین کی طرف سے محمد بن عبداللہ

کو لکھا گیا ہے،، محمد بن عبداللہ نے حسب ذیل خط اُس کے جواب میں ابو جعفر کو لکھا:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط عبداللہ المہدی محمد بن عبداللہ کی طرف سے عبداللہ بن محمد کے نام لکھا جاتا ہے:

طسم۔ تلک آیاتُ الکتاب المُبین، نتلوا علیک من نبا موسیٰ وفرعون بالحق لقوم یومنون۔ ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعًا، یستضعف طائفۃً منھم یذبح ابناءھم ویستحیی نساءھم انہ کان من المفسدین، ونُرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃً ونجعلھم الوارثین ونمکن لھم فی الارض ونُری فرعون وھامان وجنودھما ماکانوا یحذرون،

(ترجمہ) طسم۔ یہ کتاب واضح اور روشن کی آیات ہیں ہم موسیٰ اور فرعون کا سچا واقعہ ایمان والوں کے لیے بیان کرتے ہیں، فرعون نے اس سرزمین (مصر) میں سر اوٹھایا وہاں کے باشندوں کو اس نے اپنا پیرو بنالیا اُن میں سے ایک گروہ کو کمزور سمجھ کر اس نے ان کے بیٹوں کو قتل کرنا اور ان کی عورتوں کو زندہ باقی رکھنا شروع کیا، بے شک وہ فساد برپا کرنے والوں میں تھا اب ہم نے ارادہ کیا کہ ان لوگوں پر احسان کریں جن کو اس سرزمین میں کمزور اور ناتوان سمجھا گیا اور انھیں کو سربرآوردہ اور اس ملک کا وارث بنادیں اور ان کو اس سرزمین میں اچھی طرح جمادیں اور فرعون ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ دکھادیں جس سے وہ ڈرا کرتے تھے۔

جو وعدۂ امان تم نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے وہی میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں، خلافت ہمارا حق ہے اور تم نے بھی ہماری ہی خاطر اس کا دعویٰ کیا تھا ہمارے ہی پیروؤں کے ساتھ تم نے اس کے حاصل کرنے کے لیے خروج کیا اور ہمارے اثر اور بزرگی کی وجہ سے تم کو یہ خلافت

نصیب ہوئی، ہمارے دادا علی وصی اور امام تھے ان کی اولاد کی موجودگی میں تم کیونکر ان کی ولایت کے وارث بن گئے، علاوہ بریں تم چاہتے ہو کہ آج تک اس خلافت کا مدعی کوئی ایسا شخص نہ ہوا جو شرافت نسبی اور فضیلت ذاتی کی بناء پر ہمارے مماثل ہو ہم ان کی اولاد میں نہیں ہیں جن پر لعنت بھیجی گئی ہو یا جن کو جلا وطن کیا گیا ہو یا ان کی ماؤں کو طلاق دی گئی ہو۔ کسی بنی ہاشم کو قرابت رسول اللہ سے اسلام لانے میں سبقت اور وہ ذاتی فضیلت حاصل نہیں ہے جو ہم کو ہے ہمارا رشتہ رسول اللہ صلعم سے جاہلیت اور اسلام دونوں میں ملتا ہے۔ ہم جاہلیت میں ان کی ماں فاطمہ بنت عمرو کی اولاد ہیں اور عہد اسلام میں ان کی صاحبزادی فاطمہ کی اولاد ہیں اور یہ شرف صرف ہم کو حاصل ہے تم کو نہیں اللہ نے ہم کو ان کی اولاد اور انھیں ہمارا اسلاف اختیار کیا ہے ہمارے نانا انبیاء میں محمد رسول اللہ صلعم ہیں ہمارے دادا سب سے پہلے اسلام لانے والے علیؓ ہیں ہم رسول اللہ کی سب سے افضل بیوی خدیجہ طاہرہ کے بطن سے ہیں جنھوں نے سب سے پہلے قبلہ رو ہو کر نماز پڑھی نیز رسول اللہ صلعم کی سب سے بہتر صاحبزادی فاطمہ کی اولاد ہیں جو تمام جنتیوں کی سیدہ ہیں اسی طرح ہم عہد اسلام میں پیدا ہونے والے حسنؓ و حسینؓ کی اولاد ہیں جو نوجوانان جنت کے سردار ہیں علیؓ دو طرح سے ہاشم کی اولاد ہیں اسی طرح حسنؓ دو طرح سے عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور میں حسنؓ و حسینؓ کی طرف سے دو طرح سے رسول اللہ صلعم کی اولاد ہوں میں ننھیالی اور ددھیالی دونوں رشتوں کے اعتبار سے تمام بنی ہاشم میں اشرف اور نجیب الطرفین ہوں کسی عجمی عورت یا لونڈی کا خون میرے رگوں میں نہیں ہے اللہ نے ہمیشہ دونوں عہد جاہلیت اور اسلام میں میرے باپ اور ماں بہتر بنائے یہاں تک کہ دوزخ میں بھی اس نے اس بات کا خیال رکھا ہے چنانچہ میں اس شخص کا نواسا ہوں جس کا مرتبہ جنت میں سب سے بڑھ کر ہے اور اس کا پوتا ہوں جس پر دوزخ میں سب سے سہل عذاب ہوگا میں

نیکوں میں سے سب سے بہتر کی اولاد ہوں اور بروں میں بھی جو سب سے کم بُرا تھا اس کی اولاد میں ہوں اس طرح میں سب سے اعلیٰ جنتی کا فرزند ہوں اس طرح سب سے بہتر دوزخی کا پوتا ہوں، اگر تم میری طاعت اختیار کر لو اور میری دعوت قبول کرو تو میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ میں تمھاری جان و مال کے لیے امان دیتا ہوں اور اس اثنا میں سوائے اللہ کے محارم اور حقوق العباد کے چاہے وہ کسی مسلمانوں کے ہوں یا مجاہدین کے جو تم نے کیا ہو گا اس پر تم سے کوئی باز پرس نہ کروں گا البتہ اللہ کے محارم اور حقوق العباد کے متعلق تم میری ذمہ داری سے واقف ہو کہ اسے میں خود معاف نہیں کر سکتا کیونکہ تمھارے مقابلہ میں اس خلافت کا میں زیادہ مستحق ہوں نیز مجھے اپنے عہد کا تم سے زیادہ پاس ہے کیونکہ تم نے مجھ سے پچھلے کئی آدمیوں کو عہد امان دیا تھا مگر اس کا لحاظ نہیں رکھا۔ اب تم مجھے کس قسم کا وعدہ امان دیتے ہو ابن ہبیرہ کا یا اپنے چچا عبداللہ بن علی یا ابن مسلم کا، اس کے جواب میں ابوجعفر نے حسب ذیل خط محمد کو لکھا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں نے تمھارا خط پڑھا اور مجھے تمھارے مطلب سے آگاہی ہوئی۔ تم نے اپنے فخر نسبی کی بنیاد زیادہ تر عورتوں کی قرابت پر رکھی ہے تاکہ اس سے اوباش عوام کو گمراہ کرو، تم کو معلوم رہے کہ اللہ نے عورتوں کا وہ حق مقرر نہیں کیا ہے جو چچا، دادا یا عصبات اور اولیا کا ہے اللہ نے چچا کو باپ کا مرتبہ عطا کیا ہے اور اپنی کتاب میں قریبی ماں پر بھی چچا کو ترجیح دی ہے اگر اللہ عورتوں کے حق ان کی قرابت کی وجہ سے قائم کرتا تو سب سے زیادہ حق اور مرتبہ اس دنیا میں اور آخرت میں دخول جنت کا شرف اولیت رسول اللہ صلعم کی والدہ آمنہ کو عطا فرماتا لیکن اللہ نے اپنے علم کے باوجود یہ شرف دوسروں کو دیا تم نے ابی طالب کی ماں فاطمہ کا ذکر کیا ہے اور ان کی اولاد ہونے پر فخر کرتے ہو حالانکہ اس کی اولاد میں سے چاہے بیٹا ہو یا بیٹی کسی کو اسلام لانے کا شرف نصیب نہیں ہوا۔ اگر کسی کو محض قرابت رسول کی وجہ سے شرف اسلام نصیب ہوا ہوتا تو

وہ عبداللہ کو ہوتا جو رسول اللہ کے آبا میں اس دنیا اور آخرت دونوں جگہ سب سے قریب تر دلی رسول تھے مگر اللہ جسے چاہتا ہے اپنے دین مبین کے لیے پسند فرماتا ہے فرمایا:۔

انك لاتهدى من احببت ولكن الله يهدى من يشاء وهو اعلم بالمهتدين

ترجمہ:۔ بیشک تم راہ راست پر نہیں لاتے جسے تم چاہتے ہو لیکن اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے لے آتا ہے اور وہی ہدایت پانے والوں سے خوب واقف ہے۔

جب اللہ نے محمد علیہ السلام کو نبی مبعوث فرمایا اس وقت آپ کے چار چچا موجود تھے اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

وانذر عشيرتك الاقربين

ترجمہ:۔ تم اپنے قریبی داہل خاندان کو ڈراؤ)

چنانچہ آپ نے ان کو اللہ کا پیام پہنچایا اور دعوت اسلام دی دو نے اسے قبول کیا ان میں سے ایک میرے دادا تھے دو نے اسلام قبول نہیں کیا ان میں سے ایک تمہارے دادا ہیں اس وجہ سے اللہ نے تمہارے دادا کو ان دونوں یعنے اسلام لانے والے میرے دادا اور خود رسول اللہ صلعم کی ولایت میراث عہدو ذمہ داری سے محروم کر دیا۔

تم نے دعویٰ کیا ہے کہ تم اس شخص کی اولاد میں ہو جسے دوزخ میں سب سے کم عذاب ہوگا اور جو اشرار میں بہترین تھا حالانکہ کفر میں چھوٹائی اور بڑائی ہے اور نہ اللہ کے عذاب میں کمی یا خفت ہے بھلا شر میں خیر کہاں کسی مومن کو جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو یہ زیبا نہیں کہ وہ دوزخ کی حالت پر کسی سے فخر کرے جو ایسا کرے گا وہ عنقریب دوزخ میں جائے گا اور تب اسے حقیقت معلوم ہو جائے گی:۔

وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون۔

ترجمہ:۔ عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس کروٹ بلٹائے

جاتے ہیں)۔
تم نے علیؓ کی ماں فاطمہ پر فخر کیا اور لکھا ہے کہ اس طرح علیؓ دو طرح سے ہاشم کی اولاد میں ہیں اور حسنؓ کی والدہ فاطمہ پر فخر کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس طرح حسنؓ دو واسطوں سے عبد المطلب کی اولاد ہیں اور یہ کہ تم نے خود اپنے متعلق لکھا ہے کہ تم دو واسطوں سے رسول اللہ صلعم کی اولاد ہو تو یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے یہ دیکھو کہ رسول اللہ صلعم جو اگلے اور پچھلے سب میں افضل ہیں وہ ایک ہی واسطے سے ہاشم کی اولاد میں اور ایک ہی واسطے سے عبد المطلب کے پوتے ہیں۔

"تم نے اس بات پر فخر کیا ہے کہ تم بنی ہاشم میں نسب کے اعتبار سے اوسط ہو اور نجیب الطرفین ہو اور یہ کہ نہ تم کسی عجمی بیوی کی اولاد ہو اور نہ لونڈیوں کا خون تمہاری رگوں میں موجزن ہے۔ یہ دعویٰ کر کے تم نے تمام بنی ہاشم پر اپنی فضیلت کا ادعا کیا ہے تم پر افسوس ہے کہ فردائے قیامت میں تم خدا کو اس فخر کا کیا جواب دو گے تم اپنی حد سے متجاوز ہو گئے اور تم نے اس کے مقابلہ میں اپنے نسب پر فخر کیا ہے جو ذاتی طور پر اور اپنے باپ کی وجہ سے اول و آخر تم سے بہتر ہے یعنے ابراہیم بن رسول اللہ صلعم اور خود رسول اللہ صلعم کے مقابلہ پر بھی تم نے اپنا نسبی فخر جتایا ہے حالانکہ خود تمہارے دادا کی بہترین اولاد باعتبار اپنی ذاتی بزرگی کی وہی ہے جو لونڈیوں کے بطن سے ہے تمہارے خاندان میں رسول اللہ صلعم کے بعد علی بن حسینؓ سے بہتر کوئی آدمی پیدا نہیں ہوا باوجودیکہ وہ چھوکری کے بطن سے ہیں مگر وہ تمہارے دادا حسن بن حسن سے بہتر تھے اسی طرح تمہارے خاندان میں اُن کے بعد ان کے بیٹے محمد بن علی سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوا حالانکہ ان کی دادی اُم ولد تھیں اور وہ تمہارے باپ سے بہتر ہیں ان کے بیٹے جعفر ہیں ایسا بھی تمہارے خاندان میں اور کوئی نہیں ہوا ان کی دادی بھی اُم ولد تھیں، مگر وہ تم سے بہتر ہیں۔

تمہارا یہ دعویٰ کہ تم رسول اللہ کے بیٹے ہو کوئی حقیقت نہیں رکھتا

اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مبین میں فرماتا ہے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم۔

(ترجمہ:۔ تم لوگوں میں سے محمد کسی کے باپ نہ تھے۔)

البتہ تم ان کی صاحبزادی کے بیٹے ضرور ہو اور یہ بہت قریب کی رشتہ داری ہے مگر اس سے تم کو میراث نہیں مل سکتی اور نہ اس سے تم ان کی ولایت کے وارث ہو سکتے ہو اور چونکہ لڑکی کو امامت نہیں ملتی اس وجہ سے بھلا امامت کے تم کیوں کر وارث بن سکتے ہو، تمہارے دادا نے تو اس کا مطالبہ کیا تھا اور علانیہ اور خفیہ طور پر اس کے لیے ہزار جتن کیے مگر لوگوں نے ان کے اس دعویٰ کو قبول نہیں کیا اور شیخین کو ان پر فضیلت دی نیز تمام مسلمانوں میں بلا اختلاف یہ طریقہ رائج ہے کہ نانا۔ ماموں اور خالہ ورثہ نہیں پاتے۔

تم نے علیؓ کی وجہ سے ہم پر اپنا فخر جتایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اسلام میں ان کو دوسروں پر سبقت حاصل تھی تو یہ بھی کوئی فخر کی بات نہیں ہو سکتی وفات کے وقت رسول اللہ صلعم نے ان کو چھوڑ کر دوسرے کو امامت جماعت کا حکم دیا تھا پھر ان کے بعد لوگوں نے اور دوسرے شخص کو اپنا امام بنا لیا اور علیؓ کو امام نہیں بنایا چنانچہ اسی وجہ سے وہ ان چھ آدمیوں میں نامزد کیے گئے اور ان سب نے بھی خلافت اور امامت کا علیؓ کو مستحق نہیں سمجھا بلکہ عبدالرحمٰن نے تو عثمانؓ کو علیؓ پر ترجیح دی، جب عثمانؓ شہید ہوئے تو علیؓ پر ان کے قتل میں شرکت کا شبہ تھا۔ طلحہؓ اور زبیرؓ تو ان سے لڑ ہی پڑے سعدؓ نے ان کی بیعت سے انکار کر دیا اور اپنا دروازہ بند کر لیا اور پھر ان کے بعد سعدؓ نے معاویہ کی بیعت کر لی اس کے بعد علیؓ نے ان لوگوں سے بیعت لینے کے لیے اپنا پورا زور صرف کر دیا بلکہ جنگ بھی کی جس میں خود ان کے ساتھیوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور حکومت حاصل ہونے سے پہلے خود ان کی شیعہ جماعت نے ان کی اہلیت پر شبہ ظاہر کیا پھر انھوں نے دو حکموں کے فیصلے پر اپنا معاملہ چھوڑ دیا ان کے انتخاب کو

پسند کر کے ان لوگوں کے سامنے یہ عہد کر لیا کہ وہ ان کے فیصلہ کو مان لیں گے ان دونوں نے متفقہ طور پر ان کی علیحدگی کا تصفیہ کیا اس کے بعد حسنؓ نے معاویہ کے ہاتھ چند چیتھڑوں اور درہموں کے عوض خلافت بیچ دی خود حجاز جا رہے اپنے طرف داروں کو معاویہ کے حوالے کر دیا اس طرح انھوں نے حکومت ایسے شخص کے حوالے کر دی جو اس کا اہل نہ تھا اور نیز ایسے شخص سے خلافت کے عوض قیمت قبول کر لی جو اس کا جائز وارث نہ تھا' اگر خلافت کا تم کو کچھ ہی حق تھا تو وہ پہلے ہی تم نے روپیہ کے عوض فروخت کر دیا۔ تمھارے چچا حسینؓ بن علیؓ نے ابن مرجانہ کے مقابلہ پر خروج کیا مگر جمہور نے حسینؓ کے خلاف ابن مرجانہ کا ساتھ دیا یہاں تک کہ انھوں نے ان کو قتل کر دیا اور خود ان کا سر لیکر اس کے پاس حاضر ہوئے پھر تم نے بنی امیہ کے خلاف خروج کیا مگر انھوں نے تم کو بری طرح قتل کر کے کھجوروں کے تنوں پر سولی دے دی تم کو آگ میں جلایا اور اپنے تمام علاقوں سے نکالدیا اسی سلسلہ میں یحییٰ بن زید خراسان میں قتل کیا گیا انھوں نے تمھارے مردوں کو قتل کر کے بچوں اور عورتوں کو قید کر لیا اور بغیر گدے اور تکیے کے محملوں پر سوار کر کے حاصل کردہ لونڈی غلاموں کی طرح شام لے گئے۔ ہم نے ان پر خروج کر کے تمھارے خون کا مطالبہ کیا اور واقعی ہم نے تمھارا عوض ان سے لے لیا ہم نے تم کو ان کے علاقوں اور آبادیوں کا مالک بنا دیا ہم تمھارے آبا کی سنت پر چلے اور اس طرح ہم نے ان کی بڑائی ثابت کر دی اب تم ہمارے اسی فعل کو ہمارے خلاف حجت کے طور پر پیش کرتے ہو اور کیا تمھارا یہ خیال ہے کہ ہم نے تمھارے دادا کا جو ذکر کیا یا ان کی فضیلت کا اظہار اس لیے کیا تھا کہ ہم ان کو حمزہ' عباس اور جعفر سے افضل سمجھتے ہیں؟ اگر تمھارا ایسا خیال ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ ان سب ہمارے بزرگوں نے جب اس دنیا کو خیر باد کہا وہ اپنی موت مرے نہ ان کو کسی نے قتل کیا نہ انھوں نے کسی کو نقصان پہنچایا سب لوگ باتفاق ان کی بزرگی کے قائل تھے اس کے برخلاف تمھارے دادا

ہمیشہ جنگ و جدل ہی میں مشغول رہے، بنی اُمیہ کا یہ حال تھا کہ وہ ان پر اسی طرح لعنت بھیجتے تھے جس طرح کفار اپنی مکتوبہ نماز میں لعنت کرتے ہیں، ان کی حمایت میں ہم نے مناقشہ کیا اور بنی اُمیہ کو تمہارے دادا کی فضیلت یاد دلائی اور ان پر جبر کر کے ان کو اس حرکت سے روک دیا۔ تم کو معلوم ہے کہ عہد جاہلیت میں زمزم کی نگرانی اور حجاج کو پانی پلانے کا شرف ہم کو حاصل تھا بعد میں زمزم کی تولیت ان کے اور بھائیوں میں سے صرف عباسؓ کو ملی اس بارے میں تمہارے دادا نے ہم سے تنازع کیا مگر عمرؓ نے ہمارے حق میں فیصلہ کیا اس طرح ہم جاہلیت اور اسلام دونوں عہد میں زمزم کے مالک رہے، ایک مرتبہ مدینہ میں بارش نہ ہونے سے قحط پڑا عمرؓ نے ہمارے ہی دادا کو اللہ کی جناب میں وسیلہ بنایا اور ان سے دعا کرائی اللہ نے اہل مدینہ کو قحط کی مصیبت سے نجات دی اور رحمت بارش نازل فرمائی۔ اس وقت اگرچہ تمہارے دادا وہاں موجود تھے مگر عمرؓ نے ان کو اس کام کے لیے وسیلہ نہیں بنایا تم کو معلوم ہے کہ نبی صلعم کے بعد عبدالمطلب کے بیٹوں میں سے صرف عباسؓ زندہ تھے اس وجہ سے وہ اپنے چچا ہونے کی وجہ سے رسول اللہ صلعم کے وارث بنے بنی ہاشم کے ایک سے زیادہ اشخاص نے اس حق کو طلب کیا مگر ان کے بیٹے کے سوا اور کسی کو وہ نہ ملا۔ اس لیے سقایۃ بھی انھیں کو حاصل رہا اور نبی کی میراث بھی ان کو پہنچی اور اب خلافت بھی ان ہی کی اولاد کو ملی اس طرح عہد جاہلیت ہو یا اسلام۔ دنیا ہو یا آخرت کوئی شرف اور فضل ایسا نہ تھا کہ عباسؓ اس کے وارث اور مورث نہ ہوئے ہوں۔

تم نے بدر کے واقعہ کا ذکر کیا ہے اس کا حال یہ ہے کہ جب اسلام آیا تو اس وقت عباسؓ نے ابوطالب کو پناہ دی اور سخت عسرت میں وہ ابوطالب کے گھر کے کفیل رہے اور اگر عباسؓ بادل ناخواستہ دوسروں کی زبردستی بدر نہ جاتے تو طالب اور عقیل بھوک سے مر جاتے اور ان کو شیبہ اور عتبہ کی دیگیں چاٹنا پڑتیں مگر چونکہ عباسؓ بڑے فیاض کہلانے والے تھے اس وجہ سے انھوں نے اس ذلت سے تم کو بچا دیا اور تمہارے سارے

اخراجات خود برداشت کیے پھر جنگ بدر میں انھوں نے عقیل کا فدیہ دیکر اسے رہا کرایا اب تم کس بات کی وجہ سے ہمارے مقابلہ میں فخر کرتے ہو۔ کفر کے زمانے میں ہم تم سے بڑے تھے اور ہمارا ہاتھ اوپر تھا ہم نے تم کو فدیہ دیکر قید سے رہائی دلوائی جو مکارم اور شرف ہمارے آبا کو حاصل ہوئے وہ تم کو نہیں ملے تم نہیں ہم خاتم الانبیاء کے وارث بنے ہم نے تمہارے خون کا عوض طلب کیا اور اسے لے لیا حالانکہ تم خود اس کے حاصل کرنے سے عاجز رہے' والسلام علیکم ورحمۃ اللہ''

حارث بن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ ابن القسری نے محمد سے فریب کرنا چاہا۔ اور اس سے کہا کہ آپ موسیٰ بن عبداللہ کو میرے مولیٰ رزام کے ہمراہ شام بھیجد یجئے تاکہ یہ وہاں آپ کے لیے دعوت دیں۔ محمد نے ان دونوں کو شام روانہ کیا جب رزام موسیٰ کو لیکر شام روانہ ہو گیا تو اب محمد پر یہ بات کھلی کہ قسری نے ابو جعفر سے اس کے معاملہ میں کچھ خط و کتابت کی ہے محمدؐ نے اسے مع اس کے چند ہمراہیوں کے ابن ہشام کے گھر میں جو نماز جنازہ کی جگہ کے سامنے واقع تھا' اور اندنوں خرج الخصی کی ملکیت میں تھا قید کر دیا۔ رزام موسیٰ کو لیکر شام آیا اور وہاں اس کو بے خبر چھوڑ کر ابو جعفر کے پاس چلا گیا موسیٰ نے محمد کو لکھا کہ یہاں لوگوں کی حالت یہ ہے کہ سب سے بہتر بات جو یہاں مجھ سے کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جنگ کے مصائب سے ہم سخت پریشان ہیں اور ہم میں اب اس کی قطعاً جراٴت یا ہمت نہیں آپ کی دعوت کے لیے نہ یہاں گنجائش ہے اور نہ ہمیں اس کی ضرورت بلکہ اہل شام کی ایک جماعت نے تو حلفیہ اس بات کو کہا کہ اگر ایک شب دروز بھی ہم نے یہاں اور بسر کی تو وہ ہماری شکایت کر دیں گے اور ہمارا پتہ بتا دیں گے میں نے یہ خط تو آپ کو لکھدیا ہے مگر اب میں روپوش ہوں اور مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ موسیٰ۔ رزام اور عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن المسور ایک جماعت کے ساتھ شام روانہ ہوئے یہ تما

پہنچے تھے کہ رزام زادراہ کے خریدنے کے بہانے اس جماعت سے پیچھے رہ گیا اور عراق چلدیا موسیٰ اور اس کے ساتھی وہیں سے مدینہ آ گئے۔

عیسیٰ بیان کرتا ہے کہ خود مجھ سے موسیٰ بن عبداللہ نے بغداد میں اور رزام نے ساتھ ہی ساتھ یہ بات بیان کی کہ محمد نے مجھے اور رزام کو چھ دوسرے اشخاص کے ساتھ اس غرض سے شام بھیجا کہ ہم ان کے لیے دعوت دیں۔ جب ہم دومۃ الجندل پہنچے تو ہمیں سخت گرمی معلوم ہوئی ہم اپنے کجاووں سے اوتر کر ایک تالاب میں نہانے لگے اس وقت رزام اپنی تلوار نیام سے کھینچکر میرے سر پر آکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ موسیٰ اگر میں تم کو قتل کر کے تمھارا سر ابو جعفر کو لیجا کر دوں تو جس قدر عزت و منزلت اس کے پاس میری اب ہوگی اور کسی کی نہ ہوگی میں نے کہا ابو قیس تمھاری مذاق کی عادت نہیں چھوٹی اللہ تم کو معاف کرے اپنی تلوار نیام میں رکھ لو چنانچہ اس نے اپنی تلوار نیام میں کی اور اب ہم سب سوار ہو گئے، عیسیٰ کہتا ہے کہ شام پہنچنے سے پہلے موسیٰ اور عثمان بن محمد بصرہ آ گئے یہاں ان کی مخبری کر دی گئی اور وہ گرفتار کر لیے گئے۔

عبداللہ بن نافع الاکبر راوی ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے کے بعد میرے والد نافع بن ثابت اس کے پاس نہیں گئے، محمد نے ان کو بلا بھیجا۔ یہ قصر مروان میں اس سے آکر ملے محمد نے کہا اے ابو عبداللہ تم میرے پاس نہیں آئے انھوں نے کہا میں تمھارا ساتھ دینے کے لیے آمادہ نہیں ہوں محمد نے بہت اصرار کیا اور کہا کہ کم از کم تم ہتھیار ہی لگا لو تاکہ دوسرے لوگ تم کو مسلح دیکھ کر میری حمایت کے لیے آمادہ ہو جائیں انھوں نے کہا سنو جی تم کو کامیابی نہ ہوگی تم نے ایسی جگہ خروج کیا ہے جہاں نہ دولت ہے نہ آدمی، نہ ضروریات زندگی اور نہ ہتھیار نہ میں خود تمھارے ساتھ ہو کر اپنی جان دینا چاہتا ہوں اور نہ اپنی زندگی کے خلاف اعانت کرنا چاہتا ہوں محمد نے کہا اس گفتگو کے بعد مجھے آپ سے کوئی بات کہنا باقی نہیں آپ جائیں، یہ محمد کے قتل ہونے تک برابر نماز کے لیے مسجد جاتے رہے

جس روز محمد مارا گیا ہے اس روز مسجد نبوی میں صرف ایک نمازی یہی نافع تھے،

خروج کے بعد محمد نے حسن بن معاویہ کو مکے کا عامل بنا کر مکے روانہ کیا اس کے ہمراہ آل ابولہب میں سے ایک شخص عباس بن القاسم بھی تھا جب تک وہ مکے کے قریب نہ جا پہنچے سری بن عبداللہ کو ان کے آنے کی کچھ خبر نہ ہوئی اب یہ ان کے مقابلہ کے لیے بڑھا ان کے سامنے پہنچکر اس کے مولی نے اس سے پوچھا کہو اب کیا رائے ہے اس نے کہا اللہ کا نام لیکر پسپا ہو جاؤ اور سب بیر میموں پر اکٹھا ہو چنانچہ وہ خود نہ پسپا ہو گئے حسن بن معاویہ مکے میں داخل ہو گیا حسین بن صخر آل اوس کا ایک شخص اسی رات ابوجعفر کے ارادے سے روانہ ہوا اس نے تو شبانہ روز منزلیں طے کر کے ابوجعفر کو اس بغاوت کی اطلاع دی ابوجعفر نے کہا ان باتوں سے کیا ہوتا ہے کہیں تیروں سے پہاڑ پھٹا کرتے ہیں اس شخص کو انھوں نے تین سو درہم انعام دئے۔

جب محمد حسن بن معاویہ کو مکے کا عامل بنا کر بھیجنے لگا تو حسن نے اس سے پوچھا کہ اگر ہماری سری کی فوج سے لڑائی ہو جائے تو سری کے متعلق آپ کیا ہدایت کرتے ہیں محمدؒ نے کہا سرّی ہمیشہ ان کارروائیوں کو جو ہماری خلاف ہوتی رہی ہیں ناپسند کرتا رہا ہے نیز وہ ابوجعفر کی حرکات کو بھی ناپسند کرتا تھا اس لیئے اگر تم اس پر قابو پا جاؤ تو نہ اسے قتل کرنا اور نہ اس کے متعلقین کو چھیڑنا اور نہ اس کی کسی چیز پر قبضہ کرنا اگر وہ خود مقابلہ سے کنارہ کش ہو تو تم اس کا قطعی تعاقب نہ کرنا۔ حسن ان ہدایات کو سن کر کہنے لگا کہ مجھے یہ خیال نہ تھا کہ بنی عباس کے کسی آدمی کے متعلق آپ کی یہ رائے ہوگی محمدؒ نے کہا ہاں تمھارا خیال درست ہے مگر سرّی ہمیشہ ابوجعفر کی حرکتوں کو بری نظروں سے دیکھتا تھا۔

عمر بن ارشد عنج کا مولیٰ راوی ہے کہ میں مکے میں تھا ظاہر ہونے کے بعد محمد نے حسن بن معاویہ، قاسم بن اسحٰق، محمد بن عبداللہ بن عتبہ

کو جو ابو جبرہ کے نام سے مشہور تھا مکے بھیجا حسن بن معاویہ ان سب کا سپہ سالار تھا، سری بن عبداللہ نے اپنے کاتب مسکین بن ہلال کو ہزار آدمیوں کیساتھ اپنے مولی مسکین بن نافع کو ایک ہزار کے ساتھ اور اہل مکہ میں سے ایک شخص ابن فرس نام کو جو بہت ہی دلاور تھا سات سو کی جمعیت کے ساتھ حملہ آوروں کے مقابلہ کے لیے بھیجا سری نے ابن فرس کو پانسو دینار بھی دیئے بطن اذاخر میں دونوں گھاٹیوں کے درمیان اوس گھاٹی پر جو ذی طوی کی طرف اترتی ہے اور جہاں سے رسول اللہ صلعم مع اپنے صحابہ کے مکہ پر آگئے تھے اور جو حرم میں داخل ہے دونوں حریف ایک دوسرے کے مدمقابل ہوئے پہلے نامہ وپیام شروع ہوا۔ حسن نے سری سے کہلا بھیجا چونکہ ہمارے لیے یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ کے حرم میں خونریزی کریں اس وجہ سے مناسب یہ ہے کہ تم مکے کو ہمارے لیے خالی کردو اور مزاحمت نہ کرو نیز ان دونوں وکیلوں نے جو سری کے پاس آئے تھے حلفیہ اس بات کو بیان کیا کہ یہ بات ہم اس لیے کہہ رہے ہیں کہ ابوجعفر کا انتقال ہو چکا ہے اس کے جواب میں سری نے بھی انھیں کی طرح حلف اٹھا کر کہا کہ ابھی صرف چار راتیں گزری ہیں کہ امیر المومنین کے پاس سے میرے پاس قاصد آیا تھا تم مجھے چار راتوں کی مہلت دو میں دوسرے پیامبر کا انتظار کرتا ہوں اور اس اثنا میں تم کو اور تمھارے سواری کے جانوروں کو سامان خوراک بہم پہنچاؤنگا اگر اس کے بعد تمھاری بات سچ ثابت ہوئی تو میں مکے کو تمھارے حوالے کردوں گا اور اگر غلط ہوئی تو پھر میں تمھارے خلاف پوری جدوجہد کروں گا یہاں تک کہ تم مجھ پر غالب آجاؤ یا میں تم پر غالب آجاؤں۔

مگر حسن نے یہ بات منظور نہیں کی اور کہا بغیر لڑے ہم یہاں سے نہیں ٹلیں گے اس کے ہمراہ ستر پیدل اور سات سوار تھے جب حریف کے بالکل نزدیک پہنچ گئے تو حسن نے ان سے کہا کہ جب تک بگل نہ بجے تم میں سے کوئی آگے نہ بڑھے اور بگل بجتے ہی سب مل کر حملہ کرنا۔

چنانچہ جب ہم نے ان پر دھاوا کرنے کی تیاری کی اور حسن کو یہ اندیشہ ہوا کہ اب اسے اور اس کی فوج کو چاروں طرف سے گھیر لیا جائے گا اس نے بگلچی کو حکم دیا کہ وہ حملہ کے لیے اجازت دے چنانچہ جب حملہ کا بگل بجا تو اب سب نے ہم پر یکجان ہو کر حملہ کیا، سری کی فوج پسپا ہوئی اور ان کے سات آدمی مارے گئے۔

سری اپنے چند ساتھی شہ سواروں کو لیکر جو گھاٹی کے عقب میں متعین تھے اور جن میں کچھ آدمی قریش کے بھی تھے حسن کی فوج پر نمودار ہوا یہ وہ جماعت تھی جسے وہ خود اپنے ساتھ لیکر نکلا تھا اور ان سے اپنی امداد کا عہد لے لیا تھا، سری کی دوسری پسپا ہونے والی جماعت کو دیکھ کر ان قریشیوں نے کہا کہ اب ہم لڑ کر کیا کریں تمہاری فوج تو پسپا ہو گئی سری نے کہا ابھی جلدی مت کرو پہاڑوں میں ہماری سوار اور پیدل فوج جو جمع ہے اسے آجانے دو اس سے کہا گیا کہ وہاں اب کوئی نہیں رہا یہ سنکر اس نے کہا تو اچھا اب اللہ کا نام لیکر پسپا ہو جاؤ چنانچہ اب تمام فوج پسپا ہو کر سرکاری محل میں در آئی اس نے ہتھیار اتار پھینکے اور سپاہی ابو رزام کے گھر کی دیوار پر چڑھ کر اس کے گھر میں اتر آئے اور وہیں چھپے رہے، حسن بن معاویہ نے مسجد الحرام میں داخل ہو کر لوگوں کے سامنے تقریر کی اس میں ابو جعفر کی موت کی خبر بیان کی اور محمد کے لیے دعوت دی۔

ایک دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ جب حسن کے مکہ پر قبضہ کرنے اور سری کے بھاگنے کی خبر ابو جعفر کو ہوئی تو کہنے لگے ابن ابی العقل پر سخت افسوس ہے۔

ابن ابی مساور بن عبد اللہ بن مساور مولی بن نائلہ جو بنی عبد اللہ بن محیص کے خاندان سے تھا راوی ہے میں سری بن عبد اللہ کے ہمراہ مکے میں تھا محمد کے خروج سے پہلے حسن بن معاویہ سری کے پاس آیا وہ ان دنوں طائف میں تھا اور اس کی طرف سے ابن سراقہ جو عدی بن کعب کے

خاندان سے تعلق رکھتا تھا مکے پر اس کا قائم مقام تھا عتبہ بن خداش اللھی نے حسن بن معاویہ پر اپنے قرضہ کی ادائی کا دعویٰ پیش کیا اور حسن کو قید کر لیا سَری نے ابن ابی خداش کو لکھا کہ تم نے ابن معاویہ کو گرفتار کرنے میں غلطی کی ہے اور اس کا نتیجہ خود تمھارے لیے اچھا نہ ہوگا کیونکہ تم کو وہ رقم اس کے بھائی سے وصول ہو چکی ہے نیز سَری نے ابن سراقہ کو حکم بھیجا کہ وہ ابن معاویہ کو رہا کر دے اور حسن بن معاویہ کو لکھا کہ تم میرے آنے تک ٹھہرو میں خود آکر اس معاملہ کا تصفیہ کروں گا اسی اثنار میں محمد ظاہر ہو گیا اور حسن بن معاویہ مکہ کا عامل مقرر ہو کر مکے چلا لوگوں نے سَری سے کہا کہ یہ ابن معاویہ ہے جو تمھارے مقابلہ پر آرہا ہے سَری کہنے لگا کہ یہ ہرگز میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گا کیونکہ جو احسان میں نے اس پر کیا ہے وہ سب کو معلوم ہے اسی طرح اہل مدینہ بھی میرے خلاف کیوں خروج کرنے لگے مدینہ میں کوئی گھر ایسا نہیں ہے کہ میں نے اس کے ساتھ احسان نہ کیا ہو مگر جب اس سے کہا گیا کہ آپ کس ہوا میں ہیں وہ تو مکے پہنچ گیا ہے تو اب سَری طائف سے مکے آیا۔

ابن جریح حسن بن معاویہ سے آکر ملا اور اس سے کہا کہ تم ہرگز مکہ نہیں پہنچ سکتے تمام اہل مکہ سَری کے ساتھ ہیں کیا وہ اس بات کو گوارا کرینگے کہ تم قریش پر غلبہ پا کر بیت اللہ پر قبضہ کر لو حسن نے کہا اے جلا ہے کیا تو مجھے اہل مکے سے ڈراتا ہے بخدا میں آج رات مکے میں بسر کروں گا یا اس سے پہلے اپنی جان دیدونگا۔

اب وہ اپنی جماعت کو لیکر لیکا سَری اس کے مقابلہ کے لیے آیا مقام فخ پر مقابلہ شروع ہوا حسن کی فوج کے ایک شخص نے مسکین بن ہلال سَری کے میر منشی کے سر پر ایک ایسی ضرب لگائی جس سے وہ چکر کھا کر گر پڑا سَری اور اس کی فوج پسپا ہو کر مکے آئی خاندان عبدالدار کے ایک شخص ابو رزام نے اور بنی شیبہ کے ایک شخص نے سَری پر کپڑے اوڑھا کر اپنے گھر میں چھپا لیا اور حسن مکے میں داخل ہو گیا جس نے چند روز مکے میں

قیام کیا تھا کہ محمد کا خط اس کے پاس آیا جس میں اسے فوراً مدینہ آنے کی ہدایت لکھی تھی۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب حسن اور قاسم نے مکے پر قبضہ کر لیا تو انھوں نے تمام جنگی ضروریات کثیر مقدار میں مہیا کیں اور ایک بڑی جماعت تیار کر کے دونوں محمد کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوئے تاکہ عیسیٰ بن موسیٰ کے خلاف اس کی مدد کریں انھوں نے ایک انصاری کو مکے پر اپنا قائم مقام بنا دیا اور جب قدید پہنچے تو انھیں محمد کے قتل ہونے کی خبر معلوم ہوئی اس خبر کے مشہور ہوتے ہی تمام لوگ ان کا ساتھ چھوڑ کر اپنے اپنے راستے ہوئے حسن نے بسقہ کی راہ اختیار کی جو ریگستان عرب میں ایک نہایت ہی گرم مقام ہے اور بسقہ قدید کے نام سے مشہور ہے اور پھر وہ ابراہیم سے جا ملا اور ابراہیم کے قتل ہونے تک بصرہ میں مقیم رہا۔ قاسم بن اسحٰق بھی ابراہیم کے ارادے سے چلا علاقہ فدک کے مقام بدیع پہنچکر اسے ابراہیم کے قتل کی اطلاع مل گئی یہ مدینہ پلٹ آیا اور جب تک عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی پوتی نے جو عیسیٰ بن موسیٰ کی بیوی تھی اس کے اور اس کے بھائیوں کے لیے امان نہ لے لی وہ روپوش رہا بعد میں بنو معاویہ نے اس سے رشتہ مناکحت قائم کیا اور اب قاسم ظاہر ہوگیا۔

عمر بن راشد عنج کا مولی بیان کرتا ہے کہ جب حسن بن معاویہ نے سری پر فتح پائی تو یہ تھوڑے ہی دن مکے میں قیام کرنے پایا تھا کہ محمد کا خط اسکے نام آیا جس میں اسے ہدایت کی تھی کہ تم فوراً میرے پاس چلے آؤ اور لکھا تھا کہ چونکہ عیسیٰ مدینہ کے قریب پہنچ گیا ہے اس لیے تم حکمنہ عجلت کیساتھ میرے پاس پہنچ جاؤ۔ یہ دوشنبہ کے دن شدید بارش میں مکے سے روانہ ہوا (ارباب سیر کا خیال ہے کہ اسی دن محمدؒ قتل ہو چکا تھا) اج میں جو بنی خزاعہ کا تالاب ہے اور عسفان اور قدید کے درمیان واقع ہے عیسیٰ بن موسیٰ کے ڈاک کے ہرکاروں کے ذریعے اسے محمدؒ کے قتل

ہونے کی خبر ہوگئی اور یہ اور اس کے ساتھی بھاگ نکلے۔

ابو سیار کہتا ہے کہ میں محمد بن عبداللہ کا حاجب تھا رات کے وقت ایک شتر سوار میرے پاس آیا اس نے کہا میں بصرہ سے آیا ہوں اور ابراہیم نے خروج کر کے بصرہ پر قبضہ کر لیا ہے، میں قصر مروان آکر اس کمرے میں آیا جہاں محمد شب باش تھا میں نے دروازہ پر دستک دی اس نے بہت بلند آواز سے پوچھا کون ہے میں نے کہا ابو سیار ہوں اس نے لاحول پڑھا اور کہا اے خداوندا میں رات میں آنے والوں کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں البتہ اس صورت میں کہ وہ کوئی خیر کی خبر لائے ہوں اس نے پوچھا خیر ہے میں نے کہا جی ہاں خیر ہے اس نے پوچھا کیا بات ہے میں نے کہا ابراہیم نے بصرہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ محمدؒ کی یہ عادت تھی کہ نماز صبح و مغرب کے بعد ان کا ایک نقیب تمام نمازیوں سے درخواست کرتا تھا کہ وہ اپنے بصرہ کے بھائیوں اور حسن بن معاویہ کی کامیابی کے لیے دعا مانگیں۔

عیسیٰ کہتا ہے ایک شامی ہمارے گھر آکر مقیم ہوا ابو عمرو اس کی کنیت تھی میرے باپ نے اس سے پوچھا کہ تم نے محمدؒ کو کیسا پایا اس نے کہا کہ میں ان سے ملوں تو معلوم ہو پھر تم سے بیان کروں گا اس کے کچھ روز کے بعد میرے باپ پھر اس سے ملے اور محمدؒ کو پوچھا اس نے کہا کہ ان میں تمام خوبیاں موجود ہیں مگر ان کا موٹاپا ان کی کمزوری ہے کیونکہ جنگجو آدمی اس قدر موٹا نہیں ہوتا اس کے بعد انھوں نے بھی اس کی بیعت کی اور اس کے ساتھ جنگ میں شریک رہے عبداللہ بن محمدؒ بن مسلم ابن البواب منصور کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ ابو جعفر نے اعمش کے نام ایک خط محمدؒ کی طرف سے لکھ بھیجا جس میں اسے اپنی نصرت کی دعوت دی خط کو پڑھ کر اعمش نے کہا اے بنی ہاشم ہم نے تم کو ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ تم لذائذ دنیا کو محبوب رکھتے ہو، قاصد نے ابو جعفر سے آکر واقعہ سنایا اسی جملہ کو سنکر ابو جعفر کہنے لگے کہ بیشک یہ اعمش کا کلام ہے۔

محمد بن عمر بیان کرتا ہے کہ جب محمد بن عبداللہ نے مدینہ پر قبضہ کرلیا اور ہمیں اس کی اطلاع ہوئی تو ہم نے بھی خروج کیا میں اسوقت بالکل عنفوان شباب میں تھا پندرہ سال کا سن تھا ہم اس کے پاس آئے اور بہت سے لوگ وہاں جمع تھے کسی کو اس کے پاس آنے کی روک ٹوک نہ تھی میں نے قریب پہنچکر اسے غور سے دیکھا وہ گھوڑے پر سوار سفید چکن کی قمیص پہنے تھا سفید ہی عمامہ زیب سر تھا اس کا سینہ اندر گھسا ہوا تھا چہرہ پر چیچک کے داغ تھے۔ اس نے پھر اپنے سرداروں کو مکے بھیجا اور انھوں نے اس کے لیے مکے پر قبضہ کرلیا اور سفید جھنڈا بلند کرلیا۔ اس نے اپنے بھائی ابراہیم بن عبداللہ کو بصرہ بھیجا اس نے بصرہ پر قبضہ کرلیا اور اہل بصرہ نے بھی اس کی تائید میں سفید جھنڈا بلند کیا۔

امیرالمومنین ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد کے مقابلہ پر بھیجنے کا تصفیہ کرلیا اور کہنے لگے کہ مجھے اس کی پروا نہیں کہ ان میں سے کون اپنے حریف کو قتل کر دیتا ہے دونوں طرح میرا فائدہ ہے۔ چار ہزار باقاعدہ فوج اس کے ساتھ کی نیز محمد بن ابی العباس امیرالمومنین کو اس کے ساتھ کر دیا۔

جب ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو روانہ ہونے کا حکم دیا تو اس نے ابوجعفر سے کہا کہ آپ اپنے چچاؤں سے بھی اس امر میں مشورہ لے لیجئے ابوجعفر نے کہا تم جاتے ہی ہو بخدا اس کے پیش نظر صرف میں ہوں یا تم ہو اب یا تم اس کے مقابلہ پر جاؤ یا میں جاؤں۔ اس واقعہ کا راوی زید سمیع کا مولیٰ کہتا ہے کہ عیسیٰ عراق سے چل کر ہم پر آگیا ہم اس وقت مدینہ میں تھے۔

عبدالملک بن شیبان راوی ہے ابوجعفر نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کو جو مبروص، طویل القامت جنگی معاملات کا سب سے بڑھ کر عالم تھا اور مروان کے ہمراہ اس کی جنگوں میں شریک ہو چکا تھا بلایا اور پوچھا کہ محمد نے خروج کر دیا ہے تمھاری کیا رائے ہے اس نے پوچھا محمد نے

کس جگہ خروج کیا ہے ابوجعفر نے کہا مدینہ میں جعفر نے کہا تو اب تم اللہ کا شکر ادا کرو وہ تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اس لئے ایسی جگہ خروج کیا ہے جہاں نہ دولت ہے نہ آدمی ہیں نہ ہتھیار اور سامان خوراک ہے تم اپنے کسی بھی مولی کو بھیجدو کہ وہ وادی القریٰ پر جاکر مورچہ زن ہو جائے اور شام سے آنے والی رسد کو روک دے اس طرح وہ بغیر لڑائی کے اپنے مکان ہی میں بھوک سے ہلاک ہو جائے گا، ابوجعفر نے اس مشورہ پر عمل کیا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوجعفر نے کثیر بن حصین العبدی کو عیسیٰ کے آگے بھیجدیا تھا اس نے فید میں اپنی چھاونی ڈالدی اور اس کے گرد ایک خندق بنالی جب عیسیٰ یہاں آیا تو پھر یہ بھی اس کے ساتھ مدینہ ہولیا، عبداللہ بن راشد اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس خندق کو دیکھا تھا یہ بہت مدت تک باقی تھی عرصہ کے بعد وہ پٹ گئی اور مٹ گئی۔

ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ سے یہ بھی کہا کہ تم ابوالعسکر مسمع بن محمد بن شیبان بن مالک بن مسمع کو اپنے ساتھ لیتے جاؤ کیونکہ اس کے اثر کا یہ حال ہے کہ میں نے دیکھا کہ اس نے سعید بن عمرو بن جعدہ بن ہبیرہ کو مروان کے داعی اہل بصرہ سے بچالیا حالانکہ وہ رسالہ لیکر اس پر چڑھ آئے تھے۔

سعید اس وقت ابوالعسکر کے پاس تھا جو ہڈی کا گودا مصری کیا تھا لاکر کھا رہا تھا۔ عیسیٰ نے اسے اپنے ساتھ لے لیا جب یہ بطن نخل پہنچا تو ابوالعسکر اور مسعودی بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود عیسیٰ کا ساتھ چھوڑ کر وہیں ٹھہر گئے، یہاں تک کہ محمد مارا گیا اور ابوجعفر کو اس کی اطلاع ملی تو انھوں نے عیسیٰ سے کہا کہ تم نے وہیں اس کو قتل کر دیا ہوتا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کو رخصت کرتے وقت ابوجعفر نے اپنے دونوں پہلوؤں کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ میں تم کو اس کی طرف بھیج رہا ہوں جو میرے ان دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے اگر تم محمد کو زندہ پکڑ سکو تو

اپنی تلوار نیام میں کرنا اور امان دیدینا۔ اگر وہ روپوش ہو جائے تو اہل مدینہ کو اس کی حاضری کا ضامن بنانا کیونکہ وہ اس کی آمد و رفت سے واقف ہیں چنانچہ مدینہ آکر عیسیٰ نے ایسا ہی کیا۔

ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو جب محمد بن عبداللہ کے مقابلہ کے لیے مدینہ بھیجا تو اس کے ساتھ محمد بن ابی العباس امیر المومنین اور نیز بعض دوسرے خراسانی سرداروں کو بھی کر دیا اور ان سرداروں کی فوجیں بھی ساتھ کیں، عیسیٰ بن موسیٰ کے مقدمۃ الجیش پر حمید بن قحطبہ سردار تھا اس فوج کے ساتھ گھوڑے خچر اسلحہ اور سامان خور اور رسد اتنی کافی مقدار میں تھا کہ انھیں اثنائے راہ میں کسی جگہ منزل کرنے کی ضرورت نہ پڑی نیز اس کے ہمراہ ابوجعفر نے ابن ابی الکرام الجعفری کو بھیجدیا یہ ابوجعفر کے مصاحبین میں تھا یہ بنی العباس کی طرف مائل تھا ابوجعفر کو اس پر پورا بھروسہ تھا اسی وجہ سے انھوں نے اسے بھی عیسیٰ کے ساتھ کر دیا تھا۔

ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو لکھا کہ آل ابی طالب میں سے جو شخص تم سے ملنے آئے تم اس کا نام مجھے لکھ بھیجو اور جو نہ آئے اس کی املاک ضبط کر لو، چنانچہ ابوزیاد کا روپیہ ضبط کر لیا گیا اسی اثنا میں جعفر بن محمد اس سے ملنے نہیں آیا اور جب ابوجعفر مدینہ آئے تو اس نے ان سے گفتگو کی اور اپنا روپیہ طلب کیا ابوجعفر کہنے لگے تمھارے مہدی نے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔

فید پہنچکر عیسیٰ نے حریر کے پارچوں پر کئی خط اہل مدینہ کے نام لکھے ان میں عبدالعزیز بن المطلب المخزومی اور عبیداللہ بن محمد بن صفوان الجمحی بھی تھے جب عیسیٰ کے خط مدینہ آئے تو بہت سے عمائد محمد کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے انھیں میں عبدالعزیز بن المطلب بھی تھا اسے گرفتار کر کے پھر محمد کے پاس لایا گیا یہ چندے قیام کر کے پھر چلا گیا دوبارہ پکڑ بلوایا گیا چونکہ اس کا بھائی علی بن المطلب کا محمد پر بہت اثر تھا اس نے محمد سے

اس کی سفارش کی اور اب محمد نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا۔
عیسیٰ کہتا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے زرد حریر کے پارچہ پر خط لکھ کر میرے باپ کے پاس بھیجا ایک اعرابی خط کو اپنے جوتے کے تلے میں چھپا کر ہمارے گھر لایا۔ میں نے اسے اپنے مکان میں بیٹھا ہوا دیکھا تھا میں اس وقت کمسن تھا وہ خط اس نے میرے باپ کو دیا اس میں لکھا تھا محمد نے ایسی شئے کو لینا چاہا جو اللہ نے اسے نہیں دی اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے:۔

قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شئی قدیر۔

ترجمہ:۔ کہو اے بار الہ تو ملک کا مالک ہے جس کو تو چاہتا ہے
حکومت عطا کرتا ہے جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے
جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے
تیرے ہی ید قدرت میں بھلائی ہے کیونکہ تو ہر شئے پر قادر ہے

تم بغیر انتظار کیے فوراً اس مخمصے سے نکل جاؤ اور اپنی قوم والوں کو بھی مدینہ سے خروج کی دعوت دو اور ان کو لیکر چلے آؤ، چنانچہ وہ مع عمر بن محمد بن عمر اور ابو عقیل محمد بن عبداللہ بن محمد بن عقیل کے مدینہ سے نکل گئے۔ انھوں نے افطس حسن بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کو بھی اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا مگر اس نے نہ مانا اور وہ محمد کے ہمراہ مدینہ میں جما رہا محمد سے جب ان کے خروج کا ذکر کیا گیا اس نے ان کے تمام اونٹوں پر قبضہ کر لیا عمر بن محمد نے اس سے آکر کہا کہ تم تو عدل کی دعوت دیتے ہو اور ظلم وغضب کے مٹانے کے لیے اٹھے ہو میرے اونٹوں نے کیا قصور کیا ہے جو ان کو پکڑا جا رہا ہے میں نے تو ان کو اس غرض سے تیار کیا ہے کہ ان پر سوار ہو کر حج کروں یا عمرہ ادا کروں، محمد نے وہ اونٹ اسے واپس دیدیے اور یہ اسی شب مدینہ سے نکل کر چار یا پانچ منزل پر عیسیٰ سے جا ملے۔
خود ابو جعفر نے متعدد خطوط قریش اور دوسرے عمائد کے نام لکھ کر

عیسیٰ کو دیدیے تھے اور ہدایت کر دی تھی کہ مدینہ کے قریب پہنچکر یہ خطوط ان لوگوں کو پہنچا دینا۔ چنانچہ عیسیٰ نے اس ہدایت پر عمل کیا محمد کے پہرہ داروں نے قاصد اور خط گرفتار کیے ان میں ایک خط ابراہیم بن طلحہ بن عمر بن عبید اللہ بن معمر اور قریش کے دوسرے عمائد کے نام تھا محمد نے ابن عمر اور ابو بکر بن ابی سبرہ کے علاوہ ان سب لوگوں کو جن کے نام خط آئے تھے گرفتار کر کے ابن ہشام کے مکان واقعہ مصلّی میں قید کر دیا۔

اس بیان کا ناقل ایوب بن عمر اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ محمد نے مجھے اور میرے بھائی کو گرفتار کرا کے اپنے پاس بلایا اور ہمیں تین تین سو کوڑے مارے گئے جب وہ مجھے مار رہا تھا اور وہ کہتا جاتا تھا کہ تو نے مجھے قتل کرنا چاہا تھا میں نے کہا میں نے اس وقت تم کو چھوڑ دیا تھا جبکہ تم پہاڑوں اور راہی خیموں میں چھپتے پھرتے تھے جب مدینہ پر تمہارا قبضہ ہو گیا اور تمہاری حکومت پائیدار ہو گئی تو میں تمہاری حمایت میں کھڑا ہوا اب میں کس کے بھروسہ پر کھڑا ہوں اپنی طاقت کے بھروسہ پر اپنی دولت کے بھروسہ پر یا اپنے خاندان کے بل پر۔

اس کے بعد اس نے ہم کو قید کر دینے کا حکم دیا اور ہمیں بھاری بھاری بیڑیاں اور ہتھکڑیاں پہنائی گئیں جن کا وزن اسی رطل تھا۔ محمد بن عجلان نے محمد سے جا کر کہا کہ میں نے ان دونوں شخصوں کو نہایت شدید مار ماری ہے اور ان کو اتنی بھاری بیڑیاں پہنا دی ہیں کہ وہ نماز نہیں پڑھ سکتے، عیسیٰ کے مدینہ میں داخل ہونے تک یہ دونوں قید رہے۔

عبدالحمید بن جعفر بن عبد اللہ بن ابی الحکم بیان کرتا ہے کہ جب عیسیٰ مدینہ کے قریب آگیا ان دنوں ایک رات میں محمد کے پاس بیٹھا ہوا تھا محمد نے اپنے دوستوں سے کہا کہ مجھے مشورہ دو کہ آیا اس وقت خروج کروں یا یہیں ٹھہرا رہوں اس معاملہ پر اختلاف رائے ہونے لگا محمد نے میری طرف متوجہ ہو کر مجھ سے کہا اے ابو جعفر تم اپنی رائے بیان کرو میں نے کہا کیا آپ اس بات سے واقف نہیں ہیں کہ آپ اس شہر میں ہیں جہاں گھوڑے

سامان خوراک اور ہتھیار بہت ہی کم ہیں اور یہاں کے باشندے سب سے زیادہ کمزور واقع ہوئے ہیں محمد نے کہا بے شک میں اس حالت سے واقف ہوں میں نے کہا اور آپ اس بات سے واقف ہونگے کہ آپ اس ملک کے مقابل میں جہاں کے باشندے بڑے لڑ دے اور جہاں اسلحہ اور روپیہ کی افراط ہے، اس نے کہا ہاں میں اسے جانتا ہوں۔ میں نے کہا ان حالات میں مناسب یہ ہے کہ آپ اپنی جماعت کو لیکر مصر چلے جائیں وہاں کوئی آپ کے معاملہ میں مخالفت نہ کرے گا اور وہاں سے پھر آپ اپنے حریف کا اسی ساز و سامان، اسلحہ اور آدمیوں کے ساتھ مقابلہ کر سکیں گے جو وہ آپ کے مقابل میدان کارزار میں لائے گا۔ اس پر حنین بن عبداللہ نے بلند آواز سے کہا میں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں، آپ مدینہ سے ہرگز باہر نہ جائیں پھر اس نے محمد سے رسول اللہ صلعم کی یہ حدیث بیان کی "میں نے اپنے تئیں ایک مضبوط زرہ پہنے ہوئے دیکھا اور اس کی تعبیر میں نے یہ لی ہے کہ وہ مضبوط زرہ مدینہ ہے۔

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد اہل مدینہ اور اس کے مضافات کے باشندے اس کے ساتھ ہو گئے قبائل عرب میں سے جہینہ۔ مزینہ۔ سُلیم بنو بکر، اسلم اور غفار بھی اس کے ساتھ تھے مگر محمد بنی جہینہ کو سب سے مقدم رکھتا تھا اس وجہ سے قیسی قبائل برہم ہو گئے۔

عبداللہ بن معروف جو اس ہنگامہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ تمام بنو سلیم اپنے سرداروں کے ساتھ محمد کے پاس آئے ان کے وکیل خطیب جابر بن انس الریاحی نے محمد سے کہا آپ کے ننہالی رشتہ دار اور آپ کے ہمسایہ ہیں ہمارے پاس ہتھیار اور سواری کے جانور کثرت سے ہیں بدو اسلام میں تمام حجاز میں سب سے زیادہ رسالہ بنو سلیم ہی کا تھا اب بھی ہمارے پاس اس قدر سوار ہیں کہ اگر وہ کسی ایک عرب کے پاس ہوں تو تمام بدوی قبائل اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں آپ ہرگز خندق نہ بنائیں رسول اللہ صلعم نے صرف اس وقت خندق بنائی جب اللہ نے اس کا

انھیں حکم دیا اگر آپ خندق بنالیں گے تو یہ لوگ پوری طرح اپنی جنگی قابلیت کو بروئے کار نہ لاسکیں گے کیونکہ نہ پیدل سپاہ خندق میں میٹھ کر اچھی طرح لڑسکتی ہے اور نہ رسالہ خندقوں کی درمیانی گلی کوچوں میں نقل و حرکت کر سکتا ہے۔ علاوہ بریں جس فوج کے مقابلہ پر خندق ہوگی اس میں وہ لوگ ہیں جو خندقوں کی آڑ میں اچھی طرح لڑتے ہیں اور جن کے لیے خندق بنائی جائے گی ان کی آزاد نقل و حرکت میں خود وہی خندق رکاوٹیں ڈالدے گی، اس پر بنی شجاع کے ایک شخص نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے تو خندق بنائی تھی تم یہ چاہتے ہو کہ رسول اللہ کی رائے کو چھوڑ کر تمھارا مشورہ اختیار کیا جائے اس نے جواب دیا اے شجاع کے بیٹے تم اور تمھاری جمعیت پر حریف کا مقابلہ سخت دوبھر ہے اس کے مقابلہ میں میری جمعیت اور خود میں ان سے لڑنے کو اس وقت سب سے زیادہ دل سے چاہتا ہوں اس لیے تمھاری رائے اس معاملہ میں کچھ موثر نہیں محمد نے کہا خندق کے معاملہ میں ہم نے رسول اللہ صلعم کی رائے پر عمل کیا ہے اور اس سے کوئی شخص مجھے ہٹا نہیں سکتا میں خندق کو ترک نہیں کرتا۔

جب محمد کو معلوم ہوا کہ عیسیٰ مدینہ کے قریب آگیا ہے اس نے رسول اللہ صلعم کی اس خندق کو جو حضور نے جنگ احزاب میں بنائی تھی پھر کھود لیا۔ کھودنے کے وقت خود محمد سفید قبا پہنے اور کمر پیٹی لگائے اپنے تمام ساتھیوں کے جلوس کے ساتھ اس خندق پر آیا اس مقام پر پہنچکر وہ گھوڑے سے اتر پڑا اور سب سے پہلے خود اسی نے کھودنا شروع کیا اور رسول اللہ صلعم کی بنائی ہوئی خندق کی ایک اینٹ اس سے برآمد کی اور نعرۂ تکبیر بلند کیا اس کے ساتھ سب جماعت نے تکبیر کہی لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ کو فتح کی بشارت مبارک ہو یہی آپ کے دادا رسول اللہ صلعم کی خندق ہے۔

جب عیسیٰ مقام اعوص آگیا تو مدینہ میں محمد نے منبر پر ایک تقریر کی اور اس میں حمد و ثنا کے بعد کہا خدا کا اور تمھارا دشمن عیسیٰ بن موسیٰ اعوص

آگیا ہے حالانکہ دین کے قیام کا سب سے زیادہ حق مہاجرین اولین اور انصار کی اولاد کا ہے۔

عثمان بن محمد بن خالد الزبیری جسے ابو جعفر نے قتل کرا دیا تھا بیان کرتا ہے کہ محمد کے ساتھ پہلے تو ایسی زبردست جمعیت آمادۂ پیکار ہوگئی تھی کہ اس کی نظیر اس سے پہلے میری آنکھ سے نہیں گزری میرا خیال ہے کہ اس وقت ہماری تعداد ایک لاکھ ہوگی عیسیٰ کے قریب آجانے کے بعد محمد نے ہمارے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں کہا کہ عیسیٰ بڑی زبردست فوج اور تمام ساز و سامان و اسلحہ کے ساتھ قریب آگیا ہے میں اپنی بیعت کی ذمہ داری سے تم کو آزاد کرتا ہوں اب جس کا جی چاہے وہ میرے ساتھ رہے اور جس کا جی چاہے میرا ساتھ چھوڑ کر چلا جائے اس اذن کا یہ نتیجہ ہوا کہ سب لوگ کھسک گئے اور ایک چھوٹی سی حقیر جماعت اس کے ساتھ رہ گئی۔

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ایک بہت بڑی جماعت اس کے ساتھ ہوگئی یہ ان سب کو لیکر ایک میدان میں آیا اور یہاں اس نے اس کا ساتھ دینے کے لیے ان سے سخت عہد و پیمان لئے مگر جب سنا کہ عیسیٰ اور حمید بن قحطبہ مقابلہ پر بڑھ رہے ہیں اس نے منبر پر تقریر کی اور کہا کہ میں نے آپ سب کو لڑنے کے لیے اکٹھا کیا تھا اور صبر و ثبات کیلئے راسخ عہد و پیمان لئے تھے اب یہ دشمن زبردست فوج کے ساتھ آپ کے قریب پہنچ گیا ہے۔ مدد صرف اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور اسی کے ہاتھ میں ہر شئے کی باگ ہے اب مجھے یہ مناسب معلوم ہوا کہ آپ لوگوں کو اجازت دیدوں اور ان عہود و عقود سے بری الذمہ کردوں اب جو چاہے وہ میرا ساتھ دے اور ٹھہرے اور جو چاہے چلا جائے اس اجازت کے بعد ہزارہا آدمی مدینہ سے نکل گئے جب یہ عریض پہنچے جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے تو یہاں انھیں رحبہ کے سامنے عیسیٰ بن موسیٰ کا مقدمۃ الجیش ملا ان کی پیدل سپاہ ایک ٹڈی دل معلوم ہوتا تھا ہم بغیر تعرض ان کے

پہلو سے گزر گئے اور وہ ہمارے پہلو سے مدینہ کے رُخ چلے گئے۔

مدینہ کے بہت سے لوگ اپنے اہل و عیال کو لیکر پہاڑوں کے غاروں اور دروں میں جا چھپے تھے محمد نے ابو القلمص کو حکم دیا کہ وہ ان سب کو مدینہ لوٹا لائے، جس پر اس کی دسترس ہو سکی ان کو وہ واپس لے آیا مگر اکثر پر اس کا قابو نہ چل سکا اور اس نے بھی ان کا پیچھا چھوڑ دیا۔

غافری کہتا ہے کہ محمد نے مجھ سے کہا کہ میں تجھ کو ہتھیار دیتا ہوں اور تو میرے ساتھ ہو کر لڑنا میں نے کہا بہت اچھا اگر آپ مجھے نیزہ دینگے تو میں اعوص ہی میں ان پر نیزہ چلاوں گا اور اگر تلوار باندھیں گے تو جب وہ سفا میں ہوں گے تب ان پر ضرب لگاؤں گا، تھوڑی دیر کے بعد محمد نے مجھ سے کہلا بھیجا کہ اب کیا انتظار ہے، میں نے جواب دیا خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کے نزدیک تو یہ بات بالکل معمولی ہے کہ میں اس ہنگامہ میں مارا جاؤں اور مزے دوسرے لوٹیں اور اس وقت کہا جائے کہ چونکہ اس نے جنگ کی ابتدا کی تھی اس لیئے اس کا خمیازہ بھی اسی کو بھگتنا پڑا۔ محمد نے کہا تم کو کیا ہوا ہے کیوں متردد ہو اہل شام عراق اور خراسان نے میری حمایت میں علم سفید بلند کر دیا ہے، میں نے کہا جناب والا میں تو اس دنیا کو سفید مسکہ سمجھتا ہوں اور خود اپنے آپ کو دوات کی صوف میں پیچیدہ پاتا ہوں جبکہ عیسیٰ اعوص پہنچ چکا ہے مجھے ان باتوں سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا؛

ابو جعفر نے عیسیٰ کے ہمراہ ابن الاصم کو بھیجا تھا اسی کے مشورہ سے فوج اپنی قیام گاہ اختیار کرتی تھی پہلے یہ آکر مسجد رسول اللہ سے ایک میل کے فاصلہ پر فروکش ہوئے تھے مگر ابن الاصم نے کہا کہ یہاں پیدل سپاہ کے ساتھ رسالہ کوئی موثر کارروائی نہ کر سکے گا اور مجھے خوف ہے کہ وہ تمہاری صفوں میں شگاف پیدا کر کے تمہارے فرودگاہ میں گھس آئینگے اس خطرہ کا احساس کر کے وہ اس تمام فوج کو یہاں سے اُٹھا کر جرف لے گیا جو مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے اور یہاں ان کو سلیمان بن

عبدالملک کے سقایہ کے پاس فروکش کیا اور کہنے لگا کہ پیدل سپاہ ایک دھلے میں دو تین میل سے زیادہ آگے نہ بڑھنے پائیگی کہ رسالہ اسے آلے گا۔

محمد بن ابی الکرام کہتا ہے کہ جب عیسیٰ طرف القدوم پر فروکش ہوا اس نے آدھی رات کو مجھے بلا بھیجا میں نے اس وقت اسے بیٹھا ہوا پایا پاس شمع روشن تھی اور روپیہ کا ڈھیر تھا۔ مجھ سے کہا کہ مخبروں نے مجھے آکر کہا ہے کہ محمد کی حالت سقیم ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ یہ راہ گریز اختیار کرے گا اور اب سوائے مکے کی سمت کے اور کوئی رخ اس کے لئے کھلا ہوا نہیں ہے تم اپنے ساتھ پانسو پیدل سپاہی لو اور شاہراہ عام کو چھوڑ کر مکے کی سمت جاؤ شجرہ پہنچکر ٹھہرے رہو، پھر اس نے شمع کے سامنے ان کو عطا دی میں ان کو لیکر روانہ ہوا بطحا ابن ازہر کے مقام بصرہ سے جو مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے گزرا ہمیں دیکھ کر اس مقام کے باشندے سہم گئے میں نے ان کو اطمینان دلایا کہ تم ہرگز خوف مت کرو تم کو ہم سے کوئی گزند نہ پہنچے گا میں محمد بن عبداللہ ہوں کچھ ستو ہو تو لاؤ وہ لوگ ہمارے لیئے ستو لائے ہم نے اسے پی لیا اور محمد کے قتل ہونے تک ہم وہیں قیام پذیر رہے۔

مدینہ کے قریب پہنچکر عیسیٰ نے قاسم بن حسن بن زید کو محمد کے پاس بھیجا تاکہ وہ اسے سمجھا بجھا کر اس مقابلہ سے باز رکھے اور محمد کو اطلاع دے کہ امیر المومنین ابو جعفر نے اسے اور اس کے اہل بیت کو امان دیدی ہے محمد نے قاسم سے کہا کہ اگر سفرا کو قتل نہ کیا جاتا ہوتا تو میں تمھاری گردن ماردیتا۔ میں بچپن سے تجھے دیکھتا ہوں کہ جب دو فریق ایک صاحب خیر اور دوسرا شریر ہوتا ہے تو ہمیشہ خیر کے مقابلہ میں شر کا ساتھ دیتا رہا ہے نیز محمد نے عیسیٰ سے کہلا بھیجا کہ تم کو رسول اللہ سے قرابت قریبہ حاصل ہے میں تم کو کتاب اللہ کی اطاعت اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہوں اور اللہ کے انتقام سے اور اس کے عذاب

سے ڈراتا ہوں تم خود میرے مقابلہ سے باز رہو میں خود اس فرض سے جو اللہ نے عائد کیا ہے دست بردار نہیں ہو سکتا تم اس شخص کے ہاتھوں جو اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہے قتل ہونے سے ڈرو اور بچو ورنہ تم بہت برے مقتول ہوگے اور اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو اس کی ذمہ داری بھی تم پر بہت بڑی عائد ہوگی اور اس کا گناہ بھی بہت ہوگا۔ محمد نے یہ خط ابراہیم بن جعفر کے ہاتھ عیسیٰ کے پاس بھیجا ابراہیم نے اسے پہنچا دیا عیسیٰ نے اس سے کہا کہ تم اپنے صاحب سے جا کر کہدو کہ اب ہمارے درمیان سوائے جنگ کے اور کوئی صورت باعث تصفیہ نہیں رہی

ابراہیم بن محمد ابی الکرام بن عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن جعفر اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب عیسیٰ مدینہ کے قریب آگیا اس نے مجھے محمد کے لیے امان کا عہد دیکر اس کے پاس بھیجا محمد نے کہا یہ بتاؤ کہ تم لوگ مجھ سے کیوں لڑتے ہو اور کیوں میرے خون کو حلال کرتے ہو میں تو خود لڑائی سے بھاگتا ہوں میں نے کہا کہ ہماری جماعت اب تم کو امان دیتی ہے اگر تم اسے قبول نہ کرو گے اور بغیر ان سے لڑنے باز نہ رہو گے تو پھر ان کو بھی مجبوراً تم سے اسی بنا پر لڑنا پڑے گا جس بنا پر تمھارے اشرف ترین دادا علی۔ طلحہ اور زبیر سے لڑے تھے کیونکہ انھوں نے ان کی بیعت سے انحراف کر کے ان کی حکومت لینا چاہی اور خود ان کی جان کے خلاف جد و جہد کی تھی۔ جب میں نے ابو جعفر سے اس گفتگو کو نقل کیا تو انھوں نے کہا کہ اگر اس کے علاوہ تم اور کوئی بات اس سے کہتے تو مجھے خوشی نہ ہوتی تم نے خوب کیا جو یہ کہدیا اب میں تم کو اس صلہ میں یہ انعام دیتا ہوں۔

ماہان بن بخت قحطبہ کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب ہم مدینہ آئے تو ابراہیم بن جعفر بن مصعب بطور طلیعہ ہمارے ہاں آیا اس نے ہمارے پورے پڑاؤ کا چکر لگایا اور پھر واپس چلا گیا اس کی اس جرأت سے ہم لوگ سخت مرعوب ہوگئے یہاں تک کہ خود عیسیٰ اور حمید بھی اس کی اس دلیری پر تعجب کر کے کہنے لگے کہ صرف ایک شخص تن تنہا اپنی فوج کے لئے طلیعہ کی خدمت

انجام دینے چلا آیا۔ جب یہ ہماری حد نظر کے فاصلہ پر پہنچگیا تو ہم نے دیکھا کہ وہ ٹھہر گیا ہے حمید نے کہا ذرا دیکھو تو سہی کہ اس شخص پر کیا گزری مجھے اس کا گھوڑا وہیں کھڑا ہوا نظر آرہا ہے اور وہ جنبش ہی نہیں کرتا۔ خود حمید نے اپنے دو شخص دریافت واقعہ کے لیے روانہ کئے انھوں نے جاکر دیکھا کہ گھوڑے کے ٹھوکر کھانے کی وجہ سے سوار اوندھے منہ گر پڑا ہے اور ایک تنور سے اس کی گردن ٹوٹ گئی ہے۔ ان دونوں شخصوں نے اس کے لباس اور اسلحہ پر قبضہ کرلیا اور اس تنور کو بھی ہمارے پاس لے آئے معلوم ہوا کہ یہ تنور مصعب بن الزبیر کا تھا اس میں طلائی کام تھا کہ اس جیسا پہلے دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔

۱۲ رمضان ۱۴۵ھ سنیچر کے دن عیسیٰ مقام جرف میں قصر سلیمان میں آکر فروکش ہوا، یہ سنیچر، اتوار اور پیر کی صبح کو وہیں مقیم رہا البتہ پیر کے دن اس نے کوہ سلع پر چڑھ کر مدینہ کو اور وہاں آنے جانے والوں پر نظر کی پھر اس کے تمام ناکے اپنے رسالہ اور پیدل سپاہ سے بند کردیئے البتہ مسجد ابی الجراح کی سمت جو بطحان پر واقع ہے بھاگنے والوں کے لیے خاص چھوڑ دی محمد اہل مدینہ کے ساتھ مقابلہ پر برآمد ہوا۔

محمد بن زید راوی ہے کہ ہم عیسیٰ کے ہمراہ مدینہ آئے اس نے تین دن جمعہ، سنیچر اور اتوار محمد کو جنگ سے باز رہنے کی دعوت دی۔

زید سمع کا مولیٰ راوی ہے کہ عیسیٰ نے جب پڑاؤ ڈالدیا وہ ایک گھوڑے پر سوار ہو کر جس کے گرد تقریباً پانسو سپاہی تھے اور اس کے آگے آگے ایک علم ساتھ چل رہا تھا مدینہ کی سمت بڑھا۔ گھاٹی پر پہنچکر وہ ٹھہر گیا اور اس نے اہل مدینہ کو خطاب کیا کہ اللہ نے ہمارا خون ایک دوسرے کیلئے حرام کردیا ہے میں تم کو امان دیتا ہوں اسے قبول کرلو جو ہمارے علم کے نیچے آجائے گا وہ مامون ہے جو اپنے گھر بیٹھ رہے گا مامون ہے جو مسجد نبوی میں جا رہے گا، مامون ہے جو اپنے ہتھیار رکھ دے گا، مامون ہے جو مدینہ سے نکل جائے، مامون ہے تم ہمارے اور ہمارے مدمقابل کے درمیان

حائل مت ہو ہیں اس سے نبٹ لینے دو اب چاہے ہیں کامیابی ہو یا اسے اس کے جواب میں لوگوں نے اسے گالیاں دیں اور کہنے لگے اے بکری کے بچے اے فلاں کے جنے وغیرہ وغیرہ ۔ عیسیٰ اس دن واپس چلا گیا دوسرے دن اسی جگہ آ کر اس نے پھر امان کی دعوت دی آج بھی لوگوں نے اسے گالیاں دیں تیسرے دن وہ رسالہ اور پیدل سپاہ کی اس قدر کثیر جماعت کے ساتھ مدینہ پر بڑھا کہ میں نے کبھی ایسی فوج نہیں دیکھی تھی ان کے پاس ہتھیار ساز و سامان کثرت سے بہت ہی عمدہ تھا تھوڑی ہی دیر میں وہ ہم پر چھا گیا اس نے پھر امان کی دعوت دی اور اپنی فرودگاہ کو واپس ہو گیا ۔

عثمان بن محمد بن خالد راوی ہے کہ ہمارا مقابلہ ہوا تو خود عیسیٰ نے بلند آواز سے کہا کہ اے محمد امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ جب تک میں تم کو امان کی دعوت نہ دیدوں تمہارے خلاف تلوار نہ اوٹھاؤں لہذا تم کو تمہارے خاندان کو، تمہاری اولاد کو اور تمہارے تمام ساتھیوں کو میں امان پیش کرتا ہوں تم کو اس قدر رقم دی جائیگی، تمہارا قرضہ ہم ادا کر دیں گے اور دوسرے اور مراعات تمہارے ساتھ کی جائیں گی، محمد نے کہا اس گفتگو کو ختم کرو اگر تم کو معلوم ہوتا کہ نہ کسی اندیشہ کی وجہ سے میں تمہارے مقابلہ سے منہ موڑوں گا اور نہ کسی طمع میں تمہارے پاس آؤں گا تو تم کبھی مجھ سے ایسی خواہش نہ کرتے، اب عام لڑائی شروع ہو گئی محمد گھوڑے سے اُتر پڑا اور میرا خیال ہے کہ اس دن اس نے ستر آدمی اپنے ہاتھ سے قتل کئے ۔

محمد بن زید راوی ہے کہ دوشنبہ کے دن عیسیٰ کوہ ذیاب پر ٹھہرا ہوا تھا اس نے عبداللہ بن معاویہ کے ایک مولیٰ کو جو اس کے ہمراہ زرہ پوش دستہ کا سردار تھا بلایا اور کہا کہ اپنے دس زرہ پوش سپاہی لیکر آؤ وہ ان کو لے آیا پھر عیسیٰ نے ہم کو یعنے آل ابی طالب کو یہ حکم دیا کہ ہم میں سے دس آدمی اوٹھ کھڑے ہوں چنانچہ ہمارے دس آدمی اس کے ساتھ

جاکر کھڑے ہوئے ہمارے ساتھ محمد بن عمر بن علی کے دونوں بیٹے عبد اللہ اور عمر تھے، محمد بن عبد اللہ بن عقیل قاسم بن الحسن بن زید بن الحسنؑ بن علیؑ اور عبد اللہ بن اسماعیل بن عبد اللہ بن جعفر تھے عیسیٰ نے اس جماعت کو حکم دیا کہ وہ دشمن کے پاس جاکر اسے لڑائی سے باز رہنے کی دعوت دے اور اماں دے۔ چنانچہ ہم اس مقصد کے لیئے روانہ ہوئے اور سوق الحطابین آئے یہاں ہم نے ان کو دعوت دی انھوں نے ہم کو گالیاں دیں اور ہم پر تیر چلائے کہنے لگے کہ یہ رسول اللہ کے فرزند ہمارے ساتھ ہیں اور ہم انکے ساتھ ہیں ہم تمھاری دعوت کی پروا نہیں کرتے، قاسم بن الحسن بن زید نے ان سے کہا کہ میں خود رسول اللہ کا فرزند ہوں اور جو لوگ تمھارے سامنے موجود ہیں ان میں بیشتر رسول اللہ صلعم کے پوتے ہیں ہم تم کو کتاب اللہ سنت رسول اللہ کی دعوت دیتے ہیں نیز وعدہ کرتے ہیں کہ تمھارا جان و مال محفوظ رہے گا اس پر انھوں نے پھر ہمیں گالیاں دیں اور تیر چلائے قاسم نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ یہ تیر اُٹھاؤ اس نے اٹھا کر قاسم کو دیا قاسم اسے اپنے ہاتھ میں اوٹھائے ہوئے عیسیٰ کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ اب کیا انتظار ہے یہ دیکھو انھوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے اب عیسیٰ نے حمید بن قحطبہ کو سو آدمیوں کے ہمراہ ان کے مقابلہ پر بھیجا۔

دوسرا بیان، قاسم بن حسن جس کے ہمراہ آل ابی طالب میں سے ایک اور شخص تھا وادع کی چوٹی پر کھڑا ہوا اور اس نے محمد کے سامنے عہد امان پیش کیا محمد نے ان کو گالیاں دیں یہ دونوں پلٹ گئے، مدینہ پہنچکر عیسیٰ نے اپنے سپہ سالاروں کو مختلف مقامات پر متعین کر دیا تھا ہزار مرد کو ابن ابی الصعبہ کے حمام کے پاس متعین کیا تھا کثیر بن حصین کو ابن افلح کے اس مکان کے پاس مقرر کیا تھا جو بقیع الغرقد میں واقع تھا محمد بن ابی العباس کو بنی سلمہ کے دروازے پر متعین کیا اسی طرح اس نے اپنے تمام سرداروں کو مدینہ کے تمام ناکوں پر متعین کر دیا تھا خود عیسیٰ اپنی فوج کے ساتھ گھاٹی کی چوٹی پر آکر ٹھہر گیا اہل مدینہ نے یہاں اس پر تیر چلائے

اور گوبھنوں سے پتھر پھینکے۔ مسجد کے پردوں سے محمد نے اپنی فوج کے لیے زرہیں منوائی تھیں، مسجد نبوی کے شامیانوں کو کاٹ کر محمد نے اپنی فوج کے لبادے منوائے، جھینہ کے دو شخص لڑائی میں شریک ہونے اس کے پاس آئے ان میں سے ایک کو اس نے ایک لبادہ دیدیا اور دوسرے کو نہیں دیا۔ جسے لبادہ ملا تھا وہ جنگ میں شریک ہوا اور دوسرا علیحدہ رہا معرکہ جنگ میں ایک تیر آکر اس لبادہ پوش کو لگا جس سے وہ ہلاک ہوگیا اس کے دوسرے ساتھی نے اس پر یہ شعر پڑھا۔

یا رب لا تجعلنی کمن حسان	وباع باقی عیشہ تخفتان

ترجمہ:۔ اے میرے رب تو مجھے اس ایسا نہ کرنا جو ہلاک ہوگیا اور اس نے اپنی بقیہ زندگی ایک لبادہ کی خاطر بیچدی۔

اسمٰعیل بن ابی عمر راوی ہے کہ میں بنی غفار کی خندق پر کھڑا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک شخص گھوڑے پر سوار جس کی صرف دونوں آنکھیں نظر آتی تھیں سامنے سے آیا اور کہا امان دو لوگوں نے اسے امان دی وہ ہمارے بالکل قریب آکر ہم میں مل گیا اور کہنے لگا کون شخص محمد کو میرا یہ پیام پہنچا دےگا میں نے کہا میں اس کے لیے موجود ہوں اب اس نے اپنا چہرہ نمایاں کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک سن رسیدہ آدمی ہے جس نے داڑھی پر خضاب کر رکھا ہے اس نے مجھ سے کہا کہ تم محمد کو میرا یہ پیام پہنچا دو کہ فلاں تمیمی نے جو کہ کوہ جھینہ میں چٹان کے نیچے تمہارا جلیس تھا یہ کہا ہے کہ رات ہونے تک تم صبر کرنا اور مقابلہ پہ جمے رہنا اس کے بعد تم کو فتح ہوگی کیونکہ فوج کا اکثر حصہ تمہارے ساتھ ہے۔

صبح باہر نکلنے سے قبل دوشنبہ کے دن جس روز کہ وہ قتل ہوا میں محمد کے پاس آیا میں نے دیکھا کہ سفید شہد کی ایک کپی اس کے سامنے رکھی ہے اور اسے وسط سے کاٹ دیا گیا ہے ایک شخص اس شہد کو اپنے ہاتھ میں بھرتا ہے پھر اسے پانی میں ڈبو دیتا ہے اور اسے پلا رہا ہے اور ایک دوسرا آدمی اس کے پیٹھ پر گابت باندھ رہا ہے میں نے وہ پیام اسے پہنچا دیا

اس نے کہا تم اپنے فرض سے سبکدوش ہوئے میں نے کہا میرے دونوں بھائی آپ کے قبضہ میں ہیں اس نے کہا جہاں وہ ہیں وہ جگہ ان کے لیے مناسب ہے۔

محمد بن عثمان بن خالد بن الزبیر بیان کرتا ہے کہ میرے باپ محمد کے علمبردار تھے نگران کے بجائے میں علمبرداری کرتا تھا۔

عیسیٰ کہتا ہے افطس حسن بن علی بن حسین کے پاس ایک زرد علم تھا جس میں سانپ کی تصویر تھی اسی طرح آل علیؓ میں سے جو جو شخص اس کیا تھا اس کے پاس علیحدہ علیحدہ نشان تھے اور ہر ایک کا شعار جنگ بھی جدا جدا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ جنگ حنین میں رسول اللہ صلعم کا شعار جنگ بھی ایسا ہی تھا۔

عبدالحمید بن جعفر بیان کرتا ہے کہ عیسیٰ کے مقابلہ میں ہماری تعداد وہی تھی جو اہل بدر کی مشرکین کے مقابلہ میں تھی ہماری تعداد تین سو سے کچھ اوپر تھی۔

عیسیٰ بن موسیٰ ۱۰۳ھ میں پیدا ہوا تھا محمد اور ابراہیم کے مقابلہ میں جب وہ نبرد آزما ہوا اس وقت اس کی عمر تینتالیس سال تھی، اس کے مقدمہ پر حمید بن قحطبہ، میمنہ پر محمد امیر المومنین ابوالعباس کا لڑکا میسرہ پر داؤد بن کراز الخراسانی اور ساقہ لشکر پر ہیثم بن شعبہ متعین تھے۔

سوق حطابین میں ابوالقلمس محمد بن عثمان کا مقابلہ اسد بن المرزبان کے بھائی سے ہو گیا دونوں تلواروں سے ایک دوسرے پر وار کرتے رہے اور دونوں کی تلواریں ٹوٹ گئیں پھر یہ اپنی اپنی جگہ پلٹ گئے اسد کے بھائی نے ایک اور تلوار لے لی اور ابوالقلمس نے ایک پایہ اوٹھالیا اسے اپنی زین کے ہرنے پر رکھ کر اسے اپنی زرہ سے چھپالیا اب پھر دونوں لڑنے کے لیئے معرکہ میں آئے قریب ہوتے ہی ابوالقلمس نے اپنی رکابوں پر کھڑے ہو کر اس پایہ سے اس کے سینہ پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ گھوڑے سے گر پڑا اس نے اتر کر اس کا سر کاٹ دیا۔

محمد کے طرف داروں میں سے ایک شخص آل زبیر کا مولیٰ قاسم بن وائل میدان جنگ میں نکل کر مبارزت کا خواستگار ہوا اس کے مقابلہ کے لیے فریق ثانی کی طرف سے ایک ایسا وجیہ اور شاندار آدمی جو اس قدر مسلح تھا کہ دیکھنے میں نہیں آیا مقابلہ کے لیئے برآمد ہوا ابن وائل اس کو دیکھ کر بغیر مقابلہ پلٹ گیا۔ اس واقعہ کا محمد کی فوج پر بہت بڑا اثر پڑا اور وہ مرعوب ہوگئی ابوالقلمس نے اس رنگ کو دیکھ کر کہا اللہ سفہا کے سردار کا برا کرے کہ اس ایسے شخص کو یوں ہی چھوڑ دیا جس سے وہ ہمارے مقابلہ میں اپنی زیادہ دلیری ظاہر کر رہا ہے اگر یہ شخص (ابن وائل) اس کا مقابلہ کے لیے بڑھتا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسا ثابت نہ ہوتا جیسا کہ ظاہر میں نظر آرہا ہے پھر خود ابوالقلمس اس کے مقابلہ پر بڑھا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔

ازہر بن سعید بن نافع راوی ہے کہ اس روز قاسم بن وائل خندق سے نکل کر مبارزت کا خواہاں ہوا اس کے مقابلہ میں ہزار مرد نکل کر آیا قاسم اسے دیکھ کر ڈر گیا اور پلٹ آیا اب ابوالقلمس اس کے مقابلہ پر نکلا اور کہنے لگا آج تلوار کی بہار دیکھنا ہے پھر اس نے ہزار مرد کے شانے پر ایک ایسا وار کیا کہ اسے قتل کر دیا ابوالقلمس کہنے لگا "یہ لے میں فاروق کا پوتا ہوں اس پر عیسیٰ کی فوج کے ایک شخص نے کہا تو نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو ہزار فاروقوں سے بڑھ کر ہے'

مسعود الرحال کہتا ہے محمد کے قتل کے دن میں مدینہ میں موجود تھا میں کوہ سلع پر چڑھ کر زیت کے پتھروں کے پاس ان کو دیکھ رہا تھا میں نے دیکھا کہ عیسیٰ کی فوج کا ایک شخص جو سر سے پاؤں تک فولاد میں ڈھکا ہوا تھا اور جس کی صرف دونوں آنکھیں نظر آرہی تھیں۔ گھوڑے پر سوار اپنی صف سے علیحدہ ہو کر دونوں صفوں کے درمیان آکر کھڑا ہوا اور اس نے مبارزت طلب کی محمد کی فوج میں سے ایک شخص اس کے مقابلہ پر نکلا وہ سفید قبا پہنے تھا جس کی آستینیں بھی سفید تھیں اور وہ پیادہ تھا اس نے اس سوار سے تھوڑی دیر کچھ باتیں کیں میرا یہ خیال ہے کہ اس نے اسے بھی پیدل ہو جانے

کے لیے کہا ہوگا تاکہ دونوں برابر ہو سکیں وہ شہسوار اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور اب دونوں لڑنے لگے محمدؐ کے طرفدار نے اس کے فولادی خود پر جو اسکے سر پر تھا ایسی ضرب لگائی کہ وہ چکر کھا کر اپنے چوتڑ کے بل بحس و حرکت بیٹھ گیا اس نے اس کا خود سر سے اتار کر اس کے سر پر ایک ہی وار ایسا لگایا کہ وہ مرگیا اس کے بعد یہ شخص اپنی فوج میں واپس چلا گیا اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک دوسرا شخص عیسیٰ کی فوج میں سے ایسا قوی ہیکل و ہیئت نکل کر آیا جیسا کہ اس کا پیش رو تھا اس کے مقابلہ پر محمدؐ کی طرف سے وہی شخص آیا جو پہلے لڑنے آچکا تھا اور اس کے ساتھ بھی اس نے وہی کیا جو پہلے کے ساتھ کر چکا تھا اور اسے قتل کر کے پھر اپنی صف میں چلا گیا اس کے بعد تیسرا شخص مبارزت کے لیے نکلا محمدؐ کے آدمی نے اس کا کام بھی تمام کیا اور جب یہ تیسرے کو قتل کر کے اپنی صف میں جانے لگا تو عیسیٰ کی فوج کے بہت سے آدمی اس پر جھوم پڑے اس پر تیر چلائے جس سے وہ ذرا سا ٹھٹکا مگر پھر تیزی سے وہ اپنے دوستوں کے پاس جانے لگا مگر ان تک پہنچنے نہ پایا کہ زخمی ہو کر گرا اور بہت سے حملہ آوروں نے اسے اس کے ساتھیوں کے سامنے قتل کر دیا۔

محمدؐ بن زید راوی ہے کہ جب ہم نے عیسیٰ سے جا کر بیان کیا کہ اہل مدینہ نے ہم پر تیر چلائے اس نے حمید بن قحطبہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا حمید سو آدمیوں کے ہمراہ جو سب پیدل تھے اور جن کے ساتھ تیر اور ڈھالیں تھیں آگے بڑھا یہ دھاوا کر کے اس دیوار تک پہنچ گئے جو محمدؐ کی خندق کے سامنے قائم تھی اور جس پر اس کے کچھ آدمی متعین تھے حملہ آوروں نے مدافعین کو اس دیوار سے بے دخل کر دیا اور خود اس کے پاس ٹھہر گئے حمید نے عیسیٰ سے اس دیوار کو گرا دینے کا مطالبہ کیا اس نے مزدور بھیجدیے اور انھوں نے اسے منہدم کر دیا اور اب حملہ آور خندق تک پہنچ گئے عیسیٰ نے خندق کے عرض کے برابر پھاٹک بھیجدیے جن کو اس پر رکھ کر عبور کیا گیا اور اس طرح حملہ آور مدافعین کے عقب میں جا پہنچے اور یہاں صبح تڑکے سے

عصر کے وقت تک نہایت ہی خونریز جنگ ہوتی رہی۔

محمد ابن عمر بیان کرتا ہے عیسیٰ نے آکر اپنی فوجوں سے مدینہ کا محاصرہ کر لیا، محمد بن عبداللہ اپنے تھوڑے سے ساتھیوں کے ساتھ مقابلہ کے لیے نکلا کئی روز شدید لڑائی ہوئی جہنیہ کے بعض لوگ جن میں بنی شجاع تھے نہایت صبر و ثبات کے ساتھ محمد کے ساتھ ہو کر لڑتے رہے اور سب کے سب مارے گئے حالانکہ ان کو مقابلہ سے ہٹ جانے کی اجازت حاصل تھی۔

پہلا سلسلہ بیان ۔ عیسیٰ کے حکم سے اونٹوں کی لادیاں خندق میں ڈالیں گئیں پھر اس نے سعد بن مسعود کے اس مکان کے جو ثنیہ میں واقع تھا دو پھاٹک خندق پر رکھوائے ان پر سے رسالہ گزر کر آگے بڑھا پھر خشرم کے گوداموں کے پاس فریقین عصر تک لڑتے رہے۔

ظہر سے پہلے محمد میدان جنگ سے قصر مروان میں واپس آیا اس نے غسل کیا خوشبو لگائی اور اب پھر مقابلہ کے لیے نکلا۔

عبداللہ بن جعفر راوی ہے کہ میں نے اس کے قریب جا کر اس سے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں آپ میں ان کے مقابلہ کی اب طاقت نہیں ہے اور آپ کے ساتھ کوئی بھی ایسا نہیں جو صداقت کے ساتھ آپ کی حمایت میں نبرد آزما ہو مناسب یہ ہے کہ آپ اسی وقت مدینہ سے چلے جائیں اور حسن بن معاویہ سے مکے میں جائیں کیونکہ آپ کے طرفداروں کا بیشتر حصہ اس کے ساتھ مکے میں موجود ہے، اس نے کہا اے ابو جعفر اگر میں اس وقت یہاں سے نکل جاؤں تو تمام مدینہ والے قتل کر دئے جائیں گے اب میں جب تک کہ دشمن کو قتل نہ کر دوں گا یا خود قتل نہ ہو جاؤں گا واپس نہیں آؤں گا البتہ تم کو میری طرف سے بخوشی اجازت ہے کہ جہاں چاہو چلے جاؤ میں ان کے ساتھ نکلا جب وہ ابن مسعود کے اس مکان پر آئے جو بازار میں واقع تھا تو میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور زباتین کا راستہ لیا وہ ثنیہ چلا گیا اس کے ساتھی تیروں سے ہلاک کر دئے گئے اب عصر کا وقت آگیا اس نے نماز پڑھی۔

ابراہیم بن محمد کہتا ہے کہ میں نے محمد کو بنی سعد کے مکانات کے درمیان دیکھا وہ ایک بوسیدہ جبہ پہنے گھوڑے پر سوار تھا ابن خضیر اس کے پہلو میں موجود تھا وہ محمد کو خدا کا واسطہ دے رہا تھا کہ وہ بصرہ یا کسی اور جگہ چلا جائے محمد اس کے جواب میں کہہ رہا تھا کہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم لوگوں کو دو مرتبہ ہلاک ہونا پڑے تم کو کامل آزادی ہے جہاں چاہو چلے جاؤ ابن خضیر نے کہا کہ بھلا تم کو چھوڑ کر اب میں کہاں جاؤں اس گفتگو کے بعد ابن خضیر نے جا کر دفتر جلا دیا ریاح کو قتل کر دیا اور پھر ثنیہ میں محمد کے پاس آگیا لڑا اور مارا گیا۔

محمد بن عمر راوی ہے کہ محمد بن عبداللہ کے ساتھ مصعب بن الزبیر کے بیٹوں میں سے ایک شخص ابن خضیر بھی تھا جس دن کہ محمد مارا گیا اس نے یہ محسوس کیا کہ اس کے ساتھیوں میں خلل واقع ہو گیا ہے اور تلوار نے ان کا صفایا کر دیا ہے اس نے محمد سے مدینہ جانے کی اجازت لی محمد نے اسے اجازت دیدی مگر اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ کیوں جا رہا ہے اس نے ریاح بن عثمان بن حیّان المرّی اور اس کے بھائی کو زبردستی جیل میں گھس کر ذبح کر دیا واپس آکر محمد کو اس کی اطلاع دی پھر آگے بڑھ کر حریف سے لڑا اور اسی وقت قتل کر دیا گیا۔

(روایت سابقہ کے سلسلہ میں) ابن خضیر نے واپس جا کر ریاح اور ابن مسلم بن عقبہ کو قتل کر دیا۔ حارث بن اسحٰق کہتا ہے ابن خضیر نے ریاح کو ذبح کر ڈالا مگر اس کا سر تن سے جدا نہیں کیا بلکہ دیوار سے ٹکرا ٹکرا کر اسے مار ڈالا۔ نیز اس نے ریاح کے بھائی عباس کو بھی قتل کر دیا۔ چونکہ یہ ایک نہایت شریف اور نیک چلن شخص تھا اس وجہ سے اس کے قتل کو لوگوں نے اچھا نہیں سمجھا ان سے فارغ ہو کر ابن خضیر ابن القسری کی طرف چلا جو ابن ہشام کے مکان میں مقید تھا مگر اسے ابن خضیر کے آنے کی اطلاع مل چکی تھی اس نے گھر کے دونوں دروازے مسدود کر لیے ابن خضیر نے ان کے کھولنے کی بہت کوشش کی مگر چونکہ تمام قیدی ان کی مدافعت میں لگ گئے اس وجہ

ابن خضیر کا ان لوگوں پر قابو نہ چل سکا اب وہ محمدؒ کے پاس واپس گیا اس کے سامنے لڑا اور مارا گیا۔

جب عصر کا وقت آیا محمدؒ نے نماز عصر بنی الدیل کی مسجد میں جو ثنیہ میں واقع تھی پڑھی سلام کے بعد پانی مانگا ربحہ بنت ابی الشاکر القرشیہ نے اسے پانی پلایا اور عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں آپ اپنی جان بچا کر چلے جائیں اس نے جواب دیا اگر میں ایسا کروں تو سارا مدینہ بے چراغ ہو جائے گا ایک مرغ کی آواز بھی سنائی نہ دیگی، محمد اس مسجد سے پھر میدان جنگ چلا گیا جب یہ کوہ سلع کے نالے کے بطن میں پہنچا اس نے گھوڑے سے اتر کر اس کی کونچیں کاٹ دیں بنو شجاع نے بھی اپنے اپنے جانوروں کی کونچیں کاٹ دیں نیز سب نے اپنے نیام توڑ ڈالے۔ (اس بیان کا ناقل سکین کہتا ہے کہ میں اس زمانے میں نو عمر لڑکا تھا مجھے خوب یاد ہے کہ ان نیاموں میں جو قیمتی دھاتیں لگی ہوئی تھیں تقریباً تین سو درہم کی مالیت کی میں نے جمع کر کے اٹھالیں)۔ اب محمدؒ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ بیشک تم نے میری بیعت کی ہے میں قتل ہوئے بغیر یہاں سے نہیں ہٹوں گا میں خوشی سے اجازت دیتا ہوں جس کا جی چاہے میدان کارزار سے چلا جائے پھر ابن خضیر سے پوچھا کیا تم نے دفتر جلا دیا ہے اس نے کہا جی ہاں اس خوف سے کہ مبادا ہمارے دشمن کا اس پر قبضہ ہو جائے محمدؒ نے کہا تم نے بالکل ٹھیک کیا۔

ازہر اپنے دو بھائیوں کا بیان نقل کرتا ہے، ہم نے عیسیٰ کی فوج کو دو یا تین مرتبہ لپسپا کر دیا اور ہم ایک مرتبہ بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹے جب ایک مرتبہ ہم نے اپنے حریف کو لپسپا کر دیا تو ہم نے یزید بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو یہ کہتے سنا افسوس ہے کہ محمد کے پاس فوج نہ ہوئی ورنہ اسے ضرور فتح ہو جاتی۔

عیسیٰ ناقل ہے جو لوگ محمد کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے ان میں عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عمرؓ بھی تھا محمدؒ نے اپنے آدمی بھیجکر اسے پکڑ بلوایا

اس پر شہر کے لڑکے اس پر آوازے کسنے لگے اس واقعہ کے بعد عبدالعزیز کہا کرتا تھا کہ مجھے تمام عمر میں ایسی اذیت کبھی نہیں ہوئی جیسا کہ ان لڑکوں کے میرا مذاق اُڑانے سے ہوئی۔

ہشام بن عمارہ بن الولید بن عدی بن الجبار کا ایک مولی ناقل ہے ہم محمد کے ہمراہ تھے ہشام نے آگے بڑھ کر جب کہ میں اس کے ساتھ تھا محمد سے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کے ساتھی آپ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ جائیں گے تم گواہ رہو میرا یہ غلام آزاد ہے اگر میں کبھی بھاگوں مگر یہ کہ تم قتل ہو جاؤ یا خود میں مارا جاؤں یا یہ کہ ہمیں ہر طرف سے بے بس کر دیا جائے۔ میں اسوقت اس کے ساتھ تھا ایک تیر اس کی ڈھال کے دو ٹکڑے کر کے اس کی زرہ میں پیوست ہو گیا اس نے مجھے مڑ کر دیکھا اور آواز دی میں نے کہا حاضر ہوں اس نے کہا بھلا کبھی تیر کی یہ توڑ تم نے دیکھی ہے اب بتاؤ تم کو میری جان عزیز ہے یا خود تم میں نے کہا آپ کی جان زیادہ عزیز ہے اس نے کہا تو اچھا تم خدا کے لیے آزاد کئے جاتے ہو یہ کہہ کر اس نے راہ فرار اختیار کی۔

محمد بن عبدالواحد بن عبداللہ بن ابی فردہ ناقل ہے میں کوہ سلع پر چڑھا ہوا دیکھ رہا تھا اس پہاڑ پر جہنیہ کے بدو بھی تھے اتنے میں ایک شخص ایک نیزہ لئے ہوئے جس پر کسی کا سر آویزاں تھا پہاڑ پر چڑھ کر ہماری طرف آیا اس سر کے ساتھ حلقوم، کلیجی اور آنتیں بھی لپٹی ہوئی تھیں اس منظر کو دیکھ کر مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی بدوی اسے شگون بد سمجھ کر خوفزدہ ہو کر بھاگے اور پہاڑ سے اتر کر میدان میں چلے گئے وہ شخص اس نیزے کو لیے ہوئے پہاڑ پر چڑھا اور اپنے ساتھیوں کو سنانے کے لیے اس نے پہاڑ پر سے فارسی میں کہا ”کوھباں“ یہ سنتے ہی اس کی جمعیت والے چڑھ کر اس کے پاس آ گئے سلع کی چوٹی پر چڑھ کر انھوں نے اسی نیزہ پر ایک سیاہ علم لگا کر اسے بلند کیا اور اب وہ سب مدینہ کی طرف اتر کر اس میں در آئے، دوسری طرف سے اسماء بنت حسن بن عبداللہ بن عبیداللہ

بن عباس بن عبدالمطلب نے جو عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عباسؓ کی بیوی تھی ایک سیاہ اوڑھنی مسجد نبوی کے منارہ پر بطور علم کے بلند کرادی اسے دیکھ کر محمد کے ساتھیوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ دشمن مدینہ میں گھس گیا یہ کہتے ہی وہ بھاگ کھڑے ہوئے جب محمد کو معلوم ہوا کہ دشمن کوہ سلع کی سمت سے مدینہ میں داخل ہوگیا ہے اس نے کہا ہر قوم کا پہاڑ اس کی حفاظت کرتا ہے اور ہمارا پہاڑ ایسا ہے کہ ہمیشہ اس سمت سے دشمن نے ہم پر یلغار کیا ہے۔

بعض معتبر لوگوں نے بیان کیا ہے کہ غفاریوں کے خاندان ابو عمرو نے بنی غفار میں سے مسودہ جماعت کے لیے راستہ کھول دیا اسی راستے سے یہ لوگ محمد کے طرفداروں کے عقب میں پہنچ گئے۔

عبدالعزیز بن عمران ناقل ہے اس روز محمد نے حمید بن قحطبہ کو للکارا اگر ایسے ہی بہادر ہو اور اپنی بہادری خراسانیوں پر جتاتے ہو تو میرے مقابلہ پر آؤ میں محمد بن عبداللہ ہوں حمید نے کہا میں نے آپ کو پہچانا آپ کریم ابن کریم شریف ابن شریف ہیں اے ابو عبداللہ بخدا میں ہرگز اس وقت تک تمہارے مقابلہ پر نہ آؤں گا جب تک کہ ان اراذل و انفار کا صفایا نہ کرلوں گا جو میرے سامنے موجود ہیں اور جن میں صرف ایک ہی انسان ہے ان کے بعد میں ضرور آپ کے مقابلہ پر آؤں گا۔

جس روز محمد قتل ہوا ابن خضیر اس کے ہمراہ تھا ابن قحطبہ نے اسے امان کی دعوت دی اور بہت کچھ موت سے ڈرا کر سلامتی جان کی ترغیب دی مگر اس نے ایک نہ سنی رجز پڑھتا ہوا پیادہ حریف پر حملے کرتا رہا۔ بڑھتے ہوئے یہ دشمن کی بڑی فوج میں گھس پڑا وہاں کسی نے اس کے سرین پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ جوڑ سے کھل گیا یہ اپنی فوج میں پلٹ آیا ایک کپڑا پھاڑ کر اس کی پٹیاں اس کٹے ہوئے حصہ کو سنبھالنے کے لیے اپنی پشت پر باندھیں اور پھر لڑنے آیا اس مرتبہ کسی نے اس کی بھوں پر تلوار ماری جو اس کی آنکھ میں پیوست ہوگئی اس صدمہ سے وہ گر پڑا اب بہت سے

لوگوں نے نرغہ کر کے اس کا سر کاٹ لیا اس کے قتل کے بعد محمدؒ گھوڑے سے اتر پڑا اور اسی کی لاش پر کھڑے ہو کر لڑتا رہا اور مارا گیا۔

خراسانیوں کا یہ حال تھا کہ جب وہ ابن خضیر کو دیکھتے تو ایک دوسرے کو سنانے کے لیے پکارتے خضیر آمد خضیر آمد اور سب کے سب اس کے سنتے ہی مقابلہ سے ہٹ جاتے۔

ماہان بن بخت قحطبہ کا مولیٰ کہتا ہے ابن خضیر کا سر ہمارے پاس لایا گیا اس پر اتنے زخم تھے کہ ان کی وجہ سے وہ اٹھایا نہیں جاتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ بیگن ہے جو بیچ میں سے شق ہو گیا ہے سنبھالنے کے لیے سر کی ہڈیاں جوڑنا پڑتی تھیں۔

مسجد کے منارہ پر علم سیاہ دیکھ کر محمدؒ کی فوج کے چھکے چھوٹ گئے ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے حمید نے اشجع کی گلی سے نکل کر بے خبری میں اچانک محمدؒ کو قتل کر دیا اس کا سر کاٹ کر عیسیٰ کے پاس لایا حمید نے محمدؒ کے ساتھ اور سب لوگوں کو قتل کر دیا۔

مسعود الرحال بیان کرتا ہے کہ اس دن میں نے خود محمدؒ کو نہایت ہی شدید لڑائی لڑتے ہوئے دیکھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے اس کے بائیں کان کی لولکی کے نیچے تلوار ماری جس کی وجہ سے وہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اسی وقت بہت سے آدمیوں نے ایک دم اس پر حملہ کر دیا مگر حمید نے ڈانٹ بتائی کہ اسے قتل مت کرو اس پر وہ لوگ رک گئے پھر خود حمید نے آ کر اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔

حارث بن اسحٰق ناقل ہے کہ جب محمدؒ اپنے گھٹنوں پر بیٹھ گیا تو اس وقت بھی اس نے اپنی مدافعت جاری رکھی وہ کہتا جاتا تھا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے میں تمہارے نبی کا مظلوم اور مجروح فرزند ہوں۔

عبداللہ بن جعفر بیان کرتا ہے ابن قحطبہ نے اس کے سینہ پر نیزہ مارا محمدؒ گر پڑا ابن قحطبہ نے گھوڑے سے اتر کر اس کا سر کاٹ لیا اور اسے عیسیٰ کے پاس لے آیا۔

الوالحجاج المنقری بیان کرتا ہے میں نے اس روز محمدؑ کو دیکھا تھا حمزہ بن عبدالمطلب کی جو حالت بیان کی گئی ہے اس وقت محمدؑ کی وہی حالت تھی وہ گاجر مولی کی طرح انسانوں کو کاٹ رہا تھا جو شخص اس کے قریب پہنچا محمدؑ نے اسے قتل کر دیا اس کے پاس صرف ایک تلوار تھی مگر اس کی کاٹ اس بلا کی تھی کہ کسی چیز کو نہیں چھوڑتی تھی ایک سرخ رنگ کنجی آنکھ والے شخص نے اسکے تیر مارا اس کے بعد رسالہ کی زبردست جمعیت ہم پر آپڑی محمدؑ دیوار کے پہلو میں کھڑا ہو گیا لوگ اس سے دور ہٹ گئے جب اس نے محسوس کیا کہ اب موت سے مفر نہیں رہا اس نے اپنی تلوار پر زور ڈال کر اسے توڑ ڈالا۔

اس بیان کا آخری راوی محمدؑ بن اسمعیل کہتا ہے کہ میں نے اپنے دادا سے یہ سنا کہ محمدؑ کے پاس رسول اللہ صلعم کی تلوار ذوالفقار تھی۔

عمرو بن المتوکل جس کی ماں فاطمہ بنت حسین کی خادمہ تھی بیان کرتا ہے کہ اس دن محمدؑ کے پاس رسول اللہ صلعم کی تلوار ذوالفقار تھی جب اس نے دیکھا کہ اب موت سر پر آگئی ہے اس نے وہ تلوار ایک تاجر کو جو اس کے ہمراہ تھا اور جس کے چار سو دینار محمدؑ پر قرض تھے دیدی اور کہا کہ یہ تلوار اس رقم کے عوض میں قبول کرو آل ابی طالب کے جس شخص کے پاس تم اس تلوار کو لیجاؤ گے وہ اسے لے لیگا اور تمھاری رقم ادا کر دے گا چنانچہ جعفر بن سلیمان کے مدینہ کا والی مقرر ہونے تک وہ تلوار اسی تاجر کے پاس تھی جب جعفر کو اس کی خبر ملی اس نے اسے اپنے پاس بلایا اور اس تلوار کو لیکر چار سو دینار اسے دیدئے مہدی کے برسر اقتدار آنے اور جعفر کے مدینہ کا والی ہونے تک وہ تلوار جعفر بن سلیمان کے پاس رہی۔ جب جعفر کو اس کا پتہ چلا اس نے اسے لے لیا پھر وہ موسیٰ کے پاس پہنچی موسیٰ نے اسے ایک شے پر آزمایا اور وہ تلوار ٹوٹ گئی۔

عبدالملک بن قریب الاصمعی کہتا ہے ایک مرتبہ طوس میں میں نے امیر المومنین رشید کو ایک تلوار باندھے دیکھا انھوں نے مجھ سے کہا اصمعی میں

تم کو ذوالفقار دکھاتا ہوں میں نے کہا اس سے بڑھ کر کیا بات ہو سکتی ہے ضرور مجھے اس کی زیارت کرائیے انھوں نے کہا یہ میری تلوار نیام سے نکالو جب میں نے اسے نکالا تو اس میں اٹھارہ دندانے پڑے دیکھے۔

فضل بن سلیمان النمیری کا بھائی کہتا ہے ہم محمدؐ کے ساتھ تھے چالیس ہزار فوج نے ہم کو آکر گھیر لیا ان کی تعداد اور اسلحہ سے ہمارے گرد کی زمین سیاہ نظر آتی تھی میں نے محمدؐ سے کہا اگر آپ ان پر حملہ کریں تو ان کی ترتیب درہم برہم ہو جائے گی اور ان میں رخنہ پڑ جائے گا محمدؐ نے کہا امیرالمومنین خود حملہ آور نہیں ہوتا اس لیے کہ اگر وہ خود حملہ کر دے تو پھر کیا رہ جائے، ہم نے باربار اسی بات کا اصرار کیا چنانچہ اس نے حملہ کیا وہ ساری فوج اس پر لپٹ پڑی اور اس کو قتل کر دیا۔

عبداللہ بن عامر ناقل ہے کہ میں محمدؐ کے ساتھ عیسیٰ کے مقابلہ میں لڑ رہا تھا اتنے میں ایک بادل ہم پر محیط ہوا محمدؐ نے مجھ سے کہا اگر یہ بادل برسا تو ہمیں فتح ہو گی اور اگر یہ بے برسے نکل گیا تو میں قتل کر دیا جاؤں گا اور زیت کے چٹانوں پر تم میرا خون پڑا ہوا دیکھو گے دیکھتے دیکھتے وہ بادل ہم پر ایسا چھا گیا کہ میں نے خیال کیا کہ یہ ضرور برسے گا مگر وہ بغیر برسے گزر گیا اور عیسیٰ اور اسکی فوج پر جا برسا اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد میں نے محمد کو زیت کی چٹانوں کے پاس مقتول دیکھا

عصر کے وقت عیسیٰ نے حمید بن قحطبہ سے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم اس شخص کے معاملہ میں دیدہ و دانستہ دیر لگا رہے ہو حمزہ بن مالک کو اس سے لڑانے پر مقرر کر دو حمید نے برہم ہو کر کہا آپ یہ کیا فرماتے ہیں بخدا اگر آپ نے یہ بغاوت کی ہوتی تو میں آپ کو بھی نہ چھوڑتا اب جبکہ میں نے سینکڑوں آدمیوں کا قلع قمع کر دیا ہے اور فتح سامنے ہے آپ مجھے یہ ہدایت کرتے ہیں یہ کہہ کر اس نے جنگ میں بہت زیادہ جدوجہد شروع کر دی یہاں تک کہ محمدؐ قتل کر دیا گیا۔

اس جنگ میں حمید رسالہ کا سپہ سالار تھا عیسیٰ کو اس کی کارروائی پر

شبہ ہوا اور اس نے تاخیر کا الزام اس پر لگایا اور کہا کہ حمید میں سمجھتا ہوں کہ تم اس معاملہ میں پوری سرگرمی نہیں دکھا رہے حمید نے کہا کیا آپ مجھ پر اتہام لگاتے ہیں بخدا اب جہاں کہیں میں نے محمدؐ کو دیکھ پایا یا میں اسے قتل کر دوں گا یا خود قتل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ جب حمید محمد کے پاس آیا جو مقتول پڑا تھا اس نے اپنی قسم کو پورا کرنے کے لیے تلوار کا ایک ہاتھ اور اس کے مار دیا۔

۱۴ رمضان بروز دوشنبہ بعد عصر محمدؐ مارا گیا۔

ایوب بن عمر اپنے باپ کا بیان نقل کرتا ہے، عیسیٰ نے اپنے آدمی جیل خانہ بھیجے اونھوں نے دروازہ توڑ دیا ہم سب عیسیٰ کے پاس لائے گئے اس وقت تک فریقین میں جنگ ہو رہی تھی اور ہم عیسیٰ کے سامنے مقید پڑے تھے اتنے میں محمدؐ کا سر اس کے پاس لایا گیا میں نے اپنے بھائی یوسف سے کہا کہ عیسیٰ ضرور ہمیں اس کی شناخت کے لیے بلائے گا مگر ہمیں شناخت نہ کرنا چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ ہم غلطی کر جائیں چنانچہ جب اس کا سر آیا اس نے ہم دونوں سے پوچھا کیا تم اسے پہچانتے ہو ہم نے کہا جی ہاں اس نے کہا اچھا دیکھو کیا یہ اسی کا سر ہے۔ میں نے یوسف کے زبان کھولنے سے پہلے کہدیا کہ اس پر اس قدر خون اور زخم ہیں کہ میں صحیح طور پر نہیں کہہ سکتا کہ یہ اسی کا سر ہے اس کے بعد عیسیٰ نے ہماری بیڑیاں کٹوادیں ہم نے تمام رات اسی کے پاس بسر کی پھر اس نے مجھے مکے اور مدینہ کے درمیانی علاقہ کا عامل مقرر کر دیا میں جعفر بن سلیمان کے آنے تک اسی خدمت پر مامور تھا اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور وہیں متعین کر لیا۔

ابو کعب بیان کرتا ہے جب محمدؐ کا سر عیسیٰ کے سامنے لایا گیا میں اس وقت عیسیٰ کے پاس موجود تھا اسے دیکھ کر اس نے اپنے مصاحبین سے محمدؐ کے متعلق رائے دریافت کی سب نے اس کی برائی کی، اس کے ایک فوجی سپہ سالار نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا تم سب جھوٹے ہو

اور تم نے سراسر غلط بیانی کی ہے ہم اس کی کسی ذاتی بری عادت کی وجہ سے اس سے نہیں لڑے تھے بلکہ محض اس لیے کہ اس نے امیر المومنین سے سرتابی کی اور مسلمانوں کے شیرازۂ اتحاد کو توڑ دیا وہ نہایت ہی عابد و زاہد اور صوم و صلوٰۃ کا پابند تھا یہ سنکر وہ سب مصاحبین دم بخود ہو گئے اور کسی نے جواب نہیں دیا۔

اسلمی ناقل ہے ایک شخص نے مدینہ سے آکر ابو جعفر سے کہا کہ محمد جنگ سے بھاگ گیا انھوں نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے ہم اہلبیت بھاگا نہیں کرتے۔

ابو الحجاج الجمال کہتا ہے میں ابو جعفر کے سرہانے کھڑا تھا اور وہ مجھ سے محمدؐ کے خروج کا حال پوچھ رہے تھے اتنے میں ان کو خبر پہنچی کہ عیسیٰ کو شکست ہوئی وہ اس وقت تکیہ لگائے بیٹھے تھے یہ سنتے ہی سنبھل کر بیٹھ گئے اور ایک عصا سے جو ان کے پاس تھا اپنی جانماز پر ضرب لگائی اور کہا اب ہماری اولاد بھلا کہاں اس عصا سے منبر پر کھیلا کرے گی اور عورتوں سے باتوں کا لطف اوٹھائے گی اب میں اس کا اہل نہیں رہا۔

ایک تیر ابو القلمس کے گھٹنے میں لگا اور اس کا پھل اسی میں رہ گیا اس نے اس کا بہت علاج کیا مگر کامیابی نہ ہوئی آخر کو لوگوں نے کہا کہ اسے یوں ہی چھوڑ دو چند روز میں یہ خود بخود اچھا ہو کر نکل آئے گا محمدؐ کی شکست کے بعد جب اس کی تلاش ہوئی تو یہ حرہ چلا گیا اور اب تک اس کے گھٹنے کا زخم مندمل نہ ہوا تھا اور وہ تیر کا پھل بدستور اس میں پیوست تھا آخر اس نے اسے نکلوایا اور پھر گھٹنے کے بل بیٹھکر اپنا ترکش اوندھا کر دیا اور دشمن پر تیر برسانے لگا تعاقب کرنے والوں نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا اور یہ اپنے ساتھیوں میں جا ملا اور بچکر نکل گیا۔

عبد اللہ بن عمر بن القاسم کہتا ہے جب اسدان ہم نے شکست کھائی تو میں اس جماعت میں تھا جس میں کہ ابو القلمس تھا میں نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا تو دیکھا کہ وہ ہنسی کے مارے لوٹا جا رہا ہے میں نے کہا بھلا یہ کیا

ہنسی کا موقع ہے اتنے میں میری نظر ایک اور مفرور شخص پر پڑی جس کا کرتہ اس طرح پھٹ گیا تھا کہ اس کا صرف گریبان اور اتنا حصہ باقی تھا جس سے اس کا صرف سینہ پستانوں تک مستور تھا باقی اس کا تمام ستر ننگا تھا اور اسے جان کے خوف سے اس کی کچھ خبر نہ تھی۔ یہ تماشہ دیکھکر ابو القلمس کے ہسنے کی وجہ سے مجھے بھی ہنسی آگئی۔

ابو القلمس عرصہ تک فرع میں روپوش رہا پھر ایک زمانہ کے بعد اس کے ایک غلام نے عداوت کی وجہ سے ایک بڑے پتھر سے اس کا سر کچل کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ پھر اس کی ام ولد سے جا کر کہا کہ میں نے تمہارے آقا کا کام تمام کر دیا ہے آؤ میں تمہارے ساتھ شادی کر لوں اس نے کہا اچھی بات ہے ذرا ٹھہرو میں تیرے لیے بناؤ سنگھار کر لوں اس غلام نے اسے مہلت دیدی اس نے سرکار میں جا کر اس کی خبر کر دی سرکار نے اس غلام کو گرفتار کر کے اس کا سر پتھر سے کچلوا دیا۔

جب بنی فزارہ کے درہ سے عیسیٰ کا رسالہ مدینہ میں داخل ہوا اور محمد مارا گیا تو کچھ لوگوں نے ابو الشدائد کے گھر میں گھس کر اسے قتل کر دیا اور سر کاٹ لیا اس کی بیٹی ناعمہ بنت ابی الشدائد اسے دیکھ کر چلائی اے میرے لوگو! فوج کے ایک سپاہی نے پوچھا تیرے کون لوگ ہیں جن کو مدد کے لیئے پکارتی ہے اس نے کہا بنی فزارہ اس سپاہی نے کہا بخدا اگر مجھے یہ بات پہلے سے معلوم ہوتی تو میں کبھی تیرے گھر میں نہ گھستا اب تم خوف زدہ مت ہو میں تمہارے ہی خاندان کے بنی باہلہ کا ایک فرد ہوں اس سپاہی نے اپنے عمامہ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اسے دیا اس عورت نے اسے اپنے دروازہ پر لٹکا دیا۔

جب اس کا سر عیسیٰ کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت ابن ابی الکرام اور محمد بن لوط بن مغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب اس کے پاس بیٹھے تھے سر دیکھ کر ان دونوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہنے لگے اب مدینہ میں کوئی شخص باقی نہیں رہا، ابو الشدائد فالج بن

معمر الفزاری کا سر ہے جو پٹیوں سے بندھا ہوا ہے اس کے بعد عیسیٰ نے اعلان کر دیا جو شخص ہمارے پاس اب کسی کا سر لیکر آئے گا ہم اس کا سر کاٹ دینگے۔

عبداللہ بن برقی بیان کرتا ہے کہ عیسیٰ کا ایک قائد اپنی جماعت کیساتھ ابن ہرمز کا پتہ پوچھتا ہوا آیا ہم اس کے گھر تک اسے پہنچا آئے ابن ہرمز باریک ململ کا کرتہ پہنے باہر آیا، سپاہیوں نے اپنے قائد کو گھوڑے سے اتار کر اوپر ابن ہرمز کو سوار کیا اور تیز بھگاتے ہوئے اسے عیسیٰ کے پاس لے آئے مگر اب بھی اس پر کوئی پریشانی کا اثر ظاہر نہ ہوا۔

قدامہ بن محمد کہتا ہے عبداللہ بن یزید بن ہرمز اور محمد بن عجلان نے بھی محمد بن عبداللہ کے ہمراہ خروج کیا تھا ان دونوں نے کمان بھی حمائل کی ہم کو یہ خیال ہوا کہ اس سے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ عوام کو معلوم ہو کہ وہ اس کے لیے تیار ہو کر آئے ہیں۔

حسین بن یزید کہتا ہے کہ محمد کے قتل کے بعد جب ابن ہرمز عیسیٰ کے پاس حاضر ہوا تو عیسیٰ نے اس سے کہا کہیے جناب آپ کی تمام فقہ بیکار ہوگئی اور اس نے باغیوں کی شرکت سے آپ کو باز نہیں رکھا اس نے کہا ایک عام فتنہ رونما ہوا جس میں سب ہی کو شریک ہونا پڑا مجبوراً ہم نے بھی اس میں شرکت کی عیسیٰ نے کہا اچھا آپ اب اپنے گھر جائیے، اور اسے چھوڑ دیا۔

امام مالک کہتے ہیں میں ابن ہرمز سے ملنے جاتا تھا وہ اپنی چھوکری سے گھر کا دروازہ بند کرا دیتے اور پردہ ڈلوا دیتے پھر امت اسلام کی ابتدائی زمانہ کا ذکر کر کے اسقدر روتے کہ ان کی ڈاڑھی اشکوں سے تر ہو جاتی۔ انھوں نے جب محمد کے ساتھ خروج کیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ میں اب کیا باقی رہا ہے کہنے لگے ہاں میں اسے جانتا ہوں مگر محض اس لیے کہ جہلا مجھے دیکھ کر میری اقتدا کریں،

محمد بن زید کہتا ہے کہ محمد بن عبداللہ کے قتل کے بعد اسقدر موسلادھار بارش ہوئی کہ اس سے پہلے اس کی نظیر دیکھنے میں نہیں آئی تھی، عیسیٰ نے اعلان کر دیا کہ کثیر بن حصین اور اس کی جمعیت کے علاوہ اور کوئی فوج مدینہ میں

رات کو قیام نہ کرے جنگ کے بعد عیسیٰ مدینہ سے اپنے پڑاؤ کو جو جرف میں تھا واپس چلا گیا' ساری رات اس نے جرف میں بسر کی دوسرے دن صبح کو قاسم بن حسن بن زید کو بشارت فتح پہنچانے کے لیے عراق روانہ کیا اور محمد کا سر ابن ابی الکرام کے ہاتھ عراق بھیجدیا۔

محمدؒ کے قتل کے دوسرے دن اس کی بہن زینب بنت عبداللہ اور اس کی بیٹی فاطمہ نے عیسیٰ سے کہلا کر بھیجا کہ محمدؒ کو قتل کر کے تمھاری غرض پوری ہو گئی اگر تم اجازت دو تو ہم اسے دفن کر دیں عیسیٰ نے جواب میں کہلا بھیجا اے میری چچا زاد بہنو! تم نے اپنے پیام میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اس کا قتل کرنا میرا مقصود تھا تمھارا یہ خیال غلط ہے نہ میں نے اس کے قتل کا حکم دیا اور نہ مجھے علم ہوا تم بڑی خوشی سے اسے دفن کر دو' چنانچہ انھوں نے آدمی بھیجکر اس کے لاشہ کو اٹھا منگایا اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی گردن میں جہاں سے سر کاٹا گیا تھا اسی قدر روئی بھر کر بقیع میں دفن کر دیا۔ اس کی قبر علیؓ بن ابی طالب کی گلی کے سامنے جہاں وہ گلی بڑی سڑک سے آکر ملجاتی ہے یا اسی کے کہیں قریب واقع ہے۔

عیسیٰ نے چند جھنڈیاں مدینہ بھیجدیں ان میں سے ایک اسماء بنت حسن بن عبداللہ کے دروازہ پر ایک عباس بن عبداللہ بن الحارث کے دروازے ایک محمدؒ بن عبدالعزیز الزہری کے دروازے ایک عبیداللہ بن محمد بن صفوان کے دروازے ایک ابوعمرو الغفاری کے دروازے پر نصب کر دی گئی اور اس نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ان جھنڈونکے پاس آجائیگا یا مذکور الصدر کی مکان میں داخل ہو جائے گا وہ مامون ہے۔

بارش خوب ہوئی صبح ہوتے ہی تمام لوگ بازاروں میں اپنے کاروبار میں مصروف ہو گئے عیسیٰ روزانہ جرف سے مسجد نبوی آتا تھا یہ چند روز مدینہ میں قیام کر کے ۱۹ر رمضان کی صبح کو مکے کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔

محمدؒ کے قتل کے دوسرے دن عیسیٰ نے اس کے دفن کی اجازت دیدی اور

دوسرے مقتولین کو ثنیۃ الوداع سے لیکر عمر بن عبد العزیز کے مکان تک سولی پر لٹکا دیا۔ ان لاشوں کی دو قطاریں تھیں جس تنے پر ابن خضیر کی لاش مصلوب تھی اس کے پاس پہرہ بٹھا دیا گیا تھا مگر رات کے وقت کچھ لوگ اسکے لاشہ کو اتار لے گئے اور انھوں نے اسے دفن کر دیا لیجانے والوں کا پتہ نہ چل سکا اس کے علاوہ اور لاشیں تین دن تک لٹکی رہیں جب ان کی بدبو سے لوگوں کو ایذا ہونے لگی تو عیسیٰ نے ان کو کوہ سلع پر سے المفرح پر جو یہودیوں کا قبرستان تھا پھکوا دیا کچھ روز یہ لاشیں یہاں پڑی رہیں پھر کوہ ذباب کی جڑ میں ایک خندق کھود کر اس میں ڈالدیا گیا۔

اُم حسین بنت عبد اللہ بن محمد بن علی حسین رحم کہتی ہے کہ میں نے اپنے چچا جعفر بن محمد سے پوچھا کہ آپ محمد بن عبد اللہ کے معاملہ کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ انھوں نے کہا یہ ایک فتنہ ہے جس میں محمد ایک رومی کے گھر کے پاس قتل ہو جائے گا اور اس کا حقیقی بھائی عراق میں اس حالت میں قتل ہوگا جبکہ اس کے گھوڑے کے سم پالی میں ہوں گے۔

محمد کے ہمراہ حمزہ بن عبد اللہ بن محمد بن علی نے بھی باوجود اپنے چچا جعفر کے منع کرنے کے خروج کیا تھا اور اس کی حمایت میں اس کا جوش و خروش بہت بڑھا ہوا تھا جعفر اس سے کہا کرتے تھے کہ محمد ضرور اس فتنہ میں قتل ہوگا اس بناء پر حمزہ نے خود جعفر سے کنارہ کشی کرلی۔

ابن ابی الکرام کہتا ہے کہ عیسیٰ نے مجھے محمد کے سر کے ساتھ عراق بھیجا اور سو سپاہی میرے ساتھ کر دئے جب ہم نجف کے سامنے آئے ہم نے تکبیر کہی، عامر بن اسمٰعیل نے ان دنوں ہارون بن سعد العجلی کا واسط میں محاصرہ کر رکھا تھا۔ ابو جعفر نے ربیع سے پوچھا یہ تکبیر کیسی ہے اس نے کہا ابن ابی الکرام محمد بن عبد اللہ کا سر لیکر حاضر ہوا ہے ابو جعفر نے کہا اسے اور اس کے دس ہمراہیوں کو اندر آنے کی اجازت دو۔ میں نے اندر جاکر ایک ڈھال میں سر کو رکھ کر ان کے سامنے پیش کیا ابو جعفر نے پوچھا اسکے گھر والوں میں سے اور کون کون اس کے ساتھ قتل ہوئے میں نے کہا

اور کوئی شخص نہیں ابوجعفر کہنے لگے بیشک ایسا ہی ہوگا پھر ربیع کی طرف دیکھ کر پوچھا کہو ربیع اس سے پہلے جو شخص آیا تھا اس نے کیا اطلاع دی تھی ربیع نے کہا اس نے تو یہ بیان کیا تھا کہ اس کے خاندان کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ میں نے عرض کیا یہ بالکل غلط ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص کام نہیں آیا۔

علی بن اسمٰعیل بن صالح بن میثم راوی ہے جب محمدؑ کا سر ابوجعفر کے پاس کوفے لایا گیا تو انھوں نے ایک سفید طباق میں رکھ کر اسے تمام شہر میں گشت کرایا میں نے بھی اسے دیکھا تھا اس کا رنگ سانولا اور چہرہ پر چیچک کے داغ تھے اسی دن شام کے وقت وہ تمام اطراف واکناف سلطنت میں گشت کے لیے بھیجدیا گیا۔

جب بنو شجاع کے سر ابوجعفر کے سامنے پیش ہوئے تو وہ کہنے لگے لوگوں کو ان ایسا ہونا چاہیئے میں نے محمدؑ کی سخت تلاش شروع کی انھوں نے اسے چھپائے رکھا پھر یہ خود اسے لیکر نکلے اور اس کے ساتھ برابر نقل مقام کرتے رہے جب وہ لڑا تو یہ بھی لڑے اور ایسی پامردی سے لڑے کہ قابل مثال ہے آخرکار اسی طرح سب کے سب مارے گئے۔

موسیٰ بن عبداللہ بن حسن راوی ہے محمدؑ کے خروج سے قبل میں رات کو اپنے مکانوں سے سویقہ کے راستے سے نکلا وہاں مجھے کچھ عورتیں دکھائی دیں جن کے متعلق مجھے خیال ہوا کہ یہ ہماری گھروں سے نکلی ہیں ان کو دیکھ کر مجھے غیرت آئی میں یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ کہاں جاتی ہیں ان کے پیچھے پیچھے ہولیا جب وہ عرس کے پہلو میں حمیرا کے کنارے پہنچیں تو ان میں سے ایک نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور یہ شعر پڑھا۔

سویقتہ بعد ساکنہا یباب　　　لقد امست اجدہا الخراب

ترجمہ:- جب سویقہ کے ساکن نہ رہیں گے تو یہ ویران بن جائے گا اور ابھی سے اس پر ویرانی کا عمل شروع ہوگیا ہے۔

یہ سن کر مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ باہر والیاں ہیں میں واپس آگیا۔

محمد کے قتل کے بعد عیسیٰ نے بنی حسن کی تمام املاک پر قبضہ کر لیا نیز ابوجعفر نے بھی عیسیٰ کے اس فعل کی توثیق کی

(۲۵۷) ایوب بن عمر بیان کرتا ہے جعفر بن محمد ابوجعفر سے ملے اور کہا امیر المومنین آپ میری جاگیر عین ابی زیاد مجھے واپس دیدیجئے کیونکہ اس کا مستاجر اسے کھائے جاتا ہے ابوجعفر نے کہا تم اور مجھ سے اس قسم کی گفتگو کرتے ہو بخدا میں تمہاری جان نکال لونگا۔ جعفر نے کہا مہربانی فرما کر ذرا جلدی نہ کیجئے گا میں ترسٹھ سال کا ہو گیا ہوں اسی عمر میں میرے باپ اور دادا اور علی بن ابی طالب نے انتقال کیا ہے اگر میں نے اپنی مدت العمر تمہارے خلاف کوئی سازش کی ہو یا بشرط زندگی تمہارے بعد تمہارے جانشین کے خلاف کردں تو مجھ پر یہ اور یہ لعنت و عذاب نازل ہوا سے سنکر ابوجعفر کو ان پر رحم آگیا اور معاف کر دیا۔

اپنی زندگی میں تو ابوجعفر نے یہ جاگیر جعفر کو نہیں دی البتہ ان کے بعد مہدی نے وہ جعفر کی اولاد پر بحال کر دی۔

محمد کے قتل کے بعد اہل مدینہ کو سزا دینے کے لیے ابوجعفر نے بحری راستہ اہل مدینہ کے لیے بند کرا دیا چنانچہ سمندر کی راہ سے کوئی چیز ادھیں نہیں پہنچ سکتی تھی مہدی نے اپنے عہد میں یہ ممانعت اوٹھا دی اور اب سمندر کے ذریعہ ضروریات زندگی مدینے آنے لگیں۔

موسیٰ بن عبداللہ کی بیوی ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی بکرؓ ناقل ہے کہ مخزومیہ کے بیٹوں عیسیٰ۔ سلیمان اور ادریس عبداللہ بن حسن کے بیٹوں نے محمد بن عبداللہ بن حسن کے بیٹوں سے وراثت کے متعلق تنازع کیا اور کہا کہ چونکہ تمہارے باپ محمد قتل ہو چکے اس وجہ سے اس کے وارث اب عبداللہ ہوئے انھوں نے اس مقدمہ کو حسن بن زید کے سامنے پیش کیا اس نے امیر المومنین ابوجعفر کو لکھ بھیجا ابوجعفر نے حسن بن زید کو جواب لکھا کہ جب تم کو میرا یہ خط ملے تم محمد کے بیٹوں کو ان کے دادا کا ورثہ دلا دو کیونکہ میں نے انکی قریبی رشتہ اور تعلق کی وجہ سے ان کی املاک ادھیں

واپس دیدی ہیں۔

(۲۵۸) بنی ہاشم کے حسب ذیل لوگ محمدؒ کے ہمراہ شریک جنگ تھے۔

معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے بیٹے حسن، یزید اور صالح زید بن حسین بن علی بن ابی طالب کے بیٹے حسین اور عیسیٰ ان آخرالزکر دو کو کے خروج پر ابوجعفر کہا کرتے تھے کہ ان پر مجھے سخت تعجب ہے کہ انھوں نے میرے خلاف کیوں خروج کیا حالانکہ میں نے ان کے باپ کے قاتل کو اسی طرح قتل کیا جس طرح اس نے ان کو قتل کیا تھا اسی طرح سولی دی جس طرح اسنے ان کو سولی دی تھی اور اسی طرح جلا دیا جس طرح اس نے ان کو جلایا تھا۔

حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب اور حسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب کے بیٹے علی اور زید۔ ابوجعفر نے حسن بن زید سے ایک مرتبہ کہا گویا میں تمھارے دونوں بیٹوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ تلواریں لیے قبائیں پہنے محمدؒ کے سر اہنے کھڑے ہیں حسن بن زید نے جواب دیا امیرالمومنین میں تو ان کی سرتابی اور سرکشی کی ہمیشہ آپ سے شکایت کیا ہی کرتا تھا اس میں میرا کیا قصور ہے انھوں نے کہا ہاں ٹھیک کہتے ہو اسی وجہ سے انھوں نے تمھاری مرضی کے خلاف اس کا ساتھ دیا ہے۔

قاسم بن اسحٰق بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اور المرجی علی بن جعفر بن اسحٰق بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب، ابوجعفر نے جعفر بن اسحٰق سے پوچھا یہ مرجی کون ہے اللہ اسے برباد کرے اس نے کہا امیرالمومنین یہ میرا ہی بیٹا ہے حکم ہو تو خدا کی قسم میں اسے اپنا بیٹا ہی تسلیم نہ کروں بنی عبدشمس میں سے یہ لوگ محمدؒ کے ساتھ ہوکر شریک جنگ تھے۔

محمدؒ بن عبداللہ بن عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبدشمس،

(۲۵۹) عباد بن کثیر بیان کرتا ہے ابن عجلان نے بھی محمدؒ کے ساتھ خروج کیا یہ ایک مادہ خچر پر سوار تھا، جب جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی مقرر ہو کر آیا

اس نے اسے قید کر دیا میں نے اس سے جاکر کہا فرمائیے کہ اس شخص کے متعلق اہل بصرہ کی کیا رائے تھی جس نے حسن کو قید کر دیا تھا اس نے کہا بخدا بری رائے تھی میں نے کہا تو بس ابن عجلان کی حالت یہاں بعینہ وہ ہے جو بصرہ میں حسن کی تھی، یہ سنکر جعفر نے اسے رہا کر دیا۔ یہ محمد بن عجلان فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کا مولی تھا۔

عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم نے بھی اس کے ہمراہ خروج کیا تھا محمد کے قتل کے بعد جب یہ ابو جعفر کے سامنے پیش ہوا تو اونھوں نے اس سے سوال کیا کیا تم نے بھی محمدؐ کے ساتھ میرے خلاف خروج کیا تھا اس نے کہا میں ایسا کرنے پر مجبور تھا ورنہ جو اللہ نے محمد صلعم پر نازل فرمایا اس کا انکار لازم آتا۔ عمر کہتے ہیں کہ یہ محض وہم ہے۔

مگر عبدالعزیز بن ابی سلمہ بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمرؓ نے یہ بیان کیا ہے کہ عبید اللہ نے خروج کے لیے محمدؐ سے وعدہ کیا تھا مگر اس کے خروج سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

محمد کے ہمراہ ابوبکر بن عبد اللہ بن محمدؐ بن ابی سبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ۔ بن ابی قیس بن عبدود بن نصرؔ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئ نے بھی خروج کیا تھا، نیز عبدالواحد بن ابی عون ازد کا مولی بھی تھا عبد اللہ بن جعفر بن عبدالرحمان بن المسور بن مخرمہ، عبدالعزیز بن محمد الدراوردی عبدالحمید بن جعفر، عبداللہ بن عطا بن یعقوب بنی سباع کا مولی۔ خزاعہ کا ابن سباع (۲۶۰)
جو بنی زہرہ کا حلیف تھا اور اس کے بیٹوں میں سے ابراہیم، اسحٰق، ربیعہ جعفر، عبداللہ۔ عطا۔ یعقوب۔ عثمان اور عبدالعزیز عبداللہ بن عطا کے بیٹے تھے۔

زبیر بن خبیب بن ثابت بن عبد اللہؓ بن الزبیرؓ بیان کرتا ہے کہ میں فُرع میں جو کوہ اصم کے بطن میں واقع ہے مقیم تھا میرے ساتھ میری بیوی امینہ بنت خضیر بھی تھی ایک شخص مدینہ سے عراق جاتا ہوا ہمارے پاس سے گزرا میری بیوی نے اس سے پوچھا محمدؐ کیسے ہیں اس نے کہا

وہ مارا گیا میری بیوی نے پوچھا ابن خضیر کیسے ہیں اس راہ گیر نے کہا کہ وہ بھی مارا گیا یہ سنتے ہی وہ سجدہ میں گر پڑی مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے کہا کہ اپنے بھائی کے قتل پر سجدہ شکر ادا کرتی ہو۔ کہنے لگی بیشک یہ شکر کے قابل ہے کہ وہ میدان جنگ سے نہ فرار ہوا اور نہ پکڑا گیا۔

ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ سے پوچھا کن خاندانوں نے محمدؒ کا ساتھ دیا تھا اس نے کہا آل زبیر نے انھوں نے پوچھا اور کس نے اس نے کہا آل عمرؓ نے ابو جعفر کہنے لگے بخدا ان لوگوں نے محمدؒ کا ساتھ کسی محبت یا خلوص کی بنا پر نہیں دیا۔

ابو جعفر کہا کرتے تھے اگر آل زبیرؓ کے ہزار آدمی مجھے ایسے ملیں جو سب کے سب نیک و متقی ہوں اور ان میں صرف ایک بدمعاش ہو تو میں سب کو قتل کر دوں اور اگر آل عمرؓ کے ایک ہزار آدمیوں میں ایک کے سوا سب برے ہوں تو میں سب کو معاف کر دوں

محمدؒ بن عثمان بن محمد بن خالد بن الزبیر بیان کرتا ہے کہ محمدؒ کے قتل کے بعد میرے باپ اور موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بھاگے میں ان کے ہمراہ تھا (۲۶۱) اور ابو ھبار المزنی بھی ہمارے ساتھ فرار ہوا ہم مکے آئے اور پھر وہاں سے بصرہ ہو لیے ہم نے حکیم نام ایک شخص کے اونٹ کرایہ پر لیے رات کا ایک تہائی حصہ گزرنے کے بعد ہم جب بصرہ پہنچے تو اس وقت شہر کے تمام ناکے بند ہو چکے تھے صبح تک ہم شہر کے باہر ہی بیٹھے رہے علی الصباح شہر میں داخل ہو کر مرید کے مکان میں فروکش ہوئے صبح ہونے کے بعد ہم نے حکیم کو اپنے لیے کھانا خرید کر لانے کے لیے بھیجا یہ ایک حبشی کے سر پر جس کے پاؤں میں لوہے کا کڑا پڑا ہوا تھا کھانا لیکر آیا وہ کھانا لیے ہوئے ہمارے پاس اندر چلا آیا حکیم نے اسے اجرت دی اس پر وہ برہم ہوا کہ یہ بہت کم ہے ہم نے حکیم سے کہا کہ اسے اور دو اس پر بھی وہ راضی نہ ہوا۔ ہم نے حکیم سے کہا کہ اسے دوگنی اجرت دیدو مگر اس پر بھی وہ راضی نہ ہوا اور ہمارے متعلق اسے اب شبہ پیدا ہوا وہ ہمارے چہروں کو غور سے

دیکھنے لگا اور پھر چلا گیا اسکے تھوڑی دیر کے بعد سواروں نے ہمارے مکان کو گھیرا ہم نے مالک مکان سے پوچھا کہ یہ رسالہ کیوں آیا ہے اس نے کہا کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے یہ سوار بنی سعد کے ایک شخص نمیلہ بن مرۃ کی تلاش میں جس نے ابراہیم کیساتھ خروج کیا تھا آئے ہیں تھوڑی دیر میں وہی حبشی اپنا سر اور چہرہ ڈھانکے ہوئے ہمارے پاس آیا جب سواروں کو اس نے اندر بلا لیا تو اب اس نے اپنا منہ کھولا انھوں نے پوچھا کیا یہی لوگ ہیں اس نے کہا یہی ہیں یہ دیکھو یہ موسیٰ بن عبداللہ ہے یہ عثمان بن محمدؒ ہے یہ اس کا بیٹا ہے اور اس چوتھے کو اگرچہ میں نہیں پہچانتا ہوں مگر یہ بھی ضرور انھیں کے ساتھ کا ہے اب ہم سب کو گرفتار کر کے محمد بن سلیمان کے سامنے پیش کیا گیا اس نے ہمیں دیکھ کر موسیٰ کو مخاطب کر کے کہا اللہ تجھ سے میرا رشتہ قائم نہ رکھے کیا تمام اور شہروں کو چھوڑ کر تجھے یہیں آنا تھا اب اگر میں تجھ کو چھوڑ دوں تو امیر المومنین مجھ سے ناراض ہو جائینگے اور اگر گرفتار رکھوں تو اسکے یہ معنی ہیں کہ میں نے تیری قرابت کا کچھ لحاظ نہیں کیا۔ اسکے بعد اس نے ہمارا معاملہ امیر المومنین کو لکھ بھیجا اور ہمیں بیڑیاں پہنا دیں، امیر المومنین نے اسکے خط کے جواب میں حکم بھیجا کہ ہم سب کو انکے پاس بھیجدیا جائے۔ سلیمان نے ہم سب کو فوج کی نگرانی میں بغداد روانہ کر دیا جب ہم بطیحہ پہنچے تو وہاں ہمیں ایک دوسرا فوج کا دستہ ہمارا منتظر ملا اسکے بعد ہم اپنے راستے پر فوجی چوکیوں سے گزرتے گئے بغداد آئے ہمیں ابو جعفر کے سامنے پیش کیا گیا میرے باپ کو دیکھ کر پوچھا تو نے بھی محمدؒ کے ہمراہ میرے خلاف خروج کیا تھا انھوں نے کہا جی ہاں ہوا تو ایسا ہی ہے ابو جعفر نے انکو گالیاں دیں اور تھوڑی دیر کے بعد پھر اپنے سامنے بلایا اور قتل کا حکم دیدیا چنانچہ انھیں قتل کر دیا گیا، پھر انھوں نے موسیٰ کے متعلق حکم دیا کہ اسے کوڑے لگائے جائیں اسکے کوڑے مارے گئے اس کے بعد میرے متعلق قتل کا حکم دیا میں ان کے قریب کیا گیا (۲۶۲)
حکم دیا کہ اسے لیجاؤ اسکے باپ کے سر سامنے اسے کھڑا کرو جب یہ اسے دیکھے اسی وقت اسکی گردن مار دو عیسیٰ بن علی نے میرے متعلق عرض کیا کہ میرا خیال ہے کہ یہ ابھی بالغ بھی نہیں ہوا ہے میں نے عرض کیا امیر المومنین میں بالکل ناسمجھ لڑکا تھا میرے باپ نے جیسا مجھے حکم دیا میں نے اس کی اطاعت کی، اب ان کے حکم سے پچاس کوڑے

میرے لگے پھر مجھے جیل میں قید کر دیا گیا وہاں اندنوں یعقوب بن داؤد بھی تھا' یہ میرا بہت اچھا رفیق ثابت ہوا میں اس کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اور اس کے ساتھ بہت انکسار و عاجزی سے پیش آتا تھا اسوجہ سے وہ مجھے اپنے کھانے میں کھلاتا اور اپنی شراب پلاتا۔ ابو جعفر کی وفات تک میں اسی طرح قید رہا انکے انتقال کے بعد جب مہدی خلیفہ ہوئے تو انھوں نے یعقوب کو نظر بندی سے رہا کیا یعقوب نے اون سے میری سفارش کی اور انھوں نے مجھے رہا کر دیا۔

عروہ بن ہشام بن عروہ بیان کرتا ہے جب عثمان ابو جعفر کے سامنے پیش کیا گیا میں انکے پاس تھا لوگوں نے عثمان کو انکے سامنے کر کے کہا کہ یہ عثمان بن محمد بن خالد ہے ابو جعفر نے اس سے پوچھا وہ سرکاری روپیہ جو تمھارے پاس تھا کہاں ہے اس نے کہا وہ میں نے امیر المومنین رحمۃ اللہ کو دیدیا ابو جعفر نے پوچھا امیر المومنین کون ؟ اسنے کہا محمد بن عبداللہ ابو جعفر نے کہا تو نے اس کی بیعت کی تھی عثمان نے کہا ہاں میں نے اسکی بیعت کی تھی جسطرح تو نے بیعت کی تھی' ابو جعفر نے اسے فاحشہ زادہ کہا اس نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جس کی مائیں کنیزیں ہوئی ہیں اس پر ابو جعفر برافروختہ ہو گئے اور انھوں نے اس کے قتل کا حکم دیا لوگ اسے پیچھے ہٹالے گیے اور اس کی گردن ماردی۔

محمد بن عثمان بن خالد الزبیری ایک دوسرے سلسلہ سے روایت بیان کرتا ہے جب محمد نے خروج کیا اس کے ساتھ خاندان کثیر بن الصلت کا ایک شخص بھی شریک جنگ ہوا تھا محمد کے قتل اور اسکی فوج کی ہزیمت کے بعد بقیہ لوگ روپوش ہو گئے تھے انھیں لوگوں میں میرا باپ اور یہ کثیری بھی تھے' ایک عرصہ تک یہ دونوں روپوش رہے' جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی مقرر ہو کر آیا اس نے محمد کے طرفداروں کی تلاش اور گرفتاری میں بڑی سختی شروع کی' میرے باپ نے کثیری سے ایک اونٹ کرایہ پر لیا اور اب ہم (۲۶۴۳)
گرفتاری کے خوف سے بصرہ چلے جعفر کو اسکی اطلاع ہو گئی اس نے اپنے بھائی محمد کو ہمارے بصرہ جانے کا حال لکھدیا اور مشورہ دیا کہ وہ ہماری تاک رکھے ہمارے معاملہ اور بصرہ آنے سے ہوشیار رہے چنانچہ جب ہم بصرہ آئے محمد کو ہمارے آنے اور ٹھہرنے کا علم ہو گیا اس نے اپنے آدمی بھیجکر ہم سب کو گرفتار کر لیا' ہم سب اسکے سامنے پیش ہوئے میرے والد نے اس سے کہا کہ آپ کم از کم اس اونٹ والے کے معاملہ میں تو اللہ سے

خوف کیجئے اس بچارے کا کیا قصور ہے یہ ایک اعرابی ہے جسکو ہمارا حال بالکل معلوم نہیں محض پیٹ
بھرنے کیلئے اسنے اپنا اونٹ ہمکو کرایہ پر دیدیا اگر اوسے ہمارے جرم کا علم ہو جاتا تو وہ کبھی ہمکو
اونٹ نہ دیتا آپ اسے بھی ابو جعفر کے سامنے پیش کر رہے ہیں حالانکہ ابو جعفر کی طینت سے
آپ خوب واقف ہیں اسلیئے اسکے خون کا گناہ آپکے سر ہوگا' محمد بہت دیر تک سر نیچا کیئے سوچتا رہا
پھر کہنے لگا بخدا یہ ابو جعفر کا معاملہ ہے میں اسمیں قطعًا دخل نہ دونگا' اب ہم سب کو اسنے ابو جعفر
کے پاس بھیجدیا ہم اسکے سامنے پیش کیئے گئے اسوقت ابو جعفر کے پاس سوائے حسن بن زید کے
دوسرا کوئی شخص کشیری کا شناسا نہ تھا ابو جعفر نے اسے مخاطب کر کے کہا اے دشمن خدا تو اپنے
اونٹ امیر المومنین کے دشمن کو کرایہ پر دیتا رہا ہے ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرتا رہا
کبھی تو نے اسے چھپایا اور کبھی ظاہر کیا اسنے کہا امیر المومنین مجھے اسکا حال کچھ معلوم نہیں کہ یہ کون ہے
یا اسکا کیا قصور ہے مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ آپکا دشمن ہے میں نے بالکل لاعلمی میں اسے ایک نیک خوش
اخلاق مسلمان سمجھکر اپنا اونٹ کرایہ پر دیدیا اگر اسکا حال مجھے معلوم ہوتا تو میں ہرگز ایسا نہ کرتا اس
تمام دوران میں حسن بن زید نیچی نظر کیئے بیٹھا رہا اب ابو جعفر نے کشیری کو خوب ڈرایا دھمکایا پھر (۲۶۴)
چھوڑ دیا یہ وہاں سے نکلکر غائب ہوگیا اب وہ میرے باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہو عثمان
تو نے امیر المومنین کے خلاف خروج کیا اور ان کے دشمن کی مدد کی اسنے کہا سنیئے میں نے اور آپنے
مکہ میں ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کی میں نے اسے پورا کیا اور آپنے اسکی خلاف ورزی کی'
ابو جعفر نے اس کے قتل کا حکم دیا جس کی بجا آوری ہوگئی۔

عیسٰی اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ عبد العزیز بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی
بن الخطاب ابو جعفر کے سامنے پیش کیا گیا اسے دیکھکر وہ کہنے لگے اگر میں تم ایسے قریشی کو قتل
کر دوں تو پھر دوسرا کون ہے جسے میں معافی دیسکتا ہوں یہ کہکر ابو جعفر نے اسے رہا کر دیا۔ اسکے
بعد عثمان بن محمد بن خالد پیش ہوا ابو جعفر نے اسے قتل کر دیا مگر بہت سے قریشیوں کو چھوڑ دیا
اس پر عیسٰی بن موسیٰ نے ابو جعفر سے کہا جناب والا یہ کچھ اون لوگوں سے زیادہ خطاوار نہ تھا
ابو جعفر کہنے لگے ہاں مگر یہ میرے گھرانے والے ہیں۔

عیسٰی کہتا ہے میں نے حسن بن زید کو یہ کہتے سنا کہ ایک دن صبح کو میں ابو جعفر سے
ملنے گیا انھوں نے ایک چبوترہ بنوایا اور اس پر خالد کو کھڑا کیا اب علی بن المطلب بن
عبد اللہ بن حنطب انکے سامنے پیش کیا گیا انکے حکم سے پانسو کوڑے اسے مارے گئے

اسکے بعد عبدالعزیز بن ابراہیم بن عبداللہ بن مطیع پیش ہوا اسے بھی اونھوں نے پانسو کوڑے لگوائے ان دونوں میں سے ایک نے بھی جنبش نہیں کی مجھ سے کہنے لگے دیکھتے ہو انسے زیادہ جوانمرد اور صابر تم نے کبھی دیکھے ہیں بخدا میرے سامنے ایسے شخص پیش ہوئے کہ جنکی ساری زندگی سخت محنت وجفاکشی میں بسر ہوئی تھی پھر بھی وہ مار کے مقابلہ میں ایسے صابر نہیں رہ سکے حالانکہ یہ لوگ وہ ہیں جنکی ساری عمر عیش وآرام اور نازونعم میں بسر ہوئی مگر پھر بھی یہ اسقدر مستقل مزاج ثابت ہوئے میں نے کہا کیوں نہوں یہ آپ کی قوم کے جلیل القدر ذی عزت وشرف اصحاب ہیں ان میں یہ خوبیاں کیوں نہ ہونگی، یہ سنکر انھوں نے منہ پھیر لیا اور پھر کہنے لگے تم میں خاندانی عصبیت اب بھی باقی ہے اس کے کچھ عرصہ کے بعد انھوں نے عبدالعزیز بن ابراہیم کو مارنے کے لیے پھر اپنے سامنے طلب کیا اس نے کہا امیرالمومنین ہم اپنے معاملہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں میں چالیس روز سے اوندھا پڑا ہوں اس اثنا میں اللہ کی نماز بھی ایک وقت کی نہیں پڑھ سکا، کہنے لگے یہ تمھارے کیے کی سزا ہے تم خود اس کے ذمہ دار ہو عبدالعزیز (۲۶۵)
نے کہا تو عفو کہاں گیا کہنے لگے اچھا تو ہم نے معاف کردیا نیز ابوجعفر نے اسے رہا کردیا۔

محمد بن عمر ناقل ہے کہ کثیر التعداد فوج محمد پر ٹوٹ پڑی اور اس نے جنگ میں پوری جد وجہد صرف کردی نصف ماہ رمضان ۱۴۵ہجری کو محمد مارا گیا اسکا سر عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھیجا گیا اس نے ابن ابی الکرام کو بلا کر وہ سر دکھایا اس نے شناخت کیا عیسیٰ نے اس پر سجدہ شکر ادا کیا اور اب مدینہ میں داخل ہوگیا۔ اور عام امان کا اعلان کردیا۔ محمد بن عبداللہ کے ظاہر ہونے سے قتل تک دو ماہ سترہ روز گزرے۔ اس سنہ میں عیسیٰ بن موسیٰ نے محمد کے قتل کے بعد مدینہ چھوڑتے وقت کثیر بن حصین کو مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر کردیا۔ یہ ایک ماہ تک اسی خدمت پر رہا اس کے بعد ابوجعفر منصور نے عبداللہ بن الربیع الحارثی کو مدینہ کا والی مقرر کرکے بھیجا۔

اس سال مدینہ کے حبشی عبداللہ بن الربیع الحارثی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور عبداللہ ان سے ڈر کر بھاگ نکلا۔

# مدینہ میں حبشیوں کی شورش

ریاح بن عثمان نے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ کو بنی اسد اور بنی سطے کے صدقات کا تحصیلدار مقرر کیا، محمد کے خروج کے وقت ابوبکر صدقات کی وصول شدہ رقم کو لیکر اس کے پاس آ گیا اور اس کے ہمراہ جنگ کے لیے مستعد ہو گیا، جب
عیسیٰ نے کثیر بن حصین کو مدینہ کا عارضی والی مقرر کیا تو اس نے ابوبکر کو پکڑ کے (۲۶۶)
ستر کوڑے اوس کے لگوائے اور بیڑیاں پہنا کر قید کر دیا۔ عبداللہ بن ربیع ابو جعفر کی طرف سے مدینہ کا والی مقرر ہو کر بروز سینچر ماہ شوال ۱۴۵ھ ہجری کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ مدینہ آیا اوس کے فوج کے سپاہیوں کی بعض خرید کردہ اشیاء کے متعلق اون کے تاجروں سے تکرار ہو گئی انہوں نے قصر مروان آکر جہاں ابن ربیع فروکش تھا سپاہیوں کی شکایت کی ابن ربیع نے تاجروں کو ڈانٹ ڈپٹ کر کے نکلوا دیا اس واقعہ سے سپاہی تاجروں پر اور چیرہ دست ہو گئے جس سے تمام تاجروں میں اون کی بدنامی بڑھگئی اور ہر شخص اونکو بری نظر سے دیکھنے لگا،

بعض سپاہیوں نے بغیر قیمت ادا کئے بازار سے کچھ سامان لے لیا اور ایک صبح کو وہ عثمان بن زید نام صراف کے پاس آئے اور اوس کی تھیلی چھین لی عثمان نے فریاد رسی کے لیئے دہائی دی اور بڑی مشکل سے اوس کا مال اوسے ملا۔ مدینہ کے عمائد نے جمع ہو کر ابن ربیع سے اوس کی شکایت کی مگر نہ اوس نے ان حرکات کو ناروا تسلیم کیا اور نہ اون کی روک تھام ہی کی، اس کے بعد یہ واقعہ ہوا کہ ایک سپاہی نے جمعہ کے دن ایک قصاب سے گوشت خریدا اوس کی قیمت ادا کرنے سے انکار کیا اور قصاب پر تلوار نکال لی اوس نے کندے کے نیچے سے ایک چھری نکالکر اوس سے سپاہی کی چھنگلیا قطع کر دی سپاہی اپنے گھوڑے سے گر پڑا بہت سے قصاب اوس پر جھپٹ پڑے اور اوسے قتل کر دیا نیز اونھوں نے حبشیوں کو جو نماز جمعہ کے لیے جا رہے تھے سپاہیوں پر للکارا حبشیوں نے اون کو ہر طرف جہاں وہ ملے عموماً ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنا شروع کیا شام تک یہ ہنگامہ برپا رہا۔

دوسرے دن صبح ابن ربیع مدینہ سے بھاگ گیا۔
خارجہ بن اسحق راوی ہے حبشیوں نے اپنا ایک بگل بجایا اوس پر تمام شہر کے حبشیوں کی یہ حالت تھی کہ جہاں کسی نے وہ آواز سنی جا ہے وہ کسی مشغلہ میں ہو اوسے چھوڑ کر کان لگا کر اوسے غور سے سنتا اور جب اوسے یقین آجاتا کہ یہ بگل ہمارے لیے بج رہا ہے وہ فوراً اوس چیز کو جو اوس کے ہاتھ میں ہوتی پھینک کر اوس آواز کی سمت چلتا اور جہاں بگل بج رہا تھا وہاں آجاتا۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور ۱۴۵ھ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کے ختم میں ابھی سات راتیں باقی تھیں یہ تین شخص وثیق، یعقل اور رمقہ حبشیوں کے سرگروہ تھے یہ سیدھے ابن الربیع پر بڑھے لوگ جمعہ کی نماز میں مشغول تھے مگر ان حبشیوں نے اون کو نماز بھی نہ پڑھنے دی (۲۶۷)
اور جالیا۔ ابن الربیع اون کے مقابلہ پر نکلا پہلے تو یہ اوس کے سامنے سے ہٹ گئے یہاں تک کہ وہ بازار میں آگیا یہاں پانچ مسکین مسجد کے راستے میں بیٹھے بھیک مانگ رہے تھے ابن الربیع نے اپنی جمعیت کے ساتھ ان غریبوں پر حملہ کر کے اون سب کو قتل کر دیا پھر اوسے چند چھوٹے بچے ایک مکان کے چھجہ پر نظر آئے اس نے خیال کیا کہ یہ باغیوں کے بچے ہیں اس نے اون بچوں کو پھسلا کر نیچے اتروایا اون کو امان کا وعدہ دیا جب وہ نیچے اوتر آئے اوس نے اون سب کو قتل کر دیا۔ پھر یہاں سے آگے بڑھ کر گندمیوں کے پاس کھڑا ہوا اب حبشیوں نے اوس پر حملہ کیا مگر بھاگتے ہوئے اس نے اون کی صف میں رخنہ پیدا کر دیا اور نکل گیا۔ اونھوں نے تعاقب کیا ابن الربیع بقیع آیا یہاں حبشیوں نے اوسے ہر طرف سے آگھیرا جب اوس نے دیکھا کہ اب مفر نہیں اوس نے اون کے لیے درہم بکھیر دیئے، حبشی اون کے لوٹنے میں پڑ گئے اس طرح وہ اون سے بچ کر نکل گیا اوس نے بطن نخل میں جو مدینہ سے دو راتوں کی مسافت پر واقع ہے آکر منزل کی۔
عیسیٰ راوی ہے حبشیوں نے ابن الربیع پر خروج کیا، وثیق، حدیا، عنقود اور ابوقیس اون کے سرگروہ تھے اگرچہ ابن الربیع نے اون کا مقابلہ کیا مگر حبشیوں نے اوسے ہار بھگایا وہ بطن نخل چلا آیا اور یہیں فروکش ہو گیا۔
عمر بن راشد راوی ہے ابن الربیع کے بھاگ جانے کے بعد حبشیوں نے

سرکاری بھنڈار خانہ کو لوٹ لیا جتنا ستو آٹا، زیتون کا تیل اور چھوہارے وہاں تھے سب پر قبضہ کر لیا چنانچہ نرخ اشیا اتنا ارزاں ہوا کہ ایک بوجھ آٹا دو درہموں میں اور زیتوں کا ایک کپہ چار درہم میں ملنے لگا۔

حارث بن اسحٰق راوی ہے کہ حبشیوں نے قصر مروان پر اور یزید کے محل پر غارت گری کی ان دونوں مکانوں میں ذخائر خوراک کثیر تعداد میں جمع تھے جو بحری راستے سے لاکر فوج کی سربراہی کے لیے جمع کیے گئے تھے حبشیوں نے ان میں کچھ نہ چھوڑا سب پر قبضہ کر لیا اور سعید بن سلیمان بن خلیج بن سلیمان مدینہ سے روانہ ہوکر ابو جعفر کے پاس آیا وہ راوس نے اس ہنگامہ کی اطلاع ابو جعفر کو دی۔

(۲۶۸) ان حبشیوں نے کئی سپاہیوں کو قتل کر دیا اوس کی وجہ سے تمام سپاہی اون سے اس قدر مرعوب ہو گئے کہ اگر کسی شہسوار کی حبشی سے مڈ بھیڑ ہو جاتی جو ستر پوشی کے لیے صرف تہمد لانبا کرتا اور اوس پر چھوٹا کوٹ پہنے ہوتا تو وہ حبشی حقارت کی نیت سے اپنا منہ اوس شہسوار کی طرف سے موڑ لیتا اور فوراً ہی بازار میں سے کوئی ڈنڈا لیکر اوس پر حملہ کرکے اوسے قتل کر دیتا اون کی اس جرأت کی وجہ سے سپاہی کہتے تھے کہ ہوں نہ ہوں یہ حبشی ضرور یا جادوگر ہیں یا بھوت۔

مسور بن عبدالملک راوی ہے کہ جب ابن الربیع نے ابوبکر بن ابی سبرہ کو جس نے بنی سطے اور اسد کے صدقات کی رقم وصول کرکے محمد کو لاکر دیدی تھی قید کر دیا تو قریشیوں کو اوس کی جان کا خوف ہوا کہ مبادا یہ قتل کر دیا جائے اسی زمانے میں حبشیوں نے ابن الربیع کے خلاف یورش کی ابن ابی سبرہ نے جیل سے نکل کر لوگوں کے سامنے تقریر کی اور اونھیں حکومت کی اطاعت کی ترغیب و تحریص کی اور ابن الربیع کے مدینہ واپس آنے تک نماز پڑھائی،

حارث بن اسحٰق راوی ہے ابن ابی سبرہ بیڑیاں پہنے جیل سے نکل کر مسجد آیا اوس نے محمد بن عمران، محمد بن عبدالعزیز اور دوسرے عمائد کو بلا بھیجا یہ سب لوگ اوس کے پاس جمع ہوئے اس نے خدا کا واسطہ دیکر اون سے کہا کہ یہ شورش بڑی مصیبت ہے اگر پہلی شورش کے ساتھ اس شورش کا برا اثر امیرالمومنین کے دل میں پوری طرح جاگزیں ہو گیا تو سمجھ لیجئے کہ یہ ہمارا شہر اور اہل شہر تباہ

ہو جائیں گے تمام غلام جو اس وقت بازار میں موجود ہیں میں آپ سے خدا کا واسطہ دیکر درخواست کرتا ہوں کہ آپ حضرات اون سے جا کر ملیے اور حکومت کی اطاعت میں واپس آنے کے لیے گفتگو کیجیے اور اپنی رائے کے مطابق اون کے طرز عمل کو بدل دیجیے اون میں نہ کوئی نظام ہے اور نہ اون کی شورش کسی تحریک خاص پر مبنی ہے یہ لوگ تو محض جوش حمیت میں اوٹھ کھڑے ہوئے ہیں یہ سب حضرات غلاموں سے جا کر ملے اور اون سے گفتگو کی اونہوں نے کہا آپ ہمارے سردار اور آقا ہیں ہم آپ کی نصیحت پر بخوشی لبیک کہتے ہیں کیونکہ ہم نے تو محض اوس نازیبا طرز عمل کے خلاف جو اونھوں نے آپ حضرات کے ساتھ برتا تھا خروج کیا ہے ہم آپ کے ساتھ ہیں اور اپنے معاملہ کو آپ کے سپرد کیے دیتے ہیں اس کے بعد عمائد مدینہ اون کو مسجد لے آئے

(۲۶۱) حسین بن مصعب راوی ہے حبشیوں کے خروج کے بعد ابن الربیع مدینہ سے بھاگ گیا میں کچھ لوگوں کے ساتھ حبشیوں کے پاس آیا جو اوس وقت بازار میں مورچہ زن تھے ہم نے اون سے کہا کہ تم لوگ متفرق ہو جاؤ کیونکہ اس ہنگامہ سے نہ تو تمکو کوئی فائدہ ہو گا اور نہ ہمیں وثیق نے کہا کہ اب جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا ابن الربیع ہمیں معاف نہ کرے گا اور نہ آپ لوگوں کو آپ ہمیں اوس سے اب نبٹ لینے دیجیے تاکہ کم از کم ہم اپنا دل تو ٹھنڈا کر لیں مگر ہم نے اوس کی بات نہ مانی اور برابر اصرار کرتے رہے کہ اس ہنگامہ سے باز آجاؤ یہاں تک کہ وہ سب حبشی متفرق ہو کر اپنی اپنی راہ چلدیے

عمر بن راشد کہتا ہے کہ وثیق حبشیوں کا سرغنہ تھا اور یعقل قصائی اوس کا خلیفہ تھا۔ ابن عمران نے اوس سے جا کر پوچھا کہو وثیق کیسے حکمران بننا چاہتے ہو اوس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ بنی ہاشم کے چار شخص قریش کے چار انصار کے چار اور موالیوں میں سے چار آدمی باہمی مشورہ سے حکومت کریں، ابن عمران نے کہا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اگر اللہ ہماری حکومت میں تمکو شریک کرے تو وہ تمہارے عدل سے ہمیں بہرہ اندوز کرتا رہے وثیق نے کہا کہ اللہ نے پہلے ہی حکومت میرے سپرد کر دی ہے۔

حارث بن اسحٰق بیان کرتا ہے ابن ابی سبرہ کے ہمراہ حبشی مسجد نبوی میں
جمع ہوئے وہ بیڑیاں پہنے منبر پر چڑھ کر رسول اللہ صلعم کی جگہ پر متمکن ہوا اوس کے
بعد محمد بن عمران منبر پر چڑھا اور یہ ابن ابی سبرہ سے ایک درجہ نیچے بیٹھا اوس کے
بعد محمد بن عبدالعزیز اون دونوں سے ایک درجہ نیچے بیٹھا اوس کے بعد سلیمان
بن عبداللہ بن ابی سبرہ اون سب سے نیچے منبر پر جا بیٹھا اب گفتگو شروع ہوئی
جتنے منہ اوتنی باتیں بڑی سخت سخت تقریریں ہوتی رہیں مگر ابن ابی سبرہ اس تمام
دوران گفتگو میں بالکل خاموش بیٹھا رہا ابن عمران نے کہا میں بازار جاتا ہوں یہ
کہتے ہی وہ منبر پر سے اوتر آیا جو لوگ اوس سے نیچے بیٹھے تھے وہ بھی اوتر آئے
مگر ابن ابی سبرہ اپنی جگہ بیٹھا رہا اب اوس نے تقریر شروع کی اور اوس میں لوگوں
کو امیر المومنین کی اطاعت اختیار کرنے کی ترغیب وتحریص کی اور محمد بن عبداللہ کی
شورش کا مفصل ذکر کیا محمد بن عمران بازار آیا یہاں اوس نے گیہوں کے ایک
ٹاٹ پر کھڑے ہوکر عوام کو خطاب کیا اوس کی تقریر سنکر تمام لوگ مسجد سے چلے
آئے اوس روز صرف مؤذن کی امامت میں نماز ادا ہوئی عشا کی نماز کے وقت
تک بہت سے لوگ مسجد آ گئے، قریشی مقام مقصورہ میں جمع ہو گئے تھے اب
جماعت کھڑی ہوئی محمد بن عمار موذن نے جس کا لقب کساکس تھا قریشیوں سے (۲۷۰)
پوچھا کون نماز پڑہائے گا کسی نے اس کا جواب نہیں دیا اوس نے پھر کہا کیا آپ
کو سنائی نہیں دیتا اس پر بھی کسی نے اوسے جواب نہیں دیا اب اوس نے ہر شخص
کا نام لیکر کہ اے ابن عمران اے ابن فلاں کون نماز پڑہاتا ہے جب اس کا بھی
کسی نے جواب نہیں دیا تو اب وہ خود کھڑا ہوا اوس کے بعد اصبغ بن سفیان
بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان کھڑا ہوا اور اوس نے کہا کہ میں نماز پڑہاتا ہوں،
اوس نے امام کے مقام پر کھڑے ہوکر لوگوں سے کہا کہ صفیں برابر کرو جب
صفیں برابر ہو چکیں تو اب اوس نے بلند آواز سے سارے نمازیوں کو مخاطب کر کے
کہا سن لیجئے میں الاصبغ بن سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان ہوں اور میں
ابو جعفر کی اطاعت کے ساتھ تم سب کو نماز پڑہاتا ہوں اس جملہ کو اوس نے دو یا تین
مرتبہ کہا پھر تکبیر کہکر نماز شروع کر دی - دوسرے دن صبح کو ابن ابی سبرہ سے لوگوں نے

کہا کہ کل شام تم نے جو حرکت کی وہ سب کو معلوم ہے تم نے اپنے عامل کے تصرف کی ہر شے کو لوٹ لیا نیز تم نے امیر المومنین کی فوج کے آذوقہ کو بھی لوٹ لیا میں سب سے بہ تاکید کہتا ہوں کہ جس کے پاس جو شئے ہو وہ لاکر واپس کردے اور اس کے لیے میں نے حکم بن عبداللہ بن المغیرہ بن موہب کو متعین کیا ہے کہ وہ لوٹ کا سامان وصول کریں چنانچہ اب لوگوں نے لوٹ کا سامان لاکر اوس کے سپرد کیا اور اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہزار دینار مالیت کا سامان اوس کے پاس واپس آگیا۔

مسور بن عبدالملک ناقل ہے کہ قریش کی یہ صلاح ہوئی کہ وہ ابن الربیع سے کہیں کہ تم مدینہ سے چلے جاؤ اور جب وہ اسے منظور کرلے تو پھر وہ اوس سے یہ خواہش کریں کہ وہ ابن ابی سبرہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کر جائے تاکہ امیر المومنین کے دل میں اوس کی طرف سے جو بدگمانی جاگزیں ہے وہ اس طرح دور ہوسکے چنانچہ جب حبشیوں نے ابن الربیع کو مدینہ چھوڑنے پر مجبور کردیا تو ابن عبدالعزیز نے اوس سے کہا تم یہ کیا غضب کرتے ہو کہ بغیر کسی کو نائب بنائے مدینہ سے جاتے ہو یہ بات مناسب نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ کسی کو اپنا نائب بناتے جاؤ اوس نے پوچھا کسے بناؤں اوس نے قدامہ بن موسیٰ کا نام لیا چنانچہ اوسے بلایا گیا۔ قدامہ اوس کے پاس آیا وہ ابن الربیع اور ابن عبدالعزیز کے درمیان بیٹھ گیا۔ ابن الربیع نے اوس سے کہا قدامہ تم جاؤ میں نے تمکو مدینہ اور اوس کے توابع کا والی مقرر کیا قدامہ نے کہا جس شخص نے تم کو میری ولایت کے لیے رائے دی ہے وہ تمہارا خیر خواہ اور دور اندیش نہیں میرے تقرر سے اوس کا مقصد فساد پیدا کرانا ہے اس وقت مدینہ کی امارت کا ہم سب سے زیادہ مستحق اور اہل وہ شخص ہے جو گھر بیٹھے سب پر حکومت کررہا ہے یعنی ابن ابی سبرہ بہتر ہے کہ تم مدینہ واپس جاؤ کیونکہ مدینہ چھوڑنے کی کوئی معقول وجہ اب تک تمہارے پاس نہیں ہے ابن الربیع مدینہ چلا گیا، (۲۷۱)

حارث بن اسحٰق کہتا ہے ابن عبدالعزیز چند قریشیوں کے ہمراہ ابن الربیع کے پاس بطن نخل میں جہاں وہ اوس وقت مقیم تھا آیا اوران سب لوگوں نے اوسے مدینہ واپس آنے کا مشورہ دیا اور اس پر سخت اصرار بھی کیا مگر اوس نے نہ مانا آخرکار ابن عبدالعزیز نے خلوت میں کچھ دیر اوس سے باتیں کیں اسس

سرگوشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابن الربیع مدینہ چلا آیا اب سب طرف امن و امان ہو گیا اور لوگ بھی امان و سکون کی زندگی بسر کرنے میں مصروف ہو گئے۔

عمر بن راشد راوی ہے کہ ابن عمران وغیرہ ابن الربیع سے جا کر اعوص میں ملے جہاں وہ مقیم تھا یہ اوسے سمجھا بجھا کر مدینہ واپس لے آئے اس نے مدینہ آکر وثیق، الوارث، العقل اور مسعر کا ایک ایک ہاتھ کٹوا دیا۔

اس سال شہر بغداد کی بنیاد ڈالی گئی اسے مدینۃ المنصور بھی کہتے ہیں

## بغداد کی تعمیر

حکمراں ہونے کے بعد منصور نے مدینہ ابن ھبیرہ کے سامنے اپنا ہاشمیہ بنایا ان دونوں کے درمیان فقط شاہراہ کا عرض حائل تھا۔ یہ مدینہ ابن ھبیرہ کوفہ کے ایک پہلو میں واقع ہے۔ اس کے علاوہ منصور نے خود وسط کوفہ میں ایک شہر رصافہ نام بنایا۔ جب راوندیہ جماعت ہاشمیہ میں منصور پر چڑھ آئی تو اس ہنگامہ اور نیز کوفہ کے بالکل قریب ہونے کی وجہ سے منصور کو یہاں قیام کرنا اچھا معلوم نہ ہوا نیز وہاں کے باشندوں سے بھی اب خطرہ پیدا ہو گیا تھا ان حالات کی وجہ سے اوس نے اونکی (۲۷۲) ہمسائیگی کو خیرباد کر دینا چاہا۔ وہ خود کسی مناسب اور ایسے خوش آب و ہوا مقام کی تلاش میں نکلا جسے وہ اپنا اور اپنی فوج کا مسکن بنا سکے اور وہاں ایک شہر بسائے پہلے وہ جرجرایا آیا یہاں سے بغداد گیا وہاں سے موصل جا کر پھر بغداد واپس آیا بغداد کو دیکھ کر کہنے لگا یہ فوجی چھاؤنی کے لیے بہت اچھا مقام ہے اس کے ایک پہلو میں دجلہ رواں ہے یہاں سے لیکر چین تک ہمارے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہمیں ہر قسم کا سامان معیشت بحری راستے سے وصول ہو سکتا ہے اسی طرح تمام سامان خوراک جزیرہ اور ارمینیا اور اوس کے گرد کے علاقوں سے ہمیں پہونچ سکتا ہے، دریائے فرات بھی ہمارے قریب ہی واقع ہے اوس کے ذریعہ شام رقہ اور اوس کے گرد کے علاقوں کی ہر قسم کی پیداوار ہمیں وصول ہو سکتی ہے، ان تمام فوائد و مصالح کو پیش نظر رکھ کر منصور اوسی مقام پر فروکش ہو گیا اور صراۃ پر اوس نے اپنی چھاؤنی ڈالدی، شہر کی داغ بیل ڈالی

اوسے چار حصوں پر تقسیم کرکے ایک ایک حصہ ایک ایک مہتمم تعمیرات کی نگرانی میں دیدیا۔
سلیمان بن مجالد راوی ہے کوفے والوں سے اپنی دراندازیوں سے منصور کی فوج کی اطاعت و فرماں برداری ناقابل اعتماد کردی، نقل مکان کے لیئے منصور پہاڑی علاقہ کی طرف گیا تاکہ وہاں کوئی مناسب جگہ اپنے مقام کے لیئے انتخاب کرے اوس زمانہ میں راستہ مدائن سے ہوکر تھا چنانچہ ہم ساباط کی راہ ہوسے میرا ایک رفیق آشوب چشم کی وجہ سے پیچھے رہگیا اور اپنی آنکھوں کا علاج کرانے لگا طبیب نے اوس سے امیرالمومنین کے دورہ کی غایت دریافت کی اوس نے کہا کہ وہ اپنی سکونت کے لیے خوش منظر مقام کی تلاش میں ہیں اوس نے کہا کہ ہمارے یہاں کتب میں مذکور ہے کہ ایک شخص مقلاص نام دجلہ اور صراۃ کے درمیان زورا نام آباد کرے گا۔ اور جب وہ اس شہر کی بنیاد ڈالے گا اور ایک بنیاد بھر جائے گی اوس وقت اوسے حجاز میں فتنہ پیدا ہونے کی خبر ملے گی وہ اس کی تعمیر چھوڑ کر اوس کے فرو کرنے میں مصروف ہو جائے گا اور جب حجاز کے فتنہ سے اوسے اطمینان ہو جائے گا اوسے بصرہ میں بغاوت برپا ہونے کی اطلاع ملے گی اس واقعہ کا اوس پر پہلے سے زیادہ اثر ہوگا مگر تھوڑی ہی مدت میں یہ دونوں فتنے دب جائینگے وہ اوس کی پھر تعمیر شروع کرے گا اوسے مکمل کرکے ایک عرصہ تک زندہ رہے گا اور حکومت اوس کے ورثا میں باقی چلی جائے گی۔
سلیمان کہتا ہے کہ امیرالمومنین مقام کی تلاش میں اطراف جبل میں پھر رہے تھے کہ میرا رفیق مجھ سے آملا اوس نے یہ واقعہ مجھ سے بیان کیا میں نے اوس کی اطلاع امیرالمومنین کو دی اونھوں نے میرے رفیق کو بلایا اوس نے اون کے سامنے پورا واقعہ نقل کیا کہنے لگے بخدا وہ شخص میں ہوں بچپن میں مجھے مقلاص پکارتے تھے (۲۷۳)
بعد میں یہ عرف جاتا رہا۔
ابن عیاش راوی ہے جب ابوجعفر نے ہاشمیہ سے نقل مکان کرنا چاہا اونھوں نے معماروں کو ایک ایسے عمدہ مقام کے انتخاب کے لیے بھیجا جس کی جائے وقوع مرکزی ہو اور اوس میں عوام اور فوج کو کوئی تکلیف نہ اوٹھانا پڑے، بارما کے قریب ایک جگہ کی اون سے نشاندہی کی گئی جس کے منظر اور آب وہوا کی خوبی کی

تعریف کی گئی، منصور خود اوس کے لاحظہ کے لیے روانہ ہوئے، وہیں شب باش ہوئے صبح کو پھر اوسی مقام کو اچھی طرح دیکھا بھالا یہ مقام اون کو پسند آگیا اونھوں نے اپنے مصاحبوں سلیمان بن مجالد، ابوایوب الخوزی اور میر منشی عبدالملک بن حمید وغیرہ سے بھی اوس مقام کے متعلق رائے دریافت کی سب نے باتفاق اوس کی تعریف کی اور کہا کہ اس سے بہتر جگہ دیکھنے میں نہیں آئی یہ مقام خوش منظر ہے اور یہاں کی آب وہوا بہت معتدل و سزاوار معلوم ہوتی ہے منصور نے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو مگر مشکل یہ ہے کہ یہاں اتنی بڑی آبادی، فوجیں اور دوسری جماعتیں آباد نہیں ہوسکتیں کیونکہ یہ اون کی ضروریات معیشت کو کافی نہیں ہوسکتی میں ایسی جگہ کا انتخاب کرنا چاہتا ہوں جو خوبی آب وہوا کے علاوہ لوگوں کی ضروریات کی کفیل ہوسکے اور میرے مزاج کے بھی موافق ہو جہاں نرخ اشیاء یحتاج گراں نہ ہوں اور زندگی گراں بار نہ ہو کیونکہ اگر میں نے اس جگہ قیام کیا جہاں خشکی وتری کے راستے سامان معیشت بہم نہ ہوسکے گا تو ضروری بات ہے کہ یہاں نرخ اشیاء بہت بڑھ جائے گا۔ ضروریات زندگی کم ہونگی اور اس وجہ سے معیشت گراں ہو جائے گی اور اس سے لوگوں کو سخت تکلیف ہوگی، اثنائے سفر میں مجھے ایک ایسا مقام نظر پڑا ہے جہاں یہ تمام خوبیاں جمع ہیں، میں آج رات وہاں بسر کرکے دیکھتا ہوں اگر آب وہوا بھی اچھی ثابت ہوئی اور اسی کے ساتھ یہ بھی اندازہ ہوگیا کہ وہ مقام فوج اور عوام کی ضروریات کے لیے مکتفی ہوگا تو میں وہیں شہر آباد کروں گا۔

ہیثم بن عدی راوی ہے کہ منصور پل کی سمت آکر وہاں ٹھہرے جہاں اب قصر السلام واقع ہے یہاں انھوں نے عصر کی نماز پڑھی گرمی کا زمانہ تھا موضع قصر میں ایک راہب کی خانقاہ تھی، انھوں نے یہیں رات بسر کی رات اون کو نہایت خوشگوار معلوم ہوئی میٹھی نیند سوئے اور اس قدر لطف اندوز ہوئے کہ یہاں سے باہر روئے زمین میں ایسی سہانی رات بسر کرنے کا اونکو پہلے اتفاق نہیں ہوا تھا، دوسرے دن سارے دن وہاں ٹھہرے ہر شئے خیال کے مطابق نظر آئی کہنے لگے یہ جگہ ہے یہیں میں نیا شہر آباد کرتا ہوں یہاں فرات، دجلہ اور دوسرے دریاؤں کے ذریعہ دور دور کی پیداوار ہمیں پہنچتی رہے گی نیز فوج اور عوام کے لیے

بھی یہ جگہ ہر حیثیت سے بالکل کافی وافی ہو گی اب انھوں نے اوس کی داغ بیل ڈالی اوس کی تعمیر کا اندازہ قائم کیا، پہلی اینٹ خود اپنے ہاتھ سے رکھی، بنیاد رکھتے وقت یہ کہا بسم اللہ و الحمد للہ و الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ و العاقبۃ للمتقین، پھر کہنے لگے ابنو علی برکۃ اللہ (اب بناؤ اللہ اس میں برکت دے)

بشر بن میمون الشروی اور سلیمان بن مجالد سے روایت ہے، جب منصور جبال کی سمت سے پلٹے تو انھوں نے اوس فوجی افسر کی اطلاع کا جس نے ایک طبیب کی روایت بیان کی تھی کہ اون کی کتابوں میں مقلاص کا ذکر آیا ہے ذکر کیا اور اوس گرجا میں جو اون کے قصر خلد نام کے مقابل واقع ہے فروکش ہوئے منصور نے گرجا کے مہتمم کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی، نیز اوس نے اوس بطریق کو جو رحاء البطریق کا مالک تھا، بغداد اور مخرم کے دیسمکہ کو اور بستان القس کے مشہور گرجا کے مہتمم کو اور عتیقہ کے دیسمکہ کو اپنے پاس بلایا اور ہر شخص سے اون کے موضعوں کا حال پوچھا کہ سردی اور گرمی میں اور بارش میں ان مقامات کی آب و ہوا کیسی رہتی ہے، کیچڑ کتنا ہوتا ہے، مچھر، کھٹمل پسوؤں کا کیا حال ہے خشک سالی میں کیا کیفیت رہتی ہے، ہر شخص نے اپنے علم کے مطابق جواب دیا منصور نے اپنے کئی آدمی اون کے ہمراہ کئے اور حکم دیا کہ ہر ایک ان کے موضع میں رات بسر کرے چنانچہ ہر شخص نے علیحدہ علیحدہ موضع میں رات گزاری اور پھر منصور کو آ کر اوس کی کیفیت بیان کی، اب منصور نے اون سب سے جنکو اونھوں نے بلایا تھا مشورہ لیا ہر شخص کی اطلاع کی تنقیح و تنقید کر کے سب نے بالاتفاق بغداد کے زمیندار کو اختیار کیا، منصور نے اوسے بلا کر اوس سے مشورہ لیا اور اوس کے گاؤں کا حال پوچھا یہ وہی زمیندار ہے جس کا گاؤں اب تک اوس مربعہ میں جو ابو العباس الفضل بن سلیمان الطوسی کے نام سے مشہور ہے قائم ہے گاؤں کے کچے مکانات کی صرف بنیادیں اور اس زمیندار کا پورا مکان بدستور اب تک قائم ہیں،

اوس نے منصور سے کہا کہ جناب والا نے ان مقامات کی آب و ہوا اور فضا کے متعلق مجھ سے دریافت فرمایا ہے کہ کونسا مقام آپ کے لیے اختیار کیا جائے میری یہ رائے ہے کہ آپ ان چار پرگنوں کے درمیان سکونت پذیر ہوں

مغرب میں دو پرگنے قطربل اور بادوریا اور مشرق میں نہر بوق اور کلواذی ہوں اسطرح آپ ایک ایسی وسطی مقام میں سکونت پذیر ہو جائیں گے جہاں کثرت سے نخلستان ہیں اور پانی بالکل قریب ہے اگر کبھی ایک پرگنہ میں خشک سالی ہو گئی اور اوس کی وجہ سے اوس کی فصل بگڑ گئی تو دوسرے پرگنوں میں کافی پیداوار ہو جائے گی اور اس طرح آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو گی، آپ صراۃ پر قیام کریں گے دریائے فرات کے ذریعہ شام سے سامان خوراک کشتیوں میں بار ہو کر آپ کو پہنچتا رہے گا نیز مصر و شام کے میوے آپ کو ہمدست ہوتے رہیں گے دوسری طرف سے دجلہ کے ذریعہ چین، ہند، بصرہ اور واسط سے سامان خوراک کشتیوں میں بار ہو کر آپ کو پہنچے گا آرمنیا اور اوس کے ملحقہ علاقہ کا سامان خوراک دریائے تامرا کی راہ دریائے زاب سے ہو کر آپ کے پاس پہنچا کرے گا، اسی طرح روم، آمد، جزیرہ اور موصل کی پیداوار دجلہ کے راستے آپ کو پہنچا کرے گی، چونکہ آپ بہت سے دریاؤں کے بیچ میں متوطن ہونگے اس وجہ سے کوئی دشمن دریا کو کشتیوں کے پل یا پختہ پل کے ذریعہ عبور کئے بغیر آپ تک نہیں پہنچ سکے گا اور اگر آپ دشمن کے لئے ان پلوں کو قطع یا برباد کر دیں گے تو کسی اور ذریعہ سے دشمن آپ تک پہنچ ہی نہ سکے گا آپ دجلہ اور فرات کے درمیان ہونگے جو کوئی بھی مشرق یا مغرب سے آپ کے خلاف پیشقدمی کرے گا۔ اوسے بہر حال دریا کا عبور کرنا لازمی ہو گا۔ نیز یہاں سکونت پذیر ہونے سے آپ ایک طرف بصرہ، واسط اور کوفہ اور دوسری طرف موصل اور تمام علاقہ سواد کے درمیان رہیں گے، نیز آپ صحرا، سمندر اور کوہستان سے قریب رہیں گے تاکہ جیسی ضرورت واقع ہو اوس سے کام لیا جا سکے، یہ گفتگو سن کر منصور کا ارادہ اوسی مقام پر فروکش ہونے کا جو اوس نے منصور کے لیے اختیار کی اور بڑھ گیا، اسنے میں اوس نے منصور سے یہ بھی کہا کہ ان تمام فوائد کے ہوتے ہوئے یہ بات بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ اللہ کے فضل و احسان سے امیر المومنین کی فوج اور عہدہ دار بہت کثیر ہیں اس وجہ سے آپ کے کسی دشمن کو آپ پر آنکھ اٹھانے کی جرات نہیں ہو سکتی، شہروں کی تعمیر میں اس بات کا خاص لحاظ رکھا جاتا ہے کہ اوس کی فصیلیں ہوں، خندق ہوں، اور قلعے ہوں یہاں یہ فائدہ ہے کہ قدرتی طور پر

دجلہ اور فرات آپ کے شہر کے لیے خندق کا کام دیں گے،

حماد الترکی کہتا ہے ۱۴۵ھ ہجری میں منصور نے کئی آدمیوں کو مضافات میں ایک ایسے مقام کے انتخاب کے لیئے متعین کیا جہاں وہ اپنا شہر بسائیں ان اصحاب نے اس مقصد کے حاصل کرنے میں گو پوری جد و جہد کی مگر منصور کو کوئی جگہ پسند نہ آئی اور اس لیئے وہ خود معائنہ کے لیے نکلے اور اوسی گرجا میں جو صراۃ پر واقع ہے آکر شب باش ہوئے، کہنے لگے کہ بس میں اسی مقام کو پسند کرتا ہوں یہاں فرات، دجلہ، اور صراۃ کے ذریعہ تمام ضروریات زندگی بہم پہنچیں گی،

محمد بن جابر کا باپ راوی ہے جب ابو جعفر منصور نے بغداد میں اپنا شہر بسانا چاہا تو اون کی نظر ایک راہب پر پڑی انھوں نے اوسے آواز دیکر بلایا وہ حاضر ہوا انھوں نے اوس سے پوچھا کیا تمھاری کتابوں میں کچھ اس بات کا ذکر آیا ہے کہ یہاں کوئی شخص ایک شہر بسائے گا اوس نے کہا جی ہاں مقلاص نام ایک شخص یہاں شہر بسائے گا منصور کہنے لگے بچپن میں مجھی کو مقلاص عرف سے پکارتے تھے راہب کہنے لگا تو بس آپ ہی اس کی تعمیر کریں گے، اسی طرح جب اُنھوں نے روم کے علاقہ میں شہر رافقہ بسانا چاہا تو اہل رقہ نے اُس کی سخت مخالفت کی بلکہ لڑنے مرنے کے لیئے آمادہ ہو گئے کہنے لگے کہ اس طرح آپ ہمارے ہاٹ بند کرادیں گے ہماری روزی جاتی رہے گی اور ہمیں اپنے گھروں میں رہنا مشکل پڑ جائے گا اون کی اس معاندانہ روش کے مقابلہ میں خود منصور بھی اون سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے اور انھوں نے وہاں کے کلیسا کے راہب کو بلا بھیجا اور اوس سے دریافت کیا کہ کیا آپ کی کتابوں میں کچھ اس بات کا ذکر آیا ہے کہ یہاں کوئی شہر آباد کیا جائے گا اوس نے کہا جی ہاں مجھے روایتاً یہ بات پہنچی ہے کہ مقلاص ایک شخص اس مقام پر شہر بسائے گا منصور نے کہا تو میں مقلاص ہوں، چنانچہ انھوں نے یہاں بھی بالکل بغداد کے نمونہ پر شہر بسایا، شہر کی تقسیم اور ترتیب بغداد جیسی تھی البتہ فصیل اور شہر کے دروازوں میں فرق تھا اور صرف ایک خندق تھی ۔

سلیمان بن مجالد راوی ہے اب منصور نے معماروں اور مزدوروں کے جمع کرنے کے لیے شام، موصل، جبال، کوفہ، واسط اور بصرہ میں اپنے عمال

پھیلا دیئے اور ان تمام مقامات سے معمار اور مزدور آ گئے نیز ان کے حکم سے ایسے قابل ہوشیار و سمجھدار اور فن تعمیر سے واقف لوگوں کی ایک جماعت منتخب کی گئی ان میں حجاج بن ارطاۃ اور ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت بھی تھے اسکے بعد انھوں نے شہر کی داغ بیل ڈالنے، بنیاد کھودنے، کچی اینٹوں کی ساخت اور اون کی پز کا حکم دیا، اب یہ کام شروع ہوا سب سے پہلے ۱۴۵ھ ہجری میں اسکی ابتدا ہوئی۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب بغداد کی تعمیر کا منصور نے مصمم ارادہ کر لیا تو اطمینان قلب کے لیئے اون کی خواہش ہوئی کہ شہر کی ترتیب و تقسیم کو وہ عیاناً مشاہدہ کرلیں اس غرض کے لیئے انھوں نے حکم دیا کہ تمام شہر کی داغ بیل راکھ سے بنا دی جائے اب انھوں نے معائنہ شروع کیا ایک دروازہ سے داخل ہو کر شہر کی تمام شاہراہوں گلی کوچوں، اور چوکوں سے ہوتے ہوئے گزرے اور چاروں طرف پھر کر خوب غور سے اوسے اور خندقوں کی داغ بیل کو دیکھا اس طرح معائنہ کے بعد انھوں نے حکم دیا کہ ان خطوط پر بنولے جمائے جائیں اور اون پر مٹی کا تیل ڈالدیا جائے چنانچہ اس طرح کرکے جب اونکو آگ لگائی گئی اور وہ اچھی طرح روشن ہو گئی تو منصور نے پھر بغور شہر کی ترتیب و تقسیم کا معائنہ کیا اوس کو اچھی طرح سمجھ گیا اور وہی داغ بیل تعمیر کے لیئے منظور کرکے اوسی پر بنیاد کھودنے کا حکم دیدیا اور کام شروع ہوا۔

حماد الترکی بیان کرتا ہے منصور نے کئی شخصوں کو شہر بسانے کے لیے ایک عمدہ موقع کی تلاش میں روانہ کیا محمد بن عبد اللہ کے خروج سے ایک سال یا تقریباً ایک سال قبل ۱۴۴ھ ہجری میں اس جماعت نے موضع بغداد کو جو صراۃ کے کنارے خلد سے متصل واقع تھا اس کام کے لیے اختیار کیا جس جگہ خلد واقع ہے وہاں پہلے ایک گرجا تھا نیز صراۃ کی کھاڑی میں خلد سے متصل جانب مشرق ایک اور قریہ اور بڑا گرجا تھا جسے سوق البقر کہتے تھے اور وہ قریۂ عتیقہ کہلاتا تھا یہ وہی قریہ ہے جسے مثنیٰ بن حارثۃ الشیبانی نے فتح کیا ہے۔

منصور اوس گرجا میں آکر فروکش ہوئے جو موقع خلد پر صراۃ کے کنارے واقع تھا، یہاں اون کو مچھر، پسو، کھٹمل اور بھنگے، مکھیاں بہت ہی کم معلوم ہوئیں کہنے

لگے میں ایسے ہی مقام کو پسند کرتا ہوں، یہاں تمام ضروریات زندگی فرات اور دجلہ کے ذریعہ ہم پہنچتی رہینگی اور یہ جگہ ایک بڑے شہر کے بسانے کے لیے مناسب معلوم ہوتی ہے، منصور نے اوس گرجا کے راہب سے بلا کر کہا کہ میں یہاں ایک شہر بسانا چاہتا ہوں تمہاری کیا رائے ہے کہنے لگا آپ ایسا نہیں کر سکتے کیوں کہ یہاں وہ بادشاہ شہر بسائے گا جس کا لقب ابوالدوانیق ہوگا۔ یہ سن کر منصور اپنے دل ہی دل میں ہنسے، کہنے لگے کہ میں ہی ابوالدوانیق ہوں اب اون کے حکم سے شہر کی داغ بیل قائم کی گئی اوس کے چار حصے کرکے ایک ایک حصہ ایک مہتمم تعمیر کے سپرد کردیا گیا،

سلیمان بن مجالد راوی ہے منصور نے ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کو قاضی بنانا چاہا انھوں نے اس عہدے کے قبول کرنے سے انکار کردیا منصور نے قسم کھائی کہ میں ضرور اونکو سرکاری عہدہ دونگا اوس کے مقابلہ میں ابو حنیفہ نے بھی قسم کھائی کہ میں کبھی قبول نہ کرونگا۔ چنانچہ جب قضا کے عہدے سے انھوں نے انکار کردیا تو اب منصور نے راوی کے خیال کے مطابق اپنی قسم کو پورا کرنے کے لیے ابو حنیفہ کو شہر کی تعمیر خشت سازی اونکا شمار اور مزدوروں سے کام لینے کی نگرانی پر متعین کردیا۔ چنانچہ شہر کی خندق سے متصل دیوار کی تکمیل تک انھوں نے اس خدمت کو انجام دیا اس دیوار کی تکمیل ۱۴۹ھ ہجری میں ہوئی۔

ہیثم بن عدی بیان کرتا ہے منصور نے قضا اور تصفیہ مظالم کا عہدہ ابو حنیفہ کو دینا چاہا اونھوں نے اوس کے قبول کرنے سے انکار کردیا منصور نے قسم کھائی کہ وہ اونکو سرکاری عہدہ دیئے بغیر نہیں چھوڑینگے ابو حنیفہ کو بھی اس کی خبر ہوگئی اونھوں نے ایک بانس لے لیا اور جو شخص جتنی اینٹیں بناتا یہ اوس بانس سے اوس کا شمار کرلیتے اس طریقہ سے اینٹ کا شمار سب سے پہلے انھوں نے کیا ہے اس طرح انھوں نے ابو جعفر کی قسم بھی پوری کردی اس کے بعد وہ بیمار ہوئے اور بغداد ہی میں انتقال کرگئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب منصور نے خندق کے کھودنے اور بنیاد کے قائم کرنے اور خوب مضبوط بنانے کا حکم دیا تو یہ کہا کہ فصیل کا عرض نیچے سے پچاس گز

اور اوپر بیس گز ہو، اور بنیاد کی ہر چوکھٹ میں لکڑی کے بجائے مضبوطی کے لیے بانس کی کھپچیاں رکھوائیں جب فصیل قد آدم بلند ہو گئی یہ سنہ ۱۴۵ ہجری میں ہوا تو اوسے محمد کے خروج کی اطلاع ملی یہ سنکر اونھوں نے شہر کی تعمیر رکوا دی،

احمد بن حمید بن جبلہ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ مدینہ ابو جعفر اپنی تعمیر سے پہلے بغدادیوں کا ایک مزرع تھا اس کو مبارکہ کہتے تھے اس کے ساٹھ مالک تھے ابو جعفر نے اوس کے عوض اونکو دوسری زمینیں دیدیں اور قیمت بھی دیکر اون کو راضی کرلیا میرے دادا کو بھی اوس میں سے ایک حصہ ملا تھا۔

حماد الترکی کہتا ہے بنا سے پہلے مدینہ ابو جعفر کے گرد کئی گاؤں تھے باب الشام کی طرف خطابیہ واقع تھا یہ باب درب النورہ سے لیکر درب الاقفاص تک آباد تھا اس کے بعض نخل خلیفہ مخلوع کے عہد تک باب الشام کی سڑک پر راستہ میں قائم تھے پھر یہ فتنہ کے زمانہ میں کاٹ دیئے گئے، اس قریۂ خطابیہ کے مالک بعض زمیندار تھے جو بنو فروہ اور بنو قنورا کے نام سے مشہور تھے اسمٰعیل بن دینار یعقوب بن سلیمان اور اون کے متعلقین انہی میں سے ہیں۔

محمد بن موسیٰ بن الفرات راوی ہے کہ جو قریہ مسرجۂ ابو العباس میں واقع تھا وہ میرے نانا کا تھا اور یہ لوگ زمیندار تھے ان کو بنو زرارہ کہتے تھے وردانیہ اس کا نام تھا اس کے علاوہ ایک اور قریہ مربعۂ ابو فروہ کے متصل تھا یہ اب تک قائم ہے،

ابراہیم بن عیسیٰ راوی ہے جو مقام سعید خطیب کے گھر کے نام سے مشہور ہے یہاں شرقانیہ نام قریہ تھا ابوالجون کے پل کے متصل اس قریہ کے نخل اب تک قائم ہیں یہ ابوالجون اسی قریہ کا رہنے والا بغداد کے زمینداروں میں سے تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ربیع کے مقطعہ میں پرگنہ بادوریا کے فروسیج نام باٹ کے قریہ نیاوری کے باشندوں کے بہت سے مزرعے تھے،

محمد بن موسیٰ بن الفرات اپنے باپ یا دادا کی روایت بیان کرتا ہے (راوی کو اس معاملہ میں شبہ ہے) بادوریا کا ایک کسان میرے پاس آیا جس کا جبہ پھٹا ہوا تھا میں نے اوس کے پھٹنے کی وجہ دریافت کی اوس نے کہا لوگوں کے ازدحام کی وجہ سے اور یہ بھیڑ ایسے موقع پر ہے جہاں میں نے مدت تک ہرنوں اور خرگوشوں کو

ہنکایا ہے اس مقام سے اوس کی مراد باب الکرخ تھی ۔
بیان کیا جاتا ہے کہ خارجہ نام ربیع کا مقطع اون مقطعوں میں کا ایک ہے جو اوسے مہدی نے عطا کئے منصور نے اوسے داخلہ دیا تھا ۔
بیان کیا جاتا ہے کہ نہر طابق کردی اصل میں بابک بن بہرام بن بابک کی نہر ہے بابک ہی نے وہ جائداد آباد کی تھی جس پر اب عیسیٰ بن علی کا قصر واقع ہے اور یہ نہر بھی اوسی نے بنوائی تھی ۔
قرضۃ جعفر وہ جاگیریں جو ابو جعفر نے اپنے بیٹے کو دی تھیں اور پرانا پل ایرانیوں کا ساختہ ہے ۔
حماد الترکی کہتا ہے منصور دریائے دجلہ کے کنارے والے گرجا میں فروکش تھے یہ جگہ اب خلد کے نام سے مشہور ہے، اوس دن گرمی شدید تھی یہ ۱۴۵ ہجری کا واقعہ ہے میں اپنے جائے قیام سے نکل کر ربیع اور اوس کے مصاحبوں کے ساتھ جا بیٹھا اتنے میں ایک شخص آیا جو پہرہ دار سے گذر کر مقصورہ تک چلا آیا اور اب اوس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی ہم نے منصور سے اوس کے لیے اندر آنے کی اجازت مانگی اوس وقت سلم بن ابی سلم اوس کے پاس تھا منصور نے اجازت دیدی اوس شخص نے محمدؐ کے خروج کی اطلاع اوسے پہنچائی منصور کہنے لگے ہم ابھی مصر کو حکم بھیجتے ہیں کہ وہاں سے حرمین کو کسی قسم کا سامان خوراک نہ بھیجا جائے پھر کہنے لگے کہ اگر مصر سے غلہ کی بہم رسانی مسدود ہو جائے تو حجازیوں کی زندگی دوبھر ہو جائے گی اور قحط پڑ جائے گا، نیز اونھوں نے حکم دیا کہ عباس بن محمد والی جزیرہ کو ایک خط لکھدیا جائے اوس میں محمد کے خروج کی اطلاع دیجائے اور یہ بھی لکھدیا جائے کہ اس خط کو لکھنے کے بعد ہی میں یہاں سے کوفہ جا رہا ہوں تم سے جسقدر ہو سکے اہل جزیرہ کی فوج روزانہ مجھے بھیجتے رہو امراء شام کو بھی اونھوں نے اسی مضمون کے خط لکھدیئے اور کہا کہ چاہے ایک ہی آدمی روزانہ بھیج سکو مگر بھیجو تاکہ جو آدمی آئیں اون سے میری خراسانی فوجوں کی کمک ہو سکے جب اس کی اطلاع اوس کذاب کو ہوگی اوس کے حوصلے پست ہو جائینگے ۔
اس کے بعد ہی انھوں نے کوچ کا حکم دیدیا ہم سب نہایت شدید گرمی میں

روانہ ہوئے اور کوفے آ گئے اوس کے بعد جب تک محمد اور ابراہیم کی بغاوت فرو نہ ہو گئی منصور نے کوفہ نہ چھوڑا اوس کے بعد وہ پھر بغداد آ گئے ۔

ابو جعفر کو بغداد میں یہ خبر ملی کہ محمد بن عبداللہ نے مدینہ میں خروج کیا ہے وہ بغداد سے کوفہ روانہ ہوئے ، اثنائے راہ میں عثمان بن عمارہ بن حریم اسحق بن مسلم العقیلی اور عبداللہ بن الربیع المدانی نے اون کی طرف نظر کی یہ لوگ ان کے مصاحبین خاص تھے منصور اوس وقت اپنے گھوڑے پر سوار سفر کر رہے تھے ان کے اعزا اور اقربا ان کے گرد تھے اون کو دیکھ کر عثمان نے کہا چونکہ اس عباسی نے چالبازی ، ہوشیاری موقع شناسی کو اپنی زینت لباس بنا لیا ہے اس وجہ سے میرا خیال ہے کہ محمد اور اوس کے خاندان کو اس معاملہ میں ناکامی ہو گی علاوہ بریں جنگ و جدل میں بھی جس کے لیے محمد تیار ہوا ہے منصور ابن جذل الطعان کے ان شعروں کا مصداق ہے ۔

فکم من غارۃ و رعیل خیل  تدارکھا و قد حمی اللقاء
فرد فجیلھا حتی ثناھا  باسمر مائر فیہ التواء

شدید جنگ میں بہت سے حملوں اور رسالوں کے دستوں کا اوس نے تدارک کیا ہے اور اوس کے سپہ سالار کو اوس نے گندم گوں سیدھے نیزے کی ضرب سے مار بھگایا ہے ،

اسحق بن مسلم کہنے لگا میں نے منصور کو اچھی طرح جانچا اور پرکھا ہے وہ سخت ترش و اور کڑوا ہے مضبوط و طاقتور ہے اوس کے گرد جو اوس کے اعزا ہیں وہ ربیعہ بن مکدم کے ان شعروں کے مصداق ہیں ۔

سمالی فرسان کان وجوھھم  مصابیح تبدو فی الظلام زواھر
یقودھم کبش اخو مصمئلۃ  عبوس السری قد لوحتہ الھواجر

ایسے شہسوار میرے سامنے آئے جن کے چہرے اس طرح درخشاں تھے جس طرح شب تار میں ستارے اون کی قیادت ایک ایسا جفا کش اور مضبوط بہادر سردار کر رہا تھا جس کا چہرہ دو پہر کی لوؤں میں چلنے کی وجہ سے شکن ہو رہا تھا

عبداللہ بن الربیع کہنے لگا جناب وہ نہایت کڑوا اختم آگیں اشتر نیستان ہے

جو اپنے مقابل کو آناً فاناً پچھاڑ ڈالتا ہے اور اوس کی جان نکال لیتا ہے اور جنگ کے وقت تو اوس کی حالت ابوسفیان بن الحارث کے اس شعر کی مصداق ہوتی ہے،

وان لنا شیخا اذا الحرب شمرت بدیھتہ الا قدام قبل التوافر

ہمارا ایسا سردار ہے کہ شدید جنگ میں وہ سب سے آگے نظر آتا ہے،

چلتے چلتے منصور قصر ابن ہبیرہ آئے کوفہ میں اقامت اختیار کی اور یہاں سے اپنی فوجیں معاندین کے مقابل بھیجیں جنگ کے ختم کے بعد وہ پھر بغداد آگئے اور اب اوس کی تعمیر مکمل کی۔

## ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی بغاوت

اس سال ابراہیم بن عبداللہ بن حسن نے جو محمد بن عبداللہ بن حسن کا بھائی تھا منصور کے خلاف بصرہ میں علم بغاوت نصب کیا منصور سے لڑا اور مارا گیا۔

جب ابوجعفر نے عبداللہ بن حسن کو گرفتار کرلیا تو اس واقعہ سے محمد اور ابراہیم دونوں چوکنے ہو گئے اور عدن چلے گئے یہاں بھی اون کو اپنے متعلق خوف دامنگیر ہوا وہ سمندر کی راہ سندھ آگئے یہاں کسی نے عمرو بن حفص کو اونکا پتہ دیدیا انھوں نے سندھ بھی چھوڑا اور کوفے آگئے اوس وقت ابوجعفر کوفہ میں موجود تھے،

آمنہ بنت ابی المتہال کہتی ہے کہ ابراہیم بنی ضبیعہ کے ایک خاندان میں حارث بن عیسیٰ کے مکان میں فروکش ہوا وہ دن کو باہر نہیں نکلتا تھا اوسکے ہمراہ اوسکی ایک امّ ولد بھی تھی میں جاکر اوس سے باتیں کیا کرتی تھی جب تک وہ ظاہر نہیں ہوا ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ کون لوگ ہیں اوس کے ظاہر ہونے کے بعد میں اوس کی امّ ولد کے پاس آئی اور میں نے کہا کہ آپ ہی سے میں روز آکر باتیں کرتی تھی اوس نے کہا ہاں میں وہی ہوں مسلسل پانچ سال سے ہم کو کہیں قرار نصیب نہیں ہوا ہے کبھی فارس، کبھی کرمان، کبھی جبال، کبھی حجاز اور کبھی یمن میں قیام ہوا

مطہر بن الحارث کہتا ہے بصرہ آنے کے ارادے سے ہم مکہ سے ابراہیم

کے ہمراہ چلے ہم دس آدمی تھے راستے کے کسی مقام سے ایک اعرابی ہمارے ساتھ ہولیا ہم نے اوس سے نام پوچھا اوس نے فلاں بن ابی مصاد الکلبی بتایا یہ بصرہ کے قریب پہنچنے تک برابر ہمارے ساتھ رہا، ایک دن اوس نے مجھ سے کہا سچ کہو کیا یہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن نہیں ہے میں نے کہا نہیں یہ تو ایک شام کا باشندہ ہے، جب ہم بصرہ سے ایک رات کی مسافت پر رہ گئے تو ابراہیم ہمیں چھوڑکر آگے بڑھگیا اور اوس کی دوسری صبح کو ہم لوگ بصرہ میں داخل ہوئے۔

ابو صفوان نصر بن قدید بن نصر بن سیار راوی ہے کہ ابتدائے ۱۴۳ھ ہجری میں ابراہیم اوس وقت بصرہ آیا جب کہ حجاج حج سے فارغ ہوکر اپنے اپنے وطن ملٹے یحیٰی بن زیاد بن حسان النبطی اسے لیکر آیا تھا اوسی نے اوس کا کرایا دیا اور اوس کے ساتھ دوسری جانب محل میں بنی لیث کے ایک مکان میں اوسے اوتارا ایک عجمی سندھی جاریہ خرید کر اوس کو دی یحیٰی بن زیاد کے گھر میں اس جاریہ کے بطن سے ابراہیم کا ایک لڑکا پیدا ہوا۔ میں خود اس بچے کے جنازے میں شریک تھا یحیٰی بن زیاد نے اوس کی نماز پڑھی تھی۔

محمد بن معروف اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس سے قبل کا یہ واقعہ ہے کہ ابراہیم حیار واقع شام میں قعقاع بن خلید العبسی کی اولاد کے پاس فروکش ہوا، فضل بن صالح بن علی حاکم قنسرین نے ابو جعفر کو اس کی اطلاع ایک چھوٹے سے پرچہ پر جو اوس نے اپنے مراسلہ کے نیچے شامل کر دیا تھا لکھ بھیجی اوس اطلاع میں لکھا کہ ابراہیم یہاں آیا تھا میں نے اوسے تلاش کیا مگر معلوم ہوا کہ وہ بصرہ چلدیا ہے، جب یہ خط ابو جعفر کو موصول ہوا اُنھوں نے اوس کا ابتدائی حصہ خود پڑھا مگر چونکہ اوس میں کوئی پریشان کن خبر اون کو نہ ملی اُنھوں نے وہ خط ابوایوب المورپانی کے حوالے کردیا اوس نے بھی اوسے بغیر پورے طور پر پڑھے داخل دفتر کردیا البتہ جب دفتر پیشی والے صوبہ داروں کے خطوط کا جواب دینے کے لیئے آمادہ ہوئے تو ابان بن صدقہ نے جو اوس وقت ابو ایوب کا پیشکار تھا فضل کے خط کو تاریخ دیکھنے کے لیے کھولا پڑھتے پڑھتے اوس کی نظر اوس پرچہ پر بھی پڑگئی جب اوس نے اوس کا ابتدائی حصہ پڑھا جس میں تحریر تھا" میں امیرالمومنین کو

اطلاع دیتا ہوں،، اوس نے اس خط کو جدید موصول شدہ مراسلات میں رکھ لیا خود ابو جعفر کے پاس گیا ابو جعفر نے خط بڑھ کر حکم دیا کہ ابراہیم کی خبر کے لیئے مخبر متعین کردے جائیں اور پہرے چوکیاں بٹھا دی جائیں۔

خود ابراہیم سے روایت ہے، مجھے موصل میں سرکاری طلب نے اس قدر مضطر کر دیا کہ ایک مرتبہ مجھے ابو جعفر کے دستر خوان پر بیٹھکر پناہ لینا پڑی اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب میں موصل پہنچا اتنی سختی سے میری تلاش شروع کی گئی کہ میں پریشان ہو گیا زمین میرے قدموں کے نیچے سے نکلی جاتی تھی میرے لیئے کوئی مفر کی صورت باقی نہ رہی تھی ہر طرف میری گرفتاری کے لیئے پہرے اور چوکیاں متعین تھیں، عام لوگوں کو اب صبح کے کھانے کی دعوت دی گئی، میں بھی اون کے ساتھ سرکاری دستر خوان پر جا بیٹھا دوسروں کے ساتھ کھانا کھا کر نکل آیا اس اثنا میں تلاش ملتوی ہو چکی تھی۔

ابو نعیم الفضل بن دکین کہتا ہے کہ ایک شخص نے مطہر بن الحارث سے کہا کہ ابراہیم کوفہ سے گذرا تھا اور میں کوفہ میں اوس وقت اوس سے ملا بھی تھا۔ یہ سنکر اوس نے کہا کہ نہیں وہ کبھی کوفہ نہیں آیا البتہ وہ پہلے موصل میں تھا وہاں سے انبار آیا پھر بغداد پھر مداین اور نیل اور واسط آیا۔

نصر بن قدید بن نصر بیان کرتا ہے، ابراہیم نے بہت سے شیعہ اہلبیت فوجی عہدہ داروں کے نام خط لکھے تھے انھوں نے جواب میں لکھا کہ آپ خروج کریں ہم ابو جعفر پر دھاوا کریں گے اس وعدہ کی بنا پر ابراہیم نے خروج کیا، بڑھتا ہوا وہ ابو جعفر کے پڑاؤ تک پہنچ گیا جو اون دنوں بغداد کے ایک گرجا میں فروکش تھے انھوں نے بغداد کی داغ بیل ڈالدی تھی اور اوس کی تعمیر کا عزم کر لیا تھا ابو جعفر کے پاس ایک ایسا آئینہ تھا جس میں دیکھ کر وہ اپنے دشمن اور دوست میں تمیز کر لیتے تھے۔ اس کے متعلق ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ حسب دستور ایک دن ابو جعفر نے آئینہ میں دیکھا کہنے لگے اے مسیب بخدا میں ابراہیم کو اپنے پڑاؤ میں دیکھ رہا ہوں روئے زمین پر اوس سے زیادہ میرا دشمن اور کوئی نہیں ہے اب تم کیا کرتے ہو۔

عبداللہ بن محمد بن البواب کہتا ہے کہ ابو جعفر نے صراۃ کے پرانے پل کے بنانے کا حکم دیا یہ اوس کے دیکھنے کے لیے گئے وہاں اون کی نظر ابراہیم پر پڑی ابراہیم پچھلے پاؤں ہٹ گیا ازدحام میں مل کر ایک غلہ فروش کے پاس آیا اوس کے پاس پناہ لی اوس نے ابراہیم کو اپنے ایک بالا خانہ پر چڑھادیا اور وہاں چھپا دیا۔ ابو جعفر نے اوس کی تلاش میں بڑی جد و جہد کی اور ہر مکان پر پہرہ بٹھا دیا مگر ابراہیم چپ چاپ اپنے مکمن میں چھپا بیٹھا رہا اگرچہ ابو جعفر نے اوس کی تلاش میں اپنی انتہائی کوشش صرف کردی مگر اوسے اوس کا پتہ نہ چلا۔ اوس وقت سفیان العمی اوس کے پاس تھا اوس نے ابراہیم سے کہا کہ کب تک اس طرح چھپ کر بیٹھو گے کچھ نہ کچھ تو کرنا چاہیے چاہے اوس میں خطرہ ہی کیوں نہ ہو ابراہیم نے کہا کہ جو تمھاری سمجھ میں آئے کرو۔

سفیان ربیع کے پاس آیا اور امیر المومنین سے ملنے کی اجازت چاہی اوس نے پوچھا تم کون ہو سفیان نے اپنا نام بتادیا ربیع نے اوسے ابو جعفر کے سامنے پیش کردیا اوس پر نظر پڑتے ہی انھوں نے اوسے خوب گالیاں دیں سفیان نے کہا میں آپ کے اس عتاب کا مستحق ہوں مگر اب تو میں آپ کی خدمت میں معافی کا خواستگار ہوکر آیا ہوں اور اپنے کیے پر نادم اور تائب ہوں اگر آپ میری درخواست قبول کرلیں تو میں آپ کو ایسی بات بتاؤں جسے آپ دل سے چاہتے ہیں، ابو جعفر نے پوچھا وہ کیا بات ہے؟ اوس نے کہا میں ابراہیم بن عبداللہ کو آپ کے پاس لیے آتا ہوں میں نے اوسے اور اوس کے خاندان والوں کو اچھی طرح پرکھ لیا ہے وہ کامیاب نہیں ہوسکتے اگر میں ایسا کروں تو اس کا آپ مجھے کیا صلہ دیں گے۔ ابو جعفر نے پوچھا ابراہیم کہاں ہے اوس نے کہا غالباً اب وہ بغداد پہنچ گیا ہوگا یا عنقریب پہنچ جائے گا میں اوسے عبدسی میں خالد بن نہیک کے مکان میں چھوڑ کر آیا ہوں، آپ میرے لیے، میرے ایک غلام کے لیے اور ایک فوجی افسر کے لیے پروانہ راہداری لکھدیجیے اور میرے لیے ڈاک کے گھوڑوں پر سفر کرنے کا حکم دیدیجیے۔ بعض راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ سفیان نے منصور سے کہا کہ ایک دستہ فوج اب میرے ساتھ کردیجیے میرے اور میرے

ایک غلام کے لیے پروانہ راہداری لکھ دیجئے میں اوسے آپ کے پاس لیے آتا ہوں ابو جعفر نے پروانۂ راہداری لکھا۔ اوسے دیدیا فوج اوس کے ساتھ کردی نیز ایک ہزار دینار بھی دے کہا کہ اسے اپنی ضروریات زندگی میں صرف کرو، سفیان نے کہا کہ مجھے اس ساری رقم کی ضرورت نہیں ہے اوس نے اوس میں سے صرف تین سو دینار لے لیے وہ اوس رقم کو لیکر ابراہیم کے پاس آیا جو ایک کوٹھری میں مقیم تھا اوس نے پشمینہ کا ایک کرتہ پہن رکھا تھا اور ایک عمامہ باندھے تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اوس وقت تک غلاموں کی قبا پہنے تھا سفیان نے اوسے آواز دی کہ کھڑا ہو وہ کانپتا ہوا کھڑا ہوا اب یہ اوس پر حکومت جتانے لگا اسی طرح وہ مدائن آیا پل کے افسر نے اون کو عبور سے روکا سفیان نے پروانۂ راہداری اوس کے حوالے کردیا اوس نے پوچھا کہ تمھارا غلام کہاں ہے سفیان نے کہا یہ ہے جب پل کے افسر نے غور سے اوس غلام کے چہرے کو دیکھا تو کہنے لگا بخدا یہ غلام نہیں ہے یہ ضرور ابراہیم بن عبداللہ بن حسن ہے اچھا جاؤ میں تم کو نہیں روکتا، اوس نے اون دونوں کو چھوڑ دیا۔ ابراہیم بھاگ گیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ دونوں ڈاک کے گھوڑوں پر سوار ہوکر عبدسی آئے وہاں سے کشتی میں سوار ہوکر بصرہ آگئے اور روپوش ہوگئے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ ابو جعفر کے پاس سے نکلکر بصرہ آگیا اور ایک ایسے مکان میں جس کے دو دروازے تھے سپاہیوں سے آکرملتا وس کو ایک دروازے پر بٹھاتا اور کہتا کہ جب تک میں اندر سے نہ آؤں تم یہاں سے نہ جانا اور خود دوسرے دروازے سے نکل جاتا اسی طرح اوس نے اوس فوج کو جو ابو جعفر نے اوس کے ساتھ کردی تھی متفرق کردیا اور جب تنہا رہگیا تو اب وہ روپوش ہوگیا اسفیان بن معاویہ کو اس کی خبر پہنچی اوس نے اون سرکاری سپاہیوں کو اپنے پاس بلا لیا اب اوس نے عمی کو تلاش کرایا مگر اوس کا پتہ نہ لگ سکا

ابن عائشہ اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ اصل میں عمرو بن شداد نے ابراہیم کے لیے یہ چال نکالی تھی اور اس طرح اوس نے ان دونوں کو ابو جعفر سے بچا دیا۔

عمرو بن شداد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے روپوشی کی حالت میں ابراہیم میرے پاس مدائن آیا میں نے اوسے اپنے ایک مکان میں جو دجلہ کے کنارے واقع تھا اوتار دیا، کسی شخص نے عامل مدائن سے اس واقعہ کی بنا پر میری شکایت کردی اوس نے سو کوڑے میرے لگوائے مگر میں نے ابراہیم کے متعلق قطعی اقرار نہیں کیا، جب اوس نے مجھے چھوڑا میں نے ابراہیم سے آکر سارا ماجرا بیان کیا اوسے سن کر ابراہیم بصرہ کی سمت چلدیا۔ جب وہ شام سے بصرہ جارہا تھا تو عبدالرحیم بن صفوان اوس کے پاس گیا اور ہمرکاب ہوگیا، آخر گذار کر واپس آیا ایک دیکھنے والے نے آکر بیان کیا کہ میں نے عبدالرحیم کو ایسے شخص کے ساتھ جاتے دیکھا ہے جو ہاتکا معلوم ہوتا تھا مشجر کی ازار پہنے تھا ہاتھ میں جلاہق کی کمان تھی جس سے وہ تیر اندازی کر رہا تھا۔ جب عبدالرحیم واپس آیا تو اوس سے اس کے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ کون شخص تھا اوس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی، روپوشی کی حالت میں ابراہیم اسی قسم کا لباس پہنکر بھیس بدلتا رہتا تھا۔

نصر بن قدید کہتا ہے کہ بغداد سے پلٹ کر ابراہیم بنی کندہ میں ابو فروہ کے پاس فروکش ہوا، خود چھپا رہا یہاں اوس نے خروج کے لیے لوگوں کو اپنے سفرائکے ذریعہ دعوت شروع کی۔

عبداللہ بن الحسن بن حبیب اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ شہر اہواز کی ایک سمت میں ابراہیم دریائے دجیل کے کنارے میرے پاس مقیم تھا اور محمد بن الحصین اوس کی تلاش کر رہا تھا ایک دن اوس نے کہا کہ امیرالمومنین نے مجھے لکھا ہے کہ نجومیوں نے اونکو بتایا ہے کہ ابراہیم اہواز میں دو دریاؤں کے درمیان ایک جزیرہ میں مقیم ہے،

میں نے اوس جزیرہ کو یعنی وہ جزیرہ جو شاہ جرد اور دجیل کے درمیان واقع ہے چھان مارا مگر وہاں تو اوس کا پتہ نہ لگا اب میرا ارادہ ہے کہ میں کل شہر میں اوسے تلاش کروں کیونکہ ممکن ہے کہ جزیرہ سے امیرالمومنین کی مراد وہ جگہ ہو جو دجیل اور مرقان کے درمیان ہے، میں نے ابراہیم سے جاکر کہدیا کہ کل اس مقام میں تم کو تلاش کیا جائے گا میں نے بقیہ دن اوس کے ساتھ گذارا رات ہوتے ہی

میں اوسے لیکر نکلا اور کرنشہ کے درے، دشت ارنک کے ابتدائی حصہ میں ایک جگہ اوسے ٹھہرا آیا پھر اوسی رات میں اہواز واپس آگیا اور انتظار کرنے لگا کہ اب صبح ہو گئی ہی محمد اوس کی تلاش میں آتا ہوگا مگر وہ نہ آیا یہاں تک کہ دن ڈہل کر غروب کے قریب پہنچا مگر میں اہواز سے چل کر ابراہیم کے پاس آیا اور اوسے عشائکے وقت تک شہر لے آیا ہم دونوں دو گدہوں پر سوار تھے جب ہم شہر کے اندر آئے اور جبل مقطوع کے قریب پہنچے ہمیں ابن حصین کے رسالہ کا اگلا دستہ ملا، اوسے دیکھتے ہی ابراہیم گدہے سے کود کر دور چلا گیا اور وہاں پیشاب کرنے بیٹھ گیا اتنے میں رسالہ نے پیچھے آ لیا مگر کسی نے مجھ سے تعارض نہیں کیا جب میں ابن حصین کے پاس آیا تو اوس نے مجھ سے پوچھا اے ابو محمد اس وقت تم کہاں سے آرہے ہو میں نے کہا سر شام اپنے بعض عزیزوں سے ملنے چلا گیا تھا اب گھر واپس جارہا ہوں کہنے لگا کہو تو کچھ سپاہی ساتھ کردوں کہ وہ تمہارے گھر تک تمکو پہنچا آئیں میں نے کہا جی نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے اب یہاں سے گھر قریب رہ گیا ہے میں چلا جاؤنگا - میں چپ چاپ اوسی طرح اپنے راستے ہولیا جب رسالہ کے آخری سوار مجھ سے گذر گئے میں مڑکر پھر ابراہیم کے پاس آیا اوس کا گدھا ڈھونڈا بارے اوسے پالیا، ابراہیم اوس پر سوار ہولیا ہم دونوں چلے رات ہم نے اپنے گھر آکر بسر کی، صبح کو ابراہیم نے کہا بخدا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رات کو میں نے خون کا پیشاب کیا ہے کسی شخص کو بھیجکر دکھاؤ، میں خود اوس جگہ آیا جہاں بیٹھکر اوس نے پیشاب کیا تھا دیکھا کہ واقعی خون کا پیشاب ہے،

فضل بن عبدالرحیم بن سلیمان بن علی کہتا ہے کہ ابو جعفر کہنے لگے کہ بصرہ کے بیابانوں کی وجہ سے جہاں ابراہیم نے پناہ لی ہے اوس پر قابو پانا میرے لیے بہت کٹھن ہو گیا ہے۔

محمد بن مسعر بن العلاء راوی ہے بصرہ آکر ابراہیم نے دعوت شروع کی موسیٰ بن عمر بن موسیٰ بن عبداللہ بن خازم نے سب سے پہلے لبیک کہا وہ پوشیدہ طور پر ابراہیم کو نضر بن اسحٰق کے پاس لایا اور اوس سے اوس کی یوں تقریب ملاقات کی کہ یہ ابراہیم کا سفیر ہے ابراہیم نے اوس سے گفتگو کی اور خروج کی دعوت

دی نصر نے اوس سے کہا چونکہ میرے دادا عبداللہ بن خازم اور اوس کے دادا علی بن ابی طالب میں مخالفت تھی اسوجہ سے بطلا میں کیونکر تمھارے صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر سکتا ہوں، ابراہیم نے اوس سے کہا کہ گڑے ہوئے مردوں کو دوبارہ اوکھاڑنے سے کیا فائدہ یہ دین کا معاملہ ہے گذشتہ واقعات کا خیال نہ کرو میں تم کو حق کی دعوت دیتا ہوں۔ نصر نے کہا معاف کیجئے گا یہ بات تو میں نے محض مذاقاً کہی تھی اس کا خیال نہ کرنا حقیقت یہ ہے کہ ان گزشتہ واقعات کی بنابر میں تمہارے صاحب کی نصرت سے باز نہیں رہتا ہوں بلکہ میں لڑائی کو نہ اچھا سمجھتا ہوں اور نہ لڑنا چاہتا ہوں۔

اس گفتگو کے بعد ابراہیم تو پلٹ آیا مگر موسیٰ وہیں ٹھہر گیا، موسیٰ نے اوس سے کہا کہ بخدا یہ خود ابراہیم تھا جو تم سے گفتگو کر رہا تھا نصر کہنے لگا تم نے بہت برا کیا کہ یہ بات مجھ سے چھپائی اگر تم مجھے بتا دیتے تو میں اوس سے اس قسم کی گفتگو ہرگز نہ کرتا جو میں نے کی۔

(۲۹۰) نصر بن قدید کہتا ہے اب ابراہیم نے عوام کو دعوت دینا شروع کی یہ ابوفروہ کے مکان میں فروکش تھا سب سے پہلے نمیلہ بن مرہ عفو اللہ بن سفیان۔ عبدالواحد بن زیاد، عمر بن سلمہ الہجیمی اور عبیداللہ بن یحییٰ بن حصین الرقاشی نے اوس کی بیعت کی انھوں نے سب کو ابراہیم کی حمایت پر اوبھارا اون کے بعد عرب کے بعض اور بہادروں نے جن میں مغیرہ بن الفزع اور اوس ایسے اور جواں مرد تھے اوسکی دعوت کو قبول کیا، بعض راویوں کا خیال ہے کہ چار ہزار آدمیوں کے نام اوس کے دیوان میں لکھے گئے اور اب اوس کی تحریک علانیہ شروع ہوئی لوگوں نے ابراہیم سے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ آپ بصرہ کے وسط میں نقل مکان کریں کیونکہ وہاں سب لوگ بآسانی آپ کے پاس آسکیں گے، ابراہیم ابوفروہ کے مکان سے منتقل ہو کر اب بنی سلیم کے مولیٰ ابومروان کے مکان میں جو اہل نیسابور میں سے تھا آکر اقامت گزیں ہوا۔

یونس بن نجدہ کہتا ہے کہ ابراہیم بنی راسب میں عبدالرحمان بن حرب کا مہمان تھا یہاں سے اس نے اپنے طرفداروں کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں عفو اللہ بن سفیان۔ بردبن لبید الیشکری، مضاء التغلبی۔ طہوی، مغیرہ بن الفزع،

نمیرہ بن مرہ اور یحییٰ بن عمرو الهمانی تھے خروج کیا یہ بنی عقیل کی گڈھی سے گزرتے ہوئے طفاوہ آئے وہاں سے کرم اور نافع البیس کے مکانات سے گزرتے ہوئے بنی لیشکر کے مقبرہ میں ابو مروان کے مکان میں آئے،

عفو اللہ بن سفیان کہتا ہے میں ایک دن ابراہیم سے ملنے آیا وہ پریشان خوفزدہ بیٹھا تھا اوس نے مجھ سے کہا کہ میرے بھائی کا خط آیا ہے اوس میں انھوں نے اپنے خروج کی اطلاع دی ہے اور میرے خروج کی تحریک کی ہے اس کے بعد وہ دیر تک سر نیچا کیے غمگین صورت بنائے سوچتا رہا میں یہ کہہ کر کہ یہ بالکل معمولی بات ہے اوسے تسلی دیتا رہا میں نے کہا کہ اب آپ کو کیا فکر ہے آپ کا معاملہ مکمل ہو چکا ہے مضا، طہوی، مغیرہ، میں اور بہت سے عائد آپ کے ساتھ ہیں ہم رات کو جیل خانہ پر دھاوا کر دیں گے صبح کو ایک عالم آپ کے ہمراہ ہوگا، یہ سن کر اوسے اطمینان ہوگیا۔

(۲۹۱) محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابو جعفر نے جعفر بن حنظلۃ البهرانی کو جو بڑا صائب الرائے اور تجربہ کار مدبر تھا بلایا اور کہا کہ محمد مدینہ میں ظاہر ہو گیا ہے تم مشورہ دو کہ اس موقع پر میں کیا کروں اوس نے کہا جس قدر ممکن ہو کثیر تعداد میں اپنی فوجیں بصرہ بھیجدو، ابو جعفر نے کہا اچھا اب تم جاؤ جب میں پھر بلاؤں تو آنا چنانچہ جب ابراہیم بصرہ آگیا تو ابو جعفر نے پھر اوسے بلایا اور یہ خبر سنائی اوس نے کہا کہ مجھے اسی بابت کا خوف تھا بہتر یہ ہے کہ فوراً اوس کے مقابلہ کے لیے فوجیں روانہ کرو، ابو جعفر نے پوچھا کس بنا پر تم کو یہ خدشہ پیدا ہوا تھا اوس نے کہا اس لیے کہ محمد نے مدینہ میں خروج کیا تھا چونکہ اہل مدینہ ایسے کچھ تلوار کے دھنی نہیں ہیں کہ وہ اپنی شان و شرافت نسبی کے مطابق لڑ سکیں اب رہے اہل کوفہ وہ آپ کے زیر قدم ہیں وہ آپ کے خلاف خروج کرنے کی جرأت نہ کریں گے، اہل شام وہ آل ابی طالب کے پرانے دشمن ہیں وہ کبھی ان کا ساتھ نہیں دیں گے، اب صرف بصرہ رہگیا۔ اس مشورہ پر عمل کرنے کے لیے ابو جعفر نے عقیل کے دونوں بیٹوں کو جو بنی سطے کے اون لوگوں میں سے تھے جنھوں نے خراسان میں بود و باش اختیار کر لی تھی اور مشہور سپہ سالار تھے بصرہ روانہ کیا اوس وقت سفیان بن معاویہ بصرہ کا عامل تھا اوس نے ان دونوں کے قیام کا انتظام کر دیا۔

یحییٰ بن بدیل بن یحییٰ بن بدیل راوی ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابو جعفر نے ابو ایوب اور عبد الملک بن حمید سے پوچھا کیا تم کسی ایسے ہوشیار صاحب الرائے کو جانتے ہو جس سے ہم مشورہ کر سکیں انھوں نے کہا بدیل بن یحییٰ کوفہ میں موجود ہے ابو العباس بھی اس سے مشورہ لیتے تھے آپ ان کو بلا لیجیے، ابو جعفر نے اوسے بلا بھیجا اور کہا کہ محمد نے مدینہ میں خروج کیا ہے کیا مشورہ دیتے ہو، اوس نے کہا اہواز کو اپنی فوجوں سے بھر دو، ابو جعفر کہنے لگے کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ محمد نے مدینہ میں خروج کیا ہے اوس نے کہا میں اس بات کو جانتا ہوں مگر یاد رکھو اہواز اُس کا دروازہ ہے جس سے وہ در آئینگے ابو جعفر نے کہا بہتر ہے تمھاری راے پر عمل کیا جائے گا۔

(۲۹۲) جب ابراہیم بصرہ آرہا تھا تو اب پھر ابو جعفر نے بدیل کو بلا کر مشورہ لیا اوس نے کہا جہاں تک جلد ممکن ہو اوس کے خلاف فوجیں روانہ کرو اور اہواز سے اوسے مدد نہ پہنچنے دو،

محمد بن حفص الدمشقی (مولی قریش) بیان کرتا ہے محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابو جعفر نے اہل شام کے ایک سن رسیدہ صاحب راے اور تجربہ کار شیخ کو مشورہ کے لیے بُلایا اوس نے کہا فوراً چار ہزار باقاعدہ شامی فوج بصرہ بھیجدو، ابو جعفر نے اس مشورہ پر کوئی اعتنا نہیں کی کہنے لگے کہ بڈھا سٹھیا گیا ہے، اس کے بعد جب ابراہیم بصرہ آیا تو پھر انھوں نے اس بڈھے کو طلب کیا اور کہا کہ بصرہ میں ابراہیم نے خروج کر دیا ہے، اس نے کہا کہ شام کی فوج بصرہ بھجوا دو، ابو جعفر کہنے لگے کہ اس کام کو کون انجام دے اس نے کہا کہ تم اپنے شام کے صوبہ دار کو حکم بھیجو کہ وہ روزانہ دس سپاہی ڈاک کے ذریعہ تمھارے پاس روانہ کرتا رہے، ابو جعفر نے اس کے لیے شام لکھ بھیجا، عمرو بن حفص کہتا ہے کہ مجھے یہ سارا واقعہ خوب یاد ہے کیونکہ اوس زمانے میں میرے باپ فوج کو عطا تقسیم کرتے تھے کیونکہ وہ رات کو تقسیم ہوتی تھی اس وجہ سے میں چراغ لے کر کھڑا رہتا تھا اس وقت میں بالکل نوجوان تھا۔

سلم بن فرقد کہتا ہے کہ جب جعفر بن حنظلہ نے ابو جعفر کو شام سے فوج

بلانے کا مشورہ دیا تو اب شام کی فوجیں چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں پے در پے ان کے پاس آنے لگیں اہل کوفہ پر رعب قائم رکھنے کے لیے انھوں نے یہ کیا کہ جب اہل شام پر اون کی چھاؤنی میں رات طاری ہوتی تھی وہ انکو حکم دیتے تھے کہ شام کا عام راستہ چھوڑ کر تھوڑی دور تک شام کی سمت چلے جاؤ اور وہاں سے دوسری صبح کو شاہراہ عام سے کوفہ آؤ اس ترکیب سے اہل کوفہ کو بالکل یقین تھا کہ یہ نئی فوج ہے جو آج ہی وارد ہوئی ہے۔

عبدالحمید ابو العباس کا ایک خادم بیان کرتا ہے کہ محمد بن یزید ابو جعفر کا ایک سپہ سالار تھا اس کے پاس شہری کمیت گھوڑا تھا جب ہم کوفے میں تھے ہم نے اسے بارہا اس گھوڑے پر سوار اپنے پاس سے گزرتے دیکھا ہے۔ اس شہسوار کا سر گھوڑے کے سر سے ملجاتا تھا ابو جعفر نے اسے بصرہ بھیجدیا تھا یہ ابراہیم کے خروج تک بصرہ میں متعین تھا پھر ابراہیم نے اسے پکڑ کر قید کردیا۔

سعید بن نوح بن مجالد الضبعی کہتا ہے کہ ابو جعفر نے یزید بن عمران کے بیٹوں (۲۶۲
مجالد اور محمد کو جو ابیورد کے باشندے اور فوجی افسر تھے بصرہ روانہ کیا، مجالد محمد سے پہلے بصرہ آگیا محمد اس رات بصرہ پہنچا جس رات کہ ابراہیم نے خروج کیا تھا سفیان نے ان دونوں کو اپنے پاس روکے رکھا اور پھر اپنے ہی پاس دارالامارہ میں قید کردیا۔ ابراہیم کے ظاہر ہونے کے بعد پھر اس نے ان دونوں کو پکڑ کر انکے بیڑیاں ڈلوادیں ابو جعفر نے ان کے ہمراہ عبدالقیس کا ایک فوجی سردار معمر نام بھی بھیجا تھا۔

مجالد بن یزید الضبعی ابو جعفر کی طرف سے پندرہ سو سوار اور پانسو پیدل کے ہمراہ سفیان کے پاس آیا تھا۔

ابراہیم کے بارے میں ابو جعفر نے مشورہ لیا لوگوں نے کہا کہ اہل کوفہ اوس کے شیعہ ہیں اور کوفہ کی حالت ایک دیگ ایسی ہے جو فوراً جوش زن ہوجاتی ہے آپ اُس کا طباق ہیں کہ اگر وہ اس کے منہ پر رکھدیا جائے تو اس کا جوش فرو ہوجائے اس لیے آپ خود کوفہ چل کر وہاں مستقل اقامت اختیار کریں، ابو جعفر نے اس مشورہ پر عمل کیا۔

محمد بن سلیمان کا مولیٰ مسلم الخصی بیان کرتا ہے کہ ابراہیم کے ہنگامہ کے وقت میری عمر دس سال سے زیادہ تھی میں اس وقت ابو جعفر کی خدمت میں تھا انھوں نے ہم سب کو خاص کوفہ میں ہاشمیہ میں اُتارا اور خود اس کی پشت پر رصافہ میں فروکش ہوئے اس وقت اس کی تمام چھاؤنی میں کل پندرہ سو فوج تھی، مسیب بن زہیر اس کے محافظ دستہ کا سردار تھا اس فوج کو بھی پانچ پانچسو کے تین حصّوں میں تقسیم کردیا گیا مسیب ہر شب سارے کوفہ کا گشت کرتا تھا اور یہ عام منادی کردی گئی تھی کہ عشاء کے بعد جو شخص چلتا پھرتا ملے گا اسے پکڑ کر مناسب سزا دی جائے گی، چنانچہ عشاء کے بعد مسیب کو جو شخص ملتا۔ اسے ایک عبا میں لپیٹ کر گھوڑے پر لاد لیتا، رات بھر اسے پاس رکھتا صبح کو اس سے بازپرس کرتا اگر اطمینان بخش صفائی ملتی اسے چھوڑ دیتا ورنہ قید کردیتا۔

ابو جعفر نے تمام لوگوں پر سیاہ لباس لازم کردیا لوگوں کی یہ حالت ہوئی کہ وہ سیاہی سے اپنے کپڑے رنگ لیتے تھے، اس زمانہ میں یہ حال تھا کہ بقال تک سیاہ لباس پہننے لگے تھے کوئی اقتصاص سے کپڑا رنگ کر اسی کو پہن لیتا تھا۔ (۶۴)

عباس بن سلم قحطبہ کا مولیٰ راوی ہے امیر المومنین ابو جعفر کو ابراہیم کی طرف میلان کا جس کوفہ والے پر شبہ ہوتا وہ میرے باپ سلم کو اس کی گرفتاری کا حکم دیتے یہ رات کے آنے تک خاموش رہتا۔ جب رات اچھی طرح تاریک ہو جاتی اور خواب کی وجہ سے شہر میں سناٹا چھا جاتا یہ چپکے سے اس مشتبہ شخص کے مکان پر جاتا اور سیڑھی لگا کر اچانک گھر میں کود پڑتا اسے باہر لاتا قتل کردیتا اور اس کی مہر پر قبضہ کرلیتا اس واقعہ کی بناء پر محمد بن ابی العباس کا مولیٰ جمیل عباس بن سلم سے کہا کرتا تھا کہ اگر تیرے باپ نے اپنے ورثہ میں تیرے لیے ان مقتولوں کی صرف مہریں چھوڑی ہیں تب بھی اس کے تمام بیٹوں میں تو ہی سب سے زیادہ دولتمند ہوگا۔

سلیمان بن مجالد کا حاجب مسلم بن فرید بیان کرتا ہے کہ کوفہ میں میرا ایک دوست تھا ایک دن اس نے مجھ سے آکر کہا کہ اہل کوفہ تمہارے آقا پر اچانک حملہ کرکے اسے قتل کردینے کی تیاری کررہے ہیں اگر ممکن ہو تو تم اپنے اہل کو کسی محفوظ مقام پر منتقل کردو، میں نے سلیمان بن مجالد سے آکر یہ خبر سنائی اس نے ابو جعفر کو اطلاع دی اس

اس زمانے میں کوفہ کا ایک صراف ابن مقرون نامی ابوجعفر کا جاسوس تھا، ابوجعفر نے
اسے طلب کیا اور کہا کہ اہل کوفہ تیاری کر رہے ہیں اور تم نے اب تک مجھے اس کی
(۲۹۵) اطلاع نہیں دی، اوس نے کہا امیر المومنین یہ خبر بالکل غلط ہے میں انکی ذمہ داری
لیتا ہوں۔ ابوجعفر نے اس کی بات پر یقین کیا اور اہل کوفہ سے مطمئن ہو گیا،

ابوجعفر کی طرف سے فلاں بن معقل الخراسانی کو اس لیے قادسیہ پر متعین کیا گیا تھا کہ یہ کسی کوفہ والے کو ابراہیم کے پاس نہ جانے دے اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ چونکہ بصرہ کے راستہ پر پہرے متعین تھے اس لیے لوگ یہ کرنے لگے تھے کہ پہلے کوفہ سے قادسیہ آتے وہاں سے عذیب اور وادی السباع ہوتے ہوئے بائیں جانب صحرا کا راستہ اختیار کر کے بصرہ آجاتے ایک مرتبہ کوفہ کے بارہ آدمی اس غرض سے روانہ ہوئے جب یہ وادی السباع پہنچے وہاں ان کو بنی اسد کا ایک موالی بکر نام سراف کا جو واقصہ سے دو میل ورے واقع ہے رہنے والا اور مسجد سوالی کے اہالی سے تھا ملا اس نے ابن معقل کو جا کر اسکی خبر کر دی اوس نے ان کا تعاقب کیا قادسیہ سے چار فرسخ ورے مقام خفان پر ان کو پکڑ لیا اور سب کو قتل کر دیا۔

ابراہیم بن سلم کہتا ہے کہ فرافصۃ العجلی نے اچانک طور پر کوفہ پر دھاوا کرنا چاہا تھا مگر ابوجعفر کی موجودگی سے اس کی جرات نہ ہو سکی۔ اور ابن ماعز الاسدی خفیہ طور پر ابراہیم کے لیے بیعت کرتا پھرتا تھا۔

غزوان پہلے قعقاع بن ضرار کی اولاد کا غلام تھا پھر اسے ابوجعفر نے خرید لیا تھا ایک دن اس نے ان سے کہا کہ یہ کشتیاں جو موصل سے آرہی ہیں ان میں سفید نشان والے ہیں اور یہ ابراہیم کے پاس جا رہے ہیں ابوجعفر نے فوج کی
(۲۹۶) ایک جماعت اس کے ساتھ کر دی موصل اور بغداد کے درمیان مقام باجمشا پر اس نے انھیں جا ملایا اور سب کو قتل کر دیا۔ یہ مسافر تاجر تھے جن میں بعض بڑے عابد و زاہد اور دوسرے برگزیدہ اصحاب بھی تھے ان میں ایک شخص ابوالعرفان شعیب السمان کی اولاد میں تھا وہ کہنے لگا اے غزوان کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے میں تو ابوالعرفان تمہارا ہمسایہ ہوں میں تو آٹا لیکر آیا تھا وہ میں نے

اس جماعت کے ہاتھ فروخت کیا ہے مگر غزوان نے کسی کی کچھ نہ سُنی بلا استثنا، سب کو تہ تیغ کردیا اور ان کے سروں کو کوفہ بھیجدیا جہاں وہ تشہیر کے لیے اسحٰق الازرق اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مکان کے درمیان مدینۂ ابن ہبیرہ تک منظر عام پر سولی پر لٹکا دیئے گئے ابو احمد عبداللہ بن راشد کہتا ہے کہ میں نے ان سروں کو مٹی کے تھوؤں پر نصب دیکھا۔

کمہاروں کی ایک جماعت راوی ہے کہ ہم موصل میں مقیم تھے وہاں حرب الراوندی دو ہزار فوج کے ساتھ ان خارجیوں کی سرکوبی کے لیے جنھوں نے جزیرہ میں سر اٹھایا تھا چھاؤنی ڈالے پڑا تھا اتنے میں ابو جعفر کا حکم اسے ملا کہ تم میرے پاس واپس آجاؤ یہ موصل سے روانہ ہوا جب یہ باحمشا پہنچا تو اس مقام کے باشندوں نے اس سے تعرض کیا اور کہنے لگے کہ ابراہیم کے خلاف ابوجعفر کی مدد کے لئے ہم تم کو یہاں سے آگے نہ بڑھنے دیں گے اس نے کہا کہ تم یہ کیا کررہے ہو میں تمھارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا میں تو مسافر ہوں میرا پیچھا چھوڑدو مجھے جانے دو مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور کہا کہ ہم ہرگز ہرگز تم کو آگے نہ بڑھنے دینگے، حرب الراوندی ان سے لڑ پڑا اور ان کا بالکل قلع قمع کردیا پانچسو سر لیکر ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہوا ساری روئداد سنائی ابوجعفر کہنے لگے بشارت ہو یہ ہماری پہلی فتح ہے۔

بنی یزید بن حاتم کا مولیٰ دفیف بن راشد نے ابراہیم کے خروج سے ایک رات پہلے سفیان بن معاویہ سے آکر کہا کہ آپ سواروں کو میرے ساتھ بھیجئے میں ابراہیم کو یا زندہ پکڑ کر آپ کے پاس لیے آتا ہوں یا اس کا سر لے آؤنگا، سفیان نے کہا کیا تجھے اور کوئی کام نہیں ہے تجھے اس میں دخل دینے سے کیا تو اپنا کام کر۔ دفیف اسی رات عراق سے روانہ ہوکر یزید بن حاتم کے پاس آگیا (۲۹۷)
جو مصر میں تھا،

جابر بن حماد سفیان کا کوتوال کہتا ہے کہ ابراہیم کے خروج سے ایک دن پہلے میں نے سفیان کو اطلاع دی تھی کہ میں جب بنی لیشکر کے مقبرہ سے گزر رہا تھا تو وہاں لوگوں نے مجھ پر آوازے کسے اور پتھر مارے۔ سفیان کہنے لگا کیا اس کے

سوا اور کوئی راستہ تمہارے لیے نہ تھا۔
عاقب، سفیان کی کوتوالی کے سپاہیوں کا ایک افسر ابراہیم کے خروج سے ایک دن پہلے اتوار کے دن بنی یشکر کے مقبرہ سے گذرا وہاں لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ ابراہیم موجود ہے اور خروج کی تیاری کر رہا ہے مگر اس نے اس خبر پر کوئی توجہ نہ کی اور اپنی راہ ہو لیا۔
ابو عمرو الحوضی کہتا ہے کہ جب سفیان محصور ہو گیا تو ابراہیم کے ساتھیوں نے اسے پکارنا شروع کیا کہ مخزومیوں کے مکان میں تم نے جو بیعت کی تھی اسے یاد کرو ابراہیم کے قتل ہونے کے بعد سفیان ایک کشتی میں گزر رہا تھا اسوقت ابو جعفر اپنے قصر پر برآمد تھے اسے دیکھ کر کہنے لگے یہ سفیان معلوم ہوتا ہے لوگوں نے کہا بجا ہے کہنے لگے بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ حرامزادہ اس طرح میرے قابو سے نکل جائے۔ اس پر سفیان نے ابراہیم کے ایک سردار سے کہا کہ تم میرے پاس ٹھہرو کیونکہ تمہارے سوا ہمارے دوسرے ساتھی اس معاملہ سے آگاہ نہیں ہیں جو میرے اور ابراہیم کے درمیان پیش آیا ہے۔
نصر بن فرقد کہتا ہے باوجودیکہ کرزم السدوسی صبح و شام ابراہیم اور اس کے پاس آنے والوں کی اطلاع سفیان سے کرتا رہتا تھا مگر سفیان نے اس کے خلاف قطعاً کوئی کارروائی نہیں کی اور نہ اس کی تحقیق و تفتیش کی، بیان یہ کیا جاتا ہے کہ سفیان بن معاویہ جو ان دنوں منصور کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا ابراہیم بن عبداللہ سے مل گیا تھا اور اس وجہ سے وہ اپنے آقا کا وفادار و خیر خواہ باقی نہیں رہا تھا۔
ابراہیم بن کے بصرہ آنے کے وقت میں ارباب سیر کا اختلاف ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ وہ یکم رمضان ۱۴۵ھ ہجری کو بصرہ آیا۔
(۲۹۸) محمد بن عمر کہتا ہے جب محمد بن عبداللہ بن حسن نے ظاہر ہو کر مدینے اور مکے پر قبضہ کر لیا اور لوگوں نے اسے خلیفہ تسلیم کر لیا اس نے اپنے بھائی ابراہیم بن عبداللہ کو بصرہ بھیجا ابراہیم یکم رمضان ۱۴۵ھ ہجری کو بصرہ میں داخل ہوا اور اس پر قابض ہو گیا بصرہ میں اس نے سفید لباس اختیار کیا اس کے ساتھ اہل بصرہ نے

بھی سفید لباس پہنا جن اصحاب نے اس کی تائید میں خروج کیا تھا ان میں عیسیٰ بن یونس، معاذ بن معاذ، عباد بن العوام، اسحٰق بن یوسف الازرق، معاویہ بن ہشام اور علماء فقہا کی ایک جماعت تھی، یہ رمضان اور شوال بصرہ ہی میں رہا جب اسے اپنے بھائی محمد بن عبداللہ کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو اب اس نے ابو جعفر کے مقابلہ کے لیئے خود کوفہ پر پیشقدمی کرنے کی تیاری کی، یہ محمد بن عمر کا قول ہے جن لوگوں نے ابراہیم کے بصرہ آنے کا زمانہ ۱۴۳ھ ہجری کہا ہے ان کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں البتہ یہ بات رکھی تھی کہ اس اثناء میں وہ پوشیدہ طور پر بصرہ میں اپنے بھائی محمد کے لیے دعوت دیتا رہا۔

جن دو سرداروں کو ابو جعفر نے سفیان کی مدد کے لیے بھیجا تھا ابراہیم کے خروج سے پہلے سفیان انھیں اپنے پاس بلا لیتا تھا اور ان کو کسی قسم کی کارروائی کرنے کا موقع نہیں دیتا تھا، جب ابراہیم نے اس سے خروج کا وعدہ کر لیا تو سفیان نے اس رات ان دونوں سپہ سالاروں کو اپنے پاس بلا کر روک لیا، اسی وقت ابراہیم نے خروج کیا اور اس نے سفیان اور ان دونوں کا محاصرہ اور پھر گرفتار کر لیا۔ (۲۹۹)

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابو جعفر نے مجالد، محمد اور یزید کو جو تینوں بھائی تھے ابراہیم کے ظاہر ہونے سے پہلے ان کی فوجوں کے ساتھ بصرہ بھیجا تھا، انھوں نے اپنی فوجیں اپنے سے آگے روانہ کر دی تھیں یہ بصرہ میں پے در پے داخل ہونا شروع ہوئیں ان کو دیکھ کر ابراہیم کو خوف پیدا ہوا کہ اگر چند سے میں اور خاموش رہا تو بہت زیادہ فوج یہاں آجائے گی اس خیال سے اس نے فوراً خروج کر دیا۔

نصر بن قدید بیان کرتا ہے ابراہیم نے شب دوشنبہ غرّہ ماہ رمضان ۱۴۵ ہجری کو خروج کیا یہ اپنے مکان سے دس بارہ جوانمردوں کے ساتھ جن میں عبیداللہ بن یحییٰ بن حصین الرقاشی بھی تھا، بنی یشکر کے مقبرہ آگیا، نیز اسی شب میں ابو حماد الابرص دو ہزار فوج کے ساتھ سفیان کی مدد کے لیے بصرہ آیا باقاعدہ قیام کے انتظام ہونے تک یہ جمعیت رحبہ میں فروکش رہی۔

اب ابراہیم مقابلہ پر بڑھا سب سے پہلے جو کامیابی اسے حاصل ہوئی وہ اسما فوج کے جانور اور اسلحہ تھے جو اس کے قبضہ میں آگئے اس نے مسجد جامع میں صبح کی نماز لوگوں کو پڑھائی، سفیان سرکاری محل میں قلعہ بند ہو بیٹھا اس کے ہمراہ اس کے دادھیالی کچھ رشتہ دار بھی تھے اب ہزارہا آدمی ابراہیم کے پاس آنے لگے ان میں سے بعض تو محض تماشائی تھے اور بعض اس کی امداد کے لیئے آئے تھے جب اس کے مددگاروں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی اور سفیان نے محسوس کیا کہ اب مقابلہ عبث ہوگا اس نے امان کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی، اس غرض کی تکمیل کے لیے مطہر بن جویریۃ السدوسی خفیہ طور پر ابراہیم کے پاس آیا اس نے جب اس کے لئے وعدۂ معافی لے لیا تو اب اس نے قصر کا دروازہ ابراہیم کے لیئے کھولدیا۔ ابراہیم اندر آیا پیش دالان میں اس کے بیٹھنے کے لیے ایک حصیر بچھا دی گئی، اسی وقت ایسی تیز ہوا چلی کہ اس سے وہ الٹ گئی، لوگوں نے فال بدلی مگر ابراہیم نے دکھانے کے لیے تو کہدیا کہ ہم شگون کے قائل نہیں ہیں اور اس اولٹی حصیر پر ہی بیٹھ گیا مگر اس واقعہ کا اثر اس کے چہرہ پر نمایاں ضرور تھا۔

(۳۰۰) قصر میں آتے ہی ابراہیم نے وہاں سے سفیان بن معاویہ کے علاوہ اور سب لوگوں کو نکال دیا البتہ سفیان کو قصر ہی میں نظر بند کر دیا اور دکھا دے کے لیے معمولی ہلکی سی بیڑیاں بھی اسے پہنا دیں یہ قید محض اس لیے دی گئی تھی کہ ابو جعفر کو سفیان کی وفا داری پر شبہ نہ پیدا ہو بلکہ وہ یہی خیال کرے کہ ابراہیم نے تو اسے قید کر دیا تھا۔

سلیمان بن علی کے بیٹوں جعفر اور محمد کو جو اس وقت بصرہ میں تھے ابراہیم کے قصر امارت پر قابض ہونے اور سفیان کو قید کر دینے کی خبر معلوم ہوئی یہ اسکے مقابلہ پر جیسا کہ بیان کیا گیا ہے چھ سو فوج کے ساتھ جس میں پیدل سوار اور قادر انداز سب ہی تھے بڑھے ابراہیم نے انکے مقابلہ پر مضاء بن القاسم الجزری کو صرف اٹھارہ سوار اور تیس پیدل سپاہیوں کی جمعیت کے ساتھ بھیجا مضاء نے ان دونوں کو شکست دی، اس کے ایک سپاہی نے محمد کو جا لایا اور اس کی ران میں

نیزہ مار دیا۔ اس کے بعد ہی ابراہیم کے نقیب نے منادی کر دی کہ کسی مفرور کا تعاقب نہ کیا جائے بلکہ وہ خود قصر سے نکل کر زینب بنت سلیمان کے دروازے پر آیا اور کہا کہ آل سلیمان کو امان کامل دی جاتی ہے ہمارا کوئی آدمی ان سے تعرض نہ کرے۔

بکر بن کثیر بیان کرتا ہے جب ابراہیم نے جعفر اور محمد پر فتح پائی اور بصرہ پر قبضہ کر لیا تو اسے بیت المال میں چھ لاکھ درہم ملے اس نے اس رقم کو حفاظت رکھنے کا حکم دیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے دو کروڑ درہم ملے۔ بہر حال اس رقم سے اوس کی طاقت بہت بڑھ گئی اس نے ہر شخص کو پچاس پچاس درہم دیئے،

بصرہ پر قبضہ کے بعد اس نے ایک شخص حسین بن ثولا کو اہواز بھیجا تاکہ یہ وہاں اس کے لیے بیعت کرلے یہ شخص اس فرض کو بوجہ احسن انجام دیکر پھر ابراہیم کے پاس واپس آگیا اب ابراہیم نے پچاس آدمیوں کے ساتھ مغیرہ کو اہواز پر قبضہ کرنے بھیجا یہ اس کام پر روانہ ہوا اہواز پہنچتے پہنچتے پورے دو سو آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے اس وقت ابو جعفر کی طرف سے محمد بن الحصین اہواز کا عامل تھا جب اسے مغیرہ کی پیشقدمی کا علم ہوا تو یہ ایک روایت کے مطابق چار ہزار فوج کے ساتھ اس کی مقاومت کو نکلا قصبۂ اہواز سے دو میل کے فاصلہ پر دشت اریک پر دونوں کا مقابلہ ہوا ابن حصین اور اس کی فوج کو شکست ہوئی، مغیرہ اہواز میں داخل ہو گیا۔ (۳۰۱)

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم کے بصرہ سے باخمریٰ جانے کے بعد مغیرہ اہواز گیا

محمد بن خالد المربعی کہتا ہے کہ بصرہ پر قبضہ کر کے جب ابراہیم نے کوفہ کی سمت جانا چاہا تو اس نے نمیلہ بن مرۃ العبشمی کو بصرہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور ہدایت کی کہ وہ مغیرہ بن الفزع کو جو ہدلہ بن عوف کے خاندان سے تھا اہواز بھیجدے، محمد بن حصین العبدی ان دنوں اہواز کا عامل تھا، نیز ابراہیم نے عمرو بن شداد کو فارس کا عامل مقرر کر کے فارس بھیجدیا۔ یہ جب رام ہرمز سے گزرا تو وہاں یعقوب بن الفضل سے اس کی ملاقات ہوئی جو وہاں کا عامل تھا اس نے اسے اپنی دعوت میں شرکت کی دعوت دی یعقوب اس کے ساتھ ہو لیا۔ عمرو بن شداد فارس

آیا۔ اسماعیل بن علی بن عبداللہ ابوجعفر کی جانب سے فارس کا عامل تھا عبدالصمد بن علی اس کا بھائی بھی اوس وقت اس کے پاس تھا، جب عمرو بن شداد اور یعقوب بن الفضل اصطخر پہنچ گئے تب اسماعیل اور عبدالصمد کو ان کے فارس کی جانب پیشقدمی کرنے کی اطلاع ہوئی یہ تیزی کے ساتھ دار ابجرد کی طرف جھپٹے اور وہاں جا کر دونوں قلعہ بند ہو بیٹھے اس طرح سارا علاقۂ فارس بلا مزاحمت عمرو بن شداد اور یعقوب بن الفضل کے ہاتھ آگیا، اب بصرہ اہواز اور فارس پر ابراہیم کی حکومت قائم ہوگئی۔

سلیمان بن ابی شیخ راوی ہے کہ ابراہیم کے بصرہ میں ظاہر ہونے کے بعد حکم بن ابی غسلان الیشکری سترہ ہزار فوج کے ساتھ بصرہ کی سمت چلا یہ واسط آگیا جہاں ہارون بن حمید الایادی ابوجعفر کی طرف سے متعین تھا، حکم کی پیشقدمی کی خبر سنکر یہ قصر کے ایک تنور میں جا چھپا مگر پھر وہاں سے نکال لیا گیا، اہل واسط حفص بن عمر بن حفص بن عمر بن عبدالرحمان بن الحارث بن ہشام بن المغیرہ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ ابن یحییٰ کے مقابلہ میں آپ واسط پر حکومت کرنے کے زیادہ اہل ہیں چنانچہ اب حفص نے واسط کو اپنے تصرف میں لے لیا یشکری وہاں سے چلا گیا حفص نے ابو مقرن الہجیمی کو اپنا کوتوال مقرر کیا،

عمر بن عبدالغفار بن عمرو الفقیمی، فضل بن عمرو الفقیمی کا بھائی بیان کرتا ہے کہ ابراہیم ہارون بن سعد سے ناراض تھا اس سے کلام بھی نہیں کرتا تھا۔ ابراہیم کے خروج کے بعد ہارون بن سعد سلم بن ابی واصل سے آکر ملا اور اس سے کہا کہ اپنے صاحب کو میری اطلاع کرد اور پوچھو کیا انکو اس اہم کام میں ہماری ضرورت نہیں ہے سلم نے کہا میں ابھی چلتا ہوں وہ ابراہیم کے پاس آیا اور کہا کہ ہارون بن سعد آپ کی خدمت میں حاضر ہے، ابراہیم نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، سلم نے کہا آپ ہارون کے بارے میں ایسا نہ کریں اس نے اس معاملہ میں اس قدر اصرار کیا کہ آخر ابراہیم کو اس کی بات ماننا ہی پڑی اسے اندر بلایا ہارون نے کہا آپ کا جو کام سب سے زیادہ مشکل اور اہم ہو وہ میرے سپرد کیجئے ابراہیم نے واسط اس کے سپرد کر دیا اور اسے اس کا عامل مقرر کر دیا۔ (۳۰۲)

ابوالصعدی کہتا ہے ہارون بن سعد العجلی (کوفی) جسے ابراہیم نے بصرہ سے روانہ کیا تھا ہمارے ہاں آیا یہ ایک نہایت ذی اثر اور معزز سردار تھا جو اہل بصرہ اس کے ہمراہ تھے ان میں طہوی سب سے زیادہ مشہور و معروف بہادر تھے اہل واسط میں سے جو شخص بہادری میں اس کا ہمسر تھا وہ عبدالرحیم الکلبی تھا، یہ بھی بڑا دلاور تھا جو سردار اس کی مدد کے لیے بھیجے گئے تھے یا خود آ گئے تھے ان میں عبدویہ کروام الخراسانی تھا اس جماعت کا مشہور دلیر و جری سردار صدقہ بن لکار بھی تھا اسی کے متعلق منصور بن جمہور کہتا تھا کہ اگر صدقہ میرے ساتھ ہو تو چاہئے میرا مقابل کوئی ہو مجھے اس کی پرواہ نہیں رہتی، ابوجعفر نے ہارون بن سعد کے مقابلہ پر عامر بن اسماعیل المسلی کو بعض راویوں کے قول کے مطابق پانچ ہزار فوج کے ساتھ اور دوسرے کے قول کے مطابق بیس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ کئی جھڑپیں ان میں ہوئیں۔

(۳۰۳) ابن ابی الکرام سے روایت ہے جب میں محمد کا سر لیکر ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت عامر بن اسماعیل نے واسط پر ہارون بن سعد کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ خود ابراہیم کے بصرہ سے نکلنے کے پہلے ہی ابوجعفر کی فوجوں اور اہل واسط کی جنگ ہو چکی تھی۔

سلیمان بن ابی الشیخ کہتا ہے کہ عامر بن اسماعیل نے نیل کے پیچھے اپنا پڑاؤ ڈالا تھا پہلے ہی معرکہ میں ایک حبشی غلام نے عامر پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ زخمی ہو کر گر پڑا اس سقہ کو اس کی شخصیت معلوم نہ تھی ابوجعفر نے عامر کو ایک ڈبیہ بھیجی جس میں صمغ عربی تھا اور کہلا کر بھیجا کہ اسے اپنے زخموں پر لگاؤ کئی مرتبہ دونوں حریفوں میں لڑائیاں ہوئیں جن میں اہل بصرہ اور واسط کے بے شمار آدمی مارے گئے ہارون اون کو لڑنے سے منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ بہتر یہ ہے کہ ہمارے صاحب کا ان کے صاحب سے مقابلہ ہو جائے اس وقت ہمارے لئے بات بالکل صاف ہو جائیگی اب تم لوگ کیوں اپنی جانیں ضایع کرتے ہو ان کو بچاؤ مگر وہ کسی طرح نہ مانتے تھے مگر جب ابراہیم بصرہ سے روانہ ہو کر باخمریٰ آیا تو اب دونوں فریق نے جنگ روک دی اور اس بات پر عارضی سمجھوتہ کر لیا کہ جب حریفوں کا مقابلہ ہوگا تو جو ان میں

غالب ہوگا ہم اس کا اتباع کرلیں گے چنانچہ جب ابراہیم مارا گیا تو عامر بن اسمٰعیل نے واسط میں داخل ہونا چاہا مگر اہل واسط نے اسے اندر نہ آنے دیا۔

سلیمان کہتا ہے جب ابراہیم کے قتل اور ہارون کے بھاگنے کی خبر اہل واسط کو ہوئی انھوں نے امان کے وعدہ پر عامر سے صلح کرلی مگر ان میں سے ایک بڑی جماعت نے اس کے وعدہ معافی پر اعتبار نہیں کیا اور وہ واسط سے چلی گئی اب عامر بن اسمٰعیل واسط میں داخل ہوکر وہیں مقیم ہوگیا مگر اس نے کسی کو نہ چھیڑا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ عامر نے اہل واسط سے معاہدہ صلح میں یہ شرط کی تھی کہ میں اہل واسط کو شہر واسط میں قتل نہ کرونگا مگر اب اس کی فوج والوں نے یہ حرکت شروع کی کہ وہ جس واسط کے باشندے کو شہر سے باہر پاتے اسے قتل کردیتے ابراہیم کے قتل کے بعد جب اہل واسط اور عامر کے درمیان صلح طے پاگئی تو ہارون بن سعد بصرہ کی طرف بھاگ گیا مگر بصرہ پہنچنے سے پہلے ہی اثنائے راہ میں مرگیا،

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس صلح کے بعد وہ روپوش ہوگیا تھا اور محمد بن سلیمان (۳۰۴)
کے کوفہ کا والی مقرر ہونے تک وہ برابر روپوش رہا، البتہ پھر محمد بن سلیمان نے اسے امان دی اور اس کا پتہ چلایا یہ مطمئن ہوکر ظاہر ہوگیا محمد بن سلیمان نے اس سے کہا کہ تم اپنے خاندان کے دوسو آدمیوں کے نام دیوان میں لکھوا دو تاکہ ان کی معاش مقرر کی جائے اس کا ارادہ اس کام کے کردینے کا ہوگیا تھا اور اس کے لیے وہ سوار ہوکر محمد سے ملنے روانہ ہوا مگر راستے میں اس کا ایک چچیرا بھائی اس سے ملا اور اس نے ہارون سے کہا کہ تم کہاں جارہے ہو بخدا تم کو دھوکہ دیا گیا ہے یہ سنتے ہی وہ اُلٹے پاؤں پلٹا اور روپوش ہوگیا اسی حالت میں اس نے انتقال کیا اس کے روپوش ہوجانے کے بعد محمد نے اس کا مکان منہدم کرادیا۔

ظاہر ہونے کے بعد ابراہیم بصرہ میں مقیم رہا اب یہاں سے وہ اپنے عہدہ دار اطراف واکناف میں متعین کرکے روانہ کرنے اور مختلف شہروں کو فوجیں بھیجنے لگا وہ اس کام میں مصروف تھا کہ اسے اپنے بھائی محمد کے

مارے جانے کی اطلاع ملی۔

نصر بن قدید کہتا ہے ابراہیم نے بصرہ میں بہت سے خاص قوانین نافذ کروئے تھے عید الفطر سے تین دن پہلے اسے اپنے بھائی محمد کی موت کی اطلاع ہوئی یہ سب لوگوں کو لے کر عید گاہ گیا اسی وقت اس کے چہرے سے رنج و غم کے آثار ہویدا تھے وہاں اس نے سب سے محمد کے قتل کی خبر سنائی اسے سن کر اب اس کے ساتھی ابو جعفر کے مقابلہ میں پہلے سے زیادہ حزم و احتیاط سے لڑنے لگے دوسرے دن صبح کو اس نے بصرہ سے روانگی کے لیے شہر سے باہر پڑاؤ ڈالا۔ نمیلہ کو بصرہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے حسن کو بھی بصرہ میں چھوڑ دیا۔

علی بن داؤد کہتا ہے جب عید کے دن ابراہیم نے ہمارے سامنے خطبہ پڑھا تو میں نے اس کے چہرہ کو غور سے دیکھا موت کے آثار نمایاں تھے، نماز سے فارغ ہو کر میں نے اپنے گھر والوں سے آکر کہدیا تھا کہ یہ شخص مارا جائیگا۔

محمد بن معروف اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے، جب سلیمان کے بیٹے جعفر اور محمد بصرہ سے چلے گئے تو انھوں نے مجھے ابراہیم کی خبر دینے ابو جعفر کے پاس روانہ کیا، میں نے ابو جعفر سے پوری کیفیت بیان کی کہنے لگے اب میں کیا کروں میرے پاس اس وقت صرف دو ہزار فوج ہے میری فوج کا بڑا حصہ یعنی تیس ہزار فوج رے میں مہدی کے ساتھ ہے اسی طرح محمد بن الاشعث کے پاس افریقیا میں چالیس ہزار فوج ہے اور باقی فوج عیسیٰ بن موسیٰ کے ساتھ ہے بخدا اگر میں اس قضیہ میں کامیاب ہو گیا تو آئندہ ہمیشہ کم از کم تیس ہزار فوج اپنے پاس متعین رکھوں گا اور اسے اپنے پڑاؤ سے باہر نہ جانے دونگا۔

عبداللہ بن راشد کہتا ہے اس وقت ابو جعفر کے پاس کچھ فوج نہ تھی (۳۰۵)
کچھ تھوڑے سے حبشی اور دوسرے لوگ تھے ان کے حکم سے چھاؤنی میں رات کے وقت آگ کے الاؤ روشن کیے جاتے تھے جو رات بھر جلتے رہتے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ بہت فوج ہے حالانکہ وہاں اس آگ کے سوا اور کوئی نہیں ہوتا تھا۔

جب ابراہیم کے خروج کی اطلاع ابو جعفر کو ہوئی انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مدینہ لکھا کہ اس خط کے دیکھتے ہی تم وہاں کے تمام کام چھوڑ کر فوراً میرے پاس آؤ، عیسیٰ بن موسیٰ کچھ ہی دنوں کے بعد ابو جعفر کے پاس پہنچ گیا اس نے اسی کو فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا نیز سلم بن قتیبہ کو رے سے بلا کر جعفر بن سلیمان کے پاس بھیجدیا۔

سلم بن قتیبہ سے مذکور ہے کہ جب میں ابو جعفر کے پاس آیا انھوں نے کہا کہ تم فوراً روانہ ہو جاؤ عبداللہ کے بیٹوں نے خروج کیا ہے تم ابراہیم کا رخ کرو اس کی جمعیت سے خوف نہ کھانا بخدا یہ دونوں بنی ہاشم کے اونٹ ہیں یہ سب مارے جائیں گے دل کھول کر قتل کرنا جو بات میں تم سے اس وقت کہہ رہا ہوں اس پر پورا بھروسہ رکھو تم میری اس بات کو آیندہ یاد رکھو گے چنانچہ واقعہ بھی یہ ہوا کہ تھوڑی مدت میں ابراہیم مارا گیا اس پر مجھے ابو جعفر کی وہ بات یاد آتی تھی اور میں تعجب کرتا تھا کہ ان کی پیشین گوئی کس قدر سچی ثابت ہوئی،

سعید بن سلم کہتا ہے ابو جعفر نے اسے فوج کے میسرہ کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔ بشار بن سلم العقیلی، ابو یحییٰ بن خریم اور ابو ہریرہ اسان بن مخیس القشیری کو اس کے ساتھ کر دیا۔ سلم نے اہل بصرہ کے نام خط لکھے اس میں انکو اطاعت حکومت کی دعوت دی چنانچہ بنی باہلہ عرب اور ان کے موالی اس سے آملے ادوسری طرف منصور نے مہدی کو جو اس وقت رے میں تھا لکھا کہ تم خازم بن خزیمہ کو اہواز روانہ کرو مہدی نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے چار ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ خازم کو اہواز روانہ کیا یہ اہواز آکر مغیرا سے لڑا۔ مغیرہ بصرہ چلا آیا اور خازم اہواز میں داخل ہو گیا، اس نے تین دن تک شہر کو قتل و غارت کیا۔

سندی کہتا ہے میں محمد کے فتنہ کے زمانہ میں منصور کا خادم تھا ندیہ میں انکے سامنے کھڑا ہوتا تھا جب ابراہیم کی شورش نے نازک صورت اختیار کر لی اور معاملہ دشوار ہو گیا تو میں نے منصور کو دیکھا کہ اس نے پچاس راتوں سے بھی زیادہ مسلسل مصلی پر گذارے اسی پر رات کو سو جاتا تھا ایک رنگین جبہ اوس نے پہن رکھا تھا اس کا گریبان اور ڈاڑھی کے نیچے رہنے والا سارا حصہ میل سے آلودہ ہو گیا تھا۔ (۳۰۶)

مگر جب تک اللہ نے اسے فتح نہ دیدی نہ اس نے وہ جُبّہ بدلا اور نہ مصلیٰ چھوڑا البتہ اس زمانہ میں جب وہ دربار کے لئے بیٹھتا تو اس جُبّہ پر ایک سیاہ کپڑا اوڑھکر اپنی مسند پر آکر بیٹھ جاتا مگر اندر جاکر اس کی پھر وہی ہیئت ہو جاتی۔ اس زمانے میں ربیانہ جس نے مدینہ سے دو خوبصورت عورتیں ایک فاطمہ بنت محمد بن عیسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ اور دوسری ام الکریم بنت عبداللہ (جو خالد بن اسید بن ابی العیص کی اولاد میں تھا) منصور کو ہدیہ بھیجیں تھیں ان سے ملنے کو نہ آئی چونکہ منصور نے ان دونوں عورتوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا اس وجہ سے اس نے ان سے شکایت کی کہ آپ کے اس عدم التفات اور سرد مہری کا ان دونوں پر بہت بُرا اثر ہوا اور انکو آپ سے سوءِ ظن ہو گیا ہے اس پر منصور نے اسے جھڑک دیا اور کہا کہ یہ زمانہ عورتوں سے تمتع کرنے کا نہیں ہے جب تک مجھے معلوم نہ ہولے کہ ابراہیم کا سر میرے پاس آتا ہے یا میرا سر اس کے پاس جاتا ہے میں ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔

بصرہ چھوڑنے کے بعد سلیمان کے بیٹوں محمد اور جعفر نے ایک خرجی کے ٹکڑے پر کہ صرف وہی اس وقت اس کام کے لیے دستیاب ہو سکا منصور کو ابراہیم کے بصرہ پر قبضہ کرنے کی اطلاع لکھ بھیجی جب یہ خط اوسے ملا اور اس نے قاصد کے ہاتھ میں خرجی کا ایک ٹکڑا دیکھا وہ فوراً تاڑ گیا کہ ضرور اہل بصرہ نے ابراہیم کے ساتھ ہوکر مجھ سے دغا کی ہے خط پڑھنے کے بعد اس نے عبدالرحمان الختلی اور ابو یعقوب مالک بن ہیثم کے داماد کو بلا کر رسالہ کی زبردست جمعیت کے ساتھ محمد اور جعفر کے پاس روانہ کیا اور ان دونوں کو ہدایت کی کہ ملتے ہی ان کو اپنے پاس روک لینا (۳۰۷)
کہیں جانے نہ دینا البتہ جہاں وہ پڑاؤ کریں تم بھی فروکش ہو جانا ان کے ہر حکم کی تعمیل کرنا۔ نیز منصور نے ان دونوں کے نام بھی خط لکھا اس میں انکو بہت ہی بزدل اور کمزور ٹھہرایا اور اس بات پر کہ ابراہیم کو انکی موجودگی میں بصرہ پر حملہ کرنے کی جرات ہوئی اور اس کے ارادے اور نیت سے یہ دونوں بے خبر رہے ان کی خوب زجر و توبیخ کی خط کے آخر میں یہ شعر لکھے

ابلغ بنی ھاشم عنی مغلغلۃ　　فاستیقظوا ان ھذا فعل نوام

تند والذ ئاب علی من لا کلاب لہ و تتقی مربض المستنفر الحام

بآ بانگ دہل بنی ہاشم سے کہدو کہ وہ بیدار ہو جائیں ان کی موجودہ حالت خواب کی ہے قاعدہ کی بات ہے کہ جس ریوڑ کے حفاظت کے لیے کتے نہیں ہوتے اسی پر بھیڑیئے حملہ آور ہوتے ہیں اور جس ریوڑ کے بچانے والے محافظ موجود ہوتے ہیں بھیڑیئے ان کے پاس بھی نہیں آتے

حجاج بن قتیبہ بن مسلم کہتا ہے جس زمانے میں منصور محمد اور ابراہیم کے فتنہ میں مشغول تھے میں ان کے ملنے گیا اسی زمانے میں انکو بصرہ۔ اہواز فارس، مدائن، واسط اور علاقہ سواد کے اپنے قبضے سے نکل جانے کا حال معلوم ہوا تھا اس وقت منصور ایک چھڑی کو زمین پر مار رہے تھے اور یہ شعر اپنی مثال میں انکے وردزبان تھا۔

ونصبت نفسی للریاح دریئۃ ان الرئیس لمثل ذالک فعول

میں نے اپنی جان نیزوں کے لیے بطور نشانہ پیش کردی ہے اور بیشک سردار ایسا ہی کیا کرتا ہے۔

میں نے کہا، اللہ امیر المومنین کے اعزاز کو تا دوام قائم رکھے اور ان کے دشمن کے مقابلہ میں ان کی نصرت کرے آپ پر عشئا کے یہ شعر صادق آتے ہیں

وان حربھوا وقدت بینھم نحرت لھم بعد ابرادھا

وجدت صبوراً علی حرھا وکرالحرب وتر دادھا

جب جنگ کا شعلہ ان میں روشن ہو جاتا ہے اور اس کی خفیف ٹھنڈک کے بعد وہ انکے لیے پھر بہت گرم ہو جاتی ہے اس وقت میں باوجود اس کی حدت اور متواتر پلٹے کھانے کے نہایت ہی صابر اور مستقل مزاج ثابت ہوتا ہوں۔ منصور نے کہا اے حجاج ابراہیم کو میری شجاعت، بہادری اور ناقابل تسخیر ہونے کا علم ہے مگر اس علاقہ کوفہ کی وجہ سے جو میری فرودگاہ پر آنکھیں لگائے ہوئے ہے اور اس وجہ سے کہ اہل سواد میری سرکشی اور مخالفت پر آمادہ ہو کر اس کے ساتھ ہیں اسے یہ جرات ہوئی کہ وہ بصرہ سے خود مجھ پر چڑھائی کر رہا ہے مگر میں نے بھی ہر جگہ کا نہایت مناسب ومعقول انتظام کر دیا ہے اور خود اہل بصرہ کے مقابلہ (۳۰۸)

پر مشہور و معروف. بہادر اقبالمند سعید و مبارک سردار عیسیٰ بن موسیٰ کو ایسی فوج کثیر کے ساتھ جو اچھی طرح تمام ضروریات جنگ سے مسلح ہے بھیجا ہے مگر میں اللہ سے مدد مانگتا ہوں اور وہی اس کے شر سے مجھے محفوظ رکھے گا اور جو طاقت و قوت مجھے حاصل ہے یہ سب اللہ ہی کی بدولت ہے۔

ایک دوسرے سلسلہ سے ۔۔ابی حجاج بن قتیبہ بیان کرتا ہے جب اس دور میں میں منصور کے سلام کی غرض سے حاضر ہوا تو میرا گمان تھا کہ چونکہ پے درپے نقصان کی خبریں موصول ہوئی ہیں نیز بے شمار فوجوں نے ان کو گھیر لیا ہے اس کے علاوہ خود کوفہ میں ان کی فرودگاہ کے سامنے ایک لاکھ تلواریں ایک اشارے پر ان کے خلاف اٹھنے کے لئے تیار ہیں وہ میرے سلام کا جواب بھی نہ دے سکیں گے مگر اس کے برعکس میں نے انکو نہایت مستقل مزاج شاہین کی طرح تیز و جری پایا وہ ان حادثات اور واقعات کو کامل صبر و ثبات اور ہوش کے ساتھ برداشت کر کے ضروری اور مناسب تدابیر میں مصروف تھے حسب نفع عمل کرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس پر قابو رکھتے ہیں یہ نہیں تھا کہ ان واقعات کی وجہ سے وہ ہراساں یا گھبرائے ہوگئے ہوں۔

یونس الجرمی کہتا ہے محمد بن عبداللہ نے اپنے بھائی کو ابو جعفر سے لڑنے بھیجا تھا مگر عمرو بن سلمہ کی بیٹی نے اس کا دل تو اپنے مقصد سے اچاٹ کر دیا اور برخلاف اس کے ان دنوں عتیمیہ ابو جعفر کے پاس بھیجی گئی انھوں نے ابراہیم کے قضیہ سے فارغ ہونے تک نظر اٹھا کر بھی اسے نہیں دیکھا اور فرودگاہ کے کسی گوشہ میں اسے ڈالدیا بصرہ آنے کے بعد ابراہیم نے ہنکنہ بنت عمرو بن سلمہ (۳۰۹) سے نکاح کرلیا تھا یہ روزانہ خوب عطر و تیل لگا کر رنگین کپڑے پہن بن سنور کر اسکے پاس آتی تھی۔

جب ابراہیم نے ابو جعفر پر پیشقدمی کا ارادہ کیا تو بشر بن سلمہ نے نیلہ الھوی اور اہل بصرہ کے فوجی سرداروں کی ایک جماعت کو ابراہیم کے پاس پیش کیا، انھوں نے اس سے کہا جب کہ بصرہ اہواز فارس اور واسط آپ کے قبضہ میں آچکے ہیں تو اب مناسب یہ ہے کہ آپ یہیں قیام کریں اور فوج کو مقابلہ پر

بھیجدیں تاکہ اگر کوئی دستہ فوج شکست کھا جائے تو آپ دوسری فوج اس کی مدد کے لیے بھیجدیں اسی طرح اگر کسی سردار کو ہزیمت ہو تو کسی دوسرے سردار کو اس کی مدد پر بھیجدیجئے اس طرح دشمن پر آپ کا رعب و دبدبہ قائم ہو جائے گا وہ آپ سے خوف کرے گا، آپ اوس سے محفوظ رہیں گے مالگذاری وصول کریں گے اور اس طرح آپ کی حکومت کو استحکام حاصل ہوگا اس کے بعد بھی آپ اپنی رائے کے مختار و مجاز ہیں۔ اس پر اہل کوفہ نے کہا کہ کوفہ میں بیشتر لوگ ایسے ہیں کہ وہ آپکی صورت دیکھتے ہی آپ کے لیے اپنی جانیں قربان کر دینگے اور اگر انھوں نے آپ کو نہ دیکھ پایا تو اس وقت مختلف اسباب و اثرات ایسے ہیں کہ ان کی وجہ سے وہ اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھ جائیں گے اور کوئی آپکی مدد کے لئے نہیں آئے گا۔ اس بنیاد پر اہل کوفہ نے اس قدر اصرار کیا کہ آخر کار ابراہیم خود ہی کوفے روانہ ہوا۔

عبداللہ بن جعفر المدینی کہتا ہے کہ ہم ابراہیم کے ہمراہ بصرہ سے چل کر باخمریٰ آئے جب ہم نے وہاں پڑاؤ کر دیا تو ایک رات ابراہیم میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ ہم ساری فرودگاہ کا چکر لگاتے ہیں۔ لشکر میں اسے گانے بجانے کی آواز آئی، اسے سنکر وہ پلٹ آیا دوسری مرتبہ پھر وہ ایک رات کو میرے پاس آیا اور کہا کہ میرے ساتھ چلو ذرا لشکر کا ایک چکر لگا آئیں میں اس کے ساتھ ہوا، اب پھر اوس نے گانے بجانے کی آواز سُنی اوسے سُنکر ابراہیم پلٹ آیا کہنے لگا کہ بھلا ایسی فوج سے نصرت کی کیا توقع ہوسکتی ہے۔

عفان بن مسلم الصفار بیان کرتا ہے کہ جب ابراہیم نے چھاؤنی ڈالی تو چونکہ میرے بہت سے ہمسایہ اس کے ساتھ ہوگئے تھے اس وجہ سے میں اس کی فرودگاہ میں آیا، میرا اندازہ یہ ہوا کہ دس ہزار سے بھی کم آدمی اسکے ساتھ تھے مگر داؤد بن جعفر بن سلیمان کہتا ہے کہ ابراہیم کے دیوان میں ایک لاکھ اہل بصرہ درج تھے۔

(۳۱۰) ابوجعفر نے پندرہ ہزار فوج کے ساتھ عیسیٰ بن موسیٰ کو ابراہیم کے مقابلہ پر روانہ کیا، حمید بن قحطبہ کو تین ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقدمہ پر

متعین کیا خود ابو جعفر نہر البصرین تک عیسیٰ کو پہنچانے گئے اور یہاں سے پلٹ آئے۔
اب ابراہیم اپنی ماخور کی فرود گاہ سے جو بصرہ کے ویرانے میں واقع تھی کوفہ کی سمت چلا
اوس بن مہلہل القطعی کہتا ہے کہ اسی سفر میں ابراہیم کا گزر ہمارے پاس ہوا ہم اس وقت
قباب میں جو قباب اوس کے نام سے مشہور ہے مقیم تھے میں اپنے باپ اور چچا کے
ہمراہ اس کے پاس آگیا اور ساتھ ہولیا جس وقت ہم اس کے پاس پہنچے وہ گھوڑے پر سوار
فرودگاہ کے لیے موزوں مقام تلاش کر رہا تھا اور اس وقت میں نے اسے اپنی
حالت کی مثال میں قطامی کے چند شعر پڑھتے سنا انکو سنکر میں نے اپنے ساتھی سے
کہدیا کہ ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص خود اپنے مقابلہ پر آنے سے نادم ہے،

جب یہ کرفشا پہنچا تو میں نے اس سے کہا کہ یہاں میری قوم آباد ہے میں ان سے
خوب واقف ہوں آپ عیسیٰ اور اس کی فوج کے مقابلہ پر نہ بڑھئیے اگر آپ اجازت
دیں تو میں آپ کو ایک خفیہ راستے سے کوفہ پہنچا دیتا ہوں ابو جعفر کو خبر بھی نہ ہونے
پائے گی کہ آپ اس کی موجودگی میں کوفہ میں داخل ہو جائیں گے اس مشورہ کو قبول
کرنے سے اس نے انکار کر دیا تو میں نے کہا کہ ہم بنی ربیعہ ہیں ہم شب خون مارنے
کی عادی ہیں آپ اجازت دیں ہم عیسیٰ کی فوج پر شب خون مارتے ہیں مگر اس نے
کہا کہ میں شب خون مارنے کو پسند نہیں کرتا۔

سعید بن ہریم اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ میں نے ابراہیم سے کہدیا (۳۱۱)
تھا کہ تاوقتیکہ تمھارا کوفہ پر قبضہ نہ ہو جائے تم کو ابو جعفر پر کامیابی نہیں ہو سکتی البتہ
باوجود اس کی کوفہ میں مدافعت کی ساری تیاری کے تم کوفہ پر قابض ہو جاؤ تو
پھر کہیں وہ نہیں ٹھہر سکتا، اس کے علاوہ کوفہ میں میرے تھوڑے اعزہ ہیں مجھے
اجازت دو کہ میں خفیہ طور پر ان کے پاس جاؤں اور خفیہ طور پر ہی تمھاری بیعت کے
لیے دعوت دوں اور جب ایک اچھی جمعیت میرے ساتھ ہو جائے اس وقت
علی الاعلان تمھارے لیے شعار بلند کردوں جو شخص وہاں کسی کو تمھاری دعوت دیتے
سنے گا فوراً اس پر لبیک کہے گا۔ جب خود کوفہ کے اطراف واکناف میں ابو جعفر کو یہ
مہیب آواز سنائی دے گی مجھے یقین ہے کہ حلوان کے ادھر پھر کوئی چیز اسے اپنی
طرف متوجہ نہیں کر سکتی اور وہ کہیں ٹھہر نہ سکے گا۔

ابراہیم نے بشیر الرحال سے پوچھا اے ابو محمد بتاؤ تم کیا کہتے ہو اس نے کہا کہ اگر اس تجویز میں کامیابی کا پورا اعتماد ہو تو بے شک اس پر عمل کرنا سزاوار ہے مگر مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اس دعوت پر ایک چھوٹی سی جماعت کوفہ سے نکل کر ہمارے پاس آجائیگی اس کا خمیازہ کوفہ کی تمام آبادی کو یہ بھگتنا پڑے گا کہ ابو جعفر اپنے رسالہ سے ناکردہ گناہ عورتیں، بچے اور بوڑھوں سب کو بلا استثنا تباہ کر دے گا اور اس کا وبال تمھارے اوپر ہوگا نیز جس فائدہ کی امید ہے وہ بھی حاصل نہ ہوگا، اس جواب پر میں نے بشیر سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم تو یہاں ابو جعفر اور اس کی فوج سے لڑنے آئے ہو پھر تم سن رسیدہ ضعیف العمر، کمسن بچے، عورتوں اور مردوں کے قتل سے کیونکر بچنا چاہتے ہو کیا تم کو یاد نہیں کہ رسول اللہ صلعم نے ایک سریہ بھیجا تھا اور اس نے قتل عام کیا جسے تم پسند نہیں کرتے، بشیر نے کہا کہ ان کا معاملہ علیحدہ ہے وہ سب مشرک تھے ہمارا حریف مسلمان ہے ہمارا اور اس کا دین اور قبلہ ایک ہے اس کے ساتھ مشرکوں کا سلوک نہیں کیا جا سکتا، ابراہیم نے بشیر کی رائے کا اتباع کیا اور مجھے کوفہ جانے کی اجازت نہیں دی، ابراہیم وہاں سے روانہ ہو کر باخمریٰ آیا۔

خالد بن اسید الباہلی کہتا ہے جب ابراہیم نے باخمریٰ پر پڑاؤ کیا تو سلم بن قتیبہ نے حکیم بن عبد الکریم کے ذریعہ اسے پیام بھیجا کہ تم کھلے ہوئے میدان میں اتر پڑے ہو تمھاری زندگی اس سے بہت گراں مایہ ہے کہ وہ اس طرح خطرہ میں پڑے بہتر ہے کہ تم فوراً اپنے گرد خندق بنا لو تاکہ صرف ایک ہی سمت سے تم پر کوئی حملہ کر سکے اور اگر ایسا نہیں کرتے تو میں تم کو بتاتا ہوں کہ ابو جعفر نے اپنی فرودگاہ کو بالکل ننگا کر دیا ہے حفاظت کا کوئی ذریعہ وہاں نہیں ہے تم ایک چھوٹی سی جماعت لیکر بڑھو اور اس کی پشت سے اُسے آلو،

ابراہیم نے اپنے مصاحبین سے بلا کر اس باب میں مشورہ لیا وہ کہنے لگے کہ ہمارا پلہ ان پر بھاری ہے ہمیں اپنے گرد خندق بنانے کی کیا ضرورت ہے بخدا ہم کبھی ایسا نہ کریں گے، ابراہیم نے کہا تو اچھا ہم یہ تو کریں کہ اچانک عقب سے اس پر حملہ کر دیں کہنے لگے کہ اس کی بھی ضرورت نہیں، وہ ہماری مٹھی میں ہے نکل نہیں سکتا ہم جب چاہیں گے اس کا قلع قمع کر دیں گے، ابراہیم نے حکیم سے کہا سن رہے ہو (۳۱۲)

واپس ہو جاؤں میں کیا کر سکتا ہوں۔

ابراہیم بن سلم اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ہمارا اور دشمن کا مقابلہ ہوا تو ہمارے ساتھیوں نے دشمن کے مقابلہ پر ایک ہی صف قائم کی۔ میں نے صف سے نکل کر ابراہیم سے کہا کہ ایک صف ہونا مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر صف کا کوئی حصہ پسپا ہوتا ہے تو وہ چھوٹ جاتا ہے اور پھر کوئی ترتیب باقی نہیں رہتی بہتر یہ ہے کہ اس تمام فوج کے کئی دستے بناؤ تاکہ اگر ایک دستہ کو شکست ہو تو دوسرا تو اپنی جگہ قائم رہے اس پر سب چلا اٹھے کہ نہیں ہم تو اہل اسلام کے طریقہ ہی پر جنگی ترتیب قائم کریں گے اس سے ان کا اشارہ اللہ کے اس قول کی طرف تھا یقاتلون فی سبیلہ صفاً۔ (وہ ایک صف بنا کر اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں)

عسفاء کہتا ہے کہ جب ہم باخمریٰ پر فروکش ہوئے تو میں نے ابراہیم سے جا کر کہا کہ کل صبح دشمن تمھاری مغربی سمت کا راستہ تم پر اس لئے مسدود کر دے گا تاکہ اسلحہ اور سواری کے جانور ادھر سے تم کو نہ پہنچ سکیں تمھارے ساتھ اہل بصرہ کے بہت سے آدمی نہتے ہیں مجھے اجازت دو میں دشمن پر شب خون مارتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ان کی جماعتوں کے پرزے پرزے کر دونگا، ابراہیم نے کہا میں سنت میں لوگوں کا خون بہانا نہیں چاہتا اس پر میں نے کہا یہ خوب کہی آپ حکومت بھی چاہتے ہیں اور قتل کو بھی ناپسند کرتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے؟

محمد بن عمر راوی ہے "جب ابراہیم کو اپنے بھائی محمد بن عبداللہ کے قتل کی خبر ملی یہ ابوجعفر منصور سے لڑنے کوفہ کی طرف بڑھا انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو اس کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ تم میرے پاس آؤ، ابوجعفر کا قاصد یہ خط اس وقت عیسیٰ کے پاس لیکر پہنچا جبکہ وہ عمرہ کا احرام باندھ چکا تھا، اس نے عمرہ ترک کر دیا اور ابوجعفر کے پاس چلا آیا، انھوں نے اسے بہت سے سرداروں باقاعدہ فوج اور پورے سازو
سامان کے ساتھ ابراہیم بن عبداللہ کے مقابلہ پر بھیج دیا۔ ابراہیم بھی ایک بڑی جماعت (۳۱۳)
کے ساتھ جو اگرچہ عیسیٰ بن موسیٰ کی فوج سے تعداد میں زیادہ تھی مگر اس میں زیادہ تر معمولی آدمی تھے مقابلہ پر آیا مقام باخمریٰ پر جو کوفہ سے سولہ فرسنگ فاصلہ پر واقع ہے دونوں حریف نبرد آزما ہوئے نہایت شدید خونریز جنگ ہوئی، حمید بن قحطبہ

عیسیٰ بن موسیٰ کے افسر مقدمۃ الجیش کو ہزیمت ہوئی اس کے ساتھ تمام فوج نے شکست کھائی اور راہ فرار اختیار کی مگر عیسیٰ بن موسیٰ نے ان کو روکا ثابت قدمی وجاں نثاری کے لیے خدا کا واسطہ دیا مگر کسی نے اوس کی نہ سُنی اور بھاگتے چلے گئے، اب حمید بن قحطبہ بھاگتا ہوا عیسیٰ کے سامنے آیا عیسیٰ نے اس سے کہا اے حمید اللہ اللہ جان نثاری اور وفاداری کے اظہار کا یہی تو موقع ہے اس نے کہا جناب والا اب اس ہزیمت میں طاعت کا خیال کیسے؟ اسی طرح ساری فوج دشمن کے مقابلہ سے فرار ہوکر عیسیٰ کے پاس سے گزر گئی اس کے اور ابراہیم کی فرودگاہ کے درمیان کوئی بھی باقی نہ رہا مگر عیسیٰ بن موسیٰ بدستور اسی مقام پر جہاں وہ ابتدائے جنگ سے کھڑا ہوا تھا اپنے ۱۰۰ خاص خدمت گاروں اور دوستوں کے ساتھ ڈٹا رہا کسی نے اس سے کہا بھی کہ تاوقتیکہ آپ کی فوج پلٹ کر آئے اس مقام کو عارضی طور پر چھوڑ دیجئے اور جب فوج پلٹ آئے تو پھر اسے لیکر جوابی حملہ کیجئے مگر عیسیٰ نے کہا میں اس مقام سے کبھی نہ ہٹونگا اب چاہے اس میں مارا جاؤں یا اللہ مجھے فتح دے مگر میں یہ نہیں چاہتا کہ لوگ کہیں کہ عیسیٰ بھاگ گیا،

عیسیٰ بن موسیٰ نے خود اپنے باپ سے ایک مرتبہ کہا کہ جب امیرالمومنین نے مجھے ابراہیم کے مقابلہ پر بھیجنے کا ارادہ کر لیا تو انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ خبیثا یعنی نجومی یہ کہتے ہیں کہ جب دشمن سے تمہارا مقابلہ ہوگا تو ابتدا میں تمہاری فوج کو عارضی طور پر پسپا ہونا پڑے گا مگر وہ فوج پلٹ کر پھر تمہارے پاس آجائے گی اور نتیجہ تمہارے موافق ہی ہوگا چنانچہ بخدا یہی واقعہ پیش آیا کہ جنگ شروع ہوتے ہی دشمن نے ہمیں شکست دی اس وقت میں نے اپنے گرد دیکھا تو صرف تین یا چار آدمی میرے ساتھ رہ گئے تھے میرے غلام نے جو میرے گھوڑے کی لگام تھامے تھا مجھ سے کہا کہ (۳۱۴)
جب سب جا چکے ہیں تو آپ اکیلے کیوں ٹھہرتے ہیں، میں نے کہا میں ہرگز ایسا نہیں کرونگا اگر اب میں اپنے خاندان کے دشمن کے مقابلہ سے منہ موڑوں گا تو میرے خاندان والے کبھی میری صورت دیکھنا گوارا نہیں کریں گے زیادہ سے زیادہ جو اس وقت مجھے سوجھی وہ یہ بات تھی کہ اس مفرور سے جو میرے پاس سے گذرتا اور اس سے میری شناسائی ہوئی ہیں کہتا کہ ذرا میرے خاندان والوں کو میرا سلام

کہدینا اور یہ بھی کہدینا کہ آپ لوگوں کے لیے چونکہ میں اپنی جان سے زیادہ قیمتی کوئی اور شے فدیہ میں نہیں دے سکتا تھا اس لیے وہ آپ کی خاطر میں نے لگادی۔

میں اسی پریشانی میں تھا اور لوگ برابر بھاگے چلے جارہے تھے کہ اتنے میں سلیمان کے بیٹے جعفر اور محمد نے ابراہیم کی پشت پر سے اس پر دھاوا کیا ابراہیم کی جو فوج ہمارا تعاقب کررہی تھی اسے اس پیش قدمی کا کچھ علم نہ ہوا البتہ جب انھوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو انھیں معلوم ہوا کہ ان کے عقب میں لڑائی شروع ہے یہ دیکھتے ہی وہ ہماری فوج کا تعاقب چھوڑ کر ابراہیم کی طرف پلٹے اب ہماری فوج ان کا تعاقب کرتی ہوئی پھر پلٹ کر میدان کارزار میں آئی نتیجہ وہی ہوا کہ ہمیں کامیابی اور فتح ہوئی یہ بات ضرور ہے کہ اس روز اگر سلیمان کے بیٹے نہ ہوتے تو ہماری ذلت ورسوائی میں کچھ شبہ باقی نہ رہا تھا، نیز خدا کی یہ کارسازی ملاحظہ کیجئے کہ جب ہماری فوج والے بے تحاشا بھاگے جارہے تھے تو دو بلند گھاٹیوں والی نہر انکے سامنے حائل ہوگئی ان بلند گھاٹیوں کی وجہ سے وہ اس میں کو دنہ سکے اور کسی اور مقام کی پایابی کا حال ان کو معلوم نہ تھا اس وجہ سے بھی وہ سب کے سب پھر پلٹ آئے۔

اس کے متعلق محمد بن اسحٰق بن مہران کہتا ہے کہ طلحہ کی اولاد میں کچھ لوگ اس وقت باخمریٰ میں سکونت پذیر تھے انھوں نے ابراہیم اور اس کی فوج کو پریشان کرنے کے لیے اس نہر کو ان کی سمت کاٹ دیا تھا چنانچہ صبح کو اس کی فرودگاہ میں پانی ہی پانی بھر گیا، مگر دوسرے راوی یہ کہتے ہیں کہ خود ابراہیم نے اس خیال سے کہ ایک ہی جانب سے دشمن اس پر حملہ کرسکے اس نہر میں پانی بہادیا تھا، اور اسی نے فرار کی حالت میں اس کے دشمن کو بھاگنے سے روکدیا۔ اب جبکہ ابراہیم کی فوج کو شکست ہوئی ابراہیم اپنے طرفداروں (۳۱۵)
کی ایک چھوٹی جماعت کے ساتھ میدان میں جمارہا یہ جماعت اس کی حمایت میں کٹ کٹ کر لڑ رہی تھی اس کی تعداد میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض راوی کہتے ہیں کہ ان کی تعداد پانچسو تھی، بعض نے چارسو اور دوسروں نے صرف ستر بیان کی ہے۔

محمد بن عمر کہتا ہے، عیسیٰ کی فوج نے شکست کھاکر راہ گریز اختیار کی مگر عیسیٰ بدستور اپنی جگہ جمارہا اب ابراہیم بن عبداللہ اپنی فوج کے ساتھ عیسیٰ کی طرف بڑھا اس کی فوج کا غبار قریب تر ہوتا گیا یہاں تک وہ قریب آیا کہ عیسیٰ اور اس کے ہمراہیوں نے

ابراہیم کو دیکھ لیا اسی نوبت پر ایک سنہ سوار سامنے آیا اور آتے ہی وہ پھر ابراہیم کی طرف پلٹ پڑا اور سیدھا اس کی طرف ہولیا یہ حمید بن قحطبہ تھا اس نے اپنے سر کے بال پلٹ لیے تھے اور ایک زرد رنگ کی پٹی سر پر باندھ رکھی تھی اس کے پلٹتے ہی تمام فوج اوس کے ساتھ پلٹ پڑی چنانچہ جو لوگ بھاگے تھے وہ بلا استثنا سب کے سب پھر میدان جنگ میں واپس آ گئے اور دشمن سے پھر دست و گریباں ہوئے نہایت ہی شدید و خونریز معرکۂ جدال و قتال گرم رہا حریفوں نے ایک دوسرے کے ہزارہا آدمی قتل کر دیئے اب حمید بن قحطبہ نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مشہور مقتولین کے سر بھیجنا شروع کئے ایک سر اس کے پاس ایسا آیا جس کے ہمراہ بہت سے لوگ شور مچاتے ہوئے ساتھ تھے عیسیٰ کے پاس آیا لوگوں نے کہا کہ یہ ابراہیم کا سر ہے اس نے ابن ابی الکرام الجعفری کو بلا کر دکھایا اس نے کہا یہ اس کا سر نہیں ہے اس کے بعد دوبارہ شدید جنگ مزید شدت و استقلال سے پھر شروع ہو گئی اور اس تمام دن ہوتی رہی یہاں تک کہ ایک بے اندازہ تیر جس کے متعلق معلوم نہیں کہ کس نے چلایا تھا ابراہیم کے حلقوم میں آکر پیوست ہوا اس نے اسے ذبح کر دیا ابراہیم اپنے مقام سے ہٹ گیا اور کہنے لگا کہ مجھے اتارو لوگوں نے اسے سواری پر سے اتارا اوس وقت وہ کہہ رہا تھا جو اللہ نے مقدر کیا تھا وہ پورا ہو کر رہا ہم نے کچھ ارادہ کیا اللہ نے اس کے خلاف ارادہ فرمایا اب وہ زخمی خون میں لت پت زمین پر اتار دیا گیا اس کے تمام خاص دوست اور ہمراہی اس کے گرد جمع ہو گئے اور نہایت بہادری سے اسے بچانے کے لیے جانفروشی کرنے لگے اس مجمع کو دیکھ کر حمید بن قحطبہ کھٹک گیا اس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اس جماعت پر حملہ کرو اور جس طرح بنے (۳۱۶)
اسے اس مقام سے ہٹا کر دیکھو کہ یہ کیوں ایک جگہ اس طرح جمع ہوئے ہیں۔ حمید کی فوج نے اس جماعت پر نہایت دلیری اور بے جگری سے حملہ کیا اور بڑی سخت لڑائی کے بعد ان کو ابراہیم سے ہٹا دیا اور پھر اس کے قریب پہنچ کر حملہ آوروں نے اس کا سر کاٹ لیا اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس لے آئے اس نے ابن ابی الکرام الجعفری کو وہ سر دکھایا اس نے کہا ہاں یہ ابراہیم کا سر ہے یہ سنتے ہی فرط انبساط میں عیسیٰ زمین پر اتر کر سربسجدہ ہو گیا اس نے اس سر کو منصور کے پاس بھیج دیا۔ بروز دوشنبہ

سنہ ۱۴۵ ہجری کے ماہ ذی قعدہ کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ ابراہیم قتل ہوا قتل کے وقت اڑتالیس سال عمر تھی خروج سے قتل تک پانچ دن کم تین ماہ زندہ رہا۔

ابوصلاہ سے دریافت کیا گیا کہ ابراہیم کیونکر مارا گیا کہنے لگا یہ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ ابراہیم اپنے گھوڑے پر سوار عیسیٰ بن موسیٰ کی اس فوج کو جو اس کے مقابلہ سے شکست کھا کر بھاگ رہی تھی دیکھ رہا تھا، ابراہیم کی فوج والے بھگوڑوں کو بری طرح قتل کر رہے تھے خود عیسیٰ نے اپنے گھوڑے کی تھوتھری کو پلٹا لیا تھا، ایک بٹے ہوئے تاگے کی موٹی قبا ابراہیم کے جسم پر تھی اس کی وجہ سے اسے سخت گرمی محسوس ہونے لگی، اس نے اپنی قبا کے بند کھول دیئے جس کی وجہ سے وہ اس کے سینے سے اتر گئی اور اس کا پیٹ نظر آنے لگا اتنے میں ایک بے نشانہ تیر اس کے شکم میں آکر پیوست ہو گیا اس وقت میں نے اسے دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑے سے لپٹ گیا اور اس مقام سے پلٹ آیا زیدیوں نے ہر طرف سے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا۔

محمد بن ابی الکرام راوی ہے جب عیسیٰ کی فوج نے شکست کھائی تو ابراہیم کی فوجیں اس کے تعاقب میں چلیں اتنے میں ابراہیم کے نقیب نے اعلان کیا کہ مفرور کا تعاقب نہ کیا جائے اس حکم کو سن کر تمام فوجیں اپنے اپنے نشان لیے ہوئے پلٹ آئیں انکو واپس ہوتا دیکھ کر عیسیٰ کے ہزیمت خوردہ فوج نے یہ خیال کیا کہ یہ شکست کھا کر پسپا ہو رہے ہیں اس خیال کے ساتھ ان کے حوصلے بڑھ گئے وہ انھیں کے پیچھے خود پلٹ آئے اور جوابی حملہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ واقعی ابراہیم کو شکست ہو گئی۔

(۳۱۷) بیان کیا گیا ہے کہ جب ابوجعفر کو عیسیٰ کی فوج کی پسپائی کی خبر ہوئی انھوں نے رے چلے جانے کا عزم کر لیا تھا۔

سلم بن فرقد، سلیمان بن مجالد کا حاجب بیان کرتا ہے کہ جنگ شروع ہوتے ہی عیسیٰ کی فوج کو بری شکست ہوئی ان میں کوئی ترتیب یا قوت مقاومت باقی نہ رہی تھی بلکہ عیسیٰ کی فوج کے بعض سپاہی کوفہ میں آ چکے تھے مجھ سے میرے ایک کوفی دوست نے کہا کچھ خبر بھی ہے تمہارے ساتھی کوفہ آ گئے ہیں یہ دیکھو ابو ہریرہ

کا بھائی فلاں مکان میں موجود ہے اور وہ فلاں فلاں شخص کے گھر میں موجود ہے اب تم اپنی جان اہل وعیال اور مال کے بچانے کا انتظام کرلو، میں نے سلیمان بن مجالد سے یہ حال بیان کیا اس نے ابو جعفر سے جاکر بیان کیا کہنے لگے کہ خبردار اس بات کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دینا بلکہ اس کا خیال ہی ترک کردو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ خود کوفہ والے مجھ پر حملہ کردیں گے، شہر کے ہر دروازے پر اونٹ اور گھوڑے تیار رکھے جائیں تاکہ اگر ایک سمت سے ہم پر دھاوا ہو تو ہم دوسری سمت سے بچ کر بھاگ سکیں راوی سے جب دریافت کیا گیا کہ بصورت مجبوری ابو جعفر کہاں جانے کا ارادہ کرتے تھے کہنے لگا وہ رے جانا چاہتے تھے،

نیبنحت منجم ابو جعفر کے پاس آیا کہنے لگا امیر المومنین فتح آپ ہی کو ہوگی اور ابراہیم مارا جائے گا ابو جعفر نے اس کی بات نہ مانی اس پر اس نے کہا کہ آپ مجھے اپنے پاس روک لیجئے اگر میرا حکم سچ نہ ثابت ہو تو آپ میری گردن اڑا دیں ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ابو جعفر کو ابراہیم کے شکست کھانے کی اطلاع ملی اس وقت انھوں نے معقر بن ادس بن حمار البارقی کا یہ شعر اپنے حسب حال پڑھا

فالقت عصاها واستقرت بها النوی　　کما قر عینا بالایاب المسافر

اس نے اقامت کے لیے لکڑی ٹکادی اور اس طرح جدائی جاتی رہی جیسے کہ مسافر کی مراجعت سے آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے، ابو جعفر نے اس صلے میں اسی وقت (۳۱۸) نیبنحت کو دو ہزار جریب زمین نہر جوبر کے کنارے دیدی، شب سہ شنبہ کو جب کہ ماہ ذی قعدہ کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں ابراہیم کا سران کے پاس لایا گیا اس کی دوسری صبح کو انھوں نے اسے بازار میں تشہیر کے لیے نصب کرادیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ سر دیکھ کر ابو جعفر اتنا روئے کہ ان کے آنسو ابراہیم کے رخسار پر گرے اور کہنے لگے کہ بخدا میں کبھی یہ نہیں چاہتا تھا کہ ابراہیم قتل ہو مگر مجبوری تھی کیونکہ صورت یہ ہوگئی تھی کہ یا وہی رہتا اور یا میں۔

منصور کا مولی صالح بیان کرتا ہے کہ جب ابراہیم کا سران کے سامنے لایا گیا انھوں نے اسے اپنے سامنے رکھا اور دربار عام کیا اب جو شخص اندر جاتا وہ پہلے منصور کو سلام کرتا پھر ان کو خوش کرنے کے لیے ابراہیم کی برائی کرنے

لگتا، ابو جعفر اس اثنا میں خاموش بیٹھے رہے ان کے چہرہ کا رنگ غصہ سے متغیر تھا اتنے میں جعفر بن حنظلۃ البہرانی دربار میں آیا اور ایک جگہ ٹھہر کر پہلے اس نے سلام کیا اور پھر اس نے کہا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اپنے چچیرے بھائی کی موت کا اجر عطا فرمائے اور مرنے والے کی خطا کو جو اس نے آپ کے حق کے بارے میں کی تھی معاف کردے، یہ سن کر ابو جعفر کا رنگ زرد پڑا اور انھوں نے اسے مخاطب کر کے کہا اے ابو خالد آؤ یہاں آکر بیٹھو اس واقعہ سے لوگوں کو تنبیہ ہوا کہ ابو جعفر کو اس کے قتل کا سخت رنج ہے چنانچہ اب جو لوگ آئے ان سب نے تعزیت ہی کی اور وہی کہا جو جعفر بن حنظلہ نے کہا تھا،

اس سال باب الابواب میں ترک اور خزر نے یورش کر کے آرمینا کے بہت سے مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ اس سال سری بن عبداللہ بن الحارث بن عباس رض بن عبدالمطلب کی امارت میں جو ابو جعفر کی طرف سے مکہ کا عامل تھا فریضہ حج ادا ہوا۔ اس (۳۱۹)
سال عبداللہ بن الربیع الحارثی مدینہ کا والی تھا، عیسیٰ بن موسیٰ کوفے اور اس کے علاقہ کا والی تھا، سلم بن قتیبۃ الباہلی بصرہ کا والی تھا عباد بن منصور بصرہ کے قاضی تھے یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

## سنہ ۱۴۶ ہجری شروع ہوا

# اس سال کے اہم واقعات

اس سال ابو جعفر نے اپنے شہر بغداد کو پورا کیا محمد بن عمر کہتا ہے کہ اس سال ماہ صفر میں ابو جعفر مدینۂ ابن ہبیرہ سے بغداد منتقل ہوئے اب وہیں انھوں نے مستقل سکونت اختیار کی اور شہر بغداد آباد کیا،

# بغداد کی تعمیر کا ذکر

منصور نے بغداد کی تعمیر کے لیے حسب ضرورت لکڑی۔ ساگوان کے شہتیر وغیرہ مہیا کر لیے تھے مگر اب انھیں محمد بن عبداللہ کے خروج کی اطلاع ملی وہ بغداد سے

کوسنے کو روانہ ہوسئے روانہ ہوتے وقت وہ اپنے ایک مولیٰ اسلم نام کو بغداد میں اسی سئے چھوڑ آسئے کہ یہ اوس سامان کو تعمیر کے سیئے تیار کرائے، جب اسلم کو یہ معلوم ہوا کہ ابراہیم سنے ابوجعفر کی فوج کو شکست دیدی ہے اوس نے اوس تمام ساگوان اور لکڑی کو جس کی نگرانی کے سیئے ابوجعفرا سے مقرر کرآئے تھے اس اندیشہ سے کہ مبادا اس کے آقا کے مغلوب ہونے کی صورت میں یہ تمام سامان اوس سے چھین لیا جاسے جلا ڈالا جانے جب ابوجعفر کو اس واقعہ کی اطلاع ملی انھوں سنے اسے اس فعل پر ملامت لکھ بھیجی اس کے جواب میں اسلم سنے لکھا کہ چونکہ مجھے اندیشہ ہوگیا تھا کہ ابراہیم کو ہم پر فتح ہو جاسئے گی اور پھر وہ اس تمام سامان پر قبضہ کرلے گا میں نے اس سامان کو جلا دیا - اس جواب کو دیکھ کر پھر ابوجعفر سنے کچھ نہ کہا۔

(۳۲۰) ابراہیم الموصلی کہتا ہے کہ جب منصور سنے بغداد کی تعمیر کا ارادہ کیا تو اس بارے میں اپنے دوستوں سے جن میں خالد بن برمک بھی تھا مشورہ لیا اس سنے بغداد کا مشورہ دیا۔ اسی سنے بغداد کی داغ بیل ڈالکر اسے منصور کو دکھایا جب منصور کو ملبہ کی ضرورت ہوئی انھوں سنے خالد بن برمک سے مشورہ لیا کہ اگر مدائن سے ایوان کسریٰ کا ملبہ میں اپنے اس شہر کی تعمیر کے لیے لے آؤں تو کیسا، اوس نے کہا میں اس کا مشورہ نہیں دیتا منصور سنے پوچھا کیوں؟ اوس سنے کہا کہ یہ اسلام کی بے تعصبی اور رواداری کی یادگار ہے، اگر اس سے دنیاوی فوائد پیش نظر ہوں تو بھی یہ قائم رکھے جاسنے کا سزاوار ہے چہ جائیکہ اس سے دین کی عزت ووقار کا استقرار مدنظر ہے علاوہ بریں اس میں حضرت علیؓ کا ایک مصلیٰ بھی ہے، یہ جواب سن کر منصور سنے کہا اسے خالد اب تک تم میں اپنی عجمی عصبیت باقی ہے۔

منصور سنے قصر ابیض کے انہدام کا حکم دیا اس کا ایک حصہ توڑ دیا گیا اوس کا سامان و ملبہ بغداد لے آیا گیا مگر جب اس کے توڑنے اور ملبہ کے منتقل کرنے کے اخراجات کا اندازہ لگایا گیا تو اس کی لاگت سنئے ترشتے ہوئے مصالح سے بھی زیادہ آئی - اس کی اطلاع باقاعدہ طور پر منصور کو کی گئی انھوں سنے خالد بن برمک کو بلا کر اس سے ملبہ کی شکست اور پھر باربرداری کے کثیر اخراجات کا ذکر کیا اور کہا کہ اب مشورہ دو کہ کیا کیا جاسئے اس سنے کہا کہ میں نے تو جناب والا سے

پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ اسے ہاتھ نہ لگائیے مگر جب آپ نے اس کام کو شروع کر دیا ہے تو اب میری رائے یہ ہے کہ آپ اسے بنیادوں تک منہدم کرائے بغیر نہ چھوڑیں تاکہ کوئی یہ نہ کہنے پائے کہ آپ تو اسے توڑ بھی نہ سکے مگر منصور نے اب اس کے انہدام کا خیال ترک کر دیا اور انہدام کی مسدودی کا حکم جاری کر دیا۔

موسیٰ بن داؤد المہندس کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مامون نے مجھ سے کہا اے موسیٰ (۳۲۱)
تم جو عمارت میرے لیے تعمیر کرو اسے اس قدر پائیدار و مستحکم بنانا کہ لوگ آئندہ اسے توڑ نہ سکیں تاکہ کم از کم اس کے کھنڈر اور آثار ہی باقی رہ جائیں، شہر کے لیے ابو جعفر کو کواڑوں کی ضرورت ہوئی۔ عبدالرحمان الہانی کے خیال کے مطابق حجاج کے بنائے ہوئے شہر واسط کے قریب حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے ایک شہر زندورد نام تعمیر کیا تھا اور اس کے لیے حضرت سلیمان کے حکم سے شیاطین نے فولاد کے پانچ جوڑ ایسے زبردست کواڑ تیار کیے تھے کہ آج اتنے بڑے کواڑوں کی ساخت لوگوں کے امکان سے باہر ہے کواڑوں کی یہ پانچوں جوڑیاں حجاج کے شہر واسط کی تعمیر تک بدستور اس شہر میں لگی رہیں، واسط کی تعمیر کے بعد یہ قدیم شہر اجڑ گیا حجاج ان فولادی کواڑوں کو زندورد سے واسط لے آیا اور یہاں اس نے ان کو نصب کر دیا۔ اب جبکہ ابو جعفر نے اپنا شہر بنایا انھوں نے انھیں کواڑوں کو لے کر اپنے شہر کے دروازوں میں لگا دیا جو اب تک وہیں نصب ہیں۔

اس شہر کے آٹھ دروازے ہیں چار اندرونی اور چار بیرونی ان کواڑ کی جوڑیوں میں سے چار تو اس نے شہر کے چاروں اندرونی دروازوں پر نصب کر دیں اور پانچویں باب الفصر کے بیرونی دروازے میں لگا دی۔ باب الخراسانی کے بیرونی در پر اس نے وہ جوڑی نصب کی جو فراعنہ کی بنائی ہوئی شام سے اسے موصول ہوئی تھی۔ باب الکوفہ کے بیرونی در پر وہ جوڑی نصب کی جسے خالد بن عبداللہ القری نے تیار کیا تھا اور جو کوفہ سے لائی گئی تھی البتہ باب الشام کے دروازے میں نصب کرنے کے لیے ان کے حکم سے خود بغداد میں ایک جوڑ کواڑ بنائے گئے جو دوسرے دروازوں کے کواڑوں سے بہت کمزور ہیں۔

شہر کو گول دائرہ کی شکل میں اس لیے بنایا گیا تھا کہ ہر حصۂ شہر کی مسافت بادشاہ

سے مساوی فاصلہ پر رہے اس میں کمی بیشی نہ ہو جس طرح جنگ میں فوج کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اسی مناسبت سے انھوں نے شہر کے چار دروازے رکھے دو فصیلیں بنوائیں اندرونی فصیل بیرونی سے زیادہ بلند ہے وسط شہر میں اپنا قصر بنایا اور اس کے گرد جامع مسجد بنائی۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابوجعفر کے حکم سے حجاج بن ارطاۃ نے جامع مسجد کا نقشہ مرتب کیا تھا اور اس کی بنیاد قائم کی کہا جاتا ہے کہ اس کا قبلہ درست نہیں ہے اور
(۲۲۲) مصلے میں اس بات کی ضرورت ہے کہ اسے باب البصرہ کی سمت تھوڑا سا پھیر دیا جائے، رصافہ کی مسجد کا قبلہ شہر کی مسجد کے قبلہ سے زیادہ صحیح ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شہر کی مسجد قصر کی تعمیر کے بعد اس کی متابعت میں تعمیر کی گئی اور مسجد رصافہ قصر سے پہلے بنی تھی اور پھر قصر مسجد کے لحاظ سے بنایا گیا اسی وجہ سے یہ فرق پڑ گیا۔

ابوجعفر نے تعمیر کے لیے شہر کے چار حصے کر کے ایک حصہ ایک مہتمم تعمیر کے متعلق کر دیا تھا تاکہ جلد سے جلد تعمیر مکمل ہو جائے انھوں نے خالد بن الصّلت کو ایک حصہ کے اخراجات کا خزانچی مقرر کیا تھا خالد بیان کرتا ہے کہ جب اس حصہ کی تعمیر سے میں فارغ ہوا تو میں نے تمام اخراجات کا حساب ان کی خدمت میں پیش کیا انھوں نے انگلیوں کے ذریعہ حساب کر کے پندرہ درہم میرے ذمے نکالے اور اس پاداش میں چند روز تک انھوں نے مجھے شرقیہ جیل میں قید کر دیا یہاں تک کہ میں نے وہ رقم ادا کر دی، جو اینٹیں شہر کے لیے بنائی گئی تھیں ان کا عرض و طول ایک ایک گز تھا۔ بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ باب المحوّل کے قریب فصیل کا ایک حصہ منصور نے تڑوا دیا اس میں ایک اینٹ نکلی جس پر سرخ کھریا سے اس کا وزن ایک سو سترہ رطل لکھا ہوا تھا جب اسے ہم نے تولا تو ٹھیک وہی وزن نکلا جو اس پر منقوش تھا۔ ابوجعفر کے اکثر فوجی عہدیداروں اور کاتبوں کے مکانوں کے دروازے مسجد کی صحن کی طرف تھے۔

عیسیٰ بن علی نے ابوجعفر سے شکایت کی کہ مجھے چوک کے دروازے سے
(۲۲۳) قصر تک پیدل چل کر آنے میں زحمت ہوتی ہے میں بہت بوڑھا اور ضعیف ہو گیا ہوں ابوجعفر نے کہا تم محافہ میں بیٹھ کر آیا کرو اس نے کہا محافہ میں بیٹھتے ہوئے

مجھے شرم آتی ہے ابو جعفر نے کہا کیا اب بھی کوئی ایسا شخص زندہ ہے جس سے شرمایا جائے عیسیٰ نے کہا آپ مجھے کسی پیدل سپاہی کا ایک مکان سکونت کے لیے دید یجئے کہنے لگے شہر میں جسقدر آبادی ہے وہ سب عسکری ہیں چاہے پیدل ہوں یا سوار،

مگر اب منصور نے حکم دیا کہ تمام لوگ اپنے دروازے مسجد کے چوک کی سمت کے بجائے کمانوں کے کوچوں کی سمت نکال لیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب چوک میں جو شخص آتا وہ پیدل ہی ہو کر آسکتا، اس تبدیل کا دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ شہر کی چاروں سڑکوں پر جو کمانوں کے بعد واقع تھیں چار بازار لگ گئے، ہر کمان میں ایک ایک بازار لگ گیا۔ ایک مدت تک شہر کی یہی صورت قائم رہی اسکے بعد ایک رومی بطریق سرکاری کام پر ابو جعفر کے پاس آیا ابو جعفر نے ربیع کو حکم دیا کہ وہ اسے شہر اور حوالی شہر کی سیر کرائے تاکہ یہ شہر کی آبادی اور ساخت کو دیکھ لے، ربیع نے اسے سب میں پھرایا، جب وہ واپس آیا تو ابو جعفر نے اس سے پوچھا کہ شہر کی نسبت تمھاری کیا رائے ہے، یہ شہر کی فصیل اور دروازوں کی برجوں پر چڑھا تھا اس بطریق نے کہا عمارت نہایت عمدہ ہے مگر صرف یہ خرابی ہے کہ آپ کے دشمن آپ کے ساتھ وسط شہر میں موجود ہیں۔ ابو جعفر نے پوچھا وہ کون؟ کہنے لگا یہ بازاری یہ سنتے ہی اس وقت سے ابو جعفر کے دل میں بازاروں کی مخالفت بیٹھ گئی، بطریق کے واپس جاتے ہی انھوں نے بازاروں کو شہر سے خارج کر دینے کا حکم دیدیا۔ نیز انھوں نے اخراج سے پہلے ہی ابراہیم بن حبیش الکوفی کو اس کی اطلاع کر دی اور اس کے ساتھ جواس بن المسیب الیمانی اپنے مولیٰ کو شامل کر دیا اور حکم دیا کہ کرخ کی نواح میں بازار بناؤ جس میں دکانوں کی کئی قطار ہوں اور ہر جنس و ضرورت کے لیے علیحدہ علیحدہ حصے رکھے جائیں اور پھر انکو لوگوں کے حوالے کر دیا جائے،

جب یہ دونوں بازار بنا چکے تو اب ابو جعفر نے بازاروں کو وہاں منتقل کر دیا اور ہر گز کے اعتبار سے اس کا کرایہ مقرر کیا۔ جب آبادی کی کثرت ہو گئی تو لوگ ایسے مقامات پر بھی دکانیں بنانے لگے جہاں ابراہیم بن حبیش اور جواس کو انکے بنانے کا خیال نہ آیا تھا کیونکہ یہ بات ان کی ابتدائی تجویز میں شامل نہ تھی، اس بنا پر

ان دکانوں کا کرایہ سرکاری دکانوں کے کرایہ سے کم رکھا گیا۔

اس تبدیلی کی بعض راویوں نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ کسی نے ابو جعفر سے
(۲۲۴) کہا کہ غربا وغیرہ بازاروں میں سو جاتے ہیں ممکن ہے کہ ان میں جاسوس اور مخبر ہوں جو کسی وقت بھی موقع پا کر رات کو شہر کا دروازہ کھول دیں اس وجہ سے ابو جعفر نے تمام بازار شہر سے نکالدیا اور بازار کی دکانیں پولیس اور فوج خاصہ کے سپاہیوں کو رہنے کے لیے دیدیں اور تاجروں کے لیے باب طاق الحرانی ۔ باب الشام اور باب الکرخ پر بیروں شہر دکانیں بنادیں ۔

ایک دوسرے صاحب نے اس تبدیل کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ۱۵۷ھ ہجری میں منصور نے ایک شخص ابو ذکریا یحییٰ بن عبداللہ کو بغداد اور اس کے بازاروں کا محتسب مقرر کیا اس وقت تمام بازار شہر کے اندر ہی تھے اور منصور عبداللہ بن حسن کے بیٹے محمد اور ابراہیم کے ساتھ خروج کرنے والوں کی ہر وقت تلاش و تعاقب میں تھا یہ محتسب ان لوگوں سے خفیہ تعلق رکھتا تھا اس کے اشارے سے شہر کے آوارہ گرد اشرار و اراذل نے منصور کے خلاف جمع ہو کر مظاہرہ کیا اور شور و غل برپا کر دیا منصور نے ابو العباس الطوسی کو ان کے پاس بھیجا اس نے سمجھا بجھا کر انکو خاموش کر دیا نیز اس نے ابو ذکریا کو گرفتار کر کے اپنے ہی پاس قید کر دیا اور پھر منصور کے حکم سے ابو العباس کے حاجب موسیٰ نے اپنے ہاتھ سے چوک میں سب کے سامنے ابو ذکریا کو قتل کر دیا نیز انھوں نے حکم دیا کہ جو مکانات شہر کی سڑکوں پر نکلے ہوئے ہوں انکو توڑ دیا جائے شہر کی سڑکوں کی چوڑائی چالیس گز مقرر کر دی گئی اور اب اس معیار کے اعتبار سے جو مکان سڑک پر ذرا سا بھی نکلا ہوا پایا اسے اسی قدر منہدم کرا دیا ۔ نیز انھوں نے تمام بازار کرخ میں منتقل کر دئے ۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب ابو جعفر نے نقل بازار کا حکم دیدیا تو ابان بن صدقہ نے
(۲۲۵) ایک بقال کے لیے منصور سے اجازت چاہی انھوں نے اسے منظور کر لیا اور پھر یہ کیا کہ شہر کے ہر ربع میں ایک ایک بقال کی دکان اس مثال کی بنا پر رہندی

فضل بن الربیع کہتا ہے کہ جب بغداد میں منصور کا قصر تعمیر ہو گیا تو وہ معائنہ کے لیے اس میں آئے سب پھر کر دیکھا اس کی عمارت اور فضا بہت ہی پسند آئی مگر جو

لاگت آئی تھی وہ ان کو بہت گراں گزری ایک مقام کو دیکھ کر اس کی بیحد تعریف کی مجھ سے کہا کہ ابھی جاکر ربیع کو مسیبؓ کے پاس بھیجو کہ وہ اس سے کہے کہ اسی وقت ایک نہایت ہوشیار معمار یہاں حاضر کرے ہیں، خود ہی مسیبؓ کے پاس آیا اور میں نے امیرالمومنین کا حکم سنایا اس نے اسی وقت میر عمارت کو بلا بھیجا اور اسے بارگاہ خلافت میں حاضر کردیا۔ جب یہ ان کے سامنے پہنچا ابو جعفر نے اس سے پوچھا کہو تم نے اس قصر کو ہمارے عہدہ داروں کی نگرانی میں کس حساب سے بنایا ہے اور اس کی ہر ہزار خام اور پختہ اینٹ کی کیا اجرت لی ہے اس میر عمارت سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا وہ رعب کی وجہ سے ساکت وصامت کھڑا رہا اس سے مسیبؓ کو اندیشہ ہوا کہ دیکھئے یہ کیا کہہ دیتا ہے، منصور نے پھر اس سے پوچھا کہ بولتے کیوں نہیں کچھ تو کہو اس نے کہا جناب والا میں نہیں جانتا، منصور نے کہا تم ڈرو مت بلا تکلف ہر بات کہہ سکتے ہو تم کو کوئی خطرہ نہیں ہے اس نے کہا جی نہیں میں اس سے قطعی واقف نہیں ہوں اور نہ جانتا ہوں کہ اس پر کیا لاگت آئی ہے، منصور نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چل میں تجھے دکھاؤں اور اب وہ اسے اس کمرہ میں لیکر آئے جو انھیں بے حد پسند آیا تھا اور اس کی شہ نشین دکھا کر کہا کہ اسے اچھی طرح دیکھ لو اور اس کے مقابل میرے لیے ایک ایسی محراب اور بنا دو جو اپنی نزاکت اور خوبصورتی میں تمام قصر کے مماثل ہو مگر اس میں لکڑی کہیں نہ لگائی جائے اس نے کہا بہت اچھا۔ اس پر وہ میر عمارت اور اس کے دوسرے ساتھی منصور کی اس ہوشیاری اور فن تعمیر کی واقفیت پر عش عش کرنے لگے، میر عمارت نے تو یہاں تک کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ شاید میں اس ایسا طاق ٹھیک اسی پیمانہ پر نہ بنا سکوں گا جیسا کہ آپ چاہتے ہیں منصور نے کہا میں اس بارے میں تمہاری مدد کرونگا اور تم کو مشورہ دیتا رہونگا۔ (۳۲۶)

ان کے حکم سے پختہ اینٹیں اور چونا لایا گیا اور اس جدید محراب کی تعمیر میں جس قدر اینٹ اور چونا صرف ہوتا منصور اسے شمار کر لیتے نیز اس کی تعمیر میں ایک دن تمام اور دوسرے دن کا کچھ حصہ صرف ہوا اسے بھی انھوں نے اجرت کی تشخیص کے لیے شمار کر لیا اس کے بعد مسیبؓ کو بلا کر حکم دیا کہ جس شرح سے اب تک تم نے اجرت دی ہے وہ اب ادا کردو، حساب کرنے سے پانچ درہم

ہوئے منصور کو یہ رقم زیادہ معلوم ہوئی انھوں نے اسے منظور نہیں کیا اور اس کی کمی پر اصرار کرکے ایک درہم کم کردیا جب یہ شرح طے ہوچکی تو اب انھوں نے اس جدید محراب کو ہر سمت سے ناپ کر اس خاص کمرہ کی مقدار معلوم کرلی اور تمام گتہ داروں اور مسیّب کو بلاکر حسابات پیش کرنے کا حکم دیا اور دیانت دار معماروں اور انجینیروں سے ان کی جانچ پرتال کرائی انھوں نے صحیح لاگت مشخص کردی اسس معیار پر منصور نے مسیّب سے ایک ایک چیز کا حساب لینا شروع کیا اور اسی طاق کی لاگت کو معیار قرار دیکر تمام حسابات جانچے اس حساب سے مسیّب پر چھ ہزار سے کچھ زیادہ درہم سرکاری رقم کے واجب الادا نکلے اس کا انھوں نے مطالبہ کیا اور اسے قید کردیا اور جب تک اس نے یہ رقم ادا نہ کردی اسے قصر سے رہائی نہ ملی۔

عیسیٰ بن منصور کہتا ہے کہ ابو جعفر کے خزانے کے دفتر کے معائنہ سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس نے مدینۃ السلام مسجد جامع۔ قصر الذہب، بازار کوچے، خندق، برجیاں اور دروازوں پر چار کرور آٹھ سو تینتیس درہم خرچ کئے جن کے ایک ارب تیرہ ہزار پیسے ہوتے ہیں اس کا حساب اس طرح ہے کہ روزانہ راج کو ایک قیراط چاندی کا اُجرت میں ملتا تھا اور مزدور کو دو پیسے سے تین پیسے تک روزانہ اجرت ملتی تھی۔

اس سال منصور نے سلم بن قتیبہ کو بصرہ کی ولایت سے علٰیحدہ کرکے اس کی جگہ محمد بن سلیمان بن علی کو مقرر کیا۔

## بصرہ کی ولایت سے سلم کی علٰیحدگی (۳۲۷)

بصرہ کا والی مقرر کرنے کے بعد منصور نے سلم کو لکھا کہ ابراہیم کے ہمراہ خروج کرنے والوں کے مکان ڈھادے اور ان کی کھجوروں کے سر کاٹ دے اس پر سلم نے منصور کو لکھا کہ جناب والا ارشاد فرمائیے کہ آیا پہلے مکان منہدم کراؤں یا کھجور کٹواؤں اس کے جواب میں منصور نے اسے لکھا میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ ہمارے دشمنوں کے کھجور برباد کردو اس کے جواب میں تم مجھ سے سوال کرتے ہو کہ کون سے

کھجور برنی یا شہریز پہلے برباد کیے جائیں یہ بالکل مہمل سوال ہے اور اسی بنا پر منصور نے سلم کو بصرہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور اس کی جگہ محمد بن سلیمان کو مقرر کیا، محمد نے بصرہ آکر خوب ظلم ڈھائے۔

ابراہیم کی ہزیمت کے بعد سلم بن قتیبہ بصرہ کا والی مقرر ہوا اس نے ابو برقہ یزید بن سلم کو اپنا کوتوال مقرر کیا یہ پانچ ماہ اس عہدہ پر برقرار رہا پھر علیحدہ کر دیا گیا اور محمد بن سلیمان اس کی جگہ بصرہ کا والی مقرر ہو کر آیا محمد نے آتے ہی یعقوب بن الفضل اور ابو مروان کے مکانوں کو جو بنی لشکر کے محلہ میں واقع تھے منہدم کرا دیا نیز عون بن مالک، عبدالواحد بن زیاد اور خلیل بن الحصین کے مکانوں کو جو محلۂ عدی میں واقع تھے اور عفو اللہ بن سفیان کے مکان کو منہدم اور ان سب کے نخلستانوں کو قطع کرا دیا۔

اس سال موسم گرما کی مہم نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کی قیادت میں کفار سے جہاد کیا اس سال عبداللہ بن الربیع مدینہ کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ جعفر بن سلیمان مقرر کیا گیا آخر الذکر ماہ ربیع الاول میں مدینے پہنچ گیا۔

(۲۲۹) نیز اسی سال سری بن عبداللہ مکہ کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ عبدالصمد بن علی مقرر ہوا۔ عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں اس سال حج ادا ہوا

## ۱۴۷ھ ہجری شروع ہوا

# اس سال کے اہم واقعات کا ذکر

اس سال استرخان الخوارزمی ترکوں کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ آرمینا کی سمت میں مسلمانوں پر یورش کر کے ہزارہا مسلمانوں اور ذمیوں کو پکڑ کر تفلیس لے گیا۔ ترکوں نے حرب بن عبداللہ الراوندی کو جس کے نام سے بغداد کا حربیہ مشہور ہے قتل کر دیا یہ ان خارجیوں کے ہنگامے کے فرد کرنے کے لیے جنھوں نے جزیرہ میں اودھم مچا رکھا تھا دو ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ موصل میں مقیم تھا جب

ابوجعفر کو ترکوں کی یورش کا علم ہوا انھوں نے جبرئیل بن یحییٰ کو ان سے لڑنے روانہ کیا اور اس کے ساتھ حرب کو بھی اس کے ہمراہ جانے کا حکم دیا حرب جبرئیل کے ساتھ ہولیا، لڑائی میں مارا گیا، جبرئیل نے شکست کھائی اور بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔

اس سال عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس نے انتقال کیا، اس کی وجہ موت میں اختلاف ہے، ایک بیان یہ ہے کہ مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ پر ولی عہدی کے لیے مقدم کرنے کے کئی ماہ بعد ۱۴۷ھ ہجری میں ابوجعفر حج کے لیے گئے اس سے پہلے ہی انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو کوفہ اور اس کے ماتحت علاقہ کی ولایت سے برطرف کرکے اس کی جگہ محمد بن سلیمان بن علی کو والی مقرر کرکے اسے اپنی جگہ نائب بناکر مدینۃ السلام بھیجدیا اب انھوں نے عیسیٰ کو بلاکر آدھی رات کو خفیہ (۳۲۶) طور پر عبداللہ بن علی کو اس کے سپرد کیا اور کہا کہ اس شخص نے اس نعمت خلافت سے مجھے اور تم کو محروم کرنے کی کوشش کی مہدی کے بعد تم میرے ولی عہد ہو اور خلافت تمکو ملنے والی ہے تم اسے لیجاؤ اور اس کی گردن ماردو، اس معاملہ میں ہرگز ہرگز کمزوری اور بزدلی کا اظہار مت کرنا ورنہ میری یہ ساری محنت برباد جائے گی، یہ ہدایت کرکے ابوجعفر اپنے سفر حج پر روانہ ہوگئے اور اثنائے راہ سے انھوں نے تین مرتبہ عیسیٰ کو اس ہدایت پر عمل پیرا ہونے کی مزید تاکید لکھی، عیسیٰ نے جواب میں لکھا کہ میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کردی ہے۔ اس جواب پر ابوجعفر کو اپنی جگہ یقین کامل ہوگیا کہ عیسیٰ نے ضرور میرے حکم کی متابعت میں عبداللہ کا کام تمام کردیا ہے۔ دوسری جانب جب عبداللہ کو عیسیٰ بن موسیٰ کے سپرد کیا گیا اس نے اسے اپنے پاس چھپالیا اپنے میرمنشی یونس بن فروہ کو بلاکر اس سے کہا کہ منصور نے اپنے چچا کو میرے سپرد کیا ہے اور اس کے بارے میں مجھے یہ ہدایت کی ہے، یونس نے کہا اس سے انکا مطلب یہ ہے کہ وہ تم کو اور اسے دونوں کو قتل کردے اسی وجہ سے انھوں نے تم کو عبداللہ کے خفیہ طور پر قتل کردینے کا حکم دیا ہے تاکہ جب تم اس کا کام تمام کردو تو پھر علانیہ طور پر وہ تم سے اس کا مواخذہ کرے اور قصاص لے، عیسیٰ نے کہا تو پھر کیا

کیا جائے اس نے کہا کہ تم عبداللہ کو اپنے پاس اس طرح چھپائے رکھو کہ کسی کو اس کا حال معلوم نہ ہو سکے تاکہ اگر منصور علانیہ طور پر اس کا تم سے مطالبہ کریں تم اس وقت سب کے سامنے عبداللہ کو ان سب کے سامنے لا کر پیش کر دو مگر یہ خیال رکھنا کہ کبھی اسے خفیہ طور پر دوبارہ منصور کے حوالے نہ کرنا کیونکہ یہ مانا کہ اس نے عبداللہ کو خفیہ طور پر قتل کئے جانے کے لیے تمہارے حوالے کیا ہے مگر یہ بات ظاہر ہو کر رہے گی، عیسیٰ نے اسی کی رائے پر عمل کیا۔

حج سے واپس آکر منصور نے اپنے چچاؤں کو اشارہ کیا کہ تم مجھ سے عبداللہ کی معافی کے لیے سفارش کرو اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسے منظور کر لونگا، اس قرارداد کے مطابق یہ سب کے سب منصور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت ہی لجاجت و عاجزی کے ساتھ اور اپنی قرابت قریبہ کا اظہار کرکے اس کے لیے معافی کے خواستگار ہوئے۔ منصور نے کہا اچھا عیسیٰ بن موسیٰ کو میرے پاس بلاؤ وہ آگیا منصور نے اس سے کہا میں نے اپنے اور تمھارے چچا عبداللہ بن علی (۳۲۰) کو حج کے لیے جانے سے بیشتر تمھارے سپرد کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ اوسے اپنے مکان میں رکھنا۔ عیسیٰ نے کہا بے شک امیرالمومنین نے ایسا ہی حکم دیا تھا، منصور کہنے لگا ہاں تو اب تمھارے یہ سب چچا اس کی جاں بخشی کے لیے سفارش کرنے میرے پاس آئے ہیں اور میں بھی یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اُسے معاف کرکے رہا کر دیا جائے تم اسے میرے پاس لے آؤ، عیسیٰ نے کہا امیرالمومنین آپ نے تو مجھے اوس کے قتل کر دینے کا حکم دیا تھا اور میں نے ارشاد کی بجا آوری میں اسے قتل کر دیا منصور نے کہا نہیں ہرگز نہیں میں نے اس کے قتل کر دینے کا تم کو حکم نہیں دیا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ اسے اپنے مکان میں قید رکھو، عیسیٰ نے کہا آپ نے مجھے اس کے قتل کر دینے کا حکم دیا تھا منصور کہنے لگا تو جھوٹ بولتا ہے میں نے کبھی اس کے قتل کر دینے کا حکم نہیں دیا تھا پھر اپنے چچاؤں سے مخاطب ہو کر انھوں نے کہا دیکھئے یہ شخص آپ کے بھائی کے قتل کا اقرار کرتا ہے اور مدعی ہے کہ میں نے اسے اس کا حکم دیا تھا حالانکہ یہ بالکل جھوٹا ہے انھوں نے کہا کہ آپ اسے ہمارے حوالے کیجئے ہم عبداللہ کے

عوض میں اسے قتل کریں گے منصور نے کہا اچھی بات ہے جو تمہارا جی چاہے کرو'
اب یہ سب عیسیٰ کو قتل کرنے کے لیے چوک میں لے کر آئے ہزارہا آدمی تماشہ کے لیے جمع ہو گئے تمام شہر میں یہ واقعہ مشہور ہو گیا ایک شخص اپنی تلوار نیام سے نکال کر عیسیٰ کی طرف بڑھا تا کہ اسے قتل کر دے عیسیٰ نے اس سے کہا کیا تم واقعی مجھے مارنا چاہتے ہو اس نے کہا بے شک عیسیٰ نے کہا تو جلدی مت کرو مجھے امیرالمومنین کے پاس واپس لیکر چلو۔ اب یہ پھر اسے منصور کے پاس لے آئے۔ عیسیٰ نے ان سے کہا کہ اس کے قتل کرا دینے سے آپ کا اصلی مقصد یہ تھا کہ میں قتل کیا جاؤں لیجئے آپ کے چچا صحیح و سالم زندہ ہیں اگر آپ مجھے ان کی حوالگی کا حکم دیں تو میں ابھی ان کو پیش کئے دیتا ہوں منصور نے کہا اسے حاضر کرو' عیسیٰ نے اسے حاضر کر دیا اور کہا کہ آپ نے میرے خلاف بڑی گہری سازش کی تھی مگر میں اسے تاڑ گیا اور اب میرا خیال بالکل درست نکلا اب آپ جانیں اور یہ آپ کے چچا منصور نے کہا کہ سر دست اسے قصر میں بھیجدیا جائے پھر جو مناسب ہوگا ہم حکم دیں گے۔

اس کے تمام چچا جو سفارش کے لیے آئے تھے واپس چلے گئے۔
منصور نے عبداللہ کو ایک ایسی کوٹھری میں قید کر دیا جس کی بنیادوں میں لونی لگی ہوئی تھی منصور نے اس پر پانی بہا دیا جس کی وجہ سے وہ منہدم ہو گئی اور عبداللہ اوسی میں دب کر مر گیا' اسی سال اس کی وفات ہوئی۔ باب الشام کے مقبروں میں دفن کیا گیا یہ پہلا شخص ہے جو وہاں دفن ہوا۔ ۱۴۷ھ ہجری میں باون سال کے سن میں اس کی وفات ہوئی۔

اس کی موت کے بعد ایک دن منصور ہوا خوری کے لیے باہر نکلے عبداللہ بن عیاش ہمراہ تھا اور انکے برابر برابر چل رہا تھا منصور نے پوچھا تم ایسے پانچ خلیفہ جانتے ہو جن کے نام کا پہلا حرف عین ہو اور انھوں نے پانچ خارجیوں کو قتل (۲۲۱)
کیا ہو جن کے نام حرف عین سے شروع ہوتے ہوں' اس نے کہا میں اس بات سے تو خود پورے طور پر واقف نہیں ہوں البتہ عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ علی نے عثمان کو قتل کیا مگر یہ بات بالکل غلط ہے اور عبدالملک بن مروان نے

عبدالرحمان بن محمد بن الاشعث عبداللہ بن الزبیر اور عمرو بن سعید کو قتل کیا اور عبداللہ بن علی پر چھت گر پڑی منصور نے کہا بے شک عبداللہ بن علی پر چھت گر پڑی اس میں میرا قصور نہیں ہے، عبداللہ بن عیاش نے کہا میں نے تو یہ بات نہیں کہی تھی کہ اس معاملہ میں آپ کی کوئی خطا ہے۔

اس سال منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو منصب ولی عہد خلافت سے علیحدہ کر کے اپنے بیٹے مہدی کے لیے لوگوں سے بیعت لی اور عیسیٰ کو مہدی کے بعد ولی عہد قرار دیا۔

## عیسیٰ کی ولی عہدی کا فسخ

ابوالعباس کی وفات کے بعد منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو کوفہ اور اس کے علاقہ کا بدستور
والی برقرار رکھا یہ اس کی بہت عزت و تعظیم کرتے تھے دربار میں اسے اپنی داہنے (۲۳۲)
جانب بٹھاتے اور اپنے بیٹے مہدی کو اپنے بائیں، ایک عرصہ تک یہی آئین جاری رہا، خلافت ملنے کے ایک عرصہ کے بعد اب منصور نے اپنے بعد بجائے عیسیٰ کے مہدی کو ولی عہد خلافت بنانے کا ارادہ کر لیا۔ ابوالعباس نے اپنے بعد منصور کو اور ان کے بعد عیسیٰ کو ولی عہد خلافت بنایا تھا، جب منصور نے اس تبدیلی کا عزم کر لیا تو انھوں نے اس بارے میں خود عیسیٰ سے بہت ہی نرم الفاظ میں گفتگو چھیڑی۔ عیسیٰ نے جواب دیا مگر یہ تو فرمائیے کہ اس منصب کو قبول کرتے وقت میں نے اور تمام مسلمانوں نے لونڈی غلام آزاد کرنے اور بیویوں کو طلاق دینے کی اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں جو عہد و پیمان اور مغلظ قسمیں اپنے اوپر عائد اور لازم کی ہیں انکا کیا ہوگا، امیرالمومنین یہ بات نہیں ہوسکتی اس کا کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا، جب ابوجعفر نے دیکھا کہ وہ انکی اس بات کو کسی طرح ماننے کے لیے آمادہ ہی نہیں ہے اسکے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور انھوں نے اسی وقت سے اپنے اس کے تعلقات میں تھوڑی سی کبیدگی اور کشیدگی کا اظہار شروع کر دیا اور حکم دیا کہ ملاقات کے لیے

جب سب آیا کریں تو عیسیٰ سے پہلے مہدی کو اندر آنے کی اجازت دی جایا کرے چنانچہ اب یہ دستور ہو گیا کہ جب مہدی آتا تو اسے پہلے دربار میں جانے کی اجازت ملتی اور وہ منصور کی داہنی جانب عیسیٰ کی نشست گاہ پر بیٹھنے لگا اس کے بعد عیسیٰ کو اجازت ملتی یہ اسی سمت مہدی سے فروتر جگہ میں بیٹھ جاتا مگر کبھی اس دربار میں جس میں مہدی شریک ہوتا یہ منصور کے بائیں جانب نہیں بیٹھتا اس کی اس آن سے منصور اور بھی برہم ہوا اور اسے ذلیل کرنے کے لیے اب اس نے یہ دستور کر لیا کہ سب سے پہلے مہدی کو دربار میں آنے کی اجازت ملتی اس کی تھوڑی دیر کے بعد عیسیٰ بن علی کو ملتی اس کے کچھ وقفہ کے بعد عبد الصمد بن علی کو اجازت ہوتی اور اس کے بھی بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو بار ہوتا۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ دستور قرار پایا کہ مہدی کو تو ہر حال میں سب سے پہلے اندر آنے کی اجازت ملتی، مگر دوسرے دونوں اشخاص میں ترتیب کا لحاظ نہیں کیا جاتا بلکہ کبھی کسی کو اور کبھی دوسرے کو پہلے آنے کی اجازت ہوتی، عیسیٰ بن موسیٰ اس تمام اثنا میں یہی گمان کرتا رہا کہ ابوجعفر ان اصحاب کو کسی خاص ضرورت کی وجہ سے یا کسی معاملہ میں مشورہ کی غرض سے پہلے بلا لیتے ہیں اس خیال کی بنا پر وہ بالکل خاموش رہا اس نے اس کے متعلق ایک حرف بھی شکایت کا زبان سے نہیں نکالا، مگر اب حالات بد سے بدتر ہو گئے اوس کے ساتھ بدسلوکی کی یہ نوبت پہنچی کہ ایک مرتبہ بارگاہ خلافت میں جانے سے
(۳۴۴ پہلے جب وہ اپنی مقررہ نشست میں آکر بیٹھا اس کے ساتھ اس کا ایک لڑکا بھی تھا اس نے دیوار کی جڑ میں سے کھودے جانے کی آواز سنی اور اس دیوار کے گر پڑنے کا خوف پیدا ہوا مٹی تک اس پر گری اس نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ چھت کی کڑی ایک سمت سے ہٹائی گئی ہے اس درز کی وجہ سے اس کی ٹوپی اور کپڑوں پر مٹی گرنے لگی اس نے اپنے بیٹے کو اس جگہ سے ہٹا دیا اور خود نماز پڑھنے کھڑا ہوا، اس کے بعد اسے اندر بلایا گیا یہ اسی طرح خاک جھاڑے بغیر منصور کے پاس آیا منصور کہنے لگا کہ کوئی شخص آج تک اس طرح خاک آلودہ کپڑوں کے ساتھ میرے پاس نہیں آیا کیا یہ تمام خاک راستے کی ہے؟ عیسیٰ نے جواب دیا میرا خیال یہی ہے کہ راستے کی خاک ہے، اس استفسار

کی تہ میں منصور کی یہ نیت تھی کہ یہ کسی طرح کوئی شکایت اپنی زبان سے کرے مگر عیسیٰ نے ایک حرف شکایت کا زبان سے نہیں نکالا۔

منصور نے ولی عہدی کے مسئلہ کو اپنی منشا کے مطابق طے کرانے کے لیے عیسیٰ بن علی کو عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھیجا تھا عیسیٰ بن موسیٰ کو اس معاملہ میں اس کا دخل دینا ناگوار گذرا اور اس سے وہ یہ سمجھا کہ منصور اس طرح اسے دق کر رہا ہے،

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو کوئی مہلک شئے کھلا دی گئی وہ مجلس سے ایک دم اٹھ کر جانے لگا منصور نے پوچھا اے ابو موسیٰ کہاں جاتے ہو اس نے کہا مجھے سخت گھبراہٹ معلوم ہو رہی ہے انھوں نے کہا تو صحن میں چلے جاؤ عیسیٰ نے کہا مجھے اس قدر تکلیف ہے کہ میں صحن قصر میں نہیں ٹھہر سکتا منصور نے پوچھا تو آخر پھر کہاں اس نے کہا میں اپنے مکان جانا چاہتا ہوں تاکہ لیٹ جاؤں وہاں سے اٹھ کر عیسیٰ اپنے مکان کے آتشدان میں آیا منصور بھی اس کی طرف سے بہت پریشان صورت بنائے اس کے پیچھے ہی آتشدان میں آیا عیسیٰ نے اس سے کوفہ جانے کی اجازت مانگی منصور نے کہا بہتر یہ ہے کہ یہیں رہکر علاج کرو مگر اس نے نہ مانا اور کوفہ جانے پر اصرار کیا آخر منصور نے اسے کوفہ جانے کی اجازت دیدی اس اصرار پر اسے اس کے طبیب معالج بختیشوع بن جبرئیل نے جرات دلائی تھی اور کہدیا تھا کہ منصور کے سامنے میں تمھارا علاج کرنے کی جرات نہیں کرونگا کیونکہ مجھے خود اپنی جان کا خطرہ ہے، آخر منصور نے اسے کوفہ جانے کی اجازت دی اور کہا کہ چونکہ اس سال میں خود حج کرنے جا رہا ہوں تو میں تمھارے پاس بھی آکر مہمان رہونگا اس وقت تک انشاء اللہ تمھاری طبیعت بھی سنبھل جائیگی،

اب حج کا زمانہ قریب آگیا منصور مدینۃ السلام سے کوفہ آئے اور یہاں رصافہ میں کئی روز تک قیام پذیر رہے، گھوڑ دوڑ بھی کی، کئی مرتبہ عیسیٰ کی عیادت کو بھی گئے اور پھر مدینۃ السلام واپس چلے گئے اور مکہ کے راستے میں پانی کی (۳۲۴)
قلت کا بہانہ کرکے حج کا ارادہ بھی ملتوی کر دیا۔ اس مرض سے عیسیٰ کی حالت نہایت زبوں ہو گئی یہاں تک کہ اس کے تمام بال گر پڑے مگر بہر حال اسے افاقہ ہو گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن علی نے منصور سے کہا کہ عیسیٰ بن موسیٰ اس وجہ سے مہدی کی بیعت سے رکتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے اس خلافت کا منتظر ہے اور در اصل موسیٰ ہی اسے مہدی کی بیعت سے روک رہا ہے منصور نے اس سے کہا کہ تم جاؤ اور موسیٰ بن عیسیٰ سے اس معاملہ میں گفتگو کرو کہو کہ اگر وہ نہ مانے گا تو اس کے باپ اور بیٹے دونوں کی جان خطرے میں پڑ جائیگی عیسیٰ نے موسیٰ سے جا کر اس بارے میں گفتگو کی اسے حکومت کے ملنے کی طرف سے مایوس کر دیا اور منصور کے غضب سے خوب ڈرایا دھمکایا۔

جب موسیٰ کو اس بات کا خوف پیدا ہو گیا کہ اس معاملہ میں اسے تکلیف اٹھانا پڑے گی وہ عباس بن محمد کے پاس آیا اور اس سے کہا اے میرے چچا میں آپ سے ایک ایسی بات کہتا ہوں جو نہ اب تک میں نے کسی دوسرے سے کہی ہے اور نہ آیندہ زبان سے نکالوں گا مگر چونکہ میں آپ پر پورا بھروسہ رکھتا ہوں اور آپ کی طرف سے مجھے قطعی اطمینان ہے اس وجہ سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں وہ بات ایسی ہے کہ میں اپنی جان آپ کے ہاتھ میں دے رہا ہوں، (۳۲۵)
عباس نے کہا اے میرے برادر زادے تم میری طرف سے بالکل اطمینان رکھو اور بلا خوف جو کہنا چاہتے ہو کہو، موسیٰ نے کہا مجھے معلوم ہے کہ میرے باپ کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ مہدی کے حق میں اپنی ولی عہدی سے دست بردار ہو جائیں اور اسی وجہ سے انکو ہر قسم کی تکلیف دی جا رہی ہے کبھی انکو دھمکی دی جاتی ہے کبھی انکو دربار میں آنے کے لیے دوسروں کے بعد اجازت ملتی ہے، کبھی دیواریں ان پر ڈھائی جاتی ہیں اور کبھی مہلک اشیا انکو کھلا دی جاتی ہیں مگر ان تمام مصائب کے ہوتے ہوئے بھی میرے باپ اب تک انکار پر مصر ہیں اور آیندہ بھی وہ اسے منظور نہیں کرینگے۔ البتہ ایک شکل میری سمجھ میں آتی ہے اگر اس طرح انھوں نے دست برداری دیدی تو دیدی ورنہ اور کوئی دوسری صورت ان کو مجبور کرنے والی نہیں ہے۔

عباس نے پوچھا وہ کیا ہے جلد بتاؤ میں سمجھتا ہوں کہ تم نے جو بات سوچی ہوگی وہ درست ہوگی، موسیٰ نے کہا آپ میرے سامنے میرے والد کو امیر المومنین

کے پاس بلا ئیے اور وہ ان سے کہیں کہ عیسیٰ میں خوب واقف ہوں کہ تم ولی عہدی سے مہدی کے حق میں دست بردار ہونے کے لیے جو انکار کر رہے ہو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ تم خود خلیفہ بننا چاہتے ہو کیونکہ ظاہر ہے کہ تمہاری عمر اتنی ہو گئی ہے کہ اب موت کا وقت قریب ہے اور تم کو معلوم ہے کہ اگر خلافت مل بھی تو وہ کتنے دن کے لیے ہو گی تمہارا یہ انکار تمہارے بیٹے موسیٰ کی خاطر معلوم ہوتا ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اسے زندہ چھوڑ دونگا کہ وہ تمہارے بعد میرے بیٹے مہدی پر حکومت کرے بخدا یہ ہرگز نہیں ہو گا میں تمہارے سامنے تمہارے بیٹے کا کام تمام کر دیتا ہوں تاکہ مجھے اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ اسے میرے بعد میرے بیٹے پر حکومت کرنے کا موقع نہیں رہا اور نیز تم بھی اس سے مایوس ہو جاؤ، کیا تم اس خام خیال میں ہو کہ میں تمہارے بیٹے کو اپنے بیٹے سے زیادہ چاہتا ہوں، اس گفتگو کے بعد وہ میرے قتل کا حکم دیں اس وقت یا میرا گلا گھونٹا جائے یا تلوار اٹھائی جائے اب اگر وہ اس بات کو منظور کرنے والے ہونگے تو شاید اس طریقہ سے گزر گذریں ورنہ اور دوسری کوئی صورت نہیں ہے کہ اس کام کے لیے اونکو مجبور کیا جا سکے۔

(۳۲۶) عباس نے کہا اے میرے برادر زادے تم نے بڑی عمدہ تجویز سوچی ہے اللہ تمکو اس کی جزا خیر عطا کرے تم اپنے آپ کو اپنے باپ کے عوض پیش کرتے ہو اور ان کی زندگی کی خاطر اپنے حق سے دست بردار ہوتے ہو، یہ بہت ہی عمدہ رائے ہے، عباس نے ابو جعفر سے آکر یہ بات بیان کی انھوں نے موسیٰ کو دعا دی اس تجویز کو بہت پسند کیا اور کہنے لگے کہ میں انشاء اللہ اس پر عمل کرونگا، سب لوگ دربار میں جمع ہو گئے اور عیسیٰ بن علی بھی حاضر تھا منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تمہاری دلی منشاء سے واقف ہو گیا ہوں تم اس خلافت کو اپنے ایسے بیٹے کے لیے جو خود اپنے اور تمہارے دونوں کے لیے منحوس ہے حاصل کرنا چاہتے ہو، اسی وقت عیسیٰ بن علی نے کہا امیر المومنین مجھے پیشاب معلوم ہو رہا ہے منصور نے کہا ہم تمہارے لیے یہیں پیشاب کا برتن منگائے دیتے ہیں عیسیٰ نے کہا مجھ سے کبھی یہ گستاخی نہیں ہو سکتی

کہ میں آپ کے دربار میں بیٹھ کر پیشاب کروں، البتہ مجھے قریب تر نالی بتادی جائے کہ وہاں بیٹھ کر پیشاب کرلوں، منصور نے اس کام کے لیے اپنے ایک خدمتگار کو حکم دیدیا۔ عیسیٰ اٹھ کر چلا عیسیٰ بن موسیٰ نے اپنے بیٹے موسیٰ سے کہا کہ تم اپنے چچا کے ساتھ جاؤ ان کے کپڑے ان کے پیچھے تھام لینا اور اگر کوئی رسندیل تمہارے پاس ہو تو وہ انکو پیشاب جذب کرنے کے لیے دیدینا۔

عیسیٰ پیشاب کرنے بیٹھا موسیٰ نے جاکر اس کے کپڑے اس کے پیچھے سے اٹھا لیے، اختلاف رنج کی وجہ سے عیسیٰ نے اسے نہیں دیکھا پوچھا کون ہے اس نے اپنا نام بتایا عیسیٰ کہنے لگا میرا باپ تجھپر قربان ہوجائے بخدا میں خوب جانتا ہوں کہ تم دونوں کے بعد اس خلافت میں کوئی خیر نہیں اور تم دونوں اس کے سب سے زیادہ اہل اور حقدار ہو مگر منصور کو اس ولی عہدی کے معاملہ میں سخت طیش آگیا ہے، موسیٰ نے اپنے جی میں کہا بخدا اس وقت یہ میرے قابو میں ہے یہی منصور کو میرے والد کے خلاف بھڑکاتا رہتا ہے آؤ اس کے اس قول کی بناپر میں اس کا کام تمام کردوں اس کے بعد مجھے اس کی کچھ پروا نہیں کہ امیرالمومنین مجھے قتل کردیں اس کے قتل کردینے میں دونوں فائدے ہیں کہ میرے باپ اس کے شر سے محفوظ ہوجائیں گے اور اگر اس کے عوض میں قتل کیا گیا تو ان کو میری طرف سے بھی یکسوئی ہوجائے گی۔

جب یہ دونوں دربار میں اپنی اپنی جگہوں پر آبیٹھے تو موسیٰ نے کہا امیرالمومنین میں اپنے باپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں منصور اس اجازت طلبی سے خوش ہوا اور اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ ابھی ہمارے معاملہ کا اس سے ذکر کرتا ہوگا انھوں نے موسیٰ کو دربار سے اٹھ جانے کی اجازت دیدی وہ اپنے باپ کے پاس آیا اور کہنے لگا جناب والا کو معلوم ہے کہ عیسیٰ نے میرے اور آپ کے (۳۴۷) قتل میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی آج اس نے مجھے یہ موقع دیا ہے کہ ہم اس کا خاتمہ کرادیں، عیسیٰ نے پوچھا وہ کیا، موسیٰ نے سارا واقعہ سنایا کہ عیسیٰ ابن علی نے مجھ سے یہ اور یہ بات کہی ہے میں امیرالمومنین کو اس کی اطلاع کردیتا ہوں وہ اس کی پاداش میں اسے قتل کردیں گے اور اس طرح آپ کا جی

اس کی طرف سے ٹھنڈا ہو جائے گا اور قبل اس کے کہ وہ آپ کو اور مجھے قتل کرے خود آپ اس طرح اس کا کام تمام کر چکے ہونگے اس کے بعد کیا ہوگا اس کی ہمیں پھر کوئی پروانہ رہیگی، عیسیٰ بن موسیٰ نے سن کر کہا مجھے تمہاری اس نیت اور ارادے پر بہت افسوس ہے تمہارے چچا نے تم کو خوش کرنے کے لیے راز میں تم سے ایک بات بیان کی اور تم اسی کو بہانہ بنا کر اسے برباد اور ہلاک کرنا چاہتے ہو، خبردار آئندہ یہ بات تمہاری زبان سے نہ نکلے جاؤ اپنی جگہ بیٹھو،

موسیٰ بن عیسیٰ پھر اپنی جگہ آ بیٹھا ابو جعفر اس اثنا میں اس بات کے منتظر تھے کہ موسیٰ کی اپنے باپ سے جو گفتگو ہو رہی ہے اس کا ضرور کوئی اثر نمایاں ہوگا مگر جب انھوں نے اس کا کوئی اثر نہ دیکھا تو اب پھر حسب سابق اسے ڈراوا اور دھمکی دینے لگے کہنے لگے میں تیرے سامنے ہی تیرے بیٹے کا کام تمام کر دیتا ہوں تاکہ تجھے اپنے ارادے میں قطعی مایوسی ہو جائے ربیع تو جا کر موسیٰ کے پرتلے سے اس کی گردن گھونٹ دے، ربیع اٹھا اس نے موسیٰ کے پرتلے سے اس کی گردن باندھی اور آہستہ آہستہ گھونٹنا شروع کیا۔ موسیٰ چلّانے لگا، اے امیر المومنین میں اپنے معاملہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جو خیال اس معاملہ میں میرے متعلق کیا جاتا ہے میں اس سے کوسوں دور ہوں میرا قطعی کوئی تعلق نہیں ہے علاوہ بریں اگر مجھے قتل بھی کر دیا جائے تو عیسیٰ کو اس کی کیا پروا ہوگی اوس کے بارہ تیرہ بیٹے موجود ہیں جن سے وہ وہی تعلق خاطر رکھتا ہے جو اسے میرے ساتھ ہے بلکہ ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اسے میرے مقابلہ میں زیادہ عزیز ہیں۔ اس دوران میں ابو جعفر برابر کہتے جاتے تھے ہاں ربیع اس کا خوب گلا گھونٹو اسی طرح مار ڈالو ربیع کو بھی اپنی جگہ یہ خیال ہو گیا کہ منصور واقعی اسے ہلاک کرنا چاہتے ہیں مگر وہ اپنی گرفت کو ڈھیل دیتا رہا موسیٰ شور مچاتا رہا یہ حالت دیکھ کر عیسیٰ بن موسیٰ سے نہ رہا گیا کہنے لگا امیر المومنین مجھے یہ خیال کبھی نہ تھا کہ اس معاملہ میں آپ یہاں تک بڑھ جائیں گے مہربانی فرما کر اس کے چھوڑنے کا حکم دیجئے اگر اس معاملہ کی وجہ سے میرا ایک غلام بھی قتل ہو تو میں اپنے گھر واپس نہیں جا سکتا چہ جائیکہ میرا بیٹا، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں مہدی کے ہاتھ پر بیعت کے لیے اسی وقت تیار ہوں

اگر اس کے خلاف کروں تو میری بیویاں مطلقہ، میرے مملوک آزاد اور میری ساری جائداد اللہ کے راستے میں وقف سمجھی جائے۔

منصور نے اپنے حسب منشا عیسیٰ سے مہدی کے لیے بیعت لے لی (۳۳۸)
جب یہ مکمل ہو گئی تو اب منصور نے اس سے کہا کہ یہ کام تو تم نے بادل ناخواستہ میرے لیے کیا ہے اب میں چاہتا ہوں کہ ایک کام اپنی خوشی سے میرے لیے اور کردو، تاکہ اس فعل کی ندامت جو میں اپنے قلب میں محسوس کرتا ہوں دور ہو جائے عیسیٰ نے پوچھا وہ کیا منصور نے کہا میری یہ خوشی ہے کہ اب مہدی کے بعد تم ولی عہدی خلافت قبول کرو، عیسیٰ نے کہا ایک مرتبہ اس منصب جلیلہ سے علیحدہ ہونے کے بعد میں دوبارہ اوسے قبول کرنا نہیں چاہتا مگر منصور اور اس کے اہل خاندان نے جو دربار میں موجود تھے اس پر اس معاملے میں اسقدر اصرار کیا کہ اسے قبول کرنا پڑا۔

کوفہ کا ایک شخص جس کے سامنے عیسیٰ اس روز کے دربار میں جاتے ہوئے گذرا تھا کہتا ہے کہ ولی عہدی سے علیحدگی کا قضیہ دوسرے دن طے ہو گیا۔ متذکرۂ بالا بیان آل عیسیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہی اس معاملہ کو اس طرح بیان کرتے تھے ان کے علاوہ دوسرے ارباب سیر نے اس معاملہ کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ منصور نے مہدی کے لیے بیعت لینے کا ارادہ کر لیا اس نے فوجی عہدہ داروں سے اس معاملہ میں گفتگو کر لی اس کے بعد سے فوج والوں کا یہ دستور ہو گیا تھا کہ جب وہ عیسیٰ کو دیکھتے تو اس پر نازیبا فقرے چست کرتے عیسیٰ نے منصور سے انکی شکایت کی انھوں نے فوجیوں سے کہا تم میرے بھتیجے کو مت ستاؤ میں اسے بہت عزیز رکھتا ہوں اگرچہ ایک بات میں نے تم سے پہلے سے کہدی ہے مگر اسکی وجہ سے تم اس کی توہین نہ کرو ورنہ میں تمھاری گردن مار دونگا، اس ڈانٹ کا یہ اثر ہوا کہ چندے وہ لوگ خاموش رہتے مگر پھر اسے ستانے لگتے ایک عرصہ تک یہ حالت قائم رہی پھر منصور نے یہ خط عیسیٰ کو لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط عبد اللہ عبد اللہ المنصور امیر المومنین کی جانب سے عیسیٰ بن موسیٰ کو لکھا جاتا ہے،

سلام علیک، میں تمھارے سامنے اس ذات پاک کی تعریف

کرتا ہوں، جس کے ماسوا اور کوئی ذات الوہیت نہیں ہے،
اما بعد اس خدا کی ثنا کرتا ہوں جس کا احسان قدیم ہے جس کا فضل عظیم ہے جس نے اس عالم کو ایک خوبصورت امتحان گاہ بنایا، جس نے محض اپنے علم سے اس مخلوق کی ابتدا کی اپنے حکم سے اس کے متعلق فیصلہ نافذ کر دیا۔ مخلوق کا کوئی فرد (۳۳۹)
اس کی ذات کی حقیقت کو نہیں پاسکتا اور نہ کوئی اس کی عظمت کو احاطہ ذکر میں محدود کر سکتا ہے جو چاہتا ہے اپنے حکم سے کر بیٹھتا ہے اسے نافذ کر دیتا ہے نہ کوئی وزیر اور مددگار ہے جو اسے مشورہ دے، جو بات کرنا چاہتا ہے وہ اس پر گھم نہیں رہتی، بندے چاہے پسند کریں یا ناپسند کریں وہ انکے لیے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے نہ اس کے حکم کو وہ روک سکتے ہیں اور نہ اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں وہ زمین اور ہر اس شئے کا جو زمین پر ہے مالک ہے، اسی نے پیدا کیا اور وہی حاکم مختار ہے، تبارک اللہ رب العالمین۔

تم کو معلوم ہے کہ ظالموں کے عہد حکومت میں ہماری کیا حالت تھی ایک ملعون خاندان استبدادی طور پر ہم پر حکومت کرتا تھا جس کو انھوں نے والی مقرر کیا ہم اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے رہے ہم پر ہر طرح کے مظالم اور سختیاں ہوئیں مگر اس کا کوئی چارہ نہ کر سکے" ہمیں ہمارے حقوق سے محروم کر دیا گیا تھا، نہ کسی بری بات سے انکار کر سکتے تھے اور نہ اپنے حقوق حاصل کر سکتے تھے، آخر کار ان کا وقت بھی پورا اور انکی حکومت کی مدت بھی پوری ہو گئی، اللہ نے اپنے دشمن کو ہلاک اور اپنے نبی کی اہلبیت پر نزول رحمت و برکت کا حکم دیدیا۔ مختلف ممالک سے اور مختلف اسباب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کے خون کا بدلہ لینے اور ان کے دشمن سے لڑنے کے لیے ان کے مددگار پیدا کر دیئے یہ ان کی محبت کے داعی اور ان کی دولت کے معین و مددگار بنے انکی مختلف اغراض ہماری طاعت میں ایک ہو گئیں اللہ تعالیٰ

نے ہماری دوستی اور نصرت کے لیے ان کے دل یکجا کر دیئے اور ہماری نصرت سے ان کی عزت افزائی کی حالانکہ ہم نہ کبھی ان سے ملے اور نہ کبھی ان کے ہمراہ کسی معرکۂ جنگ میں شریک شمشیر زنی ہوئے تھے مگر پھر بھی اللہ نے ان کے دلوں میں کچھ ایسی محبت ہماری ڈال دی تھی کہ اس کی وجہ سے وہ پوری طرح سوچ سمجھ کر اور مخلصانہ طاعت کے جذبات کو اپنے قلوب میں لیے ہوئے اپنے اپنے علاقوں سے ہماری مدد کے لیے اُمنڈ آئے جہاں گئے فتح وظفر ہمرکاب رہی ان کا رعب ایسا تھا کہ جس سے مقابلہ ہوا اسے شکست دی جو کینہ دوز مقابل آیا مارا گیا اس طرح اللہ نے ہمیں وہ انتہائی کامیابی عطا کی جس کی ہمیں آرزو تھی اور جس کے لیے ہم نے یہ ساری جد و جہد کی تھی، یہ اللہ کا ہم پر سب سے بڑا احسان و فضل ہے اور محض اوس کی عطا ہے جس میں ہماری طاقت و قوت کو کچھ دخل نہ تھا۔

(۳۴۰) اللہ کے اس فضل سے ہم مسلسل بہرہ اندوز ہوتے رہے یہاں تک کہ یہ لڑکا سن شعور کو پہنچا اللہ نے اس مرتبہ پھر ہمارے ان حامی اور مددگاروں کے دلوں میں جن کی وجہ سے ہمیں یہ نعمت خلافت حاصل ہوئی ہے اس لڑکے کی کچھ ایسی محبت و وقعت جاگزیں کر دی ہے کہ وہ ہر وقت اس کی بزرگی و سعادت کا ذکر کرتے ہیں اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور اس خلافت کو صرف اس کا حق سمجھتے ہیں جب امیر المومنین نے دیکھا کہ اللہ نے اس کی محبت اور دوستی ہمارے مددگاروں کے دلوں میں جاگزیں کر دی ہے ان کی زبانوں پر اس کا ذکر جاری کر دیا ہے وہ اس کے علامات اور نام کی وجہ سے اس خلافت کا اس کو اہل اور مستحق سمجھتے ہیں اور عام لوگوں کا میلان بھی اسی کی جانب ہے تو امیر المومنین کو یقین آ گیا کہ یہ منصب اللہ نے براہ راست اسے دیدیا ہے اور اس کے لیے اس کا انتخاب کر لیا ہے اب بندوں کے لیے اس معاملہ میں دخل دینے یا صلاح و مشورہ کرنے کا بھی کوئی حق نہیں رہا اگرچہ پہلے ہی سب لوگ باتفاق اس کا نام لے رہے ہیں اسی وجہ سے امیر المومنین کا یہ گمان ہے کہ چونکہ یہ امر خلافت پہلے سے مہدی کے لیے مقدر ہو چکا ہے اس وجہ سے

اگر باپ کی طرف سے اسکو اس کا حق نہ پہنچتا تب بھی وہی خلیفہ ہوتا اور جبکہ تمام لوگوں نے اس پر اتفاق کر لیا ہے تو امیر المومنین کے لیے سوائے اس کے تسلیم کرنے کے اور کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا امیر المومنین کے خاص احباب اور معتمدین میں چاہے وہ فوجی عہدیدار ہوں یا ملکی ہوں جو سب سے زیادہ قربت اور ان کے مزاج میں در خور رکھتے ہیں وہی اس مسئلہ سب سے زیادہ مصر بھی ہیں اب سوائے اس کے کہ امیر المومنین ان کی صلاح مان کر اس پر عمل پیرا ہوں اور کیا کر سکتے ہیں علاوہ بریں شخصی اور ذاتی طور پر خود امیر المومنین اور ان کے اہل بیت کو دوسروں کے مقابلہ میں اس بات کا زیادہ حق ہے کہ وہ اپنے ایک فرد کی اس فطری فضیلت و سعادت کو تسلیم کر کے اس کی برکت کے منتظر ہوں اور اس کے بارے میں جو روایت منقول ہے اس کی تصدیق کریں اور اس بات پر اللہ کا شکر ادا کریں کہ اللہ نے ان کی اولاد میں ایک ایسا مرد صالح پیدا کیا جس کے لیے انبیاؑ نے ان سے
پہلے اللہ سے دعا مانگی تھی۔ حضرت ذکریا علیہ السلام نے دعا مانگی رب هب لی (۳۴۱)
من لدنك وليا یرثنی ويرث من آل يعقوب واجعله رب رضيا۔
(اے اللہ تو مجھے اپنے پاس سے ایک ولی عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث بنے اور اے میرے رب تو اسے پسندیدہ اور مرغوب اخلاق والا بنا) اس کے برخلاف اللہ نے خود ہی امیر المومنین کو ایسا ولی (بیٹا) عطا فرمایا ہے جو پاک مبارک مہدی اور رسول اللہ صلعم کا ہم نام ہے اس کے علاوہ دوسرے جس شخص نے اس نام کا ادعا باطل کیا اور مہدی کے ایسے مشتبہ لفظ کو جس میں خود ارباب غرض متحیر اور اس بدبخت تحریک کے اہل فتنوں میں مبتلا ہو چکے ہیں آڑ بنا کر اپنے لیے دعوت دی اللہ نے اس خلافت کو ان سے چھین لیا اور انکو برباد و ہلاک کر دیا اور حق اسی کو دیدیا جو حقدار تھا اور بتا دیا کہ کون مہدی ہے اور کون اس کے دین کے انصار ہیں۔ امیر المومنین کو مناسب معلوم ہوا کہ وہ تمکو اس معاملہ سے جس پر ان کی رعایا نے اتفاق رائے کیا ہے آگاہ کر دیں۔ چونکہ امیر المومنین تم کو اپنے بیٹوں کے برابر سمجھتے ہیں اور تمہاری حفاظت، سعادت و عزت کے لیے وہی چاہتے ہیں۔ جو وہ اپنے اور اپنی اولاد کے لیے چاہتے ہیں اس

وجہ سے وہ اس بات کو تمہارے لیے مناسب سمجھتے ہیں کہ جب تم کو اپنے ابن عم کی یہ کیفیت معلوم ہو کہ سب لوگوں نے انکی ولی عہدی پر اتفاق کر لیا ہے تو اسکی ابتدا خود تم اپنی طرف سے کرو تاکہ ہمارے خراسانی اور دوسرے تمام انصار و اعوان کو معلوم ہو کہ جس بات پر ان سب کا خود اتفاق ہو چکا ہے اسے تم نہایت خوشی سے سب سے پہلے قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو علاوہ بریں جس فضل وسعادت کا انھوں نے مہدی کے لیے اعتراف کیا ہے اور اس کی وجہ سے آیندہ جو توقعات قائم کی ہیں چونکہ تم مہدی سے قرابت قریبہ رکھتے ہو اس وجہ سے اس کا سب سے زیادہ نفع تم کو ہوگا اور تم کو سب سے زیادہ خوش بھی ہونا چاہیے، امیر المومنین جو مشورہ تم کو دیتے ہیں اسے قبول کرو اس میں تمہاری فلاح و صلاح ہے والسلام علیک ورحمۃ اللہ۔

عیسیٰ بن موسیٰ نے اس خط کا حسب ذیل جواب لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ خط عیسیٰ بن موسیٰ کی جانب سے عبداللہ عبداللہ امیر المومنین کے نام لکھا جاتا ہے، سلام علیک ورحمۃ اللہ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے، اما بعد، مجھے آپ کا خط ملا، جس میں آپ نے عوام کے اس اتفاق کا ذکر کیا ہے جو انھوں نے حق کے خلاف کیا ہے جس کی وجہ سے انھوں نے قطع قرابت و تعلقات کا گناہ اپنے سر لیا ہے اور اس عہد واثق کی خلاف ورزی کی ہے، جو آپ کی خلافت اور میری ولی عہدی کے لیے لیا گیا تھا اور جسکا ایفا سب پر یکساں طور پر لازم تھا اس ناجائز کارروائی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ نے اپنے جس رشتۂ نظام کو جوڑا ہے وہ قطع کر دیا جائے اپنی مخلوق میں جو یکجہتی اور اتحاد قائم کیا ہے وہ پراگندہ ہو جائے اور ہلاکت و بربادی کے اسباب وعلل جن کو اللہ نے پراگندہ کر دیا ہے وہ پھر جمع ہو جائیں۔ یہ اللہ کی علو شان کے مقابلہ میں ایک طرح کی گستاخی ہے، اس کے فیصلہ کے خلاف اپنی طاقت (۳۴۳)

کا اظہار باطل ہے اور شیطان کی اتباع ہے جو اللہ سے جھگڑا کرتا ہے اللہ اسے پچھاڑ دیتا ہے، جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ اسے برباد کردیتا ہے، جو اس کے مقابلہ میں کسی شئے کے حاصل کرنے کے لیے کوئی حیلہ کرتا ہے، اللہ اسے ناکام و رسوا کردیتا ہے، جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے جو اللہ کے لیے انکساری کرتا ہے اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے جس بنیاد پر ہماری سلطنت کی عمارت قائم ہے وہ ایک عہد ہے جو خلیفۂ سابق نے اللہ کے لیے میری ولی عہدی کے لیے کیا ہے یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں ہم سب برابر ہیں اور اب کسی مسلمان کو اس میں دخل دینے یا تغیر و تبدل کا حق نہیں ہے کہ وہ ایک کو مان لے اور دوسرے کو تسلیم نہ کرے اگر اس کا ایفا ضروری ہے تو اول الذکر کو آخر پر کچھ ترجیح نہیں ہے اور اگر دوسرے کے حق میں دست اندازی ہوسکتی ہے تو اس طرح پر پہلے کا حق بھی محفوظ و مصئون نہ رہیگا۔ بلکہ ایسی صورت میں تو چونکہ اول الذکر خلیفۂ معاہد سے متصل ہے جس نے اس کی فضیلت سوچ سمجھ کر قائم کی ہے اور اس طرح لوگوں کے گمانوں اور امیدوں کو اس کی جانب سے صاف کردیا ہے اسے سب سے پہلے اس عدم ایفا کا نقصان اٹھانا پڑے گا جس کا ذکر پہلے ہے وہی پہلے اس منصب سے ہٹائے جانے کا مستحق ہوگا۔ اللہ نے جو وقفہ دیا ہے اس کی وجہ سے آپ اس کے ابتلا کی مصیبت سے بے خبر نہ ہوجائیں اور لوگوں کو ایفاء عہد کے ترک کی اجازت نہ دیں یاد رکھئے کہ اگر کسی نے میرے حق یا عہد کے ترک یا نظر انداز کرنے میں آپ کی بات مان لی تو جب کبھی اسے موقع ہاتھ آئے گا ہمارے ساتھ بھی ایسا کرنے میں کوئی باک نہ ہوگا بلکہ اس وجہ سے کہ خود آپ کی طرف سے اس رسم قبیح کی بنیاد پڑے گی وہ آپ کے حق میں زیادہ بیباک اور مستعد ہوگا

اس کے نتیجہ پر غور کیجئے اللہ نے اپنے فضل و کرم سے جو دیا ہے اس پر راضی رہیئے اور اسے مضبوطی سے تھامئے اور اس کا ہمیشہ شکر ادا کرتے رہیئے، اللہ نے یہ سچا وعدہ کیا ہے جس میں خلاف ہو ہی نہیں سکتا کہ جو اللہ کی نعمت پر اس کا شکر کرتا ہے اللہ اس میں اور زیادتی کرتا ہے جو اللہ سے ڈرتا رہتا ہے اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے جس نے اس کی مخالفت کا خیال تک اپنے دل میں پیدا کیا اللہ اس کی مدد سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے واللہ یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور (ترجمہ) اللہ آنکھوں اور دلوں کی چوریوں سے واقف ہے) (۳۴۳)

علاوہ بریں واقعات زمانہ اور افتاد موت سے ہم محفوظ نہیں ہیں کیا معلوم ہے کہ اس منصب پر فائز ہونے سے پہلے ہی ب مجھے موت آ جائے اور اس طرح آپ اس خفیہ کارروائی کی ذمہ داری سے خود ہی بچ جائیں گے اور اس خیال پر پردہ پڑ جائے گا اور اگر میں آپ کے بعد زندہ رہا تو چونکہ آپ نے میری مخالفت نہ کی ہو گی اور میرے رشتۂ قرابت کو قطع نہ کیا ہو گا اور نہ میرے ساتھ اپنی دشمنی کا اظہار کیا ہو گا اس وجہ سے مجھے اس وقت آپ کے کسی خیال یا تجویز یا حکم پر عمل کرنے میں کسی قسم کا تردد نہ ہو گا۔ آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ ہر امر اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے جن کی تدبیر، تقدیر اور تنفیذ وہ اپنی مشیت سے کرتا ہے اب بے شک اس باب میں شک ہی کیا ہے۔ آپ سچ فرماتے ہیں تمام معاملات اللہ کے ہاتھ ہیں تو اس شخص پر جو اس بات سے پوری طرح واقف ہے فرض ہے کہ وہ ایسا ہی عمل کرے اور تمام معاملات اللہ ہی کے سپرد کر دے، آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم نے اپنی طاقت و قوت سے نہ کوئی فائدہ حاصل کیا ہے اور نہ کسی مضرت کو دفع کیا ہے اگر ان امور کو ہم اپنی خواہشات نفسانی کے سپرد کر دیتے تو جس درجہ

پر اللہ تعالےٰ نے ہم کو اب پہونچا دیا ہے ہم اپنی قوت و طاقت سے تو کبھی اس تک پہنچنے نہ پاتے مگر حقیقت یہ ہے کہ جب کسی کام کے کرنے کسی وعدہ کی ایفا، کسی عہد کی تکمیل، یا کسی میثاق کی تاکید کا اللہ ارادہ کر لیتا ہے تو وہ تمام اسباب و علل بھی خود ہی پیدا کر دیتا ہے اور خود ہی اسے مستحکم و مکمل کر دیتا ہے جس شئے میں اللہ نے تاخیر کی ہے بندوں کو یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ اسے جلد وقوع پذیر کرا سکیں اور جس شئے کے بروئے کار آنے کا وقت آچکا ہے اسے کوئی ملتوی نہیں کر سکتا ہاں شیطان ضرور انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اسکی طاعت سے ڈرایا اور اس کی عداوت کو ظاہر کر دیا ہے مگر پھر بھی یہ ارباب حق و طاعت کے درمیان پھوٹ ڈال دیتا ہے تاکہ اون کا اتحاد و اتفاق پراگندہ ہو جائے اور یہ ان میں دشمنی و عداوت ڈال دیتا ہے اور جب معاملات کی اصلی حقیقت ظاہر ہوتی ہے اور سخت مصیبت پڑتی ہے اس وقت شیطان ان سب سے اپنی بےتعلقی کا اظہار کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے وما ارسلنا (۳۴۲۴)
من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته فينسخ الله ما يلقي الشيطان ثم يحكم الله اٰياته والله عليم حكيم - ہم نے کوئی رسول یا نبی تم سے قبل دنیا میں نہیں بھیجا مگر جب اس نے کوئی تمنا کی شیطان نے اس کی تمنا میں وسوسہ ڈال دیا تو جو وسوسہ شیطان ڈالتا ہے اللہ اسے مٹا دیتا ہے پھر اللہ اپنی نشانیاں مضبوط کر دیتا ہے اور وہ بڑا جاننے والا دانشمند ہے پھر اللہ نے اہل تقویٰ کی یوں تعریف کی ہے اذا مسهم طائف من الشيطان تذكروا فاذا هم مبصرون - (ترجمہ) جب کوئی وسوسہ شیطانی ان کے قلب پر طاری ہوتا ہے وہ اللہ کو یاد کر لیتے ہیں اور پھر ان کو سمجھ

آجاتی ہے، اب اگر امیر المومنین کی نیت اور منشاء دلی اپنے پیشروؤں کے فیصلہ کی خلاف ورزی کرتا ہے تو میں آپ کو اللہ سے ڈراتا ہوں کہ آپ ہرگز ایسا نہ کریں کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ اس سے قبل اپنے بیٹوں کی درخواست اور خود اپنی خواہشات کی وجہ سے ان لوگوں نے یہی کرنا چاہا تھا جس کا ارادہ اب آپ نے کیا ہے مگر پھر اچھی طرح غور و خوض کے بعد حق کو اختیار کر لیا اور دوسرے خیالات دل سے نکال ڈالے انکو معلوم تھا کہ اللہ کے فیصلہ کو کوئی روک نہیں سکتا اور نہ اس کی عطا کو کوئی رد کر سکتا ہے اس کے علاوہ نعمتوں کے بدل جانے اور مصائب کے واقع ہو جانے سے وہ اپنے کو مامون نہیں سمجھتے تھے اسی وجہ سے انھوں نے موخر شئے کو اختیار کیا اور موجودہ کے مقابلہ میں نتیجہ کو قبول کر لیا اور اپنے عہود و عقود میں کسی قسم کی تبدیلی پسند نہ کی اس فعل جمیل کی وجہ سے اللہ نے انکے تمام معاملات پورے کر دیئے جو اہم واقعہ پیش آیا اللہ نے خود ہی اس کا تدارک کر دیا ان کی حکومت و اقتدار کی حفاظت کی ان کے یار اور مددگاروں کی عزت بڑھائی ان کی عمارت کو اور بلند کر دیا اور اپنی نعمتوں اور سرفرازیوں سے انکو مالا مال کر دیا۔ اس پر وہ ہمیشہ شکر ادا کرتے رہے اللہ کو جو منظور ہوا وہ پورا ہوا حالانکہ اس کے دشمن اسے پسند نہ کرتے تھے، وسلام علی امیر المومنین ورحمۃ اللہ۔

ابو جعفر اس خط کو پڑھکر سخت برہم ہوئے اس سے بات کرنا چھوڑ دی فوجیوں نے اس کے ساتھ زیادہ سخت کلامی اور بیہودگی شروع کر دی۔ اسد بن المرزبان، عقبہ بن سلم۔ اور نصیر بن حرب بن عبداللہ وغیرہ وغیرہ اس میں پیش پیش تھے یہ عیسیٰ کی ڈیوڑھی پر آتے اور کسی کو اس کی ملاقات کے لیے اندر نہ جانے دیتے جب خود عیسیٰ سواری میں جاتا یہ اوس کے پیچھے ہو لیتے اور کہتے کہ تو ہی وہ گائے (۳۴۵) ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فذ بحوھا وما کادوا یفعلون

(آخر کار انھوں نے وہ گائے ذبح کر ڈالی حالانکہ وہ ایسا کرنے والے نہ تھے) عیسیٰ نے منصور سے آکر ان کے اس طرز عمل کی شکایت کی اس نے کہا اے میرے بھتیجے چونکہ یہ لوگ میرے بیٹے کی محبت میں سرشار ہو رہے ہیں اس وجہ سے ان کی طرف سے مجھے اپنی اور تمھاری دونوں کی جان کا خطرہ ہے بہتر یہ ہے کہ تم اسے اپنے پر مقدم کر دو اس طرح وہ میرے اور تمھارے درمیان مقرر ہو جائے گا تب یہ لوگ باز آجائیں گے، عیسیٰ نے ان کی بات کے ماننے پر آمادگی ظاہر کی۔

ربیع کہتا ہے کہ جب عیسیٰ کے پاس سے منصور کو اپنے خط کا جواب موصول ہوا انھوں نے اس جواب کے آخر میں اپنے ہاتھ سے یہ جملہ لکھدیا۔ "اس ولی عہدی کی خلافت سے کنارہ کشی کر دنیا میں اس کا عوض تمکو ملیگا اور آخرت میں خلافت کی ذمہ داریوں کی جواب دہی سے مامون رہو گے"

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے علیحدگی کے متعلق متذکرۂ بالا دو بیانوں کے علاوہ حسن بن عیسیٰ الکاتب نے حسب ذیل واقعہ بیان کیا ہے، وہ کہتا ہے کہ جب ابوجعفر نے اس بات کا قصد کیا کہ وہ اپنے بیٹے مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ پر مقدم کر دے تو اس نے خود عیسیٰ سے اس بات کی خواہش کی مگر اس نے اسے ماننے سے انکار کر دیا جب ابوجعفر کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو انھوں نے خالد بن برمک سے بلا کر کہا کہ تم جا کر عیسیٰ سے اس بارے میں گفتگو کرو ہم سے تو اس نے قطعی انکار کر دیا ہے اور ہمیں اب کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا۔ تم سے کوئی تدبیر ہو سکتی ہو تو کرو، خالد نے کہا بہتر ہے، آپ تیس سربرآوردہ شیعوں کو منتخب کر کے میرے ساتھ کر دیجئے۔

خالد اس جماعت کے ساتھ سوار ہو کر عیسیٰ کے پاس آیا اور انھوں نے منصور کا خط اسے دیا، عیسیٰ نے کہا چونکہ اللہ نے مجھے اس منصب پر فائز کر دیا ہے، اس لیے اب میں خود اس سے دست بردار نہیں ہوتا خالد نے خوف و طمع کی تمام تدبیریں ختم کر دیں مگر وہ اپنے انکار پر جما رہا۔ مایوس ہو کر خالد اس کے پاس سے باہر آگیا اس کے بعد وہ شیعہ بھی اٹھ آئے، خالد نے ان سے پوچھا کہ اس معاملہ میں اب آپ کیا کریں گے، کہنے لگے کہ ہم اس کا خط امیر المومنین کو دیدیتے ہیں اور ہمارے اور اس کے درمیان جو واقعہ پیش آیا ہے اس کی (۳۴۶)

ان کو اطلاع کردیں گے، خالد نے کہا یہ نہیں بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ عیسیٰ نے آپ کی تجویز کو قبول کر لیا ہے اور اگر بعد میں وہ اس سے انکار کرے گا تو ہم اس کے خلاف شہادت دیں گے، انھوں نے کہا تم یہی کرو ہم بھی تیار ہیں خالد نے کہا بس یہ بات بالکل ٹھیک ہے اور میں امیر المومنین کو ان کے منشا کے مطابق تصفیہ کی اطلاع دیتا ہوں یہ سب ابوجعفر کے پاس آئے خالد بھی ہمراہ تھا انھوں نے کہا کہ عیسیٰ نے اس بات کو منظور کر لیا ہے منصور نے اسی وقت مہدی کی بیعت کے لیے ایک فرمان لکھا اور اسے تمام حدود سلطنت میں ارسال کر دیا جب اس کی اطلاع عیسیٰ کو ہوئی اس نے ابوجعفر کے پاس آکر اس معاملہ سے قطعی انکار کیا اور کہا کہ میں نے ہرگز ہرگز مہدی کو اپنے اوپر مقدم نہیں کیا ہے اور میں اس معاملہ میں آپ کو اللہ کی یاد دلاتا ہوں کہ آپ ایسا نہ کریں۔ ابوجعفر نے اس جماعت کو بلا کر اس کے متعلق سوال کیا انھوں نے کہا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ اس نے یہ بات منظور کر لی ہے ابوجعفر نے اپنا فرمان نافذ کر دیا اور اس کارروائی پر خالد کا شکر ادا کیا مہدی بھی ہمیشہ خالد کی اس خدمت کا اعتراف کرتا تھا اور اس معاملہ میں اس کی دانائی کی تعریف کرتا تھا۔

عبداللہ بن حارث بن نوفل کا مولیٰ عبداللہ ابی سلیم کہتا ہے کہ جب ابوجعفر نے مہدی کو عیسیٰ پر مقدم کرنے کا عزم کر لیا تو اس زمانے میں ایک مرتبہ میں سلیمان بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل کے ساتھ سیر کے لیے جا رہا تھا اتنے میں ابوالنخیلہ شاعر جس کے ہمراہ اس کے دونوں بیٹے اور دونوں غلام اپنے گھر کا کچھ سامان اٹھائے ہوئے ساتھ تھے ہمیں ملا۔ انکو دیکھ کر سلیمان بن عبداللہ ٹھہر گیا اس نے ابوالنخیلہ سے پوچھا یہ کیا ہے تم کس حال میں ہو اس نے کہا میں خاندان زرارہ کے قعقاع نامی ایک شخص کے پاس جو عیسیٰ بن موسیٰ کا صاحب شرط تھا مقیم تھا اس نے مجھ سے کہا کہ تم میرے پاس سے چلے جاؤ کیونکہ میں عیسیٰ بن موسیٰ کا ساختہ پرداختہ ہوں اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم نے اس بیعت کے قضیہ میں مہدی کی تعریف میں کچھ شعر کہے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اسے اس کی خبر ہوگی تو تمہارے میرے پاس مہمان ہونے کی وجہ سے اس کی ذمہ داری مجھ پر عائد کی جائے گی (۳۴۷)

اس باب میں اس نے اتنا اصرار کیا کہ مجھے وہاں سے نکلنا ہی پڑا سلیمان نے مجھ سے
کہا کہ تم ابو نخیلہ کو اپنے ساتھ لیجا کر میرے مکان میں کسی اچھی جگہ ٹھہراؤ۔ خادموں کو
ہدایت کر دینا کہ وہ اس کے اور اس کے ہمراہیوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں
اور خوب خاطر مدارات کریں، اس کے بعد سلیمان نے ابو جعفر کو بھی ابو نخیلہ کے
وہ شعر سنائے جو اس نے مہدی کے لیے لکھے تھے، جس روز ابو جعفر نے
اپنے بیٹے مہدی کو عیسیٰ پر مقدم کرکے اس کے لیے بیعت لی ابو جعفر نے
ابو نخیلہ کو دربار میں بلایا اور اشعار سنانے کی فرمائش کی، اس نے شعر سنائے
سلیمان بن عبداللہ نے ابو جعفر سے سفارش کی کہ ان اشعار کا آپ معقول صلہ دیں،
کیونکہ یہ بات ہمیشہ کے لیے کتابوں میں اور لوگوں کی زبانوں پر یادگار رہ جائے گی۔
اور دس ہزار درہم ان سے دلوا کر ہی چھوڑے،

ابو نخیلہ کہتا ہے میں ابو جعفر کی خدمت میں حاضر ہوا ایک ماہ ڈیوڑھی پر حاضر رہا۔
مگر ان تک رسائی نہ ہوئی ایک دن عبداللہ بن الربیع الحارثی نے مجھ سے کہا
کہ امیر المومنین چاہتے ہیں کہ اپنے بیٹے کو ولی عہد خلافت مقرر کردیں اور عیسیٰ پر
اسے مقدم کردیں مناسب ہوگا کہ تم ایسی نظم لکھو جس میں ان کو اس کام پر برانگیختہ
کرو اور اس میں مہدی کی فضیلت اچھی طرح ظاہر کرو۔ اس طرح ممکن ہے کہ وہ اور انکے (۲۴۸)
صاحبزادے تمہارے ساتھ کچھ سلوک کر جائیں، میں نے کئی نظمیں ان کی مدح
میں لکھیں اور انکو خادموں کے سامنے پڑھا وہ ان کو یاد ہوگئیں ابو جعفر نے بھی
سنا پوچھا کہ یہ کس نے کہی ہیں ان سے کہا گیا کہ ان کا قائل بنی سعد بن زید مناۃ کا
ایک شخص ہے ابو جعفر خوش ہوئے انھوں نے مجھے بلایا میں انکی بارگاہ میں (۲۴۹)
پیش کیا گیا عیسیٰ بن موسیٰ ان کے داہنے بیٹھا تھا اور تمام بڑے فوجی اور ملکی عہدیدار
دربار میں حاضر تھے جب میں ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں سے میں ان کو نظر آتا تھا میں نے
بلند آواز سے عرض کیا امیر المومنین آپ مجھے اپنے قریب بلائیے تاکہ جو میں عرض
کروں اسے آپ سن سکیں اور سمجھ سکیں انھوں نے ہاتھ کے اشارے سے
قریب آنے کے لیے کہا میں بڑھتے بڑھتے ان کے بالکل سامنے جا پہنچا
اور وہاں کھڑے ہوکر میں نے خوب بلند آواز سے ابتدا سے آخر تک اپنے اشعار (۲۵۰)

سُنا دئے اس وقت تمام حاضرین دربار خاموش بیٹھے میری نظم سنتے رہے اور خود منصور بہت توجہ سے میرے اشعار سنکر اس سے مزہ لیتے رہے جب شعر پڑھکر میں باہر آیا تو عسقال بن بشار نے میرے مونڈھے پر آکر پیچھے سے ہاتھ رکھا اور کہا کہ تم نے امیر المومنین کو مسرور تو کردیا ہے، اب اگر معاملہ اسی طرح رو براہ ہوگیا جیسا کہ تم چاہتے ہو اور جس کی تم نے اپنے شعر میں آرزو کی ہے تو بخدا تم کو اس کا بہت صلہ ملے گا اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہوگیا تو پھر تمھاری خیر نہیں پھر تم کو زمین میں دھنسکر یا آسمان پر چڑھ کر پناہ گزیں ہونا پڑے گا۔ منصور نے والی رے کے نام اسے صلہ دینے کا حکم لکھ بھیجا یہ رے روانہ ہوا عیسیٰ نے اپنے آدمی اسکے پیچھے لگا دئے انھوں نے اسے راستے ہی میں جا لیا اور ذبح کرکے اس کے چہرہ کی کھال اوتار لی، اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب وہ اپنا صلہ لیکر رے سے واپس پلٹا اس وقت قتل کیا گیا،

ولید بن محمد العنبری کہتا ہے کہ عیسیٰ کے مہدی کو اپنے پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ سلم بن قتیبہ نے اس سے کہا تھا کہ تم مہدی کو اپنے پر مقدم کرکے اس کی بیعت کرلو وہ تم کو ولی عہد برقرار رکھنا چاہتے ہیں اس وجہ سے تم اس حق سے محروم بھی نہ ہوگے اور ان کی خوشی بھی ہوجائے گی، عیسیٰ نے پوچھا کیا واقعی تمھاری یہ رائے ہے اس نے کہا ہاں، عیسیٰ نے کہا تو میں اس کے لئے تیار ہوں، سلم نے منصور سے آکر کہا کہ عیسیٰ اس بات کے قبول کرنے کے لئے آمادہ ہے یہ سن کر منصور بہت خوش ہوا اور اس وقت سے سلم کی وقعت ان کی نگاہ میں بہت زیادہ ہوگئی اب سب لوگوں نے مہدی اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے بیعت کرلی پہلے خود منصور نے اس معاملہ پر تقریر کی اور کہا کہ میں مہدی کو عیسیٰ پر مقدم کرتا ہوں اس کے بعد عیسیٰ نے تقریر کی اور ۳۵۱
اس میں کہا کہ میں مہدی کو اپنے اوپر مقدم کرتا ہوں۔ اس معاملہ میں منصور نے جو وعدہ عیسیٰ سے کیا تھا اسے ایفا کیا۔

اس معاملہ کے متعلق ابو جعفر کے بعض مصاحب آپس میں تذکرہ کر رہے تھے ان میں ایک سپہ سالار نے یہ بات خدا کی قسم کھا کر کہی کہ عیسیٰ کی ولی عہدی سے

علیحدگی کسی ناجائز اثر یا دباؤ کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ خود عیسیٰ نے روپیہ کے لالچ اور منصب خلافت کی عظمت سے ناواقفیت کی وجہ سے اپنی خوشی سے اس منصب جلیلہ کے بار عظمٰی سے سبکدوشی اختیار کی جس روز اس نے علیحدگی اختیار کی ہم مدینۃ السلام کے مقصورے میں بیٹھا ہوا تھا۔ ابو عبیدہ مہدی کا کاتب کچھ خراسانیوں کے ساتھ ہمارے پاس آیا عیسیٰ نے اس سے کہا کہ میں نے ولی عہدی کو محمد بن امیر المومنین کے لیے چھوڑ دیا ہے اور اسے اپنے اوپر مقدم کر دیا ہے، ابو عبیدہ نے کہا جناب والا محض اس قدر کافی نہیں ہے بلکہ آپ یہ کہیں کہ میں اپنے حق سے خوشی کے ساتھ اس کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں نیز آپ اس معاملہ میں جو خواہش رکھتے ہوں اس کا اظہار کر دیں وہ خواہش پوری کر دی جائے گی۔ عیسیٰ نے کہا اچھا عبد اللہ امیر المومنین نے اپنے بیٹے محمد المہدی کو ولی عہدی میں جو تقدیم دی ہے میں اس شرط پر کہ اس کے عوض میں ایک کروڑ درہم مجھے دیئے جائیں، تین لاکھ میرے فلاں فلاں بیٹوں کو دیئے جائیں اور سات لاکھ میری فلاں بیوی کو دیئے جائیں اپنی دلی رضامندی اور خوشی سے تیار ہوں کہ مہدی کو ولی عہد بنا دیا جائے کیونکہ وہ باعتبار اپنی اہلیت، حق، اثر و قوت کے خلافت کے بار گراں کو اوٹھانے کے لیے مجھ سے زیادہ مستحق ہیں ان کی تقدیم کی وجہ سے اب آیندہ مجھے اس معاملہ میں کوئی حق نہ رہے گا اور اگر میں اس کا ادعا کروں تو وہ باطل متصور ہو، اس معاہدہ کو لکھتے ہوئے کئی مرتبہ وہ جملوں کو بھول جاتا تھا ابو عبیدہ اسے یاد دلاتا تھا تاکہ عہد میں کسی قسم کا قانونی نقص باقی نہ رہے۔ عہد نامہ کی تحریر کے بعد اس پر مہر اور گواہی کے ثبت کے بعد عیسیٰ نے اپنے دستخط اس پر کئے اور مہر لگائی، بہت سے لوگ اس وقت موجود تھے عہد کی تکمیل کے بعد سب (۲۰۵۲) لوگ باب المقصورہ سے قصر میں آئے، امیر المومنین نے بارہ لاکھ درہم کی مالیت کا خلعت عیسیٰ اور اس کے بیٹے موسیٰ کو عطا فرمایا۔

عیسیٰ بن موسیٰ تیرہ سال کوفہ اور سواد کا والی رہا اس کے بعد جب عیسیٰ نے مہدی کو اپنے اوپر مقدم کرنے سے انکار کیا تو منصور نے اسے کوفہ کی ولایت

سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان بن علی کو مقرر کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ محمد کو مقرر کرنے سے منصور کا مقصد یہ تھا کہ یہ عیسیٰ کی تحقیر و تذلیل کرے گا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ وہ ہمیشہ عیسیٰ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا رہا۔

اس سال ابو جعفر نے محمد بن ابی العباس اپنے بھتیجے کو بصرہ کا والی مقرر کیا، محمد نے اس عہدہ سے استعفا پیش کیا جسے منظور کر لیا گیا وہ مدینۃ السلام واپس آگیا اور وہیں مرگیا اس کی بیوی لغوم بنت علی الربع نے "وا قتیلاہ" کہہ کر اس پر نوحہ کیا۔ ایک پہرہ دار نے ایک گٹھلی اس کی پشت پر پھینک ماری محمد بن ابی العباس کے خادم اس پر پل پڑے اور انھوں نے اس کا کام تمام کر دیا، اس مقتول کے خون کا کوئی معاوضہ نہیں لیا گیا، محمد بن ابی العباس نے بصرہ سے چلتے وقت عقبہ بن سلم کو اپنا نائب مقرر کر دیا تھا منصور نے پھر اسی کو ۱۵۱ھ ہجری تک بصرہ کی ولایت پر بحال رکھا۔

اس سال منصور کی امارت میں حج ہوا۔ ان کا چچا عبدالصمد بن علی مکہ اور طائف کا عامل تھا جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی تھا۔ محمد بن سلیمان کوفہ اور اس کے ماتحت علاقہ کا والی تھا، عقبہ بن سلم بصرہ کا والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے، یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

## ۱۴۸ھ ہجری شروع ہوا (۳۵۳)

# اس سال کے اہم واقعات

اس سال منصور نے حمید بن قحطبہ کو ان ترکوں سے لڑنے آرمینا بھیجا جنھوں نے حرب بن عبداللہ کو قتل کر کے تفلیس میں قتل عام کیا تھا، حمید آرمینا آیا مگر اس کے آنے سے پہلے ہی ترک تفلیس سے چلے گئے تھے، حمید واپس آگیا اور کسی ترک سے اس کا مقابلہ نہ ہوا۔

اس سال صالح بن علی نے دابق میں جہاد کے لیے چھاؤنی ڈالی مگر جہاد نہیں کیا، اس سال جعفر بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا مختلف ممالک کے

صوبہ دار اس سال وہی لوگ تھے جو سنہ ماسبق میں رہے تھے۔

## ۱۴۹ھ ہجری شروع ہوا

# اس سال کے اہم واقعات

اس سال عباس بن محمد نے رومیوں کے علاقہ میں موسم گرما کی مہم کے ساتھ جہاد کیا۔ اس کے ہمراہ حسن بن قحطبہ اور محمد بن الاشعث بھی تھے آخر الذکر راستے ہی میں ہلاک ہوگیا اس سال منصور نے بغداد کی فصیل اور خندق وغیرہ کی مکمل تعمیر سے فراغت پائی۔ نیز وہ اس سال موصل کے جدید شہر کو دیکھنے آئے اور پھر مدینۃ السلام واپس چلے آئے محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔ (۳۵۴)

عبد الصمد بن علی مکہ کی ولایت سے علیحدہ کردیا گیا اور اس کی جگہ محمد بن ابراہیم مقرر کیا گیا مکہ اور طائف کے علاوہ اور تمام ممالک کے صوبہ دار اس سال وہی لوگ تھے جو ۱۴۷ھ اور ۱۴۸ھ ہجری میں تھے البتہ مکہ اور طائف کا والی اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس تھا۔

## ۱۵۰ھ ہجری شروع ہوا

# اس سال کے اہم واقعات کا ذکر

اس سال استاذسیس نے صوبۂ خراسان کے اضلاع ہرات باذغیس اور سجستان کے باشندوں کے ساتھ جن کی تعداد تقریباً تین لاکھ بیان کی جاتی ہے حکومت کے خلاف بغاوت برپا کی انھوں نے تقریباً سارے خراسان پر غلبہ حاصل کرلیا، اور اب آگے بڑھے اہل مروالروذ کا اُنسے مقابلہ ہوا اجثم المروذی اہل مروالروذ کے ساتھ مقابلہ پہ نکلا باغیوں نے اس کا نہایت شدید مقابلہ کیا اجثم اور اس کے ساتھ مروالروذ کے ہزارہا آدمی مارے گئے کئی بڑے مشہور سردار معرکہ سے بھاگ گئے ان میں معاذ بن مسلم بن معاذ جبریل بن یحییٰ، حمّاد بن عمرو۔

ابو النجم الجستانی اور داؤد بن کراز قابل ذکر ہیں منصور نے جو اس وقت بردان میں فروکش تھے، خازم بن خزیمہ کو مہدی کے پاس بھیجا مہدی نے اسی کو استاذسیس (۲۵۵)
کے مقابلہ پر سپہ سالار مقرر کیا اور دوسرے فوجی سردار اس کے تحت کر کے اس کے ساتھ کر دیے گئے۔

مہدی کا وزیر معاویہ بن عبید اللہ خازم کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرتا تھا مہدی ان دنوں نیسا پور میں مقیم تھا معاویہ خازم بن خزیمہ اور دوسرے اس کے تحت فوجی سرداروں کو اپنی طرف سے مختلف احکام بھیجتا رہتا تھا خازم نے اس کے تدارک کے لیے یہ تدبیر کی کہ بیمار پڑ گیا وہ اس وقت اپنی چھاؤنی میں مقیم تھا۔ دوا پی لی اور ڈاک کے ذریعہ مہدی کے پاس نیسا پور آیا، سلام کر کے خلوت چاہی ابو عبیدہ اس وقت وہاں موجود تھا مہدی نے خازم سے کہا کہ ابو عبیدہ سے کوئی راز نہیں ہے تم جو کہنا چاہتے ہو وہ اس کے سامنے کہہ سکتے ہو۔ خازم نے اس بات سے انکار کیا اور کوئی بات اس سے نہیں کی آخر کار ابو عبیدہ مجلس سے اٹھ کر چلا گیا اور جب تخلیہ ہو گیا تو اب خازم نے مہدی سے اوس کی سخت شکایت کی اور کہا کہ یہ فرقہ داری تعصب میں مبتلا ہے اسے اور پیدا کر رہا ہے اس طرح کے خطوط اس نے مجھے اور میرے ماتحت دوسرے عہدہ داروں کو لکھے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ فوجی نظام اور اطاعت میں خرابی واقع ہو گئی ہے ہر شخص خود سر ہو کر اپنی رائے سے کام کرتا ہے، میری بات سُنی نہیں جاتی ان کی اطاعت میں فرق پڑ گیا ہے جب تک کہ ایک سپہ سالار کے ذمہ تمام معاملات کی باگ نہیں ہو گی لڑائی میں کامیابی ممکن نہیں ہے تمام پڑاؤ میں صرف ایک شخص کا جھنڈا لہرائے اور کسی دوسرے عہدیدار کو اپنا نشان بلند کرنے کی اجازت نہ ہو اور اگر ہو تو اس کا اختیار سپہ سالار ہی کو رہے میں خود ان حالات میں استاذسیس کے مقابلہ پر جانے کے لئے تیار نہیں ہوں البتہ اگر مجھے کامل اختیار دیا جائے ابو عبیدہ سے میرا تعلق نہ رہے مجھے اجازت ہو کہ میں اپنے ہمراہی عہدیداروں کے نشان اتروا دوں اور ان کو میرے ہر حکم اور ہدایت کی تسلیم کے احکام جاری ہوں تب میں اس مہم پر جانے کے لیے

آمادہ ہوں۔ مہدی نے اس کی تمام باتیں منظور کر لیں۔ خازم اپنی چھاؤنی میں واپس آگیا۔ اب اس نے باختیار خود کام کرنا شروع کیا ہر عہدیدار کو اپنی جمعیت پر خود بخود قیادت کا حق نہیں رہا جسے چاہا اسے برقرار رکھا جسے چاہا اس منصب سے علیحدہ کر دیا ان فوجوں کو جو اس سے پہلے دشمن کے مقابلہ پر شکست یاب ہو چکی تھیں اس نے اپنے ساتھ ملا لیا مگر انکو بطور مزید تعداد بڑھانے کے لیئے ساتھ لیا چونکہ انکے دل دشمن سے مرعوب تھے اس وجہ سے اس نے اس فوج کو اپنی فوج کے عقب میں متعین کیا آگے نہیں بڑھایا اس فوج کی تعداد بائیس ہزار تھی پھر خازم نے باقاعدہ فوج سے چھ ہزار آدمی منتخب کیئے اور ان کو ان بارہ ہزار چیدہ جوانمردوں کے ساتھ شامل کیا جو پہلے سے اس کی قیادت میں تھے، بکار بن مسلم العقیلی بھی منتخب شدہ سرداروں میں تھا اب خازم نے جنگ کی تیاری شروع کی اور خندق بنائی، ھیثم بن شعبہ بن ظہیر کو میمنہ پر نہار بن، حصین العبدی کو میسرہ پر متعین کیا۔ بکار بن مسلم العقیلی مقدمۃ الجیش پر تھا ترار خدا جو خراسان کے عجمی رؤسا کی اولاد میں تھا وہ ساقہ جیش پر متعین تھا۔ زبرقان اس کا لوا بردار اور اس کا مولیٰ تسدم اس کا علم بردار تھا۔ اب اس نے دشمن کے خلاف ایسی موثر جنگی نقل و حرکت شروع کی کہ اس نے انکو چکمہ دیکر کاٹ ڈالا یہ ساری جماعت پیدل تھی۔ اس کے بعد خازم ایک مقام پر جاکر فروکش ہو گیا وہاں اپنے گرد اس نے خندق بنالی اور تمام ضروریات اکھٹا کر کے اپنی ساری فوج خندق کے دور میں جمع کر لی اس کے چار دروازے بنائے ہر دروازے پر اپنی منتخب فوج متعین کی جس کی تعداد چار ہزار تھی بکار نے اپنے مقدمۃ الجیش کے سردار کے ماتحت مزید دو ہزار فوج کر دی اس طرح اٹھارہ ہزار کا تکملہ ہو گیا، باغیوں کی اور جماعتیں آئیں ان کے پاس کدال، پھاوڑے اور ٹوکریاں تھیں یہ انکو لیکر خندق کو پر کرنے اور پھر مسلمانوں کے پڑاؤ میں در آنے کے لیے بڑھے یہ جماعت اس دروازے سے خندق پر بڑھی جس پر بکار بن مسلم متعین تھا۔ دشمنوں نے بکار پر ایسا شدید حملہ کیا کہ اس کی فوج اسکی تاب مقاومت نہ لاسکی اور ان کو پسپائی کے بغیر چارہ نہیں رہا یہ فوج شکست (۳۵۶)

بھاگ کر پیچھے ہٹی اور ترک خندق کو عبور کر کے ان پر آپڑے، بکار یہ رنگ دیکھ کر خود تیر کی طرح اس خطرہ کے مقام پر آیا، خندق کے دروازے پر گھوڑے سے اتر پڑا اور اپنے خاص آدمیوں کو اوس نے للکارا کہ کیا کر رہے ہو کیا میری ہی سمت سے ہو کر دشمن مسلمانوں پر غلبہ کرے گا"، یہ سن کر اسکے خاندان اور علاقہ کے تقریباً (۲۵۷) پچاس آدمی پیادہ پا ہو گئے انھوں نے نہایت شجاعت سے اپنے دروازے کی مدافعت کی اور دشمن کو وہاں سے بے دخل کر دیا۔

جس دروازے پر خود خازم موجود تھا اس پر حریش الجستانی نام ایک شخص جو کہ اوستادسیس کے ہمراہ اور اوسکے معاملات کا منصرم تھا حملہ آور ہوا۔ اسے اپنی سمت آتا دیکھ کر خازم نے ھیثم بن شعبہ صاحب میمنہ کو حکم بھیجا کہ تم اپنی فوج لیکر اپنے مقابل دروازے سے وہ راستہ ترک کر کے جو بکار کے دروازے کو جاتا ہے دوسرے راستے چلے جاؤ اس وقت دشمن بکار سے لڑائی اور میری طرف پیشقدمی کرنے میں منہمک ہے جب تم انکی حد نظر سے دور چلے جاؤ اس وقت ایک دم مڑ کر اس کے عقب سے اس پر حملہ کرنا۔

اس وقت مسلمان ابو عون اور عمرو بن مسلم بن قیتبہ کے طخارستان سے ان کی مدد کے لیے آنے کے متوقع بھی تھے اس وجہ سے خازم نے بکار سے کہلا بھیجا کہ جب تم کو اپنی پشت پر سے ہیثم بن شعبہ کی بیرقیں بڑھتی ہوئی نظر آئیں تم خوشی میں نعرۂ تکبیر بلند کرنا اور کہنا کہ یہ اہل طخارستان ہماری مدد کے لیے آ پہنچے۔ ہیثم کی فوج نے اسی ہدایت کے مطابق عمل کیا۔ خود خازم قلب فوج کے ساتھ حریش الجستانی کے مقابلہ پر نکلا دونوں حریفوں نے تلواریں نیام سے نکالیں اور ایک دوسرے سے نہایت عزم وثبات کے ساتھ دست وگریباں ہو گئے وہ اسی طرح کچھ دیر تک لڑتے رہے اب ہیثم کی فوج اور جھنڈے ان کو بڑھتے ہوئے دکھائی دیئے انکو دیکھ کر مسلمانوں نے ایک دوسرے کو سنانے کے لیے نعرہ لگایا کہ یہ دیکھو اہل طخارستان ہماری مدد کے لیئے آ پہنچے حریش کی فوج نیز اون لوگوں کی جو بکار بن مسلم کے مقابل نبرد آزما تھے ان جھنڈوں پر نظر پڑی تھی کہ خازم نے دشمن پر

نہایت شدید حملہ کر کے انکو اپنے سامنے سے ہٹا دیا اتنے میں ہثیم کی فوج نے
عقب سے ان پر حملہ کر دیا اور نیزوں اور تیروں سے انکو سخت نقصان پہنچایا
نہار بن حصین اپنی فوج لیکر میسرہ کی سمت سے اور بکار بن مسلم اپنی سمت سے (۳۵۸)
اپنی فوج لیکر ان پر حملہ آور ہوئے اور انکو مار بھگایا ہزیمت کے بعد مسلمانوں
نے دل کھول کر قتل کرنا شروع کیا صرف اس معرکہ میں دشمن کے تقریباً ستر ہزار
آدمی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل اور چودہ ہزار مسلمانوں کے ہاتھوں میں اسیر
ہو گئے استاذ سیس نے جسکے ہمراہ بہت ہی تھوڑے آدمی رہ گئے تھے
بھاگ کر پہاڑ میں پناہ لی۔ اس جگہ ابو عون اور عمرو بن سلم بن قتیبہ اپنی جمعیتوں
کے ساتھ خازم سے آملے۔ خازم نے انکو ایک سمت فروکش کرا دیا اور کہا
کہ آپ دونوں یہیں پڑے رہیں جب ہمکو ضرورت ہو گی ہم آپ کو مدد کے لیے
بلالیں گے اس کے بعد خازم نے استاذ سیس اور اس کے ہمراہیوں کا
محاصرہ کر لیا آخر کار انھوں نے ابو عون کے فیصلہ پر ہتیار رکھدیے چونکہ
سوائے اس شرط کے انھوں نے دوسری کسی شرط پر ہتیار رکھنے کے لیے
آمادگی ظاہر نہیں کی تھی اس وجہ سے مجبوراً خازم نے اسے منظور کر لیا اور ابو عون
کو حکم دیا کہ تم جا کر ان سے وعدہ کر لو کہ وہ تمھاری صوابدید پر ہتیار رکھدیں
ابو عون نے ان سے جاکر اپنی ذمہ داری کا اقرار کر لیا انھوں نے ہتیار
رکھدیئے اطاعت قبول کرنے کے بعد اس کے حکم سے استاذ سیس
اس کے بیٹوں اور اعزہ کے لوہے کی بیڑیاں ڈالدی گئیں اور دوسروں کو چھوڑ
دیا گیا، یہ تیس ہزار تھے خازم نے بھی ابو عون کے اس تصفیہ کو برقرار رکھا
اور ان کے ہر شخص کو دو دو پارچے دیئے اس نے اس فتح کی خوشخبری
اور دشمن کی تباہی کی اطلاع مہدی کو لکھ بھیجی۔ مہدی نے امیر المومنین منصور
کو اس کی اطلاع کی،

محمد بن عمر کہتا ہے کہ استاذ سیس اور حریش نے ۱۵۰ھ ہجری میں خروج
کیا اور ۱۵۱ھ ہجری میں استاذ سیس کو ہزیمت ہوئی۔

اس سال منصور نے جعفر بن سلیمان کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے

اس کی جگہ حسن بن زید بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کو والی مدینہ مقرر کیا۔
اس سال جعفر الاکبر بن ابی جعفر المنصور نے مدینۃ السلام میں وفات پائی، منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور وہ رات کے وقت قریش کی ہڑواڑ میں دفن کیا گیا۔
۹۵۳۱ اس سال موسم گرما میں کوئی مہم جہاد کے لیے نہیں بھیجی گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال صائفہ پر منصور نے اُسید کو سپہ سالار مقرر کیا تھا مگر وہ دشمن کی سرزمین پر اپنی فوج لیکر حملہ آور نہیں ہوا بلکہ مرج دابق میں پڑا رہا اس سال عبدالصمد بن علی بن عبداللہ ابن عباس عامل مکہ اور طائف کی امارت میں حج ہوا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سال ان مقامات کا عامل محمد بن ابراہیم بن محمد تھا، اور مدینہ کا والی حسن بن زید العلوی تھا۔ محمد بن سلیمان بن علی کوفہ کا والی تھا، عقبہ بن سلم بصرہ کا والی تھا، سوار بصرہ کے قاضی تھے، یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

## ۱۵۱ سنہ ہجری شروع ہوا

## اس سال کے اہم واقعات کا ذکر

اس سال قوم کرک نے بندرگاہ جدہ پر براہ سمندر غارت گری کی، نیز اس سال عمر بن حفص بن عثمان بن ابی صفرہ سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر کے افریقیا کا والی مقرر کیا گیا اور اس کی جگہ سندھ پر ہشام بن عمرو التغلبی والی مقرر ہوا۔ اس عزل و نصب کے اسباب اور واقعات ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں۔

## عمر بن حفص کی سندھ سے علیحدگی اور ہشام بن عمرو کا تقرر

۳۶۰ منصور نے عمر بن حفص الصفری ہزار مرد کو سندھ کا صوبہ دار مقرر کیا یہ مدینہ میں محمد بن عبداللہ اور بصرہ میں ابراہیم بن عبداللہ کے خروج تک اپنے فرائض بخوبی انجام دیتا رہا۔ محمد بن عبداللہ نے خروج کرنے کے بعد اپنے بیٹے عبداللہ

الاشتر کو چند زیدیوں کے ساتھ بصرہ بھیجا اور ہدایت کی کہ وہاں سے نہایت عمدہ تیز رو گھوڑے خرید کر عمرو بن حفص کے پاس سندھ چلے جاؤ اس شخص کے پاس بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ بھی منصور کے ان سپہ سالاروں میں تھا جنھوں نے محمد کے لیے بیعت کی تھی اور نیز اس لیے کہ یہ آل ابی طالب کی طرف رجحان قلبی رکھتا تھا۔

یہ جماعت ابراہیم بن عبداللہ کے پاس بصرہ آئی یہاں انھوں نے بہت سے اعلےٰ درجہ کے گھوڑے خریدے، سندھ میں عمدہ گھوڑوں کی نہایت قدر و قیمت تھی یہ بحری راستے سے سندھ آئے اور عمرو بن حفص کے پاس پہنچے اور بیان کیا کہ نخاس میں ہمارے پاس نہایت عمدہ گھوڑے ہیں، عمرو نے کہا کہ وہ گھوڑے میرے سامنے پیش کیے جائیں انھوں نے وہ گھوڑے اسکے سامنے پیش کیے۔ جب یہ لوگ عمرو کے قریب آگئے تو ان میں سے کسی نے کہا کہ مجھے اپنے پاس آنے دیجئے میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اس نے پاس بلا لیا اس شخص نے کہا کہ ہم آپ کے پاس ایسی شے لیکر آئے ہیں جو آپ کے لیے ان گھوڑوں سے بہتر ہے اور جس میں آپ کی دنیا اور دین دونوں کی بھلائی ہے آپ ہمیں ان دو شرطوں پر امان دیجئے ایک یہ یا تو جس غرض سے ہم آپ کے پاس آئے ہیں آپ اسے قبول فرمالیں اور یا اگر قبول نہ کریں تو آپ اس وقت اس معاملہ کو بالکل پوشیدہ رکھیں اور ہمیں کوئی اذیت اس کی وجہ سے نہ دیں ہم پھر خود ہی آپ کے علاقہ سے واپس چلے جائیں گے۔

عمرو نے اُن کو امان دی اُنھوں نے کہا کہ ہم گھوڑے لیکر آپ کے پاس نہیں آئے ہیں بلکہ یہ دیکھیئے رسول اللہ صلعم کے پوتے عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسنؓ آپ کے پاس موجود ہیں۔ ان کے والد نے ان کو آپ کے پاس بھیجا ہے انھوں نے مدینہ میں خروج کردیا ہے اور اپنی خلافت کی دعوت عام دیدی ہے اونکے بھائی ابراہیم نے بصرہ میں خروج کر کے اس پر قبضہ کرلیا ہے، عمرو نے
اون کی دعوت پر خوشی خوشی لبیک کہا اور محمد کے لیے ان کی بیعت کرلی۔ عبداللہ ۶۱
بن محمد کے لیے حکم دیا کہ اسے ہمارا مہمان بنایا جائے چنانچہ وہ اسی کے پاس فروکش ہوگیا عمرو نے اپنے اہل خاندان اور خاص سرداروں اور اپنے

علاقہ کے سر برآوردہ لوگوں کو محمد کی بیعت کی دعوت دی جسے انھوں نے قبول کر لیا اور بیعت کر لی اب ان سب نے سفید جھنڈے اور نشانات اختیار کیے، سفید قبائیں اور سفید کلاہیں پہننا شروع کیں اور منبر پر پہننے کے لیے بھی سفید ہی لباس مہیا کر لیا ایک جمعرات کے دن اس نے اس سفید لباس کا اہتمام کیا۔

بدھ کے دن بصرہ سے ایک تباہ کن جنگی جہاز سندھ آیا اس میں عمر بن حفص کی بیوی خلیدہ بنت المعارک کا ملازم پیامبر عمر کے نام ایک خط لیکر آیا جس میں اسے محمد بن عبداللہ کے قتل کی اطلاع دی گئی تھی عمر نے عبداللہ بن محمد سے آکر یہ واقعہ بیان کیا اور اس کے باپ کی ہلاکت پر تعزیت کی اور کہا کہ میں نے آپ کے والد کے لیے بیعت کی تھی مگر اب ان کے ساتھ یہ واقعہ پیش آگیا، عبداللہ نے کہا میرا معاملہ اب شہرت پذیر ہو چکا ہے، میرا پتہ معلوم ہو گیا ہے اب میرے خون کی ذمہ داری تمھاری گردن پر ہے اب تم جیسا مناسب خیال کرو اپنے لیے راستہ اختیار کرو چاہے میری حفاظت کرو یا اس سے دست بردار ہو جاؤ۔ عمر نے کہا ایک بات میرے خیال میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں سندھ کا ایک بڑا زبردست رئیس ہے جس کا ملک وسیع اور جسکی رعایا کثیر ہے یہ باوجود شرک کے رسول اللہ صلعم کی حد درجہ تعظیم و تکریم کرتا ہے اور اپنے عہد کا پکا ہے میں اسے بلا کر تمھارے اور اس کے درمیان رشتہ مودت قائم کر دیتا ہوں اور تم کو اس کے پاس بھیجدونگا تم وہیں رہنا اسکے ساتھ قیام کی حالت میں تم پر کسی کی دسترس نہیں ہو سکے گی۔

عبداللہ نے کہا جو آپ مناسب خیال کرتے ہوں اس پر عمل کیجئے عمر نے اپنی تجویز پر عمل کیا عبداللہ اس رئیس کے پاس چلا گیا اس نے اسکی بڑی تعظیم خاطر داری اور تواضع کی اور بہت سلوک کیا، اب زیدی رفتہ رفتہ اس کے پاس پہنچکر قیام پذیر ہونے لگے اس طرح چار سو اچھے ذی اثر مدبر بہادر اور علما اس کے پاس جمع ہو گئے عبداللہ اس جماعت کی معیت میں سیر و شکار کے لیے شہزادوں کی طرح پورے ترک و احتشام کے ساتھ

سواری میں نکلتا تھا۔

جب محمد اور ابراہیم دونوں مارے گئے تو عبداللہ الاشتر کی اطلاع منصور کو ہوئی منصور نے اسے بڑی اہمیت دی اسے سخت غصہ آیا اس نے عمر بن حفص کو اپنی اطلاع لکھ بھیجی عمر نے اپنے تمام رشتہ داروں کو جمع کرکے منصور کا خط سنایا اور کہا کہ اگر میں اس واقعہ کا اقرار کرتا ہوں تو وہ فوراً مجھے معزول کردیں گے اگر ان کے پاس جاؤں قتل کرادیں گے اگر مقابلہ کروں تو وہ لڑ پڑینگے، اس کے خاندان کے ایک شخص نے کہا کہ تم اس واقعہ کی تمام ذمہ داری میرے سر ڈالدو اور اسی وقت اس کی اطلاع امیر المومنین کو لکھ بھیجو نیز فوراً تم مجھے گرفتار کرکے بیڑیاں پہنادو اور قید کردو، وہ یقیناً میری حاضری کا حکم دیں گے تم مجھے بھیجدینا میرا خیال ہے کہ سندھ میں جو قوت و دبدبہ تمکو حاصل ہے نیز بصرہ میں تمھارے خاندان کا جو اعزاز اور اثر ہے اس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وہ میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے، عمر نے کہا تمھارا خیال غلط ہے مجھے تمھارے متعلق اس کے بالکل برعکس معاملہ کا اندیشہ ہے وہ کہنے لگا اگر میں مارا گیا تو میں بخوشی اس کے لیے تیار ہوں کہ میری جان تم پر قربان ہوجائے اگر زندہ رہا تو یہ عطیہ خداوندی سمجھونگا، عمر نے اس کے قید کرنے کا حکم دیدیا وہ جیل میں ڈالدیا گیا پھر اس نے منصور کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی منصور نے اوسکی حاضری کا حکم بھیجا جب یہ اس کے سامنے پیش ہوا انھوں نے اسے قتل کرادیا۔ (۳۶۲)

اس کے بعد وہ ایک طویل مدت تک غور کرتے رہے کہ کسے سندھ کا حاکم مقرر کریں کبھی کسی کا نام لیتے اور پھر خاموش ہوجاتے ایک دن سیر کے لیے جارہے تھے ہشام بن عمرو التغلبی ان کے ہمراہ تھا منصور جب تک اس روز سواری میں رہے اسے غور سے دیکھا کیے، اپنی فرودگاہ واپس آکر جب کپڑے اتار دیے تو ربیع نے آکر ہشام کی باریابی کی اجازت چاہی منصور نے کہا کہ ابھی وہ میرے ساتھ تھا ملنے کی ایسی کیا ضرورت پیش آئی، ربیع نے کہا اسے ایک نہایت اہم بات آپ سے عرض کرنا ہے، منصور ایک کرسی منگواکر اس پر بیٹھ گئے اور

اب ہشام بن عمرو کو باریاب کیا، اس نے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ جب سواری سے میں اپنے مکان واپس گیا تو میری فلاں بہن بنت عمرو میرے سامنے آئی اس کے حسن و جمال ذہانت و فراست اور تقویٰ کو دیکھ کر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ تو امیر المومنین کے لائق ہے، اب میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ اسے آپ کے نذر کروں منصور دیر تک سر جھکائے بید سے زمین کو چھیتے اور سوچتے رہے اور پھر کہا کہ اچھا اس وقت تو جاؤ جو فیصلہ ہوگا اس کے متعلق میرا حکم تمکو بعد میں ملجائے گا۔ اس کے جانے کے بعد منصور نے ربیع کو خطاب کر کے کہا اگر بنی تغلب کی ہجو میں جریر نے یہ شعر

لا تطلبن خؤولتہ فی تغلب فالزنج اکرم منہم اخوالا

(بنی تغلب میں کبھی اپنا ننھال مت بنانا کیونکہ ننھالی رشتہ داروں کی حیثیت میں زنگی ان سے کہیں اچھے ہیں) نہ کہا ہوتا تو میں ضرور اس کی بہن سے شادی کر لیتا۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر اس سے میری اولاد ہوئی تو اس شعر کی وجہ سے ان کو عار آئے گا اچھا تم خود جاؤ اور اس سے جا کر کہو کہ امیر المومنین کہتے ہیں کہ اس رشتۂ مناکحت کے علاوہ اگر تم امیر المومنین سے کچھ اور چاہتے ہو تو بیان کرو امیر المومنین اس کے قبول کرنے میں دریغ نہ کریں گے اگر آیندہ خود مجھے اس رشتۂ مناکحت کی ضرورت ہوگی تو میں تمہاری ہی تجویز کو قبول کرونگا، خدا تم کو اسکی جزائے خیر دے، میں اس بات کے عوض میں تمکو سندھ کا والی مقرر کرتا ہوں، (۳۶۲)
تم اس رئیس سے مراسلت کرنا اگر وہ تمہاری اطاعت منظور کر لے اور عبداللہ بن محمد کو تمہارے حوالے کر دے تو بہتر ہے ورنہ تم اس کے خلاف جنگ کرنا۔

دوسری طرف منصور نے عمرو بن حفص کو افریقیا کا والی مقرر کر کے اسے اس کے متعلق حکم بھیجدیا، ہشام بن عمرو التغلبی نے سندھ آ کر اپنے عہدے کا جائزہ لے لیا اور عمرو بن حفص بعید المسافت ممالک طے کر کے افریقیا پہنچ گیا، سندھ آ کر ہشام کا جی نہ چاہا کہ وہ عبداللہ کو پکڑ لے مگر دکھاوے کے طور پر وہ اپنے مصاحبین سے کہتا رہا کہ میں اس رئیس سے اس معاملہ میں خط و کتابت کر رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ صلح و آشتی سے کام نکل جائے

اسی وجہ سے میں اپنی تحریر میں نرم لہجہ اختیار کرتا ہوں تاکہ جنگ کی نوبت نہ آنے پائے، ابو جعفر کو اس کے دیدہ و دانستہ تساہل کی مسلسل اطلاعیں ملیں انھوں اپنے خط میں اس معاملہ کے لیے بار بار اسے اصرار سے لکھا کہ اس پر جلد عمل کرو اسی اثنا میں سندھ کے ایک علاقہ میں کسی شخص نے شورش برپا کی ہشام نے اپنے بھائی سفنج کو باغیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا یہ اپنی فوج لیکر اوس سمت چلا، جس راستے سے یہ پیش قدمی کر رہا تھا وہ اوس رئیس کی سرحد سے بالکل ملحق واقع ہوا تھا، سفنج بڑھا چلا جارہا تھا کہ اسے ایک غبار بلند ہوتا ہوا نظر آیا اصل میں تو یہ غبار عبداللہ بن محمد کی سواری کا تھا مگر سفنج کو یہ خیال گذرا کہ یہ اس دشمن کا مقدمۃ الجیش ہے جس کے مقابلہ پر یہ جارہا ہے اس خیال کی بنا پر دریافت حقیقت کے لیے اس نے اپنے طلائع روانہ کیے انھوں نے آکر بیان کیا کہ یہ وہ دشمن تو نہیں ہے جس کے مقابلہ کے لیے آپ جارہے ہیں یہ عبداللہ بن محمد الاشتر العلوی سیر کے لیے دریائے سندھ کے کنارے کنارے جارہا ہے، یہ سنتے ہی سفنج نے اس کی گرفتاری کے لئے اس سمت جانے کا ارادہ کرلیا اگرچہ اس کے مشیروں نے کہا بھی کہ یہ ابن رسول اللہ صلعم ہیں آپ خود جانتے ہیں کہ آپ کے بھائی نے عمداً ان سے کنارہ کشی کی تاکہ ان کے خون کا وبال اسے اپنے سر نہ لینا پڑے علاوہ بریں وہ آپ کے مقابلہ پر نہیں آئے ہیں بلکہ محض سیر و تفریح کے لیے نکلے ہیں اور آپ خود بھی انکے مقابلہ کے لیے نہیں آئے ہیں بلکہ دوسرے کے لیے آئے ہیں مناسب ہے کہ آپ ان سے اعراض کریں اور انکو نہ چھیڑیں مگر سفنج نے کہا میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا انکو پکڑ کر ان کی گرفتاری اور قتل کو منصور کی خدمت میں ذریعۂ تقرب و رسوخ بنا لے، لہذا میں خود ہی کیوں اس موقع سے فائدہ نہ اٹھاؤں، عبداللہ کے ہمراہ اس وقت دس آدمی تھے۔ سفنج انکی طرف بڑھا اس نے اپنے مشیروں کی مداہنت کی مذمت کی اور عبداللہ پر حملہ کردیا۔ عبداللہ اور اس کے ساتھیوں نے بہادری سے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا لڑے اور سب کے سب مارے گئے ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ بچا جو اس واقعہ کی جاکر اطلاع دیتا، چونکہ عبداللہ دریا سے

مقتولین میں خلط ملط پڑا ہوا تھا اس وجہ سے سفیج کو اس کا پتہ نہ چلا۔ مگر اس کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس خوف سے کہ اس کا سر کاٹ لیا جائے قتل کے بعد اس کے ساتھیوں نے اسے دریائے سندھ میں ڈالدیا۔

ہشام بن عمرو نے اس فتح کی اطلاع کے لیے منصور کی بارگاہ میں ایک عریضہ ارسال کیا اور اس میں یہ ظاہر کیا کہ میں خود ارادتاً اس کے مقابلہ پر گیا تھا منصور نے اپنے جواب میں اس کی اس کارروائی کو خوب سراہا اور ہدایت کی کہ اب تم اس رئیس کے خلاف جنگ کرو جس نے عبداللہ بن محمد کو پناہ دی تھی، اور یہ اس لیے کہ عبداللہ نے اس رئیس کے ہاں قیام کے زمانے میں چند لونڈیاں رکھی تھیں اون میں ایک کے ہاں محمد بن عبداللہ جو ابوالحسن محمد العلوی ابن الاشتر کے نام سے مشہور ہے پیدا ہوا تھا سفیج اس رئیس سے لڑا اس پر فتحیاب ہوا اس نے اس کی ریاست پر قبضہ کر لیا اور اس رئیس کو قتل کر دیا، اس نے عبداللہ بن محمد کی اُم ولد کو مع اوس کے فرزند کے منصور کی خدمت میں بھیجدیا منصور نے اپنے والی مدینہ کو اوس لڑکے کی صحت نسب لکھ بھیجی اور خود اس بچے کو بھی اس کے پاس بھیجدیا اور لکھا کہ تم آل ابی طالب کو جمع کر کے میرا یہ خط جو اس بچے کی صحت نسب کے متعلق ہے سنا دینا اور اسے اس کے اعزا کے سپرد کر دینا۔ (۳۶۴)

اس سال ماہ شوال میں منصور کا بیٹا مہدی خراسان سے انکے پاس آیا۔ مہدی کی ملاقات اور اس کے کامیاب واپس آنے پر منصور کو مبارکباد دینے کی غرض سے منصور کے تمام اعزا، شام، کوفہ، اور بصرہ وغیرہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے مہدی نے صلہ کے طور پر نقد، لباس، اور سواریاں انکو دیں منصور نے بھی ان کے ساتھ یہی سلوک کیا اور اون میں سے بعض کو مہدی کا مصاحب مقرر کیا اور انکا پانسو پانسو درہم منصب مقرر کر دیا اس سال منصور نے اپنے بیٹے مہدی کے لئے مدینۃ السلام کے مشرق میں رصافہ کی تعمیر شروع کی۔

## رصافہ کی تعمیر

جب مہدی خراسان سے آیا تو منصور نے ادسکو جانب شرق فروکش کیا اور اس کے

لیے رصافہ بنوایا، اس کی ایک فصیل اور خندق بنوائی میدان قائم کیا اور اس میں (۳۶۵)
باغ لگوایا نیز اوس کے لیے پانی جاری کرا دیا چنانچہ پانی نہر مہدی سے رصافہ
پہنچتا تھا۔

اس واقعہ کے متعلق دوسری روایت یہ ہے کہ جب راوندیہ جماعت نے
منصور کے حکم کے خلاف شور وشغب برپا کیا اور باب الذہب پر منصور سے اونکی
لڑائی ہوئی تو قثم بن العباس بن عبیداللہ بن العباس جوان دنوں بہت ضعیف العمر
ہو چکا تھا اور جس کی سب لوگ بہت عزت کرتے تھے منصور سے ملنے آیا منصور
نے اس سے کہا آپ نے دیکھا کہ یہ سپاہی کس طرح ہم پر شیر بن گئے، مجھے تو یہاں
تک اندیشہ ہو گیا تھا کہ اگر ان سب میں اتفاق رائے ہو گیا تو حکومت ہی ہمارے
ہاتھ سے نکل جائے گی اس معاملہ میں آپکا کیا مشورہ ہے، اس نے کہا ایک بات
میرے ذہن میں آئی ہے مگر وہ ایسی ہے کہ اگر میں آپ کے سامنے اس کا اظہار
کردوں تو سارا معاملہ خراب ہو جائے گا اور اگر آپ مجھے میری اپنی تجویز پر عمل
کرنے کی اجازت دیں تو میں اسے کرگزرونگا اس طرح آپ کی خلافت پائیدار
و مستحکم ہو جائے گی اور فوج پر آپ کا رعب و داب قائم رہے گا، منصور کہنے لگے
کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ میری خلافت کے عہد میں تم کوئی کام میرے علم کے
بغیر کرگزرو یہ ممکن نہیں، قثم نے کہا کیا اپنی حکومت کے بارے میں آپ کو میری
نیت پر کچھ شبہ ہے؟ اگر آپ کا ایسا خیال ہے تو آپ مشورہ ہی کیوں لیتے ہیں
اور اگر آپ مجھ پر کامل اعتماد رکھتے ہیں تو پھر آپ مجھے میری تجویز کو عمل میں لانے
کی اجازت دیں اور اس کے لیے مجھے اختیار کلی دیدیں، منصور نے کہا اچھا جو
تم نے سوچا ہے اسے بروئے کار لاؤ

اس ملاقات کے بعد قثم اپنے مکان آیا اپنے غلام کو بلا کر کہا کہ کل میرے
دربار میں جانے سے پیشتر تم امیرالمومنین کے قصر میں جا بیٹھنا جب تم دیکھو کہ
میں وہاں آگیا ہوں اور اپنے ذی رتبہ ہمسروں میں پہنچ گیا ہوں تم آکر میرے
خچر کی باگ پکڑ کر مجھ سے ٹھہرنے کی درخواست کرنا اور اس کے لیے تم مجھے رسول اللہ
صلعم، عباس اور امیرالمومنین کے حق کا واسطہ دیکر قسم دینا جب میں رک جاؤں اور

(۲۶۶ھ) تمھاری درخواست کو سنکر اس کا جواب دے لونگا اس کے بعد میں تمکو سخت جھڑکی دونگا اور برا بھلا کہوں گا تم ان باتوں سے پریشان نہ ہو جانا اور پھر مجھ سے اپنی درخواست بیان کرنا اس وقت میں تم کو گالیاں دونگا اس سے بھی تم خائف نہ ہونا اور پھر اپنی بات پر اصرار کرنا اس وقت میں تم کو اپنے کوڑے سے مارونگا اسے بھی برداشت کرنا اور پھر پوچھنا کہ یمن اور مضر میں کون شریف تر ہے جب میں اس بات کا جواب دیدوں اس وقت تم میرے خچر کی باگ چھوڑ دینا اور پھر تم آزاد ہو۔

اس کے غلام نے دوسرے دن صبح یہی کیا کہ وہ امیرالمومنین کے قصر میں اُسی جگہ جا بیٹھا، جہاں بیٹھنے کا اس کے آقا نے حکم دیا تھا جب قثم قصر آیا تو اس غلام نے اس کے ساتھ وہی کیا جسکی اسے ہدایت کردی گئی تھی پھر قثم نے پوچھا کیا کہنا چاہتے ہو اس نے کہا بتائے کہ قبیلۂ یمن اور مضر میں کون اشرف ہے؟ قثم نے کہا مضر وہ قبیلہ ہے جس میں رسول اللہ صلعم پیدا ہوئے اسی میں کلام اللہ نازل ہوا، اسی میں بیت اللہ واقع ہے اور ہمارے خلیفہ بھی بنی مضر سے ہیں، یہ جواب سنکر یمنی سرداروں نے بہت پیچ و تاب کھایا کہ اس نے ہمارے شرف کی کوئی بات بھی بیان نہیں کی بلکہ ایک یمنی سردار نے کہدیا کہ یہ بات غلط ہے کہ یمن میں کوئی خوبی یا شرف موجود ہی نہیں ہے پھر اس نے اپنے غلام سے کہا کہ تم اس بڈھے کے خچر کی باگ پکڑ کر اس کو سختی سے جھٹکا دیکر روکو اور جب تک کہ وہ اس معاملہ میں تمھارا اطمینان بخش جواب نہ دے اسے آگے نہ بڑھنے دو غلام نے اپنے آقا کے حکم کی بجا آوری میں اس زور سے اس کے خچر کو روکا کہ قریب تھا کہ وہ پچھلے پیروں بیٹھ جائے یہ گستاخی دیکھ کر مضری سردار سخت برہم ہوئے اور کہنے لگے غضب ہے کہ ہمارے شیخ کی ایسی توہین کیجائے ان میں سے ایک سردار نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ تو اس غلام کا (جس نے قثم کو روکا تھا) جاکر ہاتھ کاٹ دے، اس غلام نے جاکر یمنی کے غلام کا ہاتھ کاٹ دیا، اب کیا تھا اس واقعہ سے دونوں فریق ایک دوسرے سے متنفر ہو گئے، قثم نے اپنے خچر کی باگ موڑی اور ابو جعفر کے پاس چلا آیا، فوج میں افتراق پیدا ہو گیا کئی فرقے بنگئے، مضر کا ایک فرقہ، یمن کا ایک خراسانیوں کا ایک

اور بنی ربیعہ کا ایک فرقہ ہو گیا تھا، قثم نے ابو جعفر سے جا کر کہا کہ لیجئے میں نے آپ کی فوج میں پھوٹ ڈالدی ہے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئیے ہیں، اس طرح اب ہر فرقہ آپ کے خلاف کارروائی کرنے سے اس لیے ڈرتا ہے گا کہ آپ دوسری جماعت کی مدد سے اسے کچل دیں گے، اب صرف ایک بات اور باقی ہے منصور نے پوچھا وہ کیا، اس نے کہا کہ آپ اپنے بیٹے کو دریا کی دوسری سمت ایک قصر میں فروکش کرا دیجئے اسے اور اس کے ساتھ اپنی فوج کا ایک حصہ اوس قصر میں منتقل کر دیجئے اس طرح آپ کے پاس دو علیحدہ شہر ہو جائینگے (۳۶۰) تاکہ اگر اس کنارے کے باشندے کبھی آپ کے خلاف سر اٹھائیں تو آپ دوسرے کنارے کے باشندوں سے ان کا مقابلہ کر سکیں اور اگر اس کے برعکس ہو تو اس کنارے والوں سے ان کا مقابلہ کریں، اگر کبھی بنی مضر آپ کے خلاف ہو جائیں تو آپ یمن، خراسانی اور ربیعہ کے ساتھ ان کا مقابلہ کریں اور جب یمن مخالف ہوں تو اپنے مطیع بنی مضر وغیرہ کی مدد سے آپ انکا مقابلہ کریں۔

منصور نے اس رائے کو قبول کر لیا اس پر عمل کرنے سے اس کی حکومت مستحکم و استوار ہو گئی اصل میں یہ وجہ ہوئی جس کے لیے منصور نے دجلہ کے شرقی ساحل اور رصافہ میں عمارتیں بنائیں اور فوجی سرداروں کو علیحدہ علیحدہ بسایا۔ منصور نے صالح صاحب المصلیٰ کو جانب شرقی کی حد بندی تقسیم شوارع اور تعمیر کا متولی مقرر کیا جسطرح کہ ابو العباس الطوسی کو انھوں نے مغربی سمت کا مہتمم تعمیرات مقرر کیا تھا، باب الجسر، سوق یحییٰ، مسجد خضیر، رصافہ اور دجلہ کے کنارے زواریق کی سڑک پر اس کی قابل تعمیر زمینیں موجود ہیں یہ وہ زمین ہے جو محلوں اور احاطوں سے زاید بچ رہی تھی اور اسے اس نے اپنے لیے مانگ لیا تھا، صالح خراسان کا باشندہ تھا۔

اس سال منصور نے اپنے، اپنے بعد اپنے بیٹے محمد المہدی اور اسکے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے اپنے تمام خاندان سے بیعت کی تجدید کرائی۔ ایک جمعہ کو انھوں نے اس غرض سے دربار منعقد کیا تمام اہل خاندان کو دربار میں اذن دیا بیعت کے بعد ہر شخص منصور اور مہدی کے ہاتھ کو بھی بوسہ دیتا، مگر

عیسی بن موسیٰ کے ہاتھ کو صرف چھو لیتا اور بوسہ نہیں دیتا۔
اس سال عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا، اس سال عقبہ بن سلم بصرہ پر اپنے بیٹے نافع بن عقبہ کو اپنا نائب مقرر کر کے بحرین آیا یہاں اس نے سلیمان بن حکیم العبدی کو قتل کر کے اہل بحرین (۳۶۸)
کو لونڈی غلام بنا لیا۔ ان میں سے بعض لونڈی غلاموں اور کچھ جنگی قیدیوں کو اس نے ابوجعفر کے پاس بھیجا ابوجعفر نے ان میں سے بعض کو قتل کرا دیا اور بقیہ مہدی کو بخشدئے مہدی نے ان پر احسان کر کے انکو آزاد کر دیا اور ہر ایک کو مرو کے دو پارچے دئے، اس کے بعد عقبہ بن سلم بصرہ کی ولایت سے علیحدہ ہو گیا۔
اسد بن المرزبان کی جاریہ افریک بیان کرتی ہے کہ اس قتل عام کے بعد منصور نے تحقیق حال کے لیے اسد بن المرزبان کو سلم بن عقبہ کے پاس بحرین بھیجا تاکہ اس کے اعمال واحکام کی جانچ پڑتال کرے، سلم نے خوشامد درآمد سے اسے اپنا ہمدرد بنا لیا اسد نے اس سے کوئی جواب طلب نہیں کیا بلکہ اس کے اعمال کی پردہ پوشی کی، منصور کو اس کی اطلاع ہوئی نیز انھیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اسد نے اس معاملہ میں رشوت لی ہے انھوں نے ابوسوید الخراسانی کو جو اسد کا گہرا دوست اور رشتے کا بھائی تھا اسد کے پاس بھیجا، جب یہ ڈاک کے ذریعہ آتا ہوا دکھائی دیا تو اسد بہت خوش ہوا اگرچہ یہ عقبہ کے پڑاؤ کی ایک سمت فروکش تھا مگر وہ عرصہ تک اس کی ملاقات ہی کے لیے نہیں گیا اور کہنے لگا کہ کیا ہے وہ میرا دوست ہے خود ابوسوید اس کے پاس پہنچا، اسد مستعدی سے اس کے استقبال کے لیے اٹھنے لگا مگر ابوسوید نے کہا آپ بیٹھے رہیئے اسد بیٹھ گیا ابوسوید نے اس سے پوچھا جو حکم میں دونگا تم اسے بلا حجت مان لوگے اس نے کہا جی ہاں، ابوسوید نے کہا ہاتھ پھیلاؤ اس نے ہاتھ پھیلا دیا ابوسوید نے ایک ہی وار میں اسے قطع کر دیا، پھر اس نے پاؤں آگے کیا، پھر دوسرا ہاتھ اور پھر دوسرا پاؤں اسی طرح جب اس نے باری باری سے چاروں ہاتھ پاؤں قطع کر دیئے تو اب کہا کہ گردن آگے کرو اس نے گردن بڑھا دی ابوسوید

نے گردن اوڑادی۔ افریک کہتی ہے کہ میں نے اس کا سر لیکر اپنی گود میں رکھ لیا ابو سوید نے وہ مجھ سے چھین کر منصور کے پاس بھیجدیا اسد کے مرنے کے بعد اپنے مرنے تک افریک نے گوشت نہیں کھایا۔

واقدی کہتا ہے کہ اس سال ابو جعفر نے معن بن زائدہ کو سجستان کا والی مقرر کیا،

اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا، محمد بن ابراہیم مکہ اور طائف کا عامل تھا۔ حسن بن زید مدینہ کا والی تھا۔ محمد بن سلیمان بن علی کوفہ کا والی تھا۔ جابر بن توبۃ الکلابی بصرہ کا والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے۔ یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

## ۱۵۲ھ ہجری شروع ہوا (۳۶۹)

# اس سال کے اہم واقعات

اس سال خارجیوں نے بست سجستان میں معن بن زائدہ کو قتل کر دیا۔ اس سال حمید بن قحطبہ نے جسے منصور نے ۱۵۱ھ ہجری میں خراسان کا والی مقرر کیا تھا۔ کابل پر جہاد کیا۔ عبدالوہاب بن ابراہیم کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے روانہ ہوئی مگر یہ فوج درہ سے آگے نہ بڑھی۔ یہ بھی بیان کیا گیا کہ اس سال موسم گرما کی مہم محمد بن ابراہیم کی قیادت میں جہاد کے لئے گئی تھی

منصور نے جابر بن توبہ کو بصرہ کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ یزید بن منصور کو مقرر کیا،

اس سال ابو جعفر نے ہاشم بن الاشتانبج کو جس نے افریقیہ میں سرکشی و نافرمانی کی تھی قتل کیا یہ اور خالد المروذی کا بیٹا گرفتار کر کے منصور کی خدمت میں لائے گئے منصور نے قادسیہ میں مکہ جاتے ہوئے ابن الاشتانبج کو قتل کر دیا۔

اس سال منصور کی امارت میں حج ہوا۔ یہ ماہ رمضان میں حج کے ارادے سے مدینۃ السلام سے روانہ ہوئے مگر ان کی روانگی کی اطلاع محمد بن سلیمان حاکم

کوفہ اور عیسیٰ بن موسیٰ وغیرہ دوسرے عمائد کوفہ کو اس وقت تک نہ ہو سکی جب تک کہ منصور خود کوفہ کے قریب نہ آ گئے

اس سال یزید بن حاتم مصر کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور محمد بن سعید مصر کا والی مقرر کیا گیا، بصرہ کے علاوہ اور تمام ممالک کے صوبہ دار وہی تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے البتہ بصرہ کا والی یزید بن منصور تھا، نیز مصر کا والی بھی اس سال یزید بن حاتم کے بجائے محمد بن سعید تھا۔

## سنہ ۱۵۳ ہجری شروع ہوا (۴۷۰)

# اس سال کے اہم واقعات

منصور حج سے فارغ ہو کر مکے سے بصرہ واپس آئے، یہاں انھوں نے قوم کرک سے جنگ کرنے کے لیے بحری بیڑہ تیار کر کے ان کے مقابل بھیجا، کرک نے جدہ پر غارت گری کی تھی، جب منصور اس سال بصرہ آئے انھوں نے کرک سے لڑنے کے لیے ایک فوج تیار کی، اس مرتبہ جو ان کے بصرہ آنے کا آخری موقع تھا وہ بڑے پل پر فروکش ہوئے تھے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آخری مرتبہ وہ سنہ ۱۵۵ ہجری میں بصرہ آئے تھے سب سے پہلے وہ سنہ ۱۴۵ ہجری میں بصرہ آئے تھے وہاں انھوں نے چالیس دن قیام کیا ایک قصر تعمیر کیا اور پھر مدینۃ السلام واپس آ گئے،

ابو ایوب الموریانی پر منصور کا غضب نازل ہوا انھوں نے اسے اسکے بھائی اور بھتیجوں سعید، مسعود، مخلد اور محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور باز پرس کی ان کے مکانات منڈر بنے ہوئے تھے اس کے غضب کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابان بن صدقہ ابو ایوب کے کاتب نے منصور سے اس کی شکایت کر دی تھی۔

عمر بن حفص بن عثمان بن ابی صفرہ افریقیا میں ابو حاتم الاباضی، ابو عاد اور اسکے تابع بربروں کے ہاتھ جن کی تعداد تین لاکھ پچاس ہزار بیان کیجاتی ہے

جن میں ترپن ہزار صرف سوار تھے قتل ہوا، اس باغی جماعت کے ساتھ ابوقرۃ الصفری بھی چالیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ شریک کارزار تھا اس معرکہ سے پہلے چالیس دن تک اسے خلیفہ کہکر سلام کیا جاتا رہا۔ (۱۴۷)

منصور کا مولیٰ عباد، ہرثمہ بن اعین اور یوسف بن علوان خراسان سے پابہ زنجیر بارگاہ خلافت میں لائے گئے ان پر عیسیٰ بن موسیٰ کی جانب داری کا اتہام تھا۔

منصور نے لوگوں کو بہت ہی طول طویل ٹوپیاں پہننے کا حکم دیا یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ ان کا طول نمایاں کرنے کے لیے لوگ ٹوپیوں کے اندر سرکنڈے رکھ لیتے تھے، اس پر ابودلامہ نے یہ شعر کہے،

وکنا نرجی من امام زیادۃ فزاد الامام المصطفیٰ فی القلانس
تراھا علی ھام الرجال کانھا دنان یہود جللت بالبرانس

(ترجمہ) ہم امام سے اضافہ کے متوقع تھے سو ہمارے برگزیدہ امام نے ٹوپیوں میں زیادتی کردی اب وہ ٹوپیاں اس قدر طویل ہوگئی ہیں کہ لوگوں کے سروں پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کے شراب کے مٹکے ہیں جن کے اوپر برنس منڈھا ہے،

عبید بن بنت ابی لیلیٰ قاضی کوفہ کا انتقال ہوا ان کی جگہ شریک بن عبداللہ النخعی کوفہ کے قاضی مقرر کئے گئے، معیوف بن یحییٰ الحجوری کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی اس سردار نے ایک رومی قلعہ پر اہل قلعہ کی بے خبری میں جبکہ وہ سوتے پڑے تھے شب خون مارا اور جتنے جنگجو اس میں تھے ان سب کو قید کرلیا یہاں سے وہ لاذقیہ محترقہ آیا اسے بھی اُس نے فتح کیا اور یہاں سے اسے بالغ مردوں کے علاوہ چھ ہزار لونڈی غلام ملے

منصور نے بکار بن مسلم العقیلی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا۔

محمد بن ابی جعفر المہدی کی امارت میں حج ہوا۔ محمد بن ابراہیم مکہ اور طائف کا عامل تھا، حسن بن زید بن حسن مدینہ کا والی ہے۔ محمد بن سلیمان کوفہ کا، یزید بن منصور بصرہ کا والی تھا، سوار قاضی بصرہ تھے، محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔ واقدی کے بیان کے مطابق یزید بن منصور اس سال ابوجعفر کی جانب سے یمن کا والی تھا،

(۲۷۲)

## سنہ ۱۵۴ ہجری شروع ہوا

# اس سال کے اہم واقعات

منصور شام ہوتے ہوئے بیت المقدس آئے انھوں نے یزید بن حاتم کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ ان خارجیوں کی سرزنش کے لیے روانہ کیا جنھوں نے افریقیا میں اودھم مچا رکھا تھا اور وہ ان کے عامل عمر بن حفص کو قتل کر چکے تھے، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس فوج پر انھوں نے چھ کروڑ تیس لاکھ درہم خرچ کیے اس سال منصور نے شہر رافقہ بنانے کا ارادہ کیا، اہل رقہ نے اس کی مزاحمت کی بلکہ لڑنے کے لیے تیار ہوئے، کہتے تھے کہ اس جدید شہر کے بس جانے سے ہمارے بازار اور دکانیں خالی ہو جائیں گی، ذریعۂ معاش جاتا رہے گا ہمیں اپنے موجودہ گھروں میں رہنا دشوار ہوگا، ان کی ضد کی وجہ سے منصور بھی ان سے لڑنے کے لیے آمادہ ہو گئے انھوں نے ایک راہب کو جو وہاں کی خانقاہ میں رہتا تھا بلایا اور پوچھا کیا تمکو اپنے آثار میں کوئی ایسی خبر ملی ہے کہ یہاں کوئی شخص شہر آباد کرے گا اس نے کہا جی ہاں مجھے روایتاً یہ خبر ملی ہے کہ مقلاص نام ایک شخص یہاں شہر آباد کرے گا منصور نے کہا تو ٹھیک ہے بخدا میں مقلاص ہوں،

محمد بن عمر نے بیان کیا ہے کہ اس سال مسجد حرام میں بجلی گری جس سے پانچ آدمی ہلاک ہو گئے۔

ابو ایوب الموریانی اور اس کا بھائی خالد ہلاک ہو گئے منصور نے ابوالعباس الطوسی کے حاجب موسیٰ بن دینار کو ابو ایوب کے بھتیجوں کے ہاتھ پاؤں قطع کر کے ان کو قتل کر دینے کا حکم دیا اور مہدی کے نام اس کے متعلق باضابطہ حکم لکھ بھیجا، موسیٰ نے اس حکم کی حسب فرمان بجا آوری کر دی۔

منصور نے اس سال عبدالملک بن ظبیان النمیری کو بصرہ کا والی بنایا، زفر بن عاصم الہلالی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی۔ زفر بڑھتا ہوا فرات تک جا پہنچا۔ اس سال محمد بن ابراہیم کی امارت میں جو ابو جعفر کی طرف سے

مکہ وطائف کا عامل تھا حج ہوا۔ حسن بن زید مدینہ کا۔ محمد بن سلیمان کوفہ کا۔ اور عبدالملک (۳۷۳)
بن ایوب بن ظبیان بصرہ کا والی تھا، سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے ہشام
بن عمرو سندھ کا والی تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

## ۱۵۵ھ ہجری شروع ہوا

# اس سال کے اہم واقعات

یزید بن حاتم نے افریقیا فتح کرلیا۔ اس نے ابو عاد۔ ابو حاتم اور ان کے تابعین کو قتل کرکے تمام بلاد مغرب میں پھر امن وامان قائم کردیا وہ قیروان آگیا۔

منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو رافقہ کی تعمیر کے لیے رقہ بھیجا۔ مہدی نے اس شہر کو بالکل بغداد کی ترکیب وترتیب پر آباد کیا۔ جتنے دروازے۔ محلے، چوک اور سڑکیں بغداد میں تھیں اتنی ہی یہاں قائم کیں، فصیل اور خندق بھی بنائی اس کام کو ختم کرکے وہ اپنے شہر (رصافہ) واپس آگیا۔

محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس سال منصور نے کوفہ اور بصرہ میں خندق بنائی فصیل قائم کی اور ان کی لاگت باشندوں کی مالگذاری سے وصول کی۔

اس سال انھوں نے عبدالملک بن ایوب بن ظبیان کو بصرہ کی ولایت سے علیحدہ کرکے اس کے بجائے ہیثم بن معاویۃ العتکی کو والی مقرر کیا سعید بن
(۳۷۴) دعلج کو اس کا مددگار مقرر کرکے اس کے ساتھ کیا اور اسے حکم دیا کہ شہر کے گرد ایک مکمل فصیل اور خندق اہل شہر کے خرچ سے بنائے، ہیثم نے اس حکم کی بجا آوری کی۔

جب منصور نے کوفہ کی فصیل بنانے اور خندق کے کھودنے کا حکم دیا تو اس کام کے لیے انھوں نے ہر باشندے پر پانچ درہم عائد کیے اس قلیل رقم کے واجب الادا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح پہلے تمام باشندگان شہر کی اصلی تعداد معلوم ہوجائے چنانچہ جب پوری آبادی کا شمار ہوگیا تو انھوں نے فی کس چالیس درہم وصول کرنے کا حکم دیا۔ یہ رقم وصول کرلی گئی اور اسی کو فصیل

اور خندق کی تعمیر میں صرف کیا گیا، اس رقم کی تحصیل پر اہل کوفہ کے ایک شاعر نے یہ شعر کہے۔

یالقومی مالقینا  من امیر المومنینا
قسم الخمسۃ فینا  وجبانا الاربعینا

امیر المومنین نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا کہ پہلے تو ہم پر پانچ پانچ درہم عاید کئے اور پھر چالیس چالیس وصول کئے۔

قیصر روم نے جزیہ ادا کرنے کی شرط کو منظور کر کے منصور سے صلح کی درخواست کی، یزید بن اسید السلمی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی۔ اس سال منصور نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو جزیرہ کی ولایت سے برطرف کردیا اسپر ایک کثیر رقم جرمانہ کی، اس پر سخت عتاب کیا اور قید کردیا

اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یزید بن اسید کے بعد منصور نے عباس بن محمد کو جزیرہ کا والی مقرر کیا پھر کسی وجہ سے اس سے ناراض ہوگئے وہ خفگی بدستور چلی آرہی تھی کہ منصور علی بن عبداللہ بن عباس کے بیٹوں میں سے اپنے کسی چچا پر جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اسمٰعیل بن علی ہے یا کوئی دوسرا ناراض ہوئے اس موقع پر اس کے تمام اعزا اور اقربا جن میں اسکے تمام چچا اور ان کی عورتیں بھی شامل تھیں اس کی سفارش کے لئے منصور کے پیچھے پڑ گئے ہر وقت کہتے کہتے انھیں اتنا تنگ کردیا کہ انھوں نے اسے معاف کردیا اور وہ اس سے خوش ہوگئے اس موقع پر عیسیٰ بن موسیٰ نے منصور سے کہا دیکھیئے باوجودیکہ آپ کا احسان و اکرام سب کے لیے برابر فیض رساں ہے مگر پھر بھی علی بن عبداللہ کی اولاد ہم سے حسد کرنے لگی ہے آپ کو اسماعیل بن علی پر خفا ہوئے کچھ ہی دن گزرے تھے کہ انھوں نے اس کی سفارش کرکر کے آپ کو تنگ کردیا عباس بن محمد پر آپ اتنی مدت دراز سے ناراض ہیں مگر (۲۷۵) اس کے بارے میں میں نے ان میں سے کسی کو آپ سے کچھ کہتے نہ دیکھا نہ سنا یہ سنکر منصور نے عباس کو بلا بھیجا اور اس کی خطا معاف کردی۔

جب عباس نے یزید بن اسید کو جزیرہ کی ولایت سے علیحدہ کیا تھا

تو اس غزل میں اس نے یزید کی توہین کی تھی یزید نے ابوجعفر سے اسکی شکایت کی انھوں نے اوس سے کہا کہ تم میرے احسان اور اس کی توہین کا موازنہ کرلو تو تم کو شکایت کی کوئی وجہ باقی نہ رہے گی، اس کے جواب میں یزید نے کہا امیرالمومنین خطا معاف ہو اگر آپ کا احسان آپ کی کسی بدی کے کفارے میں ہے تو اب ہم آپ کی جو اطاعت و فرماں برداری کرتے ہیں یہ گویا ہماری طرف سے آپ پر احسان مزید ہے۔

اس سال منصور نے موسیٰ بن کعب کو جزیرہ کا والی عام مقرر کیا جس کے ماتحت تمام ملکی اور جنگی شعبے تھے، بعض راویوں کے بیان کے مطابق اس سال منصور نے محمد بن سلیمان بن علی کو کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کرکے اس کی جگہ مسیب بن زہیر کے بھائی عمرو بن زہیر کو مقرر کیا، مگر عمرو بن شبہ کہتا ہے کہ منصور نے محمد بن سلیمان کو کوفہ کی ولایت سے ۱۵۳ھ ہجری میں علیحدہ کردیا تھا مگر مسیب بن زہیر کے بھائی عمرو بن زہیر الضبی کو انھوں نے اس ۱۵۵ھ ہجری میں کوفہ کا والی مقرر کیا، اسی نے کوفہ میں خندق بنائی۔

## محمد بن سلیمان بن علی کی کوفہ سے علیحدگی

بیان کیا گیا ہے کہ اس کے عہد ولایت میں عبدالکریم ابن ابی العوجا۔ معن بن زائدہ کا ماموں اس کے پاس پیش کیا گیا اس نے اسے قید کردیا اس کے سفارش کرنے والوں کی ایک بڑی جماعت مدینۃ السلام آئی انھوں نے ابوجعفر پر اسقدر اثر ڈالا کہ آخرکار انھوں نے محمد کو لکھ بھیجا کہ میرے حکم ثانی تک تم اس کے ساتھ کوئی بُرا سلوک نہ کرنا، ابن ابی العوجا نے ابوالجبار سے جس نے اپنی ساری عمر
ابوجعفر محمد اور انکے بعد ان کے بیٹوں کے پاس بسر کی کہا کہ اگر امیر مجھے تین (۳۰۶)
دن کی مہلت دیدیں تو میں انکو ایک لاکھ درہم دونگا اور تمکو اس قدر دونگا ابوالجبار نے اس بات کا ذکر محمد سے کیا اس نے کہا اچھا ہوا کہ تم نے مجھے اسکو یاد دلا دیا میں اسے بھول گیا تھا جب میں جمعہ کی نماز سے واپس آؤں تب تم مجھے یہ بات یاد دلا دینا

چنانچہ جب محمد جمعہ سے فارغ ہو کر پلٹا ابو الجبار نے ابن ابی العوجا کا تذکرہ کیا محمد نے فوراً اسے بلایا اور اس کے قتل کا حکم دیدیا جب اسے یقین آگیا کہ اب تو میں مارا ہی جاؤں گا کہنے لگا کہ اگر تم مجھے قتل کرتے ہو تو تم جانو میں نے چار ہزار حدیثیں وضع کر دی ہیں جس میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال بتایا ہے، جس دن روزہ رکھنا چاہیے اوس روز میں نے کھانے کی اجازت دی ہے اور جس دن افطار کرنا چاہیے اس روز روزہ رکھوایا ہے، محمد نے اس کی ایک نہ سنی اور قتل کرا دیا۔

اوس کے قتل کرا دینے کے بعد اب منصور کا خط محمد کے نام آیا جس میں اوسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ ابن ابی العوجا کے بارے میں کوئی کارروائی نہ کرے اور اور اگر وہ اس ہدایت کی خلاف ورزی کرے گا تو اسے اس کا خمیازہ اوٹھانا پڑیگا خط پڑھکر محمد نے ابو جعفر کے پیامبر سے کہا یہ اس کا سر ہے اور یہ اسکا بدن کناسہ میں مصلوب حالتمیں موجود ہے اب میں کیا کر سکتا ہوں جو بات تم کو معلوم ہو چکی ہے یہی امیر المومنین سے جاکر بیان کردو،

جب پیامبر نے اس کا پیام ابو جعفر کو پہنچا دیا وہ محمد پر سخت برہم ہوئے اسی وقت اس کی معزولی کا فرمان لکھ دیا اور کہنے لگے بخدا میرا ارادہ ہے کہ اس یاداش میں میں اسے قید کر دوں، پھر عیسیٰ بن موسیٰ کو اپنے پاس بلا کر شکایت کی کہ میں نے محض تمہارے مشورہ کی بنا پر اس نا تجربہ کار کم عمر جاہل کو اتنا بڑا منصب دیدیا تھا اوسی کا خمیازہ مجھے بھگتنا پڑا ہے اسے کچھ معلوم نہیں کہ اس کے اس فعل کا اثر کیا ہوگا وہ ایک شخص کو بغیر میری رائے لیے ہوئے قتل کر دیتا ہے اور میرے حکم کا انتظار تک نہیں کرتا۔ میں نے اس کی برطرفی کا فرمان لکھدیا ہے اور خدا کی قسم دیکھو میں اسے اسکی کیسی سخت سزا دیتا ہوں کہ وہ بھی یاد رکھے، عیسیٰ بن موسیٰ اس خشم آگیں کلام کو خاموشی سے سنتا رہا جب انکا غصہ ذرا کم ہوا اس نے عرض کیا کہ اجناب والا محمد نے اس شخص کو زندقہ کے الزام میں قتل کیا ہے اگر نتائج سے اس کا قتل ٹھیک ثابت ہوا تو اس کا فائدہ آپ کو ہوگا۔ اور اگر یہ فعل غلط ثابت ہوا تو اس کا خمیازہ محمد کو بھگتنا پڑے گا، امیر المومنین

اگر محض اس فعل کی پاداش میں آپ اسے معزول کرتے ہیں تو یہ بڑی غلطی ہے
اس سے اس کی نیک نامی اور شہرت زبان زد خاص وعام ہوگی۔ اور آپ بدنام (۳۷۷)
ہو جائیںگے، یہ سن کر منصور نے اس کی برطرفی کا فرمان چاک کرادیا اور محمد کو بدستور
اپنی خدمت پر بحال رکھا۔

بعض ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ مساور بن سوار الجرمی کوتوال نے منصور
سے محمد کی ایک خاص اخلاقی لغزش کی شکایت کردی اور اس کی وجہ سے انھوں
نے محمد کو کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کردیا۔ یہ مساور بڑا ذی اثر و نفوذ تھا جس سے
سب ڈرتے تھے اسی کے بارے میں حماد نے یہ شعر کہا ہے۔

لحسبك من عجيب الدہر انی اخاف واتقی سلطان جرم

(ترجمہ) زمانے کے عجائب میں سے یہ بات ہے کہ میں مساور کے اقتدار و اثر سے
ڈرتا ہوں،

نیز اسی سال منصور نے حسن بن زید کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کرکے اسکی
جگہ عبدالصمد بن علی کو مقرر کردیا۔ فلیح بن سلیمان کو بھی اس کا مشرف مقرر کرکے اسکے
ہمراہ مدینہ میں متعین کردیا۔

اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد مکہ اور طائف کا والی تھا، عمرو بن زہیر کوفہ کا
ہثیم بن معاویہ بصرہ کا، یزید بن حاتم افریقیہ کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

## سنہ ۱۵۶ ہجری شروع ہوا

# اس سال کے اہم واقعات

اس سال ابراہیم بن عبداللہ کا عامل فارس عمرو بن شداد ابوجعفر کے عامل بصرہ ہیثم بن
معاویہ کے ہاتھ آگیا اوسے بصرہ میں قتل کرکے سولی پر لٹکا دیا گیا، اس واقعہ کی تفصیل
حسب ذیل ہے۔

## عمرو بن شداد کا قتل

عمرو بن شداد نے اپنے ایک خادم کو مارا اس نے عامل بصرہ ابن دعلج یا ہیثم بن

(۴۷۸) معاویہ سے آکر اس کا پتہ بتا دیا عامل بصرہ نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور مربد میں اس مقام پر جہاں اب اسحٰق بن سلیمان کا مکان واقع ہے سولی پر لٹکا دیا۔ یہ عمرو بن شداد بنی جمح کا مولی تھا،

بعض راویوں نے اس واقعہ کے متعلق یہ بات بیان کی ہے کہ ہیثم بن معاویہ نے اوسے پکڑ لیا اب وہ اوسے لیکر مدینۃ السلام کے ارادے سے روانہ ہوا اثنائے راہ میں یہ اپنے ایک قصر میں جو نہر معقل پر واقع تھا اگر فروکش ہوا وہاں اس کے پاس ڈاک کا ہرکارہ آیا جو ابو جعفر کی طرف سے ہیثم بن معاویہ کے نام خط لیے جا رہا تھا اور اس خط میں ہیثم کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ عمرو بن شداد کو اوس کے حوالے کر دے، ہیثم نے عمرو کو اوس کے حوالے کر دیا یہ اوسے بصرہ لے آیا اور چوک کی سمت میں ایک مقام پر لا کر خلوت میں اس سے کچھ باتیں دریافت کرنے لگا مگر اس نے کوئی کام کی بات ظاہر نہیں کی ہرکاری ہرکارے نے اس کے دونوں ہاتھ پاؤں قطع کرا کے گردن مار دی اور پھر مربد میں اس کے لاش کو سولی پر لٹکا دیا۔

اس سال منصور نے ہیثم بن معاویہ کو بصرہ اور اوس کے توابع کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور سوار بن عبداللہ القاضی کو بصرہ کا صدر الصدور مقرر کر دیا اس طرح قضا اور صدارت دونوں اسی کے تفویض کر دی گئیں، نیز منصور نے سعید بن دعلج کو بصرہ کا کوتوال اور عامل مقرر کیا،

اس سال ہیثم بن معاویہ نے دفعۃً مدینۃ السلام میں بصرہ کی ولایت سے معزول ہونے کے بعد انتقال کیا انتقال کے وقت وہ اپنی ایک جاریہ سے مجامعت کر رہا تھا۔ منصور نے اوسکی نماز جنازہ پڑھی، یہ بنی ہاشم کی ہڑواڑ میں دفن کیا گیا۔

زفر بن عاصم الہلالی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا، عباس بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا، اس سال مکہ کا عامل محمد بن ابراہیم تھا مگر وہ خود تو مدینۃ السلام میں مقیم تھا اور اس کا بیٹا ابراہیم بن محمد مکہ میں اس کا نائب تھا مکہ کے ساتھ طائف بھی اس کے تحت تھا، عمرو بن زہیر کوفہ کا والی تھا، بصرہ کا

کوتوال، ناظم کوتوالی اور بصرہ کی عرب نوآبادی کے صدقات کا محصل سعید بن دعلج تھا۔ سوار بن عبداللہ القاضی بصرہ کے صدر الصدور اور قاضی تھے۔

عمارہ بن حمزہ اضلاع دجلہ، اہواز اور فارس کا والی تھا۔ ہشام بن عمرو کرمان اور سندھ کا والی تھا، یزید بن حاتم افریقیا کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

## ۱۵۷ھ ہجری شروع ہوا (۳۷۹)

# اس سال کے اہم واقعات

منصور نے دجلہ کے کنارے اپنا قصر خلد بنایا انھوں نے اسکی تعمیر کی نگرانی اپنے مولی الربیع اور ابان بن صدقہ کے سپرد کی،

اس سال یحییٰ ابوزکریا المحتسب قتل کر دیا گیا اس کے قتل کی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ نیز اس سال منصور نے تمام بازار مدینۃ السلام سے باب الکرخ میں منتقل کر دئے۔ اس تبدیل کی وجہ بھی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، منصور نے جعفر بن سلیمان کو بحرین کا والی مقرر کیا ابھی اس نے اپنے منصب کا جائزہ بھی نہیں لیا تھا کہ منصور نے سعید بن دعلج کو اس کی جگہ مقرر کر دیا۔ سعید نے اپنے بیٹے تمیم کو بحرین بھیجدیا۔ اس سال منصور نے اپنی تمام فوج کا پوری طرح مسلح حالت میں معائنہ کیا رسالہ بھی معائنہ میں شریک تھا، معائنہ کے لئے انھوں نے دریائے دجلہ کے کنارے مقام قطربل کے ورے ایک بیٹھک بنائی تھی۔ نیز اس روز کے لئے انھوں نے اپنے تمام اعزا، اقربا، مصاحبین اور دوستوں کو باقاعدہ پورا فوجی لباس پہننے اور اسلحہ لگا کر آنے کا حکم دیا تھا اور خود بھی انھوں نے زرہ پہنی، کلاہ کے اوپر ایک سیاہ مصری خود پہنا جس سے گردن ڈھکی ہوئی تھی۔

(۳۸۰) عامر بن اسماعیل المسلی نے مدینۃ السلام میں انتقال کیا، منصور نے اسکی نماز جنازہ پڑھی اور یہ بنی ہاشم کی ہڑواڑ میں سپرد خاک کیا گیا۔ سوار بن عبداللہ نے انتقال کیا ابن دعلج نے ان کی نماز جنازہ پڑھی، منصور نے انکی جگہ عبیداللہ

بن الحسن بن الحصین العنبری کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا۔ اس سال منصور نے باب الشعیر کے پاس دجلہ پر ایک پل بنوایا۔ ربیع حاجب کے حکم سے حمید بن قاسم الصیرفی کی نگرانی میں اس کی تعمیر پایۂ تکمیل کو پہنچی، محمد بن سعید الکاتب مصر کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اس کی جگہ ابو جعفر المنصور کا مولیٰ مطر مصر کا والی مقرر ہوا، معبد بن الخلیل سندھ کا والی مقرر کیا گیا اور ہشام بن عمرو سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا معبد ان دنوں خراسان میں تھا یہیں اسے فرمان تقرر موصول ہوا، یزید بن اُسید السلمی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا اس نے بطال کے مولیٰ سنان کو بعض قلعوں پر یورش کے لیے بھیجا سنان نے وہاں مال غنیمت اور لونڈی غلام حاصل کیے۔

محمد بن عمر کہتا ہے کہ اس سال موسم گرما کی مہم نے زفر بن عاصم کی قیادت میں جہاد کیا تھا۔

ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔

محمد بن عمر کہتا ہے کہ یہ ابراہیم مدینہ کا والی تھا مگر اس کے علاوہ دوسرے ارباب سیر و تاریخ کہتے ہیں کہ اس سال مدینہ کا والی عبدالصمد بن علی تھا کہ اور طائف کا والی محمد بن ابراہیم تھا، فارس اور اہواز پر عمارہ بن حمزہ تھا۔ کرمان اور سندھ کا والی معبد بن الخلیل اور مصر کا والی منصور کا مولیٰ مطر تھا۔

## ۱۵۸ھ ہجری شروع ہوا (۳۸۱)

# اس سال کے واقعات

اس سال منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو رقہ روانہ کیا اور ہدایت کی کہ تم موصل کی ولایت سے موسیٰ بن کعب کو برطرف کر کے اس کے بجائے یحییٰ بن خالد بن برمک کو موصل کا والی مقرر کر دینا، اس تقرر کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ منصور نے خالد بن برمک پر تین لاکھ درہم جرمانہ کیا ادائی کے لیے تین دن کی مہلت دی عدم ادائی کی صورت میں قتل کی دھمکی دی۔ خالد نے اپنے بیٹے یحییٰ

سے کہا کہ مجھ پر جو جرمانہ کیا گیا ہے اس کی ادائی میری طاقت سے باہر ہے اس سے مقصد صرف یہ ہے کہ چونکہ اتنی بڑی رقم میں اس مدت میں ادا نہ کر سکوں گا اس بہانے سے میری جان لے لی جائے، اب تم اپنے حرم اور اہل وعیال کے پاس جاؤ اور جو سلوک میرے بعد تم ان کے ساتھ کروگے وہ ابھی کر دو، پھر اس کے بعد خالد نے یحییٰ سے کہا اگر میری یہ حالت تمھارے لیے باعث یاس نہ ہونا چاہیے بہتر ہے کہ تم میرے عزیز دوستوں سے اس معاملہ میں جا کر ملو۔ عمارہ بن حمزہ۔ صالح (صاحب المصلیٰ) اور مبارک الترکی سے ضرور جا کر ملو، اور ان سے ہماری حالت بیان کرو۔

یحییٰ کہتا ہے کہ باپ کی ہدایت کے مطابق میں ان لوگوں سے ملا ان میں سے بعض تو بہت ترش روئی کے ساتھ مجھ سے پیش آئے مگر انھوں نے خفیہ طور پر مجھے روپیہ بھیجدیا بعض ایسے بھی تھے کہ انھوں نے مجھ سے ملنا تک گوارا نہیں کیا مگر میرے پیچھے ہی روپیہ بھیجدیا۔ میں عمارہ بن حمزہ سے ملنے آیا وہ اپنے مکان کے صحن میں بیٹھا ہوا دیوار کی طرف دیکھتا رہا، میری طرف اس نے رخ بھی نہیں کیا جب میں نے سلام کیا تو اس نے معمولی طور پر سلام کا جواب دیدیا اور پوچھا کہ تمھارے باپ کیسے ہیں میں نے کہا خیریت سے ہیں آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ میں آپ سے کہدوں کہ ان پر اس قدر روپیہ جرمانہ کیا گیا ہے آپ مہربانی فرما کر ایک لاکھ درہم قرض دیدیجیے میری اس بات کا اس نے مطلقاً کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی اس سرد مہری کو دیکھ کر زمین میرے تلووں کے نیچے سے نکل گئی میں نے دوبارہ اپنے آنے کی غرض بیان کی اس نے کہا اگر کچھ ہو سکا تو میں تم کو بھیجدونگا۔

جب میں اس کے پاس سے پلٹا تو اپنے دل میں کہنے لگا کہ اس نخوت (۳۸۲)
وتکبر کے ہوتے ہوئے اس روپیہ پر اللہ کی لعنت ہو جو تو بھیجے میں نے گھر آکر اپنے باپ کو سارا واقعہ سنایا اور یہ بھی کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو عمارہ بن حمزہ پر ضرورت سے زیادہ اعتماد ہے خالد نے کہا بے شک مجھے اسی قدر اعتماد ہے اتنے میں عمارہ بن حمزہ کا آدمی لاکھ درہم لیے ہوئے آ پہنچا ہم نے

دو دن میں ستائیس لاکھ جمع کر لیے اب صرف تین لاکھ باقی رہے کہ اگر ان کی بھرتی ہو جائے تو ہمارا مقصد پورا ہو اور اگر وہ نہ ہو سکے تو ہماری یہ ساری جد و جہد رائیگاں جائے، میں بغداد کے پل سے بہت ہی رنجیدہ اور غمگین شکل بنائے اسی تردد و فکر میں نہایت گذر رہا تھا کہ ایک فال بتانے والے نے لپک کر مجھ سے کہا مبارک ہو تمہارا کام بن جائے گا میں اس کی طرف دھیان کئے بغیر آگے بڑھ گیا مگر وہ فوراً میرے پاس آیا میرے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہنے لگا کہ بخدا معلوم ہوتا ہے کہ تم سخت رنجیدہ اور غمگین ہو مگر یہ تمہاری پریشانی اور فکر انشاء اللہ ضرور دور ہو جائے گی اور تم کل اسی مقام سے پوری شان و شوکت اور پرچم و علم کے ساتھ جلوس میں گزرو گے، اب میں اس کی بات سے متعجب ہو کر اس کی طرف مڑا، اس نے کہا اگر میری بات پوری ہو تو آپ مجھے پانچ ہزار درہم دیں میں نے کہا منظور ہے چونکہ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ اس بات کا پورا ہونا بہت دشوار ہے اس وجہ سے اگر وہ پچاس ہزار کہتا تو میں اسے بھی ہاں کہہ دیتا میں اپنے راستے چلا گیا، اسی دن منصور کو اطلاع ملی کہ موصل میں گڑبڑ مچ گئی ہے اور کردوں نے شورش برپا کی ہے، منصور نے پوچھا کون شخص اس کے بندوبست کے لیے موزوں ہوگا، مسیب بن زہیر نے جو خالد بن برمک کا مخلص دوست تھا عرض کیا کہ اس معاملے کے متعلق میری ایک رائے ہے اگرچہ میں جانتا ہوں کہ آپ اسے خلوص پر مبنی نہ سمجھیں گے بلکہ رد کر دیں گے مگر چونکہ اس میں آپ کا فائدہ ہے اس وجہ سے میں اس کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا منصور کہنے لگے کہ ضرور بیان کرو میں اسے کسی بدنیتی پر محمول نہیں کروں گا۔ اس نے کہا امیر المومنین اس کام کے لئے خالد ایسا آدمی ہونا چاہیے، منصور نے کہا کیا کہتے ہو کیا تم سمجھتے ہو کہ جو سلوک ہم نے اس کے ساتھ کیا ہے اس کے باوجود وہ ہماری اطاعت و فرماں برداری میں پورا اترے گا اس نے کہا بے شک میں اس بات کا یقین کامل رکھتا ہوں آپ نے تو محض اس معیار پر اسے جانچا ہے مگر میں اس کا ضامن ہوں کہ وہ کبھی آپ کے خلاف کوئی بات نہیں کرے گا انھوں نے کہا اچھا تمہارے کہنے پر میں اسے اس

منصب پر فائز کرتا ہوں کل صبح اسے میرے پاس لاؤ خالد پیش کیا گیا منصور نے بقیہ تین لاکھ معاف کر دیئے اور اسے موصل کا والی مقرر کر دیا۔

میں آج پھر اس فال دیکھنے والے کے پاس سے گزرا مجھے دیکھتے ہی (۳۸۳)
کہنے لگا کہ میں کل صبح سے اسی جگہ بیٹھا ہوا آپ کا انتظار کر رہا ہوں میں نے کہا تم میرے ساتھ چلو وہ میرے ساتھ ہو گیا میں نے پانچ ہزار درہم اسے دیدیئے، میرے والد نے مجھ سے کہا کہ چونکہ عمارہ پر بہت سی ذمہ داریاں ہیں اور اسے غیر متوقع واقعات پیش آتے رہتے ہیں تم جا کر اسے میرا سلام کہنا کہ اللہ نے امیر المومنین کی رائے کو ہمارے حق میں بدل دیا ہے انھوں نے بقیہ رقم معاف کر دی ہے اور مجھے موصل کا والی مقرر کر دیا ہے، نیز انھوں نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں آپ کا قرض ادا کر دوں، میں عمارہ کے پاس آیا اس وقت بھی میرے ساتھ اسی سرد مہری سے پیش آیا جس طرح کہ پہلی مرتبہ آیا تھا میں نے سلام کیا اس نے سلام کا جواب بھی نہیں دیا صرف اتنا پوچھا کہ تمھارے باپ کیسے ہیں۔ میں نے کہا خیریت سے ہیں انھوں نے یہ پیام آپ کو دیا ہے اب وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کیا تم نے مجھے اپنے باپ کا صراف ساہوکار سمجھا ہے کہ جب چاہا روپیہ لے لیا اور جب چاہا ادا کر دیا میرے پاس سے چلے جاؤ۔ میں نے اپنے باپ سے آکر سارا واقعہ سنایا کہنے لگے، یہ عمارہ ہے اس کی بات رد نہیں کیجا سکتی۔ منصور کی وفات تک خالد موصل کا اور میں آذربائجان کا والی رہا۔

احمد بن محمد بن سوار الموصلی کہتا ہے نیز ایسی سختی یا جبر و استبداد کے بغیر جو رعب و داب اور ہیبت ہم سب پر خالد کی تھی وہ کسی دوسرے امیر کی کبھی نہ ہوئی اس کی ہیبت ہمارے دلوں میں جاگزیں تھی۔

احمد بن معاویہ بن بکر الباہلی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ ابو جعفر اپنے عامل جزیرہ اور موصل موسیٰ بن کعب سے ناراض ہو گئے انھوں نے رافقہ کی تعمیر کے لیے مہدی کو رقہ روانہ کیا مگر ظاہر یہ کیا کہ وہ بیت المقدس جا رہا ہے اور اسے ہدایت کی کہ تم موصل ہوتے ہوئے جانا، جب مہدی موصل آیا تو اس نے موسیٰ بن کعب کو پکڑ کر قید کر دیا اور اسکی جگہ خالد بن برمک کو موصل اور جزیرہ کا والی

بنا دیا۔ خالد کو موصل پر چھوڑ کر خود مہدی آگے بڑھا خالد کے دو بھائی حسن اور سلیمان مہدی کے ہمراہ ہو گئے، اس سے قبل منصور نے یحییٰ کو حاضر دربار ہونے کا حکم دیا اور کہا کہ میں ایک نہایت اہم کام تم سے لینا چاہتا ہوں اور ایک اہم سرحدی (۳۸۴)
مقام کی حکومت کے لیے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے تم سفر کی تیاری کر لو مگر تا وقتیکہ میں خود تم کو نہ بلاؤں تم کسی سے اس بات کا ذکر نہ کرنا یحییٰ نے اپنے باپ سے بھی یہ بات پوشیدہ رکھی دوسرے درباریوں کے ساتھ یہ بھی آستانۂ خلافت پر سلام کے لیے حاضر ہوا ربیع نے اندر سے نکل کر یحییٰ کو آواز دی، یحییٰ کھڑا ہوا، ربیع اس کا ہاتھ پکڑ کر منصور کی خدمت میں لے گیا، وہاں سے جب برآمد ہوا تو اس کی یہ شان تھی کہ آذربائیجان کی ولایت کا علم اس کے آگے آگے تھا تمام درباری جمع تھے اس کا باپ بھی موجود تھا اس نے سب لوگوں کو اپنے جلوس میں چلنے کی دعوت دی چنانچہ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے اور انھوں نے اسے اور اس کے باپ خالد کو ان سرفرازیوں پر مبارکباد دی اس طرح ان دونوں کا تقرر ساتھ ساتھ ہوا،

احمد بن معاویہ کہتا ہے کہ منصور یحییٰ کو بہت چاہتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ باپ اپنی اولاد کے لیے باعث شرف ہوتے ہیں مگر یہ اپنے باپ کے لیے باعث فخر ہے

اس سال منصور نے اپنے قصر خلد نامی میں اقامت اختیار کی، اس سال وہ مسیّب بن زہیر سے ناراض ہو گئے اسے کوتوالی کی خدمت سے برطرف کر دیا اور پکڑ کر قید کر دیا اس ناراضی کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے ابان بن بشیر الکاتب کو اتنے درے لگوائے کہ وہ اسی صدمہ سے مر گیا اس پر الزام یہ تھا کہ جب مسیب بن زہیر کا بھائی عمرو بن زہیر کوفہ کا والی اور افسر مالگزاری تھا تو اس کی شرکت میں اس نے کوئی بیجا بات کی تھی، منصور نے اس کی جگہ حکم بن یوسف بھالے بردار کو کوتوال مقرر کیا کچھ دنوں کے بعد مہدی نے اپنے باپ سے مسیب کی سفارش کی وہ پھر اس سے خوش ہو گئے، اسے چند روز قید ہی میں رہنا پڑا انھوں نے پھر اسے ناظم کوتوالی مقرر کر دیا۔

اس سال منصور نے نصر بن حرب التمیمی کو سرحد فارس کا والی مقرر کیا،

اس سال منصور مقام جرجرایا میں اپنے گھوڑے سے گر پڑے دونوں ابروؤں

کے درمیان سخت چوٹ آئی اس کا واقعہ یوں پیش آیا کہ جب انھوں نے مہدی کو رقہ روانہ کیا تو اس کی مشایعت کے لیے کچھ دور خود چلے موضع جب سما تا تک آکر خولایا کی سمت پلٹ گئے یہاں سے ہزواثات کا راستہ اختیار کیا (۲۸۰۵)
اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے چلتے چلتے ہزواثات کے ایک لاج پہنچے جو نہر دیالی کی سمت بہتا ہے یہ پہنچے اور اس کے بند پر اٹھارہ دن مقیم رہے وہ مقام ان کی سر برآئی سے عاجز ہو گیا یہ جرجرایا آئے وہاں سے عیسیٰ بن علی کی ایک جائداد دیکھنے کے لیے جو وہاں واقع تھی نکلے اسی روز وہ اپنے گھوڑے دیزج سے گر پڑے اس کی وجہ سے ان کے منہ پر چوٹ آئی۔
اسی مقام جرجرایا کے قیام کے زمانے میں ہندوستان سے براہ عمان کچھ قیدی ان کے پاس پیش کیے گئے جن کو تسنیم بن الحواری نے اپنے بیٹے محمد کے ہمراہ بارگاہ خلافت میں بھیجا تھا، پہلے تو منصور کا ارادہ انکو قتل کر دینے کا ہوا مگر جب ان سے سوالات کیے گئے تو انھوں نے ایسے جواب دئے جس سے ان کے معاملہ میں شبہ پیدا ہو گیا اور اسی بنا پر انھوں نے ان کے قتل سے ہاتھ روک لیا البتہ انکو اپنے فوجی سرداروں اور نوابوں میں تقسیم کر دیا۔

اس سال مہدی رقہ سے رمضان کے مہینہ میں مدینۃ السلام واپس آگیا۔

اس سال منصور نے کسریٰ کے قصر ابیض کی مرمت کا حکم دیا اور اعلان کر دیا کہ جس شخص کے پاس ایرانی بادشاہوں کی بنائی ہوئی عمارتوں کی اینٹیں ہوں چونکہ وہ تمام مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہیں اس وجہ سے وہ سب ضبط کر لی جائیں گی مگر نہ اس حکم پر عمل ہو سکا اور نہ اس قصر کی مرمت ہوئی۔

اس سال معیوف بن یحییٰ موسم گرما کی مہم لیکر درہ حدث سے دشمن کے علاقہ میں در آیا دشمنوں سے اس کا مقابلہ ہوا۔ جنگ ہوئی مگر بغیر کسی نتیجہ کے دونوں فریق علٰحدہ ہو گئے۔

ابن جریج

اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی امیر مکہ نے منصور کے حکم سے ابن جریج عباد بن کثیر اور ثوری کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور پھر بغیر ابو جعفر کی اجازت کے ان کو رہا کر دیا اس وجہ سے ابو جعفر اس سے ناراض ہو گئے محمد بن ابراہیم

کا مولی محمد بن عمران اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ منصور نے محمد بن ابراہیم امیر مکہ (۳۸۹۱)
کو حکم بھیجا کہ تم آل علی بن ابی طالب کے فلاں شخص کو جو کہ میں مقیم ہے، قید کردو
نیز ابن جریج، عباد بن کثیر اور ثوری کو قید کردو، محمد بن ابراہیم نے ان سب کو
قید کر دیا، اس کے پاس کئی افسانہ گو تھے جو رات میں اس سے قصے کہانیاں
بیان کرتے تھے جب اس کا وقت مقررہ آیا وہ مجلس میں بیٹھ گیا مگر اس کی نظریں
زمین پر گڑ گئیں اس نے ایک حرف اپنی زبان سے اس اثنا میں نہیں نکالا جب
مجلس برخاست ہوئی اور سب لوگ چلے گئے تو میں نے اوس کے پاس جاکر
اس سے کہا کہ جس تردد و فکر میں آپ منہمک ہیں میں اسے تاڑ گیا ہوں فرمائیے
کیا عندیہ ہے، اس نے کہا میں نے اپنے ایک عزیز قریب کو پکڑ کر قید کردیا
ہے اسی طرح دوسرے نہایت زبردست افراد ملک کو قید کر دیا ہے، اب امیرالمومنین
نکے آرہے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ ان کا کیا حشر ہوتا ہے ممکن ہے کہ وہ ان سب کو
قتل کرادیں انکا تو اس سے کچھ نہیں بگڑے گا بلکہ ان کا رعب و داب اور بڑھ
جائے گا مگر میری آخرت برباد ہو جائے گی، میں نے کہا تو پھر آپ کیا کرنا چاہتے
ہیں کہنے لگا میں امیرالمومنین کے مقابلہ میں اللہ کی خوشنودی کو اختیار کرتا ہوں
اور ان سب کو رہا کر دیتا ہوں تم میرے اونٹوں میں سے ایک عمدہ سواری کی
اونٹنی لو اور یہ پچاس دینار بھی ساتھ لیجاؤ یہ لیکر اس علوی کے پاس جاؤ میرا
سلام کہو اور کہو کہ آپ کا برادر عم آپ سے درخواست کرتا ہے کہ آپ اپنے
خون کی ذمہ داری سے اسے بچائیں اس اونٹنی پر سوار ہوکر جہاں جاہیں چلے جائیں
نیز یہ پچاس دینار زاد راہ کے طور پر قبول ہوں جب اس علوی نے مجھے اپنے
پاس آتا دیکھا تو میری جانب سے اسے خوف پیدا ہوا کہ شاید میں اس کے قتل
کے ارادے سے آتا ہوں اس نے میرے شر سے اللہ کی پناہ مانگنی شروع
کی میں نے محمد بن ابراہیم کا پیام اس سے بیان کیا اس نے کہا وہ میرے معاملہ
میں بری ہیں ان پر کوئی ذمہ داری نہیں اور مجھے نہ اس سواری کی ضرورت
ہے اور نہ اس زاد راہ کی، میں نے کہا مگر ان کے دل کی خوشی یہ ہے کہ
آپ اسے قبول کرلیں، اس نے محمد کی درخواست مان لی، اب میں ابن جریج

سفیان بن سعید اور عباد بن کثیر کے پاس آیا اور محمد کا پیام ان لوگوں کو پہنچا دیا انھوں نے کہا کہ وہ بری الذمہ ہے، میں نے کہا وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب تک منصور یہاں مقیم رہیں آپ لوگوں میں سے کوئی باہر نہ نکلے۔

منصور مکے کے قریب آ گئے محمد بن ابراہیم نے بہت سا خشک و تر میوہ اور مٹھائیاں دیگر مجھے ان کی خدمت میں بھیجا ان کو معلوم ہوا کہ محمد بن ابراہیم کا وکیل تحائف لیکر آیا ہے انھوں نے ہمارے اونٹوں کو ہٹوایا اور اپنی فرودگاہ میں نہیں آنے دیا، جب وہ بئر میمون آ گئے تو خود محمد بن ابراہیم استقبال کے لئے یہاں آیا اون کو اس کے آنے کی خبر ہوئی انھوں نے اس کی سواری کے جانوروں کے منہ پر ضرب لگوائی، محمد سامنے سے ہٹ گیا اور ایک سمت کو ہوکر ساتھ ساتھ چلتا رہا، ابو جعفر کو اصل راستے سے بائیں جانب ہٹا کر ایک جگہ اتارا گیا اس وقت محمد بن ابراہیم اپنے طبیب کو ساتھ لئے ان کے سامنے کھڑا ہوا تھا وہ سوار ہوکر چلے اس وقت ان کے اونٹ پر انکی دوسری طرف ربیع بیٹھا ہوا تھا محمد نے اپنے طبیب کو حکم دیا کہ تم ذرا جاکر دیکھو یہ طبیب اس مقام پر آیا جہاں ابو جعفر اترے تھے اس نے ان کا براز دیکھا پھر محمد سے آکر کہا کہ میں نے ایسے شخص کا براز دیکھا ہے جو زیادہ عرصہ اب جینے والا نہیں ہے چنانچہ یہی ہوا کہ مکے میں داخل ہوتے ہی ان کا انتقال ہو گیا ان کے مرنے سے محمد بن ابراہیم ان کی بازپرس سے بچ گیا،

اس سال ماہ شوال میں ابو جعفر مدینۃ السلام سے مکے کے ارادے سے روانہ ہوئے، اثنائے سفر میں قصر عبدویہ کے قریب فروکش ہوئے یہاں ایک رات جب کہ ماہ شوال کے ختم ہونے میں ابھی تین راتیں باقی تھیں کہ سپیدۂ سحری کے نمودار ہونے کے بعد ایک بڑا ستارہ ٹوٹ کر گرا جس کی روشنی کا اثر طلوع آفتاب تک نمایاں رہا، ابو جعفر وہاں سے روانہ ہوکر کوفہ آئے اور رصافہ میں ٹھہرے اور یہاں سے وہ حج اور عمرہ کی نیت کرکے جبکہ ماہ ذی قعدہ کے چند روز گزرے تھے روانہ ہوئے انھوں نے اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی اسکے بال کٹوا کر اور اسکے گلوں میں قلادہ ڈالکر لیے کوفہ سے چند منزل پہنچ کر انکے

پیٹ میں وہ درد اٹھا جس کے صدمہ سے وہ جاں بحق ہوگئے، اس درد کے سبب میں ارباب سیر و تاریخ کا اختلاف ہے علی بن محمد بن سلیمان النوفلی اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ ایک زمانے سے منصور کو ضعف معدہ کی شکایت تھی وہ طبیبوں سے اس کی شکایت کرتے تھے اور ان سے جوارشیں بنانے کے لیے خواہش کرتے مگر طبیب اس بات سے گھبراتے تھے اور انکو غذائیں کم کرنے کا مشورہ دیتے اور کہتے کہ تمام جوارشیں فوری اثر تو کر دیتی ہیں کہ کھانا ہضم ہو جائے مگر اون سے موجودہ مرض سے زیادہ سخت بیماری پیدا ہو جائیگی اور اس وقت لینے کے دینے پڑ جائیں گے اسی زمانے میں ہندوستان سے ایک بید اون کی خدمت میں حاضر ہوا منصور نے اس سے بھی اپنے مرض کی شکایت کر کے کسی دوا کی تجویز کی خواہش کی اس نے انکے لئے کئی سفوف اور جوارشیں تیار کیں، اور جن کے اجزاء عناصر گرم تھے، منصور نے اُنکو کھانا شروع کیا اور انکا کھانا ہضم ہونے لگا، اس بنا پر انھوں نے اس بید کی تعریف کی۔

عراق کے مشہور طبیب کثیر نے مجھ سے یہ بات کہہ دی تھی کہ منصور معدہ کی بیماری سے مرینگے میں نے پوچھا آپ کو یہ کیسے علم ہوا اس نے کہا یہ جوارشیں کھاتے ہیں وہ کھانے تو ہضم کر دیتی ہیں مگر اس سے معدہ کے خاروں میں روزانہ ایک نئی چیز پیدا ہو رہی ہے، نیز ان کی آنتوں میں چربی پیدا ہو رہی ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ معدہ ہی کے مرض سے ہلاک ہوں گے، اس بات کو زیادہ واضح کرنے کے لیئے میں ایک مثال بیان کرتا ہوں، فرض کرو کہ تم پانی کے مٹکے کو ایک چبوترہ پر رکھو اور اسکے نیچے ایک کچی اینٹ رکھدو اس گھڑے سے پانی رستا ہو تو اب بتاؤ کہ امتداد زمانہ سے کیا وہ رستا ہوا پانی اس اینٹ میں شگاف پیدا نہ کر دے گا اور کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہر قطرہ جو رس رہا ہے وہ اپنا نشان بناتا جاتا ہے یہی ہوا کہ ابوجعفر معدہ ہی کے مرض سے جان بحق ہوئے، اور اس طبیب کا کہنا پورا ہوا۔

ایک دوسرے راوی نے یہ بات بیان کی ہے کہ موسم گرما کی سخت

گرم دوپہروں میں سفر کرنے کی وجہ سے اونکو لو لگ گئی تھی اور اس وجہ سے یہ درد پیدا ہو گیا تھا، باوجود کبر سنی کے وہ بہت محرور المزاج واقع ہوئے تھے صفرا احمر کا غلبہ تھا اسی نے ان کے معدہ کے فعل کو بگاڑ دیا تھا، بہت روز تک یہی کیفیت رہی، جب وہ ابن عامر کے باغ میں فرد کش ہوئے تو مرض نے بہت شدت اختیار کرلی یہ وہاں سے بھی کوچ کر گئے مگر پہنچنے میں دیر لگ گئی ایک دن ابن المرتفع کے کنویں پر منزل کی وہاں سے چلکر بیر میمون آئے وہ بروقت پوچھتے تھے کہ ہم کب حرم میں داخل ہونگے، جتنی وصیتیں کرناتھیں وہ ربیع کو کردیں اور اسی مقام پر ۶/ ذی الحجہ سنیچر کی رات صبح تڑکے یا آفتاب کے طلوع ہونے کے وقت داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ وفات کے وقت سوائے خادموں اور اونکے مولی ربیع کے اور کوئی شخص اونکے پاس نہ تھا، ربیع نے انکی موت کو چھپایا عورتوں اور لونڈی باندیوں کو رونے اور نوحہ کرنے سے منع کردیا، اب صبح ہوگئی حسب قاعدہ اونکے تمام اہل خاندان بارگاہ خلافت میں حاضر ہوئے اور اپنی اپنی مخصوص جگہوں پر بیٹھ گئے سب سے پہلے عیسی بن علی کو اندر آنے کے لیے بلایا گیا اوس کی تھوڑی دیر کے بعد عیسی بن موسی کو اندر بلایا گیا چونکہ اس دن سے پہلے ہمیشہ دربار کا یہ دستور تھا کہ عیسی بن موسی کو عیسی بن علی سے پہلے بار ہوتا تھا اس وجہ سے آج اس تقدیم وتاخیر سے عیسی بن موسی کے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ ضرور کوئی غیر معمولی بات ہے، اس کے بعد خاندان کے دوسرے اکابر واعیان کو اندر بلایا گیا پھر اہل خاندان کے عام افراد کو اجازت ملی، ربیع نے موسی ابن المہدی کے ہاتھ پر اول امیر المومنین مہدی کے لیے اور اس کے بعد عیسی بن موسی کے لیے سب سے خلافت کی بیعت لی، جب بنی ہاشم بیعت کر چکے تو اب اوس نے دوسرے سرداران فوج اور سپہ سالاران عساکر کو بیعت کے لیے بلایا عیسی بن ماہان کے علاوہ اور ایک شخص نے بھی اس بیعت سے انحراف نہیں کیا البتہ اوس نے عیسی بن موسی کا نام سنتے ہی اوس کی بیعت کرنے سے انکار کردیا۔ محمد بن سلیمان نے ایک طمانچہ اسکے رسید کیا اور کہا کہ یہ کون کافر بچہ ہے اور اوس سے چمٹ

گیا وہ تو اس کی گردن مار دینا چاہتا تھا یہ رنگ دیکھ کر عیسیٰ بن ماہان نے بیعت کر لی اس کے بعد دوسرے تمام لوگوں نے بیعت کی مسیّب بن زہیر پہلا شخص ہے جس نے بیعت کرتے وقت یہ استثنا کی کہ اور میں عیسیٰ بن موسیٰ کیلیے بیعت کرتا ہوں اگر ایسا ہوا" اس پر منصور کے تمام خاندان والے اس کے سر ہو گئے، اب موسیٰ بن مہدی دربار عام کے لیے برآمد ہوا اور یہاں تمام بقیہ سرداران فوج اور دوسرے عمائد نے اس کی بیعت کی، عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان مکہ روانہ ہوئے تاکہ جو لوگ وہاں ہوں ان سے مہدی کے لئے بیعت لیں اور دونوں عباس اپنے خاندان کا مقرر تھا اس نے رکن اور مقام کے درمیان تمام لوگوں سے مہدی کے لیے بیعت لے لی۔ مہدی کے خاندان کے کچھ لوگ نواح مکہ اور فوج میں اوسکی بیعت لینے کے لیے پھیل گئے اور سب لوگوں نے مہدی کی بیعت کر لی،

اب منصور کی تجہیز و تکفین کی تیاری شروع ہوئی، اس کام کے لیے انکے گھر والوں میں سے عباس بن محمد، ربیع، ریّان، چند خدمت گار اور دوسرے غلام مقرر ہوئے نماز عصر کے وقت انکا جنازہ تیار ہوا، انکا چہرہ اور تمام بدن سر کے بالوں کی ابتدا تک کفن کی پٹیوں سے ڈھانک دیا گیا تھا احرام کی وجہ سے سر کو کھلا چھوڑ دیا گیا تھا، اب ان کے تمام گھر والے اعزا اور خاص موالی ان کا جنازہ لیکر چلے، واقدی کے بیان کے مطابق عیسیٰ بن موسیٰ نے بئر کی گھاٹی میں ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خود منصور نے اس کی وصیت کی تھی کہ ابراہیم انکی نماز جنازہ پڑھیں کیونکہ یہی مدینۃ السلام میں انکے بجائے نماز میں امام ہوتا تھا۔

علی بن محمد النوفلی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ ابراہیم بن یحییٰ نے انکے فرودگاہ کے خیموں میں قبل اس کے کہ انکو اٹھایا جائے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ربیع نے کہا کہ جو شخص خلافت کا

آرزومند ہو وہ نماز نہ پڑھائے اس بنا پر سب نے ابراہیم بن یحییٰ کو جو اس وقت بالکل نوجوان ہی تھا امامت کے لیے آگے بڑھا دیا۔ منصور ثنیۃ المدینین کے پاس والے قبرستان میں جو اسی نام سے مشہور ہے دفن کر دئے گئے، اس مقام کو ثنیۃ المحلاۃ بھی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مکہ سے بلندی پر واقع ہے، عیسیٰ بن علی، عباس بن محمد، عیسیٰ بن موسیٰ۔ ربیع اور ریان ان کے دونوں موالی، اور یقطین بن موسیٰ منصور کی قبر میں ان کو دفن کرنے کے لیے اترے،

ان کی مدت عمر میں اختلاف ہے بعض راویوں نے چونسٹھ سال بیان کی ہے، بعض نے پینسٹھ اور بعض نے ترسٹھ سال بیان کی ہے، ہشام بن الکلبی نے اڑسٹھ سال بیان کی ہے اور کہا ہے چودہ دن کم بائیس سال ان کا عہد حکومت ہوا ہے۔ مگر ابو معشر کو اس بارے میں ہشام بن الکلبی سے اختلاف ہے وہ کہتا ہے کہ ان کا عہد حکومت صرف تین دن کم بائیس سال ہے مگر ابو معشری سے ایک دوسرے واسطے سے یہ روایت نقل ہوئی ہے کہ منصور کا عہد حکومت سات رات کم بائیس سال ہوا ہے، واقدی کہتا ہے کہ چھ دن کم بائیس سال ابو جعفر کی مدت خلافت ہے، عمر بن شبہ صرف دو دن کم بائیس سال بتاتا ہے،

اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا، اس سال رومیوں کا ظالم بادشاہ ہلاک ہوا۔

## ابو جعفر کے ذاتی حالات

### صورت وسیرت

ان کا رنگ سانولا تھا، دبلے پتلے دراز قامت تھے دونوں رخسار ہلکے تھے حُمیمہ میں پیدا ہوئے تھے، ایک مرتبہ منصور کو معلوم ہوا کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے نصر بن سیار کے ایک لڑکے کو جو کوفہ میں روپوش تھا اس کا پتہ ملتے ہی قتل کرا دیا، اس پر وہ ناراض ہوئے انھوں نے عیسیٰ کے اس فعل کو بہت بری نگاہ سے دیکھا

بلکہ عیسیٰ کو ایسی سزا دینے کے لئے تیار ہو گئے جس میں وہ ہلاک ہو جاتا مگر پھر یہ خیال کر کے کہ محض نادانی کی بنا پر عیسیٰ سے یہ حرکت سرزد ہو گئی وہ اپنے ارادے سے رک گئے، اونھوں نے اس معاملے کے متعلق یہ خط عیسیٰ کو لکھا،

اما بعد اگر امیر المومنین کی نظر عنایت اور شفقت تمھارے حال پر نہ ہوتی تو وہ نصر بن سیار کے بیٹے کے قتل اور اس معاملہ میں تمھاری خود رائی کی تم کو سزا دینے میں کبھی تاخیر نہ کرتے تاکہ دوسرے عاملوں کو عبرت ہوتی اور انکو اس قسم کے موقعوں پر ایسا استبداد کرنے کی جراءت ہی نہ ہوتی، اب جس قدر لوگ تمھارے ماتحت ہیں چاہے وہ عرب ہوں یا عجم، سرخ رنگ والے ہوں یا سیاہ فام حبشی تم اون سے علیحدہ رہو اور بغیر امیر المومنین کی رائے کے کسی لیسے شخص کو جس نے پہلے کوئی قصور کیا ہے سزا نہ دو کیونکہ وہ اس بات کو مناسب نہیں سمجھتے کہ کسی شخص کا ایسے قصور کے لیے جسے اللہ نے توبہ کے ذریعہ معاف کر دیا ہو یا کسی ایسے فعل کی بنا پر جو کسی شخص سے ایسی لڑائی کے دوران میں سرزد ہوا ہو جسکا نتیجہ اللہ نے امن دلا دیا ہو جس کے وجہ سے ایک کینہ پرور دشمن سے حفاظت ہو گئی ہو اور قلبی کلفتیں دور ہو گئی ہوں مواخذہ کیا جائے، جس طرح امیر المومنین اس بات سے بے خوف و خطر نہیں ہیں کہ اللہ کسی اقبال مند کو صاحب ادبار کر دے اسی طرح اگر خدا چاہے تو وہ اپنے اور کسی دوسرے کے لیے اس بات سے بھی مایوس نہیں ہے کہ وہ کسی صاحب ادبار کو اقبال والا کر دے۔ والسلام۔"

فضل بن الربیع کا منشی یحییٰ بن سلیم بیان کرتا ہے کہ منصور کے گھر میں ایک دن کے علاوہ کبھی کوئی لہو ولعب کی بات یا کوئی ایسی بات جو لہو ولعب کے مشابہ یا فضول ہو نہیں دیکھی گئی البتہ ایک دن ہم نے اوس کے بیٹے عبدالعزیز کو جو سلیمان اور عیسیٰ ابنائے ابوجعفر کا حقیقی بھائی طلحیہ بیوی سے تھا (یہ بالکل شباب ہی کے عالم میں مر گیا) دیکھا کہ وہ ایک اعرابی لڑکے کی ہیئت بنائے کمان کندھے پر ڈالے، ایک عمامہ باندھے اور شال چادر زیب تن کئے ایک اونٹ، پر دونوں گونوں کے درمیان نشست پر بیٹھا

سوار جارہا ہے اون گونوں میں وہ ہی اشیاء جو عام طور پر اعرابی بیچنے کے لئے لایا کرتے ہیں، مثلاً چھوارے۔ تسمے، اور مسواکیں بار تھیں یہ دیکھ کر بہت لوگ متعجب ہوئے اور انھوں نے اس سوانگ کو اس کے خلاف شان سمجھ کر اچھی نظروں سے نہیں دیکھا، وہ نو عمر امیر اپنے راستے چلا گیا پل عبور کر کے رصافہ میں مہدی کے پاس آیا اور یہ سب چیزیں مہدی کو ہدیہ کیں، اون گونوں میں جو کچھ بار تھا مہدی نے اسے قبول کیا اور اوس کے عوض دو گونیں درہموں سے پر کرا دیں اب وہ نو عمر امیر اوسی طرح اون دونوں گونوں کے درمیان بیٹھا ہوا واپس آیا تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ ایک قسم کا مذاق ہے جو شہزادے کیا کرتے ہیں۔

حماد الترکی بیان کرتا ہے، میں ایک دن منصور کے سرہانے کھڑا ہوا تھا اونھوں نے اپنے محل میں ایک شور سنا مجھ سے کہا کہ دیکھو یہ کیا شور ہے میں اس مقام پر آیا جہاں سے وہ آواز آرہی تھی میں نے دیکھا کہ اون کا ایک خدمت گار چھوکریوں میں بیٹھا ہوا طنبورہ بجا رہا ہے اور وہ سب ہنس رہی ہیں میں نے منصور کو آکر اس کی اطلاع دی انھوں نے پوچھا یہ طنبورہ کیا شے ہے میں نے کہا کہ وہ لکڑی کا ایک آلہ ہے جس کی شکل ایسی ہوتی ہے اور اس طرح اسے بجاتے ہیں میں نے پوری طرح اسے بیان کیا کہنے لگے تم نے اس کی تعریف تو خوب بیان کر دی مگر تم کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ اسی کو طنبورہ کہتے ہیں، میں نے کہا میں نے خراسان میں دیکھا تھا کہنے لگے ہاں وہاں دیکھا تھا اچھا میرا جوتا لاؤ میں نے جوتا لا کر پیش کیا کھڑے ہوئے اور آہستہ آہستہ چل کر اس مجمع کے پاس آئے وہ سب چھوکریاں اور خادم انھیں دیکھتے ہی پریشان ہو کر بھاگے حکم دیا کہ اسے پکڑ لو چنانچہ جب اسے پکڑ کر پیش کیا گیا حکم دیا کہ یہی طنبورہ اس کے سر پر مارو میں نے طنبورہ سے اسے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گیا پھر مجھ سے کہا کہ اسے میرے قصر سے نکال دو اور کرخ میں حمران کے پاس لیجاؤ اور کہہ دو کہ اسے بیچ دے۔

سلام الابرش بیان کرتا ہے کہ میں منصور کا شاگرد پیشہ تھا، میں اور ایک

دوسرا اور انکا غلام گھر کے اندر ان کی خدمت گزاری کرتے تھے انکا ایک حجرہ تھا جس میں ایک کوٹھری تھی ایک خیمہ تھا وہاں گدا بچھا ہوا تھا اور ایک لحاف رکھا تھا اسی میں وہ شب باشی کرتے تھے جب تک وہ دربار کے لیے باہر نہیں آتے تھے اس وقت تک وہ نہایت ہی بامروت و خوش خلق رہتے تھے بچوں کی شرارتوں یا کھیل کود سے خفا نہیں ہوتے تھے بلکہ اسے خوشی سے برداشت کر لیتے تھے، البتہ جب وہ کپڑے پہن کر دربار کے لیے برآمد ہوتے تو اسی وقت سے ان کے چہرے کا رنگ بدل جاتا، ترشرو ہو جاتے، آنکھیں لال ہو جاتیں چنانچہ جب اس ہیئت سے دربار میں جلوس کرتے تو جو رنگ ان کا ہوتا اس سے سب ہی واقف ہیں دربار کے بعد پھر جب وہ اندر واپس آتے تو اس وقت بھی ان کی ترشروئی کی وہی کیفیت رہتی آتے وقت ہم ان کے استقبال کو بڑھتے اور بسا اوقات وہ اس حالت میں ہم پر عتاب کرنے لگے ایک دن مجھ سے کہا اے میرے لڑکے جب تم دیکھو کہ میں نے درباری لباس پہن لیا ہے یا میں دربار سے واپس آرہا ہوں اس وقت تم میں سے کوئی میرے پاس نہ آئے کیونکہ ممکن ہے کہ میں کسی وقت اپنی جھنجھلاہٹ میں تم کو ایذا پہنچا دوں،

معن بن زائدہ بیان کرتا ہے منصور کے ہم سات سو مصاحب تھے جو روزانہ اون کے دربار میں حاضر ہوتے تھے میں نے ایک مرتبہ ربیع سے کہا کہ تم مجھے سب کے آخر میں دربار میں آنے کی اجازت دیا کرو اس نے کہا تم تمام درباریوں میں سب سے اشرف نہیں ہو کہ سب سے پہلے تمکو اذن حاصل ہو سکے اور اپنے نسب کے اعتبار سے سب سے کمتر بھی نہیں ہو کہ اس کی وجہ سے سب سے آخر میں تمھاری نوبت مقرر کی جائے، تمھارا مرتبہ تمھاری شرافت نسب کے مطابق رکھا گیا ہے،

ایک دن میں منصور کی جناب میں اس صورت میں حاضر ہوا کہ میں نے ایک ڈھیلا ڈھالا بڑا سا کرتا پہن رکھا تھا ایک حنفی تلوار حمائل تھی جس کی نیام زمین سے ٹکرائی جاتی تھی ایک بڑا عمامہ باندھے تھا جس کا شملہ میرے پیچھے اور ہم گئے

لٹک رہا تھا۔ میں نے سلام کیا اور پچھلے پاؤں پلٹ آیا باہر نکلنے کے لیئے سراپردہ سلطانی کے قریب پہنچا تھا کہ انھوں نے اس زور سے میرا نام لیکر مجھے پکارا کہ میں ڈر گیا میں نے عرض کیا لبیک یا امیر المومنین، فرمایا میرے پاس آؤ، جب میں انکے قریب آگیا تو وہ اپنی مسند سے اتر کر زمین پر دوزانو بیٹھ گئے اور مسند کے دونوں گدّوں کے نیچے سے ایک گرز کھینچ لیا۔ اسکے ساتھ ہی انکے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا اور تیوریاں چڑھ گئیں کہنے لگے جنگ واسط میں تو ہی میرے مقابل لڑا تھا اللہ مجھے ہلاک کردے اگر میں تیرا خاتمہ نہ کردوں میں نے عرض کیا امیر المومنین اس جنگ میں آپ کے دشمنوں کے ساتھ ہوکر جو باطل کے لئے لڑ رہے تھے، میں نے جو جوانمردی اور شجاعت دکھائی تھی اس سے آپ واقف ہیں اب آپ خود ہی اندازہ فرمائیں کہ جب میں آپ کے مقصد حق کے لیے لڑونگا تو کیا کچھ نہ کر گزروں گا، فرمایا پھر کہو کیا کہا میں نے اعادہ کیا اسی طرح کئی مرتبہ اسی جملہ کا اعادہ کراتے رہے اب گرز کو اس کے محل پر رکھ کر پائنتی بیٹھ گئے اور اب رنگ زرد پڑ گیا فرمایا معن یمن میں کچھ گڑبڑ ہے میں نے عرض کیا بے خبر کی رائے کیا فرمایا اچھا ہم تمکو اپنا معتمد بناتے ہیں، بیٹھ جاؤ، میں بیٹھ گیا ربیع سے کہا کہ محل میں جس قدر آدمی ہیں سب کو باہر کردو، ربیع اس کام کے لیئے باہر چلا گیا اب مجھ سے کہا کہ والی یمن مجھ سے سرتابی کرنا چاہتا ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے گرفتار کروں اور اس کے روپیہ میں سے ایک حبہ بھی میری دسترس سے نکل نہ سکے بتاؤ اس معاملہ میں کیا کہتے ہو، میں نے عرض کیا آپ مجھے یمن کا والی بنا دیں اور ظاہر یہ کریں کہ آپ مجھے اس کی مدد کے لیئے اس کے پاس بھیج رہے ہیں، ربیع کو حکم دیں کہ وہ میری تمام ضروریات سفر کی فوراً سربراہی کردے تاکہ میں آج ہی روانہ ہو جاؤں اور یہ خبر شہرت نہ پاسکے، انھوں نے گدّوں کے نیچے سے ایک فرمان تقرر نکالا اس میں میرا نام اپنے ہاتھ سے درج کرکے وہ فرمان میرے حوالے کر دیا۔ پھر ربیع کو بلاکر کہا کہ میں نے معن کو والی یمن کی مددگاری پر مقرر کر دیا ہے تم ان کے سفر کے لیے جتنے سواری کے جانور اور اسلحہ

کی ضرورت ہو اوس کو فوراً بندوبست کردو تاکہ شام سے پہلے ہی یہ یمن روانہ ہو جاے، پھر فرمایا آؤ مجھ سے رخصت ہولو میں ان کو خیرباد کہہ کر چلا آیا دہلیز تک پہنچا تھا کہ ابوالوالی مجھ سے ملاقی ہوا، کہنے لگا اے معن میں اس میں تمھاری توہین سمجھتا ہوں کہ تم اپنے بھتیجے کے ماتحت بنائے جا رہے ہو میں نے کہا اگر خود سلطان کسی کو اس کے بھتیجے کا ماتحت و مددگار مقرر کرے تو اس میں اوس شخص کے لیئے کوئی عار نہیں ہے۔ میں یمن کی طرف روانہ ہو گیا، وہاں پہنچکر میں نے والی یمن کو پکڑ کر قید کر دیا اپنا فرمان تقرر اسے پڑھ کر سنا دیا اور اب میں اس کی مسند ولایت پر بیٹھ گیا۔

محمد بن عمر الیمامی ابوالرُدینی کہتا ہے کہ معن کا ارادہ ہوا کہ وہ کچھ لوگوں کو ایک وفد کی حیثیت سے منصور کی خدمت میں بھیجے تاکہ یہ اس کے غصہ کو فرو کریں اور معن کی طرف سے اون کے دل میں جو گرانی پیدا ہو گئی ہے اسے دور کر کے پھر انھیں اس کے حال پر مہربان بنا دیں، معن کہنے لگا میں نے اون کی اطاعت و فرماں برداری میں اپنی تمام زندگی برباد کر دی، اس کے لیے خود اپنی جان پر طرح طرح کی سختیاں جھیلیں، یمنوں سے جنگ کرنے میں اسپنے خاص اعزا اور اقربا کو ہلاک کرا دیا، اور اب وہ محض اس روپیہ کی وجہ سے جو میں نے انکی سلطنت و حکومت کے قیام و بقا کے لیے خرچ کیا ہے مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔

اس کام کے لیے اس نے اپنے خاندان کے لوگوں کی ایک جماعت جو بنی ربیعہ کی شاخ تھی منتخب کی اس منتخب شدہ حضرات میں مجاعہ بن الازہر بھی تھا، معن نے ایک ایک شخص کو علیحدہ علیحدہ بلا کر پوچھنا شروع کیا کہ اگر میں تمکو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجوں تو تم کیا باتیں کروگے، ہر شخص نے بیان کیا کہ میں یہ کہونگا اور یہ کہونگا مجاعہ کی باری آئی اس نے کہا اللہ امیر کی عزت افزائی کرے آپ ایسے شخص سے گفتگو کے متعلق جو عراق میں ہے مجھ سے یمن میں دریافت کرتے ہیں کہ میں کیا باتیں کرونگا جب مجھے آپ کا مقصد معلوم ہے تو حتی الامکان جو وقت پر موزوں و مناسب

معلوم ہوگا وہ میں کرونگا معن نے یہ جواب سنکر کہا اچھا یہ کام میں نے تمہارے سپرد کردیا اس کے بعد اوس نے عبدالرحمان بن عتیق المزنی سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم اپنے اس ابن عم کے لیے قوت بازو بنو انکو اپنے سے مقدم رکھنا اگر ان سے کوئی بات چھوٹ جائے تم اس کی بجاآوری کردینا، ان دو کے علاوہ اس نے اپنے مصاحبوں میں سے دوسرے آٹھ آدمی اور چھنے اور اس طرح جب یہ دس کی جماعت مکمل ہوگئی تو انکو رخصت کردیا۔ یہ ابوجعفر کے پاس پہنچے جب سامنے آئے آگے بڑھے مجاعہ نے اللہ کی حمد وثنا اور اظہار تشکر کے ساتھ تقریر شروع کی وہ اس قدر عمدہ تھی کہ سب کو خیال ہوا کہ یہ اس کے لیے پہلے سے تیار ہوکر آیا ہے، اب اوس نے رسول اللہ صلعم کی منقبت شروع کی کہ کیونکر اللہ نے عرب کے تمام قبائل میں سے آپ کو چن لیا، پھر اوس نے آپ کی فضیلت کو اس خوبی سے بیان کیا کہ تمام حاضرین دربار متعجب ہوگئے اور عش عش کرنے لگے۔ اب اوس نے امیرالمومنین منصور کا ذکر شروع کیا اور بیان کیا کہ اللہ نے انکو کیسا شرف عطا فرمایا ہے اور کس قدر اہم منصب اون کے تفویض کیا ہے یہاں سے اس نے اپنے مطلب کی طرف عود کیا اور اپنے آقا کا تذکرہ کیا جب اوس کی تقریر ختم ہوگئی تو منصور نے کہا کہ تم نے اللہ کی حمد میں جو کچھ بیان کیا اللہ اس بات سے بالاتر ہے کہ کوئی شخص اس کی مدح کا احاطہ کرسکے، رسول اللہ صلعم کے فضائل میں جو کچھ تم نے بیان کیا تو اللہ نے تمہارے بیان سے زیادہ خود ان کی فضیلت بیان کردی ہے، تم نے امیرالمومنین کی تعریف کی ہے بےشک اللہ نے اس منصب جلیلہ پر فائز کرنے سے اون کو بڑی فضیلت عطا فرمائی ہے اور انشاء اللہ جب تک وہ اوس کی اطاعت کرتے رہیں گے اللہ تعالی ان کا معین ومددگار رہے گا، البتہ اپنے آقا کے بارے میں جو کچھ تم نے کہا ہے وہ سب جھوٹ اور لغو ہے جو قابل اعتنا نہیں یہاں سے نکل جاؤ تمہارا بیان مقبول نہیں مجاعہ نے کہا امیرالمومنین سچ فرماتے ہیں مگر بخدا میں نے لا بزال میں نے کوئی بات اپنے آقا کے متعلق جھوٹ نہیں کہی ہے اب یہ ساری جماعت حکماً دربار سے خارج کی گئی جب یہ ایوان دربار کے باہر

میں پہنچے تو منصور نے اسے مع اس کے ہمراہیوں کے پھر سامنے بلایا اور کہا تم نے کیا بیان کیا تھا مجاعہ نے اپنی پہلی تقریر اس طرح اعادہ کر دی کہ گویا وہ کسی ورق پر لکھی ہوئی ہے جسے دیکھ دیکھ کر وہ پڑھ رہا ہے اس مرتبہ پھر منصور نے اس کو جھٹلایا یہ سب دربار سے نکالدئے گئے جب سب کے سب دربار سے باہر چلے گئے تو پھر اسکے متعلق منصور نے حکم دیا کہ انکو واپس لایا جائے وہ ٹھہر گئے اور جو مصری رؤسا عرب دربار میں حاضر تھے انکو مخاطب کر کے فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا خوش بیان شخص ہے بخدا اس کی تقریر سے خود مجھے اس پر حسد آگیا چونکہ یہ شخص بنی ربیعہ سے ہے اس لیے اگر تعصب کے الزام کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں قطعی طور پر اس شخص کو نکالدیتا، میں نے آج تک ایسا بے باک خوش بیان اور گویا شخص نہیں دیکھا تھا، غلام اسے پلٹا لاؤ، جب مجاعہ ان کے سامنے حاضر ہوا تو اس نے اور اس کے ساتھیوں نے دوبارہ سلام عرض کیا منصور نے کہا اچھا تمھاری اپنی اور تمھارے آقا کی جو ضرورت ہو اسے بیان کرو، اس نے کہا امیرالمومنین معن آپکا بندہ ہے، آپ کی تلوار اور وہ تیر ہے جو آپ نے دشمن پر چلایا ہے اس نے شمشیر زنی کی، نیزہ زنی کی اور ناوک فگنی کی اس نے تمام سرکشوں کو رام کر دیا اور یمن میں جس شخص کے اندر بل نظر آیا اسے اس نے سیدھا کر دیا اب اہل یمن امیرالمومنین کے (اللہ آپ کی عمر دراز کرے) بہترین رعایا بن گئے ہیں۔ اگر کسی نمام کی چغلخوری کی وجہ سے امیرالمومنین کے دل میں اس کی طرف سے کوئی بات جاگزیں ہو گئی ہے تو آپ کو یہ زیبا ہے کہ آپ اپنے غلام کی جس نے اپنی تمام عمر آپ کی طاعت میں فنا کر دی ہے خطا معاف کر دیں۔

منصور نے ان کی وکالت تسلیم کر کے معن کا عذر قبول کر لیا ان کا دل اس کی طرف سے صاف ہو گیا اور انھوں نے ارکان وفد کو واپس جانے کی اجازت دیدی، جب یہ معن کے پاس آئے اور انھوں نے امیرالمومنین کی خوشنودی کا مراسلہ پڑھکر سنایا تو معن نے فرط انبساط میں مجاعہ کی پیشانی چوم لی اس کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا انکو ان کے حسب مراتب

خلعت و انعام سے سرفراز کیا اور حکم دیا کہ تم میرے نمایندوں کی حیثیت سے امیر المومنین منصور کی جناب میں قیام کرنے کے لیے جاؤ۔

معن نے مجاعہ کو یہ انعام دیا کہ اس نے اس کی یہ تین خواہشیں پوری کیں ایک یہ کہ وہ معن کے خاندان کی ایک امیر زادی زہرا نام پر عاشق تھا اب تک اس کی شادی نہیں ہوئی تھی جب کوئی شخص مجاعہ کا ذکر اس سے کرتا تو وہ جواب دیتی کہ وہ کس بنا پر میرے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے وہ تو نہایت مفلس آدمی ہے کیا وہ اپنے پشمینہ کے جبتے یا اپنی چادر کی مالیت سے مجھے بیاہے گا۔ جب مجاعہ منصور کے پاس سے ہو کر معن کے پاس واپس آیا تو سب سے پہلے اس نے معن سے یہی درخواست کی کہ آپ زہرا کے ساتھ میری شادی کر دیجئے، چونکہ اس کا باپ معن کی فوج میں تھا اس وجہ سے مجاعہ نے کہا کہ میں زہرا کو چاہتا ہوں اور اس کا باپ آپ کی فوج میں ہے۔ معن نے دس ہزار درہم اپنے پاس سے مہر ادا کر کے زہرا سے اس کی شادی کر دی۔ اس کے بعد معن نے پوچھا کہ دوسری خواہش بیان کرو اس نے کہا کہ مقام حجر میں جو میرا گھر ہے اس میں ایک دیوار ہے وہ میں لینا چاہتا ہوں اس کا مالک آپ کی فوج میں ملازم ہے معن نے وہ دیوار خرید کر مجاعہ کو دلوا دی۔ اب پوچھا تیسری خواہش بیان کرو اس نے کہا روپیہ دلوائیے معن نے تیس ہزار نقد دیئے اس طرح ایک لاکھ درہم اسے دیکر اس کے گھر بھیجدیا

ابوالفرج۔ عبداللہ بن جبلہ الطالقانی کا ماموں کہتا ہے کہ میں نے ابوجعفر کو کہتے سنا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ چار آدمی نہایت دیانت دار اور پاکباز میرے پاس ہوں لوگوں نے عرض کیا امیر المومنین وہ چار کون ہیں؟ فرمایا وہ ارکان ملک و دولت جن کے بغیر کسی سلطنت کا انتظام درست نہیں ہو سکتا ان کی مثال تخت کے چار پایوں کی ہے کہ جب تک وہ چاروں پائے عمدہ اور مضبوط اور سیدھے نہ ہوں تخت مضبوط نہیں رہ سکتا کیونکہ اگر ایک پایہ بھی خراب ہو جائے تو تخت کمزور ہو جائے گا، ایک قاضی وہ ایسا شخص ہو کہ اللہ کے حق میں اس پر کسی لعنت و ملامت کا اثر نہ ہو سکے دوسرے کوتوال وہ ایسا شخص ہو

جو تو ہی کے مقابلہ میں ضعیف کے حق میں انصاف کر سکے، تیسرے افسر مال جو پوری مال گزاری وصول کرے مگر رعایا پر ظلم نہ کرے، کیونکہ میں اس بات سے بے نیاز ہوں کہ ان پر ظلم کیا جائے، چوتھے، اس کے بعد انھوں نے اپنا انگوٹھا تین مرتبہ دانت سے دبایا اور ہر مرتبہ پر آہ کی لوگوں نے پوچھا امیرالمومنین چوتھا کون ہے؟ فرمایا وہ افسر ڈاک ہے کہ جو ان عمال کی نہایت دیانت داری سے سچی سچی خبریں مجھے لکھتا رہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ منصور نے اپنے ایک عامل کو جس نے سرکاری مالگذاری کی وصولی میں بہت کمی کی تھی بازپرس کے لیے طلب کیا کہا کہ جو تم پر نکلتا ہے ادا کرو، اس نے کہا بخدا میرے پاس کچھ نہیں ہے، اسی اثنا میں کسی منادی کرنے والے نے ندا دی اشھد ان لا الہ الا اللہ یہ سنکر اس عامل نے منصور سے کہا کہ امیرالمومنین اللہ کے لیے اور اس شہادت کے لیے کہ میں بھی لا الہ الا اللہ کہتا ہوں آپ اوس مطالبے کو جو مجھ پر عاید کیا گیا ہے بخشدیں، منصور نے اسے معاف کر دیا،

ایک مرتبہ اونھوں نے ایک شامی کو کسی ایک لگان کا محصل مقرر کیا اُس وقت اس کو نصیحت کی، اور اوس کی طرف بڑھکر فرمایا اس وقت جو بات تمھارے دل میں ہے میں اوس سے واقف ہوں تم میرے پاس سے اس وقت باہر نکلکر اپنے سے یہ کہو گے، دیانت اور اندراج میں صحت اختیار کرو ہمیشہ خدمت پر بحال رہو گے" پھر ایک مرتبہ ایک عراقی کو علاقہ سواد کے، کسی ایک لگان کا محصل مقرر کیا اسے بھی کچھ نصیحت کی اور اوس کی طرف آگے بڑھکر فرمایا جو تمھارے دل میں ہے میں اس سے واقف ہوں تم اس وقت میرے پاس سے جاؤ گے اور اپنے دل سے کہو گے کہ جو اس خدمت کے بعد بھی فقیر رہا اوس کی حالت کبھی درست نہ ہو گی میرے پاس سے چلے جاؤ اور اپنی خدمت کا جا کر جائزہ لو اور یاد رکھو کہ اس قسم کے خیالات کو کبھی دماغ میں نہ آنے دینا ورنہ میں اس کی پوری پوری سزا دونگا۔ ان دونوں شخصوں نے عرصہ تک انکی ملازمت کی، اپنا حساب کتاب ہمیشہ درست رکھا اور اسکے خیرسگال رہے۔

منصور نے ایک عرب کو حضرموت کا والی مقرر کیا صدر مخبر نے انکو لکھا کہ یہ شخص اکثر شکاری باز اور شکاری کتوں سے شکار کھیلتا رہتا ہے، منصور نے اس والی کو برطرف کر دیا اور فرمان میں لکھا، اللہ تجھے ہلاک کر دے یہ کیا سامان ہے جو تو نے شکار کے جانوروں کے لیے مہیا کیا ہے میں نے تجھکو مسلمانوں کے معاملات کا سربراہ کار مقرر کیا تھا نہ کہ وحشی جانوروں کا منصرم ہماری جو خدمت تمھارے تفویض ہے اسے تم فلاں شخص کے سپرد کر دو اور خود ذلت و خواری کے ساتھ اپنے گھر چلے جاؤ،

ربیع بیان کرتا ہے سہیل بن سالم العنبری کو منصور کی خدمت میں پیش کیا گیا، یہ کسی کام پر مقرر کیا گیا تھا پھر برطرف کر دیا گیا تھا، اب منصور نے اس کے متعلق حکم دیا کہ اس کو قید کر دیا جائے اور سرکاری مطالبہ وصول کیا جائے سہیل نے کہا میں آپ کا غلام ہوں کہنے لگے تم بُرے غلام ہو سہیل نے کہا مگر آپ تو اچھے آقا ہیں کہا تیرے لیے نہیں،

ربیع کہتا ہے میں ایک دن منصور کے سامنے یا اسکے سرہانے کھڑا تھا ایک خارجی جس نے ان کی کئی فوجوں کو شکست دی تھی پیش کیا گیا اس سے کہا کھڑے ہو جاؤ تاکہ تمھاری گردن مار دی جائے جب وہ کھڑا ہوا تو اب ان کی اس پر نظر پڑی کہنے لگے اے فاحشہ کے بیٹے تجھ ایسے نفر نے میری فوجونکو بھگا دیا، خارجی نے کہا یہ تمھارا کیا اخلاق ہے کل تک تو میرے اور تمھارے درمیان تلوار اور جنگ تھی اور آج تم گالی گلوچ پر اوتر آئے اگر میں بھی تم کو اس کے جواب میں گالیاں دوں تو میرا کیا بگاڑ سکو گے میں تو اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہوں مجھے معلوم ہے کہ مجھے معاف نہ کیا جائے گا، یہ جواب سن کر منصور شرمندہ ہو گئے اور اسے چھوڑ دیا، اور ایک سال اپنا منہ اسے نہ دکھایا۔

عمارہ بن حمزہ بیان کرتا ہے ایک دن میں منصور کی خدمت میں حاضر تھا دوپہر کے وقت اپنے گھر واپس جانے لگا اسی دن مہدی کے لیے بیعت ہوئی تھی میری واپسی کے وقت مہدی میرے پاس آئے کہنے لگے مجھے

معلوم ہوا ہے کہ میرے باپ میرے بھائی جعفر کے لیے بیعت لینا چاہتے تھے میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ اگر انھوں نے ایسا کیا تو میں اپنے تو قتل کر دونگا، میں اسی وقت امیر المومنین کے پاس آیا کیونکہ میں نے دل میں سمجھا کہ یہ معاملہ ایسا نہیں ہے کہ اس میں تاخیر کی جائے اسی وقت انکو اس کی اطلاع ہو جانا چاہیے، حاجب نے کہا کہ تم ابھی تو امیر المومنین سے مل کر گئے ہو میں نے کہا ایک خاص واقعہ پیش آگیا ہے میرے لیے باریابی کی اجازت حاصل کرو، میں باریاب ہوا پوچھا خیر ہے کیوں آئے میں نے عرض کیا ایک خاص واقعہ پیش آگیا تھا چاہتا ہوں کہ آپ سے بیان کروں، کہنے لگے تمہارے بیان کرنے سے پہلے تو ہم بیان کئے دیتے ہیں مہدی تمہارے پاس آیا تھا اور اس نے تم سے یہ کہا ہے میں نے کہا بے شک ایسا ہی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین وہاں موجود تھے اور ہماری گفتگو سن رہے تھے، کہا اس کہدو ہوش میں آئے ہم خود جعفر سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ اس پر تمہاری دسترس نہیں ہو سکتی،

ابراہیم بن صالح کہتا ہے ہم منصور کی جناب میں باریاب ہونے کے لیے قصر کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے باتوں باتوں میں حجاج کا ذکر آگیا ہم میں سے بعض نے اس کی تعریف کی اور بعض نے اس کی مذمت کی مداحوں میں معن بن زائدہ تھا اور مذمت کرنے والوں میں حسن بن زید اب ہم سب باریاب ہوئے حسن بن زید نے یہی ذکر دربار میں چھیڑ دیا اور کہا امیر المومنین مجھے یہ گمان کبھی نہ تھا کہ میں اتنے دن زندہ رہونگا کہ آپ کے محل میں آپ کے فرش پر بیٹھے ہوئے حجاج کا ذکر ہو اور اس کی تعریف کی جائے، اور میں اسے سنوں، پوچھا اس میں کون سی ایسی بات تھی جو تمکو ناگوار گزری ایک جماعت نے اپنا ایک اہم کام اس کے سپرد کر دیا اس نے نہایت دیانت داری خلوص اور ہوشیاری سے اس جماعت کی خدمت ادا کی بخدا میں خود چاہتا ہوں کہ مجھے ایسا شخص مل جاتا تو میں اسے اپنے خاص معاملات سپرد کر دیتا اور کسی ایک حرم میں اسے ہمیشہ کے لیے متعین کر دیتا معن نے کہا خاندان والا کے پاس اب بھی ایسے اشخاص

موجود ہیں کہ اگر آپ ان سے نہایت ہی اہم امور کی بجا آوری چاہیں تو وہ اسے کامیابی کے ساتھ سرانجام دیں پوچھا وہ کون معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے تئیں ایسا سمجھتے ہو محسن نے کہا اگر میں اپنے آپ کو ایسا سمجھتا ہوں تو کچھ بیجا بھی نہیں ہے فرمایا ہرگز نہیں تم ایسے نہیں ہو ایک جماعت نے حجاج کو امین بنایا اس نے ان سب کو وہ امانت دیدی اور ہم نے تم کو امین بنایا تو تم نے ہمارے ساتھ خیانت کی۔

ابوبکر الہذلی کہتا ہے" میں امیر المومنین منصور کے ہمراہ مکہ گیا تھا ایک دن میں ان کے ہم رکاب تھا کہ ایک شخص ایک سرخ اونٹنی پر سوار ململ کا جبہ زیب بدن عدنی عمامہ زیب سر کیے ہاتھ میں ایک اتنا لانبا کوڑا لیے کہ جو زمین کو چھو رہا تھا جو اپنی عجیب وغریب ہیئت کی وجہ سے شتبہ سا تھا صحرا سے آتا ہوا سامنے گزرا اسے دیکھ کر مجھے حکم دیا کہ میں اسے روکوں میں نے اسے بلایا وہ آیا۔ امیر المومنین نے اس سے اس کا نسب، علاقہ، اور اس کا قومی وطن پوچھا نیز دریافت کیا کہ تمہارے ہاں صدقات کے والی کون ہیں، اس نے ان تمام سوالات کا اس خوبی سے جواب دیا کہ وہ بہت خوش ہوئے پھر اس سے کہا کچھ شعر سناؤ اس نے اوس بن حجرہ وغیرہ قبیلہ بنی تمیم بن عمرو کے دوسرے شعرا کے شعر سنائے، نیز دوسرے افسانے سنائے اوی میں اس نے طریف بن تمیم العنبری کے یہ شعر پڑھے

ان قناتی لنبع لا یؤیسہا ؛ غمز الثقاف ولا دھن ولا نار
متی اجر خائفا نام مسارحہ ؛ وان اخف آمنا تقلق بہ الدار
ان الامور اذا اوردتہا صدرت ؛ ان الامور لہا ورد واصدار

(ترجمہ) میرے نیزے کا بانس کامل طور پر پختہ ہے جسکو سیدھا کرنے کے لیے سیدھا کرنے والے ائے یا تیل یا آگ کی ضرورت ہیں جب میں کسی خوفزدہ کو پناہ دیتا ہوں تو اس کے لیئے تمام راستے چاہے وہ کسی قدر وسیع ہوں بے خوف وخطر بن جاتے ہیں اور اگر میں کسی بڑے جتھے والے اور قلعوں والے کو دھمکی دیدوں تو وہ خود اپنے گھر میں بےچین ومضطرب ہو جاتا ہے میں جب اہم معاملات میں پڑتا ہوں تو باوجود انکے بگڑ جانے کے میں انکو سال مراد پر لے آتا ہوں اور بیشک معاملات بنتے بگڑتے رہتے ہیں۔

شعر سن کر پوچھا اچھا بتاؤ تم میں یہ طریف کس حیثیت کا آدمی تھا جس نے یہ شعر کہے ہیں اس نے کہا وہ تمام عرب میں دشمن کے لئے نہایت سخت اور دوبھر تھا جس کی گرفت بہت ہی شدید تھی، وہ سب سے زبردست انتقام لینے والا اور نہایت

مبارک نصیبے والا تھا دشمن کے حق میں اس کا نیزہ نہایت سخت تھا سب سے بڑا مہمان نواز اور اپنے ہمسایہ کے لئے نہایت ہی پارسا اور قابل اعتماد تھا عکاظ کے میلہ میں تمام عربوں نے اوس کی ان صفات کو تسلیم کیا البتہ ایک شخص نے اسکی تنقیص کی اور کہا کہ بخدا لڑائیوں میں تمھاری کامیابیاں کچھ شہرت نہیں رکھتیں ورنہ تمھارا نشانہ درست ہے یہ سن کر اس نے عہد کیا کہ وہ سوائے اپنے شکار کے کوئی گوشت آئندہ سے نہ کھائے گا اور ہر سال کسی نہ کسی ایسی مہم میں مصروف پیکار ہوگا جس کی وجہ سے اس کی شجاعت و بسالت کا شہرہ آفاق میں پھیلے منصور نے کہا اے تمیمی تم نے اپنے سردار کی تعریف کا حق ادا کر دیا مگر بات یہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں اس کے دونوں شعروں کا ابن زیادہ مصداق ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ان شعروں میں اس کی نہیں بلکہ میری تعریف کی گئی ہے۔

دن کے پہلے حصہ میں منصور امور سلطنت کو انجام دیتے، ہدایات دیتے، ممانعت کرتے، عزل ونصب کرتے سرحدوں اور اطراف سلطنت میں فوج کی تعیین کرتے راستوں کی امن کا انتظام کرتے آمدنی اور خرچ کو دیکھتے رعایا کی معاش کی اصلاح پر غور کرتے تاکہ ملک سے افلاس کم ہو اور رعایا امن وسکون کے ساتھ زندگی بسر کرے نماز عصر کے بعد اپنے گھر والوں سے بات چیت کرتے اس وقت اور کسی سے ملاقات نہ کرتے البتہ جس سے وہ رات کے وقت باتیں کرنا چاہتے صرف انکو اس وقت ہی ملاقات کی اجازت ہوتی عشا کی نماز کے بعد اطراف واکناف سلطنت اور سرحدوں سے جو خط آئے ہوتے ان کو ملاحظہ کرتے اور حسب ضرورت ان کے متعلق اپنے دوستوں سے مشورہ لیتے ایک پہر رات گزرنے کے بعد خوابگاہ میں چلے جاتے اور ان کے خاص دوست اپنے اپنے گھروں کو پلٹ آتے دوسری پہر گزرنے کے بعد بستر سے اوٹھتے وضو کرتے اور طلوع فجر تک اپنی محراب میں کھڑے ہوئے تہجد کی نماز پڑھتے رہتے پھر صبح کی نماز کو باہر تشریف لاتے اور خود ہی صبح میں امامت کرتے اس کے بعد پھر ایوان دربار میں چلے آتے اور سرکاری کام شروع کر دیتے۔

ابو جعفر نے ایک مرتبہ اسماعیل بن عبداللہ سے کہا کہ مختلف لوگوں کی خصوصیات بیان کرو اس نے کہا اہل حجاز کی یہ خصوصیت ہے کہ ان سے اسلام کی ابتدا ہوئی اور وہ عرب کی یادگار ہیں اہل عراق اسلام کے رکن اور دین کے جنگجو ہیں اہل شام امت اسلام (۳-۴)

کے لئے بمنزلہ قلعہ کے ہیں اور اماموں کے نیزے ہیں، اہل خراساں بڑے سخت لڑانے والے سپاہی ہیں۔ ترک نہایت ثابت قدم جنگجو قوم ہے، اہل ہند حکما ہیں اور اپنے علاقہ کی سرسبزی اور زرخیزی کی وجہ سے وہ دوسرے اپنے متصلہ ممالک کی امداد سے بے نیاز ہیں، رومی اہل کتاب اور مذہبی لوگ ہیں جن کو اللہ نے مسلمانوں سے قریب ہونے کے بعد ایک سمت کو علیحدہ دور کر دیا ہے، نبطی قدیم زمانے میں حکمراں تھے مگر اب تو وہ ہر قوم کے غلام ہیں۔

منصور نے پوچھا سب سے بہتر والی کی صفت بیان کرو اس نے کہا جو سخی ہو اور برائی سے ہمیشہ اعراض کرتا رہے، پوچھا سب سے احمق والی کون ہے اس نے کہا جو رعایا پر سخت ظلم کرتا ہو اور ہمیشہ اس سے حماقت اور عقوبت سرزد ہوتی ہو، پوچھا شاہی مفاد کے لئے اطاعت خوف مناسب ہے یا اطاعت محبت اس نے کہا امیر المومنین خوف کی حالت میں جو اطاعت نمایاں رہتی ہے اس کی تہ میں غدر ہوتا ہے اور ہمیشہ اس کی نگرانی کی ضرورت ہے بخلاف اس کے جو اطاعت محبت پر مبنی ہوتی ہے اسمیں قوت اجتہاد زندہ رہتی ہے اور اگر اس کی طرف سے غفلت بھی برتی جائے تب بھی اس میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا پوچھا کہ کن لوگوں کی طاعت بہتر ہے اس نے کہا جو زیادہ نقصان اور زیادہ نفع پہو نچا سکیں پوچھا ان کی شناخت کیا ہے اس نے کہا ایسے اشخاص دعوت پر فوراً لبیک کہتے ہیں اور اپنی جانیں لڑا دیتے ہیں، پوچھا بادشاہ کا وزیر کیسا ہو اس نے کہا جس کا قلب سلیم ہو اور حرص و آز کا اس کے پاس گزر نہ ہوا ہو۔

ولیعہد مقرر کرنے کے بعد منصور نے مہدی سے کہا دیکھو ابو عبد اللہ ہمیشہ ہر نعمت پر شکر ادا کرنا جب قدرت ہو عفو کرنا رعایا کی اطاعت کی حالت میں ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا جب تم کو جنگ میں فتح ہو اسوقت تواضع کو پیش نظر رکھنا مغرور نہ ہونا دنیاوی لذائذ اور آرام کے ساتھ اللہ کی رحمت کو نہ بھول جانا کیونکہ وہ ان سب سے بہتر ہے،

منصور نے مہدی سے کہا کہ جب تک تم کسی معاملہ پر اچھی طرح غور و فکر نہ کر لو اسے انجام نہ دینا کیونکہ ایک دانشمند کا تفکر اس کے لئے آئینہ کا کام دیتا ہے جس میں اسے اپنا حسن و قبح نظر آجاتا ہے، (۴۰۴)

ایک دوسرے موقع پر مہدی سے کہا حکمراں بغیر تقویٰ کے درست نہیں ہوتا، رعایا بغیر طاعت کے ٹھیک نہیں ہوتی ملک انصاف کے بغیر آباد نہیں ہوتا حکومت کا قیام

اور دو ام روپیہ سے ہے انتظام ملک ملک کی تمام خبروں کے حاصل کئے بغیر درست نہیں رہتا، جو شخص معاف کرنے پر سب سے زیادہ قادر ہے وہی سزا دینے پر قادر ہوتا ہے سب سے کمزور شخص وہ ہے جو اپنے سے کمزور تر لوگوں پر ظلم کرتا ہے اپنے آدمی کے کام پر بھروسہ کرو مگر ہمیشہ اس کی حالت سے باخبر رہو ایک موقع پر کہا اے ابوعبداللہ اپنی صحبت کو کبھی ایسے علما کی شرکت سے خالی نہ رکھنا جو تم کو حدیث سناتے رہیں محمد بن شہاب الزہری نے کہا کہ حدیث نر ہے اسے نر پسند کرتے ہیں اور مادہ اوسے برا سمجھتے ہیں اور جو کچھ انھوں نے کہا وہ بالکل صحیح ہے مہدی سے کہا جو تعریف کو پسند کرتا ہے وہ اپنے اخلاق درست رکھتا ہے اور جو تعریف کو نہیں چاہتا اس کے اخلاق بھی بگڑ جاتے ہیں جس نے تعریف کو برا جانا لوگ اس کی مذمت کرنے لگتے ہیں اور جس کی مذمت کی گئی وہ آخر میں بے بس کر دیا جاتا ہے اور اس کی کچھ نہیں چلتی۔

ایک مرتبہ مہدی سے کہا عاقل وہ نہیں ہے جو مصیبت میں پڑ کر نکل آئے بلکہ وہ ہے جو اس سے پہلے اس کا انتظام کر دے۔ اور اس میں پڑنے کی اسے نوبت ہی نہ آئے۔

ایک مرتبہ مہدی سے پوچھا تم کو معلوم ہے کہ تمھارے پاس کتنی فوج ہے اس نے کہا میں نہیں جانتا کہنے لگے تم تو اس خلافت کو تباہ کر دو گے تم کو فوج کی تعداد بھی معلوم نہیں خیر میں نے تمھارے لئے اتنی فوج مہیا کر دی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے تمھاری اس عدم توجہ کا تم کو کوئی نقصان نہیں ہوگا مگر یہ بے پروائی اور بے تبری بہت بری بات ہے اللہ سے ڈرو۔

خالصہ کہتی ہے میں ایک مرتبہ منصور کی خدمت میں گئی معلوم ہوا کہ داڑھ میں درد ہے میری آہٹ پاکر کہا آؤ میں پاس گئی دیکھا کہ دونوں ہاتھ جبڑوں پر رکھے ہوئے ہیں تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر مجھ سے پوچھا بتاؤ تمھارے پاس اس وقت کتنا مال ہے میں نے کہا ایک ہزار درہم فرمایا میرے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ اور پھر کہو کہ کتنا روپیہ تمھارے پاس ہے میں نے کہا دس ہزار دینار فرمایا اچھا میرے پاس لے آؤ۔ میں ان کے پاس سے واپس آئی اور مہدی اور خیزران سے یہ بات بیان کی مہدی نے اپنے پاؤں سے مجھے ٹھونسہ دیا اور کہا کہ تم کیوں ان کے پاس گئی تھیں ان کو درد نہیں ہے یہ محض بہانہ ہے بات یہ ہے کہ کل میں نے ان سے

روپیہ مانگا تھا اس کو سنتے ہی وہ بیمار بن گئے اب جو تم نے ان سے کہا ہے اتنا روپیہ ان کو لیجا کر دیدو، میں نے روپیہ پہونچا دیا مہدی ان کے پاس آیا کہا اے ابو عبد اللہ تم نے اپنی ضرورت بیان کی تھی تو یہ خالصہ کے پاس سے وہ ضرورت پوری ہو گئی۔

واضح ان کا غلام بیان کرتا ہے کہ ایک دن مجھ سے فرمایا تمہارے پاس جتنے پرانے کپڑے ہوں وہ سب اکٹھا کر لو جب تم کو مہدی کے میرے پاس آنے کا علم ہو تو اس کے آنے سے پہلے وہ کپڑے میرے پاس لے آنا اور ان کے ساتھ مختلف پیوند بھی ہوں میں پرانے کپڑے جمع کر کے لے آیا اتنے میں مہدی بھی خدمت میں حاضر ہوا منصور ان پیوندوں کا اندازہ کرنے لگے کہ یہ کس جگہ ٹھیک ہو گا اور یہ کہاں لگ سکے گا یہ رنگ دیکھ کر مہدی ہنس پڑا اور اس نے کہا امیر المومنین اسی وجہ سے لوگوں میں یہ چرچا ہے کہ دینار و درہم اور اس سے کم مالیت کے سکے تک پر امیر المومنین کی نظر رہتی ہے منصور نے کہا جو شخص اپنے پھٹے پرانے کی اصلاح نہیں کرتا وہ نئے کپڑے کا مستحق نہیں ہے، جاڑا سر پر آ گیا ہے ہمیں اپنے بال بچوں کے لئے جڑاول کی ضرورت ہے کیا کیا جائے۔ مہدی نے کہا میں امیر المومنین اور ان کے بال بچوں کے لباس کا خرچ اپنے ذمہ لیتا ہوں کہنے لگے تمہاری خوشی ایسا ہی کرو۔

مومل بن امیال شاعر مہدی کی خدمت میں مقام رے پر اس کی ولیعہدی کے زمانے میں حاضر ہوا اس نے مہدی کی مدح میں چند شعر کہے تھے مہدی نے اس کے صلہ میں بیس ہزار درہم اسے دیئے عامل نے مدینۃ السلام میں منصور کو اس واقعہ کی اطلاع لکھ بھیجی منصور نے مہدی کو ایک خط لکھا اور اس میں اس فعل پر اس کی مذمت کی اور لکھا تمہارے لئے مناسب یہ تھا کہ اگر کوئی شاعر ایک سال کامل تمہارے دروازے پر پڑا رہتا اس وقت تم اسے صرف چار ہزار درہم دیتے اس سے زیادہ کا وہ مستحق نہیں ابو قدامہ اس روایت کا ایک ناقل کہتا ہے کہ اس خط کے موصول ہونے کے بعد مہدی کے معتمد نے مجھے لکھا کہ میں اس شاعر کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجدوں میں نے اسے ہر چند تلاش کیا مگر وہ نہ ملا میں نے لکھدیا کہ وہ مدینۃ السلام گیا ہے منصور نے اپنے ایک فوجی افسر کو نہروان کے پل پر متعین کیا اور حکم دیا کہ جو شخص پل پر سے گذرے تم اس کا حال دریافت کرو اور اس طرح مومل کو پکڑ لاؤ اس

فوجی سردار نے پوچھتے پوچھتے موئل سے اس کا نام دریافت کیا اس نے کہا میں موئل بن امیال امیر مہدی کا ملنے والا ہوں اس نے کہا ہاں مجھے تمہاری تلاش تھی موئل کہتا ہے کہ یہ سن کر ابوجعفر کے ڈر سے میرا دل بیٹھا جاتا تھا کہ معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا وہ سردار مجھے اپنے ساتھ لے کر باب المقصورہ آیا اور یہاں اس نے مجھے ربیع کے حوالے کر دیا ربیع نے امیر المومنین سے جا کر عرض کیا کہ وہ شاعر پکڑا ہوا حاضر بارگاہ ہے کہا میرے پاس لاؤ ربیع نے مجھے پیش کیا میں نے سلام کیا اس کا انھوں نے جواب دیا اب میری جان میں جان آئی اور میں نے خیال کیا کہ خیریت ہے فرمایا تو موئل بن امیال ہے میں نے عرض کیا جی فرمایا کیوں تو نے ایک سادہ دل ناتجربہ کار لڑکے کو جا کر دھوکا دے دیا میں نے عرض کیا اللہ امیر المومنین کا بھلا کرے میں ایک شریف، کریم نوجوان کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے اسے دھوکا دیا وہ اس دھوکہ میں آگیا' اب معلوم ہوتا تھا کہ میرے اس جواب کو انھوں نے پسند کیا کہا جو اشعار تم نے اس کی مدح میں کہے ہیں ذرا سناؤ میں نے وہ قصیدہ پڑھا سن کر کہنے لگے بے شک تم نے خوب کہا ہے مگر تمہارے اشعار بیس ہزار کے مساوی نہیں ہیں اس کا صلہ بیس ہزار بہت زیادہ ہے اچھا وہ روپیہ کہاں ہے میں نے کہا یہ موجود ہے پھر ربیع کو حکم دیا کہ تم اس کے ساتھ جاؤ اور چار ہزار دے کر باقی ضبط کر لو۔ چنانچہ ربیع میرے ساتھ ہوا اس نے میرا سامان اتروایا چار ہزار مجھے تول دے دیئے باقی لے کر چلا گیا۔

اس کے بعد جب مہدی سریر آرائے خلافت ہوا اس نے ابن ثوبان کو افسر شکایات مقرر کیا یہ رصافہ میں اجلاس عام کرتا تھا جب اس کی چادر عرضیوں سے پر ہو جاتی، وہ ان کو مہدی کی خدمت میں پیش کر دیتا ایک دن میں نے بھی ایک عرضی اپنا سارا قصہ لکھکر پیش کی جب ابن ثوبان نے تمام عرضیاں پیش کیں تو مہدی نے ان کو دیکھنا شروع کیا میری درخواست دیکھ کر ہنسا ابن ثوبان نے پوچھا کہ امیر المومنین صرف اسی درخواست پر کیوں ہنسے کہا کہ اس درخواست کی وجہ میں جانتا ہوں اس شخص کو بیس ہزار درہم واپس دے دیئے جائیں یہ مجھے مل گئے اور میں وہاں سے چلا آیا۔

منصور کا مولیٰ واضح بیان کرتا ہے ایک دن میں ان کے سراہنے کھڑا تھا کہ مہدی ملاقات کے لئے آیا وہ اس وقت ایک نئی سیاہ قبا پہنے تھا اس نے آکر امیر المومنین کو سلام کیا، اور بیٹھ گیا۔ پھر وہ کھڑا ہوا اور واپس جانے لگا ابو جعفر اپنی محبت اور پسندیدگی کی وجہ سے مسرت کیساتھ برابر دیکھتے رہے جب وہ ایوان دربار کی دہلیز میں پہونچا اس نے اپنی تلوار سے ٹھوکر کھائی، اس کی سیاہ قبا پھٹ گئی مہدی اٹھا اور اس بات کی ذرا سی بھی پروا کئے بغیر اپنے راستے ہولیا۔ ابو جعفر نے حکم دیا کہ ابو عبداللہ کو میرے پاس واپس بلاؤ ہم اسے لے آئے ہا منصور نے کہا کہو تمھاری یہ بے پروائی کیا عطایائے الٰہی کی تحقیر یا عیش وآرام کی سرمستی یا مصیبت کی حقیقی غرض وغایت سے جہل کی بنا پر سرزد ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے نفع وضرر سے ناواقف ہو جس حال میں تم ہو یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے اگر تم اس کا شکر بجالاؤ گے اللہ اس میں اور زیادتی کرے گا اور اگر اس حقیقت سے تم واقف ہو جاؤ کہ مصیبت امتحان کے لئے آتی ہے تو اللہ تم کو اس سے بچالے گا مہدی نے کہا اللہ تعالےٰ ہمیشہ امیر المومنین کا سایہ ہمارے سروں پر قایم رکھے، اور ہم آپ کے ان ارشاد سے بہرہ مند ہوتے رہیں، میں خدا کی عطایا اور نعمتوں پر اس کا شکر بجالاتا ہوں اور اس کی رحمت سے مصائب کا نعم البدل مانگتا ہوں، یہ کہکر مہدی چلا گیا۔

وضین بن عطا کہتا ہے چونکہ خلیفہ ہونے سے پہلے سے میری ابو جعفر سے دوستی تھی اس وجہ سے انھوں نے مجھے ملاقات کے لئے بلایا میں مدینۃ السلام آیا ایک دن میری ان سے تنہائی میں ملاقات رہی پوچھا کہو تمھاری جایداد کتنی ہے میں نے کہا کچھ ہے خود امیر المومنین اس سے واقف ہیں پوچھا تمھارے متعلقین کتنے ہیں میں نے کہا تین بیٹیاں ہیں ایک عورت ہے اور ایک ان کا خادم، (۴۰۹)
کہنے لگے تمھارے گھر میں چار ہیں میں نے کہا جی ہاں، یہ بات انھوں نے کئی مرتبہ مجھسے دہرائی جس سے مجھے خیال ہوا کہ شاید مجھے کچھ دیں گے مگر پھر اپنا سر میری طرف اٹھا کر کہا تم تو عربوں میں سب سے زیادہ دولتمند ہو ایسے شخص کی دولت کی کیا انتہا جس کے گھر میں چار چرخے چلتے ہوں۔

بشر نجومی کہتا ہے ایک دن مغرب کے وقت ابوجعفر نے مجھے بلایا اور ایک کام کے لئے بھیجا۔ جب میں واپس آیا انہوں نے اپنے مصلے کا ایک کونا اٹھایا وہاں ایک دینار رکھا ہوا تھا مجھ سے کہا اسے لے لو اور حفاظت سے رکھو چنانچہ وہ دینار اب تک میرے پاس موجود ہے۔

ابومقاتل الخراسانی کہتا ہے میرے ایک غلام کے متعلق ابوجعفر سے بیان کیا گیا کہ اس کے پاس دس ہزار درہم ہیں، ابوجعفر نے وہ اس سے لے لئے اور کہا کہ یہ میرا روپیہ ہے۔ اس غلام نے کہا یہ روپیہ آپ کا کیسے ہوسکتا ہے میں کبھی آپ کی ملازمت میں نہیں رہا نہ میرے اور آپ کے درمیان کوئی رشتہ ناطہ ہے۔ کہنے لگے ہاں یہ ٹھیک ہے مگر تو نے علینیہ بن موسیٰ بن کعب کی ایک لونڈی سے نکاح کیا تھا اس سے یہ روپیہ تجھ کو ورثہ میں ملا ہے اور یہ روپیہ اس لونڈی کو اس وقت ملا جبکہ علینیہ سندھ کا والی تھا اور اس نے میری نافرمانی کی اور میرے روپیہ کو غبن کیا تو یہ روپیہ حقیقت میں وہی روپیہ ہے۔

ابوجعفر نے ایک شخص کو بارو سا کا والی مقرر کیا جب یہ وہاں سے واپس آیا تو اس خیال سے کہ اسے کچھ دینا نہ پڑے وہ اسے ڈانٹنے لگے اور کہنے لگے میں نے تجھ کو اپنی امانت میں شریک بنایا اور مسلمانوں کی مالگزاری کا تحصیلدار مقرر کیا تو نے اس میں خیانت کی۔ اس شخص نے کہا اے امیرالمومنین میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس روپیہ میں سے میرے پاس صرف ایک درہم مثقال ہے، جسے میں نے اپنی جیب میں رکھ چھوڑا ہے تاکہ آپ کے پاس سے جب جاؤں تو خچر کرایہ کر کے اپنے گھر جاسکوں اس کے علاوہ آپ کے مال یا اللہ کے مال کا ایک حبہ میرے پاس نہیں ہے۔ کہنے لگے میں تجھ کو صادق القول سمجھتا ہوں اچھا وہ ہمارا درہم ہمیں دو۔ منصور نے وہ درہم اس سے لے کر اپنے نمدے کے نیچے رکھ لیا اور کہا کہ میری اور تمہاری مثال مجیر ام عامر کی ہے۔ اس نے پوچھا یہ مجیر ام عامر کون تھا منصور نے اسے بجو اور اس کے پناہ دینے والے کا قصہ سنایا۔ کہ اسے کچھ دینا نہ پڑے۔ ابوجعفر نے اسے سخت سست بھی کہا۔

ہشام بن محمد کہتا ہے ایک مرتبہ قثم بن العباس کسی ضرورت سے ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگے کہ اپنی ضرورت تو ایکطرف رکھو پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا نام قثم کیوں رکھا گیا۔ اس نے کہا میں اس سے قطعی ناواقف ہوں۔ کہنے لگے قثم اس شخص کو کہتے ہیں جو کھاتا ہے اور گراتا جاتا ہے۔ کیا تم نے یہ شعر نہیں سنا۔

وللکبراءِ اکلٌ کیف شاؤوا ٭ وللصغراءِ اکلٌ واقتثا؟

سن رسیدہ جس طرح چاہتے ہیں کھاتے ہیں اور کمسن کھاتے ہیں اور گراتے ہیں۔

ایک مرتبہ منصور نے محمد بن سلیمان کو بیس ہزار درہم دیئے اور اس کے بھائی جعفر کو دس ہزار دیئے۔ جعفر نے عرض کیا کہ جناب والا نے باوجود اس بات کے کہ محمد مجھ سے چھوٹا ہے اسے زیادہ دیئے اور مجھے کم۔ کہنے لگے اور کیا تم اس جیسے ہو ہم جس طرف جاتے ہیں ہمیں محمد کے رفاہ عام کے کاموں کے آثار نظر آتے ہیں۔ خود ہمارے گھر میں اس کے تحائف اب تک کچھ نہ کچھ موجود ہیں اور تم نے ان میں سے کوئی بات بھی کبھی نہیں کی۔

ایک دن ابن ہبیرہ اپنی مجلس میں بیٹھا بیان کر رہا تھا کہ میں نے جنگ وامن دونوں حالتوں میں کسی شخص کو منصور سے زیادہ ہوشیار وچالاک بیدار وچوکنا نہیں پایا باوجودیکہ میرے ساتھ عرب کے مشہور بہادر سردار تھے انھوں نے میری شہر میں مجھے نو ماہ تک محصور رکھا۔ ہم نے اپنی تمام کوششیں اس بات میں صرف کر دیں کہ کوئی موقع ایسا ہمدست ہو سکے کہ ہم اس کے پڑاؤ پر کسی کمزور نقطے سے یورش کر سکیں اور اس طرح اس کی طاقت کو توڑ دیں مگر کبھی ایسا موقع ہمیں ہمدست نہ ہوا۔ جب انھوں نے مجھے محصور کیا تھا اس وقت میرے سر میں ایک بال بھی سفید نہ تھا اور جب میں
محاصرہ سے نکل کر ان کے پاس آیا ہوں اس وقت ایک بال بھی سیاہ ۱۱۶
نہ رہا تھا۔ اعشیٰ کے یہ شعر اس پر صادق آتے ہیں۔

یقوم علی الرغم من قومہ ٭ فیعفو اذا شاء او ینتقم

اخو الحرب لاضرع واھن ٭ ولو ینتعل بنعال الخذم

وہ اپنی قوم کے مشائخ کے خلاف ان کے مقابل جما ہوا ہے۔ جب چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے انتقام لے لیتا ہے وہ بڑا جنگجو بہادر ہے کمزور و بزدل نہیں ہے اور نہ اس نے پھٹے پرانے جوتے پہن رکھے ہیں۔

ایک مرتبہ ابوجعفر ازہر السمان کے پاس اپنے خلیفہ ہونے سے قبل مہمان رہے تھے (یہ ازہر السمان محدث نہیں ہے بلکہ دوسرا شخص ہے) ان کے خلیفہ ہونے کے بعد یہ مدینۃ السلام میں آیا اور ان کی جناب میں پیش کیا گیا پوچھا کیوں آئے ہو۔ اس نے کہا چار ہزار درہم مجھ پر قرض ہیں، میرا مکان شکستہ ہو گیا ہے۔ اور میرا لڑکا اپنی شادی کرنا چاہتا ہے ابوجعفر نے اسے بارہ ہزار درہم دلوا دیئے اور پھر کہا ازہر اب کوئی غرض لے کر تم ہمارے پاس نہ آنا اس نے کہا بہت اچھا۔ تھوڑی مدت کے بعد وہ پھر آیا پوچھا کیوں آئے ہو اس نے کہا محض آپ کے سلام کے لئے حاضر ہوا ہوں کہنے لگے مجھے خیال ہوتا ہے کہ اس مرتبہ تم اسی قسم کی ضروریات کے لئے آئے ہو گے جن کے لئے پہلی مرتبہ آئے تھے۔ اس مرتبہ پھر انھوں نے بارہ ہزار درہم اسے دلوا دیے اور کہا ازہر اب تم کبھی نہ کسی غرض کو لے کر آنا اور نہ سلام کے لئے آنا اس نے کہا بہت بہتر ہے کچھ ہی روز کے بعد وہ پھر آیا پوچھا اب کیوں آئے اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کے پاس کوئی دعا ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ مجھے بتا دیں۔ کہنے لگے تم اس کا ورد ہرگز نہ کرنا وہ مستجاب نہیں ہے۔ میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے تمھارے بار بار آنے سے بچائے مگر اس نے قبول نہیں کی۔ اس مرتبہ انھوں نے بغیر کچھ دیئے اسے جانے کی اجازت دیدی۔

جب ابن ہبیرہ واسط میں محصور تھا اور ابوجعفر اس کے مقابل جمے ہوئے تھے اس نے ان سے کہلا بھیجا کہ چونکہ مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ تم مجھے بزدل سمجھتے ہو میں فلاں دن باہر آ کر تم سے مبارزت طلب کروں گا منصور نے اس کے جواب میں لکھا اے ابن ہبیرہ تو اپنے غرور

ونخوت میں حد سے متجاوز ہو گیا ہے اللہ نے جو عہد تجھ سے کی ہے وہ اس کو سچ کر دکھائیگا اور شیطان نے تجھے جو امیدیں بندھائی ہیں وہ ان کو کبھی پورا نہ کرے گا جس شئے کو اب تک اللہ نے دور رکھا ہے شیطان اسے قریب کر رہا ہے۔ وقت آتا ہے پھر خود ہی تجھکو معلوم ہو جائیگا میری اور تیری مثال اس قصہ کے مصداق ہے۔ میں نے سنا ہے کہ ایک شیر کی ملاقات سور سے ہوئی سور نے کہا میرے مقابلہ پر آؤ شیر نے جواب دیا تو سور ہے میرا جوڑ نہیں اگر میں تجھ سے لڑوں اور قتل کر دوں تو مجھ سے کہا جائیگا کہ تو نے سور کو مار ڈالا اس سے شرف وفضیلت حاصل نہیں ہو گی اور اگر مجھے تیرے ہاتھوں کچھ بھی گزند پہونچا تو اس میں میرے لئے رسوائی ہے۔ سور نے کہا اچھا اگر تم مجھ سے نہیں لڑتے تو میں جا کر سب درندوں سے کہے دیتا ہوں کہ تم میرے سامنے بزدل نکلے اور میرے مقابلے پر نہ آئے شیر نے کہا تیری اس جھوٹی رسوائی کا برداشت کرنا میرے لئے اس بات سے آسان ہے کہ میری مونچھیں تیرے خون سے آلودہ ہوں۔

ایک مرتبہ کسی نے ابوجعفر سے ہشام بن عبدالملک کی ایک لڑائی میں کامیاب تدبیر وانتظام کا ذکر کیا ابوجعفر نے اس کے متعلق دریافت کرنے کے لئے ایک شخص کو جو ہشام کے ساتھ اس کے مقام رصافہ ہشام میں قیام پذیر ہوتا تھا بلا بھیجا وہ شخص آیا ابوجعفر نے اس سے پوچھا تم ہشام کیساتھ تھے اس نے کہا جی ہاں۔ پوچھا اچھا بتاؤ فلاں سنہ میں ہشام نے جو لڑائی لڑی اس میں اس نے کیا تدبیر اختیار کی تھی اس شخص نے کہا اللہ ان پر رحم کرے انھوں نے یہ تدبیر کی تھی پھر اس کے بعد اس شخص نے کہا انھوں نے ایسا انتظام کیا تھا رضی اللہ عنہ اس جملہ کو سن کر منصور کو غصہ آگیا کہا اٹھ جاؤ اللہ کا غضب تجھ پر نازل ہو تو میرے فرش پر بیٹھا ہوا میرے دشمن پر اللہ کی رحمت بھیج رہا ہے وہ بڈھا یہ کہتا ہوا کہ آپ کے دشمن کا بار احسان میری گردن پر ہے جو موت سے پہلے کسی طرح نہیں اتر سکتا اٹھ کھڑا ہوا۔ منصور نے اسے واپس بلایا کہا بیٹھ جاؤ اور بیان کرو۔ کہ یہ بات تم نے کس بنا پر کہی

اس نے کہا کہ جب میرا ان کا مواجہہ ہوا انھوں نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ پھر مجھے کسی عرب یا عجمی کے در پر سوال کی ضرورت نہ پڑی تو اس احسان کی وجہ سے کیا مجھ پر یہ بات واجب نہیں ہے کہ میں ان کا ذکر خیر کروں اور ان کے بعد ان کی تعریف کروں۔ منصور نے کہا وہ بہت اچھی ماں تھی جسکے تم بیٹے ہو۔ اور وہ بہت عمدہ رات تھی جسمیں تم پیدا ہوئے میں شہادت دیتا ہوں کہ تم
شریف وکریم ماں باپ کے بیٹے ہو، اسکے بعد انھوں نے اس سے پورا واقعہ سنا اور اس کیلئے (۴۱
صلہ کا حکم دیا، اس نے کہا، امیر المومنین اگرچہ مجھے آپ کے صلہ کی ضرورت تو نہیں ہے مگر اپنی عزت افزائی کے خیال سے میں اسے قبول کرتا ہوں اور نیز اسلئے کہ میں اسکا ذکر کردوں، صلہ لیکر وہ بڈھا چلا گیا اس کے جانے کے بعد منصور کہنے لگے کہ ایسے شخص کے ساتھ احسان اور اکرام کرنا چاہیئے۔ افسوس ہے کہ ہمارے فرودگاہ میں کوئی ایسا شریف نظر نہیں آتا۔

کوفہ کے بعض لوگ ایسے تھے جو ہمیشہ اپنے عامل پر اعتراض اپنے امیر کے تشدد کی شکایت کرتے تھے اور اسی کے ساتھ ایسی باتیں بھی کرتے تھے جس سے حکومت پر طعن ہوتا تھا۔ صاحب برید نے اپنے خط میں اس کی شکایت لکھ بھیجی۔ منصور نے ربیع سے کہا کہ بارگاہ خلافت میں جو کوفہ والے ہوں ان سے جاکر کہدو کہ امیر المومنین کہتے ہیں کہ اگر تمھارے دو شخص بھی ایک جا جمع پائے جائیں گے تو میں ان کے سر اور ڈاڑھیاں منڈوادوں گا اور ان کی پیٹھ پر درے لگواؤں گا تم اپنے گھروں میں جاکر بیٹھو اور کوئی حرکت ایسی نہ کرو جس کی پاداش میں تم کو تکلیف اٹھانا پڑے۔ ربیع نے یہ پیام ان کو آکر سنادیا ابن عیاش نے اس سے کہا اے عیسٰی بن مریم کے شبیہ جس طرح تم نے امیر المومنین کا پیام ہمیں پہنچایا ہے تم ہماری گزارش بھی ان کے گوش گزار کردو کہ مار کی قوت برداشت ہمیں نہیں البتہ ڈاڑھی کے منڈوانے کے متعلق جب امیر المومنین پسند کریں حکم دے سکتے ہیں۔ (ابن عیاش کی ڈاڑھی میں بال ہی نہ تھے)، ربیع نے اندر جاکر منصور سے یہ بات کہدی سن کر ہنس پڑے اور کہا اللہ اس کو ہلاک کردے وہ کس قدر مکار اور خبیث ہے

نصر بن حرب ابوجعفر کا ایک پہرہ دار بیان کرتا ہے۔ کسی علاقہ سے ایک شخص جس نے حکومت کے خلاف فساد برپا کرنا چاہا تھا گرفتار کر کے میرے پاس لایا گیا میں نے اسے ابوجعفر کی خدمت میں پیش کیا اسے دیکھ کر انھوں نے کہا اصبغ اس نے کہا جی امیر المومنین کہنے لگے بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں نے تجھے آزاد کیا اور تیرے ساتھ احسان کیا اس نے کہا بجا ارشاد ہے کہنے لگے پھر بھی تو نے میری حکومت وسلطنت کی بربادی کے لئے جد وجہد کی اس نے کہا میں نے غلطی کی اور امیر المومنین معاف فرمائیں۔ اب انھوں نے عمارہ کو جو دربار میں حاضر تھا بلایا اور کہا دیکھو یہ اصبغ موجود ہے اور یہ بری نظروں سے مجھے گھور رہا ہے۔ عمارہ نے کہا امیر المومنین بجا ارشاد فرماتے ہیں کہنے لگے اچھا میری وہ تھیلی لاؤ جس میں عطا کی رقم رہتی ہے وہ تھیلی لائی گئی اس میں پانسو درہم تھے۔ اصبغ کی طرف مخاطب ہو کر اس تھیلی کو ہلاتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اسے لو یہ خالص درہم ہیں اور اپنی خدمت پر چلے جاؤ۔ عمارہ کہتا ہے میں نے اصبغ سے پوچھا کہ امیر المومنین کے اس طرز عمل کو ذرا سمجھاؤ اس نے کہا جب میں غلام تھا تو رسیاں بٹا کرتا تھا اور میری محنت کی کمائی سے وہ بھی کھاتے تھے۔

نصر کہتا ہے اس کے بعد دوسری مرتبہ وہی شخص پھر گرفتار کر کے لایا گیا میں نے حسب سابق اسے امیر المومنین کی خدمت میں پیش کر دیا جب وہ ان کے روبرو جا کر کھڑا ہوا تو امیر المومنین نے تیز نظروں سے اسے دیکھا اور کہا "اصبغ" اس نے کہا جی امیر المومنین کہنے لگے تو نے ہماری حکومت کے خلاف یہ اور یہ سازش کی تھی اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور کہا مجھ سے حماقت ہوئی۔ مگر اس مرتبہ امیر المومنین نے اسے قتل کرا دیا۔

ابوجعفر زعفرانی خضاب اپنی ڈاڑھی میں لگاتے تھے وجہ اس کی یہ تھی کہ ان کے بال اس قدر نرم تھے کہ کوئی اور خضاب وہ قبول ہی نہیں کرتے تھے ڈاڑھی بھی ہلکی سی تھی۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ منبر پر خطبہ کے دوران میں وہ رو پڑے اور آنسو بالوں کی کمی اور نرمی کی وجہ سے تیزی کے ساتھ ڈاڑھی پر دوڑتے ہوئے ٹپک جاتے۔

بنی امیہ کا ایک سر برآوردہ شخص گرفتار کر کے منصور کی خدمت میں پیش کیا گیا منصور نے اس سے کہا۔ میں تم سے چند باتیں پوچھتا ہوں تم ان کا صحیح جواب دیدو اور پھر تم کو امان ہے۔ اس نے کہا بہتر ہے سوال کیجئے۔ پوچھا بنی امیہ کے زوال کی حقیقی وجہ کیا ہوئی اس نے کہا مخبروں کا انتشار، پوچھا کس مال کو انھوں نے زیادہ سودمند پایا؟ اس نے کہا جواہرات کو، پوچھا کون جماعت وفادار ثابت ہوئی اس نے کہا ہمارے موالی۔ یہ سن کر پہلے منصور کا ارادہ ہوا کہ وہ خبروں کا انتظام اپنے خاندان کو سپرد کرے مگر اس میں اُسے ان کی تحقیر نظر آئی تو پھر اس نے اس کام میں اپنے موالیوں سے مدد لی۔

محمد بن سلیمان بیان کرتا ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ منصور نے کوئی دوا کھائی ہے یہ جاڑے کا زمانہ تھا اور اس روز نہایت شدید سردی تھی میں ان کے پاس گیا تا کہ مزاج پرسی کروں اور اور دریافت کروں کہ آیا وہ دوا موافق طبیعت ہوئی یا نہیں۔ میں قصر کے ایسے راستے سے قصر میں داخل کیا گیا جہاں سے پہلے کبھی اندر جانے کا مجھے اتفاق نہیں ہوا تھا میں ایک چھوٹے حجرے میں پہونچا جس میں صرف ایک کوٹھری تھی اس کے عرض میں ایک در تھا اور اس کا برآمدہ ساگوان کے ایک ستون پر قایم تھا۔ در پر مساجد کی طرح پردہ پڑا ہوا تھا میں اندر گیا دیکھا کہ وہاں ایک ٹاٹ بچھا ہوا ہے او وہاں سوائے انکے بستر اور لحاف و توشک کے اور کچھ نہ تھا۔ میں نے کہا امیر المومنین اس حجرہ کو آپ کی مدد کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہنے لگے چچا جان میں تو رات یہیں بسر کرتا ہوں۔ میں نے کہا کیا یہاں سوائے ان چیزوں کے جو میں دیکھ رہا ہوں اور کچھ نہیں ہے۔ کہنے لگے جی ہاں بس یہی کچھ ہے جو آپ کے پیش نظر ہے۔

منصور جس والی کو معزول کرتے اُسے خالد البطین کے مکان میں جو صالح المسکین کے مکان سے بالکل ملا ہوا دجلہ کے کنارے واقع تھا قید کر دیتے۔ پھر اس معزول سے جرمانہ وصول کرتے اس کے بعد اس شخص کو قطعی برطرف کر دیتے۔ اس طرح جو روپیہ جمع ہوتا اس پر معزول کا نام لکھ کر بیت المال میں رکھوا دیتے۔ جس جگہ یہ رقم جمع کی جاتی اس کا نام انھوں نے بیت مال المظالم رکھا تھا۔ مہدی سے کہا میں نے تمہارے لئے ایسی چیز مہیا کر دی ہے کہ اپنے روپیہ کو خرچ کیے بغیر تم اس کے ذریعہ سے سب کو خوش کر سکو گے میرے مرنے کے بعد تم ان سب لوگوں کو اپنے پاس بلانا جن سے میں نے یہ رقم حاصل کی ہے۔ جن کا نام

میں لوگوں نے رقم مظالم رکھا ہے۔ اسے تم ان سب کو واپس کر دینا اس طرح وہ سب اور ان کی وجہ سے عوام تمہارے مداح ہو جائینگے۔ خلیفہ ہونے کے بعد مہدی نے اس مشورہ پر عمل کیا۔
منصور نے محمد بن عبید اللہ بن محمد بن سلیمان بن محمد بن عبد المطلب بن ربیعہ بن الحارث کو بلقا کا والی مقرر کیا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد اسے علیحدہ کر دیا اور حکم دیا کہ وہ اس تمام مال کے ساتھ جو اس کے پاس ہو قید کر کے ہمارے پاس بھیجدیا جائے۔ یہ شخص ڈاک کے ذریعہ بارگاہ خلافت میں روانہ کر دیا گیا۔ دو ہزار دینار اس کے پاس دستیاب ہوئے تھے وہ بھی اس کے سامان کے ساتھ بھیجدیئے گئے۔ اس سامان میں سوسنجرد کا ایک مصلےٰ، ایک خیمہ، ایک گدا، دو تکیے، ایک طشت، ایک لوٹا اور پیتل کی ایک سیلابچی تھی یہ سب سامان اسی طرح رکھا ہوا تھا مگر سامان بہت بوسیدہ ہو چکا تھا۔ محمد بن عبید اللہ نے دو ہزار دینار تو لے لئے۔ مگر اس سامان کو نکالتے ہوئے اسے شرم آئی کہا کہ یہ میرا نہیں ہے۔ اس کے بعد مہدی نے اسے یمن کا اور اس کے بیٹے رشید کو جس کا لقب ابرا تھا مدینہ کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔
صباح بن خاقان کہتا ہے "جب ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن کا سر منصور کے پاس لایا گیا میں موجود تھا۔ یہ ایک ڈھال میں رکھ کر ان کے سامنے رکھا گیا۔ ایک برہنہ تلوار بند پہرہ دار نے اس پر جھک کر اپنی تلوار سے اس میں شگاف کر دیا۔ ابو جعفر نے بہت ہی خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھا۔ مجھ سے کہا کہ اس کی ناک پچی کر دو۔ میں نے گرز سے اس کی ناک پر ایسی سخت ضرب لگائی کہ اس کی ناک اس طرح پچک گئی کہ اگر ہزار دینار بھی اب خرچ کئے جاتے تو ویسی ناک نہ ملتی۔ اس کے بعد دوسرے پہرہ داروں کے گرزوں نے اسے سنبھالا اور مار مار کر ٹھنڈا کر دیا پھر اس کی ٹانگ گھسیٹ کر باہر پھینکدیا گیا۔ (۴۱۷)
اصمعی کہتا ہے مشہور گویا اشعب ابو جعفر کے عہد میں بغداد آیا بنی ہاشم کے تمام شوقین نوجوانوں نے اسے اپنے ہاں باری باری بلایا۔ اس نے اپنا گانا ان کو سنایا اس کی ایک ایک تان ایسی غضب کی ہوتی کہ سب تڑپ جاتے مگر پھر بھی اس کے گلے پر اس کا بار نہ معلوم ہوتا۔ جعفر نے پوچھا یہ شعر کس کے ہیں۔
لِمَنِ الطَّلَلُ بِذَاتِ الجَيْشِ اَمْسَىٰ دَارِسًا خَلَقًا ؞ عَلَوْنِ بظاهر البيدا ۔ رِفَا المحزون قد قلقا
(ترجمہ) بتاؤ کہ ذات الجیش میں یہ کس کے شکستہ ٹٹنے والے کھنڈرات ہیں۔ وہ تو صحرا میں جیلی گئیں اور عاشق محزون دمجبور ہاتھ ملتا رہا

اشعب نے کہا کہ جہاں تک اسکے راگ میں نشست وترتیب کا تعلق ہے وہ پہلے میں نے معبد سے سیکھا تھا میں اسی سے گانا سیکھتا تھا۔ پھر جب دوسروں نے معبد سے یہی چیز سیکھنا چاہی اس نے کہا تم اشعب سے سیکھو کیونکہ وہ اسے مجھ سے بہتر ادا کرتا ہے۔

ایک مرتبہ اشعب نے اپنے بیٹے عبیدہ سے کہا کہ میں عنقریب تجھے اپنے گھر سے نکال دوں گا اور کوئی واسطہ نہ رکھوں گا اس نے پوچھا کیوں؟ اشعب نے کہا میں تمام دنیا میں کسب معاش کے لیے پھرتا ہوں تو جوان ہو گیا ہے میرے ساتھ میرے گھر میں رہتا ہے اور کچھ کمائی نہیں کرتا۔ اس نے کہا آپ کا ارشاد بجا ہے انشاء اللہ میں بھی کمانے لگوں گا۔ مگر ابھی تو میری مثال راج ہنس کی ہے جو اپنی ماں کے مرنے تک خود اپنی خوراک حاصل نہیں کرتی۔

اکاسرۂ ایران کا یہ دستور تھا کہ موسم گرما میں ان کے کمرہ کا فرش روزانہ نئی مٹی سے لیپا جاتا اسی میں وہ دوپہر کے وقت آرام کرتے۔ اس کے علاوہ کمرہ کے چاروں طرف بانس اور گھاس کی موٹی موٹی ٹٹیاں بنا کر نصب کر دی جاتیں اور ان کے بندھنوں میں قدرتی برف کے ٹکڑے رکھ دیے جاتے۔ بنی امیہ بھی یہی کرتے تھے منصور پہلے شخص ہیں جنھوں نے موسم گرما میں خس کا استعمال شروع کیا۔ ایک (۲۱۸) شخص بیان کرتا ہے کہ اپنے ابتدائی عہد میں منصور بھی روزانہ اپنے کمرہ کو لپوایا کرتے تھے اور اسی میں دوپہر گزارتے تھے کچھ عرصہ کے بعد ابوایوب الخوزی نے ان کے لئے موٹے موٹے کپڑے پانی میں تر کر کے ان کو ٹٹی پر جمایا اس کی خنکی منصور کو بہت خوشگوار معلوم ہوئی۔ کہنے لگے میرا خیال ہے کہ اگر ان موجودہ کے مقابلہ میں زیادہ کثیف کپڑے ہوں تو وہ پانی کو زیادہ جذب کرینگے اور اس سے زیادہ ٹھنڈک ہوگی۔ اس کے بعد ان کے لیے خس لیا گیا یہ ان کے قبہ پر جما دیا جاتا تھا۔ ان کے بعد دوسرے خلفا نے خس کی ٹٹیاں بنوا کر استعمال کیں اور ان کو دیکھ کر پھر سب لوگوں نے ان کا استعمال شروع کر دیا۔

علی بن محمد بیان کرتا ہے۔" راوندی جماعت میں ایک مبروص شخص تھا جس کا لقب الابلق تھا یہ اپنے عقائد میں نہایت درجہ غلو رکھتا تھا۔ ان کی اشاعت کرتا تھا اور ان عقائد کو اپنی طرف منسوب کرتا تھا اس کا دعویٰ تھا کہ جو روح عیسیٰ ابن مریم میں تھی وہ علیؓ

علیؓ بن ابی طالب میں آئی ان کے بعد دوسرے آئمہ میں ایک دوسرے سے منتقل ہوتی ہوئی ابراہیم بن محمد میں در آئی۔ یہ سب ائمہ خدا ہیں۔ انھوں نے محرمات کو اپنے لئے حلال کر لیا تھا اس جماعت کا ایک شخص پوری جماعت کو اپنے گھر بلا کر کھانا کھلاتا شراب پلاتا اور پھر سب کو اپنی بیوی سے ہمبستر کرتا۔ اسد بن عبد اللہ کو ان کی خبر لگ گئی اس نے ان سب کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا یہ دستور ان میں آج تک باقی تھا۔ پھر انھوں نے ابو جعفر کی پرستش شروع کی۔ خضراء پر چڑھ کر وہاں سے اس طرح کودے گویا پرواز کریں گے۔ ان کی ایک جماعت مسلح ہو کر علی الاعلان نمودار ہوئی یہ ابو جعفر کے نام کے نعرے لگاتے ہوئے "تو ہمارا معبود ہے تو ہمارا معبود ہے" قصر کی سمت آئے خود ابو جعفر ان کے مقابلے کے لئے نکلے۔ اور ان سے لڑے راوندی ان سے لڑتے جاتے تھے، اور کہتے تھے "تو ہمارا معبود ہے تو ہمارا معبود ہے" ان کی ایک جماعت خضراء پر چڑھ کر اس طرح کود پڑی کہ گویا وہ اُڑ رہی ہے مگر ان میں سے کوئی ایسا نہ بچا جو زمین پر پہنچنے سے پہلے پاش پاش نہ ہو گیا یا اس کی روح نہ نکل چکی ہو۔

جب عبد اللہ بن علی منصور کے خوف سے بصرہ میں سلیمان بن علی کے پاس روپوش تھا یہ ایک دن کوٹھے پر برآمد ہوا اوس وقت اس کے ساتھ اس کے بعض موالی اور سلیمان بن علی کا ایک مولیٰ تھے۔ اس کی نظر ایک شخص پر پڑی جو نہایت حسین و جمیل اور وجیہ تھا اس کی چال میں حاکمانہ شان تھی۔ نخوت کی وجہ سے اس کے کپڑے زمین پر لوٹ رہے تھے عبد اللہ بن علی نے سلیمان بن علی کے مولیٰ سے پوچھا یہ کون ہے اس نے بتایا یہ فلاں بن فلاں اموی ہے یہ سنتے ہی عبد اللہ کو طیش آگیا فرط غضب میں حیرت سے دونوں ہاتھ سے تالی بجانے لگا۔ اور اس نے کہا خوب ابتک ہماری راہ میں ایک نوکدار پہاڑی باقی ہے۔ اب اس نے اپنے ایک مولیٰ سے اس کا نام لے کر کہا کہ تو ابھی اُتر کر جا اور اس کا سر لیکر آ۔

جب ابو جعفر نے عبد اللہ بن علی کو شکست دے کر بغداد میں قید کر دیا اس وقت اہل شام کا ایک وفد جس میں حارث بن عبد الرحمٰن بھی تھا ان کی خدمت میں حاضر ہوا کئی شخصوں نے تقریر کی بعد میں حارث نے تقریر کی اور کہا اللہ امیر المومنین کے تمام کام بناتا رہے۔ ہم کسی فخر و مباہات کے لئے حاضر نہیں ہوئے ہیں۔ بلکہ ہم اظہار توبہ کے لئے آئے ہیں۔ ہم ایک فتنہ میں الجھائے گئے جس میں ہمارے حلیم و کریم اشخاص بھی خفیف الحرکات اور بے عقل ہو گئے جو کچھ ہم سے سرزد ہوا ہے ہم اس کا اعتراف کرتے ہیں

اور معافی چاہتے ہیں۔ اگر آپ ہمیں سزا دیں تو آپ حق بجانب ہیں کیونکہ ہم نے جرم ہی ایسا کیا ہے کہ اس کی سزا ملے اور اگر معاف کر دیں تو یہ آپ کا خاص احسان اور تفضل ہمارے حال پر ہوگا جب اللہ نے آپ کو ہم پر قدرت دی اور ہمیں آپ کے بس میں کر دیا ہے تو آپ ہم سے درگزر کریں اور اس طرح اپنے احسان کا بار عظیم ہم پر رکھدیں اور آپ تو ہمیشہ سے احسان کرتے رہے ہیں۔ ابو جعفر نے کہا میں نے معاف کر دیا۔

عیسیٰ بن نہیک کا مولیٰ زید کہتا ہے۔ میرے آقا کے مرنے کے بعد منصور نے مجھے بلایا کہا "زید" میں نے کہا جی امیر المومنین۔ ابو زید نے کتنا روپیہ چھوڑا میں نے کہا ایک ہزار دینار یا اس کے قریب پوچھا وہ کہاں ہیں میں نے کہا وہ بی بی نے ان کے ماتم میں خرچ کر دیئے۔ اسے سنکر ان کو بڑا تعجب ہوا۔ کہنے لگے اوس کی بی بی نے ایک ہزار دینار اس کے ماتم میں خرچ کر دئے۔ یہ تو بڑی تعجب کی بات ہے۔ اس کی بیٹیاں اب کتنی باقی ہیں میں نے کہا چھ۔ اس کے بعد دیر تک سر نیچا کئے غور کرتے رہے پھر سر اٹھا کر مجھ سے کہا کہ مہدی کی ڈیوڑھی جاؤ۔ میں دوسرے دن صبح کو مہدی کے آستانہ پر حاضر ہوا۔ اس نے پوچھا تمھارے ساتھ خچر ہیں۔ میں نے کہا مجھے تو نہ اس کا نہ اُس کا حکم دیا گیا۔ مجھے تو یہ بھی خبر نہیں کہ کیوں بلایا گیا ہے۔ ایک لاکھ اسی ہزار دینار مجھے دئے گئے اور حکم دیا گیا کہ میں عیسیٰ کی ہر بیٹی کو تیس تیس ہزار دینار دیدوں۔ اس کے بعد ہی منصور نے مجھے طلب کیا۔ پوچھا تم نے وہ روپیہ جس کا ہم نے حکم دیا تھا لے لیا۔ میں نے عرض کیا جی امیر المومنین۔ کہا کل صبح تم ان لڑکیوں کے ہم کفو بر اپنے ساتھ لیکر حاضر رہو۔ میں ان کی شادیاں کر دوں گا۔ دوسرے دن علی کے بیٹیوں میں سے تین کو اور تین ان لڑکیوں کے دادھیالی رشتہ دار آل نہیک کے تین شخصوں کو میں لیکر بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا۔ منصور نے اُن سب لڑکیوں کا تیس تیس ہزار درہم مہر کے عوض ان کے ہم کفو اعزا کے ساتھ نکاح کر دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ شوہر اپنی بیویوں کا مہر میرے خزانہ سے لیکر ان کو دیدیں۔ مجھے یہ حکم دیا کہ میں ان لڑکیوں کے روپیہ سے ان کے لئے جائداد خرید دوں تاکہ اس سے ان کی گزراوقات ہو سکے۔ میں نے حسب الحکم بجا آوری کی۔

ہیثم کہتا ہے کہ ایک دن میں منصور نے ایک کرور درہم اپنے اہلبیت میں تقسیم کئے اور صرف اپنے ایک چچا کو دس لاکھ دیئے ہمیں معلوم نہیں کہ ان سے پہلے یا بعد کسی خلیفہ نے اتنی کثیر رقم ایک دن میں کسی کو بھی دی ہو۔

منصور نے اپنے چچا سلیمان، عیسیٰ، صالح اور اسمٰعیل علی بن عبداللہ بن عباس کے بیٹیوں کو دس دس لاکھ درہم مدد معاش کے طور پر بیت المال سے دئیے۔ منصور سب سے پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے دس لاکھ درہم بیت المال سے عطا دی یہ بات سرکاری دیوان میں ثبت ہوتی چلی گئی۔

ایک مرتبہ اہل مدینہ کا ایک وفد منصور کے پاس آیا انھوں نے ان کے لئے بغداد میں دربار عام منعقد کیا اور ان سے کہا کہ تمھارا جو شخص مجھ سے ملنے آئے وہ اپنا نسب بیان کرے جو لوگ ان سے ملے ان میں عمرو بن حزم کی اولاد میں سے ایک نوجوان بھی آیا اس نے اپنا نسب بیان کرنے کے بعد کہا امیر المومنین احوص نے ہمارے متعلق کچھ شعر کہے تھے محض ان کی وجہ سے آج ساٹھ سال سے ہم اپنی جائداد سے محروم ہیں۔ ابو جعفر نے اس سے کہا کہ وہ شعر مجھے سنا۔ اس نے یہ شعر پڑھے۔

لا تاوین لحزمی رائیت بہ فقراً وان القی الحزمی فی النار

الناخسین بمروان بذی خشت والداخلین علی عثمان فی الدار

کسی حزمی کو جو ضرورت مند ہو ہرگز پناہ نہ دینا چاہیے وہ آگ ہی میں ڈال دیا گیا ہو۔ انھوں نے ذی خشب کی لڑائی میں مروان کو بہت ایذا پہنچائی تھی اور یہی عثمانؓ پر ان کے مکان میں چڑھ آئے تھے۔

یہ شعر ایک قصیدہ کے ہیں جو احوص نے ولید بن عبدالملک کی شان میں کہا تھا جب احوص نے قصیدہ سنایا اور اس مقام پر پہنچا تو ولید کہنے لگا تم نے مجھے آل حزم کا جرم یاد دلا دیا اس نے ان کی تمام املاک ضبط کرلیں۔ اور یہ واقعہ سنکر ابو جعفر کہنے لگے جس طرح ان اشعار کی وجہ سے تم اپنی املاک سے محروم کردئے گئے اسی طرح یقینی طور پر تم کو اب انھیں شعروں کی وجہ سے فائدہ بھی ہوگا۔ ابو ایوب کو حکم دیا کہ دس ہزار درہم لاکر اس شخص کو دو کیونکہ یہ ہمارے پاس استدعائے حاجت کے لئے آیا ہے پھر حکم دیا کہ عمال کو لکھدیا جائے کہ جہاں جہاں آل حزم کی املاک ہوں وہ سب ان کو واپس کردی جائیں اور ان کی سالانہ آمدنی کا بقایا بنی امیہ کی املاک سے وصول کرکے آل حزم میں قانون وراثت اسلامی کے مطابق درجہ بدرجہ تقسیم کردیا جائے۔ جو ان میں مرگیا ہو اس کا حصہ اس کے وارثوں کو دیا جائے اس طرح جس قدر وہ نوجوان ان کی بارگاہ سے حاصل کرکے کامیاب پلٹا کسی دوسرے کو میسر نہ ہوسکا۔

ایک مرتبہ عرصہ تک منصور نہ برآمد ہوئے اور نہ سواری کے لئے نکلے۔ اس سے عوام میں چرچا ہوا کہ وہ علیل ہیں وہ کثیر تعداد میں آستانہ خلافت پر مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوئے ربیع نے منصور سے جا کر کہا۔ اللہ امیر المومنین کی عمر دراز کرے لوگوں میں اس قسم کا چرچا ہے۔ پوچھا کیا ہے۔ اس نے کہا کہ وہ سمجھتے ہیں کہ آپ علیل ہیں تھوڑی دیر سر نیچا کئے سوچتے رہے۔ پھر کہا ربیع عوام کو اب ہماری کیا ضرورت رہی۔ رعایا کو تین چیزوں کی حاجت ہوتی ہے اور جب وہ پوری کر دی گئی ہوں پھر اسے ہماری کیا ضرورت باقی رہی جب ہم نے ان کے خصومات کے تصفیئے کے لئے منصف مقرر کر دیئے ان کے راستوں کو تمام خطرات سے محفوظ کر دیا کہ وہ دن رات ہر وقت بلا خطر سفر کر سکتے ہیں اور اطراف ملک کی حفاظت کا پورا بندوبست کر دیا ہے کہ دشمن کو در آنے کا کوئی موقع نہیں رہا۔ اب کیا باقی ہے۔ اس کے بعد چند روز خاموش رہے پھر ربیع کو حکم دیا کہ سواری کے اعلان کے لئے نقارہ پر چوب مارو۔ سواری میں برآمد ہوئے اور سب لوگوں نے ان کو دیکھ لیا۔

علی بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ "ابو جعفر نے محمد بن ابی العباس کو امت کی نظروں میں بدنام کرنے کے لئے اس کے ساتھ کئی زندیق رند مشرب اوباش کر دیئے ان میں حماد عجرد بھی تھا یہ سب اہل خرافات محمد کے ساتھ اجرہ میں رہا کرتے تھے، محمد نے زینب بنت سلیمان کے ساتھ اپنا عشق جتایا۔ یہ مربد آتا اور وہاں اس امید میں تاک جھانک کرتا کہ شاید اس کی محبوبہ دریچہ سے اسے دکھتی نظر آ جائے۔ اسی حالت میں اس نے حماد سے اس باب میں شعر کہنے کی فرمائش کی۔ اس نے چند شعر لکھے۔ اس میں سے ایک یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ یا ساکن المربد قد ھجت لی ؛ شوقاً فما الفک بالمربد (ترجمہ) اے مربد کی رہنے والی تو نے میرے دل میں ایسا اشتیاق پیدا کر دیا ہے کہ اب میں اس مقام سے کہیں اور نہیں جا سکتا۔ راوی کہتا ہے کہ چونکہ منصور دو سال تک میرے باپ کے پاس یہاں رہے تھے اس وجہ سے میں ان کے طبیب خصیب کو اس کے بار ہا آنے کی وجہ خوب پہچانتا تھا۔ علانیہ تو یہ اپنے آپ کو نصرانی کہتا تھا مگر دراصل یہ دہریہ تھا جسے کسی کام کے کرنے میں باک نہ تھا منصور نے اپنے کسی خاص آدمی کے ذریعہ اس سے کہلا کر بھیجا کہ تم محمد کے قتل کا انتظام کر دو اس نے سم قاتل تیار کیا اور اس بات کا منتظر رہا کہ محمد کی طبیعت ذرا ناساز ہو اور

میں اپنا کام کردوں۔ چنانچہ ایک مرتبہ اسے حرارت ہوگئی خصیب نے کہا تم اس کے لئے ایک شربت پی لو محمد نے کہا اچھا اسے بنالاؤ خصیب اس میں زہر ملا کر لے آیا اور محمد کو پلا دیا۔ اسی کے اثر سے محمد جان بحق ہوگیا۔ اس کی ماں ام محمد بن ابی العباس نے منصور کو لکھا کہ خصیب نے میرے بیٹے کو زہر دیکر قتل کیا ہے۔ منصور نے حکم دیا کہ اسے ہمارے پاس پیش کیا جائے۔ خصیب حاضر بارگاہ ہوا منصور نے تیس درے اس کے لگوادئیے مگر آہستہ آہستہ اور کچھ روز قید بھی رکھا پھر تین سو درہم انعام دیکر رہا کر دیا۔

یہی راوی بیان کرتا ہے۔ منصور نے اپنی بیوی ام موسیٰ الحمیریہ سے یہ عہد کیا تھا کہ وہ اس کی زندگی میں نہ دوسری شادی کرینگے اور نہ لونڈیوں سے متمتع ہونگے اس کے لئے انھوں نے باقاعدہ عہد نامہ لکھکر اس پر گواہوں کے دستخط بھی ثبت کرادئیے تھے اپنی خلافت کے عہد میں انھوں نے دس برس اسی کے ساتھ بسر کر دئیے۔ اس عرصہ میں منصور نے اہل حجاز کے کئی فقیہ یکے بعد دیگرے بارگاہ خلافت میں طلب کر کے ان سے فتویٰ لیا۔ حجازی یا عراقی جو فقیہ ان کے پاس آتا یہ اسے وہ معاہدہ دکھاتے کہ کہیں اس میں کوئی ایسا پہلو ہے جس کی وجہ سے وہ عقد ثانی کر سکیں۔ اس کے جواب میں ام موسیٰ کی یہ حالت تھی کہ جب اسے معلوم ہوتا کہ فلاں فقیہ کو منصور نے اس غرض سے بلایا ہے وہ فوراً بہت بڑی رقم پہلے ہی سے اسے بھیجدیتی۔ ابو جعفر وہ معاہدہ فتوے کے لئے پیش کرتے مگر اس معاہدہ کی موجودگی میں اور اس کی تحریر کو دیکھکر کوئی بھی ان کو دوسری بیوی کی اجازت نہ دیتا۔ ابو جعفر کو برسر حکومت آئے دس سال گزرے تھے کہ ام موسیٰ نے بغداد میں انتقال کیا۔ یہ اس وقت حلوان میں تھے ان کو اس کی خبر مرگ ملی اسی روز ایک سو جوان باکرہ عورتیں ہدیۃً ان کو پیش کی گئیں۔ منصور کے بیٹے جعفر اور مہدی اسی ام موسیٰ کے بطن سے تھے۔

علی بن جعفر بیان کرتا ہے۔ بختیشوع الاکبر سوسی منصور سے ملنے آیا۔ یہ بغداد کے باب الذہب سے ان کے قصر میں آکر باریاب ہوا منصور نے اس کے لئے کھانا منگوایا۔ جب دسترخوان اس کے سامنے بچھایا گیا اس نے کہا "وشراب" کہا گیا کہ امیر المومنین کے دسترخوان پر شراب نہیں پی جاتی۔ اس نے کہا میں ایسا

کھانا نہیں کھاتا جس کے ساتھ شراب نہو۔ منصور کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے کہا اسے یوں ہی بھوکا رہنے دو۔ جب رات ہوئی اور عشا کا کھانا سامنے رکھا گیا اس نے پھر شراب مانگی اس مرتبہ بھی کہدیا گیا کہ امیرالمومنین کے دسترخوان پر شراب نہیں پی جاتی اب اس نے کھانا کھالیا اور اس پر دجلہ کا پانی پی لیا دوسری صبح کو جب اس کی نظر پانی پر پڑی تو کہنے لگا میرا خیال تھا کہ کوئی شئے شراب کا بدل نہیں ہو سکتی مگر یہ پانی شراب کا کام دیتا ہے۔

منصور نے اپنے عامل مدینہ کو لکھا کہ سرکاری باغات کا ثمرہ بیچو مگر صرف ایسے لوگوں کے ہاتھ بیچنا جن پر ہم غالب آسکیں اور وہ ہم پر غالب نہ آئیں۔ مفلس و قلاش ہم سے جیت جائیگا کیونکہ جب اس کے پاس کچھ نہیں ہو گا تو سزا دینے سے بھی کیا فائدہ ہو گا۔ ہمارا سارا روپیہ ڈوب جائیگا۔ اگر مفلس زیادہ قیمت پیش کرے تب بھی اس کے ہاتھ نہ فروخت کیا جائے۔ اور جس سے قیمت وصول ہو وہ اگر کم بھی دام لگائے تو اس کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے۔

ابو جعفر کا مقولہ تھا جو شخص موت سے پہلے کسی احسان کو فراموش کر دے وہ انسان نہیں ہے۔

فضل بن ربیع کہتا ہے کہ میں نے منصور کو کہتے سنا کہ عرب کہا کرتے تھے "سخت خشک سالی ایسی سیرابی سے جو بعد میں رسوا کرے بہتر ہے۔

ہثیم القاری بصری نے ایک مرتبہ منصور کے سامنے کلام پاک کی یہ آیت وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا آخر تک تلاوت کی منصور اسے سنکر اللہ سے دعا مانگنے لگے کہ بارالٰہ تو مجھے اور میرے بیٹے کو اپنے عطیہ کی فضولخرچی سے محفوظ رکھ۔

ایک مرتبہ ہثیم نے ان کے سامنے یہ آیتہ الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل تلاوت کی یہ سن کر کہا صاحبو۔ اگر دولت حکومت کے لئے حصن اور دین و دنیا کے لئے بمنزلۂ رکن اور باعث عزت و زینت نہ ہوتی تو روپیہ خرچ کرنے کی لذت اور بخشش کے ثواب کی عظمت معلوم ہونے کی وجہ سے میں آج رات دوسرے دن کے لئے ایک دینار یا درہم بھی اپنے پاس جمع نہیں رکھتا۔

ایک مرتبہ ایک اہل علم ملاقات کے لئے آئے پہلے تو وہ کچھ بچے نہیں اور ابو جعفر نے

ان کو حقیر نگاہوں سے دیکھا پھر مختلف موضوع پر ہر طرح کے سوال کئے انھوں نے ہر سوال کا عالمانہ جواب دیا۔ پوچھا آپ کو یہ علم کیونکر حاصل ہوا انھوں نے کہا جو مجھے معلوم تھا اس کے بتانے میں میں نے بخل نہیں کیا۔ اور جو بات سیکھنا ہوتی تھی اس کے معلوم کرنے میں کبھی شرم نہیں کی کہنے لگے بیشک آپ کے تبحر علمی کی یہی وجہ ہے۔

منصور اکثر یہ کہا کرتے تھے۔ جو شخص بغیر سوچے کوئی کام کریگا یا بغیر اندازہ کوئی بات کہیگا لوگ ضرور اس کا مذاق اڑائیں گے۔

یہ بھی کہا کرتے تھے۔ افشائے راز حریم سے سازوباز اور حکومت میں دراندازی یہ باتیں بادشاہوں کے ہاں ناقابل معافی ہیں۔ ان کے علاوہ وہ دوسرے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ ان کا مقولہ تھا۔ راز زندگی ہے لہذا جسے اس کا حامل بنایا جائے اس کے متعلق خوب جانچ پڑتال کر لی جائے۔

عبد الجبار بن عبدالرحمٰن الازدی نے منصور سے بغاوت کی تھی جب یہ گرفتار ہو کر پیش ہوا تو کہنے لگا کہ مجھے عزت کے ساتھ قتل کیا جائے کہنے لگے حرامزادے عزت کی موت کو تو چھوڑ آیا۔

۱۵۲ھ میں ایک روز منصور بغداد کی جامع مسجد میں خطبہ دے رہے تھے اثنائے تقریر میں کہا "اے اللہ کے بندو ایک دوسرے پر ظلم مت کرو، کیونکہ ظلم ہی کی مکافات کے لئے روز قیامت آئیگا۔ اگر کوئی خطاوار اور ظالم نہ ہوتا تو میں بھی تمہارے بازار و نہیں تم میں ملا جلا چلتا پھرتا۔ نیز اگر مجھے کوئی ایسا شخص نظر آتا جو اس حکومت کا مجھ سے زیادہ اہل ہوتا تو میں بخوشی خود اس کے پاس جاتا اور اس بار گراں کو اس کے حوالے کر دیتا۔

منصور کہا کرتے تھے۔ حلیم اپنی ناراضی کا اظہار کنایتہً کرتا ہے اور سفلہ صاف صاف کہدیتا ہے۔

ایک مرتبہ ابان قاری نے یہ آیت ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط آخر تک ان کے سامنے تلاوت کی کہنے لگے میرے رب نے معاشرت کا کیسا عمدہ سبق ہمیں سکھایا ہے۔ ان کا مقولہ تھا۔ جس شخص نے احسان کے عوض

میں احسان کر دیا اُس نے پورا بدلہ دیدیا جس نے اس سے بڑھ کر کیا اس نے گویا شکر ادا کیا اور شکر شرافت ہے۔ اور جو شخص باوجود دوسرے پر احسان کرنے کے یہ کہتا ہے کہ یہ احسان خود اُس نے اپنے ساتھ کیا ہے تو لوگ خود بخود اُس کے شکر گزار ہوں گے اور دوست رہیں گے اُس لئے جو کچھ کسی نے اپنے ساتھ کیا ہے اور اس سے اپنی عزّت و شرافت قایم رکھی۔ اس کے لیئے یہ زیبا نہیں کہ وہ دوسروں کی سپاس گزاری کا امیدوار ہو یہ یاد رہے کہ جو شخص تمہارے پاس کوئی حاجت لیکر آیا ہے اُس نے اپنی عزّت میں کوئی اضافہ نہیں کیا اب تمھیں چاہیئے کہ اسے رد کرکے اپنی آبرو ریزی نہ ہونے دو۔

اسحٰق بن عیسےٰ کہتا تھا۔ تمام بنو عباس میں صرف ابوجعفر داؤد بن علی اور عباس ابن محمد ایسے مقرر تھے جو فی البدیہہ اپنے مطلب کو خوبی سے ادا کرتے تھے۔

اسمٰعیل بن ابراہیم الفہری کہتا ہے کہ عرفہ کے دن منصور نے بغداد میں (دوسرے راوی کہتے ہیں ایام حج میں منیٰ میں) یہ تقریر کی۔ صاحبو۔ میں اللہ کی زمین پر اس کا حکمراں ہوں۔ اللہ کی توفیق و رہنمائی کے ذریعہ تم پر حکومت کرتا ہوں۔ میں اللہ کے فئے کا خزینہ دار ہوں اس کی مشیت کے ساتھ عمل کرتا ہوں۔ اس کے ارادے سے تقسیم کرتا ہوں۔ اُس کی اجازت سے دے دیتا ہوں۔ اللہ نے مجھے اپنے روپیہ کا قفل بنایا ہے جب وہ چاہتا ہے تمہاری عطایا اور روزیوں کی تقسیم کے لئے وہ مجھے کھول دیتا ہے۔ اور جب چاہتا ہے بند کر دیتا ہے۔ صاحبو۔ اللہ کی اطاعت کی طرف آؤ اور آج ایسے مقدس دن میں جس میں اللہ نے اپنے فضل و کرم سے تمکو وہ بشارت دی جس کے متعلق وہ خود اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (آج میں نے تمہاری شریعت تمہارے لیئے مکمل کر دی اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیئے اسلام کو دین اختیار کیا) اللہ سے دعا مانگو کہ وہ مجھے حق و صداقت کی توفیق عطا فرمائے۔ ہدایت پر فایز ہونے کے لیئے میری مدد کرے مجھے تمہارے ساتھ نیکی اور احسان کی تلقین کرے اور عدل کے ساتھ تمہارے عطایا اور روزیوں کی تقسیم کے لئے

میرے ہاتھ کو واکر دے کیونکہ وہ سنتا ہے اور پاس ہے۔

ایک مرتبہ منصور نے اپنے خطبہ میں کہا، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں میں اس کی حمد کرتا ہوں۔ اس سے مدد طلب کرتا ہوں اسپر ایمان رکھتا ہوں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں میں اعلان کرتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی دوسرا معبود نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اس مقام پر ان کی داہنی جانب سے کسی معترض نے کہا اے شخص جس کا تو ذاکر ہے میں اسی کو تجھے یاد دلاتا ہوں۔ منصور نے خطبہ روک دیا اور کہا کہ میں اس شخص کی بات سننے کے لئے آمادہ ہوں جس نے اللہ کو یاد رکھا اور اس کی یاد دہانی کی۔ میں اللہ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ سرکش و متکبر بنجاؤں اور معصیت کے قعر میں آجاؤں اگر میں ایسا ہوا تو گویا میں گمراہ ہو گیا اور صراط مستقیم سے بھٹک گیا۔ مگر اے ٹوکنے والے بخدا اس ٹوکنے سے تیرا ارادہ اللہ کی خوشنودی کا حصول نہ تھا بلکہ تیری نیت یہ تھی کہ لوگوں میں یہ چرچا ہو جائے کہ فلاں شخص نے خطبہ کے دوران میں کھڑے ہو کر یہ بات کہدی۔ اس پر عتاب ہوا۔ مگر اس نے صبر کیا میں تجھے معاف کر چکا ہوں ورنہ اس گستاخی کے بعد میرے لئے یہ بات بالکل آسان تھی کہ میں چاہتا تو تجھے قتل کر کے تیری ماں کو تیرا سوگوار بنا دیتا مگر اب آیندہ تو اور تم سب لوگ اس قسم کی حرکت سے اجتناب کرنا۔ اللہ نے اپنے دین کو ہم میں نازل فرمایا ہے اور ہم سے اس کی تفصیل و تشریح کرائی ہے جو معاملہ ہو اسے ان کے حوالے کر دو جو اس کے سرانجام دینے کے اہل ہیں وہی تمکو حسب موقع اس کے اتار چڑھاؤ پر لائینگے اور لیجائینگے" یہاں سے اب انہوں نے پھر خطبہ کا سلسلہ شروع کیا۔ اس ٹوک کا ان پر ذرا اثر نہ تھا معلوم ہوتا تھا کہ لکھا ہوا آستین میں رکھا ہے دیکھکر پڑھ رہے ہیں۔ کہنے لگے اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔"

ابن ابی الجوزا کہتا ہے۔ ایک مرتبہ ابو جعفر بغداد کی مسجد جامع میں خطبہ پڑھ رہے تھے۔ میں نے ان کے قریب جاکر یہ آیت یا ایھا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون (اے ایمان والو وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے) پڑھ دی نماز کے بعد مجھے ان کی خدمت میں پیش کیا گیا کہنے لگے تو کون ہے۔ تیرا مطلب

یہ تھا کہ میں تجھے قتل کر دوں۔ دور ہو اب تیری صورت مجھے نظر نہ آئے۔ میں ان کے پاس سے بچکر چلا آیا۔

ایک مرتبہ بغداد کی مسجد جامع میں منصور خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے جب اس مقام پر اتقوا اللہ حق تقاتہ (اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے) پہونچے تو ایک شخص نے ان کی طرف بڑھکر کہا اے اللہ کے بندے تم بھی اللہ سے اسی طرح ڈرتے رہو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے۔ ابو جعفر نے خطبہ روکدیا۔ کہا جس نے اللہ کو یاد دلایا میں اس کی بات بخوشی سنتا ہوں۔ اے اللہ کے بندے بتاؤ کہ اللہ سے ڈرنے کے کیا معنی ہیں وہ شخص یہ جواب سنکر کٹ گیا کوئی بات اس کی زبان سے نہ نکل سکی۔ ابو جعفر نے کہا صاحبو اللہ سے ڈرتے رہو۔ ہمیں اپنے بارے میں ایسا موقع نہ دو جس کی پاداش کو تم پھر برداشت نہ کر سکو آیندہ کوئی شخص ایسی حرکت نہ کرے ورنہ میں اسے خوب پٹواؤنگا اور مدت تک کے لئے قید کر دونگا۔ ربیع اس شخص کو اپنے پاس روک لو۔ ابراہیم بن عیسے اس واقعہ کا راوی کہتا ہے کہ ربیع کا نام سنکر ہم سب کو اطمینان ہوا کہ اسے چھوڑ دیا جائیگا۔ کیونکہ اُن کا دستور تھا کہ جب وہ کسی کو سزا دینا چاہتے تھے تو مسیب کو گرفتاری کا حکم دیتے اس خلل اندازی کے بعد اب انھوں نے اس مقام سے جہاں سے خطبہ روکا تھا اس طرح خطبہ کا سلسلہ جاری کیا کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں یہ بات لوگوں کو بہت مستحسن معلوم ہوئی نماز سے فارغ ہو کر قصر تشریف لیچلے۔ عیسے بن موسے حسب دستور ان کے پیچھے تھا۔ آہٹ پاکر پوچھا۔ ابو موسیٰ۔ اس نے کہا جی امیر المومنین کیا تم کو یہ اندیشہ ہے کہ میں اس شخص کو کوئی سزا دونگا۔ اس نے کہا بخدا میرے دل میں کچھ اندیشہ تو اسی طرح کا پیدا ہوا تھا مگر امیر المومنین کا علم سب سے بڑھکر ہے اور ان کی نظر اس سے بہت اعلیٰ وارفع ہے کہ وہ اس شخص کے معاملہ میں حق کے ماسوا کوئی بات کریں۔ کہنے لگے اس شخص کے متعلق بالکل اندیشہ نہ کرو۔ جب قصر میں آکر بیٹھے اس کی حاضری کا حکم دیا وہ پیش کیا گیا اس سے کہا "اے شخص جب تونے مجھے منبر پر دیکھا تو نے اپنے دل میں سوچا کہ اس شان و دبدبہ والے شخص تک میری رسائی کا اور کوئی ذریعہ بجز اس کے نہیں ہے کہ میں اس وقت اسے ٹوک دوں اگر اس کے علاوہ تو اپنے نفس کو اور

نیکیوں میں مصروف رکھنا تو وہ تیرے لئے زیادہ بہتر ہوتا۔ اب جاؤ دن کو ہمیشہ روزے رکھو رات بھر نماز میں گزارو اور حج کے لئے زحمت سفر گوارا کرو، ربیع چار سو درہم اس کی کمر میں باندھ دے۔ جاؤ اب نہ آنا۔"

عبداللہ بن صاعد امیر المومنین کا مولی بیان کرتا ہے کہ بغداد کی تعمیر کے بعد حج کیلئے گئے مکے میں خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اس کا جو حصہ یاد رہ گیا ہے وہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون (ہم نے زبور میں ذکر کے بعد یہ بات لکھ دی ہے کہ زمین کے وارث ہمارے صالح بندے ہوتے ہیں)

یہ قطعی فیصلہ ہے۔ سچی بات ہے۔ تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے اپنی حجت روشن کر دی ہے۔ ظالموں کی وہ جماعت ہلاک ہوگئی جنھوں نے کعبہ کو قابل فروخت شئے سمجھ لیا تھا۔ سرکاری مالگزاری کو باپ دادا کی وراثت سمجھتے تھے اور جنھوں نے قرآن کو خرافات کا ایک مجموعہ سمجھا تھا۔ جس چیز کا وہ مذاق اڑاتے تھے اسی کا وبال ان کی گردنوں پر پڑا۔ اب ان کے کتنے کنوئیں اور سنگین محل ہیں جو ویران پڑے ہیں۔ جب اللہ نے ان کو ڈھیل دی تو انھوں نے اس کی سنت کو بدل دیا خاندان رسول اللہ پر مظالم کئے۔ انھوں نے سرکشی کی ظلم کیا اور متکبر بن گئے اور یہ اس کا دستور ہے کہ وہ ہر متکبر سرکش کو محروم کر دیتا ہے۔ اللہ نے ان کو ایسا سخت پکڑا کہ اب ان کا کوئی نام تک نہیں لیتا۔

ابن عیاش کہتا ہے کہ جب بہت سے حادثات پے در پے ابوجعفر کو پیش آئے تو انھوں نے یہ شعر اپنی مثال میں پڑھا۔

تفرقت الظباء علی خداش فما یدری خداش ما یصید

اس کثرت سے ہرنیاں خداش کے سامنے پراگندہ پھر رہی ہیں کہ اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کس کا شکار کرے۔

اس کے بعد ہی انھوں نے تمام سپہ سالاران فوج، موالی مصاحبین اور اپنے اہلبیت کو طلب کیا حماد الترکی کو گھوڑے پر زین لگانے کا حکم دیا سلیمان بن مجالد کو آگے بڑھایا اور مسیب بن زہیر کو حکم دیا کہ شہر کے تمام دروازوں کی ناکہ بندی

کر لے پھر چند روز میں خود بھی ایک دن سواری میں نکلے اور منبر پر تقریر کے لئے چڑھے بہت دیر تک منبر پر خاموش بیٹھے رہے۔ ایک شخص نے شیب بن شبہ سے کہا کہ کیا بات ہے کہ امیر المومنین اسقدر خاموش ہیں حالانکہ بخدا وہ دشوار مباحث پر نہایت آسانی سے تقریر کرتے ہیں آج کیا ہوا۔ یہ بات پوری ہوئی تھی کہ انھوں نے بالکل ایک نئے طرز پر تقریر کی۔ اس میں یہ شعر پڑھے۔

مالی اکفکف عن سعد و یشتمنی | ولو شتمت بنی سعد لقد سکنوا
جهلاً علی وجبناً عن عدوهم | لبئست الخلتان الجهل و الجبن

کسقدر تعجب کی بات ہے کہ میں تو سعد کے متعلق ایک لفظ اپنی زبان سے نہیں کہتا اور وہ مجھے گالیاں دے رہا ہے۔ حالانکہ اگر میں ان کو گالیاں دوں تو وہ بالکل ساکت ہو جائیں اور پھر کچھ نہ کہہ سکیں۔ اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ وہ مجھ سے واقف نہیں ہیں دوسرے یہ کہ وہ اپنے دشمن کے مقابلہ میں بزدل نکلے۔ اور یہ جہل اور جبن دونوں سخت عیب ہیں۔ ان شعروں کو پڑھکر بیٹھ گیے پھر یہ شعر پڑھا۔

فالقیت وعن راسی القناع ولواکن | لا کشفه الا لاحدی العظائم

(ترجمہ) اب میں نے اپنے سر سے رومال کھولدیا اور جب کوئی بہت نازک معاملہ پیش آتا ہے اسی وقت میں اپنا سر کھولتا ہوں۔

جب وہ خود اس حکومت کے حاصل کرنے میں ناکام رہے تب ہم نے اسے قایم کر دیا انھوں نے ہماری اس اہم خدمت کا کوئی شکریہ ادا نہیں کیا بلکہ اور الٹے پھیلنے لگے اور ہمارے ساتھ ترشروئی اور گستاخی سے پیش آنے لگے۔ انھوں نے حق سے آنکھیں بند کر کے اسے بالکل پس پشت ڈالدیا۔ کیا اب وہ چاہتے ہیں کہ میں بخوشی اس ذلت و توہین کو گوارا کرلوں بخدا یہ کبھی نہیں ہوگا۔ میں ہرگز ایسے شخص کی عزت افزائی نہیں کرونگا جو میری توہین کرے اگر وہ حق کو قبول نہیں کرینگے تو اس کا تمام خمیازہ ان کو اٹھانا پڑیگا۔ پھر وہ کبھی اس بات کی توقع نہ کریں کہ ان کے معاملے میں کوئی رعایت کرونگا۔ نیک بخت وہ ہے جو مثال سے عبرت حاصل کرتا ہے۔ غلام گھوڑا لا۔ اس کے بعد وہ سوار ہو گیے۔

محمد بن علی کا مولی عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمان بیان کرتا ہے کہ جب

منصور نے عبداللہ بن الحسن اس کے بھائیوں اور اس کے دوسرے اعزا کو جو اس کے ساتھ تھے گرفتار کر لیا تو منصور خطبہ کے لئے منبر پر بیٹھے اور حمد و ثنا کے بعد انہوں نے کہا اے اہل خراسان تم ہمارے متبع اور انصار ہو اور تم نے ہماری حکومت قائم کی ہے اگر ہمارے سوا تم کسی دوسرے کی بیعت کی ہوتی تو ہم سے بہتر آدمی تم کو میسر نہ آتا۔ یہ جو میرے اہل خاندان یعنی علیؓ بن ابی طالب کی اولاد ہے بخدا اس حکومت کے معاملہ میں ہمارا ان سے کوئی جھگڑا نہیں ہم نے تو اس خلافت کو انہیں کے لئے چھوڑ دیا تھا اور اس میں تھوڑا یا زیادہ کچھ بھی حصہ نہیں لینا چاہا۔ علیؓ ابن ابی طالب خلیفہ ہوئے تو اس سلسلہ میں خون تپ لنت بت ہو گئے دو شخصوں نے ان کے مخالف فیصلہ کر دیا اس کی وجہ سے امت اسلام نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور لوگ ان کے مخالف ہو گئے پھر خود ان ہی کے شیعہ، مددگار دوست راز دار اور معتمد لوگوں نے ان پر یورش کی اور قتل کر دیا۔ ان کے بعد حسنؓ بن علیؓ خلیفہ ہوئے مگر بخدا وہ اس کے مرد نہ تھے جب ان کو روپیہ پیش کیا گیا انہوں نے اسے قبول کر لیا۔ معاویہ نے یہ سبز باغ دکھایا کہ میں اپنے بعد تم کو اپنا ولیعہد بناتا ہوں وہ اس کے فریب میں آ گئے انہوں نے خلافت سے استعفا دیدیا۔ اور اسے معاویہ کے سپرد کر دیا اور خود عورتوں سے تمتع کرنے میں مصروف ہو گئے۔ روز ایک نکاح کرتے اور صبح کو طلاق دیدیتے۔ اسی طرح سے انہوں نے اپنی زندگی پوری کر دی بستر پر پڑے پڑے انتقال کیا۔ ان کے بعد حسینؓ بن علیؓ اٹھے عراقیوں اور کوفیوں نے ان کو دھوکا دیا (کوفہ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے) اس سیاہ سرزمین کے باشندے بخدا بڑے جھگڑالو، منافق اور ہر وقت فتنہ و فساد کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ یہ نہ جنگ ہے کہ میں ان سے لڑوں اور نہ صلح ہے کہ صلح کروں اللہ مجھے ان سے دور رکھے! انہوں نے حسینؓ کا ساتھ چھوڑ دیا اور ان کو دشمن کے حوالے کر دیا وہ مارے گئے ان کے بعد زید بن علیؓ اٹھے ان سے بھی اہل کوفہ نے بڑے بڑے دعدے کئے جب وہ ان کے فریب میں آ گئے اور انہوں نے ان کو علانیہ خروج کے لئے مستعد کر دیا تو خود گھروں میں بیٹھ رہے ان کے خروج سے پہلے محمد بن علی نے خدا کا واسطہ دیکر ان کو خروج کرنے سے منع کیا تھا اور کہا تھا کہ تم کبھی اہل کوفہ کی باتوں میں نہ آنا کیونکہ ہمیں وراثتاً یہ خبر ملی ہے کہ ہمارے خاندان کے ایک فرد کو کوفہ میں

سولی دیجائیگی ۔ اور مجھے خوف ہے کہ شاید تم ہی وہ مصلوب ہو۔ اس کے علاوہ میرے چچا داؤد بن علی نے بھی ان کو منع کیا تھا اور اہل کوفہ کی غداری اچھی طرح جتادی تھی مگر انھوں نے کسی کی بات نہ مانی خروج کیا ۔ مارے گئے اور کناسہ میں سولی پر لٹکے ۔ اس کے بعد بنی امیہ ہم پر دوڑ پڑے انھوں نے ہمارے شرف اور عزت کو برباد کر دیا حالانکہ ہم نے تو ان کے کسی شخص کو قتل بھی نہیں کیا تھا جس کا انتقام ہم سے لیا جاتا بلکہ الٹا انھیں کی گردنوں پر ہمارے اعزا کا خون خروج کی وجہ سے تھا ۔ انھوں نے ہمیں شہروں سے جلا وطن کر دیا ہم کبھی طائف گئے کبھی شام اور کبھی شراۃ آخر کار اللہ نے تم کو اے اہل خراسان ہماری مدد کے لئے بھیجدیا اور تمھارے ذریعہ اس نے ہمارے شرف و اعزاز کا احیا کیا تمھارے ذریعہ اس نے اہل باطل کو پاش پاش کر دیا ۔ ہمارے حق کو دنیا پر آشکارا کیا اور جو میراث نبی صلعم سے ہم کو ملنی چاہئے تھی وہ بھی دلوادی۔ اب حق حقدار کو ملگیا حق کا منارہ سر بفلک ہوا ۔ اہل حق کو غلبہ اور تفوق نصیب ہوا ۔ ظالموں کی جڑ کٹ گئی۔ تمام نعمتیں اس ذات واحد کے لئے ہیں جو تمام عالموں کا رب ہے ۔

جب اللہ کے فضل و کرم اور ہمارے حق میں اس کے عادلانہ فیصلہ کی بنا پر ہماری حکومت اچھی طرح استوار ہو گئی تو ان کے بعض لوگوں نے بلا وجہ محض اس فضل و کرم پر جو اللہ نے اپنی خلافت اور اپنے نبی کی میراث ہمیں دیکر ہم پر مبذول فرمایا ہے حسد کی وجہ سے ہم پر یورش کر دی ۔

جهلاً علی جبنًا عن عدوهم		لبئست الخلتان الجهل والجبن

اے اہل خراسان سنو میں نے اس معاملہ میں بلا سوچے سمجھے صرف اس وجہ سے دست اندازی نہیں کی ہے کہ مجھے ان کے متعلق صرف یہ شکایت پہونچی کہ انھوں نے میرے حقوق میں کوئی کوتاہی کی ہے ۔ یا وہ میرے سامنے جھکتے نہیں بلکہ میں نے کئی شخصوں کو اپنا جاسوس بنا کر ان کے پاس بھیجا میں نے اپنے آدمیوں سے کہا تم جاؤ اس قدر روپیہ ساتھ لو اور یہ ہدایات ہیں ان پر عمل کرنا چنانچہ یہ لوگ مدینہ میں ان سے جا کر ملے اور وہ سب روپیہ ان کے حوالے کر دیا ان میں سے کوئی شخص بوڑھا ہو یا جوان بڑا ہو یا چھوٹا ایسا نہ بچا جس نے ان لوگوں کی ایسی بیعت نہ کی ہو جس کے بعد میرے لئے ان کا قتل اور غارت حلال نہ ہو گیا ہو ۔ جب انھوں نے میری بیعت کو توڑ دیا بغاوت پر آمادہ ہوکر

میرے خلاف خروج کے لئے تیار ہوئے تو مجھے بھی اس کا تدارک کرنا پڑا۔ ان واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے تم یہ نہ سمجھو کہ میں نے بغیر یقین کئے ہوئے اس معاملہ میں ہاتھ ڈالا ہے۔ یہ تقریر کر کے وہ منبر سے اترے اترتے ہوئے منبر کے زینہ پر یہ آیت وحیل بینھو وبین مایشتھون کما فعل باشیاعھو من قبل انھو کانوا فی شک مریب (ترجمہ) اور رکاوٹ ڈالدی گئی ان کے درمیان اور اس شئے کے درمیان جس کی ان کو خواہش تھی جس طرح کہ ان سے پہلے ان ایسے لوگوں کے ساتھ کیا گیا وہ شبہ میں ڈالنے والے گمان میں (مبتلا) تھے تلاوت کی۔

ابومسلم کے قتل کے وقت منصور نے مدائن میں تقریر کی اور کہا اے لوگو طاعت کے اطمینان کو چھوڑ کر معصیت کی بے اطمینانی کی طرف نہ جاؤ اپنے آئمہ کی برائی اپنے قلوب میں پوشیدہ نہ رکھو کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جس کے دل میں بدی ہوتی ہے کبھی نہ کبھی اس کے فعل یا قول سے وہ ظاہر ہو جاتی ہے۔ نیز خود خداوند عالم اپنے دین کے غلبہ اور اپنی صداقت کی برتری کے لئے اس بدی کو اپنے امام پر ظاہر کر دیتا ہے، علاوہ بریں ہم نے تمہارے حقوق کی ادائی میں کوئی کمی نہیں کی اور نہ فرائض دین کو تم پر عائد کرتے ہیں کوئی کمی کی بخدا جو اس قمیص کے گریبان کی دھجی کے متعلق ہم سے نزاع کریگا میں اسی تلوار سے اس کی خبر لونگا ابومسلم نے ہماری بیعت کی تھی اور اس شرط پر کہ جو ہماری نقض بیعت کریگا اس کا خون مباح ہو جائیگا خود اس نے ہمارے لئے دوسروں سے بیعت لی تھی۔ اس نے ہم سے انحراف کیا تو ہم نے اس کے ساتھ وہی کیا جو وہ ہمارے لئے دوسروں سے کرتا تھا اور حق کی اقامت کے بارے میں ہم نے اس کی خدمات کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔

منصور اپنے دادا علی بن عبداللہ کا یہ مقولہ بیان کرتے تھے کہ دنیا میں سیادت سخی کرتے ہیں اور آخرت میں انبیا۔

ایک مرتبہ منصور اپنے کاتب محمد بن جمیل پر ناراض ہوئے (اصل میں یہ زندہ کا قدیم باشندہ تھا) حکم دیا کہ اسے زمین پر پٹک دیا جائے۔ یہ اپنی برائت بیان کرنے لگا۔ حکم دیا کہ اسے کھڑا کیا جائے جب کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس کی سروال کتان کی ہے اس سے وہ اور بھی غضبناک ہوئے پھر حکم دیا کہ اسے زمین پر گرا کر پندرہ درے لگائے جائیں۔ اس حکم کی بجاآوری کر دی گئی پھر اس سے کہا کہ آئندہ کتان کا پائجامہ مت پہنو۔ یہ اسراف ہے۔

جب ابو جعفر نے محمد بن عبداللہ کو مدینہ اور ابراہیم بن عبداللہ کو باخمری میں قتل کر دیا تو اب ابراہیم بن حسن بن حسن نے مصر میں خروج کیا یہ گرفتار کرکے ان کے پاس پیش کیا گیا ابو جعفر نے اس کے خروج کی شکایت کے لئے علی بن ابی طالب کے اہل خاندان کو جو مدینہ میں تھے ایک خط لکھا اس میں ابراہیم بن حسن بن حسن کے خروج کا ذکر کیا اور لکھا کہ اس کا یہ خروج تمہارے اشارے اور مشورہ سے ہوا ہے تم لوگ حکومت کے طلبگار ہو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ میں تمام تعلقات تم سے قطع کر لونگا اور آئندہ کوئی تعلق قایم نہ رکھونگا۔ تم نے پہلے بھی بنی امیہ کے مقابلہ میں حکومت کے حاصل کرنے کے لئے خروج کیا تھا مگر تم اپنے مقصد میں ناکام رہے اپنا بدلہ نہ لے سکے، تم پر بنی امیہ نے جو جو ظلم کیے تھے اس کے انتقام کے لئے ہم تمہارے یک جا ہی اٹھے اور ہم نے تمہارے خون کا ان سے پورا بدلہ لیا اور حکومت ان کے ہاتھ سے چھین لی، خط کے آخر میں انہوں نے سبیع بن ربیعہ بن معاویۃ الیربوعی کے چند شعر حسب حال لکھے۔

منصور کے عہد میں منشیوں اور متصدیوں کی تنخواہ تین سو درہم تھی۔ مامون کے عہد تک یہی شرح رہی پھر سب سے پہلے فضل بن سہل نے اس میں اضافہ کیا۔ اس سے پہلے تمام بنی امیہ اور اس سے پہلے بنی عباس کے عہد میں ان عہدہ داروں کی تنخواہیں تین سو اور اس سے کم ہوا کرتی تھیں۔ حجاج بن یوسف یزید بن ابی مسلم کو تین سو ماہانہ دیتا تھا۔ عاملان ڈاک روزانہ منصور کو اپنے اپنے مقامات کے نرخ اجناس اور اشیاء مایحتاج زندگی لکھتے تھے اسی طرح قاضی جو فیصلے کرتے یا والی جو احکام نافذ کرتے اس کی بھی اطلاع بارگاہ خلافت میں لکھ بھیجتے تھے، جو روپیہ بیت المال میں داخل ہوتا تھا یا جو اور کوئی قابل ذکر واقعہ پیش آتا اسے بھی لکھ دیتے۔ عام طور پر نماز مغرب کے بعد وہ یہ خط لکھنا شروع کرتے۔ صبح سے مغرب تک جو واقعات رونما ہوتے وہ مغرب کے بعد قلمبند کر لیتے اور پھر اثنائے شب میں جو بات پیش آتی اسے علی الصباح لکھ دیتے، ان کے تمام مراسلات کو منصور خود پڑھتے اگر نرخ قایم ہوں تو خاموش ہو جاتے اگر نرخ میں فرق نظر آتا فوراً اس علاقہ کے والی یا عامل کو اس طرف توجہ دلاتے اور اس کی وجہ دریافت کرتے اس کا جواب موصول ہونے کے بعد ایسی تدابیر اختیار کرتے جس کی وجہ سے

نرخ اشیاء، پھر اپنی پہلی شرح پر آ جائیں اگر قاضی کے کسی فیصلے کے متعلق شک ہو جاتا تو خود اس قاضی کو اس کے متعلق لکھتے اور اس مقام کے دوسرے اصحاب سے اس کے کام کے متعلق دریافت رائے کرتے اگر کوئی بات خلاف ضابطہ نظر آتی تو اس پر اس قاضی کو زجر و توبیخ کرتے۔

محمد اور ابراہیم کے قضیہ سے فارغ ہو کر جب منصور بغداد کی تکمیل کے بعد اس میں مستقل سکونت پذیر ہوئے تو کسی شخص نے ان کے سامنے غالباً مشابہت دینے کے لئے ولید کا ذکر کیا۔ سنکر کہا "اللہ اس ملحد کافر پر لعنت کرے" اس وقت ابو بکر الہذلی ابن عیاش المنتوف اور شرقی بن قطامی منصور کے خاص مصاحب دربار میں موجود تھے ابو بکر الہذلی نے فرزدق کی یہ روایت اس وقت بیان کی اس نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ ولید بن یزید کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے ہم مشرب ندیم اس کے پاس موجود تھے اس نے صبح کے وقت خوب شراب پی رکھی تھی ابن عائشہ کو حکم دیا کہ ابن الزبعری کے یہ شعر گا کر سناؤ۔

لیت اشیاخی ببدر شھدوا     جزع الخزرج من وقع الاسل
وقتلنا الضعف من سادا تھم     وعدلنا میل بدر فاعتدل

(ترجمہ) کاش میرے بزرگ بدر میں موجود ہوتے تو وہ بنی خزرج کو نیزوں کے پھلوں کے وار سے پریشان اور مضطرب دیکھتے جب ہم نے ان کے بہت سے سرداروں کو قتل کر دیا اور بدر کی کجی اس طرح نکالدی کہ وہ درست ہو گئی۔

ابن عائشہ نے کہا امیر المومنین! ان اشعار کو میں نہیں گاتا۔ ولید نے کہا تجھکو گانا پڑیگا ورنہ میں تیرے کلے چیر دونگا۔ اس نے مجبوراً سنا دیئے سنکر خوش ہوا تعریف کی اور کہا میں ابن زبعری کے اس مسلک پر ہوں جس بنا پر اس نے یہ شعر کہے تھے)۔ یہ واقعہ سنکر منصور نے اس پر لعنت بھیجی اور اس کے مصاحبین نے بھی لعنت بھیجی اور منصور نے کہا اس اللہ کا شکر ہے جس نے اپنی نعمت حکومت اور توحید سے ہم کو بہرہ ور کیا ہے۔

ابو بکر الہذلی کہتا ہے ایک مرتبہ والی آرمینیا نے ان کو لکھا کہ فوج

نے سرکشی اختیار کی ہے اور خزانوں کو توڑ کر تمام مال پر قبضہ کر لیا ہے" منصور نے اسی کے خط پر آخر میں یہ حکم لکھا "ہم تجھکو ذلت و رسوائی کے ساتھ اپنے اس عہدہ سے معزول کرتے ہیں اگر تجھ میں عقل ہوتی تو فوج کی اطاعت میں کبھی فرق نہ پڑتا اور اگر تو قوی ہوتا تو اس کو سرکاری خزانہ لوٹنے کی جرات ہی نہ ہوتی"

ایک بیہودہ شخص نے فلسطین میں ابوجعفر کے خلاف خروج کیا۔ انھوں نے اپنے عامل فلسطین کو لکھا "تیری جان اس کے ساتھ وابستہ ہے اگر تو نے اسے پکڑ کر میرے پاس نہ بھیجا تو میں تجھے قتل کر دونگا"۔ عامل فلسطین نے اس کی گرفتاری میں پوری جدوجہد کی اور آخر کار وہ اس کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور اسے ابوجعفر کی خدمت میں بھیجدیا ابوجعفر نے اسے اپنے پاس بلایا جب وہ سامنے آکر کھڑا ہوا تو انھوں نے کہا تو نے میرے عمال پر یورش کی تھی سخدا میں تیرا قیمہ کر دونگا اس شخص نے اس کے جواب میں بوجہ کبرسنی کے نہایت پست آواز میں یہ شعر پڑھا۔

أترُوض عرسك بعد ما هرمت ومن العناء رياضة الهرم

ترجمہ۔ کیا اب بڑھاپے میں تو اپنی بیوی کو سنوارتا ہے حالانکہ بڑھاپے میں تزئین محض مشقت ہے جس کا کوئی نتیجہ نہیں

اس کی پست آواز کی وجہ سے منصور اچھی طرح نہ سمجھ سکے ربیع سے پوچھا کہ یہ کیا کہرہا ہے؟ ربیع نے کہا یہ کہتا ہے۔ العبد عبدكم والمال مالكم فهل عذابك عنى اليوم منصرف (ترجمہ میں آپ کا غلام ہوں یہ میرا مال سب آپکا ہے پس کیا آج میں آپکی سزا سے مامون رہوں گا؟۔

سنکر کہا ربیع ہم نے اسے معاف کر دیا اسے چھوڑ دو اسے یاد رکھو اور اسے کسی مقام کا والی مقرر کر دینا۔

ایک شخص نے منصور سے اپنے عامل کی شکایت کی کہ اس نے میری زمین میں منڈیر بنا کر اسے اپنی زمین میں شامل کر لیا ہے۔ منصور نے اسی استغاثہ پر عامل کو لکھا "اگر عدل کو اختیار کروگے ہمیشہ سلامتی سے رہوگے۔ بہتر ہے کہ اس شاکی کی شکایت رفع کر دو۔

ایک شخص نے درخواست دی کہ مجھے اپنے محلہ میں ایک مسجد بنانے کی اجازت دی جائے اسی درخواست پر لکھدیا قیامت آنے کی شرطوں میں مساجد کی کثرت بھی ہے بہتر ہے کہ تم بھی اس میں شرکت کرو اور زیادہ ثواب حاصل کرو۔

علاقہ سواد کے ایک شخص نے کسی عامل کی شکایت لکھی اسی درخواست پر لکھدیا اگر تم سچے ہو تو ہم تم کو اجازت دیتے ہیں کہ اس عامل کی مشکیں باندھکر حاضر کرو۔

ابوالہذیل العلاف راوی ہے کہ ایک مرتبہ ابوجعفر نے کہا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ سید بن محمد نے کرخ میں (راوی کہتا ہے یا انھوں نے واسطہ کا نام لیا) انتقال کیا ہے اور اس مقام کے باشندوں نے اسے دفن نہیں کیا اگر یہ بات میرے نزدیک پایۂ ثبوت کو پہونچگئی تو میں اس مقام کو آگ لگادونگا۔ مگر اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ صحیح یہ ہے۔

سید بن محمد نے مہدی کے عہد میں بغداد کے محلہ کرخ میں انتقال کیا تھا۔ اہل کرخ نے اس کے دفن کرنے میں پس و پیش کیا مہدی نے اس کام کے لئے ربیع کو متعین کیا اور حکم دیا کہ اگر وہ اس کام میں رکاوٹ پیدا کریں تو تم ان کے مکانات کو مع ان کے جلا دینا۔ مگر ربیع کو ایسا کرنے کی نوبت نہیں آئی۔

مدائنی کہتا ہے جب منصور محمد۔ ابراہیم، عبداللہ بن علی عبدالجبار بن عبدالرحمان کے فتنوں سے فارغ ہوئے، بغداد آرہے تھا اور اب تمام معاملات ان کے حسب منشا طے پائے تو انھوں نے یہ شعر اپنی مثال میں پڑھا۔

تبیت من البلاء علی حد مرهف      مرارا و یکفی اللہ ما انت خائفہ

ترجمہ۔ بسا اوقات تم ایسی مصیبت میں پڑ جاتے ہو کہ اوسکی وجہ سے تمکو کسی طرح چین نہیں آتا حالانکہ خداوند عالم اوس مصیبت کو دفع کر دیتا ہے جس سے تم خائف ہوتے ہو۔

عبداللہ بن ربیع نے کہا کہ منصور نے ان باغیوں کی سرکوبی کے بعد یہ شعر پڑھا تھا۔

و رب امور لا تضیرک ضیرة      و للقلب من مخشاتهن وجیب

ترجمہ۔ بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ اگرچہ قلب اون کے عواقب بد سے سخت خایف ہوتا ہے مگر حقیقت میں اوس سے تمکو کوئی ضرر ہی نہیں ہوتا۔

ہیثم بن عدی کہتا ہے۔ جب منصور کو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن حسن کے بیٹے اس کے عذاب سے ڈر کر مختلف مقامات میں چھپے پھرتے ہیں اس نے اپنی مثال میں یہ شعر پڑھا۔

ان قناتی منبعٌ لا یوسیھا　　　غمز الثقاف ولا دھن ولا نارُ
مسی اجرخا ئفاً تا من مسارحہ　　　وان اخف آمناً تقلق بہ الدارُ
سیروا الیّ وغضوا بعض اعینکم　　　انی لکل امری من جارہ جارُ

ترجمہ۔ میرے نیزہ کا بانس مضبوط اور سیدھا ہے جسے شکنجہ کی گرفت تیل کی تری اور آگ کی گرمی کی ضرورت نہیں جب میں کسی خوفزدہ کو امن دیتا ہوں تو اس کے تمام دور دراز کے راستے اس کے لیئے بے خطر ہو جاتے ہیں اور جب میں کسی مامون کو دھمکی دیتا ہوں تو گھر کی چار دیواری میں وہ مضطرب اور بے چین ہو جاتا ہے۔ تم میرے پاس چلے آؤ اور شرم سے آنکھیں بند کر لو میں ہر شخص کو جو میری امان میں آئے امان دیتا ہوں۔

ابو جعفر کا مولی واضح بیان کرتا ہے کہ مجھے انھوں نے باریک اور نرم کپڑے کے دو قطعات خریدنے کا حکم دیا۔ میں اکیس درہم میں خرید لایا۔ پوچھا کتنے میں لائے؟ میں نے کہا اکیس درہم میں، کہنے لگے اچھے ہیں مگر ان کی قیمت کم کراؤ کیونکہ ایک مرتبہ جب مال ہمارے پاس آتا ہے اور پھر وہ مالک کے پاس واپس جاتا ہے تو اس سے اس کی قیمت گھٹ جاتی ہے۔ میں نے وہ دونوں پارچے اس کے مالک سے لے لیئے دوسرے دن میں ان کو لیکر بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا پوچھا تم نے کیا کیا۔ میں نے کہا میں نے ان دونوں کو ان کے مالک کو لیجا کر واپس کر دیا تھا اس نے بیس درہم کم کر دیئے کہنے لگے تم نے ٹھیک کیا اچھا ان میں سے ایک کی قمیص قطع کرو اور ایک کو چادر بنا دو۔ میں نے حسب الحکم اسی طرح کر دیا۔ پندرہ دن تک بغیر بدلے وہ یہ ایک ہی قمیص پہنے رہے۔

وہ ہمیشہ اپنے اہل خاندان کو اچھی ہیئت بنانے، لباس فاخرہ پہننے، خوشبو لگانے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کو تشکر کے ساتھ ظاہر کرنے کی نصیحت کرتے رہتے تھے اگر کسی شخص کو دیکھتے کہ اس نے ان باتوں میں سے کمی کر دی ہے تو اس کو متنبہ کرتے اور کہتے۔ کہ تمہاری داڑھی کے بالوں میں غالیہ کی چمک نہیں دکھائی دیتی اس کے برخلاف فلاں شخص کی داڑھی کیسی چمکدار ہے۔ اس تنبیہ سے مقصد یہ ہوتا تھا کہ ان کے اہل خاندان ہمیشہ خوشبو کا استعمال کریں ظاہری شکل وصورت اچھی بنائیں۔ اور لباس فاخرہ زیب تن کریں تاکہ عوام پر ان کا وقار اور رعب قائم رہے۔ اگر وہ کسی اپنے عزیز کو عمدہ لباس پہنے دیکھتے تو اس کی تعریف کرتے۔

احمد بن خالد بیان کرتا ہے کہ منصور اکثر مالک بن ادہم سے حوثرہ بن سہیل کے بھائی عجلان بن سہیل کے واقعہ کو پوچھا کرتے تھے۔ مالک نے بیان کیا کہ ایک دن ہم عجلان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ہشام بن عبدالملک ہمارے سامنے سے گزرا ہم میں سے ایک شخص نے کہا وہ دیکھو احول ہمارے پاس سے گزرا۔ عجلان نے پوچھا کس سے مراد ہے اس نے کہا ہشام عجلان کہنے لگا تم امیرالمومنین کو اس برے لقب سے یاد کرتے ہو بخدا اگر تمہاری قرابت کا لحاظ نہ ہوتا تو میں تم کو قتل کر دیتا۔ منصور نے کہا بخدا ایسے شخص کے ساتھ موت و زندگی نافع ہے۔

منصور کا ایک خادم تھا جس کا رنگ زرد مائل بہ سیاہی تھا۔ یہ اپنے کام میں بہت ہشیار تھا اور اس میں کوئی برائی نہ تھی۔ ایک دن انھوں نے اس سے اس کی قومیت پوچھی اس نے کہا میں عرب ہوں پوچھا کون اس نے کہا قبیلہ خولان سے تعلق رکھتا ہوں۔ ہمارے دشمن یمن سے مجھے پکڑ لیگئے انھوں نے مجھے خصی کر دیا اور غلاموں کی طرح فروخت کر دیا۔ پہلے میں ایک اموی کے پاس رہا پھر اب آپ کے پاس ہوں۔ کہنے لگے تم غلام تو بہت اچھے ہو مگر میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ کوئی عرب میرے قصر میں میرے حرم کی خدمتگزاری کے لیئے مقرر ہو۔ اللہ اپنی عافیت میں رکھے تم آزاد ہو جہاں جی چاہے چلے جاؤ۔

منصور نے کوفہ کے فضیل بن عمران کو اپنے بیٹے جعفر کا کاتب اور

مصاحب مقرر کر دیا۔ نیز یہ اس کا مدار بھی تھا اس کی حیثیت جعفر کے پاس وہی تھی جو ابو عبید اللہ کی مہدی کے پاس تھی۔ منصور کا ارادہ تھا کہ وہ جعفر کو مہدی کے بعد ولی عہد خلافت مقرر کر دے۔ جعفر کی کھلائی عبید اللہ کی ماں کو فضیل کے خلاف سازش کرنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ اس نے فضیل کی منصور سے شکایت کی اور اشارۃً یہ بات کہدی کہ فضیل جعفر سے ناشائستہ حرکات کرتا ہے۔ منصور نے اپنے مولی ریان اور ہارون بن غزوان عثمان بن نہیک کے مولی کو فضیل کے پاس بھیجا وہ اس وقت جدید شہر موصل میں جعفر کے ساتھ قیام پذیر تھا اور حکم دیا کہ فضیل کو دیکھتے ہی اسے قتل کر دینا اس کام کے لیے منصور نے باقاعدہ فرمان لکھکر ان کو دیدیا نیز انھوں نے جعفر کو بھی اس کے متعلق لکھ بھیجا کہ ہم نے ان دونوں کو ایسا حکم دیا ہے مگر اسی کے ساتھ انھوں نے ان دونوں کو ہدایت کر دی کہ تاوقتیکہ تم اسے قتل نہ کر دو جعفر کے نام کا خط اسے نہ دینا۔

یہ دونوں منصور کے پاس سے روانہ ہو کر جعفر کے پاس آئے اور اندر جانے کی اجازت کے انتظار میں اس کے دروازے پر بیٹھ گئے اتنے میں خود فضیل باہر نکلکر ان کے پاس آیا انھوں نے اسے پکڑ لیا اور پھر منصور کا فرمان نکالا کسی نے ان کا تعارض نہیں کیا انھوں نے وہیں اس کا کام تمام کر دیا اس کے قتل ہو جانے تک جعفر کو اس واقعہ کی خبر بھی نہیں ہوئی۔ فضیل ایک نہایت متقی، پرہیزگار اور دیندار آدمی تھا۔ منصور سے لوگوں نے کہا فضیل تو نہایت ہی پاکباز اور عفیف شخص تھا جو تہمت اس پر لگائی گئی ہے وہ اس سے دوسرے تمام لوگوں کے مقابلہ میں قطعی بری تھا آپ نے اس کے خلاف کارروائی کرنے میں بہت عجلت کی اس پر منصور نے ایک دوسرا پیامبر دوڑایا اور اس سے کہا کہ اگر فضیل کے قتل سے پہلے تم اسے پالوگے تو دس ہزار درہم تم کو انعام دونگا مگر یہ قاصد اس وقت پہونچا کہ ابھی فضیل کا خون بھی خشک نہوا تھا۔

جعفر کا مولی سویہ بیان کرتا ہے کہ جعفر نے مجھے بلا بھیجا اور کہا بتاؤ امیر المومنین ایک نیک متقی عفیف شخص کے بلا جرم و قصور قتل کا کیا جواب دینگے۔ میں نے کہا وہ امیر المومنین ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں اس کے اسباب و علل

سے وہی خوب واقف ہوتے ہیں۔ جعفر نے گالی دیکر کہا میں تجھے خاص لوگوں کی طرح کلام کر رہا ہوں اور تو مجھسے عوام کی طرح کلام کرتا ہے۔ اس کے پاؤں باندھکر وجلہ میں ڈالدو۔ مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ میں نے کہا اچھا میں اس کے متعلق آپ سے گفتگو کرتا ہوں جعفر نے کہا اچھا اسے چھوڑ دو میں نے کہا بھلا تمھارے باپ سے فضیل کے متعلق کیا سوال ہوگا اس نے اپنے چچا عبداللہ بن علی، عبداللہ بن الحسن وغیرہ اور رسول اللہ کے دوسرے اہلبیت کو صریحی ظلم سے قتل کر دیا تو ان سے کیا پوچھا گیا ان کے علاوہ دوسرے دنیاداروں میں سے انھوں نے بے عدد بے شمار لوگوں کو قتل کر دیا پہلے ان لوگوں کے متعلق سوال ہوگا اس کے بعد کہیں فضیل کی نوبت آئیگی تو شاید فرعون کے خواجہ اس کی طرف سے جواب دے سکیں۔ یہ جواب سنکر جعفر ہنسنے لگا اور کہا اس پر اللہ کی لعنت ہو اسے چھوڑ دو۔

مشہور اموی شاعر اور ان کے مداح حفص کو جو حفص بن ابی جمعہ کے نام سے مشہور اور عباد بن زیاد کا مولی تھا منصور نے اپنے بیٹے مہدی کا اتالیق مقرر کر دیا تھا کہ یہ اس کی مجالس میں موؤدب کی حیثیت سے اسی کے ساتھ رہے یہ نہ صرف بنی امیہ کے عہد میں بلکہ منصور کے عہد میں بنی امیہ کا مداح تھا۔ مگر اس کے باوجود منصور نے اس کے اس فعل کو کبھی برا نہ سمجھا یہ مہدی کے عہد میں برابر اس کے ساتھ رہا مگر اس کے خلیفہ ہونے سے پہلے ہی مر گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حفص الاموی منصور کے پاس آیا اور اس سے ہمکلام ہوا چونکہ وہ اس سے واقف نہ تھے انھوں نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا امیرالمومنین میں آپکا مولی ہوں انھوں نے کہا تمھارا سا کوئی مولی میرا نہیں ہے جسے میں پہچانتا نہ ہوں اس نے کہا میں آپکا مولی اور خادم ہوں میں عبدمناف کا مولی ہوں یہ جواب منصور کو بہت پسند آیا اور اب ان کو معلوم ہوا کہ یہ بنی امیہ کا مولی ہے انھوں نے اسے مہدی کے ساتھ کر دیا اور کہا کہ اس کا خیال رکھنا۔

## منصور کی اولاد اور ازواج

ان کی اولاد میں مہدی ہے جس کا نام محمد ہے۔ اور جعفر الاکبر ان دونوں کی

ماں اروی بنت منصور، یزید بن المنصور الحمیری کی بہن تھی یہ جعفر منصور ہی کے سامنے قتل کر دیا گیا تھا۔

سلیمان، عیسےٰ اور یعقوب، ان کی ماں فاطمہ بنت محمد (یہ طلحہ بن عبیداللہ کی اولاد میں تھا) تھی۔

جعفر الاصغر، اس کی ماں ام ولد ایک کردیہ لونڈی تھی منصور نے اسے خرید کر اپنی بیوی بنالیا تھا۔ اس کے بیٹے کو ابن الکردیہ کہتے تھے۔

صالح المسکین، اس کی ماں بھی ایک رومیہ ام ولد تھی جو قالی الفراشہ کے نام سے مشہور تھی۔

قاسم۔ یہ منصور سے پہلے ہی دس سال کی عمر میں انتقال کر گیا تھا اس کی ماں ام ولد تھی جو ام القاسم کے نام سے مشہور رہے۔ بغداد کے باب الشام پر اس کا ایک باغ آجتک "ام القاسم کے باغ" کے نام سے مشہور اور موجود ہے۔

عالیہ۔ اس کی ماں ایک اموی تھی منصور نے اسحٰق بن سلیمان ابن علی بن عبداللہ بن العباس کے ساتھ اس کی شادی کردی تھی خود اسحٰق بن سلیمان سے روایت ہے کہ اس نے یہ بات بیان کی کہ میرے باپ نے مجھ سے کہا اے میرے فرزند میں نے شریف ترین عورت عالیہ بنت امیرالمومنین سے تمہاری شادی کی ہے۔ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ ہمارے کفو کون ہیں انھوں نے کہا ہمارے دشمن بنی امیہ ہمارے کفو ہیں۔

# منصور کی وصایا

جب اس سال یعنی ۱۵۸ھ کے ماہ شوال میں منصور حج کے ارادے سے مکہ روانہ ہوئے تو قصر عبودیہ میں آکر فروکش ہوئے۔ کئی دن یہاں مقیم رہے مہدی ان کے ساتھ تھا۔ اثنائے سفر میں یہ اسے وصیت کرتے جاتے تھے، اسی قصر کے قیام میں ماہ شوال کے ختم میں ابھی تین راتیں باقی تھیں کہ طلوع سحر کے وقت ایک ستارہ ٹوٹا جس کی روشنی طلوع شمس تک نمایاں رہی اب وہ صبح و شام روزانہ مہدی کو خزانہ اور ملک کی صیانت و حفاظت کے متعلق وصیت کرتے تھے اس قصر میں قیام کے دوران میں وہ اور مہدی ہر وقت ساتھ رہتے کسی ضرورت ہی سے جدا ہوتے تھے جب وہ دن آیا جس میں ان کا ارادہ کوچ کر جانے کا ہوا انھوں نے مہدی کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں نے تمام باتیں پہلے ہی تمہارے لیئے مہیا کر دی ہیں تم کو کچھ کرنا نہیں ہے البتہ اب میں اور چند نصیحتیں تم کو کرتا ہوں مگر امید نہیں کہ تم ان پر کاربند ہو سکے۔ ان کے پاس ایک پٹارہ تھا جس میں ان کے علم کا سارا دفتر محفوظ تھا وہ مقفل رہتا تھا اپنے سوا نہ کسی دوسرے کو کھولنے دیتے تھے اور نہ اس کی کنجی دیتے تھے ہمیشہ اس کی کنجی اپنے قمیص کی جیب میں محفوظ رکھتے تھے جب اس کی ضرورت ہوتی تھی تو صرف حماد الترکی کا یہ منصب تھا کہ وہ اس پٹارے کو ان کے پاس لاتا اگر وہ کسی وقت ان کے پاس نہ ہوتا باہر گیا ہوتا تو پھر سلمہ خادم اس پٹارے کو ان کے پاس لاتا۔

مہدی سے کہا کہ اس پٹارے کو اچھی طرح حفاظت سے رکھنا کیونکہ

اس میں تمھارے آباء کا سارا علمی ذخیرہ محفوظ ہے۔ جو واقعات ہو چکے ہیں اور جو واقعات آیندہ قیامت تک پیش آئیں گے وہ سب اس میں درج ہیں۔ اگر کسی معاملہ میں تم کو دشواری پیش آجائے تو اس کے متعلق پہلے بڑے دفتر میں دیکھنا اگر تمھیں وہ بات اس میں معلوم ہو جائے جسے تم تلاش کرو تو فبہا ورنہ دوسرے اور تیسرے دفتر میں تلاش کرنا یہاں تک کہ ساتوں دفتر ختم کردو اگر ان میں سے کسی میں کوئی بات معلوم نہ ہو تو پھر وہ چھوٹی بیاض دیکھنا اس میں تم کو ضرور وہ بات معلوم ہو جائے گی۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر عمل پیرا نہ ہو گے۔

اس شہر پر نظر رکھنا اور ہرگز اسے مت بدلنا یہ تمھارا گھر اور وجہ عزت ہے میں نے اس میں اس قدر روپیہ جمع کر دیا ہے کہ اگر دس سال تک بھی خراج وصول نہو تو یہ اندوختہ باقاعدہ فوج کی تنخواہ انتظام مملکت کے اخراجات اہل دعیال اور اہل خاندان کی معاش اور سلطنت کی سرحدوں کی حفاظت وصیانت کے لیئے بالکل کافی ہو گا۔ تم اس شہر کا خیال رکھنا جب تک خزانہ معمور رہیگا تمھاری عزت برقرار رہے گی مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر کاربند نہو گے۔

میں تم کو اپنے خاندان والوں سے نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں تم ہمیشہ لوگوں کے سامنے ان کی عزت افزائی کرتے رہنا ان کو دوسروں پر مقدم رکھنا، ان کے ساتھ ہمیشہ احسان کرتے رہنا۔ ان کا بہت زیادہ خیال رکھنا۔ دربار میں سب سے پہلے ان کو آنے کی اجازت دینا۔ ان کو امیر بنانا کیونکہ ان کی عزت اصل میں تمھاری عزت ہے اور ان کی نام آوری و شہرت تمھاری نام آوری اور شہرت ہے۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر عمل نہ کرو گے۔

اپنے موالیوں کا بہت خیال رکھنا ان پر احسان کرنا اپنی قربت کا فخر ان کو دینا۔ ان میں اضافہ کرنا۔ کیونکہ ضرورت کے وقت یہی تمھارا ساتھ دیں گے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر بھی عمل نہ کرو گے۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اہل خراسان کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آنا یہ تمھارے انصار اور شریک کار ہیں یہی وہ ہیں جنھوں نے تمھاری حکومت کے قیام کے لیئے جانیں اور مال قربان کیا ہے اگر تم ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو گے تو

کبھی بھی ان کے دلوں سے تمہاری محبت زائل نہ ہوگی ان کے خطاکار سے درگزر کرنا ان کے خدمات کا صلہ دینا۔ جو ان میں سے مر جائے اس کی جگہ اس کی اولاد یا اعزا میں سے کسی کو مقرر کرنا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر بھی عمل نہ کرو گے۔

مدینۂ شرقیہ کبھی مت بنانا کیونکہ تم اس کی تعمیر پوری نہ کر سکو گے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم میری اس وصیت پر بھی عمل نہ کرو گے۔ بنی سلیم کے کسی شخص سے اعانت نہ لینا۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم ضرور ایسا کرو گے۔ حکومت کے معاملات میں عورتوں کو مشیر نہ بنانا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم ضرور ایسا کرو گے۔

وصایا کے متعلق مذکورۂ بالا بیان ہشیم کا ہے اس کے علاوہ دوسرے راویوں نے بیان کیا ہے کہ مکہ جاتے وقت منصور نے مہدی کو بلا کر کہا کہ میں اب جا رہا ہوں اور واپس نہیں آؤں گا۔ کیونکہ بہر حال ایک دن ہمیں اللہ کے یہاں جانا ہی ہے میں اپنے اس خط کو اللہ کی برکت کے ساتھ سر بمہر تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ جب تم کو میری موت کا علم ہو اور تم حکمراں ہو جاؤ اس وقت اس خط کو دیکھ لینا۔ مجھ پر قرض ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ تم ادا کرو‘ مہدی نے کہا بسر و چشم میں اس کے لیئے حاضر ہوں کہنے لگے تین لاکھ درہم سے کچھ زیادہ ہے۔ اسے میں اچھا نہیں سمجھتا کہ مسلمانوں کے بیت المال سے یہ رقم دی جائے۔ یہ تم اپنے ذمہ لے لو کیونکہ جس منصب پر تم فائز ہو گے اس کی قدر و قیمت اس روپیہ سے کہیں زیادہ ہے۔ مہدی نے کہا میں اس کے لیئے حاضر ہوں۔ پھر کہا یہ میرا قصر میری ذاتی ملک ہے اسے میں نے اپنے روپیہ سے بنایا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس میں تمہارا جو حصہ ہے وہ تم اپنے چھوٹے بھائیوں کو دیدینا۔ مہدی نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ کہنے لگے میرے جو خدام خاص ہیں ان کو تم اپنی ہی خدمت میں لے لینا۔ برطرف نہ کر دینا کیونکہ خلیفہ ہونے کے بعد تم کو تو ان کی چنداں ضرورت نہ رہے گی مگر ان کو اس وقت بر سر کار رہنے کی اب سے

زیادہ ضرورت ہو جائے گی مہدی نے اس کے لیئے بھی اقرار کیا۔ کہنے لگے البتہ میری ذاتی جایداد کے متعلق میں تم کو اس قسم کی تکلیف نہیں دینا چاہتا البتہ اگر تم خود ایسا کرو تو یہ بات میری خوشی کا باعث ہوگی۔ مہدی نے اس کا بھی اقرار کیا۔ کہا تو اچھا تم اپنے چھوٹے بھائیوں کو جو میں نے کہا ہے دیدینا اور جایداد میں البتہ تم ان کے برابر کے شریک رہو گے۔ میرے کپڑے اور دوسرا سامان اپنے بھائیوں کو دیدینا۔ مہدی نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ اس پر کہا اللہ اس خلافت کو تمھارے لیئے مبارک و سرفراز کرے اور ہمیشہ تمھارا کارساز رہے۔ حکومت ملنے کے بعد ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا۔ ان وصایا کے بعد وہ کوفہ کی سمت روانہ ہوے۔ قربانی کے اونٹ ساتھ لئے ان کے بال کٹوائے ان کے گلے میں قلادہ باندھا۔ ابھی ماہ ذیقعدہ کے کچھ ہی دن گزرے تھے۔

جمرۃ العطارہ۔ جو منصور کی عطارہ تھی بیان کرتی ہے کہ جب وہ حج کے لئے جانے لگے تو اپنی بہو ریطہ بنت ابی العباس مہدی کی بیوی کو پاس بلایا مہدی اس وقت رے میں تھا جو وصایا کرنا تھیں وہ سب اس سے کہدیں اور ایک عہد لکھکر اس کے سپرد کیا۔ تمام خزانوں کی کنجیاں اسے دیدیں۔ ہر بات اچھی طرح سمجھا دی اور سخت قسم دیکر یہ اقرار واثق لے لیا کہ ان خزانوں کے کوٹھوں میں سے بعض کو کبھی نہ کھولا جائے اور سوائے مہدی کے اور کسی دوسرے کو ان کی اطلاع نہ ہونے پائے اور یہ بھی صرف اس وقت ہو جب کہ تم کو میری موت کی سچی خبر معلوم ہو۔ میرے مرنے کے بعد البتہ صرف وہ اور مہدی ان کوٹھوں کو کھولیں وہاں کوئی تیسرا شخص بھی نہ ہو۔ جب مہدی رے سے مدینۃ السلام آیا تو ریطہ نے خزانوں کی کنجیاں اس کے حوالے کیں اور کہدیا کہ منصور مجھے یہ دیگئے ہیں اور تاکید کر دی ہے کہ جب تک تمھیں میرے مرنے کی صحیح اطلاع نہ پہونچے اس وقت تک تم نہ کوٹھے کھولنا اور نہ اس کی کسی دوسرے کو اطلاع دینا چنانچہ جب مہدی کو ان کے مرنے کی خبر ہوئی اور وہ خود اب

خلیفہ ہوا تو اس نے کوٹھے کا دروازہ کھولا ریطہ بھی اس کے ہمراہ تھی متعدد ستونوں کا ایک بڑا کمرہ نظر آیا اس میں آل ابی طالب کے مقتولوں کی بہت سی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ان کے کانوں میں رقعے بندھے ہوئے تھے جن میں ان کا نسب درج تھا۔ ان کثیر تعداد مقتولوں میں کم سن بچے، جوان اور بوڑھے سب ہی تھے اس منظر کو دیکھکر مہدی لرز گیا۔ اس نے ایک گڑھا کھدوایا اور ان سب لاشوں کو اس میں دفن کر کے اس پر ایک قبہ بنوادیا۔

اسحٰق بن عیسیٰ بن علی اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے اُسنے کہا کہ میں نے ۱۵۸ھ میں مکہ جاتے ہوئے منصور کو مہدی سے رخصت کے وقت یہ کہتے سنا ''اے ابو عبداللہ میں ذی الحجہ میں پیدا ہوا تھا اور ذی الحجہ ہی میں مجھے خلافت ملی اب میرے قلب میں یہ بات خود بخود آئی ہے کہ اس سال کے ذی الحجہ میں میری موت واقع ہوگی اس خیال نے مجھے حج پر آمادہ کیا ہے، میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ جب میرے بعد مسلمانوں کے حکومت کی باگ تمھارے ہاتھ میں آئے تم ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا اگر اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمھاری مشکل کو آسان کر دیگا۔ تم کو سلامتی اور نتیجہ میں کامیابی دے گا اور غیر متوقع طریقوں سے تم کو کامیابی ہوتی رہے گی۔ اے میرے فرزند مسلمانوں کے ساتھ سلوک کرنے میں محمد صلعم کا خیال رکھنا۔ اللہ تمھارے معاملات کی حفاظت کرے گا۔ کسی کو بلا وجہ قتل کرنے سے اجتناب کرنا کیونکہ یہ اللہ کے نزدیک بڑا ہی سخت گناہ ہے اور دنیا میں مستقل عار ہے جو عمر بھر نہیں جاتا۔ ہمیشہ جہاد کرتے رہنا کیونکہ دین و دنیا دونوں جگہ اس کا ثواب اور فائدہ تم کو حاصل ہوگا۔ حدود شرعیہ کو قایم کرنا مگر اس میں حد سے متجاوز نہ ہونا ورنہ برباد ہو جاؤ گے اگر اللہ اپنے دین مبین کی اصلاح اور بندوں کو معاصی سے روکنے کے لیئے حدود مقررہ کے علاوہ اور تدابیر مناسب سمجھتا تو اس کے متعلق اپنی کتاب میں حکم دیدیتا۔ البتہ یہ تم کو معلوم رہے کہ ان مفسدین کے لیئے جو اللہ کی حکومت اور اس کی سرزمین میں فتنہ و فساد برپا کرنا چاہتے ہیں اس پر اپنی کتاب میں نہایت سخت سزا اور عذاب کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ اس کے

متعلق ارشاد ہے اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا (پوری آیہ) بیشک ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنا چاہتے ہیں (یہ ہے) اے میرے فرزند حکومت اللہ کی مضبوط رسی مستحکم دستہ اور پائیدار سلک الٰہی ہے۔ اس کی اچھی طرح نگرانی رکھنا اسے مضبوط کرنا اس کی مدافعت کرنا جو اس میں الحاد پیدا کریں یا اس سے نکل جائیں یا خروج کریں انھیں ہلاک کر دینا انھیں عذاب دینا ان کے دست و پا قطع کرا دینا اللہ نے اپنے کلام مستحکم میں جو احکام دئیے ہیں ان سے سرمو تجاوز نہ کرنا ہمیشہ عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرنا اس سے آگے نہ بڑھنا۔ انصاف ایسا حربہ ہے جس کے ہوتے ہوئے بغاوت نہ سرسبز ہو سکتی ہے اور نہ دشمن کو کسی قسم کی کامیابی ہو سکتی ہے اگر کوئی تکلیف رونما بھی ہو جائے تو وہ فوراً دفع ہو جاتی ہے، سرکاری مالگزاری میں سے کبھی کچھ اپنے لئے نہ لینا کیونکہ جو کچھ میں تمھارے لئے چھوڑ جاؤں گا اس کے ہوتے ہوئے اس کی تم کو حاجت ہی نہ پڑے گی۔ برسر حکومت آتے ہی اپنی فرمانروائی کی ابتدا عزیز و اقربا کو انعام و صلہ دینے سے کرنا سرکاری روپیہ میں نہ اسراف کرنا اور نہ اسے اپنے اوپر خرچ کرنا۔ سرحدوں پر ہمیشہ کافی فوج و اسلحہ تیار رکھنا۔ اطراف سلطنت کو اپنے ضبط میں رکھنا راستوں کو مامون رکھنا اپنے اور رعایا کے درمیانی لوگوں کو بہت ہی خاص طور پر سوچ سمجھ کر مقرر کرنا معاش میں اضافہ کرنا عوام کو جمعیت خاطر عطا کرنا رفاہ عام کے لیئے انتظام کرنا۔ ان کی تکالیف کو دور کرنا سلطنت کی آمدنی میں اضافہ کرتے رہنا اور اسے جمع رکھنا۔ کبھی فضول خرچی نہ کرنا کیونکہ معلوم نہیں کہ کس وقت غیر متوقع مصائب و حوادث پیش آجاتے ہیں۔ بلکہ زمانے کی عادت مستمرہ ہی یہ ہے کہ مصائب غیر متوقع ہوتے ہیں۔ جس قدر تم سے ممکن ہو اس قدر سپاہی۔ جانور اور باقاعدہ فوج مستعد رکھنا کبھی ایسا نہ کرنا کہ آج کا کام کل پر اٹھا رکھو۔ کیونکہ اس طرح پھر ہجوم کار ہو جائیگا اور کوئی کام بھی ٹھکانے سے نہ ہو سکے گا۔ جو امور تصفیہ طلب پیش آئیں انھیں

ان کے حسب ترتیب وقوع اسی وقت انجام دینا۔ اس میں ہر گز تاخیر نہ کرنا بلکہ پوری مستعدی اور آمادگی سے تمام کام اسی وقت انجام دینا رات کے لیئے ایسے مشیر اپنے پاس جمع کرنا جو دن میں پیش آنے والے واقعات سے باخبر ہوں تمام احکام خود دینا اور خود ہی تمام مہات امور پر غور و خوض کرتے رہنا اس سے نہ گھبرانا نہ درماندہ اور سست ہونا اپنے رب کے متعلق ہمیشہ حسن ظن رکھنا اور اپنے عاملوں اور کاتبوں کے متعلق ہمیشہ بدگمان، شب بیدار رہنا جو لوگ تمھارے دروازے پر شب باش ہوں ان کا حال اور ضرورت دریافت کرنا، اپنے دربار میں آنے کے لیئے سہولت دینا تاکہ ہر شخص آسانی سے تم تک بار پاسکے۔ جو لوگ اپنا جھگڑا تمھارے پاس لائیں اس پر غور کر کے مناسب احکام نافذ کرنا۔ ان تمام نزاعات کو ایسی آنکھ کے سپرد کرنا جو ہر وقت بیدار ہو اور تصفیۂ نزاعات میں اپنے نفس کو دخل دینے کی اجازت نہ دینا۔ سوتے مت رہنا کیونکہ جس روز سے تمھارا باپ خلیفہ ہوا وہ نہیں سویا اگر کبھی اس کی آنکھ لگ بھی گئی تو اس کا دل ہمیشہ بیدار رہا۔ یہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں اور تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو۔

راوی کہتا ہے کہ یہ وصیت کر کے منصور نے مہدی کو خیرباد کہا۔ اس وقت دونوں کے قلب امنڈ آئے اور وہ رو پڑے۔

سعید بن حریم کی روایت ہے کہ اپنے سنہ وفات میں جب منصور حج کے لیئے روانہ ہوئے تو مہدی نے انکی مشایعت کی منصور نے کہا اے میرے بیٹے میں نے تمھارے لیئے اس قدر روپیہ جمع کر دیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی خلیفہ نے نہیں کیا تھا اسی طرح میں نے اس قدر موالی تمھارے لیئے جمع کر دیئے ہیں جو مجھ سے پہلے کسی خلیفہ سنے نہیں کیئے تھے اسی طرح میں نے تمھارے لیئے ایک ایسا عمدہ شہر بنا دیا ہے جو کسی دوسرے نے عہد اسلام میں آج تک نہیں بنایا تھا مجھے تمھارے متعلق صرف ان دو شخصوں عیسٰی بن موسٰی اور عیسٰی بن زید سے اندیشہ ہے کہ یہ تمھارے خلاف شورش برپا کریں گے عیسٰی بن موسٰی نے ایفائے بیعت کے لیئے میرے سامنے ایسے عہد و پیمان کیئے ہیں کہ ان کی موجودگی میں مجھے

اس سے زیادہ اندیشہ نہیں اگر مجھے اپنی بدنامی کا اندیشہ نہوتا تو بخدا میں اس کا کام ہی تمام کر دیتا اور تم کو اس اندیشہ کی نوبت ہی نہ آتی اب بھی تم ایسے تو اپنے دل سے نکال ہی دو اب رہا عیسیٰ بن زید تو اس پر فتح پانے کے لیئے اگر تم یہ تمام روپیہ خرچ کر دو اور اپنے یہ تمام موالی کٹوادو اور یہ شہر بھی منہدم کر دو تب بھی مجھے کوئی اعتراض نہو گا۔

موسیٰ ابن ہارون بیان کرتا ہے کہ مکہ جاتے ہوئے جب منصور آخر منزل میں فروکش ہوئے تو ان کی نظر مکان کے صدر پر پڑی وہاں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابا جعفر حانت وفاتک وانقضت ✣ سنوک وامر اللہ لا بد واقع۔
ابا جعفر ھل کاھن او منجم ✣ لک الیوم من حر المنیۃ مانع

(ترجمہ) اے ابوجعفر تمھاری موت قریب آگئی ہے اور تمھاری عمر پوری ہو چکی ہے اور اللہ کا حکم ضرور ہو کر رہیگا کیا اب کوئی کاہن یا منجم تم کو موت کی تکلیف سے بچا سکتا ہے۔

یہ پڑھ کر انھوں نے منزلوں کے میر عمارت کو طلب کر کے پوچھا کہ آیا میں نے تم کو یہہ حکم نہیں دے رکھا ہے کہ میری قیامگاہ میں کسی بدمعاش کو گھسنے نہ دینا پھر یہ کیا ہے۔ اس نے عرض کیا امیر المومنین بخدا اس مکان کی تعمیر کے ختم ہونے کے بعد سے اب تک کوئی شخص اس کے اندر داخل نہیں ہوا۔ انھوں نے کہا اوپر پڑھو کیا لکھا ہے۔ اس نے عرض کیا مجھے تو وہاں کچھ نظر نہیں آتا۔ انھوں نے میر حاجب کو طلب کر کے اس سے کہا کہ پڑھو اس مکان کے اوپر کیا لکھا ہے اس نے عرض کیا مجھے تو وہاں کچھ بھی لکھا نظر نہیں آتا۔ تب انھوں نے وہ دونوں شعر خود املا کرائے جو ضبط تحریر میں لائے گئے اس کے بعد انھوں نے میر حاجب سے کہا کہ کلام پاک کی کوئی ایسی آیت اس وقت تلاوت کرو جس سے اللہ عزوجل کے حضور میں جانے کا شوق پیدا ہو اس نے پڑھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ✣ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (ترجمہ) اور ظالموں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس کروٹ پلٹائے جاتے ہیں۔ سنکر غصہ میں حکم

دیا کہ اس کے منہ پر تھپڑ مارو چنانچہ اس کے جبڑوں پر تھپڑ رسید کیے گئے۔ کہنے لگے اس آیت کے علاوہ تجھے تلاوت کے لیے اور دوسری کوئی آیت ہی نہ ملی اس نے کہا امیرالمومنین اس آیت کے ماسوا تمام قرآن میرے حافظہ سے محو کر دیا گیا۔ اس واقعہ کو فال بد سمجھ کر حکم دیا کہ اسی وقت یہاں سے کوچ کیا جائے۔ ایک گھوڑے پر سوار ہوئے جب سقر نام وادی میں آئے جو مکہ کے راستہ کی آخری منزل تھی تو یہاں ان کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی یہ گرے جس سے ان کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی وہیں انھوں نے انتقال کیا اور بیر میموں میں سپرد خاک کر دیے گیے۔

محمد بن عبداللہ بنی ہاشم کا مولی ایک اہل علم و ادب کی روایت بیان کرتا ہے کہ منصور نے اپنے مدینہ کے قصر میں ایک ہاتف غیبی سے کچھ شعر سنے اور پھر کہا کہ اب میری موت کا وقت آپہونچا۔

عبدالعزیز بن مسلم کہتا ہے۔ ایک دن میں منصور کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوا۔ میں نے سلام کیا مگر وہ کچھ ایسے مبہوت تھے کہ جواب ہی نہ دیا۔ تھوڑی دیر توقف کے بعد میں ان کی اس حالت کو دیکھکر واپسی کے لیے مڑا تو انھوں نے چونک کر کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ کوئی شخص مجھے شعر سنا رہا ہے جس میں میری موت کی خبر ہے اسی خواب کی وجہ سے میں اس قدر پریشان اور غمگین ہوں کہ اسے تم نے بھی محسوس کر لیا۔ میں نے کہا یہ تو کوئی برا خواب نہیں ہے۔ آپ پریشان نہوں۔ اس واقعہ کے کچھ ہی عرصہ کے بعد حج کے لیے روانہ ہوئے اور اسی سفر میں ان کا انتقال ہو گیا۔

ہشام بن محمد اور محمد بن عمر وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال مکہ میں اسی رات کی صبح کو جس میں منصور نے انتقال کیا تھا محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ سنیچر کا دن تھا اور ۶ ذی الحجہ ۱۵۸ھ ہجری تاریخ تھی۔ واقدی کہتا ہے کہ مہدی کے لیے اس سال کے ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں نو راتیں باقی تھیں جب بغداد میں بیعت لی گئی۔ اس کی ماں ام موسیٰ بنت منصور بن عبداللہ بن یزید بن شمر الحمیری تھی۔

# مہدی کی خلافت

## نام - محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس

### مہدی کی بیعت کے واقعات

علی بن محمد النوفلی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے "جس سال ابوجعفر کا انتقال ہوا میں بھی بصرہ کے راستے سے حج کے لیے روانہ ہوا۔ ابوجعفر نے کوفہ کا راستہ اختیار کیا تھا میں ذات عرق میں ان سے جا ملا۔ یہاں سے میں ان کے ساتھ ہو گیا جب وہ سوار ہوتے میں سامنے آکر سلام کر لیتا۔ بیماری کی وجہ سے وہ بہت نحیف و لاغر تھے۔ صورت سے موت کے آثار ہویدا تھے بیر میموں پہونچکر انھوں نے منزل کی اور ہم مکہ میں داخل ہو گئے۔ میں نے عمرہ ادا کیا۔ میں روزانہ ان کے قیام گاہ جایا کرتا تھا اور زوال کے وقت کے قریب تک ٹھہرتا پھر مکہ واپس آجاتا۔ دوسرے تمام بنی ہاشم کا بھی یہی دستور تھا۔

ان کا مرض اور شدید ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ اسی اثناء میں وہ رات آئی جس میں ان کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ ہمیں ابھی ان کے مرنے کی خبر نہیں ہوئی تھی اس لیے میں نے حسب معمول علی الصباح صبح کی نماز حرم میں پڑھی اور اپنے صرف دونوں کپڑوں (احرام) کو پہنے سوار ہوا ان کے اوپر سے تلوار حمائل کر لی میں محمد بن عون بن عبداللہ بن الحارث کے ساتھ جو بنی ہاشم کے سربرآوردہ بزرگوں میں سے تھے ہو لیا آج وہ بھی گلابی رنگ کے دو کپڑے پہنے تھے یہی ان کا احرام تھا ان کے اوپر سے انھوں نے بھی تلوار حمائل کر لی تھی۔ بنی ہاشم کے بزرگ حضرت عمرؓ بن الخطاب اور عبداللہ بن جعفر کی حدیث

نیز اس کے متعلق حضرت علیؓ کے قول کی وجہ سے گلابی رنگ کا احرام باندھتے تھے۔ جب ہم السطح پہونچے تو وہاں ہمیں عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان رسالہ دار پیدل سپاہ کے ساتھ مکہ آتے ہوئے ملے۔ ہم نے ان کی طرف مڑکر ان کو سلام کرلیا اور پھر اپنی راہ ہو لئے۔ محمد بن عون نے مجھ سے پوچھا ان دونوں کی ظاہری حالت اور اس وقت مکہ میں داخل ہونے سے تم کیا سمجھے۔ میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ منصور کا انتقال ہو چکا ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ مکہ کو حصن بنالیں۔ واقعہ بھی یہی تھا۔ ہم ابھی چل ہی رہے تھے کہ ایک شخص کسی کو جس کی صورت باوجود سپیدۂ سحری نمودار ہونے کے اچھی طرح دکھائی نہ دیتی تھی ہمارے سامنے سے آکر ہمارے دونوں کے گھوڑوں کی گردنوں کے درمیان سے ہوتا ہوا ہمارے قریب آیا اور اس نے یہ بات کہی کہ بخدا منصور کا انتقال ہو گیا یہ کہتے ہی وہ غائب ہو گیا ہم اپنے راستے چلتے ہوئے ان کی چھاؤنی آئے۔ اس شامیانے میں آئے جہاں آکر روز بیٹھتے تھے۔ وہاں دیکھا کہ موسیٰ ابن مہدی شامیانے کے ستونوں کے پاس ہم سے پہلے آکر کھڑا ہوا ہے اسی طرح قاسم بن منصور بھی شامیانے کے ایک کونے میں موجود ہے۔ جب سے ہم ذات عراق میں منصور کے ساتھ ہوئے تھے ہم نے یہ دیکھا کہ جب منصور اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تو یہ قاسم انکے آگے آگے ان کے اور صاحب شرط کے بیچ میں ہوکر چلتا اور لوگوں سے کہتا جاتا کہ جسے کوئی درخواست دینا ہو مجھے دیدے جب میں نے اسے شامیانے کے ایک سمت میں اور موسیٰ کو برآمد پایا تو مجھے یقین آگیا کہ منصور کا انتقال ہو چکا ہے۔ ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے کہ حسن بن زید وہاں آیا اور میرے پہلو میں مجھ سے بھڑ کر بیٹھ گیا اب اور تمام درباری آگئے کہ تمام شامیانہ بھر گیا۔ ان میں ابن عیاش المنتوف بھی تھا ہم سب خاموش بیٹھے تھے کہ ہمیں آہستہ آہستہ رونے کی آواز آئی حسن نے مجھ سے پوچھا کیا تمہارے خیال میں ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ میں نے کہا نہیں ایسا تو نہیں معلوم ہوتا البتہ معلوم ہوتا ہے کہ اب یا تو آخری وقت ہے یا غفلت طاری ہو گئی ہے۔ ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ ابوالعنبر حبشی منصور کا خاص خدمت گار سینے اور پشت پر سے اپنی

قبا دریدہ کئے سر پر خاک ڈالے سامنے آیا اور کہا" ہائے امیر المومنین" ہم سب کے سب فوراً کھڑے ہوے اور ابوجعفر کے خیموں کی طرف چلے چاہتے تھے کہ ان کے پاس جائیں مگر خادموں نے اندر جانے سے روکدیا اور الٹے پاؤں پلٹا دیا۔ ابن عیاش المنتوف نے کہا سبحان اللہ آپ حضرات کو کیا ہو گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کسی خلیفہ کی موت کا واقعہ آپ کے سامنے نہیں گزرا۔ دل ٹھکانے رکھئے اور تشریف رکھیے ' سب لوگ بیٹھ گئے۔ قاسم نے کھڑے ہو کر اپنے کپڑے چاک کر دیئے اور اپنے سر پر مٹی ڈال لی مگر موسیٰ چونکہ کمسن بچہ تھا وہ اسی طرح خاموش اپنی جگہ بیٹھا رہا اس کے بعد ربیع اندر سے آیا اس کے ہاتھ میں کاغذ کا ایک طومار تھا جس کا نچلا سرا زمین سے لگ رہا تھا اب اس نے اس کا سرا ہاتھ میں لے کر اسے پڑھنا شروع کیا" بسم اللہ الرحمن الرحیم" یہ منشور عبداللہ المنصور امیر المومنین کی طرف سے اپنے بعد کے بنی ہاشم اپنے خراسانی شیعہ اور عام مسلمانوں کے نام ہے۔ اتنا پڑھا تھا کہ وہ کاغذ اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور ربیع رو پڑا اس کی حالت دیکھ کر دوسرے تمام حاضرین رو پڑے اب اس نے پھر وہ کاغذ ہاتھ میں لیا کہنے لگا اگرچہ آپ لوگوں کو ضبط گریہ پر قدرت نہیں ہے مگر مجبوری ہے کیا کیا جائے۔ یہ امیر المومنین کا عہد ہے جو بحال مجھے آپ کو سنانا ہے مہربانی فرما کر خاموش رہیئے جب سب چپ ہو گئے۔ اس نے پھر پڑھنا شروع کیا۔" اما بعد میں یہ تحریر حالت زندگی میں لکھ رہا ہوں آج میرے لیئے اس دنیا کا آخری اور آخرۃ کا پہلا دن ہے میں آپ پر سلامتی بھیجتا ہوں اور اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے بعد آپ کو فتنوں میں مبتلا نہ کرے اور جتھابندی سے محفوظ رکھے تاکہ آپ ایک دوسرے کے گزند سے مامون ومصئون رہیں میں خاص طور پر بنی ہاشم اور اہل خراسان کو مخاطب کرتا ہوں اس کے بعد ربیع نے ان کی وہ وصیت پڑھنا شروع کی جو انھوں نے مہدی کے بارے میں کی تھی اس بیعت کو یاد دلایا جو ان سب نے اس کے لئے پہلے سے کی تھی اور انھیں اپنی سلطنت کے قیام اور عہد کی وفا پر ترغیب و تحریص دی تھی' یہ منشور آخر تک پڑھا گیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آخری جملے ربیع نے اپنی طرف سے بڑھا کر ان کے منشور میں لاحق کر دیے تھے بہر حال اس کے بعد اس نے لوگوں کے چہروں پر نظر دوڑائی۔ بنی ہاشم کے قریب آکر حسن بن زید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا اے ابو محمد اٹھو اور بیعت کرو۔ حسن اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ ربیع اسے موسیٰ کے پاس لایا اور اس کے سامنے بٹھایا حسن نے موسیٰ کا ہاتھ پکڑا اور پھر حاضرین کو مخاطب کر کے کہا "حضرات امیرالمومنین منصور نے مجھے مارا تھا میری جایداد ضبط کر لی تھی مہدی نے ان سے میری سفارش کی وہ مجھ سے خوش ہو گئے تھے مہدی نے ان سے میری املاک کی بحالی کے لیے بھی کہا مگر اس بات کو انھوں نے نہ مانا اس پر مہدی نے اپنے پاس سے میری تمام املاک کی نہ صرف بحالی کی بلکہ ایک کے عوض میں دوچند عطا کیں اس لیے مجھ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے جو خلوص دل اور طیب خاطر سے ان کے لیے بیعت کرے۔" اب اس نے مہدی کے لیے موسیٰ کی بیعت کی اس کے ہاتھ کو چھو لیا اس کے بعد ربیع محمد بن عون کے پاس آیا اور ان کی کبر سنی کی وجہ سے ان کو اس نے مقدم کیا ان کے بعد وہ میرے پاس آیا مجھ سے کہا اٹھو اس طرح بیعت کرنے والوں میں اس روز میں تیسرا تھا ہمارے بعد پھر دوسرے تمام حاضرین نے بیعت کی اس سے فارغ ہو کر وہ خیموں میں چلا گیا وہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر ہم بنی ہاشم کے پاس آیا اور کہا کہ اندر تشریف لے چلیے۔ ہم سب بنی ہاشم اس کے ساتھ اندر گئے اس روز ہماری کثیر تعداد وہاں موجود تھی ہم میں اہل عراق اہل مکہ اور اہل مدینہ سب ہی تھے جو اس سال حج کے لیے آئے تھے۔ اندر گئے۔ دیکھا کہ منصور اپنے تختے پر کفن پہنے پڑے ہیں۔ چہرہ کھلا ہوا ہے ہم نے ان کو اٹھایا اور اسی طرح تین میل چلکر مکہ لائے۔ اس وقت بھی ان کی صورت میری آنکھوں میں پھر رہی ہے تختے کے پائے کے قریب ہو کر جب میں کاندھا دیتا تو ان کا چہرہ نظر آجاتا، چونکہ موسم میں منڈوانے کے لیے انھوں نے اپنے بال چھوڑ دیے تھے اس لیے ہوا سے ان کی داڑھی کے بال اڑ رہے تھے۔ خضاب بھی جاتا رہا تھا۔ ہم اسی طرح انھیں ان کی قبر پر لائے اور ان کو اتار دیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جس رات ابو جعفر نے انتقال کیا علی بن عیسیٰ بن ماہان نے سب سے پہلے یہ بات اٹھائی کہ ان سب نے مل کر عیسیٰ بن موسیٰ سے کہا کہ آپ مہدی کی تجدید بیعت کریں اس تجویز کا بانی اصلی تو ربیع تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اس سے انکار کیا اس بنا پر جو سرداران فوج وہاں موجود تھے وہ اس کے پاس آتے اور جاتے رہے آخرکار علی بن عیسیٰ بن ماہان اٹھا۔ اس نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور ننگی تلوار لیکر عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف بڑھا کہنے لگا سیدھی طرح سے بیعت کر دو ورنہ ابھی کام تمام کئے دیتا ہوں۔ یہ رنگ دیکھکر عیسیٰ نے بیعت کی اس کے بعد دوسرے لوگوں نے بیعت کی۔

موسیٰ بن ہارون بیان کرتا ہے کہ موسیٰ بن مہدی اور ربیع منصور کے مولیٰ نے منارہ منصور کے دوسرے مولیٰ کو ان کی خبر مرگ اور مہدی کے لئے بیعت لیے جانے کی خبر پہونچانے کے لیے مہدی کے پاس روانہ کیا اس کے جانے کے بعد حسن الشروی کے ہاتھ رسول اللہ صلعم کا عصائے مبارک اور وہ چادر جو خلفاء میں متوارث چلی آتی تھی مہدی کے پاس بھیجی۔ نیز ربیع نے ابو العباس الطوسی کو بھی خاتم خلافت دے کر منارہ کے ہمراہ کیا ان انتظامات کے بعد سب کے سب مکہ سے نکلے۔ عبداللہ بن المسیب بن زہیر حسب دستور بھالا لیکر صالح بن المنصور کے آگے ہوا منصور کی زندگی میں یہ خدمت اسی کے تفویض تھی۔ قاسم بن نصر بن مالک نے جو اس روز موسیٰ بن المہدی کا صاحب شرط تھا بھالے کو توڑ ڈالا۔ اس کے علاوہ چونکہ علی بن عیسیٰ بن ماہان کو عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھوں اذیت پہونچی تھی اور یہ اذیت اس کے راوندیہ فرقہ میں ہونے کی وجہ سے پہونچی تھی اس کے دل میں عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف سے عداوت جاگزیں تھی اس وقت چلتے چلتے اس نے عیسیٰ بن موسیٰ پر طعن آمیز نا ملائم فقرے چست کیے ابو خالد المروزی اس جماعت کا سرغنہ تھا قریب تھا کہ بات کا بتنگڑ بن جائے اور آپس میں تلوار چل جائے لوگوں نے ہتھیار تک لگا لیے تھے مگر محمد بن سلیمان نے اس موقع پر بڑی سرگرم کوشش کی اور

سب کو خاموش کر دیا اگرچہ اس کے خاندان کے دوسرے لوگ بھی اس معاملہ میں پڑ گئے مگر محمد کا طرز عمل اور روش نہایت ہی قابل تحسین تھی اسی کی جد وجہد سے یہ شور و غوغا دب گیا اور سب ٹھنڈے پڑ گئے۔ محمد بن سلیمان نے اس تمام واقعہ کی اطلاع مہدی کو لکھ بھیجی۔ مہدی نے علی بن عیسیٰ کو موسیٰ بن المہدی کے محافظ دستے کی سرداری کی خدمت سے برطرف کر دینے کا حکم لکھ بھیجا اور اس کی جگہ ابو حنیفہ حرب بن قیس کو مقرر کیا اس طرح فوج میں جو فتنہ پیدا ہونے کو تھا وہ دب گیا۔

عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان دوسروں سے پہلے مہدی سے جا ملے ان میں بھی عباس بن محمد سب سے پہلے مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا۔ منارہ منگل کے دن نصف ذی الحجہ میں مہدی کے پاس آیا اس نے ان کے خلیفہ ہونے کی ان کو خبر دی نیز ان کے باپ کی موت پر تعزیت کی اور تمام اطراف واکناف سلطنت سے اسی مضمون کے خطوط ان کو موصول ہوئے اب مدینہ السلام کے تمام باشندوں نے ان کی بیعت کر لی۔

ربیع کہتا ہے جس سفر حج میں منصور نے انتقال کیا اسی میں مکہ کے راستہ میں عذیب یا کسی اور منزل میں انھوں نے ایک خواب دیکھا (اثنائے سفر میں ربیع ان کا عدیل تھا) اس خواب سے وہ بہت متوحش ہو گئے مجھ سے کہا ربیع بس اب میں زندہ نہیں رہونگا۔ موت سر پر آپہونچی ہے۔ اب تم ابو عبداللہ المہدی کے لیے پختہ بیعت لے لینا۔ میں نے عرض کیا آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں اللہ آپ کو طول حیات دیگا۔ اور انشاء اللہ آپ خود ابو عبداللہ سے ملیں گے۔ کہنے لگے اس وقت ان کی حالت زیادہ خراب ہو چکی تھی جس طرح سے ہو سکے مجھے جلد سے جلد میرے رب کے حرم اور جائے امن میں پہونچا دو اس خواہش کا بار بار اعادہ کرتے تھے کہ جس طرح ممکن ہو جلد سے جلد میں اپنے گناہوں اور اپنے نفس پر زیادتیوں کے بار سے سبکدوش ہونے اپنے رب کے حرم میں پہونچ جاؤں۔ اسی حالت میں بیر میموں پہونچے میں نے کہا لیجئے۔ یہ بیر میمون آ گیا ہے آپ اب حرم میں داخل ہو چکے ہیں یہ سنکر الحمد للہ کہا اور اسی دم جاں بحق تسلیم ہوئے

میں نے حکم دیا کہ خیمے نصب کئے جائیں اور قناتیں گھیر دی جائیں جب یہ سب ہو گیا تو اب میں امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادے سے اندر گیا میں نے ان کو ایک بڑی اور ایک چھوٹی کفنی پہنا دی تکیے کے سہارے بٹھا دیا ان کے چہرے پر ایک باریک نقاب ڈال دی جس میں ان کی صورت تو نظر آتی تھی مگر ان کا اصلی حال معلوم نہ ہو سکتا تھا۔ اس خیال سے کہ کوئی زیادہ قریب آ کر ان کی حالت معلوم نہ کر سکے ان کی بیوی کو اس نقاب کے پاس بٹھا دیا یہ ہیئت بنا کر اب میں ان کے پاس گیا اور اس مقام پر کھڑا ہوا جہاں سے لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ وہ مجھ سے گفتگو کر رہے ہیں پھر میں نے باہر آ کر کہا خدا کا احسان ہے کہ امیر المومنین کی طبیعت اب رو بہ افاقہ ہے وہ آپ سب کو سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تمہاری حکومت مضبوطی سے برقرار رکھے تمہارے دشمنوں کو ذلیل کرے اور تمہارے دلی کو خوش کرے۔ میری یہ خواہش ہے کہ تم اب پھر ابو عبداللہ المہدی کے لیے تجدید بیعت کرو تاکہ کسی دشمن یا باغی کو تمہارے خلاف کارروائی کرنے کا لالچ ہی نہ پیدا ہو' اس پر تمام حاضرین نے کہا اللہ امیر المومنین کو توفیق حسن عطا فرمائے ہم اس کے لیے 'سرو چشم حاضر ہیں' میں اندر گیا اور پھر نکلا اب میں نے سب سے کہا بیعت کے لیے تشریف لائیے۔ سب نے بیعت کی۔ حاضرین میں جس قدر عمائد و اکابر اور سردار جمع تھے سب نے بلا استثناء مہدی کے لیے بیعت کی جب بیعت سے فراغت ہو گئی۔ اس بیان کا پہلا راوی ہیثم بن عدی کہتا ہے تو اب ربیع اندر گیا اور وہاں سے روتا پیٹتا گریبان چاک، سر پیٹتا ہوا باہر آیا۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا۔ اے بکری کے بچے مجھے تجھ پر ترس آتا ہے اس سے قائل کی مراد ربیع تھا۔ کیونکہ جب یہ بالکل بچہ تھا جب ہی اس کی ماں مر گئی تھی اور یہ اپنی ماں ہی کا دودھ پیتا تھا اس کے مرنے کے بعد پھر اس نے بکری کے دودھ پر پرورش پائی۔

منصور کے لیے سو قبریں کھودی گئیں وہ ان سب میں اس خوف سے کہ مبادا بعد میں کوئی اس کے جسد کے ساتھ بے حرمتی کرے دفن کیا گیا

اس لیے باوجود ظاہری طور پر اس کی ایک معروف قبر ہونے کے اس کی اصلی قبر کا حال مشتبہ ہی رکھا گیا۔

تمام خلفائے بنی عباس کی قبروں کا یہی حال ہے ان کی اصلی قبر کا حال کسی کو صحیح طور پر معلوم نہیں۔ اس تمام سرگذشت کی اطلاع مہدی کو ہوئی جب ربیع ان کے پاس آیا تو مہدی نے اس سے ڈانٹ کر پوچھا۔ اے غلام زادے امیرالمومنین کی جلالت تیری ان حرکات میں جو تو نے مرنے کے بعد ان کے ساتھ کیں مانع نہ آئی، بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مہدی نے اسے مارا۔ مگر یہ بات صحیح نہیں ہے۔

ایک ایسا شخص جو اس حج میں منصور کے ساتھ تھا بیان کرتا ہے کہ جاتے ہوئے میں نے یہ رنگ دیکھا کہ تمام لوگ صالح بن المنصور کے جو اپنے باپ کے ہمراہ تھا جلو میں تھے اور خود موسیٰ بن مہدی بھی اس کے پیچھے تھا جب مکہ سے واپسی ہوئی تو اب سب موسیٰ کے جلو میں تھے اور خود صالح بھی اسی کے ہمرکاب تھا۔

بصرہ میں سب سے پہلے خلف الاحمر نے منصور کی خبر مرگ پہونچائی۔ اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ منصور نے اس کے لئے وصیت کر دی تھی۔ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی ابن عبداللہ بن عباس اس سال مکہ کا عامل تھا عبدالصمد بن علی مدینہ کا عامل تھا عمرو بن زبیر الضبی مسیب بن زہیر کا بھائی کوفہ کا عامل تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسمعیل بن اسمٰعیل الثقفی کوفہ کا عامل تھا۔ اس کے متعلق یہ بھی ایک ضعیف روایت ہے کہ یہ قیس کے بنی نصر کا مولی تھا۔ شریک بن عبداللہ النخعی کوفہ کے قاضی تھے اور ثابت بن موسیٰ کوفہ کا ناظم بیت المال تھا۔ حمید بن قحطبہ خراسان کا والی تھا کوفہ کے ساتھ بغداد کی قضا بھی شریک بن عبداللہ ہی کے تفویض تھی یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ منصور کی موت کے وقت عبیداللہ بن محمد بن صفوان الجمحی بغداد کے قاضی تھے اور شریک صرف کوفہ کے قاضی تھے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ قضا کوفہ کے ساتھ شریک اہل کوفہ کے امام نماز بھی تھے۔ منصور کی موت کے وقت بغداد کا کوتوال عبدالجبار بن عبدالرحمان کا بھائی عمر بن عبدالرحمان تھا۔ بعض راویوں نے کہا ہے کہ

موسیٰ ابن کعب بغداد کا کوتوال تھا بصرہ اور اس کے علاقہ کا افسر مال عمارہ بن حمزہ تھا عبیداللہ بن الحسن العنبری بصرہ کے قاضی اور پیش امام تھے سعید بن دعلج بصرہ کی مہماتی فوج کا سردار تھا۔ محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس سال ایسا شدید ہیضہ ہوا کہ ہزاروں بندگان خدا نذر اجل ہو گئے۔

# ۱۵۹ھ ہجری شروع ہوا

## اس سال کے اہم واقعات

اس سال عباس بن محمد نے موسم گرما کی مجاہدانہ مہم کی قیادت کی۔ اس مرتبہ پیش قدمی کرتے ہوئے یہ انگورہ تک پہونچا اس کے مقدمۃ الجیش پر حسن خدمتگار موالیوں کی جماعت کے ساتھ متعین تھا۔ مہدی نے عباس کے ہمراہ اہل خراسان اور دوسرے فوجی سرداروں کی ایک جماعت بھی ساتھ کر دی تھی۔ خود مہدی نے بغداد سے نکل کر بردان میں پڑاؤ ڈالا اور جب تک عباس اور اس کے ساتھ جانے والی مہماتی فوج اپنے مقصد پر روانہ نہ ہوگئی یہ وہیں مقیم رہے۔ اگرچہ حسن اس غزوہ میں عباس کے ساتھ تھا مگر مہدی نے اسے عباس کے ماتحت نہیں کیا تھا بلکہ عزل ونصب اور دوسرے جنگی امور میں وہ آزاد تھا اس مہم میں اس جماعت نے رومیوں کے ایک شہر اور اس کے ساتھ غلہ کے ایک تہ خانہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد یہ جماعت ایک مسلمان کا بھی نقصان برداشت کیے بغیر صحیح و سالم واپس آگئی۔

اسی سال حمید بن قحطبہ جو مہدی کی جانب سے خراسان کا عامل تھا ہلاک ہوا۔ مہدی نے اس کی جگہ ابو عون عبدالملک بن یزید کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔ اس سال حمزہ بن مالک سجستان کا والی بنایا گیا اور جبرئیل بن یحییٰ سمرقند کا والی مقرر کیا گیا۔

اس سال مہدی نے رصافہ کی مسجد بنوائی اور اسی سال رصافہ کی فصیل اور خندق بنائی۔ انھوں نے عبدالصمد بن علی کو مدینۂ رسول اللہ کی

ولایت سے ایک شکایت کی بنا پر برطرف کر کے اس کی جگہ عبید اللہ بن محمد بن عبدالرحمان بن صفوان الجمحی کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔

اس سال مہدی نے عبدالملک بن شہاب المسمعی کو بیڑہ کے ساتھ ہندوستان روانہ کیا۔ اس مہم کے لیے انھوں نے تمام فوجی فرقوں میں سے دو ہزار اہل البصرہ اور ان رضاکاروں میں سے جو چھاؤنیوں میں رہتے تھے پندرہ سو اور شامی سرداروں کی اولاد میں سے ایک سردار ابن حباب المذحجی کو سات سو شامیوں کے ساتھ روانہ کیا نیز عبدالملک کے ہمراہ اہل بصرہ کے ایک ہزار مجاہد رضاکار اپنے خرچ سے جہاد کے لیے ساتھ ہوئے۔ ان میں الربیع بن صبیح بھی تھا۔ اور اسواریین اور سبابجہ کے چار ہزار آدمی عبدالملک کے ساتھ ہوئے اس نے المنذر بن محمد الجارودی کو اہل بصرہ کے ایکہزار مجاہد رضاکاروں کا سردار مقرر کیا اور اپنے بیٹے غسان بن عبدالملک کو اہل بصرہ کی دو ہزار مہاتی فوج کا سردار بنایا اپنے دوسرے بیٹے عبدالواحد بن عبدالملک کو ان پندرہ سو رضاکاروں کا سردار مقرر کیا جو چھاؤنیوں میں جہاد کے لئے قیام کرتے تھے البتہ یزید بن الحباب اپنی شامی جماعت کے ساتھ آزاد قائد رہا۔ اب یہ تمام فوج روانہ ہوئی مہدی نے ابوالقاسم محرز بن ابراہیم کو اس مہم کی تمام ضروریات کی سربراہی اور انتظام کے لیے مقرر کیا تھا۔ یہ فوج اپنی منزل مراد کی طرف روانہ ہوئی اور ۱۶۰ھ ہجری میں ہندوستان کے شہر باربد پہونچی۔

اس سال معبد بن خلیل مہدی کے عامل سندھ نے انتقال کیا مہدی نے اس کی جگہ ابوعبداللہ وزیر کے مشورہ سے روح بن حاتم کو سندھ کا عامل مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے حکم دیا کہ ان تمام لوگوں کو رہا کر دیا جائے جن کو منصور نے قید کیا تھا البتہ اس وعدۂ معافی سے وہ لوگ مستفید نہیں ہو سکتے جو کسی ضرب شدید یا قتل کی پاداش میں ماخوذ ہوں یا جو مشہور فتنہ انگیز مفسد ہوں یا جو کسی قابل تعزیر جرم یا مطالبۂ حقوق میں ماخوذ ہوں چنانچہ اس حکم کی بنا پر تمام لوگ رہا کر دیے گئے ان میں یعقوب بن داؤد بنی سلیم کا مولی بھی تھا نیز اس کے ہمراہ حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن بن علی بن ابی طالب بھی

قید تھا۔

اس سال مہدی نے حسن بن ابراہیم کو اس جیل خانہ سے جہاں وہ قید تھا نصیر خادم کی نگرانی میں منتقل کر دیا۔ نصیر نے اسے اپنے پاس قید کر دیا۔

# حسن بن ابراہیم کی جیل خانہ سے

## نصیر کے پاس تبدیلی کے اسباب

جب مہدی نے منصور کے عہد کے تمام قیدیوں کی رہائی کا حکم دیدیا اور اس حکم کی بنا پر یعقوب بن داؤد بھی جو حسن بن ابراہیم کے ہمراہ قید تھا رہا کر دیا گیا تو حسن کو اب اپنی جان کا اندیشہ پیدا ہوا کہ شاید میں قتل کیا جاؤں گا۔ اس خوف کی وجہ سے اس نے قید سے رہائی کی یہ سبیل سوچی کہ اپنے بعض خاص معتمد دوستوں سے سازش کی جس مقام پر وہ قید تھا اس کی سیدھ میں باہر کی جانب سے ایک سرنگ اس کے نکالنے کے لیے کھود دی گئی۔

رہائی کے بعد یعقوب بن داؤد ابن علاثہ کے پاس جو مدینۃ السلام میں مہدی کے قاضی تھے بہت جایا کرتا تھا از دیاد ملاقات کی وجہ سے ابن علاثہ اس پر اعتماد کرنے لگا۔ یعقوب کو معلوم ہوا کہ حسن بن ابراہیم اس طرح قید سے بھاگنے کی فکر کر رہا ہے اس نے ابن علاثہ سے آکر کہا کہ میں مہدی کے ساتھ بہی خواہی کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے ابو عبید اللہ سے ملا دیجیے۔ ابن علاثہ نے پوچھا وہ کیا ایسی بات ہے جو تم امیر المومنین سے بیان کرنا چاہتے ہو یعقوب نے اس کے اظہار سے انکار کیا اور کہا اس معاملہ میں عجلت کرنا چاہیے۔ اگر یہ موقع نکل گیا تو اس کے عواقب خطرناک ہوں گے۔ ابن علاثہ نے ابو عبید اللہ سے مل کر یعقوب کی اس خواہش کو بیان کیا ابو عبید اللہ نے اسے اپنے سے ملنے کی اجازت دیدی جب یعقوب اس سے آکر ملا تو اس نے ابو عبید اللہ سے درخواست کی کہ آپ مجھے مہدی کی خدمت میں پیش کر دیجئے تاکہ میں ان سے

ان کی نفع کی بات کہدوں ابوعبید اللہ نے اسے مہدی کی خدمت میں باریاب کر دیا۔ اس نے مہدی کے پاس جا کر سب سے پہلے اپنی رہائی پر ان کے اس احسان عظیم کا شکریہ ادا کیا اور پھر کہا کہ میں آپ سے ایک خاص بات کہنا چاہتا ہوں انھوں نے ابوعبید اللہ اور ابن علاثہ کی موجودگی ہی میں اس سے بیان کرنے کی خواہش کی یعقوب نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ دونوں حضرات بھی یہاں سے چلے جائیں۔ مہدی نے کہا مجھے ان پر پورا اعتماد ہے مگر یعقوب نے کہا کہ تاوقتیکہ یہ دونوں اٹھ نہ جائیں گے میں کوئی بات زبان سے نہیں نکالوں گا۔ مہدی نے ان دونوں کو چلے جانے کا حکم دیا جب تخلیہ ہوا تو اب یعقوب نے حسن بن ابراہیم کے ارادے کی اطلاع دی اور کہا یہ بات آج ہی رات پیش آنے والی ہے۔ مہدی نے اس اطلاع کی تحقیق کے لیے ایک خاص معتمد کو بھیجا اس نے تحقیق کر کے یعقوب کی اطلاع کی تصدیق کی اس بنا پر مہدی نے حسن کو جیل خانہ سے منتقل کر کے نصیر کے پاس قید کر دیا' حسن بہت زمانہ تک اس کے پاس قید رہا پھر اس نے اور اس کے حامیوں نے اس کی رہائی کے لیے تدبیر نکال ہی لی وہ اس کی قید سے نکل بھاگا اور تلاش سے ہاتھ نہ آسکا تمام سلطنت میں اس کے بھاگنے کی اطلاع کر دیگئی اور ہر چند اس کی جستجو کی گئی مگر وہ نہ مل سکا۔ اب مہدی کو یہ بات یاد آئی کہ اس سے پہلے یعقوب نے حسن کے بھاگنے کی اطلاع دی تھی ممکن ہے کہ اس وقت بھی اس سے اس معاملہ میں کوئی پتہ کی بات معلوم ہو سکے انھوں نے عبید اللہ سے یعقوب کو دریافت کیا اس نے کہا وہ حاضر ہے۔ یعقوب اب عبید اللہ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔

مہدی نے تنہائی میں اس سے ملاقات کی اور اس کی وہ بات یاد دلائی جو اس نے پہلے حسن بن ابراہیم کے ارادۂ فرار سے ان کو مطلع کر کے ان کی خیر خواہی کی تھی اور کہا کہ اب وہ پھر اسی طرح بھاگ کر روپوش ہو گیا ہے اگر تم کو معلوم ہو تو رہنمائی کرو اس نے کہا کہ اس وقت مجھے اس کے مقام سے قطعی واقفیت نہیں ہے۔ البتہ اس وقت آپ مجھ سے خاص طور پر عہد و پیمان کریں کہ

اگر میں اسے آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں تو آپ اس عہد کو پورا کریں گے نیز اس خدمت کا مجھے صلہ دیں گے اور میرے ساتھ احسان کریں گے۔ مہدی نے اس کی خواہش کے مطابق اسی مجلس میں اس سے عہد کر کے اس کے ایفا کا اقرار واثق کر لیا۔ یعقوب نے کہا مناسب یہ ہے کہ آپ قطعی تذکرہ نہ کریں اور اس کی طلب و تلاش چھوڑ دیں کیونکہ اس مسلسل طلب سے وہ ہر وقت چوکنا ہو گا اور کسی ایک مقام پر زیادہ دیر تک ٹھہرتا نہ ہو گا اب اس کے معاملہ کو آپ قطعی میرے اوپر چھوڑ دیجئے میں اپنی تدبیر سے اسے آپ کے پاس حاضر کیے دیتا ہوں۔ مہدی نے اس بات کو بھی مان لیا۔ یعقوب نے کہا امیر المومنین آپ نے اپنی رعایا کے ساتھ ایسا انصاف برتا ہے اور ان پر اپنے فضل و کرم کی ایسی بارش کی ہے کہ ان کی امیدیں آپ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ بہت وسیع ہو گئی ہیں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ اگر میں ان کو آپ سے بیان کروں تو آپ ان پر بھی ویسا ہی غور و خوض فرمائیں جو ویسی ہی دوسری باتوں میں آپ نے کیا ہے مگر باوجود اس کے بہت سی باتیں آپ کے دروازہ کے باہر ہوتی ہیں مگر آپ کو ان کی خبر نہیں ہوتی اگر آپ مجھے اپنے پاس آنے اور بیان کرنے کی اجازت دیں تو میں اس خدمت کے لیے حاضر ہوں۔ مہدی نے اس کی یہ درخواست بھی مان لی اور سلیم حبشی خدمتگار کو جو منصور کا بھی خادم تھا یہ کام تفویض کر دیا کہ جب یعقوب ملنے آئے تو وہ امیر المومنین کو اس کے آنے کی اطلاع کر دے۔ اس کے بعد سے یعقوب کا یہ دستور تھا کہ وہ رات کو مہدی کی خدمت میں حاضر ہوتا اور تمام امور سلطنت اور معاشرت مثلاً سرحدوں کی حفاظت قلعوں کی تعمیر' مجاہدین کی تقویت' ناکتخداؤں کی شادی قیدیوں کی رہائی' گرفتاروں کو آزادی' اہل ضرورت کی رفع حاجت اور باغیرت حاجتمندوں کی دستگیری میں حسب موقع نہایت عمدہ اور نیک مشورہ دیتا اس کی اس ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے مہدی کی جناب میں اس قدر اثر اور نفوذ حاصل ہو گیا کہ اسے یہ توقع ہو گئی کہ اگر میں حسن بن ابراہیم پر قابو پا سکا تو مجھے ان سے بہت فائدہ ہو گا۔ نیز مہدی نے اسے اللہ کے لیے اپنا بھائی بنا لیا اور اس کے لیے ایک

باضابطہ فرمان شایع کر دیا جو سرکاری دفاتر میں ثبت کر لیا گیا نیز اسے ایک لاکھ درہم دیے گئے۔ یہ پہلا صلہ تھا جو مہدی نے یعقوب کو دیا تھا غرضکہ اسی طرح اس کی قدر و منزلت دن دوگنی رات چوگنی مہدی کے پاس بڑھتی رہی یہانتک کہ اس نے حسن بن ابراہیم کو مہدی کے حوالے کر دیا اور پھر ایک وہ زمانہ آیا کہ یعقوب کی منزلت گر گئی اور مہدی نے اسے پھر قید کر دیا۔ اسی انقلاب زمانہ پر علی بن خلیل نے کچھ شعر کہے۔

اس سال مہدی نے اسمٰعیل بن اسمٰعیل کو کوفہ کی ولایت اور وہاں کی فوج کی سرداری سے برطرف کر دیا اس کے جانشین کے بارے میں اختلاف رائے ہے بعض راوی کہتے ہیں کہ مہدی نے شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ کے مشورہ سے اسحٰق بن صباح الکندی ثم الاشعثی کو اس عہدہ پر مقرر کیا مگر عمر بن شبہ کہتا ہے کہ مہدی نے عیسیٰ بن لقمان بن محمد بن حاطب بن الحارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح کو کوفہ کا والی مقرر کیا۔ اس نے اپنے بھتیجے عثمان بن سعید بن لقمان کو کوفہ کا کوتوال بنایا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ شریک بن عبداللہ قاضی اور پیش امام تھے اور عیسیٰ جنگی کوتوالی کا سردار تھا پھر صرف شریک۔ والی مقرر ہوئے اور انھوں نے اسحٰق بن الصباح الکندی کو اپنا کوتوال مقرر کیا' اس زمانہ میں کسی شاعر نے یہ شعر کہا۔

لست تعدوا بان تکون ولو نلت سھیلا صنیعۃً لشریک۔

(ترجمہ) تو کسی طرح شریک کے احسان کا بدلہ نہیں کر سکتا چاہے تو سہیل ستارے تک پہونچ جائے۔

بعض ارباب سیر نے یہ بیان کیا ہے کہ اسحٰق نے شریک کے اس احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا بلکہ اس کی مخالفت کی اس پر شریک نے یہ شعر اس کے لئے کہا۔

صلی وصام لدنیا کان یاملھا ؛ فقد اصاب ولا صلی ولا صام

ترجمہ۔ اس نے دنیا کی خاطر نماز پڑھی اور روزہ رکھا تھا۔ دنیا تو اسے مل گئی

مگر نہ اس کی نماز ہوئی نہ روزہ۔

عمر کہتا ہے کہ جعفر بن محمد قاضی کوفہ نے بیان کیا ہے کہ خود مہدی نے قضاء کے ساتھ امامت نماز بھی شریک کے تفویض کر دی تھی اور اسحٰق بن الصباح بن عمران بن اسمٰعیل بن محمد الاشعث کو کوفہ کا والی مقرر کیا اور اس نے نعمان بن جعفر الکندی کو اپنا صاحب شرط مقرر کیا نعمان کا انتقال ہو گیا اسحٰق نے اس کے بھائی یزید بن جعفر کو اس کی جگہ مقرر کر دیا۔

اس سال مہدی نے سعید بن دعلج کو بصرہ کی جندارمہ کی سرداری سے علٰحدہ کر دیا اور عبیداللہ بن الحسن کو بصرہ کی قضاء اور امامت سے برطرف کیا اور ان دونوں کی جگہ انھوں نے عبدالملک بن ایوب بن ظبیان النمیری کو مقرر کیا۔ نیز انھوں نے عبدالملک کو حکم دیا کہ جس اہل بصرہ کو سعید بن دعلج کے ہاتھوں ظلم برداشت کرنا پڑا ہو وہ اس کا انصاف کرے پھر انھوں نے اسی سنہ میں جندارمہ کو عبدالملک کی ماتحتی سے نکال کر اسے عمارہ بن حمزہ کے ماتحت کر دیا اس نے بصرہ کے ایک شخص مسور بن عبداللہ بن مسلم الباہلی کو اس خدمت پر متعین کیا' اور عبدالملک کو بدستور امامت پر برقرار رکھا۔

اس سال مہدی نے قثم بن العباس کو ناراض ہو کر یمامہ کی ولایت سے علٰحدہ کر دیا۔ اس کی برطرفی کا فرمان اس وقت یمامہ آیا جب کہ قثم کا انتقال ہو چکا تھا۔ مہدی نے اس کی جگہ بشر بن المنذر البجلی کو یمامہ کا عامل مقرر کیا' نیز اسی سال انھوں نے یزید بن منصور کو یمن سے علٰحدہ کر کے رجاء بن روح کو متعین کیا' اور ہیثم بن سعید کو جزیرہ سے برطرف کر کے فضل بن صالح کو جزیرہ کا والی مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے اپنی ام ولد خیزران کو آزاد کر کے اس کے ساتھ باقاعدہ شادی کی اسی سال مہدی نے ام عبداللہ بنت صالح بن علی سے جو فضل اور عبداللہ ابنائے صالح کی حقیقی بہن تھی شادی کی۔ اس سال کے ماہ ذی الحجہ میں بغداد میں عیسٰی بن علی کے قصر کے پاس کشتیوں میں آگ لگ گئی جس سے بہت سے آدمی جل کر مر گئے اور تمام کشتیاں مع اپنے بار کے نذر آتش ہو گئیں۔ اس سال منصور کا مولیٰ مطر مصر کی ولایت سے برطرف کیا گیا اور اس کی

جگہ ابو حمزہ محمد بن سلیمان مصر کا عامل مقرر کیا گیا۔

اس سال بنی ہاشم اور ان کے خراسانی شیعوں میں عیسیٰ بن موسیٰ کی ولایت عہد سے علٰحدگی اور اس کے بجائے موسیٰ بن مہدی کے ولیعہد مقرر کرنے کے لئے تحریک ہوئی۔ جب مہدی کو اس تحریک کا علم ہوا انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو جو اس وقت کوفہ میں تھا اپنے پاس طلب کیا۔ عیسیٰ تاڑ گیا کہ ان کے طلب کرنے کا یہ مقصد ہے اس اندیشہ سے اس نے مہدی کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔

عمر کہتا ہے کہ خلیفہ ہوتے ہی مہدی نے عیسیٰ بن موسیٰ سے یہ خواہش کی کہ وہ خود ہی ولایت عہد سے استعفا دیدے مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے انکار کی وجہ سے مہدی نے اسے ستانا چاہا اور اس نیت سے اس نے روح حاتم بن قبیصہ بن المہلب کو کوفہ پر والی متعین کیا۔ اس نے خالد بن یزید بن حاتم کو کوفہ کا کوتوال مقرر کیا' مہدی چاہتا تھا کہ روح کوئی ایسی بات عیسیٰ کے خلاف پیش کرے جس کی موجودگی میں خود مہدی پر عیسیٰ کے خلاف کارروائی کرنے میں کوئی ذمہ داری عائد نہ ہوتی ہو مگر تلاش کے بعد بھی روح کو ایسا کوئی موقع ہدست نہ آتا تھا۔ عیسیٰ نے یہ کیا کہ رحبہ میں جو اس کی جائداد تھی وہاں جا رہا سال کے صرف ماہ رمضان میں نماز جمعہ پڑھنے اور عید میں کوفہ آتا یا ماہ ذی الحجہ کے اوائل میں کوفہ میں آجاتا اور عید ضحیٰ کی نماز پڑھ کر پھر اپنی جائداد کو چلا جاتا جمعہ کے دن جب وہ کوفہ آتا تو اپنی سواریوں پر سوار ہو کر مسجد کے دروازوں پر پہونچکر دروازوں کی چوکھٹ پر اترتا اور وہیں نماز پڑھنے کھڑا ہو جاتا۔ روح نے مہدی کو لکھا کہ عیسیٰ سال کے صرف دو ماہ میں کوفہ آتا ہے اس کے علاوہ نہ جمعہ پڑھنے آتا ہے اور نہ کسی اور وجہ سے کوفہ آتا ہے۔ جب جمعہ کے لئے آتا ہے تو مسجد کے چوک میں ہو کر جو نماز کی جگہ ہے اپنے سواری کے جانوروں کو لئے ہوئے مسجد کے دروازوں تک چلا آتا ہے اس کے جانور نماز کی جگہ بول و براز کر دیتے ہیں اس کے سوا دوسرا کوئی شخص ایسا نہیں کرتا۔ مہدی نے لکھا کہ مسجد کے متصل جو

راہیں ہیں ان کے ناکوں پر لکڑیوں کی آڑ لگا دو، روح نے اس کی بجا آوری کی۔ یہی جگہ خشبہ کہلاتی ہے۔ جمعہ سے پہلے ہی عیسیٰ کو بھی اس کی اطلاع ہو گئی۔ مختار بن عبید کا مکان مسجد سے بالکل لگا ہوا تھا عیسیٰ نے منھ مانگی قیمت دے کر اسے مختار کے ورثہ سے خرید لیا۔ اسے آباد کیا اور اس میں ایک حمام بنایا۔ جمعرات ہی کے دن وہ اس مکان میں آجاتا اور وہیں ٹھہرتا اگر جمعہ کی نماز کے لئے مسجد آتا تو ایک گدھے پر سواری کرتا وہ گدھا ان لکڑیوں پر سے کود کر اسے مسجد کے دروازہ تک لے آتا عیسیٰ مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھکر پھر اپنے مکان واپس ہو جاتا کچھ عرصہ کے بعد پھر اس نے کوفہ ہی میں مستقل طور پر سکونت اختیار کر لی۔

استعفائے ولایت عہد کے متعلق مہدی مسلسل عیسیٰ پر زور دیتا رہا کہ وہ اپنے حق سے دست بردار ہو جائے تاکہ وہ اپنے بعد موسیٰ و ہارون کو اپنا ولیعہد بنائیں۔ انھوں نے یہانتک کہا کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں تم کو وہ سزا دونگا جو مجرم کو دی جاتی ہے اور اگر تم میری بات مان جاتے ہو تو اس کا وہ معاوضہ دونگا جس سے تم مالامال ہو جاؤ اور اس کا نفع فوراً ہی تم کو پہونچے۔ آخر کار عیسیٰ نے ان کی بات مان لی موسیٰ اور ہارون کے لئے بیعت کر لی مہدی نے اسے ایک کرور درہم یا بقول دوسروں کے دو کرور درہم تو نقد دئے اس کے علاوہ بہت بڑی جاگیر دی۔

عمر کے علاوہ دوسرے ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ جب مہدی نے چاہا کہ عیسیٰ کو ولیعہدی سے علٰحدہ کر دے تو انھوں نے اسے اپنے پاس طلب کیا عیسیٰ کو ان کی نیت کا پتہ چل گیا اس نے ان کے پاس آنے سے انکار کر دیا تعلقات اس قدر کشیدہ ہوئے کہ اس کی جانب سے بغاوت کا اندیشہ ہو گیا اس اندیشہ کی بنا پر مہدی نے اپنے چچا عباس بن محمد کو لکھا کہ آپ عیسیٰ کے پاس جائیں اور میری طرف سے یہ اور یہ باتیں اس سے کہیں عباس مہدی کا خط لے کر عیسیٰ کے پاس آیا اور ان کی طرف سے جو پیام پہونچانا تھا وہ اس نے پہونچا دیا نیز اس معاملہ میں عیسیٰ نے جو جواب دیا وہ

عباس نے مہدی سے آکر بیان کر دیا۔ عباس کے آجانے کے بعد مہدی نے محمد بن فروخ ابو ہریرہ افسر فوج کو ایکہزار ہوشیار شیعوں کے ساتھ عیسٰی کی طرف بھیجا ان میں سے ہر شخص کو ایک طبل دیا گیا اور یہ حکم ملا کہ کوفہ پہونچنے کے ساتھ سب اپنے اپنے طبل بجائیں۔ رات کے بالکل آخری حصے میں جب صبح نمودار ہونے کو تھی یہ جمعیت کوفہ میں داخل ہوگئی داخلہ کے ساتھ سب نے ملکر ایک دم اپنے اپنے طبل پر ضرب لگائی جس کی آواز سے زمین و آسمان گونج اٹھے اس شور سے عیسٰی بن موسٰی پر سخت ہیبت طاری ہوگئی ابو ہریرہ نے اس سے مل کر چلنے کے لئے کہا اس نے اپنی علالت کا حیلہ کیا مگر ابو ہریرہ نے ایک نہ سنی اور اسی وقت اسے مدینۃ السلام روانہ کر دیا۔

اس سال مہدی کے ماموں یزید بن منصور کی امارت میں جب کہ وہ یمن سے مدینۃ السلام آرہا تھا حج ہوا۔ خود مہدی نے اسے اپنے پاس مراجعت کا حکم دیا تھا اور لکھا تھا کہ اس سال تم ہی امیر حج بنائے جاتے ہو نیز انھوں نے اپنے خط میں اس کی ملاقات کا اشتیاق اور اپنی قرابت کا بھی اظہار کیا تھا۔

اس سال عبید اللہ بن صفوان الجمحی مدینہ کا امیر تھا اسحٰق بن صباح الکندی کوفہ میں پیش امام اور افسر احداث تھے۔ ثابت بن موسٰی والی خراج تھا۔ شریک بن عبد اللہ قاضی تھے۔ عبد الملک بن ایوب بن ظبیان النمیری بصرہ کا پیش امام تھا۔ عمارہ بن حمزہ افسر احداث تھا اور اس کی طرف سے مسور بن عبد اللہ بن مسلم الباہلی احداث پر اس کا قائم مقام تھا۔ عبید اللہ بن الحسن بصرہ کے قاضی تھے۔ عمارہ بن حمزہ اضلاع دجلہ، اہواز اور فارس کا عامل تھا۔ بسطام بن عمرو سندھ کا والی تھا۔ رجاؤ بن روح یمن کا والی تھا۔ بشر بن المنذر یمامہ کا عامل تھا۔

ابو عون عبد الملک بن یزید خراسان کا ناظم تھا۔ الفضل بن صالح جزیرہ کا والی تھا۔ محمد بن سلیمان ابو حمزہ مصر کا والی تھا۔

# سنہ ۱۶۰ ہجری شروع ہوا

## اس سنہ کے واقعات

اس سال یوسف بن ابراہیم المعروف بہ یوسف البرم اور اس کے متبعین نے مہدی کے طرز حکومت اور طرز زندگی سے ناراض ہو کر خراسان میں علم بغاوت بلند کیا، ایک خلقت کثیر اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئی مہدی نے یزید بن مزید کو اس کے مقابلہ پر بھیجا فریقین میں نہایت شدید جنگ ہوئی لڑتے لڑتے یہ دونوں ایک دوسرے سے چمٹ گئے، یزید نے اسے گرفتار کر لیا اور مہدی کے پاس بھیجدیا۔ نیز اس کے ساتھ کچھ اس کے عمائد ہمراہی بھی بھیجے، جب یہ جماعت نہروان پہونچی تو وہاں یوسف البرم اور اس کے ہمراہیوں کو اس طرح اونٹوں پر سوار کیا گیا کہ ان کے مونھ دم کی طرف کر دیئے گئے اسی حالت میں ان کو رصافہ لائے اور مہدی کے سامنے پیش کیا۔ انھوں نے ہرثمہ بن اعین کو ان کے متعلق حکم دیدیا۔ اس نے یوسف کے دونوں ہاتھ اور پاؤں پہلے قطع کر کے اس کی گردن اڑا دی اس کے دوسرے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا۔ پھر ان سب کو عسکر مہدی کے متصل دجلۂ اعلیٰ کے پل پر سولی پر لٹکا دیا۔ چونکہ اس یوسف نے ہرثمہ کے ایک بھائی کو خراسان میں قتل کیا تھا اسی وجہ سے مہدی نے یوسف کو ہرثمہ کے سپرد کیا۔

اسی سنہ میں ۶ محرم کو عیسٰی بن موسٰی ابو ہریرہ کے ہمراہ جمعرات کے دن مدینۃ السلام آیا اور محمد بن سلیمان کے اس مکان میں جو عسکر مہدی میں دجلہ کے کنارے واقع تھا فروکش ہوا۔ چند روز تک عیسٰی مہدی کے پاس آتا رہا۔ اسی راستے آتا جس راستے سے وہ ہمیشہ آیا کرتا تھا زبان سے کچھ نہ کہتا مگر اس نے دربار میں کسی قسم کی بے رخی، بے اعتنائی یا خلاف مزاج کوئی بات یا آداب میں کمی بھی محسوس نہیں کی اس طرح مہدی کا

سے کچھ تھوڑا سا انس بھی اسے ہو چلا۔ ایک دن مہدی کے برآمد ہونے سے پہلے وہ ایوان میں آیا اور چھوٹے کو ٹھے پر ربیع کی جو نشستگاہ تھی وہاں آکر بیٹھ گیا اس حجرہ میں ایک دروازہ بھی تھا دوسری طرف تمام شیعہ عمائد نے آج یہہ ارادہ کر لیا تھا کہ عیسیٰ کو ولایت عہد سے علٰحدہ کر دیا جائے اور اس پر حملہ کیا جائے اس ارادے کو بروئے کار لانے کے لئے یہ سب کے سب بڑھے وہ اس وقت مقصورہ میں ربیع کی نشست میں موجود تھا ان کے حملہ آور ہوتے ہی اس نے مقصورہ کو بند کر لیا اس جماعت نے اپنے گرز اور ڈنڈوں سے مار مار کر دروازہ توڑ دیا قریب تھا کہ وہ اسے بھی کچل ڈالتے۔ انھوں نے نہایت مغلظ اور فاحش گالیاں اسے دیں اور وہیں اسے محصور کر لیا۔ اگرچہ بعد میں مہدی نے ان کے اس فعل کو پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھا مگر ان پر اس کا ذرا اثر نہوا بلکہ انھوں نے اپنے طرز عمل میں اور شدت کر دی چند روز اسی طرح گزرے آخر کار اس کے خاندان کے بعض سربرآوردہ لوگوں نے مہدی کے سامنے دریافت حقیقت کے لئے اس مسئلہ کو اٹھایا۔ اس کے مخالفین اس کی علٰحدگی کے سوا کسی بات پر راضی نہیں ہوئے اور مہدی کے روبرو انھوں نے عیسیٰ کو گالیاں دیں۔ مخالفین میں سب سے پیش پیش محمد بن سلیمان تھا جب مہدی نے محسوس کیا کہ یہ سب کے سب عیسیٰ اور اس کی ولایت عہد کے اس قدر مخالف ہیں انھوں نے موسیٰ کو ولیعہد بنانے کے لئے ان سے کہا اور اب وہ خود بھی انہی کے ہم خیال اور ہم زبان ہو گئے۔ انھوں نے عیسیٰ اور اس جماعت پر یہ زور ڈالا کہ وہ بھی اس تجویز کو قبول کر لیں اور وہ اپنی ولایت عہد سے استعفا دیکر لوگوں کو اپنی بیعت کی ذمہ داری سے بری کر دے۔ مگر عیسیٰ نے اس بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اس عہدہ کو قبول کرتے وقت میں نے اپنے اہل اور مال کے متعلق نہایت غلیظ قسم کھائی ہے۔ اس سے میں کسی طرح عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ مہدی نے چند فقہا اور قضاۃ کو دربار میں طلب کیا ان میں محمد بن عبداللہ بن علاثہ اور زنجی بن خالد المکی وغیرہ علماء قابل ذکر ہیں۔

انھوں نے صورت حالات کو پیش نظر رکھ کر فتویٰ دیدیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسیٰ کی بیعت کی جو ذمہ داری لوگوں پر عائد تھی اس سے بری کرنے کے لئے جس قدر زر درکار ہو وہ مہدی ادا کریں نیز چونکہ خود عیسیٰ پر عہد کی پابندی مختلف قسموں سے واجب تھی اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے جس قدر روپیہ کی ضرورت داعی ہو اسے بھی مہدی دیں اس کی مقدار دس کروڑ درہم تھی اس کے علاوہ زاب اعلیٰ اور کسکر پر جاگیر دینے کا اقرار بھی انھوں نے کیا عیسیٰ نے اسے قبول کر لیا۔

جس وقت سے مہدی نے عیسیٰ سے استعفائے عہد کی خواہش کی تھی یہ الخفیں کے پاس رصافہ میں دفتر کی عمارت میں محبوس تھا آخر کار اس نے استعفا پر رضامندی ظاہر کی اور بدھ کے دن ماہ محرم کے ختم میں چار راتیں باقی تھیں کہ نماز عصر کے بعد عیسیٰ نے اپنی ولایت عہد سے قطعی برأت کر لی دوسرے دن بروز پنجشنبہ جب کہ ماہ محرم کے ختم ہونے میں تین راتیں باقی رہ گئی تھیں کہ دن چڑھے اس نے اب مہدی کے لئے اور ان کے بعد موسیٰ کے لئے بیعت لی جب سب سے اسی طرح بیعت لے لی تو اب وہ رصافہ کی جامع مسجد آئے منبر پر چڑھے موسیٰ بھی چڑھا مگر اس طرح کہ مہدی سے نیچے بیٹھا۔ اس کے بعد عیسیٰ منبر کے پہلے درجہ پر کھڑا ہوا۔ مہدی نے تقریر شروع کی۔ حمد و ثنا کے بعد انھوں نے حاضرین مسجد کو عیسیٰ ابن موسیٰ کی علیحدگی کے متعلق اس تصفیہ کی جوان کے اہلبیت، تابعین، سرداران فوج اور خراسان کے اعوان و انصار نے کیا تھا اطلاع دی اور بتایا کہ ولایت عہد کو حسب قرارداد عمل پذیر لانے کی جو ذمہ داری آپ حضرات کے سر عائد تھی اب وہ موسیٰ بن امیرالمومنین کی طرف ان کے حق میں منتقل ہو گئی ہے کہ ان تمام مذکورۂ عمائد و اکابر نے اس منصب جلیلہ کے لئے موسیٰ کو اختیار کیا ہے۔ میں نے بھی ان کی خدمات اطاعت اور الفت کے مدنظر ان کی اس مبنی بر مصلحت تجویز کو قبول کیا کیونکہ انکار میں اختلاف و افتراق جماعت کا پورا اندیشہ تھا۔ نیز خود عیسیٰ اپنے حق تقدم سے دست بردار ہو گیا ہے اس وجہ سے اب آپ حضرات عہدہ برآ ہو چکے اور جو ذمہ داری رعایت عہد کی اب تک آپ پر عیسیٰ کے بارے میں تھی وہ اب موسیٰ بن امیرالمومنین کے

حق میں منتقل ہو گئی کیونکہ ہم نے، ہمارے اہلبیت اور تمام دوسرے اعوان و انصار نے اب موسیٰ کو ولیعہد خلافت مقرر کیا ہے۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ موسیٰ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بالکل مطابق حکمرانی کریگا اب آپ حضرات اٹھئے اور اس کی بیعت کیجئے جس طرح کہ دوسروں نے اس کی بیعت کی، تمام بھلائیاں جماعت میں ہیں اور تفریق برائیوں کا معدن ہے میں اپنے اور آپ کے لئے اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں سب کو اپنی رحمت سے حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے اور وہ عمل کرائے جو اس کی خوشنودی کا باعث ہو، میں اپنے لئے اور آپ کے لئے اللہ سے اپنے اپنے اعمال کی معافی کا خواستگار ہوں۔

موسیٰ ان کے نیچے منبر سے علیحدہ ہو کر بیٹھ گیا تاکہ جو شخص مہدی کی بیعت اور ان کے ہاتھ کو مسح کرنے کے لئے آئے یہ اس کی راہ میں مزاحم نہ ہو نیز اس خیال سے بھی کہ ان کا چہرہ چھپ نہ جائے۔

عیسیٰ اپنی جگہ اسی طرح کھڑا رہا اب اسے وہ تحریر پڑھ کر سنائی گئی جس میں ولایت عہد سے اس کی علیحدگی کا ذکر تھا نیز یہ بھی ذکر تھا کہ عیسیٰ نے اپنی خوشی سے بغیر کسی جبر و اکراہ کے نہ صرف اپنے کو ولایت عہد کی ذمہ داری سے عہدہ برآ کر لیا ہے بلکہ وہ تمام اشخاص بھی جنھوں نے اس کی ولیعہدی کے لئے بیعت کی تھی اب اپنی قسموں اور مواثیق کی ذمہ داری سے بری الذمہ ہو چکے۔ عیسیٰ نے اس بیان کا اقرار کیا پھر منبر پر جاکر مہدی کی بیعت کی ان کے ہاتھ چھوئے اور اپنی جگہ پلٹ آیا۔ اس کے بعد مہدی کے خاندان والوں نے تقدیم سن کے اعتبار سے فرداً فرداً بڑھکر پہلے مہدی اور پھر موسیٰ کی بیعت کی دونوں کے ہاتھوں کو مسح کیا جب سب خاندان والے بیعت کر چکے تو اب حاضرین میں جو دوسرے سر برآوردہ امرائے عساکر اور عمائد شیعہ تھے انھوں نے اسی طرح بیعت کی۔

مہدی منبر سے اتر آئے اور اپنی جگہ بیٹھ گئے بقیہ خواص و عوام سے بیعت لینے کا کام انھوں نے اپنے ماموں یزید بن منصور کے سپرد کر دیا اس نے

اس خدمت کو سرانجام پہونچایا اور سب سے بیعت لے لی، مہدی نے اس کے معاوضہ میں جو وعدہ عیسیٰ سے کیا تھا اسے پورا کیا اور آئندہ شہادت اور حجت کے لئے اس کی علٰحدگی کے متعلق ایک باقاعدہ تحریر لکھوا لی جس پر اس کے اہلبیت کی ایک جماعت نے مصاحبین نے، تمام شیعوں، کاتبوں اور باقاعدہ فوج نے اپنی شہادت ثبت کی یہ تحریر تمام سرکاری دفاتر میں بحفاظت رکھے جانے کے لئے بھیجدی گئی تاکہ آئندہ عیسیٰ کو اس حق کے متعلق جس سے وہ دست بردار ہو چکا ہے کسی قسم کا دعویٰ باقی نہ رہے اور ہو تو یہ تحریر اس کے خلاف بطور حجت قطعی کے کام دے۔ عیسیٰ کی وہ تحریر حسب ذیل ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ تحریر عبداللہ المہدی محمد امیر المومنین اور ولیعہد مسلمین موسیٰ بن المہدی کے لئے، ان کے خاندان والوں کے لئے تمام سرداران فوج کے لئے، ان کی خراسانی سپاہ کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے ہے۔ وہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں ہوں، میں لکھ رہا ہوں اس تحریر کے ذریعہ میں اس منصب ولیعہدی کو جس پر میں مقرر کیا گیا تھا اب اس لئے موسیٰ بن المہدی محمد امیر المومنین کو دے دیتا ہوں کہ تمام مسلمانوں نے متفقہ طور پر ان کی ولایت عہد کو پسند کیا ہے، اس تحریر کے خط سے میں خوب واقف ہوں یہ میرا خط ہے نیز میں خود دوسرے مسلمانوں کی طرح اپنی خوشی اور رضامندی سے موسیٰ بن امیر المومنین کی ولیعہدی کو پسند کرتا ہوں۔ میں نے ان کی بیعت کر لی ہے نیز ولایت عہد کی ذمہ داری سے خود میں عہدہ برآ ہو چکا ہوں۔ اور اسی طرح تمام مسلمان میری ولایت عہد سے بری الذمہ ہو گئے۔ اب آئندہ اس کے متعلق مجھے کسی قسم کا کوئی دعویٰ نہ رہا اور نہ کوئی حق و مطالبہ اسی طرح عام مسلمانوں پر بھی میری ولایت عہد کا۔ اب امیر المومنین مہدی کی زندگی میں یا ان کے بعد یا مسلمانوں کے اب ولیعہد خلافت موسیٰ کے بعد جب تک میں بقید حیات رہوں مجھے کوئی دعویٰ یا حق اس کے عہدہ کے متعلق باقی نہیں رہا۔

میں نے امیر المومنین مہدی اور ان کے بیٹے موسیٰ کے لئے ان کے بعد

خلافت کی بیعت کر لی ہے نیز ان کے سامنے نیز تمام مسلمانوں اور اہل خراسان وغیرہ کے سامنے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں اپنی اس شرط کو اس معاملہ کے متعلق جس سے میں دست بردار ہو چکا ہوں بہر حال پورا کروں گا اب میں خدا کے سامنے بھی اس کے متعلق عہد کرتا ہوں کہ میں ہمیشہ امیر المومنین مہدی اور ان کے ولیعہد موسیٰ کا بدل و جان جاں نثار عقیدت کیش، مطیع منقاد رہوں گا اور ظاہر اور باطن میں کوئی بری نیت یا برا خیال ان کے متعلق اپنے ذہن میں نہ آنے دوں گا اور رنج و راحت تکلیف و مصیبت ہر حال میں ان کا وفادار رہوں گا ان کے دوستوں سے دوستی رکھونگا اور ان کے دشمنوں کو دشمن سمجھوں گا چاہے وہ اب ہوں یا آئندہ پیدا ہوں اگر میں آئندہ اس امر کے متعلق جس سے میں دست بردار ہو چکا ہوں کوئی بات اس عہد واثق کے خلاف ظاہر یا باطن میں کروں یا جس بات کا میں نے اس تحریر میں امیر المومنین مہدی اور ان کے ولیعہد موسیٰ بن امیر المومنین اور تمام مسلمانوں کے لئے اپنے ذمہ عہد واثق کیا ہے اس کی خلاف ورزی کروں اور اسے پوری طرح بروئے کار نہ لاؤں تو آج اس تحریر کی تاریخ سے آئندہ تیس سال تک میری ہر بیوی جواب ہے یا آئندہ ہو وہ مطلقہ قطعی ہے جس کی رجعت نہیں ہو سکتی۔ نیز ہر میرا غلام یا لونڈی چاہے اب ہو یا آئندہ تیس سال کے عرصہ میں میرے قبضہ میں آئے وہ اللہ کے لئے آزاد ہے۔

میری تمام غیر منقولہ اور غیر منقولہ جائداد جو نقد قرض، زمین کی شکل میں قلیل ہو یا کثیر قدیم ہو یا جدید یا جسے میں آج سے تیس سال کے عرصہ میں حاصل کروں وہ سب مساکین کے لئے صدقہ سمجھا جائے اور والی صدقات کو حق ہو گا کہ وہ اسے جس کام میں چاہے صرف کرے۔ علاوہ بریں مجھ پر تیس پا پیادہ حج مدینۃ السلام سے بیت اللہ کے واجب ہوں گے جس کا کوئی کفارہ علاوہ خود ہی حج کرنے کے نہیں ہو گا۔ میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ ان تمام امور کی بجا آوری میرے ذمہ ہے اور اسی کی شہادت

کافی ہے نیز مجھ راقم الحروف عیسٰی بن موسٰی کے مندرجہ امور کے متعلق چارسو انیس بنی ہاشم اموالی قریش کے مصاحبین وزرائے ملکی عہدہ دار اور قضاۃ نے شہادت ثبت کی ہے۔

یہ تحریر صفر ۱۶۰ھ ہجری میں لکھی گئی اور عیسٰی بن موسٰی نے اس پر اپنی مہر ثبت کر دی اس پر کسی شاعر نے طنزاً دو شعر کہے جن کا مفہوم یہ ہے کہ موسٰی نے موت سے ڈر کر جس میں نجات اور عزت تھی حکومت سے دست کشی کی اور اس طرح ملامت کا ایسا لباس زیب بر کیا کہ اس سے پہلے اس کی نظیر نہیں ملتی

اس سال ۱۶۰ھ ہجری میں عبدالملک بن شہاب السمعی اپنے ہمراہی مجاہد رضاکاروں وغیرہ کے ساتھ باربد آیا۔ وہاں پہنچنے کے دوسرے ہی دن اس نے اہل شہر پر دھاوا کر دیا اور دو دن مسلسل اس پر حملہ کرتا رہا پھر انھوں نے منجنیقیں نصب کیں اور تمام آلات جنگ سے حملہ آور ہوا مجاہدین کا یہ حال تھا کہ وہ شرکت جنگ کیلئے پلے پڑتے اور کلام پاک اور اللہ کے ذکر سے ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے اللہ نے بزور شمشیر شہر مسلمانوں کے ہاتھوں مسخر کر دیا ان کا رسالہ ہر طرف سے اس طرح شہر میں در آیا کہ اہل شہر کو سوائے اپنے مندر کے کہیں جائے پناہ نظر نہ آئی مسلمانوں نے روغن نفط چھڑک کر اس میں آگ لگا دی جس سے ہزاروں جل مرے بعض نے نکل کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا اللہ نے ان سب کو مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کر دیا اس کے مقابلہ میں بیس بائیس مسلمان شہید ہوئے اللہ نے بہت سی غنیمت بھی ان کو دی جنگ کے بعد سمندر متلاطم ہو گیا چونکہ بحری سفر خطرناک خیال کیا گیا اس لئے مسلمان تلاطم کم ہو جانے کے انتظار میں وہیں مقیم رہے۔ دوران قیام میں مسلمان کے منہ میں ایک مرض حمام قر پیدا ہوا جس سے تقریباً ایک ہزار مجاہد جاں بحق ہو گئے ان میں ربیع بن صبیح بھی تھا۔ جب انھوں نے بحری سفر کا امکان پایا تو اب وہ سب واپس پلٹے یہ ساحل فارس پر جسے بحر حمران کہتے ہیں پہنچے تھے کہ یہاں ان کو ایک رات شدید طوفان باد نے آگھیرا اس طوفان میں مسلمانوں کے اکثر جہاز تباہ ہو گئے کچھ غرق ہو گئے اور کچھ بچ کر ساحل مراد پر پہنچے۔ ان قیدیوں میں جن کو مسلمان اپنے ساتھ لائے تھے باربد کی راجہ کی ایک بیٹی بھی تھی جسے انھوں نے محمد بن سلیمان والی بصرہ کے حوالہ کر دیا۔

اس سال ابان بن صدقہ ہارون بن المہدی کا کاتب اور وزیر مقرر ہوا۔ مہدی نے ابو عون کو کسی بات پر ناراض ہو کر خراسان کی ولایت سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ معاذ بن مسلم کو مقرر کیا۔ اس سال ثمامہ بن الولید العبسی کی قیادت میں صائفہ نے جہاد کیا۔ نیز عمر بن العباس الخثعمی نے بحر شام میں جہاد کیا۔

اس سنہ میں مہدی نے آل ابی بکرہ کو ان کے تحقیقی نسب سے نکال کر پھر ولائے رسول صلعم کی فضیلت سے مشرف کر دیا۔ اس تبدیل کی وجہ یہ ہوئی کہ اس خاندان کا ایک شخص کسی شکایت کو پیش کرنے مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا اور اس نے اپنے تقرب کے لیئے ولائے رسول اللہ صلعم کا واسطہ دیا۔ مہدی نے یہ سن کر کہا کہ یہ نسبت اور تعلق وہ ہے جس کا اقرار تم ابھی وقت ہمارے سامنے کرتے ہو جب کسی شدید ضرورت کی وجہ سے تم کو ہماری جناب میں تقرب حاصل کرنا ہوتا ہے۔ حکم نے کہا امیر المومنین چاہے جس نے اس بات سے انکار کیا ہو مگر ہم تو اس کا ہمیشہ سے اقرار کرتے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اور آل ابی بکرہ کو پھر ولائے رسول اللہ صلعم کے شرف سے متعلق کرنے کے لئے حکم دیں۔ اور آل ابی زیاد بن عبید کے متعلق حکم دیں کہ وہ اس جھوٹے نسب سے خارج کر دئے جائیں جس میں معاویہ نے ان کو شامل کر دیا ہے محض رسول اللہ صلعم کے اس ارشاد کے حکم سے بچانے کے لئے کہ ان الولد للفراش وللعاہر الحجر (بیٹا تو بیوی ہی سے ہوتا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے) شامل کر دیا تھا۔ آپ حکم دیں کہ ان کی نسبت ثقیف کے موالی میں کی جائے۔

اس درخواست کے مطابق مہدی نے حکم دیا کہ آل ابی بکرہ اور آل ابی زیاد دونوں اپنے صحیح نسب کے ساتھ معنون کئے جائیں۔ اس کے متعلق انھوں نے محمد بن سلیمان کو ایک فرمان لکھا کہ تم جامع مسجد میں سب کے سامنے اس بات کا اعلان کر دو اور آل بکرہ کو ان کی رسول اللہ صلعم کی دوستی سے مشرف ہونے اور نفیع بن مشروح کی اولاد میں ہونے لکھا

اعلان کر دو نیز ان میں جو اس نسبت کا اقرار کرے اسے ان کی وہ جائیداد جو بصرہ میں ہو۔ اس کام کے لئے متعینہ ناظروں کے ذریعہ واپس کر دو، جو اس نسبت سے انکار کرے اسے کچھ واپس نہ دیا جائے اور تم حکم بن سمرقند کو اس معاملہ کی جانچ پڑتال کے لئے ممتحن مقرر کرو۔ محمد نے آل ابی بکرہ کے تمام افراد کے متعلق سوائے ان کے جن کا حال خود اس خاندان والوں کو معلوم نہ تھا اور وہ غائب تھے اس حکم کو نافذ کر دیا۔ البتہ آل زیاد کے متعلق جس بات نے مہدی کی رائے میں شدت پیدا کر دی وہ یہ واقعہ ہوا کہ علی بن سلیمان کے باپ نے بیان کیا ہے کہ میں ایک دن مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا وہ استغاثے پڑھ رہے تھے اتنے میں آل زیاد کا ایک شخص صغدی بن سلم بن حرب ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں آپ کا ابن عم ہوں انھوں نے پوچھا کیسے اس نے زیاد سے اپنی نسبت نسبی بیان کی۔ مہدی نے کہا اے سمیہ فاحشہ کے جنے تو میرا ابن عم کیوں کر ہوا، وہ غضب آلود ہوئے اور انھوں نے اس کی گردن پکڑوا کر اسے دربار سے نکلوا دیا۔ سب لوگ دربار سے اٹھ گئے میں بھی باہر نکلا۔ عیسیٰ بن موسیٰ یا موسیٰ بن عیسےٰ میرے ساتھ ہو گیا اور اس نے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ آپ کو بلوا بھیجوں کیونکہ آپ کے اٹھ آنے کے بعد امیر المومنین ہماری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ تم میں کون آل زیاد کی تاریخ سے واقف ہے۔ مگر ہم میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کے حال سے پوری طرح واقف ہو۔ اے ابو عبداللہ آپ جو کچھ جانتے ہوں ہمیں بتائیے میں زیاد اور آل زیاد کے بارے میں باتیں کرتا ہوا اس کے ساتھ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم دونوں اس کے مکان واقع باب المحول پر آ گئے اس نے مجھ سے کہا کہ میں اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیکر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ سب واقعہ آپ لکھ کر دیجئے تاکہ میں آج ہی شام کو امیر المومنین کی خدمت میں پیش کر دوں اور آپ کا بھی تذکرہ کر دوں۔ میں نے اپنے مکان آ کر سارا واقعہ لکھ دیا اور اپنی تحریر اس کے پاس بھیجدی وہ اسی شام

کو مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی اطلاع دی انھوں نے وہ تحریر ہارون الرشید کو جو ان کی طرف سے بصرہ کا والی تھا بھیجدی اور حکم دیا کہ تم اپنے والی کو ہدایت کر دو کہ وہ آل زیاد کو قریش ان کے دیوان اور عربوں سے خارج کر دے اور نیز یہ کہ آل ابی بکرہ کے سامنے ولاے رسول صلعم کی نسبت کو پیش کرے جو ان میں سے اس نسبت کا اقرار کرے اس کی وہ جائداد جو وہاں سرکار کے قبضہ میں ہو اس مقر کو واپس دیدے اور جو ان میں سے اپنے آپ کو ثقیف کے ساتھ منسوب کرے اس کی جائداد بحق سرکار ضبط رہے۔ والی بصرہ نے یہ بات ان کے سامنے پیش کی تین آدمیوں کے سوا سب نے اس نسبت کا اقرار کیا۔ جن تین آدمیوں نے اقرار نہیں کیا ان کی جائداد ضبط کر لی گئی۔ اس کے بعد آل زیاد نے سر دفتر کو رشوت دیدی اس نے ان کو پھر حسب سابق ان کے معروف نسب میں شامل کر دیا۔ خالد النجار نے اس بارے میں یہ دو شعر کہے،

ان زیاداً و نافعاً و ابا بکرۃ عندی من اعجب العجب

ذا قرشی کما یقول و ذا مولیٰ وھذا ابن عمہ عربی

ترجمہ۔ مجھے زیاد نافع اور ابو بکرہ پر نہایت ہی تعجب آتا ہے کہ ایک یہ اپنے آپ کو قرشی کہتا ہے اور یہ دوسرا مولی ہے۔ اور یہ تیسرا اپنے دعوے کے مطابق عرب بنتا ہے۔

ذیل میں وہ خط جو مہدی نے اس بارے میں والی بصرہ کو لکھا تھا نقل کیا جاتا ہے ؛ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اما بعد مسلمانوں کے صاحبان امرا اپنے اپنے خاص لوگوں اور عوام کے امور میں تصفیہ کے لئے اس بات کے سب سے زیادہ سزاوار ہیں کہ وہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم کے مطابق احکام نافذ کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں یہ ان کا فرض ہے کہ وہ اس اتباع میں استقامت اور دوام قائم رکھیں اور ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ ان احکام کی چاہے وہ اس کے موافق ہوں یا مخالف خوشی کے ساتھ بجا آوری کرے کیونکہ صرف اسی طرح اللہ کے حقوق و حدود کی اقامتہ ہو سکتی ہے۔ اس کے

حقوق کی معرفت ہو سکتی ہے۔ اس میں اس کی خوشنودی کی اتباع ہے اسی طرح اس کا ثواب ملتا اور جزا حاصل ہو سکتی ہے اور جو اس کی مخالفت کریگا جو علیٰ خواہش نفس کی وجہ سے ان احکام سے رو گرداں ہو گا اسے دین و دنیا میں خسارہ و نقصان ہے۔

زیاد بن عبید کو (یہ ثقیف کے غیر عرب کفار کا غلام تھا) اگرچہ معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے نسب میں شامل کر لیا تھا مگر اس کے بعد ہی تمام مسلمانوں نے جن میں اکثر اس زمانہ میں زیاد ابی زیاد اور اس کی ماں کی اصل نسل سے اچھی طرح واقف تھے اور خود وہ لوگ بڑے عالم، زاہد، متقیہ، متقی اصحاب، تھے۔ معاویہ کی اس کارروائی کو غلط سمجھ کر اس کے ادعائے نسب سے انکار کر دیا تھا۔ معاویہ نے یہ کارروائی کسی نیک نیتی اتباع سنت یا گزشتہ آئمہ حق کے طریقہ محمود کی پیروی میں نہیں کی تھی بلکہ اپنے دین اور آخرت کو برباد کرنے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی مخالفت میں کی تھی نیز اس وجہ سے کہ چونکہ زیاد کی جلادت اور ہوشیاری و چالاکی کا اس پر بہت اثر ہوا تھا اس نے اس ترکیب سے اپنے اعمال بد اور ظالمانہ طرز حکومت میں اس کی مدد اور اعانت حاصل کرنے کے لئے یہ کیا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا الولد للفراش و للعاہر الحجر اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اپنے باپ کے سوا یا اپنے اعزا کے علاوہ کسی دوسرے سے اپنے کو منسوب کرے اس پر اللہ ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو نیز اللہ اس کے کسی عمل کو شرف قبولیت نہ بخشے گا۔ میں اپنی عمر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ زیاد ہرگز ہرگز ابوسفیان کے گھر یا اس کے بستر پر پیدا نہیں ہوا تھا اور نہ عبید ابوسفیان کا غلام تھا اور نہ سمیہ اس کی لونڈی تھی نہ یہ دونوں اس کے کبھی مملوک رہے اور نہ کسی اور سبب سے ان کا اس سے کوئی تعلق پیدا ہوا حالانکہ محدثین پوری طرح واقف ہیں کہ نصر بن الحجاج بن علاط السلمی کے متعلق اس کے ہمراہی بنی المغیرہ کے مخزومی موالیوں کو جب انھوں نے نصر کو اپنے میں شامل کرنا چاہا اور اپنے دعوے کو ثابت کر دیا۔ معاویہ نے یہ جواب دیا کہ ابنی سند کے نیچے سے

ایک پتھر جسے پہلے سے اس نے چھپا رکھا تھا نکال کر اس کے سامنے ڈال دیا۔
اس پر انھوں نے کہا کہ آپ نے زیاد کے بارے میں جو کچھ کیا اسے ہم نے
مان لیا مگر اب آپ ہمارے آدمی کے متعلق اسی قسم کے تصفیہ کو تسلیم نہیں کرتے
معاویہ نے کہا رسول اللہ صلعم کا تصفیہ تمہارے لیے معاویہ کے فیصلہ سے بہتر
ہے مگر زیاد کے متعلق جو کارروائی اس نے کی کہ اسے اپنے نسب میں شامل
کر لیا اس نے صریحی طور پر اللہ کے حکم اور اس کے رسول کے فیصلہ کی خلاف ورزی
کی اور یہ اس نے محض اپنے ذاتی منفعت اور خواہش نفس کی بنا پر کیا تھا۔
اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ومن اضل ممن اتبع ھواہ بغیر ھدی من اللہ
ان اللہ لا یھدی قوم الظالمین ترجمہ۔ اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جس نے
بغیر اللہ کے حکم کے اپنی خواہش کی اتباع کی۔ اللہ حد سے متجاوز ہونے والوں
کو کبھی راہ ہدایت نہیں دکھائیگا۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے جنکو اللہ نے حکومت،
نبوت، دولت اور خلافت الٰہی عطا کی تھی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔
یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض آخر آیۃ تک (اے داؤد ہم نے
تجھ کو زمین میں اپنا نائب مقرر کیا) امیر المومنین اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ
وہ ان کے نفس اور دین کو غلبہ خواہش سے بچاتا رہے اور ہر بات میں
توفیق نیک عطا فرمائے۔ جس سے اس کی خوشنودی حاصل ہو۔ اب
امیر المومنین نے اس امر کو مناسب سمجھا ہے کہ زیاد اور اس کی اولاد جو
اپنی ماں اور نسب معروف کے ساتھ منسوب ہے وہ پھر اپنے باپ عبید اور
اپنی ماں سمیہ سے منسوب کر دیئے جائیں تاکہ اس میں رسول اللہ کے فرمان
اور صلحا اور آئمۂ ہادیین کے قول متفق علیہ کا اتباع ہو۔ کتاب اللہ اور سنت
رسول اللہ کی خلاف ورزی میں معاویہ نے اس معاملہ میں جو جرات کی ہے
وہ کسی طرح جائز قرار نہیں دیجا سکتی۔ اور امیر المومنین رسول اللہ سے قرابت
قریبہ رکھتے ہیں ان کے افعال کی اتباع کرتے ہیں ان کی سنت کا احیا
چاہتے ہیں اور بدعات کو مٹانا چاہتے ہیں اس وجہ سے ان کا حق ہے کہ
وہ اس معاملہ میں جائز کارروائی کریں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فماذا بعد الحق

الا الضلال فانی تصرفون (حق کے علاوہ سب ضلالت ہے تو اب کہاں پلٹ کر جاسکتے ہو)

اس بارے میں امیرالمومنین کی رائے اب تم کو معلوم ہوچکی ہے اس لئے تم زیاد اور اس کی اولاد کو ان کے باپ زیاد بن عبید اور اس کی ماں سمیہ کے ساتھ منسوب کرو۔ ان کو مجبور کرو کہ وہ اس فیصلہ کو قبول کریں اور آئندہ اسی پر کاربند ہوں تمہارے ہاں جس قدر مسلمان ہوں ان سب کے سامنے اس کا اعلان کردو تاکہ ان کو بھی اس کی اصل معلوم ہو جائے۔

ہم نے بصرہ کے قاضی اور صاحب دیوان کو بھی اسی کے مطابق احکام بھیج دیئے ہیں وسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

اس مراسلہ کو معاویہ بن عبید نے لکھا تھا۔ جب یہ حکم محمد بن سلیمان کے پاس پہونچا اس نے اس کے نافذ کر دینے کے احکام جاری کر دیئے مگر پھر کچھ لوگوں نے اس بارے میں اس سے گفتگو کی۔ اور محمد بن سلیمان نے ان کا پیچھا چھوڑ دیا۔ مہدی نے اس مضمون کا فرمان عبدالملک بن ایوب بن ظبیان النمیری کے نام بھی بھیجا تھا چونکہ یہ قیس کا سردار تھا اس نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ ان کے قبیلہ کا کوئی شخص ان سے نکل کر دوسروں میں شامل کر دیا جائے۔ اور اسی خیال سے اس نے اس فرمان کو نافذ نہیں کیا۔ اسی سال والی مدینہ عبداللہ بن صفوان الجمحی نے انتقال کیا اس کی جگہ محمد بن عبداللہ الکثیری مقرر ہوا۔ یہ تھوڑے ہی روز اپنے منصب پر قائم رہا تھا کہ برطرف کر دیا گیا اور اس کے بجائے زفر بن عاصم الہلالی مقرر ہوا۔ اسی سال مہدی نے عبداللہ بن محمد بن عمران الطلحی کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔ اسی سال عبدالسلام الخارجی نے خروج کیا اور وہ قتل کیا گیا بسطام بن عمرو سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس کی جگہ روح بن حاتم مقرر ہوا۔ اس سال خود مہدی کی امارت میں حج ہوا۔ اپنے شہر سے روانہ ہونے کے بعد انھوں نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اپنے ماموں یزید بن منصور کو اس کے ساتھ وزیر و مشیر مقرر کر کے چھوڑا۔ اس سال

ان کے ہمراہ ان کا بیٹا ہارون اور بہت سے دوسرے خاندان والے حج کے لئے ساتھ ہوئے۔ اپنے عہدہ کی اہمیت اور رسوخ کی وجہ سے یعقوب بن داؤد بھی مہدی کے ہمراہ ہوا۔ جب یہ مکہ پہنچ گئے تو حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن جس کے لئے یعقوب ہی نے مہدی سے امان لی تھی مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا۔ مہدی نے بہت سا مال و متاع صلہ میں دیا اور حجاز میں اپنے صرفخاص کے علاقہ سے جاگیر بھی دی۔

اس سال مہدی نے کعبہ کے غلاف کو اتار کر نیا غلاف چڑھایا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حاجیوں نے شکایت کی کہ اس قدر غلاف کعبہ پر چڑھائے گئے ہیں کہ ان کے بوجھ سے انہدام کا اندیشہ ہے۔ مہدی نے حکم دیا کہ تمام غلاف اتار لئے جائیں چنانچہ تمام غلاف اتار لئے گئے اور کعبہ کھلا رہ گیا اب خلوق (ایک خوشبو) کی دھونی دی گئی۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب غلاف اتارتے اتارتے ہشام کے چڑھائے ہوئے غلاف کی نوبت آئی تو وہ دیبا کا نکلا جو نہایت مضبوط اور عمدہ بنا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ اور تمام غلاف یمن کے ساختہ تھے۔

مہدی نے مکہ اور مدینہ میں بے انتہا روپیہ خیرات کیا۔ حساب دیکھنے سے معلوم ہوا کہ تین کروڑ درہم تو وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے تین لاکھ دینار مصر سے اور دو لاکھ یمن سے اور ان کو راہ میں وصول ہوئے تھے۔ یہ تمام رقم انھوں نے صرف کر دی ڈیڑھ لاکھ تھان کپڑے کے تقسیم کئے۔ مسجد نبوی کو وسیع کیا۔ مقصورہ کو مسجد نبوی سے نکال دیا۔ ارادہ تھا کہ منبر رسول اللہ کو چھوٹا کر دیں تاکہ وہ پھر اپنی اصلی حالت و جسامت پر ہو جائے۔ اور معاویہ نے جو زیادتی کی تھی وہ نکل جائے۔ مگر امام مالک کے بیان کے مطابق جب انھوں نے اس بارے میں علما و فقہا سے مشورہ لیا تو انھوں نے کہا منبر میں جو معاویہ نے زیادتی کی ہے اس کی کیلیں اس جدید لکڑی سے قدیم منبر کی لکڑی تک سرایت کر گئی ہیں اس لئے اندیشہ یہ ہے کہ چونکہ پہلی لکڑی بہت پرانی ہو چکی ہے مبادا اس اضافہ کو

توڑنے سے اصلی منبر کو صدمہ پہونچے اور وہی ٹوٹ پڑے۔ اس خیال سے مہدی نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ انھوں نے اپنے قیام مدینہ کے دوران میں پانسو انصاری اپنی ذات کی حفاظت کے لئے بھرتی کئے تاکہ یہ عراق میں ان کی محافظت کریں اور بوقت ضرورت فوج خاصہ کا کام دیں ان کی مقررہ عطا کے علاوہ اور مزید اضافہ دیا گیا نیز جب یہ جماعت ان کے ہمراہ بغداد آگئی تو مہدی نے ان کو ایک جاگیر بھی دی جو ان کے نام سے مشہور ہے۔ اسی قیام مدینہ کے زمانہ میں مہدی نے رقیہ بنت عمرو العثمانیہ سے شادی کی۔

اس سال محمد بن سلیمان نے مہدی کے لئے برف بھیجی جو ان کو مکہ میں مل گئی۔ مہدی پہلے خلیفہ ہیں جن کے لئے برف مکہ بھیجی گئی ہے۔ مہدی نے اپنے خاندان والوں اور دوسرے لوگوں کی وہ جاگیریں جو ضبط کر لی گئی تھیں پھر انھیں واپس دیدیں۔

اس سال اسحٰق بن صباح الکندی کوفہ کا پیش امام اور افسر احداث تھا۔ شریک قاضی تھے۔ محمد بن سلیمان بصرہ کا نیز اس کے ملحقہ علاقہ اور اضلاع دجلہ، بحرین، عمان، اہواز اور فارس کا والی تھا یہی اس تمام علاقہ کا افسر احداث تھا عبیداللہ بن الحسن بصرہ کے قاضی تھے۔ معاذ بن مسلم خراسان کا ناظم تھا فضل بن صالح جزیرہ کا والی تھا روح بن حاتم سندھ کا اور یزید بن حاتم افریقیا کا والی تھا اور محمد بن سلیمان ابو حمزہ مصر کا ناظم تھا۔

# ۱۶۱ سنہ ہجری شروع ہوا

## اس سال کے واقعات

اس سال حکیم المقنع نے خراسان میں مرو کے ایک قریہ میں خروج کیا۔

یہ تناسخ ارواح کا قائل تھا اور اپنے آپ کو ارواح کا مرکز خیال کرتا تھا۔ ایک خلقت عظیم اس کے ساتھ گمراہ ہو گئی۔ اس کی تحریک سے بڑی طاقت حاصل کرلی اور وہ اپنی جماعت کو لیکر ماوراالنہر کے علاقہ میں ہو رہا۔ مہدی نے اس سے لڑنے کے لئے اپنے کئی سپہ سالار بھیجے ان میں معاذ بن مسلم بھی جو ان دنوں خراسان کا ناظم تھا شریک تھا اس کے ہمراہ عقبہ بن مسلم، جبرئیل بن یحیٰی اور لیث خود مہدی کا مولی بھی تھے کچھ عرصہ کے بعد مہدی نے صرف جرشی کو اس کے مقابلہ پر متعین کیا اور دوسرے سپہ سالار اس کے ماتحت کر دیئے اور مقنع محاصرہ کے اندیشہ سے کش کے ایک قلعہ میں سامان خوراک جمع کرنے لگا۔

اس سال نصر بن محمد بن اشعث الخزاعی نے شام میں عبداللہ بن مروان کو گرفتار کرلیا اور اسے مہدی کے پاس لے آیا یہ واقعہ نصر کی ولایت سندھ سے پہلے پیش آچکا تھا مہدی نے عبداللہ کو سرکاری جیل خانہ میں قید کر دیا۔

ابوالخطاب نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن محمد بن مروان مہدی کے پاس پیش کیا گیا۔ ابوالحکم اس کی کنیت تھی۔ مہدی نے رصافہ میں دربار عام منعقد کیا اور پوچھا کون اسے جانتا ہے۔ عبدالعزیز بن مسلم العقیلی اپنی جگہ سے اٹھ کر عبداللہ کے پاس جاکھڑا ہوا اور اسے ابوالحکم کہکر مخاطب کیا اس نے کہا ہاں میں ابوالحکم ابن امیرالمومنین ہوں۔ عبدالعزیز نے پوچھا میرے بعد تم کیسے رہے؟ اس کے بعد اس نے مہدی کو مخاطب کر کے کہا۔ امیرالمومنین بے شک یہ عبداللہ بن مروان ہے۔ تمام حاضرین دربار اس کی اس جراءت پر عش عش کرنے لگے اور مہدی نے بھی اس بات کا مطلق برا نہ مانا۔

جب مہدی نے اسے قید کر دیا تو اب اس کے قتل کے لئے ایک بہانہ بنانا چاہا عمرو بن سہلہ الاشعری نے مہدی کے سامنے استغاثہ دائر کیا کہ عبداللہ نے میرے باپ کو قتل کیا تھا مہدی نے اس استغاثہ کو تصفیہ کے لئے قاضی عافیہ کے پاس بھیجدیا۔ قاضی نے عبداللہ کے خلاف فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ مقتول

کے عوض میں اسے قتل کیا جائے قریب تھا کہ اس حکم کی توثیق ہو جائے اور وہ قتل کر دیا جائے۔ مگر عین وقت پر عبدالعزیز بن مسلم العقیلی قاضی کے اجلاس میں لوگوں کے سروں پر گزرتا ہوا قاضی کے سامنے آیا اور اس نے کہا کہ عمرو بن سہلہ مدعی ہے کہ اس کے باپ کو عبداللہ بن مروان نے قتل کیا ہے۔ یہ الزام قطعی بے بنیاد اور افترا ہے مدعی جھوٹا ہے بخدا میرے سوا کسی نے اس کے باپ کو قتل نہیں کیا۔ میں نے مروان کے حکم سے اس کو قتل کیا تھا۔ عبداللہ بن مروان قطعاً اس کے خون سے بری ہے۔ اس طرح عبداللہ کے سر سے یہ الزام دور ہوا اور چونکہ عبدالعزیز نے عمرو بن سہلہ کے باپ کو مروان کے حکم سے قتل کیا تھا اس لئے مہدی نے اس بارے میں اس سے کوئی بازپرس بھی اب نہیں کی۔

اس سال موسم گرما کی جہادی مہم ثمامہ بن الولید کی قیادت میں جہاد کے لئے گئی ثمامہ نے دابق میں پڑاؤ ڈالا۔ تمام سلطنت روما میں ہلچل پڑ گئی اور مقابلہ کی بڑے پیمانہ پر تیاری ہونے لگی مگر ثمامہ کو اس کی خبر نہ ہوئی اس کے طلائع اور مخبروں نے اس تیاری کی آکر اسے اطلاع بھی دی مگر اس نے اس پر اعتنا نہ کی اور رومی علاقہ کی طرف بڑھ گیا۔ میخائیل روم کا شہنشاہ تھا۔ یہ مقابلہ کے لئے نہایت تیز دم سریع السیر رسالہ لیکر بڑھ آیا۔ کچھ مسلمان اس جنگ میں کام آئے۔ چونکہ اس وقت عیسےٰ بن علی مرعش میں چھاؤنی ڈالے پڑا رہا اُس کی وجہ سے اس سال اور کوئی موسم گرما کی جہادی مہم سلمان نہ بھیج سکے۔

مہدی نے حکم دیا کہ مکہ کے راستہ میں قادسیہ سے زبالہ تک جو مکان ابوالعباس نے بنوائے تھے ان سے زیادہ وسیع مکان بنائے جائیں اس نے حکم دیا کہ ابوجعفر کے ساختہ مکان اپنے حال پر چھوڑ دیئے جائیں اور ابوالعباس کے ساختہ مکانوں میں اضافہ کر دیا جائے نیز اس نے ہر چشمۂ آب پر عمارت بنانے کا حکم دیا اور علامات میل قائم کیے تالابوں کو پھر کھدوایا نیز جدید کنویں کھدوائے۔ یہ کام یقطین بن موسیٰ کے زیر اہتمام دیا گیا ۱۷۱ھ تک یہ کام اس شخص کے تفویض رہا اس کام کے لئے اس کا بھائی ابوموسیٰ اس کا مددگار اور نائب تھا۔

موسیٰ نے بصرہ کی جامع مسجد میں توسیع کرائی پیش سے قبلہ کے متصل تک اضافہ کیا گیا اور مسجد کے داہنے حصہ میں بھی جو بنی سلیم کے چوک کے متصل ہے اضافہ کیا گیا۔ اس تعمیر کا اہتمام محمد بن سلیمان والی بصرہ کے سپرد تھا۔ مہدی نے حکم دیا تھا کہ تمام جامع مساجد سے مقصورے نکال دیئے جائیں منبر بھی چھوٹے کر کے منبر رسول اللہ کے برابر رکھے جائیں۔ اس کے لئے انھوں نے اپنی تمام سلطنت میں فرامین بھیجد یئے جن کے مطابق عمل درآمد ہوا۔

اس سال مہدی نے یعقوب بن داؤد کو تمام آفاق سلطنت میں امین مقرر کر کے بھیجنے کا حکم دیا اس حکم کی تعمیل کی گئی اور اب طریقۂ کار یہ ہوا کہ مہدی کا کوئی فرمان جو ان کے عاملوں کے نام جاری ہوتا وہ اس وقت تک نافذ نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ یعقوب اپنے خاص امین اور معتمد لوگوں کو اس کے نفاذ کے لئے حکم نہ بھیجد یتا۔

اس سال ابو عبید اللہ مہدی کے وزیر کی منزلت میں فرق پڑ گیا۔ یعقوب نے بصرہ کوفہ اور شام کے متعدد مقتنین مہدی کے دربار میں متعین کر لئے اسمٰعیل بن علیۃ الاسدی اور محمد بن میمون العنبری فقہاء بصرہ کے رئیس اور منصرم تھے۔ عبدالاعلیٰ بن موسیٰ الحلبی اہل کوفہ اور اہل شام کے فقہا کا رئیس تھا۔

# ابو عبیداللہ کے زوال کے اسباب

مہدی کو رے بھیجتے وقت جس وجہ سے منصور نے ابو عبیداللہ کو ان کے ہمراہ کیا تھا اسے ہم بیان کر چکے ہیں اب اس کے زوال کے متعلق فضل بن الربیع کہتا ہے کہ موالی ہمیشہ مہدی سے ابو عبیداللہ کی شکایت کرتے رہتے تھے اور چاہتے تھے کہ کوئی موقع ان کو ایسا ملے کہ وہ اسے ذلیل کریں مگر منصور ابو عبیداللہ کے مراسلات کے موافق ہی احکام نافذ کر دیتے تھے اس سے موالی اور چڑ جاتے تھے اور تخلیہ میں مہدی سے ہر وقت اس کی شکایت کرتے اور انہیں اس کے خلاف بھڑکاتے۔

ابو عبیداللہ کے خطوط میرے باپ کے پاس مسلسل موالیوں کی شکایت میں آئے وہ منصور سے اس کی اور اس کے حسن انتظام کی تعریف کر دیتے اور مہدی کو لکھوا دیتے کہ وہ ابو عبیداللہ کے ساتھ مہربانی اور عزت سے پیش آئیں اور اس کے متعلق کسی کی شکایت کو قبول نہ کریں۔ مگر جب عبیداللہ نے موالیوں کے اثر کو مہدی کے مزاج میں روز بہ روز بڑھتا دیکھا اور محسوس کیا کہ وہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں اس نے مختلف قبائل کے چار عالم اور ادیب اشخاص کو منتخب کر کے مہدی کی مصاحبت میں شریک کیا اور یہ انتظام کیا کہ اب صرف موالیوں کو کبھی مہدی سے تخلیہ کا موقع نہ مل سکے۔ ان میں سے کسی نے جب مہدی کی کسی بات پر اعتراض کیا تو مہدی نے ابو عبیداللہ سے اس گستاخی کی شکایت کی مگر اس نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ خاموش رہا ان کی مجلس سے اٹھ آیا اور اس شخص کو

دربار میں جانے کی ممانعت کر دی اس واقعہ کی خبر میرے باپ کو بھی ہوگئی۔ جس سال منصور نے انتقال کیا اس سال میرے والد بھی ان کے ساتھ حج کرنے گئے۔ ان کے مرنے کے بعد میرے باپ ہی نے مہدی کے لئے بیعت لینے کا تمام کام سرانجام دیا۔ اور وہی منصور کے گھر، موالی اور فوجی سرداروں کی افسری کرتے رہے جب واپس آئے تو میں مغرب کے بعد قصر میں ان سے ملنے گیا واپس ہوتے ہوئے میں ان کے ساتھ تھا چلتے چلتے وہ اپنے مکان سے بھی آگے نکل گئے مہدی کا قصر بھی چھوڑا ابو عبید اللہ سے ملنے کے لئے چلے مجھ سے کہا چونکہ یہ امیر المومنین کے خاص آدمی ہیں اس لئے اب ہمارے لئے ان کے ساتھ اس طرح پیش آنا مناسب نہیں جس طرح کہ ہم پہلے آتے تھے۔ نیز ان کے نفوذ و اثر کے قیام میں جو مدد ہم نے ان کی ہے اس کا محاسبہ بھی اب ہمارے لئے مناسب نہیں یہی باتیں کرتے کرتے ہم اس کے دروازہ پر پہونچے۔ میرے باپ کھڑے رہے اندر آنے کی اجازت ہی نہ ملی یہاں تک کہ میں نے وہیں عشا کی نماز پڑھ لی۔ کہیں اس کے بعد دربان نے نکل کر ان کو اندر بلایا وہ اور ہم دونوں اندر جانے کے لئے بڑھے۔ حاجب نے کہا ابوالفضل میں نے صرف آپ کو اندر آنے کی اجازت دی ہے انھوں نے حاجب سے کہا کہ ابو عبید اللہ سے کہو کہ فضل میرے ساتھ ہے۔ اس کے بعد انھوں نے مجھ سے کہا کہ اس طرز عمل میں تبدیلی کی توجیہ میں تم سے کر چکا ہوں۔ اتنے میں حاجب نے باہر آکر ہم دونوں کو اندر بلا لیا۔ ہم دونوں اندر گئے ابو عبید اللہ صدر مجلس میں اپنے مصلے پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ جب میرے والد اس کے سامنے آئینگے تو یہ ضرور ان کی تعظیم کے لئے اٹھیگا مگر وہ نہیں اٹھا پھر میرا خیال ہوا کہ کم از کم سیدھا ہو کر بیٹھے گا مگر اس نے یہ بھی نہیں کیا میں نے سوچا کہ ان کے لئے بھی مصلیٰ منگواوے گا مگر اس نے یہ بھی نہیں کیا میرے والد اس کے رو برو فرش ہی پر بیٹھ گئے اور وہ اسی طرح تکیہ لگائے بیٹھا رہا اب عبید اللہ میرے باپ سے سفر کے حالات پوچھنے لگا۔ میرے باپ کو توقع تھی کہ وہ ان سے مہدی کی خلافت اور بیعت کے لئے جو کام انھوں نے انجام دیا تھا اس کے متعلق سوالات

کریگا۔ مگر اس نے تو پوچھا بھی نہیں خود انھوں نے اس کے ذکر کی ابتدا کی تھی کہ اس نے یہ کہہ کر کہ ہمیں سب اطلاع ہے بات کاٹ دی۔ میرے والد نے اٹھ آنے کا ارادہ کیا اس نے کہا کہ مکان کے تمام دروازے بند ہو چکے ہیں۔ اس پر بھی تم جانا چاہتے ہو تو تم کو اختیار ہے۔ میرے والد نے کہا کہ میری راہ میں سد باب نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا ہاں۔ مگر سب دروازے بند ہو چکے ہیں۔ اس سے میرے باپ کو یہ خیال ہوا کہ شاید حالات و واقعات سفر دریافت کرنے کے لئے روکنا چاہتا ہے۔ اس بنا پر انھوں نے کہا اچھا میں ٹھہر جاتا ہوں۔ ابو عبید اللہ نے اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اور محمد بن ابی عبید اللہ کی خوابگاہ میں ابوالفضل کے سونے کا انتظام کر دو۔ یہ کہہ کر جب میرے باپ نے محسوس کیا کہ یہ تو اس مجلس سے اٹھنا چاہتا ہے۔ وہ خود ہی کھڑے ہو گئے۔ اور کہا بس اب میں جاتا ہوں اور مجھے کوئی نہیں روک سکتا یہ کہہ کر وہ جانے کے لئے پورے ارادے سے کھڑے ہو گئے۔

جب ہم اس مکان سے نکل آئے تو میرے باپ نے مجھ سے کہا اے میرے بیٹے تم احمق ہو میں نے عرض کی مجھ سے کیا حماقت سرزد ہوی۔ کہنے لگے تم اپنے دل میں کہتے ہو گے کہ آپ کو چاہئے تھا کہ میں اس کے پاس ملنے ہی نہ آتا، اور اگر آیا تھا اور ہم رد کر دیئے گئے تھے اس وقت تم کو پھر اس کے دروازے پر اتنی دیر توقف کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ میں نے نماز عشاء پڑھی اسی وقت تم کو واپس ہو جانا چاہئے تھا اور اس سے ملنے اندر نہ جانا چاہئے تھا۔ پھر جب اندر چلے گئے اور اس نے کھڑے ہو کر تعظیم نہیں کی اسی وقت پلٹ آنا چاہئے تھا۔ مگر تم نہیں سمجھتے۔ میں نے جو کچھ کیا وہ سب ٹھیک ہے۔ بخدائے لایزال میں اب ابو عبید اللہ سے اس کا بدلہ لے کر چھوڑوں گا چاہیے اس میں میری عزت اور دولت سب کچھ خرچ ہی کیوں نہ ہو جائے۔

اس واقعہ کے بعد اب ان کا یہ رویہ ہوا کہ وہ اس کے خلاف کسی موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے اور اس کی خرابی کے درپے تھے۔

اس اثنا میں ان کو وہ قشیری یاد آیا جسے ابو عبیداللہ نے مہدی کے دربار میں جانے کی ممانعت کردی تھی، میرے والد نے اسے بلایا اور کہا جو سلوک ابو عبیداللہ نے تمہارے ساتھ کیا ہے اس سے تم خوب واقف ہو اس نے میری بیعزتی کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ میں نے تو اس کی بربادی کے لیے پوری کدوکاوش کی مگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی مگر تم البتہ اس کے خلاف کامیاب ہوسکتے ہو۔ اس نے کہا میں یہاں چند باتیں وہ بیان کرتا ہوں کہ اس کے ذریعہ اس پر حملہ ہوسکتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ شخص اپنے عہدہ کی قابلیت نہیں رکھتا تو یہ بات کسی کو اس لیے باور نہیں آئیگی کہ وہ اپنے کام میں سب سے زیادہ ہوشیار اور اس سے واقف ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اپنے منصب کی جلالت کی وجہ سے اس کی دیانت مشتبہ ہے تو یہ بات بھی اس لیے کسی کو باور نہیں آئیگی کہ وہ سب سے زیادہ امین اور باعفت ہے۔ اگر مہدی کی بیٹیاں بھی اس کے گھر ہوتیں تو وہ ان کی وجہ سے بھی اپنی دیانت کو مشتبہ نہ ہونے دیتا۔ اگر کہا جائے کہ وہ حکومت کی مخالفت پر مائل ہے تو اس پر بھی کوئی اعتنا نہیں کرے گا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ تھوڑا سا قدریہ عقائد کی طرف رجحان طبع رکھتا ہے۔ مگر یہ بات کوئی ایسی نہیں کہ اس سے اُسے نقصان پہونچایا جا سکے۔ البتہ یہ تمام باتیں اس کے بیٹے میں جمع ہیں۔ یہ سن کر ربیع نے اسے گلے سے لگا لیا اس کی پیشانی چومی اور اب اس نے ابو عبیداللہ کے بیٹے کے خلاف مسلسل سازش کرنا شروع کی اور مہدی سے یہ شکایت کرتا رہا کہ یہ ان کے بعض حرم سے ناجائز تعلقات رکھتا ہے۔ بار بار کہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بات مہدی کے دل میں بھی جاگزیں ہوگئی اور وہ محمد بن ابو عبیداللہ سے بدگمان ہوگئے۔ اُسے دربار میں طلب کیا جب وہ آگیا تو انھوں نے ابو عبیداللہ کو دربار سے اٹھ جانے کا حکم دیا اور اب محمد سے قرآن پڑھنے کی خواہش کی محمد نے قرأت قرآن کا ارادہ بھی کیا مگر ایک لفظ بھی اس کی زبان سے نہ نکل سکا۔ گویا قرآن اس کے حافظہ سے بھلا دیا گیا۔ مہدی نے ابو عبیداللہ سے بلاکر کہا اے معاویہ تم نے تو

مجھ سے بیان کیا تھا کہ تمہارا بیٹا حافظ قرآن ہے۔ اس نے کہا بے شک امیر المومنین میں نے آپ سے یہ بات کہی تھی مگر میں کیا کروں وہ کئی سال سے مجھ سے علیحدہ ہو گیا ہے اس مدت میں اس نے قرآن بھلا دیا، مہدی نے حکم دیا کہ اچھا اب تم ہی اللہ کے تقرب کے لئے اس کی گردن مارو وہ اٹھنے لگا مگر گر پڑا عباس بن محمد نے اس کی سفارش کی کہ امیر المومنین مناسب سمجھیں تو خود اس شیخ کو اس کام سے معاف فرمائیں۔ مہدی نے اسے چھوڑ دیا اور اس کے بیٹے کو قتل کرا دیا۔ اب مہدی کے دل میں ابو عبید اللہ کی طرف سے سوءِ ظن پیدا ہو گیا ربیع نے بھی ان سے کہا کہ آپ نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے اب مناسب نہیں کہ وہ آپ کے ساتھ رہے یا آپ اس پر اعتماد کریں ربیع کی اس بات نے مہدی کو زیادہ پریشان کر دیا بایں طرح ربیع نے ابو عبید اللہ سے اپنا پورا بدلہ لیکر اپنا جی ٹھنڈا کیا۔

یعقوب بن داؤد نے بیان کیا ہے کہ مہدی نے ایک اشعری کو بہت پٹوایا چونکہ یہ شخص ابو عبید اللہ کے خاندان کا مولی تھا اس وجہ سے اُس نے اُس کی حمایت کے جذبہ سے متاثر ہو کر مہدی سے کہا کہ امیر المومنین اس مار کے مقابلہ میں تو قتل اولے ہے انھوں نے کہا اے یہودی تجھ پر اللہ کی لعنت ہو تو اسی وقت میری چھاؤنی سے نکل جا اس نے کہا اب سوائے دوزخ کے میرا ٹھکانا اور کہاں ہے۔ میں نے عرض کیا امیر المومنین مناسب ہے کہ آپ اسے جہنم دکھا دیں کیونکہ یہ اسی کی آرزو رکھتا ہے۔ اس پر اس نے مجھ سے کہا۔ ابو عبید اللہ آپ کا بھی کیا کہنا۔

(۴۹۱) اس سال عمر بن العباس نے سمندر میں جہاد کیا۔ روح بن حاتم کی جگہ نصر بن محمد بن الاشعث سندھ کا والی مقرر ہوا اور اس نے سندھ آکر اپنی خدمت کا جائزہ لے لیا۔ مگر پھر یہ معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ محمد بن سلیمان سندھ کا والی مقرر ہوا۔ اس نے عبد الملک بن شہاب المسمعی کو اپنے سے پہلے سندھ بھیجدیا۔ مگر نصر نے حکومت اس کے حوالہ کر دینے سے انکار کیا اور مقابلہ کی ٹھانی پھر عبد الملک نے اسے سندھ سے چلے جانے کی اجازت دیدی یہ وہاں سے روانہ ہو کر منصورہ سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر دریا کے کنارہ

فروکش ہو گیا ہیں سندھ پر اس کی صوبہ داری کا فرمان اسے موصول ہوا۔ یہ پھر اپنے علاقہ کو پلٹ گیا۔ عبدالملک صرف اٹھارہ دن سندھ میں مقیم رہا۔ نصر نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ اور وہ بصرہ چلا آیا۔

اس سال مہدی نے عافیہ بن یزید الاسدی کو قاضی مقرر کیا۔ یہ اور ابن علاثہ رصافہ میں مہدی کی چھاؤنی میں قضا کے فرائض انجام دیتے تھے اور عمر بن حبیب العدوی مدینہ شرقیہ کے قاضی تھے۔ اس سال الفضل بن صالح جزیرہ کی ولایت سے علٰحدہ کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ عبدالصمد بن علی مقرر کیا گیا۔ عیسیٰ بن لقمان مصر کا عامل مقرر کیا گیا۔ یزید بن منصور سواد کوفہ کا حسان الشروی موصل کا اور بسطام بن عمرو التغلبی آذربیجان کا عامل مقرر کیا گیا اس سال ابوایوب سلیمان المکی دیوان خراج سے برطرف کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ ابوالوزیر عمر بن مطرف مقرر کیا گیا۔

اس سال نصر بن مالک نے مرض فالج میں انتقال کیا۔ یہ بنی ہاشم کی ہڑواڑ میں دفن کیا گیا۔ مہدی نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ابان بن صدقہ ہارون بن المہدی کی اتالیقی سے موسیٰ بن المہدی کی مصاحبت میں منتقل کیا گیا۔ مہدی نے ابان کو موسیٰ کا وزیر اور میر منشی مقرر کیا اور اس کی جگہ ہارون کے پاس یحییٰ بن الخالد بن برمک مقرر کیا گیا۔ اس سال کے ماہ ذی الحجہ میں مہدی نے ابوحمزہ محمد بن سلیمان کو مصر کی ولایت سے علٰحدہ کر کے اس کی جگہ سلمہ بن رجاء کو مقرر کیا۔ موسیٰ بن محمد بن عبداللہ الہادی کی امارت میں جو اپنے باپ کا ولی عہد تھا فریضۂ حج ادا ہوا۔

اس سال جعفر بن سلیمان طائف مکہ اور یمامہ کا عامل تھا اسحٰق بن الصباح الکندی کوفہ کا پیش امام اور افسر احداث تھا۔ یزید بن منصور سواد کوفہ کا عامل تھا۔

## ۱۶۲ ہجری شروع ہوا

### اس سال کے واقعات

اس سال عبدالسلام الخارجی قنسرین میں قتل کیا گیا اس کے قتل کی

تفصیل حسب ذیل ہے۔

# عبدالسلام الخارجی کا قتل

اس سال عبدالسلام بن ہاشم الیشکری نے جزیرہ میں خروج کیا۔ ہزار ہا آدمی اس کے پیرو ہو گئے اور اس کی طاقت و شوکت بہت بڑھ گئی۔ مہدی کے متعدد سپہ سالاروں سے اس کا مقابلہ ہوا۔ ان میں عیسیٰ بن موسیٰ بھی تھا۔ عبدالسلام نے اسے مع اس کے بہت سے ساتھیوں کے قتل کر دیا اور اس کے ساتھی دوسرے سپہ سالاروں کو شکست دی۔ مہدی نے اس کے مقابلہ پر متعدد فوجیں روانہ کیں مگر ایک سے زیادہ سپہ سالار عبدالسلام کے مقابلہ میں ناکام رہے۔ اور اسے پسپا ہونا پڑا۔ ان میں شبیب بن واج المرو رودی بھی تھا۔ جب شبیب بھی اس کے مقابلہ پر ناکام ہو کر پسپا ہوا تو اب مہدی نے ایک ہزار مشہور شہسواروں کو ان کی رضامندی سے منتخب کر کے اور ہر ایک کو مدد معاش کے طور پر ایک ایک ہزار درہم دیکر شبیب کے پاس بھیجدیا۔ جب یہ لوگ اس کے پاس جا پہونچے وہ اب عبدالسلام کی تلاش میں چلا۔ اس جماعت سے مرعوب ہو کر اس نے راہ فرار اختیار کی قنسرین آیا شبیب نے وہیں اسے جا لیا اور قتل کر دیا۔

اس سال مہدی نے محکمۂ پیمائش اور بندوبست قائم کیا عمر بن بزیع اپنی موالی کو افسر بندوبست مقرر کیا اس نے نعمان بن عثمان کو عراق کا مہتمم بندوبست بنایا۔ (۴۹۳)

مہدی نے تمام جذامیوں اور قیدیوں کے روزینے مقرر کئے۔ ثمامہ بن ولید العبسی کو صائفہ کا سردار مقرر کیا مگر یہ کام اس سال پایۂ تکمیل کو نہ پہونچا۔ اس سال رومیوں نے حدث پر دھاوا کر کے اس کی فصیل توڑ ڈالی حسن بن قحطبہ نے تیس ہزار باقاعدہ سپاہ کے ساتھ موسم گرما میں جہاد کیا۔ رضاکاروں کی جماعت اس تیس ہزار کے علاوہ تھی۔ یہ حمۃ اذرولیہ پہونچا اگرچہ اس نے نہ کوئی

قلعہ فتح کیا اور نہ کسی رومی فوج سے اس کا مقابلہ ہوا مگر اس نے بہت سے مقامات کو آگ لگادی اور تباہ و برباد کیا، رومی، اسے تنین کہنے لگے، بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ حسن مبروص تھا یہ ضمہ علاج کے لئے گیا تھا۔ پھر تمام مسلمانوں کو لیکر صحیح سالم دارالسلام میں واپس آگیا۔ اس سال یزید بن اسید السلمی نے براہ درۂ قالیقلا کفار کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اس جہاد میں اُسے بہت سا مال غنیمت ملا۔ اس نے تین قلعے سر کئے اور بہت سے قیدی اور لونڈی غلام اس کے ہاتھ آئے۔ اس سال علی بن سلیمان یمن کی ولایت سے علٰحدہ کر دیا گیا اور اس کی بجائے عبداللہ بن سلیمان مقرر کیا گیا اس سال سلمہ بن رجاء مصر کی ولایت سے علٰحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ محرم میں عیسٰے بن لقمان مقرر کیا گیا وہ بھی اس سال کے ماہ جمادی الآخرہ میں برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ واضح مہدی کا مولی مصر کا والی مقرر ہوا پھر یہ بھی ذیقعدہ میں اس خدمت سے برطرف کر دیا گیا اور یحیٰی الحرشی والی مصر مقرر ہوا۔ اس سال محمرّہ نے جرجان میں سر اٹھایا۔ ایک شخص عبدالقہار ان کا سرغنہ تھا۔ اس نے جرجان پر غلبہ حاصل کر کے وہاں بے شمار آدمیوں کو قتل کر دیا عمر بن العلاء نے طبرستان سے بڑھ کر اس کے خلاف چڑھائی کی اور عبدالقہار اور اس کے ساتھیوں کو تہ تیغ کر دیا۔

ابراہیم بن جعفر بن منصور کی امارت میں حج ہوا۔ ابراہیم کے امیر حج مقرر ہو جانے کے بعد اسی سال عباس بن محمد نے بھی مہدی سے حج کے لئے اجازت طلب کی مہدی اس پر برہم ہوئے کہ کیوں اس سے پہلے اس نے اپنا ارادۂ حج ظاہر نہیں کیا تاکہ وہ اسی کو امیر حج بناتے۔ عباس نے عرض کیا امیرالمومنین میں نے ارادۃً اجازت لینے میں تاخیر اسی وجہ سے کی کہ میں امارت حج نہیں چاہتا تھا۔

اس سال تمام ممالک کے عمال وہی تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے البتہ جزیرہ کا عامل اس سال عبدالصمد بن علی تھا۔ طبرستان اور رویان سعید بن دعلج کے تحت تھے اور جرجان مہلہل بن صفوان کے تحت تھا۔

# ۱۶۳ ہجری شروع ہوا

## اس سال کے واقعات

اس سال مقنع ہلاک ہوا۔ واقعہ یہ ہوا کہ سعید الحرشی نے اسے کش میں محصور کر لیا جب شدت محاصرہ کی وجہ سے اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہوا اُس نے خود بھی زہر کھا لیا اور اپنے بیوی بچوں کو بھی زہر دیدیا اس کے اثر سے وہ سب مر گئے۔ مسلمانوں نے اس کے قلعہ میں داخل ہو کر اس کا سر تن سے جدا کر لیا اور اسے مہدی کی بارگاہ میں جو اُس وقت حلب میں فروکش تھے بھیجدیا۔

اس سال مہدی نے صائفہ کے لئے مہاتی فوج تمام باقاعدہ سپاہ سے جبری قانون کے تحت منتخب کی اس میں خراسانی اور دوسری فوجیں سب ہی شریک تھیں۔ مہدی نے اپنے عاصمہ سے نکل کر بَردان میں چھاؤنی قائم کی تقریباً دو ماہ وہ اس چھاؤنی میں فوج کی تیاری کے لئے مقیم رہے اُس مہاتی فوج کو انھوں نے تمام اسلحہ سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ ان کو عطا تقسیم کی نیز اپنے ان خاندان والوں کو جو ان کے ہمراہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر آئے تھے صلے دیئے۔

اسی سال عیسیٰ بن علی نے ماہ جمادی الآخر میں بغداد میں انتقال کیا۔ اس کے انتقال کے دوسرے ہی دن مہدی مہاتی فوج کے پاس آنے کے لئے بَردان روانہ ہو گئے۔ اپنے بیٹے موسیٰ بن المہدی کو بغداد پر اپنا نائب مقرر کر آئے۔ اُس زمانہ میں ابان بن صدقہ ان کا میر منشی تھا۔ عبداللہ بن علاثہ پہر بردار علی بن عیسیٰ محافظ اور عبداللہ بن خازم کوتوال تھا۔

عباس بن محمد کہتا ہے جب اس سال مہدی نے ہارون کو صائفہ پر روانہ کیا تو یہ خود اس کی مشایعت کے لئے کچھ دور تک گئے۔ میں ان کے ہمراہ

تھا جب وہ سلمہ کے قصر کے برابر آئے تو میں نے عرض کیا کہ جناب والا سلمہ کا احسان ہماری گردن پر ہے جب محمد بن علی اس کے پاس آئے تھے تو اس نے چار ہزار دینار ان کو دیئے اور کہا کہ اے میرے ابن عم دو ہزار سے اپنا قرضہ ادا کرو اور دو ہزار دوسرے مصارف میں خرچ کرو۔ اور جب یہ رقم خرچ ہو جائے اس وقت اپنی حاجت طلبی میں مجھ سے ہرگز شرم نہ کرنا۔ اس واقعہ کو سنے کے بعد مہدی نے حکم دیا کہ اس مقام پر سلمہ کی اولاد میں جو موجود ہوں وہ حاضر کئے جائیں۔ جب وہ آئے انھوں نے بیس ہزار دینار اسی وقت ان کو دلائے اور ان کے یومیئے بھی مقرر کر دیئے۔ مجھ سے کہا اے ابوالفضل دیکھو ہم نے سلمہ کے احسان کا بدلہ کر دیا۔ میں نے کہا بے شک یہی نہیں بلکہ امیر المومنین نے اس کے حق سے زیادہ کیا ہے۔

ہیثم بن عدی بیان کرتا ہے کہ مہدی نے ہارون الرشید کو علاقۂ روم پر جہاد کے لئے روانہ کیا اور اپنے حاجب ربیع اور حسن بن قحطبہ کو اس کے ساتھ کیا۔

محمد بن عباس کہتا ہے میں امیر المومنین کے قصر میں اپنے والد کی نشست میں جو ان کے محافظ دستہ کے افسر تھے۔ حسن بن قحطبہ وہاں آیا اس نے مجھے سلام کیا اور میرے باپ کی مسند پر بیٹھ گیا پھر اس نے ان کو مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ وہ کہیں سوار ہو کر گئے ہیں اس نے مجھ سے کہا کہ جب آئیں تو میری آنے کا ذکر کرنا میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ امیر المومنین سے یہ بات کہیں کہ حسن بن قحطبہ کہتا تھا کہ امیر المومنین نے اللہ مجھے ان پر فدا کرے ہارون کو جہاد کے لئے بھیجا ہے اور مجھے اور ربیع کو بھی اس کے ساتھ کر دیا ہے حالانکہ میں ان کا سب سے بڑا اور معتمد علیہ سپہ سالار ہوں اور ربیع ان کا سب سے بڑا اور معتمد علیہ حاجب ہے۔ مجھے یہ بات گوارا نہیں کہ ہم دونوں ان کے پاس سے غیر حاضر ہوں۔ یا وہ مجھے ہارون کے ساتھ کر دیں اور ربیع کو اپنے پاس رہنے دیں یا ربیع کو بھیجدیں اور میں ان کی خدمت میں حاضر رہوں۔ جب میرے باپ آئے تو میں نے حسن کا یہ پیام ان کو سنا دیا۔

انھوں نے اسی وقت مہدی سے جاکر یہ بات کہدی۔ کہنے لگے بخدا اس نے بڑی خوبی سے اس خدمت سے سبکدوشی اختیار کی۔ اس نے حجاج بن حجاج کی طرح انکار نہیں کیا۔ اس سے مراد عامر بن اسمٰعیل تھا جس نے ابراہیم کے ساتھ جہاد پر جانے سے انکار کیا تھا۔ وہ اس پر سخت ناراض ہوے تھے اور اس کی جائداد ضبط کر لی تھی۔

ابو بدیل بیان کرتا ہے کہ مہدی نے رشید کو جہاد کے لئے بھیجا۔ موسیٰ بن عیسیٰ بن موسے عبدالملک بن صالح بن علی اور اپنے باپ کے دونوں مولے ربیع اور حسن حاجب کو اس کے ساتھ کیا۔ رشید کے روانہ ہونے کے دو یا تین روز بعد میں مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہنے لگے تم کیوں ولیعہد کا ساتھ چھوڑ کر رہ گئے اور خاص طور پر تم نے اپنے خاص دوستوں ربیع اور حسن کا بھی ساتھ نہیں دیا۔ میں نے کہا جناب والا کے حکم کی بنا پر چونکہ آپ نے مجھے مدینۃ السلام میں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا اس لئے میں ان کے ساتھ نہیں گیا اب اگر ارشاد ہو تو میں جانے کے لئے آمادہ ہوں۔ کہنے لگے اچھا جاؤ۔ اور ولیعہد اور ربیع وحسن سے جا لو جس بات کی ضرورت ہو بیان کرو۔ میں نے عرض کیا مجھے سفر کے لئے کسی تیاری کی ضرورت نہیں ہے۔ امیر المومنین۔ مجھے رخصت ہونے کی اجازت دیں۔ پوچھا کب جاؤ گے میں نے کہا کل ہی میں ان سے رخصت ہو آیا اور اپنے دوستوں سے جا ملا۔ چھاؤنی میں آکر میں نے رشید کو دیکھا کہ وہ خیمے سے باہر بیٹھے گیند کھیل رہے ہیں اور موسے بن عیسیٰ اور عبدالملک بن صالح دونوں اس پر ہنس رہے ہیں۔ میں نے ربیع اور حسن سے جا کر کہا (ہم ہمیشہ ساتھ رہتے تھے) خدا کرے کہ وہ شخص جس نے تم کو بھیجا ہے اور وہ شخص جس کے ساتھ تم کئے گئے ہو تم کو تمہارے خدمات کی جزائے خیر نہ دے۔ انھوں نے کہا خیر ہے۔ کیا بات ہے۔ میں نے کہا موسیٰ بن عیسےٰ اور عبدالملک بن صالح امیر المومنین کے صاحبزادہ کی ہنسی اڑا رہے ہیں۔ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ تم ان دونوں کی باریابی کا ایک خاص دن مقرر کر دو کہ صرف اسی مقررہ دن میں وہ اور دوسرے ہمراہی سرداران فوج اُن سے مل سکیں۔

اور جمعہ کا دن ملاقات کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔ تاکہ دوسرے دنوں میں کوئی ان کی خدمت میں بغیر اجازت باریاب نہ ہو سکے۔ اس سفر میں ایک رات ان دونوں نے مجھے بلایا۔ میں ان کے پاس آیا ایک اور شخص ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا مجھ سے کہا کہ یہ عمر بن بزید کا غلام ہے۔ ہمیں اس کے پاس خلفاء کے عہد حکومت کا نوشتہ ملا ہے میں نے اس تحریر کو کھول کر پڑھا۔ اور مہدی کی مدت حکومت دیکھی تو اس میں دس سال لکھی ہوئی تھی میں نے کہا تم دونوں سے زیادہ بوالعجب روئے زمین پر شاید کوئی اور نہ ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ اس غلام کی خبر اور اس تحریر کا مضمون پردہ خفا میں رہے گا اور کسی کو اس کی اطلاع نہ ہوگی انھوں نے کہا ہم ہرگز ایسا خیال نہیں کرتے۔ میں نے کہا تو اب جب کہ امیر المومنین کی عمر اس قدر گھٹ گئی ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ تم ہی نے سب سے پہلے خبر مرگ ان کو سنائی۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں سرد پڑ گئے۔ وہ تحریر ان کے ہاتھ سے گر پڑی۔ دونوں نے مجھ سے کہا کہ اب بتاؤ کہ کیا کیا جائے میں نے اس غلام سے کہا کہ تم ابھی عنبسہ (اس سے قائل کی مراد وراق الاعرابی مولیٰ آل ابی بدیل تھا) کو میرے پاس بلا لاؤ وہ اسے بلا لایا۔ میں نے اس سے کہا بعینہ اس خط اور کاغذ کے مطابق ایک دوسری تحریر لکھ دو اور اس میں بجائے دس کے چالیس لکھو۔ وہ جیسے دوسری تحریر لکھ لایا۔ جو اصل سے اس قدر مشابہ تھی کہ اگر میں نے اصل میں دس کا عدد نہ دیکھا ہوتا تو مجھے اصل اور نقل کی شناخت ہی نہ ہو سکتی۔

جب مہدی نے اپنے ولیعہد رشید کو رومیوں سے جہاد کے لئے بھیجا تو اس کے ہمراہ خالد بن برمک حسن بن برمک اور سلیمان بن برمک کو بھی بھیجا۔ فوج کا انصرام اخراجات کی نگرانی، سرکاری مراسلات اور خود رشید کے ذاتی کاروبار کا انصرام یہ سب کچھ یحییٰ بن خالد کے متعلق تھا۔ خود مہدی کی جانب سے جہاد میں شریک ہونے کے لئے اس کا حاجب ربیع ہارون کے ساتھ کیا گیا تھا۔ ربیع اور یحییٰ کو خاص اقتدار حاصل تھا۔ ہارون ہر معاملہ میں ان کا مشورہ لیتا اور اسی پر عمل کرتا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو اس مہم میں بہت سی فتوحات حاصل

ہوئیں ان کو بہت مال غنیمت ملا اور ان کی عزت و شوکت میں اضافہ ہوا۔ سمالو کی جنگ میں خالد نے جو خدمات انجام دیں وہ کسی دوسرے سے میسر نہ آسکیں، اس جماعت کا جو منجم تھا اب اس کا نام بھی خالد بن برمک کے اقبالمندی کی وجہ سے لوگوں نے برمکی رکھ لیا۔

جب مہدی نے ہارون کو جہاد کے لئے بھیجنے کا ارادہ کیا تو حکم دیا کہ دعوت عباسیہ کے داعیوں کی اولاد میں جو منشی ہوں حاضر کئے جائیں تاکہ ان میں سے وہ کسی شخص کو ہارون کے ساتھ بھیجنے کے لئے انتخاب کریں، اس سلسلہ میں خود یحییٰ بیان کرتا ہے کہ دوسرے منشیوں کے ہمراہ میں بھی پیش کیا گیا اور سب تو ان کے سامنے ایک قطار میں کھڑے ہو گئے مگر میں ارادۃً اس جماعت کے عقب میں ہو گیا۔ مجھ سے مہدی نے کہا یحییٰ سامنے آؤ میں سامنے گیا کہا بیٹھ جاؤ۔ میں دوزانو سامنے بیٹھ گیا۔ پھر کہا میں نے اپنی سلطنت کے ارکان داعیان اور حامیوں کی اولاد میں سے اپنے بیٹے ہارون کی معیت و مصاحبت فوج کے انتظام و انصرام اور تمام معاملات سرکاری کی نگرانی کے لئے ایک مناسب شخص کے انتخاب کے لئے کافی غور و خوض کرنے کے بعد تم کو اس لئے اختیار کیا ہے کہ تم اس کے اتالیق رہ چکے ہو اور اس کے خاص آدمی ہو میں نے تم کو اس کا میر منشی اور میر بخشی مقرر کیا۔

یحییٰ کہتا ہے اس حکم کو سن کر میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کا ہاتھ چوما۔ زاد راہ کے لئے انھوں نے ایک لاکھ درہم مجھے عطا کئے اور اب میں اس فوج سے جا ملا جو اس مہم پر بھیجی گئی تھی۔ ربیع نے سلیمان بن برمک کو کسی معاملہ پر گفتگو کرنے کے لئے مہدی کی خدمت میں ایک وفد کے ہمراہ بھیجا مہدی نے سلیمان اور دوسرے ارکان وفد کی بہت خاطر مدارات کی یہ اس کام سے فارغ ہو کر پھر اپنی جگہ چلے آئے اسی سال جب کہ مہدی اپنے بیٹے ہارون کی مشایعت کے لئے کچھ دور تک گئے تھے انھوں نے جزیرہ کی نظامت سے عبدالصمد بن علی کو برطرف کر کے اس کی جگہ زفر بن عاصم الہلالی کو مقرر کیا۔

# عبدالصمد کی برطرفی کے اسباب

بیان کیا گیا ہے کہ اس سفر میں مہدی نے موصل کا راستہ اختیار کیا تھا اس وقت عبدالصمد بن علی جزیرہ کا صوبہ دار تھا جب مہدی موصل سے روانہ ہو کر جزیرہ کے علاقہ میں پہونچے تو عبدالصمد نے نہ ان کا استقبال کیا نہ ان کے فرو کش ہونے کے لیے فرودگاہیں درست کرائیں اور نہ پل۔ اس کی اس بے پروائی سے مہدی کے دل میں اس کی طرف سے عداوت جاگزیں ہو گئی اور جب عبدالصمد ان سے ملنے آیا تو وہ سرد مہری سے اس سے ملے اور بے رخی ظاہر کی۔ عبدالصمد نے بہت سے تحائف نذر گزرانے مگر ان کو مہدی نے قبول نہیں کیا اور عبدالصمد کے پاس واپس بھجدئے۔ اب وہ اس سے زیادہ ناراض ہو گئے انھوں نے عبدالصمد کو اپنی فرودگاہوں کی اصلاح اور تیاری کا حکم دیا۔ اس معاملہ میں اس نے بے پروائی برتی اور روپوش ہو گیا۔ اسی طرح اور بھی اس نے ایسی حرکتیں کیں جس سے مہدی کی ناراضی بڑھتی چلی گئی۔ جب یہ حصن مسلمہ پہونچے اسے طلب کیا۔ دونوں میں سخت کلامی ہوئی مہدی نے اسے بہت سخت وسُست کہا عبدالصمد نے بھی بجائے اس کے کہ برداشت کرتا اور خاموش رہتا ان کو ویسے ہی جواب دئے۔ مہدی نے اسے قید کر دیا اور جزیرہ کی نظامت سے برطرف کر دیا۔ جب تک مہدی اس سفر میں رہے اور واپس آئے وہ قید رہا پھر وہ اس سے خوش ہو گئے۔

عباس بن محمد نے مہدی کے لئے فرودگاہوں کا انتظام کیا جب یہ حلب پہونچے تو ان کو وہاں مقنع کے قتل کی بشارت ملی۔ حلب ہی سے انھوں نے عبدالجبار محتسب کو اس کام پر مقرر کیا کہ اس علاقہ میں جس قدر زندیق ہوں ان کو تلاش کر کے گرفتار کر لائے۔ مہدی دابق میں تھے کہ عبدالجبار نے زندیقوں کو ان کی خدمت میں پیش کیا۔ مہدی نے ایک جماعت کو قتل کر کے سولی دیدی ان کی کچھ کتابیں بھی پیش ہوئیں مہدی نے

چھریوں سے ان کو پارہ پارہ کرادیا۔ یہاں انھوں نے فوج کا معائنہ کیا اور پھر اسے جہاد کے لئے کوچ کرنے کا حکم دیدیا۔ ان کے اعزا میں سے جو لوگ یہاں آکر ان سے ملے تھے ان کو انھوں نے اپنے بیٹے ہارون کے ساتھ روم سے جہاد کرنے کے لئے بھیجدیا۔ خود بھی اس کی مشایعت میں درّے سے گزر کر جیحان آئے یہاں انھوں نے مہدیہ نام شہر بسایا اور دریائے جیحان پر ہارون کو خیر باد کہا۔ اب ہارون نے بڑھ کر رومیوں کے علاقہ میں ایک ہاٹ میں پڑاؤ کیا۔ یہاں سمالو نام ایک قلعہ تھا اڑتیس راتیں اسے محصور رکھا۔ اس کے خلاف منجنیقیں لگادیں محصورین کو بھوک پیاس کی شدید تکلیف اٹھانا پڑی اور مسلمانوں نے قلعہ کو مسمار کردیا۔ اور اس طرح اللہ نے یہ قلعہ سر کرا دیا۔ مسلمانوں کے بھی بہت سے آدمی اس معرکہ میں مقتول اور مجروح ہوئے چند شرائط کے ساتھ اہل قلعہ نے ہتھیار رکھے وہ شرائط یہ تھے کہ ان کو قتل نہ کیا جائے گا جلاوطن نہ کیا جائے گا، ان کو اپنوں میں ایک دوسرے سے جدا نہ کیا جائیگا، مسلمانوں نے یہ شرطیں مان لیں اور ان کو پورا کیا۔ اس معرکہ میں جو مسلمان شہادت حاصل کر چکے تھے وہ تو کام آئے بقیہ کو ہارون صحیح و سالم دارالسلام واپس لے آیا۔

اس سال اور اسی سفر کے اثنا میں مہدی بیت المقدس بھی گئے۔ وہاں نماز پڑھی۔ عباس بن محمد فضل بن صالح علی بن سلیمان اور ان کا ماموں یزید بن منصور اس سفر میں ان کے ہمراہ تھے۔

اس سال مہدی نے ابراہیم بن صالح کو فلسطین کی ولایت سے برطرف کر دیا تھا مگر یزید بن منصور نے اس کی سفارش کی اور وہ پھر اپنی جگہ بحال کر دیا گیا۔

اس سال مہدی نے اپنے بیٹے ہارون کو تمام مغربی ولایات آذربیجان اور آرمینیا کا ناظم مقرر کیا۔ ثابت بن موسیٰ کو اس کا افسر مالگذاری اور یحییٰ بن خالد بن برمک کو اس کا میر منشی مقرر کر دیا۔

اس سال زفر بن عاصم جزیرہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن صالح بن علی مقرر ہوا۔ بیت المقدس جاتے ہوئے مہدی کا

گزراس کے پاس ہوا یہاں مقام سلمینہ میں انھوں نے اس کی جو شان وشوکت اور کروفر دیکھا اس سے وہ بہت متعجب ہوئے اور اس غیر معمولی حالت کو دیکھ کر انھوں نے اسے برطرف کر دیا۔ معاذ بن مسلم کو خراسان کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کے بجائے مُسیّب بن زہیر مقرر ہوا۔ نیز یحییٰ الحرشی اصبہان کی ولایت سے برطرف کیا گیا اور اس کی جگہ حکم بن سعید مقرر کیا گیا۔ سعید بن دعلج طبرستان اور رویان کی ولایت سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ عمر بن العلاء مقرر ہوا مہلہل بن صفوان جرجان سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ ہشام بن سعید مقرر ہوا۔ علی بن المہدی کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال جعفر بن سلیمان یمامہ، مدینہ، مکہ، اور طائف کا عامل تھا۔ کوفہ کا پیش امام اور افسر احداث اسحٰق بن الصباح تھا۔ شریک کوفہ کے قاضی تھے، بصرہ اس کے ملحقات ضلع دجلہ، بحرین، عمان، فرس اور اضلاع اہواز اور فارس کا عامل محمد بن سلیمان تھا مُسیّب بن زہیر خراسان کا ناظم تھا۔ نصر بن محمد بن الاشعث سندھ کا عامل تھا۔

## ۱۶۴ ہجری شروع ہوا

### اس سال کے واقعات کا تذکرہ

اس سال عبد الکبیر بن عبد الحمید بن عبد الرحمٰن بن زید بن الخطاب نے درہ حدث کی راہ سے روم کے علاقہ میں پیش قدمی کی۔ بطریق میخائیل نوے ہزار سپاہ کے ساتھ جن میں بطریق طازاذ الارمنی بھی تھا مقابلہ کے لئے آیا۔ عبد الکبیر اس جماعت سے مرعوب ہو گیا۔ اس نے مسلمانوں کو لڑنے سے روک دیا۔ اور پلٹ آیا اس کی اس بزدلی کی پاداش میں مہدی اسے قتل کر دینا چاہتے تھے مگر لوگوں نے اس کی سفارش کی اور بجائے قتل کے اسے سرکاری مجلس میں قید کر دیا گیا۔

اس سال مہدی نے محمد بن سلیمان کو اس کی جگہ سے برطرف کر کے صالح بن داؤد کو مقرر کیا اور وہ تمام علاقہ جو محمد کے ماتحت تھا اب انھوں نے داؤد کے تحت دیدیا۔ عاصم بن موسےٰ الخراسانی کاتب کو اس کا افسر مالگزاری مقرر کر کے اس کے ساتھ کیا اور حکم دیا کہ حماد بن موسیٰ محمد کے کاتب اور عبیداللہ بن عمرو اس کے نائب اور دوسرے تمام عمالوں کو گرفتار کر کے ان کے حالات کی باضابطہ تحقیقات کرے۔

اس سال مہدی نے عیساباذالکبریٰ میں کچی اینٹوں کا ایک قصر تعمیر کرایا۔ نیز انھوں نے بروز چہارشنبہ ماہ ذیقعدہ میں قصر اسلامہ کی بنیاد پکی اینٹوں سے رکھی اس کام کے کرنے کے بعد وہ حج کی نیت سے کوفہ چلے، رصافہ کوفہ میں کئی دن قیام کیا۔ پھر وہاں سے حج کے لئے روانہ ہوئے جب عقبہ پہونچے تو ان کو اور ان کے ساتھیوں کو پانی کی قلت محسوس ہوئی اور یہ اندیشہ ہوا کہ یہاں پانی کافی نہ ہوگا۔ علاوہ بریں مہدی کو بخار بھی آگیا وہ عقبہ سے واپس ہوئے اور پانی کی اس قلت کی وجہ سے یقطین پر جو سفر میں مقامات و منازل کا سربراہ کار تھا سخت برہم ہوے۔ واپسی میں آدمیوں اور جانوروں کو پیاس سے اس قدر تکلیف پہونچی کہ قریب تھا کہ سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔ اس سال نصر بن محمد بن الاشعث نے سندھ میں وفات پائی۔

مہدی نے عبداللہ بن سلیمان کو کسی بات پر ناراض ہو کر یمن کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور جس شخص کو وہاں بھیجا اسے حکم دیا کہ وہ عبداللہ پر مقدمہ چلائے اس کے مال و متاع کی تحقیقات کر کے اس کی فرد قلمبند کرلے۔ جب یہ یمن سے آیا تو اسے ربیع کے پاس قید کر دیا۔ اب اس نے تمام روپیہ جواہر اور عنبر کا جو اس کے ذمہ تھی اقرار کر لیا۔ اور سب ادا کر دیا۔ مہدی نے اسے چھوڑ دیا اور اس کی جگہ منصور بن یزید بن منصور کو یمن کا والی مقرر کیا۔

اس سال انھوں نے صالح بن ابی جعفر المنصور کو عقبہ سے واپسی میں

کہ بھیجا تا کہ یہ امارت حج کرے چنانچہ اس سال انہی کی امارت میں حج ہوا۔
جعفر بن سلیمان۔ مدینہ، مکہ، طائف اور یمامہ کا عامل تھا۔ ہاشم بن سعید بن منصور کوفہ کے پیش امام اور افسر احداث تھے۔ شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ تھے۔ بصرہ، ضلع دجلہ، بحرین، عمان۔ فرض اور اضلاع اہواز اور فارس کا پیش امام اور افسر احداث صالح بن داؤد بن علی تھا۔ سطیح بن عمر سندھ کا عامل تھا۔ مسیب بن زہیر خراسان کا ناظم تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا ناظم تھا۔ یحییٰ الحرشی طبرستان، رویان اور جرجان کا والی تھا۔ دنباوند اور قومس کا عامل فراشہ مولی امیر المومنین تھا۔ رے پر خلف بن عبداللہ تھا۔ اور سجستان کا عامل سعید بن دعلج تھا۔

# ۱۶۵ ہجری شروع ہوا

## اس سال کے واقعات

اس سال ہارون بن محمد المہدی نے موسم گرما میں جہاد کیا اتوار کے دن جب کہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں گیارہ راتیں باقی تھیں کہ ہارون کو اس کے باپ نے روم کے علاقہ پر جہاد کے لئے روانہ کیا۔ اپنے مولی ربیع کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔ ہارون روم کے علاقہ میں بہت دور تک گھس گیا اور اس نے ماجدہ کو فتح کر لیا۔ نقیطا قومس القوامہ کا رسالہ اس کے مقابلہ پر آیا۔ یزید بن مزید سے اس کا تنہا مقابلہ ہوا۔ اس نے یزید کو گھوڑے سے نیچے اتار دیا پھر نقیطا گرا یزید نے اسے مار مار کر زخموں سے چکنا چور کر دیا۔ تمام رومی فوج میدان سے اکھڑ گئی یزید نے ان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔ یہاں سے اب وہ دمشق بقمودیہ کی طرف جو سرحدی جنگی چوکیوں اور استحکامات کا افسر تھا بڑھا۔

(۹۵۰۳)

اس مہم میں ہارون کے ساتھ پچانوے ہزار سات سو ترانوے فوج تھی

اس کے اخراجات کے لئے اس کے ساتھ ایک لاکھ چورانوے ہزار چار سو پچاس دینار سرخ اور دو کروڑ دس لاکھ چودہ ہزار آٹھ سو درہم سفید تھے۔ ہارون روم کے علاقہ میں بڑھتے بڑھتے خلیج قسطنطنیہ پہونچا ان دنوں اگستہ الیون کی بیوی روم کی ملکہ تھی کیونکہ اس کا بیٹا ابھی کمسن تھا اس کا باپ اس وقت مرچکا تھا جب کہ یہ لڑکا ابھی گود میں تھا۔ ہارون کے اور اس کے درمیان سلسلۂ نامہ و پیام شروع ہوا۔ طرفین کے سفرا ایک دوسرے کے پاس صلح اور آئندہ کے لئے زر فدیہ پرامن برقرار رکھنے کے لئے ایک سمجھوتہ کرنے کے لئے آئے گئے۔ ہارون نے اس کی درخواست قبول کر لی اور اس کے ذمے یہ شرط عائد کی کہ جو عہد دوستی اس نے کیا ہے وہ اسے پورا کرے گی نیز ان کی فوج کی سربراہی کے لئے اشیاء مایحتاج کے لئے واپسی سفر میں مناسب مقامات پر ہاٹ اور بازار قایم کرادیگی اور رہنما دیگی ان شرطوں کے طے کرنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ مسلمان ایک سخت دشوار مقام میں آگئے تھے اور ان کی سلامتی کا اندیشہ ہو گیا تھا۔ ملکۂ روم نے یہ شرائط مان لیں۔ شرائط صلح یہ تھے۔ کہ ملکہ ہر سال کے ماہ نیساں اول میں ستر ہزار یا نوے ہزار دینار اور اسی قدر ماہ خریدان میں بطور خراج دیا کرے۔ ہارون نے یہ تصفیہ منظور کر لیا ملکہ نے مسلمانوں کے لئے ان کی واپسی میں جابجا بازار قائم کرا دیئے نیز اس نے ہارون کے ہمراہ اپنا ایک خاص سفیر بھی جس قدر ہو سکا سونا، چاندی اور دوسرے تحائف کے ساتھ مہدی کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس صلح کے لئے باقاعدہ معاہدہ لکھا گیا۔ تین سال مدت صلح مقرر ہوئی اور جنگی قیدی حوالے کر دیئے گئے۔ ہارون کو اس جہاد میں بالآخر روم کے جزیہ قبول کرنے تک پانچ ہزار چھ سو تینتالیس قیدی ہاتھ آئے تھے اور چون ہزار رومی مختلف لڑائیوں میں مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو چکے تھے۔ دو ہزار نوے قیدیوں کو ہارون نے بے بس کر کے قتل کیا تھا۔ بیس ہزار سواری کے جانور مع ان کے تمام سامان ضروری کے ہاتھ آئے۔ ایک لاکھ گائے اور بکریاں مسلمانوں نے اپنے کھانے کے لئے ذبح کی تھیں۔ ہارون کے ساتھ اس جہاد میں

رضا کاروں اور تابعین کے علاوہ ایک لاکھ باقاعدہ معاش یاب سپاہی تھے۔ اس قدر سامان ملا تھا کہ ایک گھوڑے کی قیمت ایک درہم ہو گئی تھی ایک خچر دس درہم سے کم میں دستیاب ہو جاتا تھا۔ زرہ کی قیمت ایک درہم سے بھی کم تھی اور بیس تلواریں ایک درہم میں مل جاتی تھیں۔ مروان بن ابی حفصہ نے اسی واقعہ کے متعلق یہ شعر کہے۔

| | |
|---|---|
| الیھا القناحتی اکتسی الذل سورھا | اطفت بقسطنطنیۃ الروم مسندا |
| بجزیتھا والحرب تغلی قدورھا | ومارمتھا حتی اتتک ملوکھا |

(ترجمہ) شدید جنگ کے بعد تو نیزے لیکر قسطنطنیہ کے گرد جا پہنچا اور تو نے اس کی مضبوط فصیل کو منہدم کر دیا اور اس کے فرمانرواؤں کو جزیہ دینا ہی پڑا۔

اس سال خلف رے کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ مہدی نے جعفر کے مولی عیسیٰ کو مقرر کیا۔ صالح بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں اس سال حج ہوا۔ اس سال تمام ممالک کے عامل وہی لوگ تھے جو گذشتہ سال تھے، البتہ بصرہ کا پیش امام اور افسر احداث اس سال روح بن حاتم تھا اور ضلع دجلہ، بحرین، عمان، کسکر ضلع اہواز اور فارس کا عامل امیر المومنین مہدی کا مولے معلیٰ اس سال عامل تھا اور لیث مہدی کا مولیٰ سندھ کا عامل تھا۔

# ۱۶۶ ہجری شروع ہوا

## اس سال کے واقعات کا ذکر

اس سال ہارون اپنی فوج کے ساتھ خلیج قسطنطنیہ سے ماہ محرم کے ختم ہونے میں تیرہ راتیں باقی تھیں کہ واپس آیا۔ نیز رومی سفرا جزیہ لے کر حاضر بارگاہ خلافت ہوئے، بیان کیا گیا ہے کہ وہ چونسٹھ ہزار دینار طلائی رومی دو ہزار پانسو دینار طلائی عربی اور تیرہ ہزار رطل نہایت باریک اور نرم اون

اپنے ساتھ لائے تھے۔

اس سال مہدی نے موسیٰ بن المہدی ولیعہد کے بعد اپنے دوسرے بیٹے ہارون کے لئے موسیٰ کے بعد اپنے تمام عمائد سے عہد خلافت لیا۔ اور ہارون کا نام رشید رکھا۔

اس سال مہدی نے عبیداللہ بن الحسن کو بصرہ کی قضا سے برطرف کر کے ان کی جگہ خالد بن طلیق بن عمران بن حصین کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا مگر ان سے کام نہ چل سکا اور اہل بصرہ نے ان سے استعفا لے لیا۔

اس سال جعفر بن سلیمان مکہ، مدینہ اور اس تمام علاقہ کی ولایت سے جو اس کے تفویض تھے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس سال مہدی یعقوب بن داؤد سے ناراض ہو گئے۔

## یعقوب بن داؤد سے مہدی کی ناراضی

علی بن محمد النوفلی بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے یہ واقعہ سنا کہ داؤد بن طہمان (یہی ابو یعقوب بن داؤد ہے) اور اس کے بھائی نصر بن سیار کے کاتب تھے۔ داؤد نصر سے پہلے کسی دوسرے والی خراسان کا کاتب بھی رہ چکا تھا یحییٰ بن زید کے ایام میں جو بات یہ نصر سے سنتا اس کی خبر یحییٰ کو کر دیتا اور اس طرح اُسے نصر کی گرفت سے بچاتا رہا۔ جب ابو مسلم نے یحییٰ کے خون کے انتقام کے لئے دعوت دے کر خروج کیا اور اس کے قاتلوں کو اور نصر کے ان لوگوں کو جنھوں نے یحییٰ کے قتل میں اعانت کی تھی قتل کر دیا تو اب داؤد بن طہمان اس ساز و باز

کی وجہ سے جو پہلے سے اس سے تھی بے خوف وخطر ابومسلم کے پاس چلا آیا۔ ابومسلم نے اسے امان دی اس کی ذات کے متعلق قطعاً کوئی تعارض نہیں کیا البتہ اس جائداد کو جو اس نے نصر کے عہد حکومت میں حاصل کی تھی ضبط کرلیا اس کے علاوہ اس کے دوسرے مکانات اور موروثی جائداد بحال رکھی' داؤد کے' مرنے کے بعد اس کے بیٹے بڑے فاضل ادیب اور مورخ نکلے انھوں نے محسوس کیا کہ چونکہ ان کا باپ نصر کا کاتب رہ چکا ہے اس وجہ سے بنی عباس کے دربار میں ان کی کوئی وقعت اور منزلت نہ ہوگی اور اسی خیال سے انھوں نے ہم عہد دربار میں رسوخ حاصل کرنے کا خیال ہی نہیں کیا۔ بلکہ زید یہ تحریک کی حمایت کا ارادہ کرکے انھوں نے آل حسینؓ سے اپنے تعلقات قائم کیے تاکہ اگر حکومت ان کو مل جائے تو یہ لوگ پھر مزے کریں۔ اس غرض کی تکمیل کے لئے بارہا یعقوب نے تمام ممالک کا دورہ کیا اور بعض اوقات ابراہیم بن عبداللہ کے ساتھ بھی اس نے محمد بن عبداللہ کی بیعت لینے کے لئے مختلف ممالک کے سفر کئے' محمد اور ابراہیم کے خروج پر علی بن داؤد نے جو یعقوب سے عمر میں بڑا تھا ابراہیم کی حمایت میں خطوط لکھے خود یعقوب نے اپنے چند بھائیوں کے ساتھ ابراہیم کی حمایت میں خروج کیا' محمد اور ابراہیم کے قتل کے بعد یہ منصور کی گرفت سے بچنے کے لئے روپوش ہوگئے مگر منصور نے ان کا کھوج نکالا اور یعقوب اور علی دونوں گرفتار ہوگئے۔ منصور نے ان کو سرکاری جیل میں اپنی مدت العمر قید رکھا۔ ان کے انتقال کے بعد مہدی نے اپنے جلوس کی خوشی میں جہاں اور قیدی رہا کیے وہاں ان دونوں کو بھی رہا کردیا ان کے ہمراہ جیل میں اسحٰق بن الفضل بن عبدالرحمٰن بھی قید تھا یہ ہر وقت اس کے اور اس کے ان دوسرے بھائیوں کے ساتھ رہتے جو اسحٰق کے ساتھ قید تھے اس طرح ان میں نہایت

گہری اور راسخ محبت پیدا ہو گئی۔ اسحٰق بن الفضل بن عبدالرحمٰن کا یہ خیال تھا کہ خلافت تمام بنی ہاشم میں سب سے زیادہ صالح شخص کے لئے جائز ہے۔ نیز وہ کہا کرتا تھا کہ رسول اللہ صلعم کے بعد خلافت صرف بنی ہاشم کو زیبا تھی اور آج بھی وہی اس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں اور اس بات کو وہ بار بار کہتا تھا کہ بنی عبدالمطلب میں جو عمر میں سب سے بڑا ہو وہی خلیفہ ہو۔ یہ اور یعقوب اسی خیال کی اشاعت کرتے تھے۔

جب مہدی نے یعقوب کو رہا کر دیا تو اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد مہدی کو عیسٰے بن زید اور حسن بن ابراہیم بن عبداللہ کی جوان کی قید سے بھاگ گیا تھا گرفتاری کی فکر دامنگیر ہوئی۔ انھوں نے ایک دن کہا کیا اچھا ہو کہ مجھے زیدیہ جماعت کا کوئی ایسا شخص مل جائے جو آلِ حسن اور عیسٰے بن زید کو اچھی طرح جانتا ہو اور اسی کے ساتھ وہ فقیہ بھی ہو تاکہ میں اسے فقیہ ہونے کی وجہ سے اپنی مصاحبت میں رکھ لوں اور اس طرح وہ میرے اور آلِ حسن اور عیسٰے بن زید کے درمیان ذریعۂ معلومات بن سکے۔ اس کام کے لئے یعقوب بن داؤد کا نام پیش کیا گیا۔ یعقوب مہدی کی خدمت میں پیش کیا گیا اس وقت مہدی پوستین اور چمڑے کے موٹے موزے پہنے تھے۔ سفید ململ کا عمامہ زیب سر اور ایک موٹی سفید کسا زیب بر تھی۔ مہدی نے اس سے گفتگو کی اور ٹٹولا تو اسے کامل پایا عیسٰے بن زید کو دریافت کیا۔ یہاں بعض ارباب سیر یہ بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے مہدی سے اُن کے اور عیسٰے بن زید کے درمیان واسطہ بننے کا اقرار کر لیا مگر خود یعقوب اس الزام سے بالکل منکر ہے مگر باوجود اس کے لوگوں کا یہی گمان ہے کہ مہدی کے پاس اس کے تقرب اور رسوخ کا ذریعہ آلِ علی کی چغلی ہی تھی غرض کہ اب اس کی منزلت اور رسوخ

روز بروز بڑھتا گیا یہاں تک کہ مہدی نے اسے اپنا وزیر مقرر کر کے تمام امور خلافت اس کے حوالے کر دیے اس نے اپنے زیدیہ فرقہ کے لوگوں کو دور دور سے بلا کر اطراف واکناف خلافت میں اہم اور مفید عہدے دے دیئے۔ دنیا اس کے ہاتھ میں تھی اسی لئے بشار بن برد نے یہ شعر کہے۔

بنی امیۃ ھبوا طال نومکم ان الخلیفۃ یعقوب ابن داؤد
ضاعت خلافتکم یا قوم فاطلبوا خلیفۃ اللہ بین الدف والعود

(ترجمہ) اے بنی امیہ تم بہت سو چکے اب تو جاگو اس وقت خلیفہ یعقوب بن داؤد ہے۔ اے میری قوم والو اپنی ضائع شدہ خلافت کو حاصل کر لو کیونکہ آج خلیفہ ونکت محفل رقص و سماع میں مشغول ہے۔

یعقوب کے اس غیر معمولی اثر و اقتدار کی وجہ سے مہدی کے تمام موالی اس کے دشمن بن گئے اور اب انھوں نے اس کی شکایتیں شروع کیں۔ یعقوب کے اثر کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ باوجود سخت دشمنی کے اس نے حسن بن ابراہیم بن عبداللہ کے لئے مہدی سے معافی لے لی اور بیچ میں پڑ کر ان دونوں کی ملاقات بھی کرادی اس واقعہ سے آل حسن بن علی اس کی طرف سے بدظن ہو گئے اور اب یعقوب نے محسوس کیا کہ اگر حکومت آل حسن کو مل گئی تو یہ اس میں زندہ بھی نہ رہ سکے گا دوسری طرف اس کی مسلسل شکایتوں کی وجہ سے اس نے یہ بھی دیکھا کہ مہدی اس سے اتنے ناراض ہیں کہ نظر اٹھا کر بھی اسے نہیں دیکھتے وہ اسحق بن الفضل کی طرف مائل ہو گیا اور انتظار کرنے لگا کہ کسی طرح اسحق کے دن پھریں۔ اب اسحق کے خلاف بھی مسلسل شکایتیں مہدی کو موصول ہونے لگیں۔ یہاں تک کہا گیا کہ تمام مشرق اور مغرب یعقوب اور اس کے آدمیوں کے ہاتھ میں ہے۔ اس نے سب سے مراسلت

کر کے معاملہ طے کر لیا ہے اگر وہ چاہے تو وہ سب کے سب ایک دن اور ایک وقت میں اس کی تحریر پر اٹھ کھڑے ہوں اور حکومت کو اسحٰق بن الفضل کے لئے اپنے قبضہ میں لے لیں۔ اس خبر سے مہدی کا دل یعقوب کی طرف سے پھر گیا۔

علی بن محمد النوفلی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے مہدی کے ایک خادم نے یہ واقعہ بیان کیا کہ وہ ایک دن مہدی کے سرہانے کھڑا ہوا پنکھا اڑا رہا تھا اتنے میں یعقوب ان کی خدمت میں حاضر ہوا دو زانو بیٹھ گیا اور عرض پرداز ہوا کہ جناب والا کو مصر کے اضطراب کا علم ہے آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ کسی ایسے شخص کی نشاندہی کر دوں جو وہاں کا انتظام درست کر دے۔ عرصہ کے غور کے بعد مجھے ایسا شخص نظر آیا ہے جو اس کام کا اہل ہے۔ مہدی نے پوچھا وہ کون ہے اس نے کہا آپ کا قریبی عزیز اور بھائی اسحٰق بن الفضل۔

اس نام کے سنتے ہی یعقوب نے دیکھا کہ مہدی کا منہ بگڑ گیا ہے یعقوب چپکے سے اٹھ کر چلا گیا مہدی برابر دور تک اسے دیکھتے رہے پھر کہنے لگے اللہ مجھے ہلاک کرے اگر میں اس کا کام تمام نہ کر دوں۔ پھر میری طرف دیکھ کر کہا خبردار اس بات کو کسی سے بیان نہ کرنا

تمام شاگرد پیشہ اور موالی برابر مہدی کو اس کے خلاف ابھارتے اور شکایتیں کر کر کے ناراض کرتے رہے۔ آخر کار انھوں نے یعقوب کی برطرفی اور محرومی کا ارادہ ہی کر لیا۔

موسیٰ بن ابراہیم المهودی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مہدی نے بیان کیا کہ خواب میں مجھے یعقوب کی صورت نظر آئی اور اس کے ساتھ یہ سفارش بھی کی گئی کہ میں اسے اپنا وزیر بنالوں۔ جب مہدی نے اسے حالت بیداری میں دیکھا تو کہنے لگے کہ یہی شکل میں نے خواب میں دیکھی تھی، انھوں نے اسے اپنا وزیر مقرر کر لیا اور یعقوب کا

رسوخ و اقتدار مہدی کی جناب میں بے حد بڑھ گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد مہدی نے عیسا باذ آباد کیا ان کے ایک منہ لگے خدمتگار نے ان سے کہا کہ احمد بن علی نے مجھ سے یہ بات کہی کہ امیر المومنین نے مسلمانوں کے بیت المال سے پانچ کرور کے صرف میں اپنے لئے ایک سیر گاہ بنائی ہے۔ اس خدمتگار کی یہ بات تو مہدی کو یاد رہی مگر وہ احمد بن اسمٰعیل کا نام بھول گئے اور بعد میں ان کو یہ گمان رہا کہ یعقوب بن داؤد نے یہ رائے ظاہر کی تھی ایک مرتبہ یعقوب سامنے بیٹھا تھا انھوں نے اسے گود میں اٹھا کر زمین پر دے مارا یعقوب نے کہا امیر المومنین ایسا کیا قصور مجھ سے سرزد ہوا؟ مہدی نے کہا کیا تو نے یہ بات نہیں کہی کہ میں نے اپنی ایک سیر گاہ پر پانچ کرور درہم خرچ کر ڈالے۔ اس نے عرض کیا یہ بات میرے دونوں کانوں نے بھی مجھ سے نہیں سنی اور نہ کرام الکاتبین نے اسے لکھا۔ ان کے آپس کے تعلقات کی خرابی کا یہ پہلا سبب تھا۔

عورتوں اور جماع کے متعلق مہدی نہایت بیباکی سے فحش اور بیہودہ باتیں یعقوب سے کرتے تھے اور اسی بنا پر خود یعقوب بھی عورتوں کے متعلق من گھڑت قصے ان سے آزادی سے بیان کرتا تھا۔ رات کے وقت اس کے مخالفین خلوت میں ان سے اس کی برائیاں کرتے اور یہ اثر لے کر اٹھتے کہ صبح ہوتے ہی یہ یعقوب کا کام ختم کر دینگے۔ اس گفتگو کی اطلاع یعقوب کو بھی ہو جاتی وہ صبح ہی سلام کے لئے حاضر ہوتا اسے دیکھتے ہی مہدی مسکرا دیتے اور خیریت دریافت کرتے وہ کہتا جی ہاں سب خیریت ہے۔ کہتے میری عمر کی قسم ذرا بیٹھ جاؤ کچھ باتیں کرو وہ کہتا آج شب میں نے اپنی جاریہ کے ساتھ بسر کی اور اس سے میری یہ گفتگو ہوئی اس گفتگو کے لئے وہ ایک نیا قصہ بنا کر سناتا اس کے جواب میں مہدی بھی ویسی ہی کوئی بات بیان کر دیتے اور اس کے بعد دونوں باہم خوش ہو کر علیحدہ ہو جاتے۔

اس کی اطلاع جب یعقوب کے دراندازوں کو ہوتی تو وہ بڑے متعجب ہوتے کہ مہدی کو یہ کیا ہو گیا ہے۔

ایک مرتبہ کسی کام کے متعلق جسے مہدی کرنا چاہتے تھے یعقوب نے ان سے کہا تھا کہ یہ اسراف ہے۔ مہدی نے کہا گیا کہتے ہو یعقوب اسراف ہی اشراف کو زیبا ہے۔ اگر اسراف نہ ہوتا تو سخی اور بخیل میں امتیاز ہی نہ ہو سکتا۔

خود یعقوب بن داؤد کہتا ہے کہ ایک دن مہدی نے مجھے بلا بھیجا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ایک ایوان میں بیٹھے تھے جس میں تمام گلابی فرش خانہ باغ کے سرو کے درختوں تک بچھا ہوا تھا اس باغ میں اور بھی درخت تھے جن کے سرے ایوان کے صحن کے ساتھ ساتھ مناسب ترتیب میں ایستادہ تھے۔ یہ درخت شفتالو اور سیب کے گلابی رنگ کے پھول اور کلیوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ فرش ایوان کے جواب میں ان سب کا رنگ بھی گلابی تھا اس قدر خوشنما ایوان میری نظر سے نہیں گزرا تھا اسی کے ساتھ ان کے پاس ایک عدیم المثال حسین جاریہ بیٹھی تھی جو اپنے حسن قد و قامت و ساخت کے تناسب میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھی اس نے بھی گلابی کپڑے پہن رکھے تھے۔ ان تمام مناسب باتوں نے مجلس کی زیبائش میں انتہائی حسن و لطف پیدا کر دیا تھا جس کی نظیر نہیں دیکھی گئی امیر المومنین نے مجھ سے پوچھا ہماری اس مجلس کو تم نے کیسا پایا۔ میں نے عرض کیا نہایت ہی خوب اللہ امیر المومنین کو یہ مبارک کرے کہنے لگے یہ سب کچھ میں تم کو دیتا ہوں اسے لے جاؤ اور یہ جاریہ بھی اسی کے ساتھ تم کو دی جاتی ہے تاکہ تم پوری طرح مسرور ہو سکو اس پر میں نے مناسب الفاظ میں ان کو دعا دی اس کے بعد مجھ سے کہا کہ مجھے تم سے ایک کام ہے یہ سنتے ہی میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین مجھ سے

ناراض ہیں میں امیر المومنین کے غضب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں
کہنے لگے نہیں یہ بات نہیں ہے۔ مجھے ایک ضرورت پیش آگئی ہے
میں چاہتا ہوں تم اسے پورا کرو اور جو تم نے خیال کیا ہے وہ بات
نہیں ہے مجھے درحقیقت ایک ضرورت پیش آگئی ہے میں چاہتا
ہوں کہ تم اس کے پورا کرنے کا اقرار واثق کر لو اور اسے پورا بھی کردو
میں نے عرض کیا آپ جو حکم دیں گے میں اس کی بجا آوری کروں گا۔
کہنے لگے بخدا اس وعدہ پر قائم رہو گے میں نے کہا بخدا میں اس کی بجا آوری
کروں گا میں نے یہ اقرار تین مرتبہ کیا پھر کہا اچھا میرے سر کی قسم کھا کر
وعدہ کرو میں نے کہا آپ کے سر کی قسم۔ کہا نہیں میرے سر پر ہاتھ رکھکر
پھر اس کی قسم کھاؤ میں نے ان کے سر پر ہاتھ رکھا اور قسمیہ وعدہ کیا کہ
آپ جو حکم دینگے میں اس کی بجا آوری کرونگا اور آپ کی حاجت برآری
کروں گا۔ جب انھوں نے مجھ سے عہد واثق لے لیا تو اب کہا کہ فلاں بن
فلاں علوی کے متعلق میں چاہتا ہوں کہ تم اس کا کام تمام کر کے مجھے
اس کی جانب سے مطمئن کر دو اور اس کام کو جلد ہی کر دیا جائے میں نے
کہا بہتر ہے۔ اب انھوں نے مجھ سے کہا کہ یہ لیجاؤ میں اس جاریہ اور اس
کے ساتھ اس ایوان میں جسقدر ساز و سامان اور فرش وغیرہ تھا سب
اپنے گھر لے آیا اس کے علاوہ ایک لاکھ درہم انھوں نے اور دیئے
میں ان سب کو لے کر اپنے گھر آگیا چونکہ اس جاریہ کے ساتھ مجھے
انتہائی لطف پیدا ہو گیا تھا اس لئے میں نے اسے ایسی جگہ فروکش کیا
کہ میرے اور اس کے درمیان صرف ایک پردہ ہی حاجب تھا میں نے
اس علوی کو بلا بھیجا اور اپنے اوپر پورا اعتماد دلا کر اس کا حال پوچھا اس
نے چند جملوں میں اپنا حال بیان کر دیا اس سے گفتگو کرنے سے معلوم ہوا
کہ وہ نہایت ہی دور اندیش فریس اور خوش بیان شخص ہے اثنائے گفتگو
میں اس نے ایک مرتبہ یہ بھی کہا یعقوب تم کو کیا ہوا ہے کیا تم میرے
خون کا بار لیے ہوئے اللہ کے سامنے جاؤ گے یاد رکھو کہ میں فاطمہ

بنت محمدؐ کی اولاد میں ہوں۔ میں نے کہا آپ بالکل متردد نہوں بھلا آپ کے لیئے میں سوائے بھلائی کے کچھ اور بھی کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا اچھا اگر تم میرے ساتھ نیکی کروگے تو میں تمہارا شکر گزار ہونگا دعا دوں گا اور تمہارے لیئے دعا مغفرت کروں گا۔ میں نے کہا اچھا تو آپ کونسا طریقہ آپ اپنے لیے بہتر سمجھتے ہیں اس نے بتایا کہ یہ راستہ بہتر ہے میں نے پوچھا یہاں ایسے کون آپ کے خاص دوست ہیں جن پر آپ کو پورا بھروسہ ہو اس نے ان کے نام بتائے میں نے کہا آپ ان کو بلالیں۔ یہ روپیہ لیجئے اور ان کے ساتھ اللہ کی حفاظت و نگرانی میں روانہ ہو جائیے۔ مناسب یہ ہے کہ اسی میرے مکان میں ان کو بلا لیے اور یہیں سے آپ آج ہی رات ان کے ہمراہ فلاں مقام کو روانہ ہو جائیں۔ اس جاریہ نے میری یہ تمام گفتگو سن لی تھی اس نے اپنے ایک خادم کے ذریعہ اس کی اطلاع مہدی کو کردی اور کہلا بھیجا کہ یہ اس شخص نے آپ کو جزادی ہے جس کو آپ نے اپنے پر ترجیح دی اور سارا قصہ پہونچا دیا۔ مہدی نے اسی وقت اپنے آدمی بھیجکر تمام راستے اور ناکے بند کرادیئے اور ان تمام مقامات کی جن کا ذکر میں نے اور علوی نے اپنی گفتگو میں کیا تھا اپنے پیادوں سے تفتیش شروع کرادی۔ تھوڑی دیر میں سپاہی خود اس علوی اُس کے دونوں ہمراہیوں اور اس روپیہ کو اسی صورت میں جس کی اس جاریہ نے نشاندہی کی تھی گرفتار کر کے مہدی کی خدمت میں لے آئے۔

دوسرے دن سویرے مہدی کا ہرکارہ مجھے بلانے آیا میں علوی کے معاملہ سے بالکل خالی الذہن تھا۔ اب میں مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا۔ وہ کرسی پر متمکن تھے اور ہاتھ میں بید کی چھڑی تھی مجھ سے کہا یعقوب اس شخص کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے امیرالمومنین کو راحت دے دی ہے۔ پوچھا مر گیا میں نے کہا جی ہاں کہا واقعی میں نے کہا بخدا وہ مر گیا کہا اچھا اٹھو اور میرے

سر پر اپنا ہاتھ رکھ کر میرے سر کی قسم کھاؤ۔ میں نے ان کے سر کی قسم کھائی اب انھوں نے غلام کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو سامنے حاضر کرو جو اس کوٹھری میں ہیں اس نے دروازہ کھولا تو وہاں علوی مع اپنے دونوں ہمراہیوں اور اس روپیہ کے جو میں نے دیا تھا موجود تھا۔ اسے دیکھ کر میرے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور زبان گنگ ہو گئی۔ مہدی نے کہا اب اگر میں چاہوں تو میں تجھے قتل کر سکتا ہوں مگر میں قتل تو نہیں کرتا البتہ اسے لیجا کر سرکاری جیل میں قید کر دو اور کبھی اس کا تذکرہ میرے سامنے نہ آنے دو میں سرکاری جیل میں قید کر دیا گیا اور اس میں بھی ایک کنویں میں مجھے اتار دیا گیا ایک زمانۂ طویل میں نے اس زندان بلا میں گزار دیا۔ مجھے دنوں کا شمار بھی یاد نہ رہا تھا بصارت چلی گئی۔ بال اتنے بڑھ گئے تھے کہ جانوروں کی صورت ہو گئی تھی میں اس مصیبت میں دن بسر کر رہا تھا کہ یکایک مجھے بلا کر باہر نکالا گیا اور لوگ مجھے کہیں لے چلے مجھے علم نہ تھا کہ کہاں لے جا رہے ہیں۔ ایک جگہ پہونچ کر لوگوں نے مجھ سے کہا کہ امیر المومنین کو سلام کرو میں نے سلام کیا۔ پوچھا کس امیر المومنین کو سلام کرتے ہو میں نے کہا مہدی کو انھوں نے کہا مہدی پر اللہ نے اپنا رحم کیا میں نے کہا ہادی کو کہا گیا اللہ نے ان پر بھی اپنا رحم کیا میں نے کہا رشید کو انھوں نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ میں نے عرض کیا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین کو میرا سارا حال معلوم ہے انھوں نے کہا ہمیں سب معلوم ہے اور اس کا احساس بھی ہے تم کیا چاہتے ہو میں نے عرض کیا آپ مجھے مکہ میں اقامت کی اجازت مرحمت فرمائیں کہا بہتر ہے اس کے علاوہ اور کوئی حاجت ہو تو بیان کرو میں نے کہا اب کوئی لذت باقی ہے نہ تمنا کہا تو مناسب ہے مکہ چلے جاؤ اسی کے بعد میں نے مکہ کی راہ لی یعقوب کا بیٹا بیان کرتا ہے کہ یہ مکہ آ گئے مگر کچھ ہی روز کے بعد وہیں انھوں نے انتقال کیا۔

یعقوب بن داؤد سے روایت ہے کہ مہدی نبیذ نہیں پیتے تھے اور اس احتراز کی وجہ ان کے خیال میں اس کی

حرمت نہ تھی بلکہ وہ ان کو مرغوب نہ تھی البتہ ان کے احباب میں سے عمر بن بزیع مطلی ان کا مولیٰ مفضل اور تمام دوسرے خدام ان کے سامنے پیتے تھے میں ان کے دوستوں کی اس شراب اور سماع کی مجلسوں میں اس قدر انہماک پر پند کرتا تھا اور کہتا تھا کہ آپ نے مجھے اس لیئے وزیر نہیں بنایا ہے کہ میں اس قسم کی صحبتوں میں آپ کی شرکت کروں ایک طرف تو آپ پنج وقتہ نماز جامع مسجد میں ادا کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ کے سامنے آپ کے مصاحب نبیذ پیتے ہیں اور آپ بھی راگ گانے کی مجلس میں ان کے ساتھ شریک صحبت ہوتے ہیں میری اس نصیحت کا محض وہ یہ جواب دیتے اچھا عبداللہ میں نے تمہاری بات سن لی میں نے ایک دن کہا کہ جناب والا اس سے آپ کے حسنات میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا بلکہ جو شخص روزانہ اس نصیحت کو سنتا ہے اس کے دو ہی نتیجے ہیں کہ یا تو اللہ سے اس کی قربت میں اضافہ ہوتا ہے یا اس سے بعد بڑھتا جاتا ہے۔

یعقوب کا بیٹا راوی ہے کہ میرے باپ مہدی کو برابر نبیذ پلانے اور گانا سننے سے روکتے رہے یہاں تک کہ اب مہدی کو ان کی نصیحت ناگوار گزرنے لگی اور وہ اس سے تنگ آگئے دوسری طرف خود یعقوب اپنی بات کے بگڑ جانے سے برداشتہ خاطر تھے انھوں نے اللہ سے اپنا معاملہ رجوع کیا اور اس بات کا تہیا کر لیا کہ وہ اپنی خدمت سے سبک دوش ہو جائینگے۔

یعقوب کہتا ہے کہ اس خیال سے میں نے ایک دن مہدی سے آکر کہا کہ امیر المومنین بخدا جس منصب جلیلہ پر میں ہوں اس سے شراب پینا بہتر ہے کہ ایک نہ ایک دن میں شراب سے اللہ کی جناب میں توبہ تو کرلوں گا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اس عہدے سے سبک دوش فرمادیں اور اگر میری کوئی خطا سرانجام امور میں پیش نظر ہو تو اسے معاف کردیں اور جسے چاہیں میری جگہ مقرر کرلیں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میرے اور میری اولاد کے دوستانہ مراسم آپ سے ہمیشہ قائم رہیں۔ آپ نے تمام اہمات امور میرے سپرد کردیئے ہیں فوجوں کی معاش کی سربراہی میرے متعلق ہے یہ اس قدر بار عظیم ہے کہ مجھے نیند نہیں آتی

اور میں آپ کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت فروخت کرنا نہیں چاہتا کہ یہ سب ذمہ داریاں اپنے سروں میری اس گزارش پر وہ کہنے لگے اے بار الٰہ تو اسے معاف کر دے اور اس کے قلب کی اصلاح کر دے اس پر ان کے شاعر نے یہ شعر کہا۔ فدع عنك يعقوب بن داؤد جانباً، واقبل على صهباً طيبة النشر

ترجمہ۔ تو داؤد کی طرف سے منہ پھیر لے اور شراب لے جس کی مہک دور تک ہے۔

ابن سلام سے روایت ہے کہ اپنے مقام ضعف کے قیام کے وقت مہدی نے یعقوب بن داؤد کے بیٹے کو ایک جاریہ عطا کی چند روز کے بعد مہدی نے اس کو دریافت کیا اس نے عرض کیا کہ امیر المومنین اس ایسی میری نظر سے نہیں گذری کوئی دوسری عورت میرے تصرف میں ایسی نہیں آئی کہ جس سے مجھے ایسی لذت حاصل ہوئی ہو یا اس نے اس قدر اپنی تکلیف کا اظہار کیا ہو اور میرا کہا مانا ہو۔ اس جملہ کو سن کر مہدی نے یعقوب کی طرف دیکھا اور کہا کہو اس جملہ کا اشارہ کس طرف ہے میری طرف یا تمہاری طرف یعقوب نے کہا احمق کو ہر بات سے بچایا جاتا ہے مگر اس کے نفس سے نہیں بچایا جا سکتا۔

علی بن محمد النوفلی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ یعقوب روزانہ شب میں مہدی سے خلوت میں ملاقات کرتا تھا اور وہ پھر دونوں رات گئے تک باتیں کرتے رہتے۔ اسی طرح وہ ایک رات اس کا جلیس تھا باتوں میں بہت رات گذر گئی اس وقت وہ ان کے پاس سے رخصت ہو کر باہر آیا وہ ہاشمی رنگی ہوئی طیلسان پہنے تھا یہ تھوڑا گنجا تھا طیلسان میں اس قدر کلف تھا کہ اس میں سے رف رف کی آواز آتی تھی اس کا غلام اس کے شہبا گھوڑے کی لگام پکڑے تھا نیند کی وجہ سے غافل تھا۔ یعقوب اپنے لبادہ کو برابر کرنے لگا اس میں کلف کی آواز ہوئی۔ گھوڑا بھڑک گیا۔ یہ غفلت میں اپنے لبادہ کو برابر کرتا ہوا گھوڑے کے قریب جا پہونچا اور سوار ہونے کے لئے اسے پیچھے ہٹانے لگا گھوڑے نے یعقوب کی پنڈلی پر ایک ایسی لات ماری کہ وہ ٹوٹ گئی یعقوب

نے زور سے ایک ایسی چیخ ماری کہ اسے مہدی نے بھی سنا وہ ننگے پاؤں اپنی خواب گاہ سے برآمد ہوئے اور اس کی چوٹ کو دیکھ کر اس قدر بیچین ہو گئے کہ خود بھی جزع فزع کرنے لگے پھر کرسی پر بٹھا کر اُسے اُس کے گھر بھجوایا۔ صبح ہوتے ہی اس کی عیادت کو گئے اس واقعہ کی اطلاع عام ہوئی تمام لوگ یعقوب کی عیادت کو گئے تین دن مسلسل مہدی اس کی عیادت کے لئے جاتے رہے۔ اس کے بعد روزانہ آدمی کے ذریعہ خیریت دریافت کرا لیتے، اس حادثہ کی وجہ سے جب یعقوب دربار میں حاضر نہ ہوسکا تو اب اس کے مخالفوں کو اس کی شکایت کرنے کا زرین موقع ہاتھ آگیا اس حادثہ کو دس دن بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ مہدی اس سے برہم ہو گئے اسے اب یوں ہی اپنے مکان میں علاج کے لئے چھوڑ دیا اور اپنے تمام مصاحبوں میں اعلان کر دیا کہ اب کوئی شخص یعقوبی عبا اور ٹوپی نہ پہنے جو پہنے پایا جائیگا اس کے کپڑے اُتار لئے جائینگے نیز انھوں نے یعقوب کو نصر کی قید میں محبوس کر دیا۔ اس کے بعد اُن کے حکم سے یعقوب کے تمام مقرر کردہ عمال اطراف واکناف سلطنت میں برطرف کئے گئے نیز ان کے حکم سے اس کے تمام گھر والے گرفتار کر کے قید کر دیئے گئے۔

جب یعقوب بن داؤد اور اس کے گھرانے والے قید کر دیئے گئے اور اس کے مقرر کردہ تمام عمال موقوف ہو کر متفرق ہو کر روپوش ہو گئے تو ایک روز مہدی سے یعقوب اور اسحٰق ابن الفضل کا واقعہ بیان کیا گیا۔ مہدی نے ایک رات دونوں کو دربار میں طلب کیا اور یعقوب سے سوال کیا کہ کیا تم نے مجھ سے یہ بات نہیں کہی تھی کہ یہ اسحٰق اور اس کے خاندان والے مدعی ہیں کہ وہ خلافت کے ہم سے زیادہ مستحق ہیں اور اُن کو ہمارے مقابلے میں بزرگی حسن حاصل ہے؟ یعقوب نے کہا کہ میں نے آپ سے کبھی یہ بات نہیں کی،

مہدی نے کہا اب تم مجھے جھٹلاتے ہو اور میری بات کی تردید کرتے ہو، مہدی نے درے طلب کئے اور ان سے بارہ ضربیں نہایت سخت ماریں اور پھر جیل خانہ بھیجدیا۔ اب اسحٰق نے مہدی سے حلفیہ کہا کہ میں نے ہرگز یہ بات نہیں کہی تھی اور نہ یہ میری شان ہے کہ ایسی بات زبان سے نکالوں۔ آپ خود ہی غور کریں کہ یہ بات میں کیسے کہہ سکتا ہوں۔ میرا دادا زمانۂ جاہلیت میں مر چکا تھا اور آپ کے پدر بزرگوار رسول اللہ صلعم کے بعد بھی باقی تھے اور وہی ان کے وارث تھے۔ یہ سن کر مہدی نے حکم دیا کہ اسے نکال دو۔ دوسرے دن صبح کو مہدی نے یعقوب کو دوبارہ طلب کیا اور پھر وہی بات کہی جو شب گذشتہ میں کہی تھی اس نے کہا کہ ذرا مہلت دیجئے میں ابھی آپ کو یاد دلاتا ہوں آپ باغ میں دریا کے کنارے چوبی بنگلہ میں قیام پذیر تھے میں آپ کے ساتھ تھا اس وقت ابوالوزیر حاضر ہوا تھا (راوی کہتا ہے کہ یہ شخص یعقوب کا اس طرح داماد تھا کہ صالح بن داؤد کی بیٹی اس کی بیوی تھی) اس نے یہ بات آپ سے کہی تھی۔ کہ اسحٰق اس بات کا مدعی ہے۔ مہدی نے کہا ہاں اب مجھے یاد آیا تم سچے ہو، پھر انھوں نے کل کی مار پر اس سے معذرت چاہی مگر پھر جیلخانہ بھیجدیا۔ مہدی اور موسیٰ کے تمام عہد میں وہ اسی طرح قید میں پڑا رہا البتہ جب رشید خلیفہ ہوئے تو انھوں نے اس رجحان کی وجہ سے جو یعقوب کو ان کے ساتھ ان کے باپ کے زمانہ میں تھا اسے رہا کر دیا۔

اس سال موسیٰ الہادی جرجان روانہ ہوئے اور انھوں نے ابویوسف یعقوب بن ابراہیم کو جرجان کا قاضی مقرر کیا اس سال مہدی نے عیساباز میں آکر سکونت اختیار کی۔ یہی قصر السلامہ ہے۔ دوسرے تمام لوگ بھی ان کے ساتھ یہیں قیام پذیر ہو گئے نیز یہاں انھوں نے درہم و دینار مضروب کرئے۔ اس سال مہدی کے حکم سے پہلی مرتبہ مدینہ سے مکے اور یمن تک خچروں اور اونٹوں کے ذریعہ باقاعدہ

سلسلہ رُسل و رسائل قائم کیا گیا۔
اس سال مسیب بن زہیر کے خلاف خراسان میں شورش ہو گئی۔ مہدی نے فضل بن سلیمان الطوسی ابوالعباس کو خراسان کا ناظم مقرر کیا اور خراسان کے ساتھ سجستان بھی اس کے تحت دیدیا۔ فضل نے مہدی کے حکم سے تمیم بن سعید بن دعلج کو سجستان پر اپنا نائب مقرر کیا۔
اس سال داؤد بن روح بن حاتم۔ اسمٰعیل بن سلیمان بن مجالد محمد بن ابی ایوب المکی اور محمد بن طیفور زندقہ کے الزام میں گرفتار کئے گئے انھوں نے اعتراف جرم کیا مہدی نے ان سے توبہ لی اور چھوڑ دیا۔ داؤد بن روح کو اس کے باپ روح کے پاس جو ان دنوں بصرہ کا عامل تھا بھیجدیا اور اس کی اصلاح کی بھی ہدایت کی۔
اس سال الوضاح الشروی، عبداللہ بن عبیداللہ الوزیر کو (یہی معاویہ بن عبداللہ الاشعری ہے) یہ شامیوں میں تھا پکڑ کر دربار میں لایا ابن شبابہ ہمیشہ اس کی شکایت کرتا تھا اس پر بھی زندقہ کا الزام تھا۔ ہم اس کے واقعہ اور قتل کی کیفیت پہلے بیان کر چکے ہیں۔
اس سال ابراہیم بن یحیٰی بن محمد مدینۂ رسول کا عامل مقرر ہوا اس سال طائف اور مکہ کا عامل عبداللہ بن قثم تھا۔ اس سال مہدی نے منصور بن یزید بن منصور کو یمن کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عبداللہ بن سلیمان الربعی کو مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے عبدالصمد بن علی کو اپنی قید سے چھوڑ دیا۔ اس سال ابراہیم بن یحیٰی بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔ عامل کوفہ ہاشم بن سعید تھا اور عامل بصرہ روح بن حاتم تھا۔ خالد بن طلیق بصرہ کے قاضی تھے۔ دجلہ، کسکر، متعلقات بصرہ، بحرین اضلاع اہواز فارس اور کرمان کا عامل معلی امیر المومنین کا مولےٰ تھا۔ مصر کا والی ابراہیم بن سلیمان تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا والی تھا۔ یحیٰی الحرشی طبرستان، رویان اور جرجان کا والی تھا۔ فراشہ امیر المومنین

کا مولی دنباوند اور قومس کا والی تھا اور سعد امیر المومنین کا مولے رہے کا والی تھا اس موقت صلح کی وجہ سے جو روم سے ہو چکی تھی اس سال موسم گرما میں کوئی مہم جہاد کے لئے نہیں بھیجی گئی۔

# سنہ ۱۶۷ ہجری شروع ہوا

## اس سال کے واقعات

اس سال مہدی نے اپنے بیٹے موسیٰ کو ایک زبردست فوج کے ساتھ جو بے نظیر ساز و سامان سے آراستہ تھی ونداہرمز اور شروین روسائے طبرستان سے لڑنے جرجان روانہ کیا۔ اس مہم کو بھیجتے وقت انھوں نے ابان بن صدقہ کو موسیٰ کا وقائع نویس مقرر کیا۔ محمد بن جمیل کو منصرم فوج، نضیع منصور کے مولیٰ کو اس کا حاجب، علی بن عیسےٰ بن ماہان کو اس کا محافظ اور عبداللہ بن حازم کو اس کا کوتوال مقرر کر کے ساتھ بھیجا۔ موسیٰ نے ونداہرمز اور شروین کے مقابلہ کے لئے یزید بن مزید کی قیادت میں فوجیں روانہ کیں اس نے ان کا محاصرہ کر لیا۔

اس سال عیسیٰ بن موسیٰ نے کوفہ میں انتقال کیا۔ اس وقت روح بن حاتم کوفہ کا عامل تھا۔ یہ جنازہ میں شریک ہوا۔ لوگوں نے کہا آپ امیر ہیں آپ نماز پڑھائیں۔ اس نے کہا کہ کاش اللہ ایسا نہ کرتا کہ روح کو عیسیٰ کی نماز جنازہ پڑھانی پڑتی۔ مناسب یہ ہے کہ ان کا سب سے بڑا بیٹا نماز پڑھائے۔ عیسیٰ کے لڑکوں نے اس سے انکار کیا مگر اس نے بھی اپنے انکار پر اصرار کیا بالآخر عباس بن عیسیٰ نے بڑھ کر اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ مہدی کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی روح

پر بگڑے اور اسے لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے عیسیٰ کی نماز جنازہ پڑھانے سے ابا کیا۔ تم اپنے باپ یا دادا کی وجہ سے نماز کے لئے مدعو نہیں کئے گئے تھے، اگر میں خود وہاں ہوتا تو میں خود پڑھاتا اور جب میں نہ تھا تو سرکاری عہدہ دار اور میرے نمائندہ کی حیثیت سے تم ہی کو نماز پڑھانا تھی۔ اس واقعہ کی وجہ سے انھوں نے اس کے حسابات کی تنقید کا حکم دیا۔ نماز اور انتظام سلطنت کے ساتھ کوفہ کی مالگزاری کا اہتمام بھی اسی کے متعلق تھا۔ اگرچہ جب عیسیٰ نے وفات پائی اس وقت تک مہدی اس سے اور اس کے بیٹوں سے ناراض چلے آتے تھے، مگر اس کی جلالت شان کی وجہ سے اس کے خلاف کسی کارروائی کی انھوں نے جرأت نہیں کی۔

اس سال مہدی نے زندیقوں کے استیصال میں بڑی سرگرم کوشش شروع کی تمام اطراف واکناف دنیائے اسلام میں ان کی تفتیش کی اور قتل کرادیا عمر الکلواذی کو اسی کام پر متعین کیا۔ اسی سلسلہ میں منصور کے کاتب یزید بن الفیض کو گرفتار کیا گیا چونکہ اس نے اعتراف جرم کرلیا۔ اسے محض قید کی سزا دی گئی مگر یہ کسی طرح قید سے فرار ہو گیا اور پھر گرفتار نہ کیا جا سکا۔

اس سال مہدی نے ابوعبید اللہ معاویہ بن عبید اللہ میر منشی کو اس وجہ سے برطرف کر دیا کہ یہ امیر المومنین کے اختیارات، ناجائز طور پر استعمال کرنے لگا تھا۔ مہدی نے اس کی جگہ ربیع اپنے حاجب کو میر منشی مقرر کیا اس نے سعید بن واقد کو اس عہدہ پر اپنا نائب مقرر کیا۔

اس سال بغداد اور بصرہ میں سخت متعدی کھانسی نزلہ پھوٹ پڑا جس سے ہزاروں جانیں ضائع ہوئیں۔

اس سال ابان بن صدقہ موسیٰ کے وقائع نگار نے جرجان میں انتقال کیا مہدی نے اس کی جگہ ابوعبید اللہ کے مددگار ابوخالد الاحول یزید کو موسیٰ کے پاس بھیجدیا۔

اس سال مہدی کے حکم سے مسجد الحرام میں اضافہ کیا گیا۔ بہت سے مکانات مسجد میں شامل کئے گئے یہ تعمیر جدید یقطین بن موسیٰ کے زیر اہتمام ہوتی رہی۔ تعمیر جاری تھی کہ مہدی نے وفات پائی۔

اس سال یحییٰ الحرشی طبرستان رویان اور دوسرے ان علاقوں کی ولایت سے جو اس کے تفویض تھے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ فراشہ مہدی کا مولی مقرر کیا گیا۔ اس سال ذیحجۃ الحرام کے ختم میں چند راتیں باقی رہ گئی تھیں کہ ایک روز ایسا سخت کہر اچھایا کہ دنیا اندھیر ہو گئی پھر بہت دیر کے بعد آفتاب طلوع ہوا۔ اس موقت صلح کی وجہ سے جو روم اور مسلمانوں کے درمیان ہو چکی تھی اس سال بھی موسم گرما میں کوئی جہادی مہم نہیں بھیجی گئی۔

ابراہیم بن یحییٰ عامل مدینہ کی امارت میں حج ہوا۔ یہ حج سے فارغ ہو کر مدینہ آگیا مگر آنے کے چند ہی روز بعد اس کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اسحٰق بن عیسیٰ بن علی مدینہ کا والی مقرر کیا گیا۔

اس سال عقبہ بن سلم الہنائی کو عیسا باذ میں جبکہ وہ عمر بن بزیع کے مکان میں تھا کسی نامعلوم شخص نے خنجر سے ہلاک کر دیا۔

اس سال عبید اللہ بن القثم مکہ اور طائف کا عامل تھا۔ سلیمان بن یزید الحارثی یمن کا والی تھا۔ عبد اللہ بن مصعب الزبیری یمامہ کا عامل تھا۔ روح بن حاتم کوفہ کا والی تھا انتظام ملک اور امامت صلوٰۃ اس کے متعلق تھی۔ اسی طرح محمد بن سلیمان البصرہ کا والی اور امام تھا۔ عمرو بن عثمان التیمی بصرہ کے قاضی تھے۔ اضلاع دجلہ، کسکر متعلقات بصرہ بحرین عمان، اور اضلاع اہواز، فارس اور کرمان کا والی المعلی مہدی کا مولی تھا۔ فضل بن سلیمان الطوسی خراسان اور سجستان کا ناظم اعلیٰ تھا۔ موسیٰ بن مصعب مصر کا والی تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا والی تھا طبرستان اور رویان پر عمر بن العلا تھا، جرجان، دنباوند اور قومس کا والی فراشہ مہدی کا مولی تھا۔ رے پر سعد امیر المومنین کا مولی عامل تھا۔

# سنہ ۱۶۸ ہجری شروع ہوا

## اس سال کے واقعات

اس سنہ کے ماہ رمضان میں رومیوں نے اس صلح کو توڑ دیا جو ان کے اور ہارون کے درمیان طے پائی تھی۔ صلح کے انعقاد کے پہلے دن سے نقض تک پورے بتیس ماہ گزرے تھے۔ علی بن سلیمان والی جزیرہ اور قنسرین نے یزید بن بدر بن البطال کو ایک سریہ کے ساتھ رومی علاقے پر غارتگری کے لئے بھیجا۔ اس مہم نے بہت سی غنیمت اور فتوحات حاصل کیں۔

اس سال مہدی نے سعید الحرشی کو چالیس ہزار فوج کے ساتھ طبرستان بھیجا۔

اس سال عمر الکلواذی زندیقوں کے محتسب نے انتقال کیا اور اس کی جگہ حمدویہ محمد بن عیسیٰ جو اہل میسان سے تھا مقرر کیا گیا۔

اس سال مہدی نے زندیقوں کو بغداد میں قتل کیا۔ نیز انھوں نے اپنے خاندان کے انساب اور روایات کے دفتر کو دمشق سے مدینے منتقل کر دیا۔

اس سال مہدی نہر الصلہ واقعہ زیرین واسط آئے۔ اسے نہر الصلہ اس لئے کہتے ہیں کہ مہدی کا ارادہ تھا کہ اس کی تمام آمدنی اپنے اعزہ کو جاگیریں دیدیں اور اس طرح ان سے صلۂ رحمی کریں۔

اس سال مہدی نے عمر بن بزیع کے اوپر علی بن یقطین کو دفتر بندوبست کا ناظم مقرر کر دیا۔ سب سے پہلے انہی نے مہدی کی خلافت میں اس محکمہ کو قائم کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب

بہت سی اسناد اس کے پاس جمع ہوئیں تو اس نے سوچا کہ جب تک ان سب کا باقاعدہ دفتر میں داخلہ نہ ہو وہ نہ یاد رہ سکتی ہیں اور نہ اس پر باضابطہ کارروائی کی جاسکتی ہے۔ اس خیال سے اس نے دفتر دیوانی بنایا اس کے مختلف شعبے قائم کئے ہر شعبہ کو ایک ایک شخص کی نگرانی میں دیا۔ چنانچہ مالگزاری سے متعلقہ اسناد کے دفتر کا افسر اسماعیل بن صبیح تھا۔ اسناد کا ایسا کوئی دفتر بنی امیہ کے عہد میں نہ تھا۔
اس سال علی بن محمد المہدی ابن ریطہ کی امارت میں حج ہوا۔

# سنہ ۱۶۹ھ ہجری شروع ہوا

## اس سال کے واقعات

اس سال ماہ محرم میں مہدی ماسبذان روانہ ہوئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اپنے آخر مدت میں مہدی کا ارادہ ہو گیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے ہارون کو اپنے بیٹے موسیٰ الہادی پر مقدم کردیں۔ ہادی اس وقت جرجان میں تھا۔ مہدی نے اپنے بعض خاندان والوں کو اس غرض سے اس کے پاس بھیجا کہ وہ بیعت کے معاملہ کا تصفیہ کردے اور رشید کو اپنے اوپر مقدم کردے مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس پر مہدی نے اپنے ایک مولیٰ کو اس کے پاس بھیجا۔ ہادی نے ان کے پاس آنے سے انکار کردیا اور قاصد کو مارا۔ اس بناپر خود مہدی اس سے ملنے جرجان روانہ ہو گئے مگر اثنائے راہ میں ان کو حادثہ پیش آگیا۔ علی بن یقطین نے مہدی سے درخواست کی کہ کل صبح کا کھانا آپ میرے ساتھ تناول فرمائیں انھوں نے وعدہ کرلیا۔ مگر پھر نہ معلوم ان کے دل میں کیا آئی کہ ماسبذان جانے کے لئے بالکل تیار ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی چیز ان کو اپنی طرف

کھینچ رہی ہے۔ علی نے عرض کیا کہ جناب والا نے توکل کے لئے میری دعوت قبول کی تھی۔

انھوں نے کہا کہ دعوت کا کھانا نہروان لے آؤ، علی کھانا لے گیا مہدی نے نہروان میں صبح کا کھانا کھایا۔ اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔

# مہدی کی وفات

ان کی سبب موت میں اختلاف ہے۔ واضح مہدی کا داروغہ بیان کرتا ہے کہ وہ باسندان کے قریۂ زد میں شکار کے لئے گئے، میں عصر کے بعد تک ان کے ہمراہ تھا اس کے بعد میں اپنے خیمہ میں چلا آیا میرا خیمہ ان کے خیمہ سے فاصلہ پر ایستادہ تھا علی الصباح نوبت مقرر کرنے کے لئے میں سوار ہو کر صحرا میں گزر رہا تھا۔ میں تنہا تھا میرا غلام اور دوسرے آدمی پیچھے رہ گئے تھے۔ اس وقت مجھے ایک برہنہ حبشی کجاوہ کی کاٹھی پر سوار نظر پڑا۔ اس نے میرے قریب آکر مجھ سے کہا۔ ابوسہل اللہ تمھارے آقا امیر المومنین کی موت کا تم کو اجر دے۔ میرا ارادہ ہوا کہ اس کے چابک ماروں مگر وہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ میں قنا تول کے قریب آیا۔ مسرور سامنے آیا اور اس نے کہا اللہ تمھارے آقا امیر المومنین کی موت کا تم کو اجر دے۔ اب میں ان کے مقام میں داخل ہوا۔ دیکھا وہ اپنے خیمہ میں مردہ پڑے ہیں۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ کیا بات ہوئی عصر کے بعد میں تم سے جدا ہوا ہوں اس وقت تک وہ بالکل ہشاش اور تندرست تھے۔ آخر ہوا کیا۔ مسرور نے کہا شکاری کتوں نے ایک ہرن کا پیچھا کیا وہ بھاگتے بھاگتے ایک ویران مکان کے دروازے میں گھس گیا۔ کتے بھی اس کے پیچھے اس میں در آئے اُن کے پیچھے امیر المومنین کا گھوڑا بھی اس میں داخل ہوا۔ دروازہ اس قدر

چھوٹا تھا کہ ایک دم گھسنے میں ان کی ریڑھ ٹوٹ گئی اور وہ اسی وقت جاں بحق ہو گئے۔

علی بن ابی نعیم المردزی کہتا ہے کہ مہدی کی ایک جاریہ نے اپنی ایک سوکن کو مسموم کھیس بھیجی۔ مہدی اس وقت عیسا باذ سے چل کر ایک باغ میں بیٹھے ہوا سے تھے اس کھیس کو منگوا کر اس میں سے کچھ کھائی اور اس جاریہ نے خوف کی وجہ سے اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ اس میں زہر ملا ہے۔

احمد بن محمد الرازی کہتا ہے کہ مہدی ماسندان کے قصر کے ایک کوٹھے پر بیٹھے تھے۔ جہاں سے تمام نیچے کا حصہ نظر آتا تھا اس کی جاریہ حسنہ نے دو بڑی بڑی ناشپاتیاں تراش کر ایک قاب میں رکھیں ان میں جو اعلےٰ تھی اس میں زہر ملا دیا اور پھر دونوں کو اچھی طرح ملا کر عمدہ ناشپاتی کے ٹکڑے قاب کے اوپر رکھے۔ مہدی کو ناشپاتی بہت مرغوب تھی پھر اس نے اپنی خادمہ کے ہاتھ وہ ناشپاتیاں مہدی کی ایک دوسری جاریہ کو جسے وہ بہت چاہتے تھے بھیجدیں۔ تا کہ اس کا کام تمام ہو وہ خادمہ اس قاب کو لئے ہوئے مہدی کے سامنے سے گزری مہدی نے جب دیکھا کہ خادمہ ناشپاتیاں کہیں لئے جا رہی ہے اس نے اسے بلایا اور جو مسموم ناشپاتی قاب کے اوپر تھی اس کو اٹھا کر کھا لیا وہ معدہ میں پہونچی تھی کہ مہدی نے چیخ ماری حسنہ نے بھی آواز سنی اور جب اسے واقعہ کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنا منہ پیٹتی روتی ہوئی آئی۔ کہنے لگی میں نے تو چاہا تھا کہ آپ صرف میرے ہو رہیں۔ یہ کیا ہوا کہ میں نے ہی آپ کو ہلاک کر دیا۔ مہدی نے اسی دن انتقال کیا۔

عبداللہ بن اسمٰعیل مہتمم سواری کہتا ہے کہ جب ہم ماسندان آئے تو میں نے قریب جا کر ان کے گھوڑے کی باگ تھام لی اس وقت وہ بالکل اچھے تھے کوئی عارضہ لاحق نہ تھا۔ دوسری صبح کو معلوم

ہوا کہ وہ انتقال کر گئے۔ حسنہ اس وقت ان کے پاس سے اپنے خیمہ میں واپس آ گئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ اس کا خیمہ ماتم میں سیاہ کمبل پوش ہے۔ اس پر ابو العتاہیہ نے یہ شعر کہے۔

اُخُشن فی العرشیِ واصبحن علیہن المسوح ÷ کل نطاح من الدہر یوم نطوح
لست بالباقی ولو عمرت ما عمر نوح ÷ فعلی لفسک ان کنت لابد تنوح

(ترجمہ) ان عورتوں نے رات لباس فاخرہ اور سہاگ میں بسر کی اور انہیں کو صبح کے وقت ماتمی لباس پہنا پڑا۔ ہر زبردست ٹکر مارنے والے کو ایک دن زمانہ اپنی ٹکر سے گرا دیتا ہے۔ باوجودیکہ تجھ کو عمر نوح حاصل ہو پھر بھی بقا نہیں اس لئے رونے کے بغیر چارہ نہیں تو اپنے اوپر نوحہ کر۔

ایک دوسرے سلسلہ سے علی بن یقطین کہتا ہے کہ ہم سب ماسندان میں مہدی کے ہمراہ تھے ایک دن صبح کو انہوں نے کہا مجھے بھوک معلوم ہوتی ہے۔ چند روٹیاں اور باسی گوشت جس میں سرکہ پڑا ہوا تھا پیش کیا گیا اسے انہوں نے کھایا اور کہا کہ میں زنانہ حصہ میں جا کر سوتا ہوں۔ جب تک میں خود نہ بیدار ہوں کوئی مجھے نہ اٹھائے۔ یہ کہہ کر وہ اندر جا کر سو گئے ہم لوگ باہر رواق میں پڑ کر سو رہے۔ اسی حالت میں ہم یکایک ان کے رونے کی آواز سن کر بیدار ہوئے اور دوڑ کر پاس گئے انہوں نے کہا کچھ دیکھا ہم نے عرض کیا جناب والا ہمیں تو کچھ نظر نہیں آیا کہنے لگے دروازہ پر مجھے ایک ایسا شخص کھڑا ہوا نظر آیا ہے کہ اگر ہزار اور لاکھ میں بھی وہ ہو تب بھی میں اسے آسانی سے شناخت کر لوں اس کے بعد انہوں نے یہ شعر پڑھے۔

کانی بہذ القصر قد باد اہلہ ÷ واوحش منہ ربعہ ومنازلہ

مجھے یہ قصر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس کے اہل ہلاک ہو چکے ہیں اور اس کا صحن اور خوابگاہیں ویران ہو گئی ہیں۔

وصار عمید القوم من بعد بہجۃ ÷ وملک الی قبر علیہ جنادلہ

اور سردار قوم حکومت اور عیش و نشاط کے بعد قبر میں جس پر پتھر کی کڑیاں

چنی ہوئی ہیں دفن ہو چکا ہے۔

فلم یبق الاذکرہ وحدیثہ تنادی علیہ معولات حلائلہ

اور اب صرف اس کا ذکر باقی رہ گیا ہے اور اس کی بیویاں اس پر بین اکر رہی ہیں۔

اس واقعہ کو گزرے دس دن بھی نہ ہوئے تھے کہ انھوں نے انتقال کیا۔ ابومعشر اور واقدی کے بیان کے مطابق ۱۶۹ھ کے ماہ محرم کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں کہ پنجشنبہ کی رات کو مہدی نے انتقال کیا۔ دس سال ڈیڑھ ماہ ان کی مدت خلافت ہے۔

دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ مہدی کی مدت خلافت دس سال انچاس دن ہوئی اور تینتالیس سال عمر پائی ہشام بن محمد کہتا ہے کہ ابوعبداللہ المہدی محمد بن عبداللہ ۹ ذی الحجہ ۱۵۸ھ کو برسر خلافت ہوئے دس سال ایک ماہ بائیس دن حکمراں رہے اور انھوں نے تینتالیس سال کی عمر میں ۱۶۹ھ ہجری میں وفات پائی۔

# ان کی نماز جنازہ اور مدفن کا ذکر

مہدی نے ماسبذان کے ایک قریہ رذ میں انتقال کیا۔ ان کے بیٹے ہارون نے ان کی نماز جنازہ پڑھی وہاں چونکہ کوئی جنازہ نہ تھا جس پر انھیں اٹھایا جاتا اس لئے ایک دروازے پر ان کی نعش رکھ کر اٹھائی گئی اور وہ اس جوز کے درخت کے نیچے دفن کئے گئے جس کے نیچے وہ بیٹھا کرتے تھے۔ یہ طویل القامت دبلے پتلے تھے ان کے بال گھونگروالے تھے رنگ کے متعلق اختلاف ہے بعض لوگوں نے سانولا بیان کیا ہے اور بعض نے گورا۔ بعض

ارباب سیر کے بیان کے مطابق داہنی آنکھ میں پھولی تھی۔ بعض کہتے ہیں بائیں آنکھ میں تھی۔ یہ اینج میں پیدا ہوئے تھے۔

# مہدی کی سیرت

جب مہدی مظالم کی سماعت کرتے تو قاضیوں کو اپنے پاس بلا لیتے اور اُس کے متعلق کہتے اگر میں ان ہی لوگوں کے خیال سے مظالم کا انسداد کردوں تو بہت ہے۔

ایک دن وہ اپنے خاص اعزا اور قائدین کو صلہ تقسیم کرنے لگے ایک ایک شخص کا نام لیا جاتا وہ ہر نام کے ساتھ دس ہزار یا بیس ہزار یا اسی قسم کی رقم زیادہ کر دیتے اسی سلسلہ میں جب ایک قائد کا نام لیا گیا تو انھوں نے کہا اس کے صلہ میں پانچسو کم کردو اُس نے عرض کیا کہ امیر المومنین میرے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ کہا میں نے تجھے اپنے فلاں دشمن کے مقابلے پر بھیجا تھا تو نے مقابلہ سے گریز کی۔ اُس نے عرض کیا کیا آپ کو میرے قتل سے خوشی ہوتی۔ انھوں نے کہا نہیں اس نے کہا تو قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے منصب خلافت پر آپ کو معزز فرمایا ہے اگر میں مقابلہ پر جما رہتا تو ضرور مارا جاتا۔ یہ جواب سن کر وہ شرما گئے اور حکم دیا کہ اُس کے صلہ میں پانچہزار کا اضافہ کیا جائے۔

ایک دن مہدی اپنے ایک سردار پر برہم ہوئے جس سے وہ پہلے بھی ایک سے زیادہ مرتبہ ناراض ہو چکے تھے اور اُس سے کہا کہ تم کب تک قصور کروگے اور میں معاف کرتا رہوں گا۔ اُس نے کہا مجھ سے مدت العمر لغزش ہوتی رہیگی اور اللہ آپ کو جب تک بقید حیات رکھے گا آپ معاف ہی کرتے رہیں گے اُس جملہ کو زور دیکر اُس نے کئی مرتبہ کہا مہدی خاموش ہو گئے

اور اسے کچھ نہ کہا۔

حفص مزینہ کا مولی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ہشام الکلبی میرے دوست تھے، ہم دونوں اکثر ملتے باتیں کرتے اور ایک دوسرے کو اشعار سناتے۔ وہ بہت مفلوک الحال نظر آتے تھے۔ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوتے ایک ضعیف ولاغر خچر پر سوار ہوتے فلاکت ان کی اور ان کے خچر کی حالت سے نمایاں ہوتی ایک دن میں نے دیکھا کہ وہ ایک بہت عمدہ کمیت رنگ کے خچر پر جو خلافت کے اصطبل کی تھی سوار ہیں۔ ذین اور لگام بھی سرکاری ہے خود بھی بہت عمدہ لباس پہنے اور خوشبو ملے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑی مسرت ہوئی اور میں نے ان سے اس کا اظہار کیا کہ اب تو حالت بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے کہنے لگے ہاں ٹھیک ہے میں تم سے بیان کرتا ہوں مگر اسے پوشیدہ رکھنا۔ میں کئی روز سے ظہر اور عصر کے درمیان اپنے گھر میں رہتا تھا کہ ایک دن مہدی کا آدمی مجھے بلا لے گیا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اس وقت تنہا تھے۔ ان کے سامنے ایک خط رکھا تھا۔ مجھ سے کہا ہشام قریب آؤ میں ان کے بالکل قریب جاکر سامنے بیٹھ گیا۔ پھر مجھ سے کہا اس خط کو پڑھو اور جو کچھ خرافات اس میں ہو ان کی مطلقا پروانہ کرنا تمام خط پڑھ جاؤ میں اسے پڑھنے لگا کچھ حصہ اس کا میں نے پڑھا تھا کہ نہایت ناگوار باتیں لکھی ہوئی نظر پڑیں۔ میں نے وہ خط رکھ دیا۔ اور کہا کہ اس کے کاتب پر اللہ کی لعنت ہو۔ مہدی نے مجھ سے کہا میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا تھا کہ اگر اس کا مضمون تم کو برا معلوم ہو اس کی پروا نہ کرنا۔ پورا خط پڑھ جانا۔ میں اپنے حق خلافت کا واسطہ دیکر تم سے کہتا ہوں کہ تم اس خط کو آخر تک پڑھ لو۔ اب میں نے اسے پورا پڑھا۔ وہ خط مہدی کی ہجو سے مملو تھا۔ اس کے لکھنے والے نے یہ ستم کیا تھا

کہ کوئی عیب ایسا نہ تھا جو مہدی کے ساتھ منسوب نہ کیا گیا ہو۔ میں نے پوچھا امیر المومنین یہ کس ملعون کذاب نے لکھا ہے۔ انھوں نے کہا فرمانروائے اندلس نے۔ میں نے عرض کیا کہ واقعہ تو یہ ہے کہ وہ خود اور اس کے آباء اور امہات مخزن عیوب ہیں۔ پھر میں بنی امیہ کے معائب بیان کرنے لگا اس سے وہ بہت خوش ہوئے پھر مجھے قسم دے کر تاکید کی کہ ان کے جملہ معائب میں کسی کاتب سے قلمبند کرادوں۔ اس غرض سے انھوں نے اپنا ایک خاص صیغۂ راز کا کاتب طلب کیا۔ اور اسے ایک کونے میں بٹھادیا۔ مجھ سے کہا کہ جاؤ میں اس کے پاس آ گیا اس نے جواب کا سرنامہ تو خود ہی لکھ لیا تھا باقی ان کے معائب کی تمام داستان اول سے آخر تک میں نے لکھادی اور اس میں کوئی بات اٹھا نہ رکھی۔ جب خط پورا ہو گیا میں نے اسے مہدی کی خدمت میں پیش کیا پڑھ کر بہت خوش ہوئے میرے سامنے ہی انھوں نے خط پر مہر ثبت کرائی اسے ایک خریطہ میں رکھ کر عامل ٹپہ کے حوالہ کر دیا۔ اور حکم دیا کہ جہاں تک جلد ہو سکے اسے اندلس پہنچاؤ۔ اس کے بعد ایک مندیل منگوائی اس میں نہایت عمدہ دس پارچے اور دس ہزار درہم تھے اور پھر یہ خچر زین اور لگام کے ساتھ منگوائی یہ سب کچھ انھوں نے مجھے عطا کیا اور کہا کہ جو کچھ تم نے سنا اسے کسی سے بیان نہ کرنا۔

مسور بن مساور راوی ہے کہ مہدی کے مختار نے مجھ پر ظلم کیا اور میری زمین دبالی میں سلام صاحب المظالم کی خدمت میں حاضر ہوا اوس سے استغاثہ کیا اور باقاعدہ تحریر داخل کر دی اس نے وہ تحریر مہدی کو دیدی اس وقت ان کا چچا عباس بن محمد ابن علاثہ اور عافیہ قاضی ان کے پاس موجود تھے۔ مہدی نے میرے متعلق حکم دیا کہ قریب آؤں۔ میں قریب گیا۔ پوچھا کیا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا آپ نے میرے اوپر ظلم کیا ہے۔ انھوں نے کہا اچھا کہو

یہ دونوں صاحب یہاں موجود ہیں۔ یہ جو فیصلہ کرینگے وہ تو تم کو منظور ہوگا میں نے کہا جی ہاں۔ کہا میرے قریب آؤ۔ میں اتنے قریب پہونچا کہ مسند سے لگ گیا کہا اب کہو کیا کہتے ہو۔ میں نے قاضی کو مخاطب کر کے کہا کہ اللہ آپ کو ہمیشہ نیک توفیق عطا کرے۔ امیرالمومنین نے میری فلاں جائداد پر ظلماً قبضہ کر لیا ہے۔ قاضی نے مہدی سے پوچھا فرمائیے آپ کیا جواب دیتے ہیں۔ انھوں نے کہا وہ میری تھی اور میرے قبضہ میں ہے۔ میں نے کہا قاضی صاحب آپ ان سے دریافت کریں کہ وہ جائداد خلافت سے قبل ان کے قبضہ میں آچکی تھی یا اس کے بعد آئی ہے۔ قاضی نے یہ بات مہدی سے پوچھی انھوں نے کہا خلیفہ ہونے کے بعد۔ قاضی نے کہا تو آپ اس سے فوراً مدعی کے حق میں دست بردار ہو جائیں انھوں نے کہا میں دست بردار ہوا۔ اس واقعہ پر عباس بن محمد کہنے لگا بخدا امیرالمومنین یہ محبت بیس کرور درہم سے زیادہ مجھے عزیز ہے۔

مجاہد شاعر بیان کرتا ہے کہ ایک دن مہدی سیر و شکار کے لئے نکلے عمر بن بزیع ان کا مولیٰ ان کے ہمراہ تھا۔ ہم اپنے پڑاؤ سے منقطع ہو گئے تمام دوسرے لوگ شکار میں منہمک تھے۔ مہدی کو بھوک معلوم ہوئی۔ پوچھا کچھ ہے عمر نے کہا یہاں تو کچھ بھی نہیں انھوں نے کہا یہ سامنے جھونپڑی ہے یہاں باڑی ہوگی۔ ہم اس کی طرف چلے۔ وہاں ایک نبطی کسان بیٹھا ہوا تھا اور ترکاری کی کاشت تھی۔ ہم نے اسے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا ہم نے پوچھا کچھ کھانے کے لئے ہے اس نے کہا جی ہاں میرے پاس ربیثا اور جو کی روٹی ہے مہدی نے کہا اگر زیتون کا تیل ہو تو پھر کھانا پورا ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں زیتون کا تیل بھی ہے مہدی نے کہا اور گندنا اس نے کہا جی گندنا بھی ہے جتنا آپ چاہیں حاضر ہے اور کھجور بھی ہیں اب وہ اس باڑی میں آئے کسان نے سبزی، گندنا اور پیاز ان کو لا کر دی

انھوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھا لیا۔ مہدی نے عمر بن بزیع سے کہا کہ اس پر کچھ کہو اس نے یہ شعر کہے۔

اِنّ من یُطعِمُ الربیثاً بالزیت وخبز الشعیر بالکراث

لحقیقٌ بصفعۃٍ او بثنتین لسوء الصنیع او ثلاث

ترجمہ۔ جو ربیثا کو زیتون کے ساتھ اور جو کی روٹی کو گندنے کے ساتھ کھلاتا ہے وہ اس بات کا سزاوار ہے کہ اس ناشائستہ حرکت پر اس کو دو تین تھپّے مارے جائیں۔

مہدی نے کہا تم نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل برا ہے یہ مناسب نہیں بلکہ یوں ہونا چاہیے۔

لحقیقٌ ببدرۃ او ثنتین لحسن الصنیع او ثلاث

ترجمہ۔ اس احسان پر وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسے دو تین تھیلیاں دیجائیں۔

یہ اپنے پڑاؤ آئے جہاں خزانہ اور خدمتگار موجود تھے۔ اس کسان کو تین تھیلیاں درہم کی دلوائیں اور اپنے مقام کو چلے آئے۔

زید الہلالی بنی ہلال کا ایک مشہور و معروف سخی اور شریف آدمی تھا اس کا نقش خاتم تھا۔ افلح یا زید من زکّٰی عملہ۔ اے زید وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اپنے اعمال پاک کر لئے، مہدی کو یہ بات معلوم ہوئی تو کہنے لگے کہ زید الہلالی کا نقش خاتم یہ ہے۔

افلح یا زید من ذکّٰی عملہ۔ اے زید وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اپنے اعمال روشن کئے۔

حسن خدمتگار بیان کرتا ہے کہ ان کے عہد میں ایک دن ایسی شدید آندھی آئی کہ ہم سمجھے کہ اب قیامت آگئی ہے۔ میں امیرالمومنین کو دیکھنے نکلا ان کو دیکھا کہ زمین پر اپنا رخسار رکھے اللہ کی جناب میں یہ دعا مانگ رہے ہیں۔ کہ الٰہی میری امت کے بارے میں تو میری لاج رکھ لے

اور دوسری قوموں کو ہم پر طعن کرنے کا موقع نہ دے اگر میرے گناہ کی پاداش میں تو نے اس عالم پر عذاب نازل کیا ہے تو یہ میری پیشانی سامنے ہے تھوڑی دیر کے بعد آندھی کم ہو گئی اور مطلع صاف ہو گیا۔

ایک مرتبہ عبدالصمد بن علی نے مہدی سے کہا کہ آپ خود واقف ہیں کہ ہم اہلبیت ہیں ہمارے قلوب موالیوں کی محبت سے معمور ہیں اور ہم خود ان کو ہر جگہ پیش پیش رکھتے ہیں مگر آپ نے تو اس معاملے میں حد سے تجاوز کیا ہے کہ اپنے تمام کام ان کے سپرد کر دیے ہیں۔ دن اور رات ہر وقت وہ لوگ آپ کے مصاحب خاص بنے ہوئے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ ان کی اس خصوصیت کی وجہ سے آپ کے خراسانی جانثار اور ان کے سرداروں کے قلوب آپ کی طرف سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ مہدی نے کہا اے ابو محمد موالی اس سلوک کے مستحق ہیں ان کے علاوہ مجھے کوئی دوسرا ایسا نظر نہیں آتا کہ دربار عام میں، میں اسے اپنے پاس اسقدر قریب بٹھالوں کہ اس کا زانو میرے زانو سے بھڑ جائے اور پھر وہ اسی وقت دربار سے اٹھے اور میں اس سے کہوں کہ میرے گھوڑے کی سائیسی کرو اور وہ اسے بغیر اکراہ کے فوراً منظور کر لے یہ کام صرف موالی کر سکتے ہیں۔ میری خاطر ان کو اس کام سے بھی عار نہیں۔ اگر میں کسی دوسرے سے ایسی خواہش کروں تو وہ فوراً پلٹ کر جواب دے کہ ہم آپ کے حامی ہیں ہم نے ہی سب سے پہلے آپ کی دعوت کو قبول کیا اور اس کے لئے لڑے آپ ہم سے ایسا کام لیتے ہیں اور یہ ایسی بات ہے کہ اس کا میں کوئی جواب بھی نہیں دے سکتا

ایک دن مہدی نے عبداللہ بن مالک سے کہا کہ میرے اس مولیٰ سے کشتی لڑو۔ عبداللہ اس سے لپٹ گیا۔ مگر اس کی گردن پکڑی گئی اس پر مہدی نے کہا اب تو بندھ گیا جب عبداللہ نے یہ رنگ دیکھا کہ اب گرا اس نے اس مولیٰ کا پاؤں اٹھا لیا جس سے وہ سر کے بل گرا اور عبداللہ نے اسے فوراً چت کر دیا اور مہدی سے کہا کہ جناب والا اس کشتی کا تو خیال نہ فرمائیں ہمیشہ مجھ پر نظر عنایت رکھیں۔ مہدی نے کہا کیا تم نے کسی کا یہ شعر

نہیں سنا ہے۔

وموالاک لا یھضم لدیک فانما ؎ ھضیمتہ مولی القوم جذع المناخر

(ترجمہ) ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ تمہارے سامنے تمہارے مولیٰ کی بے عزتی ہو کیونکہ یہ بے عزتی تمام قوم کے لئے باعث ننگ ہے۔

جب قاسم بن مجاشع التیمی کا مرو کے ایک قریہ باران نام میں وقت آخر ہوا تو اس نے مہدی کے نام اپنی آخری وصیت لکھ بھیجی اس میں لکھا۔ شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو والملائکۃ واولوا العلم قائماً بالقسط لا الٰہ الا ھو العزیز الحکیم ان الدین عند اللہ الاسلام۔

ترجمہ۔ اللہ نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ سوائے اس کے اور کوئی دوسرا معبود نہیں اور ملائکہ اور اہل علم نے بھی اس کی شہادت دی اور وہ عدل کا قائم کرنے والا ہے۔ سوائے اس کے جو قابو یافتہ اور حکمت والا ہے کوئی دوسرا معبود نہیں بیشک مذہب تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔

اس کے بعد لکھا اور قاسم بن مجاشع بھی اس کی شہادت دیتا ہے۔ نیز وہ اس کی شہادت دیتا ہے کہ محمد صلعم اس کے بندے اور اس کے فرستادہ ہیں اور یہ کہ علیؓ بن ابی طالب رسول اللہ صلعم کے وصی اور ان کے بعد امامت کے وارث ہیں۔

یہ وصیت مہدی کے پاس پیش کی گئی اور جب وہ اس موقع پر پہونچے تو انھوں نے اُسے پھینکدیا اور پھر کچھ نہ دیکھا کہ اور کیا ہے۔ مہدی کی یہ بات ان کے وزیر عبداللہ کے دل میں بیٹھ گئی اور جب خود اس کا وقت آخر ہوا تو اس نے بھی اپنی وصیت میں اسی آیت کو لکھا

ایک مرتبہ ایک شخص نے مہدی سے آکر کہا کہ منصور نے مجھے گالیاں دی تھیں اور میری ماں پر زنا کی تہمت لگائی تھی آپ حکم دیں کہ یا تو میں اس تہمت کو غلط ثابت کروں ورنہ آپ مجھے اس ہتک عزت

کا معاوضہ دیں اور میں ان کے لئے دعائے مغفرت کروں۔ مہدی نے پوچھا انہوں نے کس بات پر تم کو گالیاں دی تھیں اس نے کہا میں نے ان کے سامنے ان کے دشمن کو گالیاں دیں اس پر وہ سخت برہم ہو گئے۔ مہدی نے پوچھا وہ کونسا دشمن تھا جس کے سبب دشنام پر وہ اس قدر بگڑے اس نے کہا ابراہیم بن عبداللہ بن حسن مہدی نے کہا انہوں نے بالکل ٹھیک کیا بیشک ابراہیم سے ان کی اس قدر قرابت تھی کہ ان پر ضروری تھا کہ وہ اس کا حق ادا کرتے اور تمہارے بیان کے مطابق اگر انہوں نے اس بنا پر تم کو کچھ برا کہا تو وہ اپنی اسی قرابت کی وجہ سے انہوں نے ابراہیم کی حمایت کی۔ اس جواب نے اس شخص کو خاموش کر دیا اور جب وہ واپس جانے لگا۔ تو مہدی نے کہا کہ اس بات سے شاید تمہارا مقصد کچھ اور تھا مگر اس دعوے سے عمدہ کوئی اور ذریعہ مقصد برآری کا تم کو نہ ملسکا، اس نے کہا بیشک یہی بات ہے۔ مہدی مسکرائے اور پانچہزار درہم اسے دلوائے۔

ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا وہ مہدی کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اسے دیکھ کر انہوں نے کہا آپ نبی ہیں اس نے کہا ہاں مہدی نے پوچھا کن لوگوں کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں اس نے کہا آپ مجھے رہائی دیں تو میں ان کے پاس جاؤں صبح کو مجھے بھیجا گیا اور شام آپ نے گرفتار کر کے مجھے جیل میں ڈالدیا۔ اس جواب پر مہدی ہنس پڑے اور اسے چھوڑ دیا۔

ربیع نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ چاندنی رات میں میں نے مہدی کو برآمدہ میں نماز پڑھتے دیکھا اس وقت ان کی ہیئت کچھ اس قدر بھلی معلوم ہوتی کہ میں متحیر تھا کہ یہ خود زیادہ خوبصورت ہیں۔ وہ برآمدہ۔ چاندیا ان کے کپڑے۔ انھوں نے نماز میں یہ آیت فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم۔ (اگر تم کو حکومت ملی تو تم ضرور زمین میں فساد برپا کرو گے اور اپنے رشتوں کو قطع کرو گے۔) تلاوت کی نماز پوری

کرنے کے بعد انھوں نے مجھے پکارا میں نے عرض کیا حاضر ہوں کہنے لگے موسیٰ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ اتنا حکم دے کر وہ پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے میں نے اپنے دل میں سوچا کہ موسیٰ سے مراد کونسا موسیٰ ہے ان کا بیٹا موسیٰ یا موسیٰ ابن جعفر جو میرے پاس قید تھا مگر غور کے بعد میں نے کہا کہ ضرور اس سے مراد موسیٰ ابن جعفر ہے چنانچہ میں اسے لے آیا انھوں نے اپنی نماز توڑ کر موسیٰ سے کہا کہ میں نے قرات میں یہ آیہ فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم پڑھی اس سے مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید میں نے تم سے قطع رحم کیا ہو تم اس بات کی ضمانت دیدو کہ میرے خلاف خروج نہ کرو گے۔ موسیٰ نے کہا میں اس کے لئے آمادہ ہوں چنانچہ جب اس نے ضمانت دیدی تو مہدی نے اسے چھوڑ دیا۔

ایک مرتبہ مہدی نہایت سوز و گداز کے لہجہ میں سورۂ نساء کی یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یومنون بالجبت والطاغوت " (کیا تم نے اُن کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ ملا ہے اور وہ پھر بھی جادو اور کہانت پر ایمان رکھتے ہیں۔)

علی بن محمد بن سلیمان اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ایک دن مہدی استغاثے سننے کے لئے دربار میں بیٹھے آل زبیر کے ایک شخص نے بڑھ کر عرض کیا کہ ہماری جائداد کو بنی امیہ کے کسی بادشاہ نے ضبط کر لیا ہے اور اب یہ مجھے یاد نہیں رہا کہ وہ ولید تھا یا سلیمان مہدی نے ابو عبداللہ کو حکم دیا کہ دیوان میں اس کا داخلہ دیکھو اس نے اسے دیکھ کر مہدی کو سنایا۔ مسل دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ مسئلہ بنی امیہ کے کئی خلفاء کے سامنے حتےٰ کہ عمر بن عبدالعزیز کے سامنے بھی پیش ہوا تھا مگر کسی نے اس جائداد کو واگذاشت نہیں کیا۔ یہ معلوم کر کے مہدی نے مستغیث سے کہا اے زبیری جب کہ عمر بن عبدالعزیز تک نے جو کہ تمہارے ہی عزیز قریش

تھے اس کی بحالی مناسب نہ سمجھی تو اب میں اس باب میں کیا کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا تو کیا عمر کی تمام باتیں پسندیدہ تھوڑی تھیں۔ مہدی نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا ان کا تو یہ حال تھا کہ بنی امیہ کے نوزائیدہ بچہ تک کی نہایت بیش عطا مقرر کرتے اور بنی ہاشم کے شیوخ کی عطا صرف ساٹھ مقرر کرتے۔ مہدی نے اپنے وزیر سے پوچھا۔ اے معاویہ۔ تم بتاؤ کیا عمر ایسا ہی کرتے تھے اس نے کہا جی ہاں اس پر مہدی نے کہا اچھا تم اس زبیری کو اس کی جائداد واپس دیدو۔

مہدی نے جعفر بن سلیمان اپنے مدینہ کے عامل کو حکم بھیجا کہ جو لوگ مسئلہ قدر کے ماننے والے ہیں ان کو میرے پاس گرفتار کر کے بھیجدو اس نے کئی اشخاص کو جن میں عبداللہ بن ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر، عبداللہ بن یزید بن قیس الہذلی، عیسٰی بن یزید بن داب اللیثی اور ابراہیم بن محمد بن ابی بکر الاسامی تھے مہدی کے پاس بھیجدیا۔ جب یہ مہدی کے سامنے پیش کئے گئے تو عبداللہ بن ابی عبیدہ نے جماعت میں سے آگے بڑھکر کہا کہ یہی مذہب اور عقیدہ تمہارے باپ کا تھا۔ مہدی نے کہا نہیں بلکہ یہ میرے چچا داؤد کا عقیدہ تھا عبداللہ نے کہا نہیں جناب یہ آپ کے باپ کا مذہب تھا اور اسی پر وہ آخر دم تک قائم تھے۔ یہ جواب سن کر مہدی نے ان کو رہا کر دیا۔

محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت ہے کہ بنی امیہ کے آخر عہد میں میں نے خواب دیکھا کہ میں مسجد رسول میں داخل ہوا میری نظر اس کتابہ پر پڑی جو ولید بن عبدالملک کے حکم سے مسجد میں پتھر کے چوکے پر کندہ کیا گیا تھا۔ جس پر نقش تھا کہ مسجد کی تعمیر امیرالمومنین ولید بن عبدالملک کے حکم سے ہوئی۔ اس وقت میں نے محسوس کیا کہ کوئی شخص مجھ سے

کہہ رہا ہے کہ یہ تحریر مٹ جائیگی اور اس کی جگہ بنی ہاشم کے ایک شخص محمد کا نام ولید کے بجائے لکھا جائے گا میں نے اس شخص سے کہا کہ میں محمد ہوں بنی ہاشم ہوں اور محمد کس کا بیٹا ہوگا اس ہاتف غیبی نے کہا وہ عبد اللہ کا بیٹا ہے۔ میں نے کہا میں عبداللہ کا بیٹا ہوں۔ اچھا وہ کس کا بیٹا ہوگا اس نے کہا وہ محمد کا بیٹا ہوگا۔ میں نے کہا میرا دادا محمد تھا۔ اچھا پھر وہ کس کا بیٹا ہوگا اس نے کہا علی کا میں نے کہا میرے پردادا بھی علی تھے۔ پھر میں نے پوچھا وہ کس کے بیٹے ہوں گے اس نے کہا عبداللہ کے میں نے کہا تو میرے پردادا کے باپ بھی عبداللہ تھے پھر میں نے پوچھا وہ کس کے بیٹے ہوں گے اس نے کہا عباس کے اگر میں عباس تک نہ پہونچا ہوتا تو مجھے اپنے صاحب امر ہونے میں کوئی شبہ ہی نہ تھا۔ اس زمانے میں میں نے اس خواب کو عام طور پر بیان کر دیا تھا۔ ہم اس وقت مہدی کو جانتے بھی نہ تھے۔ اب عام طور پر لوگوں کی زبان پر اس خواب کا چرچا تھا۔ ایک مرتبہ مہدی مسجد رسول صلعم میں آئے نظر اٹھائی تو ولید کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ کہنے لگے کہ اب بھی مجھے ولید کا نام یہاں نظر آرہا ہے۔ انھوں نے ایک کرسی منگوائی جو ان کے لئے صحن مسجد میں رکھدی گئی۔ یہ اس پر بیٹھ گئے اور کہا کہ میں اس وقت تک اب یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک کہ ولید کا نام مٹا کر میرا نام اس کی جگہ نہ لکھدیا جائے گا اور حکم دیا کہ راج بلائے جائیں اور سیڑھیاں اور دوسری اشیائے ضروریہ منگوائی جائیں چنانچہ جب تک ولید کا نام مٹا کر ان کا نام اس جگہ نہ لکھدیا گیا وہ وہیں ٹھہرے رہے۔

عبداللہ بن محمد بن عطا سے روایت ہے کہ جب رات خاموش ہوگئی تو مہدی بیت اللہ کے طواف کے لئے آئے مسجد کے ایک پہلو سے ایک اعرابی عورت کو کہتے سنا۔ میری قوم مصائب میں مبتلا ہے، قحط زدہ ہے، مقروض ہے، کئی سال کی خشک سالی نے اسے تباہ کر دیا ہے ان کے مرد ہلاک ہو گئے۔ ان کے مویشی پریشان ہو گئے۔ ان کے بال بچے زیادہ ہیں جواب حالت غربت میں

دربدر پھرتے ہیں۔ جس سے حسن سلوک کی اللہ اور رسول نے وصیت کی تھی۔ اب کیا کوئی ایسا امیر ہے جو مجھے کچھ خیرات دلائے سفر میں اللہ اس کی حفاظت کریگا اور اس کی غیبت میں اس کے اہل وعیال کی حفاظت کریگا اس کے اس سوال کو سن کر مہدی نے اپنے خدمتگار نصیر کو حکم دیا کہ اسے پانسو درہم دیدے۔

سب سے پہلے نمدے کا فرش مہدی نے استعمال کیا اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ یہ اپنے باپ کے حکم سے رے میں مقیم تھے وہاں طبرستان سے نمدے بطور ہدیہ ان کو بھیجے گئے انھوں نے اس کا بستر بنالیا اور برف اور گھاس اس کے گرد لگائی جب تک خس کا استعمال معلوم نہ ہوا اسی طرح سے وہ گرمی بسر کرتے رہے اور اس ترکیب سے بہت آرام سے بسر ہوئی۔

مفضل کہتے ہیں کہ مہدی نے مجھے حکم دیا کہ عرب بادیہ سے جو امثال میں نے سنی ہیں اور جن کی صحت میرے خیال میں مسلم ہے ان سب کو میں ایک جا ان کے لئے جمع کردوں چنانچہ میں نے تمام امثال اور عربوں کی لڑائیاں قلمبند کردیں انھوں نے اس کام کا مجھے بہت کچھ صلہ اور انعام دیا۔

عبدالرحمان بن سمرہ کی اولاد میں سے کسی نے شام میں بغاوت برپا کرنا چاہی وہ گرفتار کر کے مہدی کے پاس پیش کیا گیا مہدی نے اسے رہا کردیا اس کو اپنی جود وعطا سے مالا مال کردیا اور اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کرلیا۔ ایک دن انھوں نے اس سے کہا کہ زہیر کا وہ قصیدہ جس کی ردیف را ہے مجھے سناؤ جس کا پہلا مصرع یہ ہے۔ لِمَنِ الدِّیارُ بِقُنَّۃِ الحِجرِ۔ سمری نے وہ قصیدہ پڑھ کر سنایا اور پھر کہا اب ایسے لوگ کہاں رہے جن کی شان میں ایسا قصیدہ کہا جائے۔ یہ سنکر مہدی برہم ہو گئے اسے جاہل قرار دیا اور سامنے سے ہٹا دیا مگر عتاب نہیں کیا۔ دوسرے لوگوں نے اس کے

اس فعل کو حماقت پر محمول کیا۔

ایک مرتبہ ابو عون عبدالملک بن یزید بیمار پڑا، مہدی اس کی عیادت کو گئے۔ یہ جس کمرہ میں مقیم تھا وہ بہت ہی کثیف اور تنگ و تاریک تھا۔ عمارت بھی ادنے تھی اس کی شہ نشین کی محراب میں کچی اینٹیں نکلی ہوئی تھیں مگر وہاں نہایت پر تکلف مسند بچھا دی گئی تھی مہدی مسند پر بیٹھ گئے ابو عون ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ مہدی نے مزاج پرسی کی اور اس کی علالت پر اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ ابو عون نے کہا میں توقع رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے صحت عطا فرمائے اور بستر پر مجھے نہ مارے بلکہ میں آپ کی اطاعت میں قتل کیا جاؤں اور مجھے اعتماد کامل ہے کہ جب تک میں آپ کی اطاعت کا اللہ کے سامنے پورا حق ادا نہ کروں گا مجھے موت نہیں آئے گی۔ کیونکہ اس بات کو ہم سے ہمارے اسلاف نے روایت کیا ہے اور ہم نے بھی اس کی روایت دوسروں سے کی ہے۔

اس تقریر سے مہدی بہت خوش ہوئے۔ اور کہا کہ جو ضرورت ہو مجھ سے کہو، اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی جس بات کی تم کو ضرورت ہو مجھ سے کہدو۔ اگر اپنے بعد کے لئے تم کوئی وصیت کرنا چاہو یا کر چکے ہو اور اس کی بجاآوری تمہاری دولت نہ کر سکتی ہو تو بلا تکلف مجھ سے کہدو میں اسے پورا کر دوں گا۔ ابو عون نے ان کا بہت شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ عبداللہ بن عون سے خوش ہو جائیں اور اسے بلالیں کیونکہ آپ کو اس سے ناراض ہو کر طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ اب اس کی خطا معاف کر دیجئے۔ مہدی نے کہا ابو عون وہ مسلک اعتدال سے ہٹا ہوا ہے اور ہمارے اور تمہارے دونوں کے مذہب سے مخالفت رکھتا ہے وہ شیخین ابو بکرؓ اور عمرؓ کو برا سمجھتا اور برا کہتا ہے۔ ابو عون نے کہا بخدا امیر المومنین یہی تو وہ بات ہے جس کی

بنا پر ہم نے خروج کیا اور اس کی دعوت دی اب اگر بعد میں کوئی بات آپ پر منکشف ہوئی ہو تو کہیے ہم اسی کو تسلیم کرینگے۔ جب مہدی وہاں سے پلٹے تو اثنائے راہ میں انھوں نے اپنے اس وقت کے ہمراہی بیٹوں اور اعزا سے کہا کہ تم کو بھی ابوعون کی طرح زندگی بسر کرنا چاہیئے۔ مجھے یقین تھا کہ ابوعون کا مکان سونے اور چاندی کا ہوگا اور تمہارا یہ حال ہے کہ کچھ بھی کہیں سے مل جاتا ہے تو اسی کو بیش قیمت تعمیر میں صرف کر دیتے ہو اور ساگوان کی لکڑی لگاتے ہو اور اس پر سنہرا کام کراتے ہو۔

ایک مرتبہ مہدی نے اپنی تقریر میں کہا "اے اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو" ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا "تم خود اللہ سے ڈرو کیونکہ تم حق کے خلاف کرتے ہو۔ اس شخص کو سپاہیوں نے پکڑ لیا اور اب تلوار کی کوتھیوں پر اسے رکھ لیا جب یہ مہدی کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اسے ڈانٹا۔ حرام زادے تو مجھے منبر پر ٹوکتا ہے کہ اللہ سے ڈر۔ اس نے کہا گالی دینا آپ کی خو ہے اگر کوئی اور ایسا کہتا تو میں آپ ہی کے سامنے اس پر دعویٰ کرتا۔ مہدی نے کہا تو نبطی معلوم ہوتا ہے اس نے کہا اس سے آپ کو اور زیادہ شرم آنا چاہیے کہ ایک معمولی نبطی آپ کو اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہے۔ مہدی نے اسے کچھ نہیں کہا اور وہ نبطی بعد میں اس واقعہ کو عام طور پر بیان کرتا تھا۔

ایک مرتبہ مہدی نے کہا کہ مجھ سے فائدہ اٹھانے کا سب سے بہتر ذریعہ یا وسیلہ یہ ہے کہ میرے کسی سابقہ احسان کو جو میں نے کیا ہو مجھے یاد دلایا جائے تاکہ ویسا ہی احسان پھر میں کروں کیونکہ بعد کو احسان کرنے سے دست کش ہو جانا سابقہ احسانات کے شکر کو قطع کر دیتا ہے۔

جب صالح بن داؤد بن طہمان۔ یعقوب بن داؤد کا بھائی بصرہ کا والی مقرر ہوا تو بشار بن برد بن یرجوخ نے اس کی ہجو میں یہ شعر کہا۔

ہم حملوا فوق المنابر صالحاً ⁘ اخاک فضجت من اخیک المنابر

ترجمہ۔ انہوں نے تیرے بھائی صالح کو والی بنا کر منبر پر سوار کر دیا تو تمام منابر تیرے بھائی کی وجہ سے تنگ آ گئے۔

یعقوب ابن داؤد کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے مہدی سے جا کر عرض کیا کہ امیر المومنین دیکھئے یہ اندھا مشرک آپ کی ہجو کرتا ہے۔ انہوں نے پوچھا اس نے کیا ہجو کی ہے۔ یعقوب نے عرض کیا جناب والا اس کے سنانے سے مجھے معاف رکھیں۔ مہدی نے کہا نہیں ضرور سناؤ یعقوب نے یہ شعر پڑھے۔

خلیفة یزنی بعماتہ ⁘ یلعب بالدبوق والصولجان

ابدلنا اللہ بہ غیرہ ⁘ ودس موسیٰ فی حرالخیزران

ترجمہ۔ یہ خلیفہ ہے جو اپنی پھوپیوں سے زنا کرتا ہے لاسہ سے چڑیاں پکڑتا ہے اور پولو کھیلتا ہے۔ اللہ اس کے بدلے ہمیں دوسرا خلیفہ عطا کرے اور خیزران کے اندام نہانی میں استرا بھونک دے۔

مہدی نے یعقوب کو حکم دیا اسے حاضر کرو یعقوب کو خوف پیدا ہوا کہ وہ جب ان کے سامنے آئے گا تو ان کی مدح کریگا۔ اور یہ اسے معاف کر دینگے۔ اس نے اپنے ایک خاص آدمی کو مقرر کر دیا کہ جب بشار آنے لگے تو یہ محلہ خرّارہ کی بٹھاری پار اوس سے جا ملے اور واپس کر دے۔

جب مروان ابی حفصہ مہدی کے پاس آیا تو اس نے اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں وہ کہتا ہے۔

انّی یکون ولیس ذاک بکائن ⁘ لبنی البنات وراثة الاعمام

ترجمہ۔ یہ نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہو کہ چچاؤں کی وراثت نواسوں کو ملے مہدی نے اسے ستر ہزار درہم دیئے اس پر مروان نے یہ شعر کہا۔

بسبعین الفاً راشنی من حبائہ ⁘ وما نالہا فی الناس من شاعر قبلی

(ترجمہ) اس نے مجھے ستر ہزار درہم رشوت دے کر خرید لیا اور اتنی بڑی رقم کسی شاعر کو مجھ سے پہلے نہیں ملی۔

ایک مرتبہ مہدی نے عمارہ بن حمزہ سے پوچھا سب سے زیادہ درد کن کے کلام میں ہے۔ اس نے کہا والبہ بن جناب الاسدی اور اس کے یہ شعر ہیں۔

ولها ولا ذنبٌ لها ∴ حبٌّ کاطراف الرماح

فی القلب یقدح والحشا ∴ فالقلب مجروح النواحی

(ترجمہ) اس کی محبت کی خلش اگرچہ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں اس طرح سے میرے قلب و جگر میں چبھ رہی ہے جیسے نیزوں کی آنی اور اس کی وجہ سے میرا دل ہر سمت سے چھلنی ہو رہا ہے۔

مہدی نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو عمارہ نے کہا پھر آپ اسے کیوں اپنا ندیم نہیں بناتے وہ عرب ہے۔ شریف ہے، بذلہ سنج شاعر ہے مہدی نے کہا اس کا یہ شعر مجھے اس کی محبت سے روکتا ہے۔

قلت لساقینا علی خلوة ∴ ادن کذا راسک من راسی

ونم علی وجهک لی ساعة ∴ انی امرؤ انکح جلاسی

(ترجمہ) میں نے خلوت میں اپنے ساقی سے کہا کہ اس طرح تو اپنا سر میرے سر سے قریب کر اور تھوڑی دیر کے لئے اوندھا سو جا کیونکہ میں اپنے جلیسوں سے صحبت کرتا ہوں۔

کیا تم چاہتے ہو کہ اس شرط پر اس کی صحبت گوارا کی جائے۔

مہدی کے عہد میں ایک مکمولی شخص تھا جو شعر بھی کہتا تھا اس نے مہدی کی مدح میں بھی کچھ کہا۔ اسے ان کے سامنے پیش کیا گیا اس نے اپنے شعر سنائے جن میں ایک جگہ وجوار زفرات آیا تھا مہدی نے پوچھا یہ زفرات کیا شے ہے اس نے کہا کیا امیر المومنین نہیں جانتے مہدی نے کہا میں تو نہیں جانتا۔ اس نے

کہا کہ جب آپ امیر المومنین مسلمانوں کے سردار اور رسول اللہ کے چچا کے بیٹے ہو کر اس سے واقف نہیں تو میں تو خدا کی قسم ہے ہرگز بھی اس سے واقف نہیں ہوں کہ یہ کیا ہے

ایک مرتبہ طریح بن اسماعیل الثقفی مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا اپنا تعلق بنایا اور درخواست کی کہ آپ میرا کلام سنئے مہدی نے کہا کیا تو نے ولید بن یزید کے لئے یہ شعر نہیں کہا۔

انت ابن مسلنطح البطاح ولم ۞ بطرق علیک الحنی والولیج

میں ہرگز اسے پسند نہیں کرتا کہ میرے متعلق ایسا شعر کہا جائے میں تمہارا کلام نہیں سنتا یوں چاہتے ہو تو کچھ دیئے دیتا ہوں۔

سنہ ۱۶۶ ہجری میں مہدی نے حکم دیا کہ سب لوگ روزہ رکھیں اور چوتھے دن وہ نماز استسقا پڑھائینگے۔ تیسری رات گزری تھی کہ خوب برفباری ہو گئی اس پر لقیط بن بکیر المحاربی نے یہ شعر کہے۔

یا امام الھدیٰ سقینا بک الغیث وزالت عنا لک اللاواء

ترجمہ اے امام برحق آپ کی وجہ سے بارش نے ہمیں سیراب کیا اور قحط کی شدت سے ہمیں نجات ملی۔

ایک سال مہدی کے عہد خلافت میں شدید گرما میں ماہ صیام واقع ہوا۔ اس زمانے میں ابو دلامہ جس سے مہدی نے کسی انعام کا وعدہ کیا تھا مہدی سے بار بار درخواست کرتا تھا کہ اس کا ایفا ہو اسی مضمون کو اس نے ایک منظوم درخواست میں لکھ کر جس میں گرمی اور روزہ کی تکلیف کا بیان تھا مہدی کی خدمت میں پیش کی اس درخواست میں اس نے یہ شعر لکھے تھے۔

ادعوک بالرحم التی جمعت لنا ۞ فی القرب بین قریبنا والابعد

الا سمعت وانت اکرم من مشی ۞ من منشر ہجو جزاء المنشد

حل الصیام فصمته متعبدا ۞ ارجو ثواب الصائم المتعبد

وسجدت حتی جبھتی مشجوجۃ ۞ مما اکلف من نطاح المسجد

(ترجمہ) میں آپ کو اس قرابت کا واسطہ دے کر جس نے قریب اور بعید میں قربت کر دی ہے درخواست کرتا ہوں کہ کیا آپ نے میری گذارش کو سنا نہیں حالانکہ آپ وہ بہترین انسان ہیں کہ جس سے شاعر صلہ کی امید رکھ سکتا ہے۔ ماہ صیام آیا میں نے نہایت خلوص کے ساتھ ثواب جزیل کی توقع میں روزے رکھے اور اتنے سجدے کئے کہ میری پیشانی صحن مسجد کی کنکریوں سے مجروح ہو گئی۔

مھدی نے درخواست پڑھکر اسے بلایا اور کہا اے حرامزادے میرے اور تیرے درمیان کونسی قرابت ہے اس نے کہا حضرت آدم اور حضرت حوا کے واسطے سے اس جواب پر وہ ہنسے اور انعام دلوا دیا۔

خالد المعیطی سے روایت ہے کہ میری موسیقی کی مھدی سے تعریف کی گئی تھی اس وجہ سے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے مجھ سے موسیقی کی تعریف پوچھی اور یہ بھی پوچھا کہ میں کہاں تک اس سے واقف ہوں اور کہا کہ نواقیس ادا کرو۔ میں نے کہا مناسب ہے امیر المومنین اگر حکم ہو تو صلیب کا راگ بھی سناؤں میری یہ بات سن کر ناراض ہو گئے مجھے نکلوا دیا مجھے معلوم ہوا کہ میرے چلے آنے کے بعد انھوں نے کہا کہ مجھے ایسے معیطی وغیرہ کی ضرورت نہیں اور نہ میں کبھی ایسے شخص کو اپنا مصاحب خاص بناؤں گا۔

مشہور گویّے معبد نے ان اشعار میں نواقیس گایا ہے۔

سَلِی دارلیلی ھل تُجیبُ فتنطق ٭ وانی تَرُدَّ القول بیداءُ سملقُ
وانی تَرُدُّ القولَ دارٌ کانّھَا ٭ لِطُولِ بِلاھا والتقادم مُھرقُ

(ترجمہ) ذرا لیلیٰ کے قیام گاہ سے پوچھ کر دیکھو کہ آیا وہ کچھ جواب دیتی ہے اور اس کے لئے زبان سے کچھ کہتی ہے؟ بھلا نرم اور مسطح زمین کہاں جواب دیتی ہے اور بھلا وہ قیام گاہ جو امتداد زمانہ اور مسلسل بربادی کی وجہ سے ایک صاف اور چٹیل میدان ہو گئی ہے

کہاں جواب دیتی ہے۔ ان اشعار کی روایت اصمعی نے بھی کی ہے۔
جب مہدی بیت المقدس کے لئے روانہ ہوئے تو اثنائے راہ میں حکم الوادی جس کے سر پر پٹے دار بال تھے دف بجاتا ہوا سامنے آیا اور کہا کہ میں نے یہ شعر کہے ہیں۔

فمتی تخرج العرو ❊ س فقد طال لھا لجسھا
قد دنا الصبح او بدا ❊ وھی لم تقض لبسھا

(ترجمہ) دلھن کب نکلے گی اسے آرائش کے لئے علیحدہ ہوئے بہت دیر ہو گئی۔ اب صبح نمودار ہونے کو آئی بلکہ ہو چکی ہو گی اور اس کا بناؤ سنگھار ہی ابھی ختم نہیں ہوا۔

پہرہ دار اس کی طرف لپکے مگر اس نے ڈانٹا کہ الگ رہو۔ مہدی نے پوچھا یہ کون ہے۔ کہا گیا یہ حکم الوادی شاعر ہے۔ مہدی نے اسے اپنے پاس بلایا اور صلہ دیا۔

ایک مرتبہ مہدی اپنے کسی مکان میں آئے وہاں ان کو اپنی ایک عیسائی جاریہ نظر آئی اس کے گریبان کا چاک وسیع تھا اور دونوں پستانوں کے درمیان کا مقام کھلا ہوا تھا اور وہاں ایک سنہری صلیب آویزاں تھی۔ مہدی کو اس کی یہ ادا بہت پسند آئی انھوں نے ہاتھ بڑھا کر اس سے صلیب لے لی وہ جاریہ اس پر بے قرار ہو گئی مہدی نے اس پر یہ شعر کہا۔

یوم نازعتھا الصلیب فقالت ❊ ویح نفسی اما تحل الصلیبا

(ترجمہ) جس روز میں نے اس کی صلیب چھین لی تو اس نے کہا میرا برا ہو آپ صلیب کو بھی گوارا نہیں کرتے۔

مہدی نے کسی شاعر کو طلب کر کے اس سے کہا کہ اس پر اور شعر کہو چنانچہ اس نے اور شعر کہہ دیئے۔ اور پھر ان کے حکم سے وہ راگ سے ادا کئے گئے اور مہدی ان کے طرز ادا کو بہت ہی پسند کرتے تھے۔

ایک مرتبہ مہدی نے اپنی کسی جاریہ کو دیکھا کہ اس کے سر پر ایک تاج ہے اور اس میں سونے چاندی کے کام کا ایک نرگس کا پھول بنا ہوا ہے۔ مہدی کو یہ پھول بہت بھلا معلوم ہوا اور انھوں نے فی البدیہہ یہ کہا۔

یاحبذا النرجس فی التاج۔ نرگس کا پھول تاج میں کیا بھلا معلوم ہو رہا ہے پورا شعر ان سے نہ ہو سکا اور زبان رُک گئی انھوں نے پوچھا کون حاضر ہے۔ خادموں نے کہا عبداللہ بن مالک موجود ہے۔ مہدی نے اسے اپنے پاس بلایا اور واقعہ سنا کر یہ مصراع پڑھا۔ اور خواہش کی کہ اگر تم سے ہو سکے تو اس پر کچھ اور کہو۔ اس نے کہا بہت خوب مجھے تھوڑی مہلت دیجئے کہ میں علیحدہ بیٹھ کر فکر کروں۔ مہدی نے کہا مناسب ہے عبداللہ ان کے پاس سے چلا آیا اور اس نے اپنے بیٹے کے اتالیق کو بلا کر کہا کہ اس پر مصرع لگاؤ اس نے یہ مصراع چسپاں کیا علے جبین لاح کالعاج۔ (وہ تاج ایسی پیشانی پر ہے جو ہاتھی دانت کی طرح سفید اور روشن ہے) نیز اس نے اس پر چار شعر کا ایک قصیدہ لکھدیا۔ عبداللہ نے اسے مہدی کی خدمت میں بھیجدیا مہدی نے چالیس ہزار درہم عبداللہ کو صلہ میں دیئے۔ اس میں سے صرف چار ہزار تو اس نے اپنے بیٹے کے اتالیق کو دئے باقی اپنے جیب میں رکھ لئے۔ ان اشعار کو عام طور پر گایا جاتا ہے۔

ابوغسّلی کہتا ہے کہ توزی نے اپنے حسب ذیل شعر جو اس نے مہدی کی جاریہ حسینہ کے بارے میں کہے تھے مجھے سنائے۔

ارئ ماء وبی عطش شدید ❊ ولکن لاسبیل الی ورود

(ترجمہ) پانی بھی ہے اور سخت پیاس بھی ؛ مگر کوئی سبیل پانی تک پہونچنے کی نہیں ہے۔

اما یکفیک انک تملکینی ❊ وان الناس کلھم عبیدی

(ترجمہ) کیا تیرے لئے یہ کافی نہیں کہ تو میری مالک بن جا اور پھر تمام بنی نوع انسان میرے غلام ہیں۔

وانّک لو قطعت یدی و رجلی ❊ لقلتُ من الرضی احسنتِ زیدی

(ترجمہ) اور اگر تو میرے ہاتھ پاؤں بھی قطع کر دے تو میں یہی کہوں کہ بڑی خوشی سے، تو نے خوب کیا۔

اور علی بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب مہدی بصرہ آئے تو میں نے ان کو قریش کی شاہراہ سے شہر میں داخل ہوتے دیکھا۔ ان کی صاحبزادی بانوقہ ان کے ہمراہ تھی یہ صاحب شرطہ اور مہدی کے درمیان تھی اور نوجوان لڑکوں کی طرح اس نے سیاہ قبا پہنی تھی اور تلوار کو حمایل کیا تھا میں نے اس کے پستانوں کا اُبھار بھی محسوس کیا۔

علی بن محمد اپنے باپ کی دوسری روایت بیان کرتا ہے کہ جب مہدی بصرہ آئے تو قریش کی شاہراہ سے گزرے ہمارا مکان انہی میں تھا ان سے پہلے اور تمام والیوں کا یہ حال تھا کہ وہ فال بد کی وجہ سے اس سڑک سے کبھی پہلی مرتبہ بصرہ میں داخل نہیں ہوتے تھے۔ اس کے متعلق یہ عام شہرت تھی کہ جو والی اس سڑک سے داخل ہوا وہ تھوڑے ہی دن والی رہ سکا۔ اور کوئی خلیفہ تو مہدی کے علاوہ کبھی اس سڑک پر گزرا ہی نہ تھا۔ بلکہ تمام والی اور خلفا عبد البطان بن سمرہ کی سڑک پر جو اس سڑک کے پہلو بہ پہلو واقع ہے گزرتے تھے۔ میں نے مہدی کو جلوس کے ساتھ اس سڑک پر گزرتے دیکھا عبداللہ بن مالک ان کا کوتوال ان سے کچھ آگے آگے ہاتھ میں چھوٹا بھالا لئے چل رہا تھا۔ ان کی بیٹی بانوقہ ان کے اور کوتوال کے درمیان نو عمر لڑکوں کی ہئیت میں سیاہ قبا پہنے، کارچوبی بگلوس لگائے

تلوار حمائل کئے ساتھ تھی مجھے اس کی قبا میں اس کے پستانوں کا ابھار نظر آرہا تھا۔ بانوقہ کا رنگ سانولہ تھا قامت قیامت تھی اور نہایت دلفریب لڑکی تھی جب بغداد میں اس کا انتقال ہوا تو مہدی کے رنج و اندوہ کی کوئی حد نہ رہی ان کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ وہ تعزیت لینے کے لئے دربار عام میں بیٹھے کسی کی روک ٹوک نہ تھی ہزار ہا آدمی تعزیت کے لئے آئے اور اس کے اظہار میں بہتر سے بہتر فصاحت و بلاغت صرف کی جو علما اس طرز بیان کے نقاد ہیں ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شبیب بن شیبہ سے بہتر اور بلیغ الفاظ میں کسی نے تعزیت نہیں کی۔ اس نے کہا یا امیر المومنین اللہ خیر لھا منک و ثواب اللہ خیر لک منھا وانا اسال اللہ الایحزنک ولا یفتنک (ترجمہ) اے امیر المومنین اس کے لئے اللہ آپ سے زیادہ بہتر ہے اور آپ کے لئے اللہ کا اجر اس سے بہتر اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اب محزون نہ کرے اور نہ اور کسی مصیبت میں مبتلا کرے۔

صباح بن عبداللہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ بانوقہ کے مرنے پر شبیب بن شیبہ مہدی کے پاس آیا اور اس نے کہا اعطاک اللہ یا امیر المومنین علے مارزئت اجرا واعقبک صبراً الا اجھد اللہ بلاک بنقمتہ ولا نزع منک نعمۃ۔ ثواب اللہ خیر لک منھا ورحمتہ اللہ خیر لھا منک واحق ماصبر علیہ مالا سبیل الی ردلا۔ ترجمہ۔ اے امیر المومنین جو مصیبت آپ پر نازل ہوئی ہے اللہ اس کا اجر آپ کو دے اور صبر جمیل عطا فرمائے اور کسی مزید تکلیف سے اس میں اضافہ نہ کرے اور نہ کسی نعمت کو آپ سے سلب کرے آپ کے لئے اللہ کا ثواب اس مرحومہ سے بہتر ہے اور اس کے لئے اللہ کی رحمت آپ سے زیادہ بہتر ہے اور جو شے کسی طرح واپس نہ مل سکے اس پر صبر بہر حال اولیٰ ہے۔

# خلافت ہادی

اس سال موسیٰ بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس مہدی کی وفات کے دن خلیفہ ہوے یہ اس وقت جرجان میں مقیم اور اہل طبرستان سے جنگ میں مصروف تھے مہدی نے ماسبذان میں وفات پائی ان کا بیٹا ہارون ان کے ہمراہ تھا اور اپنے مولیٰ ربیع کو وہ بغداد میں اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ آئے تھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ مہدی کے مرنے کے بعد تمام موالی اور امرائے عساکر ہارون کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ اگر مہدی کی وفات کا علم فوج کو ہوگیا تو ہنگامہ اور شورش برپا ہو جائیگی۔ اس لئے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو سوار کرا لیا جائے اور فوج کو واپسی کا حکم دیا جائے اور پھر بغداد میں ان کو سپرد خاک کیا جائے ہارون نے کہا اچھا ذرا ٹھہرو میں اپنے باپ یحیٰی بن خالد برمکی کو بلاتا ہوں۔

مہدی نے انبار سے لے کر منتہائے افریقیہ تک تمام ممالک مغربی کا ناظم ہارون کو مقرر کیا تھا مگر ان کے حکم سے ان تمام ممالک کا نظم ونسق عملی طور پر یحیٰی بن خالد کے سپرد تھا وہی عمال مقرر کرتا دفاتر کی نگرانی رکھتا خود بھی ان امور کو سرانجام دیتا اور دوسروں کو بھی اپنا نائب بناتا۔ مہدی کی وفات تک اس کی یہی بات قائم رہی۔ یحیٰی ابن خالد ہارون کے پاس آیا ہارون نے اس سے کہا اے میرے باپ عمر بن بزیع، نصیر، اور مفضل جو کچھ کہتے ہیں اس میں آپ کی کیا رائے ہے اس نے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں، یحیٰی سے پورا واقعہ بیان کیا گیا اس نے کہا میں اس رائے کو

مناسب نہیں سمجھتا، ہارون نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اس لیے کہ ان کی موت کا واقعہ ایسا نہیں جو چھپ جائے مجھے اندیشہ ہے کہ جب فوج کو یہ بات معلوم ہوگی تو وہ ان کی محل سے لپٹ جائیں گے اور کہیں گے کہ جب تک ہمیں تین سال کی یا اس سے بھی زیادہ معاش نہ دی جائے گی ہم ان کو نہیں چھوڑتے نیز وہ سرکشی کرینگے اور پھر منتشر ہو جائینگے اس وقت بڑی مصیبت پیش آئیگی مجھے تو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کو یہیں دفن کر دیا جائے اور نصیر کو امیر المومنین ہادی کے پاس مہر اور عصائے خلافت دے کر تہنیت اور تعزیت کے لئے فوراً روانہ کر دیا جائے اور چونکہ نصیر محکمہ ڈاک و رسائل کا عامل ہے اور اس وجہ سے اگر وہ اپنے متعلقہ علاقہ کی ڈاک پر روانہ ہوگا تو کسی کو اس کے جانے پر کوئی اچنبھا بھی نہ ہوگا۔ علاوہ بریں دوسری بات آپ یہ کریں کہ جس قدر فوج آپ کے ساتھ ہے ان سب کو دو دو سو درہم بطور انعام کے دیدیجئے اور پھر ان کو مراجعت کا حکم دیجئے جس وقت درہم ان کے ہاتھ میں آجائینگے اس وقت ان کو سوائے اپنے مکان اور بال بچوں کے اور کوئی بات یاد نہ رہیگی اور نہ بغداد سے ادھر پھر وہ کہیں ٹکیں گے۔

ہارون نے اس مشورہ پر عمل کیا اور واقعہ بھی یہی ہوا کہ جب فوج کو درہم مل گئے تو انھوں نے بغداد چلو بغداد چلو کے نعرے لگائے اور ماسبذان چھوڑ کر بغداد کی طرف نکلے بغداد پہونچ کر جب ان کو خلیفہ کی موت کی خبر ملی وہ ربیع کی پھاٹک پر آئے اسے جلا دیا اور اپنی معاش کا مطالبہ کرنے لگے اور ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ ہارون بغداد آیا خیزران نے ربیع اور یحییٰ بن خالد کو مشورہ کے لئے اپنے پاس بلایا۔ ربیع تو اس کے سامنے چلا آیا مگر چونکہ یحییٰ کو یہ بات معلوم تھی کہ موسیٰ سخت غیور ہے اس نے اس کے سامنے جانے سے احتراز کیا۔ خیزران نے تمام روپیہ جمع کر کے فوج کی

دو سال کی معاش ادا کر دی اس سے وہ سب خاموش ہو گئے۔ جب اس واقعہ کی اطلاع ہادی کو ہوئی انھوں نے ربیع کو ایک خط لکھا اس میں اس کی اس کارروائی پر اسے ڈانٹا اور قتل کی دھمکی دی اور ایک خط یحییٰ بن خالد کو لکھا اس کے طرز عمل کو سراہا اور حکم دیا کہ جس طرح ہمیشہ سے تم ہارون کے تمام معاملات اور اس کے عمال کا عزل و نصب کرتے آئے ہو اسی طرح اب بھی اپنے اختیارات سے کام لیتے رہو۔

ہادی کی اس برہمی پر ربیع نے یحییٰ کو جسے وہ اپنا مخلص دوست سمجھتا اور ہمیشہ اس کے مشورہ پر اعتماد کرتا تھا بلوایا اور کہا اے ابو علی اب میں کیا کروں مجھ میں تو قتل ہونے کی ہمت نہیں ہے۔ اس نے کہا ایک تو یہ کرو کہ اپنی جگہ سے کہیں اور نہ جاؤ دوسرے یہ کہ اپنے بیٹے فضل کو مختلف الوان نعمت، ثواکہ اور تحائف کے ساتھ جن کا تم اپنی انتہائی مقدرت سے انتظام کر سکتے ہو ان کے استقبال کو بھیجو۔ اس ترکیب سے میں اللہ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ جب وہ یہاں واپس آ پہنچیں گے تو جس بات کا ہمیں خوف ہے وہ جاتی رہے گی۔ ربیع کے بیٹے فضل کی ماں ان دونوں کی اس سرگوشی کو کہیں سے سن رہی تھی اس نے بے ساختہ کہا کہ جو رائے یحییٰ نے دی ہے وہ بیشک خلوص پر مبنی ہے، ربیع نے کہا چونکہ معلوم نہیں کہ کیا افتاد پیش آئے میں چاہتا ہوں کہ اپنے بعد کے لئے تم کو وصیت کر جاؤں یحییٰ نے کہا مجھے تنہا اس کام کے لئے مقرر نہ کرو اگرچہ میں کسی ضروری بات سے پہلو تہی نہیں کروں گا اور یہ معاملہ ہو یا کوئی اور میں ہر بات میں تمہارے ساتھ ہوں مگر مناسب یہ ہے کہ اس معاملہ میں میرے ساتھ تم اپنے بیٹے فضل اور اس عورت کو جو اپنی اصابت رائے اور ہوشمندی کی وجہ سے اس کی مستحق ہے شریک کر دو۔ ربیع نے یہ بات مان لی اور ان تینوں

کو اپنے بعد کے لئے وصیت کر دی۔

فضل بن سلیمان کہتا ہے کہ جب بغداد میں فوج نے ربیع کے خلاف ہنگامہ برپا کیا تو انہوں نے ان تمام لوگوں کو جو اس کے پاس نظر بند تھے آزاد کر دیا اس کے مکان کے دروازے میدان میں لاکر عباس بن محمد۔ عبد الملک بن صالح اور محرز بن ابراہیم کی موجودگی میں جلا ڈالے۔ عباس نے چاہا کہ یہ کسی طرح اپنی معاشیں لے کر خاموش ہو جائیں اور چلے جائیں اس نے اس کے لئے پوری کوشش صرف کی مگر وہ نہ مانے اور اس کی ضمانت پر اعتماد نہیں کیا البتہ جب محرز بن ابراہیم نے ان کی معاشں دینے کی ضمانت کی تو اسے انہوں نے مان لیا اور متفرق ہو گئے۔ محرز نے اپنی ضمانت کے ایفا میں ان کو اٹھارہ ماہ کی معاشں دیدی۔ یہ ہنگامہ ہارون کے بغداد آنے سے پہلے ہوا۔ جب وہ خود ہادی کے نائب کی حیثیت سے بغداد آیا اور ربیع اس کے وزیر کی حیثیت سے اس کے ساتھ تھا تو اب اس نے تمام اطراف واکناف مملکت میں وفد روانہ کئے تاکہ وہ خلیفہ مہدی کی موت کی اطلاع دیں اور موسے الہادی کی خلافت اور اس کے بعد ہارون کی ولیعہدی کے لئے بیعت لیں، اس نے بغداد کا انتظام بھی ٹھیک کر لیا۔ نصیر خادم مہدی کی وفات ہی کے دن ماسبذان سے جرجان روانہ ہوا تاکہ ہادی کو مہدی کی خبر مرگ اور ان کی خلافت کی اطلاع دے۔ جس وقت یہ جرجان پہونچا ہادی نے اسی وقت کوچ کا اعلان کر دیا اور وہ فوراً ہی تیز رَو ڈاک کے گھوڑوں پر بغداد روانہ ہو گئے ان کے اعزا میں سے ابراہیم اور جعفر اور وزرا میں سے عبید اللہ بن زیاد الکاتب میر منشی اور محمد ابن جمیل بخشی فوج ان کے ہمراہ تھے۔ جب یہ مدینتہ السلام کے قریب پہونچے تو ان کے تمام اہلبیت اور دوسرے اعیان واکابر ملک نے ان کا استقبال کیا۔ ربیع نے ان

کی غیبت میں وفود کے بھیجنے اور فوج کی معاش دینے کی جو کارروائی کی تھی اسے انھوں نے منظور کیا۔ ربیع نے اپنے بیٹے فضل کو بہت سے تحائف کے ساتھ ان کے استقبال کو بھیجا تھا فضل نے ہمدان میں ان کا استقبال کیا۔ ہادی نے اسے اپنے پاس بلایا اس کے تحائف قبول کر کے عزت افزائی کی اور پوچھا کہ تم نے میرے مولی (ربیع) کو کس حال میں چھوڑا، فضل نے اپنے باپ کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی ربیع بھی استقبال کے لئے آیا ہادی اس پر برہم ہوئے مگر اس نے معذرت کی اور اپنی کارروائی کا سبب بیان کیا۔ ہادی نے اس کی معذرت قبول کر کے اسے عبداللہ بن زیاد بن ابی لیلیٰ کی جگہ منصب وزارت پر مقرر کیا نیز محکمہ زمام کی نگرانی بھی جو اب تک عمر بن بزیع کے ماتحت تھی ربیع کے سپرد کی۔ محمد بن جمیل کو دونوں عراقوں کا افسر خراج مقرر کیا عبیداللہ بن زیاد کو شام اور اس سے ملحقہ علاقوں کا افسر خراج مقرر کیا علی بن عیسیٰ بن ماہان کو بدستور اپنی جگہ افسر محافظ دستہ برقرار رکھا نیز فوج کا دفتر بھی اسی کے سپرد کر دیا۔ عبیداللہ بن حازم کی بجائے انھوں نے عبداللہ بن مالک کو اپنا کوتوال مقرر کیا۔ مہر خلافت بدستور علی بن یقطین ہی کے پاس رہنے دی۔ اس سنہ کے ماہ صفر کے ختم میں دس راتیں باقی تھیں کہ ہادی جرجان سے بغداد واپس آئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سفر میں صرف بیس دن صرف ہوئے۔ بغداد آ کر پہلے خسلد نام قصر میں فروکش ہوئے ایک ماہ وہاں قیام کر کے بستان ابی جعفر میں قیام پذیر ہوئے اور پھر چند روز کے بعد عیسیٰ باذ چلے گئے۔

اس سال ابوجعفر المنصور کے مولی ربیع نے وفات پائی۔ ہادی کی ایک منہ لگی جاریہ تھی اور وہ ان پر جان دیتی تھی جب یہ جرجان میں تھے جہاں ان کو مہدی نے بھیج دیا تھا تو اس جاریہ نے کچھ شعر ان کو جرجان لکھ کر بھیجے ان میں ایک شعر یہ تھا۔

یا بعید المحل امسی بجرجان نازلا

(ترجمہ) اے وہ شخص جو یہاں سے بہت ہی دور دراز مقام پر فروکش ہے اب کیا وہ ہمیشہ جرجان ہی میں رہے گا۔

جب ہادی کو اپنی خلافت کی اطلاع ہوئی اور وہ بغداد واپس آئے تو اس جاریہ کی ملاقات کے سوا اور کوئی دوسری بات اُن کے پیش نظر نہ تھی آتے ہی سیدھے اس کے پاس گئے وہ اس وقت بھی اپنے فراقیہ اشعار گا رہی تھی۔ قبل اس کے کہ کسی شخص سے بھی ملتے انہوں نے ایک دن و رات کامل اس کے پاس بسر کی۔

اس سال موسیٰ نے زندیقوں کی تلاش میں اور شدت کر دی ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ جن لوگوں کو انہوں نے قتل کیا ان میں یزدان بن باذان یقطین کا کاتب اور اس کا بیٹا علی بن یقطین بھی تھا۔ یہ نہروان کے رہنے والے تھے اس یقطین کے متعلق یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایک مرتبہ حج کے لئے گیا۔ وہاں جب اس نے لوگوں کو حالت طواف میں تیز قدم چلتے دیکھا تو کہنے لگا کہ ان حجاج کی مثال تو ان بیلوں کی ہے جو کھلیان میں درو شدہ فصل کو روندتے ہیں اسی پر علا بن الحداد الاعمٰی نے یہ شعر بھی کہے ہیں۔

أیا أمین اللہ فی خلقہ ⁂ ووارث الکعبۃ والمنبر
ماذا تری فی رجل کافر ⁂ یشبہ الکعبۃ بالبیدر
ویجعل الناس اذا اماسعوا ⁂ حمراً تدوس البر والدوسر

(ترجمہ) اے وہ شخص جو کہ اللہ کی طرف سے بندوں پر امین مقرر کیا گیا ہے اور کعبہ اور منبر کا وارث ہے اس کافر کے لئے جو کعبہ کو کھلیان سے اور حالت سعی میں حجاج کو ان گدھوں سے جو گیہوں اور بھوسہ کو روند کر علیحدہ کرتے ہیں تشبیہ دیتا ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے۔

موسیٰ نے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا اتفاق سے سولی کی لکڑی ایک راہگیر حاجی پر گری جس سے وہ اور اس کا گدھا دونوں ہلاک ہو گئے۔

اسی سلسلہ میں بنی ہاشم میں سے یعقوب بن الفضل قتل کیا گیا۔
علی بن محمد الہاشمی کی روایت ہے کہ داؤد بن عیسٰی کا ایک زندیق بیٹا اور یعقوب بن الفضل بن عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب جو زندیق ہو گیا تھا وہ مختلف مجلسوں میں مہدی کے سامنے پیش کئے گئے۔ جب ان دونوں نے اپنے ارتداد کا اقرار کر لیا تو مہدی نے دونوں سے ایک ہی قسم کی گفتگو کی۔ یعقوب بن الفضل نے مہدی سے کہا کہ میں اپنے جرم کا اقرار صرف آپ کے سامنے کرتا ہوں اگر آپ یہ چاہیں کہ میں علانیہ طور پر اس کا اقرار کر لوں تو یہ غیر ممکن ہے چاہے میرے ٹکڑے ٹکڑے ہی کیوں نہ کر دئے جائیں مہدی نے اس سے کہا کہ تجھے شرم آنا چاہئے تجھے تو چاہیئے تھا کہ اگر آسمان کے پردے بھی تیرے لئے کھول دئے جاتے اور تب حقیقت امر بھی وہی ثابت ہوتی جس کا تو مدعی ہے تب بھی تجھے محمد صلعم کی ہر بات تسلیم کرنا اور ان کی حمایت کرنا چاہیئے تھی کیونکہ اگر ان کا وجود ذی جود نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔ تو بھی دوسرے اشخاص و انفار میں ہوتا۔ خیر کیا کیا جائے چونکہ میں نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ خلیفہ ہونے کے بعد میں کسی ہاشمی کو قتل نہیں کروں گا اس وجہ سے میں چپ ہوں ورنہ جس وقت تو میرے سامنے آیا تھا میں اسی وقت تیرا کام تمام کر دیتا۔
اس کے بعد انھوں نے موسیٰ الہادی سے کہا کہ میں تم کو اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کہ جب میرے بعد منصب خلافت تم کو ملے تم ان کے بارے میں ایک گھڑی کا بھی انتظار نہ کرنا اور فوراً دونوں کو قتل کر دینا۔ ان دونوں زندیقوں میں سے داؤد بن عیسٰی کا بیٹا حالت قید میں مہدی کی وفات سے پہلے مر گیا۔ البتہ یعقوب زندہ رہا چنانچہ جب مہدی کا انتقال ہو گیا اور موسیٰ جرجان سے بغداد آئے تو آتے ہی ان کو مہدی کی وصیت یاد آگئی انھوں نے ایک شخص کو یعقوب کے لئے متعین کر دیا اس نے لحاف اس پر ڈال کر اسقدر دبایا کہ اس

کا کام تمام ہو گیا۔ موسیٰ بیعت لینے اور اپنی خلافت کے استحکام میں اس قدر منہمک ہوئے کہ یعقوب کا خیال ہی ان کے دل سے محو ہو گیا۔ جس روز یہ واقعہ پیش آیا اس روز نہایت شدید گرمی تھی۔ کچھ رات گئے لوگوں نے موسیٰ سے کہا کہ اے امیر المومنین یعقوب کی لاش پھول گئی ہے اور اس میں سے بو آ رہی ہے۔ موسیٰ نے حکم دیا کہ اسے اس کے بھائی اسحاق بن الفضل کے پاس لے جاؤ اور کہہ دینا کہ جیل خانہ میں یہ اپنی موت مر گیا ہے۔ اس کی نعش کو ایک چھوٹی کشتی میں رکھ کر اسحٰق کے پاس لائے اس نے لاش کی حالت دیکھی تو اندازہ کیا کہ اب غسل دینے کا موقع ہی نہیں اسی طرح اس نے اسی وقت اوس کو اپنے ایک باغ میں سپرد خاک کر دیا اور صبح کے وقت تمام بنی ہاشم کو اطلاع دی کہ یعقوب کا انتقال ہو گیا ہے سب جنازے میں شریک ہوں اس نے قد آدم لکڑی کا ایک تابوت تیار کرایا اس میں روئی بھر دی گئی اور اوپر سے اکئی تہ چادریں لپیٹ دی گئیں۔ پھر اسے ڈولے پر رکھکر جنازے کی شکل میں اٹھایا۔ باوجود ان تمام ترکیبوں کے جتنے شرکار تھے وہ سب جانتے تھے کہ یہ محض مصنوعی جنازہ ہے۔ اس کی اولاد میں دو بیٹے عبدالرحمٰن اور فضل اور دو بیٹیاں اروی اور فاطمہ تھیں یہ آخر الذکر اپنے باپ کے نطفہ سے حاملہ تھی اور اس کا خود اس نے اقرار کیا تھا۔

علی بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس سے پہلے فاطمہ اور یعقوب بن الفضل کی ایک بیوی خدیجہ نام جو خاندان بنی ہاشم سے تھی۔ ہادی یا مہدی کے سامنے پیش کی گئیں ان دونوں نے اس کے زندیق ہونے کا اقرار کیا اور فاطمہ نے یہ بھی اقرار کیا کہ میں اپنے باپ سے حاملہ ہوں۔ یہ دونوں ریطہ بنت العباس کے پاس پیش کی گئیں۔ ریطہ نے دیکھا کہ وہ دونوں خوب بناؤ سنگار کئے سرمہ اور مہندی لگائے ہوئے ہیں اس نے دونوں کو خوب

لعنت ملامت کی اور اس کی بیٹی پر خاص طور پر زیادہ لعن طعن کی۔ اس نے کہا کہ میرے باپ نے میرے ساتھ زبردستی کی تھی ریطہ نے کہا کہ اگر زبردستی کی تو پھر تو نے یہ مہندی اور سرمہ کیوں لگایا ہے اور تجھ پر یہ سرور و نشاط کیوں طاری ہے۔ ریطہ نے ان دونوں کو خوب لعنت ملامت کی اس کے بعد ان دونوں کو موسل سے اس قدر پیٹا گیا کہ ان کا کام تمام ہو گیا۔ البتہ یعقوب کی دوسری لڑکی اروی سے اس کے ابن عم فضل ابن اسمٰعیل بن الفضل نے جس کے عقائد میں کوئی خرابی نہ تھی شادی کر لی۔

اس سال طبرستان کا رئیس وند ہرمز نذر دینے موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا موسیٰ نے اسے خلعت اور انعام سے سرفراز کر کے طبرستان واپس بھیجدیا۔

# سنہ ۱۶۹ ہجری کے بقیہ واقعات

اس سال حسین بن علی بن حسن بن حسن بن حسین بن علی بن ابی طالب نے خروج کیا اور وہ فخ میں مارا گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

محمد بن موسیٰ الخوارزمی بیان کرتا ہے کہ مہدی کی وفات اور ہادی کی خلافت میں آٹھ دن کا فصل ہوا جس وقت ان کو مہدی کی وفات کی اطلاع ملی یہ جرجان میں تھے ان کے مدینۃ السلام آنے اور حسین بن علی بن الحسن کے خروج سے لے کر اس کے قتل تک نو ماہ اٹھارہ دن گزرے۔

محمد بن صالح۔ ابو حفص السلمی کی روایت بیان کرتا ہے کہ اسحٰق بن عیسیٰ بن علی مدینہ کا والی تھا۔ مہدی کی وفات کے بعد جب موسیٰ خلیفہ ہوئے تو یہ ان سے ملنے کے لئے عراق روانہ ہوا اور اس نے مدینہ پر اپنی جگہ عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب کو اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔

فضل بن اسحٰق الہاشمی بیان کرتا ہے کہ اسحٰق بن عیسیٰ بن علی والی مدینہ نے ہادی کی خدمت میں اپنے عہدہ سے استعفا دیدیا اور بغداد آنے کی اجازت مانگی۔ ہادی نے استعفا قبول کر لیا اور ان کی جگہ عمر بن عبدالعزیز کو والی مدینہ مقرر کر دیا۔

حسین بن علی بن الحسن کے خروج کا سبب ابوالحفص السلمی کی روایت کے مطابق یہ ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ کا والی ہونے کے بعد ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ بن الحسن، مسلم بن جندب الہذلی شاعر اور آل عمر کے ایک مولے عمر بن سلام کو شراب پیتے ہوئے گرفتار کیا اور سب کو پہلے اچھی طرح پٹوایا اور پھر ان کی گردنوں میں رسی کے حلقے ڈال کر سارے مدینہ میں تشہیر کے لئے پھرایا گیا۔ آدمیوں نے ان کی سفارش کی حسین بن علی نے بھی عمر سے آکر ان کی سفارش کی اور کہا جو الزام ان پر عائد کیا گیا ہے وہ بے بنیاد ہے۔ تم نے ان کو خوب پٹوایا ہے حالانکہ تم کو یہ زیبا نہ تھا کیونکہ عراقی شراب پینے کو بُرا نہیں سمجھتے اور پھر تم نے ان کی تشہیر بھی کی ہے یہ کسی طرح مناسب نہ تھا۔ عمر نے ان کے واپس لانے کا حکم دیا۔ یہ لوگ بلاط بہونچ چکے تھے وہاں سے پلٹا کر لائے گئے۔ عمر نے ان سب کو قید کر دیا یہ ایک دن اور رات قید رہے پھر لوگوں نے ان کی سفارش کی اور وہ سب رہا کر دیئے گئے البتہ ان کی نگرانی ہوتی تھی اور حاضری لی جاتی تھی اسی حالت میں حسن بن محمد غائب ہو گیا اور یہ حسن بن علی اس کا ضامن ہوا تھا۔

عمر بن عبدالعزیز والی مدینہ نے اس موقع پر بعض لوگوں کو ان گرفتار شدہ اشخاص کا ضامن بنایا تھا۔ حسین بن علی بن الحسن اور یحییٰ بن عبداللہ بن الحسن یہ حسن بن محمد بن عبداللہ بن الحسن کے ضامن تھے اس نے ان کی ایک حبشی باندی سے جو ابولیث عبداللہ بن الحسن کے مولیٰ کی پوتی تھی نکاح کیا تھا۔ یہ اپنی بیوی کے پاس آتا اور

شب باش ہوتا تھا۔ یہ بدھ جمعرات اور جمعہ کے دن حاضری کے وقت موجود نہ رہا والی مدینہ کے نائب نے جمعہ کی رات کو ان سب کی حاضری لی تو حسن بن محمد کو موجود نہ پایا اس نے حسین بن علی اور یحییٰ بن عبداللہ سے اس کے متعلق بازپرس کی اور اس میں ذرا سخت الفاظ استعمال کئے اور پھر عمر بن عبدالعزیز کو جاکر تمام واقعہ کی اطلاع دی اور کہا کہ حسن بن محمد آج تین دن سے غائب ہے، عمر نے حکم دیا کہ حسین اور یحییٰ کو حاضر کرو۔ یہ ان دونوں کو ان کے پاس بلالایا، عمر نے ان سے پوچھا کہ حسن کہاں ہے اُن دونوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں وہ بدھ کے دن سے غائب ہے۔ جمعرات کو ہمیں یہ اطلاع ملی تھی کہ وہ بیمار ہو گیا ہے ہمارا خیال تھا کہ آج حاضری نہ لیجائیگی ورنہ ہم اس کی تلاش کرتے، اس جواب پر عمر نے اُن سے بہت سخت کلامی کی اس پر یحییٰ بن عبداللہ نے قسم کھاکر کہا کہ میں اس وقت تک سوؤنگا نہیں جب تک کہ یا تو حسن بن محمد کو اس کے پاس پیش نہ کردوں گا اور یا اس کے خلاف خروج نہ کرونگا حسین بن علی نے اس سے کہا بھی کہ بھلا ایسی بات کا اظہار اپنی زبان سے کیوں کرتے ہو جو تم سے نہو سکے تم نے حسن کے لانے کی قسم کھائی ہے حالانکہ تم اس پر قابو نہیں پا سکتے پھر کیوں تم نے حسن کی قسم کھائی ہے؟ یحییٰ نے کہا ہاں بیشک میں نے حسن کی قسم کھائی ہے۔ حسین بن علی نے کہا یہ کیوں، اس نے کہا بیشک میں نے قسم کھائی ہے بخدا میں سونے سے پہلے اس پر خروج کروں گا اور اس کے پھاٹک کو تلوار کی ضرب سے شکستہ کروں گا، حسین نے کہا اس طرح ہمارے اور ہمارے شیعوں کے درمیان جو قرارداد طے ہو چکی ہے وہ برباد ہو جائیگی یحییٰ نے کہا اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اور کوئی دوسرا چارۂ کار نہیں اس سے پہلے سادات اور شیعوں میں یہ قرارداد ہوئی تھی کہ حج کے موقع پر مقام منیٰ میں یا مکہ میں خروج کرینگے۔

بیان کیا گیا ہے کہ کوفہ کے ان شیعوں کی ایک جماعت جنہوں

نے حسین کے لئے بیعت کی تھی اس وقت بھی ایک مکان میں پوشیدہ تھی چنانچہ اسی رات یہ وہاں سے باہر آئے اور انھوں نے خروج کا انتظام شروع کیا اور آخر شب میں خروج کر دیا۔ یحیٰی بن عبداللہ نے مروان کے محل کی پھاٹک پر تلوار سے عمر کے خلاف ضرب لگائی مگر عمر وہاں نہ ملا۔ یحیٰی اس کی تلاش میں عبداللہ بن عمر کے مکان کے اس حصہ میں جہاں عمر بن عبدالعزیز شب باش ہوتا تھا آیا مگر وہ یہاں بھی نہ ملا، بلکہ روپوش ہو گیا۔ شورش پسندوں کی جمعیت ہر سمت سے امنڈ آئی اور سب کے سب مسجد نبوی میں در آئے۔
جب صبح کی اذان ہوئی تو حسین منبر پر چڑھا اس وقت وہ ایک سفید عمامہ باندھے تھا لوگ آنے شروع ہوئے اور اس کو دیکھ کر بغیر نماز پڑھے واپس چلے گئے البتہ جب اس نے صبح کی نماز پڑھ لی تو اب لوگ اس کے پاس آکر کتاب اللہ سنت رسول اللہ اور آل محمد میں سے بہترین شخص کے انتخاب کے وعدہ پر اس کی بیعت کرنے لگے۔ خالد البربری جو ان دنوں مدینہ کی خالصہ زمینوں کا محصل اور مدینہ کی متعینہ باقاعدہ فوج کے دو سو نفر کا افسر تھا اپنی فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے بڑھا عمر بن عبدالعزیز، وزیر بن اسحٰق الازرق اور محمد بن واقد الشروی ایک خلقت عظیم کے ساتھ جس میں حسین بن جعفر بن الحسین بھی ایک گدھے پر سوار ساتھ تھا شورش پسندوں کے مقابلے کے لئے نکلے،
خالد البربری نے فوراً شہر کے چوک پر قبضہ کر لیا اس نے دُہری زرہیں پہن رکھی تھیں اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور کمر بند میں کئی گرز لگے ہوئے تھے۔ اس نے تلوار ننگی کر رکھی تھی اور حسین کو للکار رہا تھا سامنے آؤ میں چکی کا پاٹ ہوں۔ اللہ مجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے قتل نہ کر دوں۔ یہ کہہ کر اس نے باغیوں پر حملہ کیا۔ جب یہ ان کے بالکل قریب پہنچا تو عبداللہ بن الحسن کے بیٹے یحیٰی اور ادریس اس کے مقابلہ پر آئے یحیٰی نے اس کے خود کے بانسے پر ایسی ضرب لگائی کہ تلوار

اسے کاٹ کر اس کی ناک کاٹ گئی - بربری کی دونوں آنکھیں خون سے ڈھک گئیں اور چونکہ اب اسے کچھ نظر نہیں آتا تھا وہ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑا ہو کر تلوار سے اپنا بچاؤ کرنے لگا مگر اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا اور یس نے پلٹ کر اس کی پشت سے ایسا وار کیا کہ وہ اوندھے منہ گر پڑا پھر تو ان دونوں نے تلواروں سے اتنے وار کئے کہ اس کا کام تمام کر دیا۔ ان کے دوسرے ساتھیوں نے بڑھ کر اس کی دونوں زرہوں پر دھاوا کر دیا اور ان دونوں کو اور نیز اس کے تمام اسلحہ اُتار کر اُسے اُٹھا لائے۔ پھر ان کے حکم سے اسے بلاط تک گھسیٹ کر لے گئے، نیز حسین اور یحیٰی اور ان کے شیعوں نے بربری کی جمعیت پر حملہ کر کے اُسے مار بھگایا۔

عبد اللہ بن محمد جس نے یہ تمام واقعہ بچشم خود دیکھا ہے کہتا ہے کہ خالد نے یحیٰی کے سر پر تلوار کا وار کیا جس سے اکلاہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور اس وار کا اثر یحیٰی کے ہاتھ تک میں محسوس ہوا یحیٰی نے اس کے منہ پر وار کیا اور پھر جزیرہ کے رہنے والے ایک کانے نے مڑ کر خالد کی پشت پر سے اس کے دونوں پیروں پر تلوار ماری اس کے بعد کئی شخصوں نے ایک دم تلواروں سے اس پر وار کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔ جس وقت حسین بن جعفر گدھے پر سوار مسجد میں داخل ہوا تو سیاہ پوش جماعت نے باغیوں کو مسجد سے بے دخل کر دیا مگر پھر سفید پوش جماعت نے ان پر حملہ کر کے ان کو مسجد سے نکال دیا۔ اور حسین نے ان کو للکارا کہ شیخ (حسین بن جعفر) کے ساتھ ملائمت برتی جائے اور ان کو گزند نہ پہونچے باغیوں نے سرکاری خزانہ لوٹ لیا۔ اس میں صرف دس بارہ ہزار دینار تھے جو معاش کی ادائی سے بچ رہے تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت خزانہ میں ستر ہزار دینار تھے جن کو عبد اللہ بن مالک نے بنی خزاعہ کے وظایف دینے کے لئے بھیجا تھا۔

اس جھڑپ کے بعد سب لوگ تتر بتر ہو گئے۔ اہل مدینہ نے ان

کی مدافعت کے لئے شہر کے دروازے بند کر لئے دوسرے دن صبح کو اہل مدینہ اور آل عباس کے دوسرے شیعہ جمع ہو کر بلاطہ کے اس میدان میں جو الفضل کے مکان کے احاطہ اور زورا کے درمیان واقع ہے باغیوں سے لڑنے آئے۔ سیاہ پوش فریق اپنے حریف پر حملہ کر کے اسے الفضل کے مکان کے گھیر تک ڈھکیل دیتا تھا اور اسی طرح سفید پوش جماعت اپنے حریف پر حملہ کر کے اسے زوراتک ڈھکیل دیتی تھی۔ کئی مرتبہ یہی کش مکش ہوئی دونوں فریق بڑی تعداد میں مجروح ہوئے مگر ظہر کے وقت تک اسی طرح لڑنے کے بعد علیحدہ ہو گئے۔ اتوار کے دن پچھلے پہر جو اس ہنگامہ کا دوسرا ہی دن تھا۔ یہ خبر معلوم ہوئی کہ مبارک ترکی بیر المطلب پر فروکش ہوا ہے اس خبر سے اہل مدینہ بہت خوش ہوئے اس کے پاس شیعیان آئے اور اس سے کہا آپ ہماری مدد کے لئے آئے۔ دوسرے دن علے الصباح وہ گھاٹی پر آکر ٹھہر گیا۔ یہاں شیعیان بنی عباس اور دوسرے جنگجو اس کے پاس اکھٹے ہو گئے۔ اور اب بلاط میں دونوں فریقوں کے درمیان دوپہر تک نہایت شدید جنگ ہوئی اس کے بعد پھر دونوں فریق ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ ایک فریق مسجد نبوی چلا آیا اور دوسرا فریق مبارک ترکی کے پاس عمر بن عبدالعزیز کے ثنیہ والے مکان میں جہاں وہ دوپہر بسر کرتا تھا چلا گیا۔ مبارک نے ان سے وعدہ کیا کہ اب عصر کے وقت پھر تمہارے ساتھ لڑائی میں شریک ہوں گا۔ مگر جب لوگ اس کی طرف سے غافل ہو گئے وہ چپکے سے اپنی سواریوں پر سوار ہو کر چلتا بنا عصر کے وقت لوگوں نے اسے تلاش کیا تو نہ پایا ایک چھوٹی جھڑپ اس جماعت کو اور برداشت کرنا پڑی۔ مغرب کے بعد دونوں فریق الگ ہو گئے اس کے بعد چند روز تک حسین اور اس کے ساتھی رخت سفر تیار کرتے رہے وہ مدینہ میں گیارہ دن مقیم رہے پھر چوبیس ذیقعدہ کو مدینہ سے روانہ ہوئے۔ ان کے جانے کے بعد مسجد نبوی کے موذن وغیرہ پھر اپنے اپنے کام پر آئے اور انہوں نے مسجد میں اذان دی اب

دوسرے لوگ بھی مسجد میں نماز کے لئے آنے لگے یہاں آکر دیکھا کہ تمام مسجد میں کھائی ہوئی ہڈیاں اور بول و براز پڑا ہوا ہے۔ اس پر نمازیوں نے اس جماعت کو ہلاکت کی بددعا دی اور اللہ نے اسے قبول بھی کیا۔

جب مکہ جاتے ہوئے حسین بازار پہونچا تو اس نے اہل مدینہ کو مخاطب کر کے کہا اللہ تمہارا برا کرے۔ اہل مدینہ نے اس کے جواب میں اسے کہا کہ اللہ تیرا برا کرے اور تو کبھی نہ پلٹے۔ اس کے ساتھی مسجد ہی میں بول براز کرتے تھے ان کے جانے کے بعد لوگوں نے ساری مسجد کو دھو دیا۔ عبداللہ بن ابراہیم کا ایک بیٹا بیان کرتا ہے کہ حسین کے سپاہیوں نے مسجد کے پردے اُتار کر ان کے موزے بنائے تھے انھوں نے مکہ میں جا کر اعلان کیا کہ جو غلام ہمارے پاس آئے گا وہ آزاد ہے بہت سے غلام حسین کے پاس آ گئے میرے والد کا ایک غلام بھی اس کے پاس چلا گیا اور ساتھ ہو گیا۔ جب اس نے خروج کا ارادہ کیا تو میرے والد نے اس سے مل کر اپنے غلام کے متعلق گفتگو کی اور کہا کہ تم دوسروں کے غلاموں کو اغوا کرتے ہو اور اس طرح ان کو آزادی دے رہے ہو حالانکہ تم کو اس کا حق نہیں ہے حسین نے اپنے آدمیوں سے میرے باپ کے لئے کہا کہ ان کو لیجاؤ اور غلاموں کو دکھاؤ جس کی یہ شناخت کریں وہ ان کو دیدو۔ میرے باپ نے اپنا غلام لے لیا اور دو غلام اور بھی لے لئے جو ہمارے پڑوسیوں کے تھے۔

حسین کے خروج کی اطلاع ہادی کو ہوئی۔ اس سال ان کے اعزا میں سے کئی آدمی جن میں محمد بن سلیمان بن علی، عباس بن محمد اور موسیٰ بن عیسیٰ بھی تھے حج کے لئے مکہ آئے تھے۔ ان کے علاوہ فوج محفوظ کے بھی بہت سے آدمی حج میں شریک تھے، سلیمان بن ابی جعفر امیر حج تھا۔ ہادی نے حکم دیا کہ حسین سے مقابلے کے لئے محمد بن سلیمان کا فرمان تقرر لکھا جائے۔ مصاحبین نے عرض کیا کہ آپ کے چچا عباس بن محمد بھی تو موجود ہیں۔ ہادی نے کہا کیا بات

کہتے ہو میں خود اپنے ہاتھوں اپنے تئیں خطرہ میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ چنانچہ اب انھوں نے محمد بن سلیمان ہی کو سپہ سالار مقرر کر دیا۔ اور اس کے لئے باقاعدہ فرمان اس کے نام بھیجدیا۔ یہ فرمان محمد کو اس وقت ملا جب وہ اور اس کے ساتھی حج کو ترک کر کے واپس ہو رہے تھے۔

محمد جب حج کرنے روانہ ہوا تھا تو راستہ کے خطرات بدویوں کی لوٹ مار اور راستہ کی دشواری کی وجہ سے اس کنے کافی ساز و سامان اور مسلح جمعیت اپنے ساتھ لی تھی مگر حسین نے ان کے مقابلہ کی کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ اسے معلوم ہوا کہ یہ جماعت اس کی طرف مقابلے کے لئے بڑھ رہی ہے وہ اپنے خدمتگاروں اور اعزا کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا موسیٰ بن علی بن عیسیٰ کو بھی جو اس وقت بطن نخل پہونچ چکا تھا جو مدینہ سے تیس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اس کی اطلاع ملی اس کے ہمراہ اس کے اعزا اور لونڈی غلام تھے۔ نیز عباس بن محمد بن سلیمان کو بھی اس کی اطلاع ہوئی۔ محمد نے ان کو خط بھی لکھدئے تھے۔ یہ سب مکہ روانہ ہوئے اور وہاں پہونچ گئے۔ محمد بن سلیمان نے بھی مکہ کا رخ کیا اس تمام جماعت نے عمرہ کا احرام باندھا اور ذی طویٰ میں آکر پڑاؤ کیا۔ ان کے ساتھ سلیمان بن ابی جعفر بھی تھا بنی عباس کے دوسرے شیعہ، موالی اور سرداران فوج جو اس سال شریک حج تھے وہ سب بھی اس جماعت میں شامل ہو گئے۔ اس سال معمول سے زیادہ حجاج حج کے لئے آئے تھے محمد بن سلیمان نے اپنے آگے نوے سواروں کو جن میں اسپ سوار اور خچر سوار دونوں تھے بڑھا دیا خود وہ ایک بہت عمدہ طاقتور اور بڑی اونٹنی پر سوار تھا اس کے پیچھے چالیس ناقہ سوار کجاووں میں سوار تھے ان کے پیچھے گدھے اور پیادے وغیرہ تھے۔ ان کی اس ترتیب اور تنظیم کا عوام پر بہت اثر پڑا وہ مرعوب ہوئے اور انھوں نے ان کی

تعداد کو اصل سے دو چند محسوس کیا۔ اس جماعت نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر کے اپنا عمرہ پورا کیا اور پھر ذی طوی اپنے پڑاؤ میں چلے آئے۔ یہ جمعرات کا واقعہ ہے۔ جمعہ کے دن محمد بن سلیمان نے۔ اسماعیل بن علی کے مولیٰ ابو کامل کو بیس پچیس شہ سواروں کے ساتھ حسین کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور حسین نے اس کا مقابلہ کیا اس کے ساتھ ایک شخص زید نام تھا۔ یہ دنیا سے قطع تعلق کر کے عباس کی خدمت میں رہتا تھا۔ چونکہ یہ بڑا عبادت گزار تھا اس وجہ سے عباس نے اسے حسین کے ہمراہ حج کے لئے بھیجدیا تھا۔ دشمن کے سامنے آتے ہی اس نے اپنی ڈھال اوندھی اور تلوار نیچی کر لی اور بغیر لڑے اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلا گیا۔ یہ واقعہ بطن مرّہ کا ہے۔ اس کے بعد محمد بن سلیمان کی فوج نے اسے اس حالت میں گرفتار کیا کہ گرزوں کی ضرب سے وہ چکنا چور ہو رہا تھا۔

سنیچر کی رات کو انھوں نے پچاس شہسوار مقابلہ کو بھیجے سب سے پہلے انھوں نے صباح ابوالذیال کو آواز دی اس کے بعد دوسرے شخص کو پھر تیسرے کو پھر کسی اور کو محمد کا مولیٰ ابوخلوۃ خدمت گار پانچواں تھا یہ سب کے سب مہدی کے مولیٰ مفضل کے پاس آئے اور اسے اپنا سردار بنانا چاہا۔ اس نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ کسی دوسرے شخص کو سردار بناؤ اور میں بھی سب کے ساتھ ہوں چنانچہ اس جماعت نے عبداللہ بن حمید بن رزین السمرقندی کو جو اس وقت بیس سالہ جوان تھا اپنا سردار بنا لیا۔ یہ پچاس سوار سنیچر کی رات کو مقابلہ پر بڑھے جب دشمن قریب آیا تو یہ رسالہ پلٹ آیا۔

اب تمام فوج کی باقاعدہ ترتیب قائم کی گئی۔ عباس بن محمد اور موسیٰ بن عیسیٰ میسرہ میں متعین تھے محمد بن سلیمان فوج کے میمنہ میں تھا۔ معاذ بن مسلم محمد بن سلیمان اور عباس بن محمد کے درمیان متعین تھا۔ صبح صادق کے نمودار ہونے سے پہلے حسین اپنی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آ گیا

سلیمان بن علی کے تین موالیوں نے جن میں ایک حسان کا غلام زنجویہ بھی تھا حسین کی جمعیت پر حملہ کیا اور ایک سر لا کر محمد بن سلیمان کے سامنے ڈال دیا۔ اس سر لانے کی وجہ یہ تھی کہ یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ جو ایک سر لائے گا اسے پانسو درہم انعام دیا جائے گا۔

محمد کی جمعیت نے آکر اونٹوں کے پچھلے پیروں پر ضرب لگائی جس کی وجہ سے وہ کجاوے جوان پر کسے ہوئے تھے گر پڑے انہوں نے دشمن کو خوب قتل کیا اور بھگا دیا۔ یہ وہ جماعت تھی جوان گھاٹیوں سے نکل کر آئی تھی۔ محمد بن سلیمان کے سامنے جو جماعت نکل کر آئی تھی وہ دشمن کی بہت ہی قلیل جماعت تھی ان کی بڑی جماعت موسیٰ بن عیسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی سمت سے نکل کران پر حملہ آور ہوئی تھی چنانچہ موسیٰ کی جماعت پر دشمن کا دباؤ بہت سخت تھا اسی وجہ سے جب محمد بن سلیمان اپنی سمت کے دشمنوں سے فارغ ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ وہ مقابلہ سے پسپا ہو گئے ہیں تو اس کی نظران باغیوں پر پڑی جو موسیٰ بن عیسیٰ کے قریب تھے اور وہ ایک جگہ سوت کی کگڑی کی طرح اکٹھا تھے اور قلب اور میمنہ ان سے چمٹا ہوا تھا۔ محمد بن سلیمان اپنی جمعیت مکہ کی طرف پلٹی ان کو حسین کی کچھ خبر نہ تھی کہ اس پر کیا گزری یہ ذی طوی یا اس کے قریب پہونچے تھے کہ ایک خراسانی چلاتا ہوا سامنے آیا کہ خوشخبری ہو خوشخبری۔ یہ حسین کا سر موجود ہے اس نے اس سر کو سامنے ڈالا سامنے اس کی تمام پیشانی مضروب تھی اور گدی پر دوسری ضرب تھی۔ لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد عام معافی کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ ابوالذفت حسن بن محمد ایک آنکھ بند کئے ہوئے جسے شاید لڑائی میں کوئی صدمہ پہونچا تھا آیا اور محمد اور عباس کے پیچھے کھڑا ہو گیا موسیٰ بن عیسیٰ اور عبداللہ بن العباس نے اس کو سامنے بلایا اور موسیٰ بن عیسیٰ کے حکم سے وہ قتل کر دیا گیا۔ اس کی اطلاع جب محمد بن سلیمان کو ہوئی تو وہ بہت ناراض اور برہم ہوا۔ محمد بن سلیمان ایک راستہ سے اور عباس بن محمد دوسری راہ سے مکہ میں داخل ہوئے

مقتولین کے سر کاٹے گئے جو سو سے زیادہ تھے ان میں سلیمان بن عبداللہ بن حسن کا بھی سر تھا۔ یہ آٹھویں ذی الحجہ کا واقعہ ہے۔ حسین کی بہن جو اس کے ہمراہ تھی گرفتار کر لی گئی اور اسے زینب بنت سلیمان کے پاس چھوڑ دیا گیا۔ شکست خوردہ جماعت حاجیوں میں گڈمڈ ہو کر چلتی بنی چوں کہ سلیمان بن ابی جعفر کی طبیعت ناساز تھی اس وجہ سے وہ جنگ میں شریک نہ ہوا۔ اس سال عیسیٰ بن جعفر بھی حج میں شریک ہوا۔

حسین کے ہمراہ ایک شخص نابینا تھا وہ اس کی جماعت کو گزشتہ واقعات سنایا تھا اس کو قتل کر دیا گیا اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا شخص بے بس کر کے قتل نہیں کیا گیا۔

موسیٰ بن عیسیٰ نے کوفہ کے چار آدمیوں کو اور بنی عجل کے ایک مولی اور ایک دوسرے کو قید کر لیا خود موسیٰ بن عیسیٰ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے ان چھ قیدیوں کو لے کر مدینۃ السلام آیا ہادی نے کہا تم نے میرے قیدی کو کیوں قتل کر دیا میں نے عرض کیا میں نے اس کے بارے میں بہت غور و خوض کیا اور مجھے اندیشہ ہوا کہ عائشہ اور زینب امیر المومنین کی والدہ کے پاس آکر اپنا دکھڑا روئینگی اور ان سے عرض کرینگی اور وہ آپ سے اس کی سفارش کرینگی اور آپ اُسے چھوڑ دینگے۔ پھر انھوں نے کہا کہ اچھا دوسرے قیدیوں کو حاضر کرو میں نے عرض کیا میں نے ان سے طلاق اور عتاق کے ساتھ وعدۂ معافی کیا ہے، ہادی نے کہا فوراً حاضر کرو ان میں سے دو کو تو انھوں نے قتل کرا دیا تیسرے سے وہ واقف نہ تھے میں نے عرض کیا کہ یہ آل ابی طالب کے حالات سے بہت زیادہ واقف ہے مناسب ہو کہ آپ اس کی جاں بخشی فرمائیں اور یہ آپ کی ہر خواہش میں آپ کی رہنمائی کرے گا۔ اس پر اس شخص نے بھی عرض کیا کہ امیر المومنین میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری زندگی سے آپ کو فائدہ پہونچیگا امیر المومنین دیر تک سر جھکائے سوچتے رہے۔ اور پھر کہا کہ میرے ہاتھ سے تیری رہائی ممکن نہیں میری گرفت شدید ہے، وہ شخص برابر ہادی سے عرض پرداز رہا

ہادی نے کہا اچھا اسے پیچھے کر دو اور بعد میں اس کے لئے گزارش پیش ہو اس کے بعد جو شخص پیش ہوا اسے انھوں نے معاف کر دیا اور غذافر الصیرفی اور علی بن سابق القلاس الکوفی کے قتل کا اور سولی پر لٹکانے کا حکم دیدیا چنانچہ یہ دونوں باب الجسر پر مصلوب کر دیئے گئے۔ یہ فتح میں گرفتار ہوئے تھے۔ ہادی مبارک الترکی پر بہت ناراض ہوئے اور اسے گھوڑوں کا سائیس بنا دیا نیز اس کی تمام املاک ضبط کر لی۔ اسی طرح وہ موسیٰ بن عیسیٰ پر حسن بن محمد کو قتل کرنے کی وجہ سے بہت برہم ہوئے اور اس کی تمام املاک بھی ضبط کر لی۔

ادریس بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب ہادی کی خلافت میں واقعہ فتح سے بچ کر مصر پہونچا۔ صالح بن امیر المؤمنین منصور کا مولیٰ واضح جو بڑا خبیث رافضی تھا مصر کا عامل ڈاک تھا اس نے ادریس کو ڈاک کے ذریعہ مغرب بھیجدیا۔ یہ علاقہ طنجہ کے ایک شہر ولیلہ نام میں وارد ہوا اس مقام اور گردوپیش کے بربریوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا۔ ہادی کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی انھوں نے واضح کو قتل کرا کے سولی دیدی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ رشید نے اس کی گردن ماری تھی۔ نیز اسی نے مہدی کے مولیٰ شماخ الیمامی کو بطور اپنے جاسوس کے ادریس کے پاس بھیجدیا اور ابراہیم بن الاغلب اپنے افریقیا کے عامل کو اس کے متعلق مراسلہ بھی لکھدیا۔ شماخ ولیلہ آیا یہاں اس نے اپنے کو طبیب ظاہر کیا اور نیز اپنے کو محب آل بیت بتایا۔ یہ ادریس کے پاس پہونچا۔ ادریس سے اس کے دوستانہ تعلقات بڑھ گئے اور وہ اس کی طرف سے مطمئن ہو گیا۔ شماخ نے اپنا یہ طرز رکھا کہ وہ ادریس کی حد درجہ تعظیم و تکریم کرتا تھا اور اس کی ہر بات مانتا اور ہر خواہش کو پورا کرتا اس طرح ادریس کی نظر میں اس کی وقعت و عزت بہت زیادہ ہو گئی ایک مرتبہ ادریس نے اس سے اپنے دانتوں کی تکلیف کی شکایت کی۔ شماخ نے سم قاتل میں بجھے ہوئے کئی مسواک اسے دیئے اور ہدایت کی کہ کل تڑکے

ہی اس سے مسواک کر لینا۔ اور ادریس نے اس کی ہدایت پر عمل کیا انھیں مسواک سے مسواک کی اور خوب اچھی طرح کئی مرتبہ اسے دانتوں پر پھیرا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا زہر فوراً تمام جسم میں سرایت کر گیا اور اسی سے وہ ہلاک ہو گیا۔ لوگوں نے شماخ کو ہر چند تلاش کیا مگر نہ پایا وہ ابراہیم بن الاغلب کے پاس آ گیا اور اپنی کارروائی کی اسے اطلاع دی اس کے آنے کے بعد اور خبروں سے ادریس کی موت کی اطلاع مل گئی ابن الاغلب نے رشید کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی رشید نے شماخ کو مصر کا عامل پٹہ اور خبر نویس مقرر کر دیا۔ ادریس کے اس فرار اور قتل کے متعلق کسی شاعر نے جس کے متعلق میرا گمان ہے کہ وہ نبازی ہے یہ شعر کہے ہیں۔

اتظن یا ادریس انک مفلتٌ ⁂ کید الخلیفۃ او یقید الفرارُ
فلیدرکنک او تحل ببلدۃ ⁂ لایھتدی فیھا الیک نھارُ
ان السیوف اذا انتضاھا سخطہ ⁂ طالت وقصر دونھا الاعمارُ
ملک کان الموت متبع مھرہ ⁂ حتی یقال تطیعہ الاقدارُ

(ترجمہ) اے ادریس کیا تو سمجھتا ہے کہ تو خلیفہ کی گرفت سے نکل سکے گا یا فرار سے تجھے کوئی فائدہ ہو گا؟ تیرا یہ خیال غلط ہے تجھ کو جس طرح ہو گا پکڑ لیا جائے گا۔ یا تجھے موت آ جائے اور اندھیری قبر میں جا چھپے تو خیر جب خلیفہ کا غصہ تلواروں کو نیام سے باہر نکالتا ہے تو ان کا طول بڑھ جاتا ہے اور ان کے سامنے عمریں کوتاہ ہو جاتی ہیں۔ وہ وہ ایسا بادشاہ ہے کہ موت اس کے حکم کے پیچھے پیچھے ہوتی ہے اور اسی بنا پر اب یہ کہاوت ہو گئی ہے کہ تقدیر اس کے تابع فرمان ہے۔

فضل بن اسحٰق الہاشمی بیان کرتا ہے کہ حسین بن علی نے جب مدینہ میں خروج کیا تو عمر ہی مدینہ کا والی تھا۔ اس نے عمداً حسین کے خروج کو جب تک وہ مدینہ میں رہا چھپایا۔ اور کوئی باز پرس نہیں کی یہاں تک کہ حسین مکہ روانہ ہو گیا۔ اس سال ہادی نے سلیمان بن ابی جعفر کو امیر حج مقرر کر کے بھیجا تھا اور اس کے ہمراہ اس کے خاندان والوں میں

سے عباس بن محمد موسیٰ بن عیسیٰ اور اسمٰعیل بن عیسیٰ بن موسیٰ بھی حج کے ارادے سے روانہ ہوئے تھے انھوں نے بصرہ کا راستہ اختیار کیا تھا۔ موالیوں میں مبارک الترکی، مفضل خدمتگار اور ہادی کا مولی صاعد تھے۔ مگر امیر قافلہ سلیمان تھا۔ دوسرے سربرآوردہ لوگوں میں سے یقطین بن موسیٰ عبید بن یقطین اور ابوالوزیر عمر بن مُطرف بھی حج کے لئے چلے تھے جب ان کو حسین اور اس کی جمعیت کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ مکہ جارہے ہیں یہ سب کے سب ایک جا ہو گئے اور انھوں نے سلیمان بن ابی جعفر کو اس کے امیر حج ہونے کی وجہ سے اپنا سردار بنایا، ابو کامل اسمٰعیل کا مولیٰ جماعت طلیعہ کا قائد مقرر کیا گیا تھا۔ اس جماعت نے مقام فسخ فخ میں حسین کو جا ملایا۔ انھوں نے عبداللہ بن قثم کو مکہ اور اہل مکہ کے انتظام اور نگرانی کے لئے مکہ چھوڑ دیا تھا۔ اس سے پہلے عباس بن محمد نے مفضل خدمتگار کے ذریعے ان شورش پسندوں سے ان کے خروج پر معافی کا وعدہ کیا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ میں تمھارے ساتھ حسن سلوک اور صلہ کی ضمانت لیتا ہوں مگر انھوں نے اس بات کو نہ مانا لڑائی ہوئی ان میں بہت سے کام آئے باقی دوسروں نے شکست کھائی اب ان کے لئے معافی عام کا اعلان کر دیا گیا اور کسی مفرور کا تعاقب نہیں کیا گیا۔ بھاگنے والوں میں عبداللہ بن حسن کے بیٹے یحییٰ اور ادریس بھی تھے۔ ادریس بلاد مغرب کے مقام تاہرت چلا گیا۔ اور وہاں بربروں کے پاس پناہ لی انھوں نے اس کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ یہ بہت عرصہ تک وہیں مقیم رہا اور پھر دھوکے سے اُسے ہلاک کر دیا گیا۔ اس کا بیٹا ادریس بن ادریس اس کا جانشین ہوا اور آج تک اس کی اولاد اس ملک کی فرمانروا ہے اور اب مہماتی فوجیں بھی اس کے خلاف نہیں بھیجی جاتیں۔

مفضل بن سلیمان کہتا ہے کہ جب عمری کو مدینہ میں معلوم ہوا کہ حسین فسخ میں قتل کر دیا گیا اس نے، اس کے خاندان والوں اور اس کے ساتھ

دوسرے خروج کرنے والوں کے مکانات پر دھاوا کر کے ان کو منہدم کر دیا ان کے نخلستان کو جلا ڈالا اور جسے نہ جلایا اسے ضبط کر کے خالصہ کر لیا۔

جب ہادی کو معلوم ہوا کہ مبارک ترکی نے حسین کے مقابلہ سے باوجود مدینہ پہونچ جانے کے عمداً پہلو تہی کی ہے وہ اس پر بہت ناراض ہوئے انھوں نے اس کی تمام جائداد ضبط کر لی اور اسے اپنے گھوڑوں کی سیاست پر متعین کر دیا۔ یہ ان کی موت تک اسی حالت میں رہا۔ اسی طرح وہ ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ کو قتل کر دینے کی وجہ سے موسیٰ بن عیسیٰ پر بہت برہم ہوئے کہ اس نے اپنی رائے سے کیوں یہ عمل کیا۔ اور کیوں اس نے اسے ان کی خدمت میں پیش کیا۔ تاکہ وہ خود اس کے متعلق جو چاہتے فیصلہ کرتے۔ ہادی نے اس کی تمام جائداد ضبط کر لی اور ان کی تمام زندگی میں وہ ضبط ہی رہی۔ جو لوگ فخ میں گرفتار کیے گئے تھے ان میں عذافر الصیرفی اور علی بن سابق الفلاس الکوفی بھی تھے۔ ہادی کے حکم سے ان کو قتل کر کے بغداد کے باب الجسر پر سولی پر لٹکا دیا گیا۔ انھوں نے اپنے مولیٰ مہرویہ کو کوفہ بھیجا اور حکم دیا کہ کوفہ کا جو شخص حسین کے ساتھ شریک ہوا ہو اس کی اچھی طرح خبر لے اور اس پر تشدد کرے۔

یوسف البرم آل حسن کا مولیٰ جس کی ماں فاطمہ بنت حسن کی باندی تھی بیان کرتا ہے کہ جب حسین مہدی کے پاس گئے تو میں ان کے ہمراہ تھا مہدی نے چالیس ہزار دینار ان کو دیئے انھوں نے بغداد اور کوفہ میں وہ تمام روپیہ تقسیم کر دیا اور وہ جب کوفہ سے روانہ ہوئے تو صرف کرتہ اور پائجامہ اور ایک پوستین ان کے بدن پر تھا نقد کی صورت میں کچھ بھی نہ تھا چنانچہ مدینہ کے تمام سفر میں ان کی یہ کیفیت رہی کہ جب منزل پر قیام کرتے تو اپنے موالیوں سے بقدر کفاف روزینہ قرض لیتے اور اس طرح کام چلتا۔

ابوبشر سری بنی زہرہ کا حلیف بیان کرتا ہے کہ جس روز حسین بن علی بن الحسن نے خروج کیا میں نے ان کے ساتھ

صبح کی نماز پڑھی۔ وہ رسول اللہ کے منبر پر جا بیٹھے اور قمیص پہنے اور
سر پر ایک سفید عمامہ باندھے تھے جس کا شملہ آگے اور پیچھے پڑا ہوا تھا
ننگی تلوار سامنے رکھی تھی اتنے میں خالد البربری اپنی جماعت کو لیئے ہوئے
سامنے آیا جب وہ مسجد کے اندر آنے لگا تو یحییٰ بن عبد اللہ اس کی طرف
لپکا۔ بربری نے اس پر حملہ کیا۔ یہ واقعہ میرے سامنے پیش آیا یحییٰ نے
جھپٹ کر اس کے منہ پر ایسا وار کیا کہ اس کی دونوں آنکھیں اور ناک جاتی
رہی تیز تلوار خود اور کلاہ کو کاٹ کر کاسہ سر تک اتر گئی تھی جو مجھے اپنی جگہ
سے الگ اڑی ہوئی نظر آرہی تھی۔ اس کے بعد یحییٰ نے اس کی جمعیت
پر حملہ کر کے ان کو بھگا دیا اور پھر حسین کے پاس واپس آیا اور سامنے
کھڑا ہو گیا۔ اس وقت بھی اس کی تلوار برہنہ تھی اور اس سے خون ٹپک رہا
تھا۔ اب حسین نے تقریر شروع کی۔ حمد و ثنا اور لوگوں کو پند و نصیحت کے
بعد اپنی تقریر کے آخر میں کہا اے صاحبو! میں رسول اللہ کا بیٹا رسول اللہ
کے حرم رسول اللہ کی مسجد اور ان کے منبر پر تم کو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ
پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہوں اگر میں اس عہد کا ایفا نہ کروں تو تم پر
میری بیعت کی کوئی ذمہ داری باقی نہ رہے گی۔

اس سال ہزارہا زائرین زیارت نبویؐ کے لئے آئے تھے۔ اس
وجہ سے مسجد نبوی کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ حاضرین کے وسط میں سے
ایک بڑا وجیہ دراز قامت شخص اٹھا اس کی چادر چاک چاک تھی اس نے
اپنے جوان خوبصورت اور شاندار لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور لوگوں کے سروں
پر سے ہوتا ہوا منبر کے پاس پہونچا اور اس نے کہا اے رسول اللہ کے
صاحبزادے میں ایک بعید المسافت مقام سے اپنے اس بیٹے کو ساتھ
لے کر حج بیت اللہ اور رسول اللہ کی قبر کی زیارت کے ارادے سے
نکلا ہوں۔ میرے دل میں بھی یہ بات نہ گزری تھی کہ تم ایسا کرو گے،
جو تم نے کہا اسے میں نے اچھی طرح سنا ہے تو کیا واقعی جو تم نے اپنے
اوپر عہد کیا ہے اسے پورا کرو گے حسین نے کہا ضرور اس شیخ نے

کہا تو اچھا ہاتھ لاؤ میں بیعت کرتا ہوں اس نے بیعت کی اور اپنے بیٹے سے کہا جا اور بیعت کر۔ راوی کہتا ہے کہ چونکہ اس سال میں بھی حج کرنے گیا تھا اُس وجہ سے میں نے دونوں باپ بیٹوں کے سروں کو دوسرے مقتولین کے سروں میں پڑا ہوا مقام منیٰ میں دیکھا۔

اہل مدینہ کی ایک جماعت نے یہ بات بیان کی ہے کہ مبارک الترکی نے حسین بن علی سے کہلا بھیجا کہ بخدا اگر مجھے آسمان سے بھی اس طرح پھینکدیا جائے کہ کوئی پرند مجھے اچک لے یا ہوا کسی دور دراز مقام میں مجھے لیجا کر ٹپکدے تب بھی یہ بات میرے لئے اس سے زیادہ آسان ہے کہ میں آپ سے لڑوں یا آپ کا ایک بال بھی بیکا کروں۔ مگر اسی کے ساتھ کچھ نہ کچھ دکھاوے کے طور پر تو ہونا چاہیئے۔ آپ مجھ پر شب خون ماریں اور میں آپ سے اللہ کے سامنے عہد واثق کرتا ہوں کہ بغیر مقابلہ ہٹ جاؤں گا۔ اس قرارداد کے مطابق حسینؓ نے کسی دوسرے کو بھیجا یا وہ خود ہی چند آدمیوں کے ساتھ اس کی طرف چلا۔ اس کے پڑاؤ کے قریب پہونچکر اس جماعت نے للکارا اور تکبیر کہی۔ محض اتنی کارروائی سے مبارک اور اس کے ساتھی بھاگے اور جب تک کہ موسیٰ بن عیسیٰ سے جا نہ ملے پھر کسی دوسری جگہ ٹھہر نہ سکے۔

جن لوگوں نے حسین سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کا ساتھ دیں گے اور پھر خروج کے بعد انہوں نے اپنے وعدہ کو ایفا نہیں کیا اور گھر بیٹھے رہے ان کی شکایت میں حسین نے یہ شعر کہے۔

من عاذ بالسیف لاذ فرصۃ عجبا ⁘ موتا علی عجل او عاش منتصفا

لا تقربوا السھل ان السھل یفسدکم ⁘ لن تدرکوا المجد حتی الضربوا عنفا

(ترجمہ) جس نے صرف تلوار کو اپنا ذریعۂ مدافعت قرار دیا اس نے بڑی عقلمندی کی کیونکہ اُس ذریعے سے یا تو فوری بلا تکلیف موت ملتی ہے یا انسان پھر عزت کی زندگی پاتا ہے۔ سہولت کے قریب نہ جاؤ اس سے تم تباہ ہو جاؤ گے یاد رکھو کہ دنیا میں عزت صرف

دشمنوں کو قتل کر کے مل سکتی ہے۔

جب موسیٰ بن عیسیٰ واقعۂ فخ سے فراغت پاکر بغداد واپس ہونے لگا تو عیسیٰ بن داب اس سے ملنے گیا۔ عیسیٰ نے دیکھا کہ وہ اس بات سے خائف ہے کہ جن جن لوگوں کو اس نے قتل کر دیا ہے اس کے متعلق امیر المومنین کو کیا جواب دیگا۔ عیسیٰ ابن داب نے اس کی اس پریشانی کو دیکھ کر کہا کہ اللہ آپ کے تمام کام بر لائے میں آپ کو وہ شعر سناتا ہوں جو یزید بن معاویہ نے حسین بن علی کے قتل کے بعد بطور معذرت اہل مدینہ کے پاس لکھ بھیجے تھے۔ موسیٰ کے حکم سے اس نے وہ اشعار سنائے۔ ان کو سن کر اس کے تردد میں کچھ کمی تو ضرور ہوئی۔

علار کہتا ہے کہ جب ہادی کو اہل فخ کی بغاوت کی اطلاع ملی اس رات وہ بالکل تنہا بیٹھے اپنے ہاتھ سے ایک خط لکھتے رہے۔ ان کی اس طرح پریشانی کی حالت میں تنہائی ان کے موالیوں اور مصاحبین خاص پر شاق گزری انھوں نے چپکے سے ایک غلام کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ دیکھ کر آئے کہ کہاں تک لکھ چکے ہیں وہ غلام ان کے پاس پہونچا ہادی نے اسے دیکھ کر پوچھا کیا ہے اس نے کچھ بہانہ کر دیا وہ سر جھکا کر سوچتے رہے پھر سر اٹھا کر اس سے کہا۔

رقد الالی لیس السری من شانھم ❊ وکفاھم الادلاج من لو یرقد

(ترجمہ) جن کو نہ سونا چاہیئے تھا وہ پڑے سو رہے ہیں اور رات کے وقت کے حملہ سے ان کو وہ شخص بچا رہا ہے جس کی آنکھیں ممنون خواب نہیں ہوئیں۔

اصمعی کہتا ہے کہ محمد بن سلیمان نے واقعۂ فخ کی رات میں عمرو بن ابی عمرو المدنی سے جو شیطانوں پر رمی کر رہا تھا کہا یہ کیا کر رہے ہو تیر چلاؤ اس نے کہا بخدا میں رسول اللہ کے صاحبزادے پر کبھی قادر اندازی نہ کروں گا میں تمہارے ساتھ رمی جمر کے لئے آیا ہوں نہ

یہ کر مسلمانوں کو اپنا نشانہ بناؤں اس پر ایک مخزومی نے خود بڑھ کر کہا میں تیر اندازی کرتا ہوں اس نے تیر چلایا اس کی سزا اسے دنیا میں یہ ملی کہ اسے کوڑھ ہو گیا تھا اور اسی مرض میں وہ مرا۔

حسین کے قتل کے بعد جب یقطین بن موسیٰ اس کے سر کو لے کر ہادی کے سامنے آیا اور اسے ان کے سامنے ڈال دیا تو ہادی نے اس سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی بڑے کافر کا سر لے کر آئے ہو اس کی سب سے کم سزا تم کو یہ دی جاتی ہے کہ تمہارا سب کا تمام وظیفہ بند کر دیا جاتا ہے چنانچہ ہادی نے ان کو محروم کر دیا اور کچھ نہ دیا۔ حسین کے قتل کے بعد ہادی نے اپنی مثال میں یہ شعر پڑھا۔

قد انصف القارۃ من راماھا　　　انا اذا ما فئۃ نلقاھا

نرد اولاھا علی اخراھا

(ترجمہ) بھلا کہیں سیاہ اور سخت پتھر میں بھی شگاف ہو سکتا ہے جو جماعت ہمارے مقابل آتی ہے ہم اس کی اگلی اس کی پچھلی پر الٹ دیتے ہیں۔

اس سال معیوف بن یحییٰ نے درب الراہب کے راستہ سے بڑھ کر رومیوں کے علاقہ میں موسم گرما میں جہاد کیا۔ رومی بطریق کی قیادت میں حدث تک بڑھ آئے تھے ان کی پیش قدمی کی خبر سن کر حدث کا والی باقاعدہ فوج اور بازار والے سب بھاگ آئے دشمن نے اس پر قبضہ کر لیا تھا دوسری طرف سے معیوف بن یحییٰ رومیوں کے علاقہ میں گھس پڑا اور بڑھتا ہوا اشنہ پہونچا وہاں اس نے بہت سے قیدی پکڑے اور بہت سا مال اور لونڈی غلام غنیمت میں حاصل کئے۔

اس سال سلیمان بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا عمر بن عبد العزیز العمری مدینہ کا والی تھا۔ عبید اللہ بن قثم مکہ اور طائف کا والی تھا۔ ابراہیم بن سلمہ بن قتیبہ یمن کا والی تھا۔ سپہ سالار سوید بن سوید الخراسانی یمامہ اور بحرین کا والی تھا۔ حسن بن تسنیم الحواری عمان کا

والی تھا، کوفہ کا امام، رافضہ کو توالی اور محصل جبد قانت بنیز بھقبا ذالاسفل کا والی محمد بن سلیمان تھا۔ عمر بن عثمان بصرہ کے قاضی تھے۔ ہادی کا مولی حجاج جرجان کا والی تھا۔ زیاد بن حسان قومس کا والی تھا صالح بن شیخ بن عمیرۃ الاسدی طبرستان اور رویان کا والی تھا ہادی کا مولی طیفور اصبہان کا والی تھا۔

# سنہ ۱۷۰ ہجری شروع ہوا

## اس سال کے واقعات کا تذکرہ

اس سال یزید بن حاتم نے افریقیا میں وفات پائی اس کے بعد روح بن حاتم افریقیا کا والی مقرر ہوا۔

اس سال عبداللہ بن مروان بن محمد نے جیل خانہ میں انتقال کیا نیز اس سال موسیٰ الہادی نے عیسا باذ میں انتقال کیا ان کے سبب مرگ میں اختلاف ہے۔ بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ان کے پیٹ میں ایک دنبل ہوا تھا وہی وجہ ہلاکت ہوا۔ دوسرے ارباب سیر یہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی ماں خیزران کے اشارے اور حکم سے بعض لونڈیوں نے ان کو ہلاک کر دیا۔ ایسا کیوں ہوا اس کے بعض اسباب ہم بیان کرتے ہیں۔

## ہادی کے قتل کے اسباب

خلیفہ ہونے کے بعد ہادی نے اپنی ماں کو برا بھلا کہا اور وہ اوس سے متنفر ہو گئے۔ ایک دن خالصہ ان کے پاس آئی اور اس نے کہا

کہ آپ کی ماں کو کپڑوں کی ضرورت ہے اور وہ آپ سے مانگتی ہیں ہادی نے کپڑوں سے بھرا ہوا پورا ایک کوٹھا اس کو دے دیا۔ بعد میں اس کے مکان سے اٹھارہ ہزار منقش، انگیاں برآمد ہوئی تھیں یہ خیزران موسیٰ کے ابتدائی عہد خلافت میں تمام سیاسی امور میں ان کو مشورہ دیتی تھی اور ان کے باپ کی طرح انکو بھی اپنی رائے پر چلاتی تھی۔ جب اس کی مداخلت حد سے متجاوز ہو گئی تو ہادی نے اسے کہلا بھیجا کہ آپ اپنے عزت اور وقار کے حرم کو چھوڑ کر ان متبذل امور میں حصہ نہ لیں کیونکہ عورتوں کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ سیاسی امور میں دخل دیں آپ اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز و تسبیح میں اپنا سارا وقت صرف کریں اس کے بعد آپ کے شایان شان میں آپ کی اطاعت کروں گا۔

ان کے عہد میں اس کا یہ حال تھا کہ وہ ہر قسم کی اپنی ضروریات ان سے بیان کرتی اور وہ اسے پورا کر تے چارماہ اسی طرح گزرے اس کے اس رسوخ کو دیکھ کر تمام لوگ اس کی طرف جھک پڑے اور اپنی اغراض اس سے بیان کرنے لگے چنانچہ اس کی ڈیوڑھی اب مرجع خلائق بن گئی اور بڑے بڑے عمائد اور اکابر اس کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ اسی دور عروج میں اس نے کسی بات کے لئے ہادی سے کہا۔ ہادی کسی وجہ سے اسے نہ منظور کر سکے اور انھوں نے کوئی بہانہ کر دیا۔ خیزران نے کہا تم کو میری درخواست ماننا پڑے گی۔ ہادی نے اس کے ماننے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا میں عبداللہ بن مالک سے اس بات کے پورا ہونے کی ضمانت کر چکی ہوں یہ سن کر وہ بہت برہم ہوئے اور کہا کہ اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ ضرورت اس حرامزادے کی ہے بخدا تمھاری وجہ سے میں اسے کبھی پورا نہ کروں گا۔ خیزران نے کہا تو اب میں آئندہ کبھی تم سے کسی بات کی خواہش نہ کروں گی۔ ہادی نے کہا مجھے

پھر ان کے مرنے تک وہ اس کے پاس نہیں آئی۔
ہارون کو ولایت عہد سے علیحدہ کرنے کا واقعہ یہ ہوا کہ جب ہادی خلیفہ ہوئے تو انہوں نے یحییٰ بن خالد کو ان ممالک مغربی کی صوبہ داری پر بحال رکھا جو اس سے پہلے ہارون کی ولایت میں تھے اور ارادہ کیا کہ ہارون کو ولایت عہد سے علیحدہ کر کے اپنے بیٹے جعفر بن موسیٰ الہادی کو ولیعہد بنا دیں۔
یزید بن مزید، عبداللہ بن مالک علی بن موسیٰ اور ان ایسے اور سرداران فوج نے اس خیال میں ہادی کی تائید کی اور ہارون کی بیعت فسخ کر کے جعفر کی ولیعہدی کے لئے بیعت کر لی نیز انھوں نے خفیہ طور پر اس کارروائی کو کامیاب بنانے کے لئے شیعوں سے ساز باز کی اور اپنی قومی مجلس میں اس معاملہ پر گفتگو کی جس میں ہارون کی مذمت اور تنقیص کی گئی اور انھوں نے کہا کہ ہم کبھی اس کی خلافت کو تسلیم نہ کریں گے مگر اس جماعت کو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی اس لئے یہ راز کھل گیا۔ ہادی نے ہارون کو ذلیل کرنے کے لئے یہ حکم دیا کہ اب آئندہ سے ہارون کے سامنے بھالا بردار نہ رہے۔ ہادی کے اس طرز عمل کا لوگوں پر یہ اثر ہوا کہ وہ بھی ہارون سے اجتناب کرنے لگے کوئی شخص اس سے ملنے نہ جاتا بلکہ سلام کرنے کی بھی جرات نہ کرتے البتہ یحییٰ بن خالد اور اس کے بیٹے ہی ایسے تھے جنھوں نے اس حالت میں بھی کبھی ہارون کا ساتھ نہ چھوڑا بلکہ ہمیشہ اس سے ملتے جلتے رہے۔
اسماعیل بن صبیح یحییٰ بن خالد کا کاتب تھا یحییٰ کو خیال پیدا ہوا کہ وہ اسے ایسی جگہ متعین کر دے جہاں سے وہ دربار خلافت کی خبریں ان کو بھیجتا رہے۔ ابراہیم الحرانی موسیٰ کا وزیر تھا۔ اس نے اسماعیل کو اپنا کاتب مقرر کر لیا۔ اس کی خبر ہادی کو ہو گئی مگر یحییٰ کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی کہ ہادی اس راز سے آگاہ ہو گئے ہیں۔ اس نے اسماعیل سے کہا کہ فوراً حران چلے جاؤ کئی ماہ کے بعد ہادی نے ابراہیم الحرانی سے

پوچھا تمھارا منشی کون ہے اس نے نام لے کر بتایا کہ فلاں شخص میرا منشی ہے۔ ہادی نے کہا مگر مجھے تو یہ اطلاع ملی تھی کہ اسمٰعیل بن صبیح تمھارا منشی ہے۔ اس نے کہا جناب والا یہ بات بالکل غلط ہے اسمٰعیل تو حرّان میں ہے۔

ہادی سے شکایت کی گئی کہ ہارون تو آپ کی تجویز کا کچھ ایسا مخالف نہیں ہے یہ پس پردہ یحییٰ ہے جو اسے بھکاتا ہے انھوں نے یحییٰ کو طلب کیا اُسے قتل کی دھمکی دی اور کفر کا الزام لگایا یہ اطلاع ہادی کے یحییٰ سے ناراض ہونے کا سبب ہوئی۔

محمد بن یحییٰ بن خالد بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت ہادی نے یحییٰ کو طلب کیا اس وقت کی طلبی سے اس کے ہوش وحواس جاتے رہے وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا۔ اس نے اپنے اہل وعیال کو خیر باد کہا خوشبو لگائی اور نیا لباس پہنا اُسے یقین تھا کہ میں ضرور قتل کر دیا جاؤں گا۔ جب یہ ہادی کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اس سے کہا میں کیا سن رہا ہوں یحییٰ نے کہا میں آپ کا غلام ہوں اور غلام بجز اپنے آقا کی اطاعت کے اور کیا کر سکتا ہے۔ ہادی نے کہا تو پھر کیوں تم میرے اور میرے بھائی کے درمیان آڑے آتے ہو۔ اور اسے میرے خلاف بھڑکاتے ہو یحییٰ نے کہا بھلا امیر المومنین میں آپ لوگوں کے بیچ میں دخل دینے والا کون، آپ کے باپ نے مجھے ان کا اتالیق اور داروغہ مقرر کیا تھا ان کے حکم کی بجا آوری میں نے کی پھر جناب والا نے بھی مجھے اسی فرض کے انجام دینے کا حکم دیا اور میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کی، ہادی نے پوچھا پھر ہارون نے یہ کیا حرکت کی۔ اس نے کہا جی نہیں اس نے کچھ نہیں کیا ہے اور نہ اس کے دل میں کچھ ہے۔ اس گفتگو سے اُن کا غصّہ فرو ہو گیا۔

واقعہ تو یہ تھا کہ ہارون اپنی ولیعہدی سے علیحدہ ہونے کے لئے

خوشی سے تیار تھا مگر یحیٰی نے اسے روک دیا اس پر ہارون نے اس سے کہا کہ میں کیوں اس جھگڑے میں پڑوں استعفا کے بعد بھی میں مزے سے چین کروں گا کس چیز کی کمی ہے اپنی چچیری بہن کے ساتھ مدت العمر گزار دوں گا۔ ہارون اپنی بیوی ام جعفر پر فریفتہ تھا۔ یحیٰی نے کہا بھلا خلافت کے مقابلہ میں ان باتوں کی کیا حقیقت ہے اور ممکن ہے کہ استعفا دینے کے بعد تمھارے ہاتھ میں یہ بات بھی نہ رہے بلکہ سب ہی سے ہاتھ دھونا پڑے۔ کبھی اس معاملہ میں ہادی کی بات نہ ماننا۔

ہادی نے جو عیسی باذ میں مقیم تھے ایک رات یحیٰی کو طلب کیا۔ اس بے وقت کی طلبی سے یحیٰی خوف زدہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ اس وقت خلوت گاہ میں تھے یحیٰی کے آنے کے بعد انھوں نے اس شخص کو بھی طلب کیا جس نے ہادی کو یحیٰی سے ڈرایا تھا مگر وہ موجود نہ تھا ہادی کا مطلب یہ تھا کہ یہ اس سے باتیں کرے اور ہارون کے پاس نہ جائے چنانچہ وہ بہت دیر تک ان سے باتیں کرتا رہا یحیٰی نے ہارون کے بارے میں بھی اُن سے گفتگو کی اور ہادی نے یحیٰی سے وعدہ کیا کہ وہ میری طرف سے اطمینان رکھے نیز ہادی نے ایک یاقوت سرخ کی انگوٹھی بھی جو وہ پہنے تھے اسے دی اور کہا کہ یہ میری امانت ہے احتیاط سے رکھنا۔ اس کے بعد یحیٰی ان کے پاس سے چلا آیا۔ اس شخص کی پھر تلاش ہوئی اور وہ ہادی کے پاس پیش ہوا۔ اس ملاقات کے بعد ہادی یحیٰی سے خوش ہو گئے، ایک سے زیادہ اشخاص نے یہ بات بیان کی ہے کہ جس شخص کی تلاش کی گئی تھی وہ ابراہیم الموصلی تھا۔

صالح بن سلیمان بیان کرتا ہے کہ ایک دن ہادی نے ربیع سے کہا یحیٰی بن خالد کو سب کے بعد میرے پاس آنے کی اجازت دینا۔ ربیع نے یحیٰی کو بلا بھیجا مگر وہ اس کی زندگی سے مایوس ہو گیا جب صبح کو وہ دربار میں بیٹھے تو کوئی ایسا نہ تھا جسے دربار میں بار نہ دیا گیا ہو

اس وقت عبدالصمد بن علی بن عباس بن محمد اور ان کے دوسرے تمام اعزا اور سپہ سالار عساکر دربار میں موجود تھے سب کے آخر میں یحییٰ کو اجازت ملی ہادی اُسے اپنے قریب بلاتے رہے یہاں تک کہ جب وہ ان کے بالکل سامنے آگیا تو اسے بیٹھنے کا حکم دیا اور اس سے کہا میں تم پر ظلم کرتا رہا ہوں اور تمہاری تکفیر کرتا رہا ہوں تم مجھے معاف کرو تمام لوگ یحییٰ کی اس عزت افزائی اور ہادی کے اس جملہ سے متحیر ہو گئے یحییٰ نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور شکر ادا کیا۔ ہادی نے پوچھا کس شاعر نے تمہارے لئے یہ شعر کہا ہے۔

لو یمسّ البخیل راحۃ یحیی لسخت نفسہ ببذل النوال

ترجمہ۔ اگر بخیل یحییٰ کی ہتھیلی کو چھولے تو وہ ایسا سخی ہو جائے کہ بخشش کے ساتھ اپنی جان بھی بخش دے۔

یحییٰ نے کہا یہ اثر امیر المومنین کی ہتھیلی میں ہے نہ کہ آپ کے اس غلام کی ہتھیلی میں۔

رشید کی ولایت عہد سے علیحدگی کے متعلق جب ہادی نے یحییٰ سے گفتگو کی تو یحییٰ نے کہا اگر آپ خود لوگوں کو فسخ عہد اور ترک حلف کی ترغیب دینگے تو پھر قسم کی ان کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رہیگی مناسب یہ ہے کہ اپنے بھائی کے عہد کے متعلق تو آپ ان کو نہ چھیڑیں البتہ اس کے بعد کے لئے جعفر کی بیعت کرالیں اس طرح اخلاقاً جعفر کی ولیعہدی زیادہ موثر ہو گی۔ ہادی نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔ تمہاری رائے خلوص پر مبنی ہے میں اس کے متعلق غور کرتا ہوں۔

خزیمہ بن عبداللہ کہتا ہے کہ جب رشید کی علیحدگی کے خیال میں یحییٰ نے ہادی کی تائید نہیں کی تو انھوں نے اسے قید کر دیا یحییٰ نے ان کی خدمت میں معروضہ پیش کیا کہ میں آپ کو ایک مخلصانہ مشورہ دینا چاہتا ہوں، ہادی نے اسے بلایا اس نے کہا کہ میں آپ سے تنہائی میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تخلیہ ہو گیا۔ یحییٰ نے کہا اے امیر المومنین

نصیب دشمن اگر آپ کو موت آجائے تو کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ یہ سب لوگ جعفر کی خلافت کو تسلیم کر لیں گے۔ حالانکہ ابھی وہ سن بلوغ کو بھی نہیں پہونچا ہے اور کیا وہ اسے اپنی نماز، حج اور جہاد میں امام بنائیں گے۔ ہادی نے کہا بخدا یہ خیال تو میرا ابھی نہیں ہے یحیٰی نے کہا کیا آپ اس بات سے مطمئن ہیں کہ خود آپ کے اعزا میں سے بیشتر مثلاً فلاں اور فلاں نیز ان کے علاوہ دوسرے لوگ اس کے عہد میں خلافت کے لئے جد و جہد نہ کریں گے اور اس طرح یہ منصب عظمےٰ آپ کے باپ کی اولاد سے نکل جائے گا۔ ہادی نے کہا یحیٰی تم نے مجھے آگاہ کر دیا۔ اس بنا پر یحیٰی کہا کرتا تھا کہ جتنے خلفا سے میری گفتگو ہوئی ہے اُن میں موسٰی سب سے زیادہ عقلمند تھا۔ یحیٰی نے ان سے یہ بھی کہا کہ اگر رشید تمھارا بھائی پہلے سے ولیعہد نہ بھی ہوتا تب بھی آپ کے لئے مناسب یہی تھا کہ خود آپ اسے ولیعہد بنا دیں چہ جائے کہ آپ خود اُسے اُس ولیعہدی سے جو مہدی نے اس کے لئے مقرر کی ہے اسے علحدہ کرنا چاہتے ہیں۔ امیر المومنین میں تو یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اس معاملے کو علیٰ حالہ رہنے دیں جب جعفر سن بلوغ کو پہونچ جائے خود رشید اپنی ولیعہدی سے دست بردار ہو جائے گا اور سب سے پہلے وہی جعفر کے ہاتھ پر بیعت کر لے گا۔ ہادی نے اس کے مشورہ اور رائے کو قبول کیا اور اسے رہا کر دیا۔

محمد بن یحیٰی کہتا ہے کہ رشید کو ولیعہدی سے علیحدہ کرنے کے متعلق اگرچہ میرے والد نے ہادی سے گفتگو کی تھی مگر پھر بھی اپنے اکثر موالیوں، اور سرداران فوج کی تحریک پر ہادی نے رشید کی علیحدگی کا مستقل ارادہ کر لیا۔ یہ بات صحیح طور پر معلوم نہیں کہ آیا رشید نے یہ تجویز قبول کی یا نہیں کی مگر ہادی اس سے بہت سخت ناراض ہو گئے اور اُس کی زندگی دوبھر ہو گئی۔ یحیٰی نے ہارون کو مشورہ دیا کہ آپ شکار کی اجازت لے کر ان سے دور چلے جائیں اور جس طرح بنے

علیحدہ رہ کر یہ زمانہ گزار دیں۔ ہارون نے اس کے متعلق ایک معروضہ ہادی کی جناب میں پیش کیا ہادی نے اسے اجازت دے دی۔ ہارون مدینۃ السلام سے چل کر قصر مقاتل آیا اور یہاں چالیس دن مقیم رہا۔ اب ہادی کو محسوس ہوا کہ ان کی کارروائی عادلانہ نہ تھی نیز انھیں ہارون کی یہ ارادی علیحدگی اور کشیدگی محسوس ہونے لگی انھوں نے اسے لکھنا شروع کیا کہ پلٹ آؤ مگر ہارون ٹالتا رہا اس طرح یہ معاملہ بہت بڑھ گیا۔ ہادی نے اسے بہت برا بھلا کہا نیز اس کے موالی اور سردار ان فوج نے بھی اس پر زبان درازیاں کیں۔ اس وقت فضل بن یحییٰ رشید اور اپنے باپ کی طرف سے آستانہ خلافت پر متعین تھا وہ تمام واقعات کی اطلاع رشید کو لکھ دیتا تھا رشید اپنے مقام سے پلٹ آیا اور اب معاملہ نے بہت طول کھینچا۔

یحییٰ بن خالد کا مولیٰ یزید بیان کرتا ہے کہ خیزران نے عاتکہ کو جو ہارون کی دایہ تھی یحییٰ کے پاس بھیجا اس نے یحییٰ کے سامنے رونا پیٹنا شروع کیا اور کہا کہ سیدہ آپ سے کہتی ہیں کہ خدا کے لئے تم میرے بیٹے کو قتل نہ کراؤ جو خواہش اس کے بھائی کی ہے اسے قبول کر لینے دو۔ دینا اور اس کی تمام چیزوں کے مقابلہ میں مجھے ہارون کی زندگی زیادہ محبوب ہے۔ یحییٰ نے اسے ڈانٹا کہ تجھے ان امور میں دخل دینے کا کیا حق ہے اگر ایسا ہوا جیسا کہ تم کہتی ہو تو پہلے میں میری اولاد اور تمام کنبہ قتل ہو جائیگا تب کہیں اس تک نوبت آئے گی۔ میں اس کو دھوکا دے سکتا ہوں مگر اپنے نفس اور اپنی اولاد کو تو دھوکا نہیں دے سکتا۔

جب ہادی نے دیکھا کہ انعام، اکرام جاگیر کسی چیز کا ہارون کے معاملہ میں یحییٰ پر اثر نہیں ہوتا تو انھوں نے یحییٰ کو پیام بھیجا کہ اگر تم اپنے طرز عمل سے باز نہ آؤ گے تو میں تم کو قتل کر دوں گا۔ اتنی خوف و خطر کی حالت میں یہ سارا زمانہ بسر ہوا۔ اسی زمانہ میں یحییٰ کی ماں نے انتقال کیا مگر وہ بغداد کے قصر خلد میں ہارون کی خدمت میں تھا جنازے

میں شریک بھی نہ ہو سکا۔ ہارون بغداد میں اپنی ولیعہدی کے زمانہ میں اسی قصر میں فروکش ہوتا تھا اور یحییٰ اس کے ہمراہ ہوتا اگرچہ وہ فروکش اپنے مکان میں ہوتا مگر صبح و شام ہارون کی خدمت میں حاضر رہتا۔

ہادی نے اپنے خلافت کے ابتدائی عہد میں ایک مرتبہ دربار خاص منعقد کیا۔ ابراہیم بن جعفر بن ابی جعفر ابراہیم بن سلم بن قتیبہ اور حرانی کو دربار میں بلایا یہ سب لوگ ہادی کے بائیں جانب بیٹھ گئے ان کے ساتھ وہاں ہادی کا حبشی خدمت گار اسلم نام جس کی کنیت ابو سلیمان تھی موجود تھا ہادی اس پر بہت اعتماد کرتے تھے یہ اسے اپنے پاس بلا رہے تھے کہ اتنے میں صالح مصلیٰ بردار نے آکر عرض کیا کہ ہارون بن المہدی حاضر ہے حکم ہوا کہ آنے دو۔ اس نے دربار میں آکر ہادی کو سلام کیا اس کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پھر دوسری سمت سے ہو کر ان کے داہنے جانب آخری نشست پر بیٹھ گیا موسیٰ دیر تک سر جھکائے اسے غور سے دیکھتے رہے پھر ہارون کو مخاطب کر کے کہا مجھے یقین ہے کہ تم اس خواب کے پورا ہونے کے متوقع ہو اور اس وقت بھی تمہارے دل میں وہی آرزو موجزن ہے حالانکہ اس سے تم کوسوں دور ہو اس کے حاصل ہونے میں تم کو بڑے بڑے مصائب جھیلنا پڑیں گے کیوں نہ ہو تم خلافت کے امیدوار ہو۔ یہ سن کر ہارون دوزانو بیٹھ گیا اور اس نے کہا اے موسیٰ یاد رکھو اگر تم نے سر اٹھایا ذلیل ہو جاؤ گے اگر انکسار اختیار کرو گے تمہاری عزت اور بڑھے گی اگر ظلم کرو گے تباہ کر دیئے جاؤ گے میں اللہ سے اس بات کا امیدوار ہوں کہ یہ منصب مجھے نصیب ہوگا اس وقت میں ان لوگوں کے ساتھ انصاف کروں گا جن پر تم نے ظلم کیا ہے ان سے رشتہ قائم کروں گا جن کو تم نے علیحدہ کر دیا ہے۔ تمہاری اولاد کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھوں گا اور اپنی بیٹیوں سے ان کی شادیاں کر دوں گا اور اس طرح امام مہدی کا جو حق مجھ پر عائد ہوتا ہے اس سے پوری طرح عہدہ برآ ہونے کی سعی بلیغ کروں گا۔

موسیٰ نے کہا اے ابوجعفر بیشک تم سے اسی قسم کی توقع کی جاتی ہے میرے قریب آؤ۔ ہارون ان کے پاس گیا اور اس نے ان کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پھر اپنی نشست پر واپس جانے لگا۔ ہادی نے کہا یہ نہیں ہوگا ہمارے معزز شیخ اور شریف فرمانروا یعنے تمہارے دادا منصور نے ہمیشہ تم کو میرے ساتھ بٹھایا ہے۔ چنانچہ اب ہادی نے اسے بھی اپنے برابر صدر مجلس میں جگہ دی اور حرانی کو حکم دیا کہ اسی وقت دس لاکھ دینار میرے بھائی کو لے جاکر دو نیز جب خراج وصول ہو جائے تو اس میں سے نصف ان کو دینا۔ اس کے علاوہ اس وقت ہمارے توشہ خانہ میں اور خزانوں میں جو کچھ ہو اور جو بیش بہا اشیا اس ملعون خاندان (بنی امیہ) سے دستیاب ہوئی ہیں وہ سب ان کو لے جاکر دکھاؤ اور جس قدر یہ چاہیں اس میں سے لے لیں۔ حرانی نے حکم کی بجا آوری کی۔ جب ہارون دربار سے اٹھا تو ہادی نے صالح کو حکم دیا کہ ان کا گھوڑا فرش دربار تک لاؤ۔

عمرو الرومی اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے چونکہ ہارون مجھ سے مانوس تھے میں اُٹھ کر ان کے پاس گیا اور میں نے پوچھا اے میرے آقا وہ کیا خواب ہے جس کی طرف امیرالمومنین نے اشارہ کیا ہے۔ ہارون نے کہا مہدی نے یہ بات بیان کی تھی کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں نے ایک شاخ موسیٰ کو دی اور ایک ہارون کو دی موسیٰ کی شاخ کی صرف چوٹی پر تھوڑے سے پتے نکلے ہیں اور ہارون کی شاخ میں نیچے سے لے کر اوپر تک پتے نکلے ہیں مہدی نے حکم بن موسیٰ القمری ابوسفیان کو بلایا اور اس خواب کی تعبیر دریافت کی اس نے کہا حکومت دونوں کو ملیگی مگر موسیٰ کا زمانہ قلیل ہوگا البتہ ہارون اپنی مدت العمر خلیفہ رہے گا اور اس کا عہد خلافت بہترین عہد ہوگا۔ اس کے چند ہی روز کے بعد موسیٰ بیمار پڑے اور صرف تین دن علیل رہ کر انہوں نے انتقال کیا۔ ہارون نے خلیفہ ہونے کے بعد حمدونہ

کی شادی جعفر بن موسیٰ اور فاطمہ کی شادی اسماعیل بن موسیٰ سے کردی خلافت سے پہلے جو وعدے اس نے کئے تھے وہ سب پورے کئے اور واقعی اس کا عہد بہترین عہد ثابت ہوا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ہادی حدیثۃ الموصل گئے تھے وہاں بیمار ہو گئے جب مرض نے شدت اختیار کی تو پلٹ آئے۔

عمرو یشکری شاگرد پیشہ بیان کرتا ہے کہ شرق و غرب میں اپنے تمام عمالوں کو حاضری دربار کا فرمان لکھ کر ہادی حدیثۃ سے پلٹے۔ جب ان کی حالت نازک ہوئی تو وہ تمام قائد اور اکابر جنھوں نے ہادی کے ایما سے اُن کے بیٹے جعفر کی ولایت عہد کی بیعت کی تھی مشاورت کے لئے جمع ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اگر یحییٰ کو یہ اقتدار حاصل ہو گیا تو وہ ہم سب کو قتل کر دیگا کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ طے یہ پایا کہ ہم میں سے کوئی ایک ہادی کا حکم لے کر یحییٰ کے پاس جائے اور اسے قتل کر دے مگر پھر ان لوگوں نے کہا کہ اگر امیر المومنین اچھے ہو گئے تو ہم اپنی اس کارروائی کا ان کو کیا جواب دے سکیں گے اس خوف سے یہ سب لوگ چپ ہو گئے۔

خیزران نے یحییٰ کو اطلاع دی کہ اب اس کا وقت آخر ہے جو مناسب ہو وہ انتظام کر لو اور پوری طرح تیار رہو رشید کی تمام زندگی میں حقیقی اقتدار حکومت اسی کو حاصل رہا۔ یحییٰ نے بہت سے منشی بلائے ان کو فضل بن یحییٰ کے مکان میں ایک جا بٹھایا انھوں نے اس تمام رات رشید کی جانب سے تمام والیوں اور عمال سلطنت کو مراسلے لکھے جس میں ہادی کی وفات کی اطلاع لکھی اور یہ لکھا کہ میں رشید تم کو تمہارے موجودہ مناصب پر برقرار رکھتا ہوں جب ہادی کی روح پرواز کر گئی تو اب یہ مراسلے ڈاک کے ذریعہ تمام اقطاع اور اکناف سلطنت میں دوڑا دئیے گئے

فضل بن سعید اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ خیزران نے قسم کھائی کہ وہ موسیٰ الہادی سے بات نہیں کرے گی اور اسے چھوڑ کر علیحدہ جا رہی تھی جب ہادی کی موت کا وقت

قریب آیا اور قاصد نے اس کی اطلاع اسے دی تو اس نے کہا کہ میں کیا کروں خالصہ نے کہا بی بی یہ وقت خفگی اور غصہ کے اظہار کا نہیں ہے آپ ضرور اپنے بیٹے کے پاس جائیں اس نے کہا وضو کے لئے پانی لاؤ تاکہ نماز پڑھ لوں اس کے بعد کہنے لگی کہ ہم پہلے سے اس بات کو ایک دوسرے سے بیان کرتے آئے ہیں کہ آج رات کو ایک خلیفہ مرے گا دوسرا برسر خلافت قائم ہوگا اور تیسرا پیدا ہوگا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ اسی رات موسیٰ نے انتقال کیا رشید خلیفہ ہوئے اور مامون پیدا ہوا۔

فضل بن سعید اس روایت کا بیان کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عبداللہ سے بیان کی اس نے مجھ سے بالکل وہی واقعہ بیان کیا جو میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ خیزران کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی تھی اس نے کہا خیزران نے یہ بات اوزاعی سے سنی تھی

سلیمان کی بوتی زینب بیان کرتی ہے کہ جب موسیٰ نے عیسیٰ باذ میں انتقال کیا تو خیزران نے ہمیں یہ خبر سنائی اس وقت وہاں ہم چار عورتیں موجود تھیں ایک میں ایک میری بہن اور ام الحسن اور عائشہ سلیمان کی بیٹیاں ہمارے ساتھ ریطہ ام علی بھی تھی۔ خالصہ آئی خیزران نے اس سے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا موسیٰ نے انتقال کیا اور لوگوں نے اسے دفن کر دیا۔ خیزران نے کہا کہ اگر موسیٰ مر گیا تو ہارون تو زندہ ہے ستو لا۔ خالصہ ستو لائی خیزران نے بھی پیا اور ہم سب کو بھی پلایا پھر اسے حکم دیا کہ میرے ان آقا زادیوں کو چار لاکھ دینار لاکر دو۔ پھر پوچھا میرے بیٹے ہارون نے اب تک کیا کیا اس نے کہا انھوں نے قسم کھائی ہے کہ وہ ظہر بغداد میں پڑھیں گے۔ خیزران نے کہا تو سواریاں منگواؤ میں اب یہاں بیٹھ کر کیا کروں وہ تو بغداد روانہ ہو گئے۔ خیزران بھی بغداد میں ہارون سے آملی۔

## ہادی کے انتقال کا وقت، عمر، عہد اور اس بات کا ذکر کہ اس کی نماز جنازہ کس نے پڑھی

ابو معشر کہتا ہے کہ موسیٰ نے جمعہ کی رات کو ربیع الاول کے نصف میں وفات پائی، واقدی کہتا ہے کہ موسیٰ نے عیسیٰ باذ میں ماہ ربیع الاول کے نصف میں وفات پائی۔ ہشام بن محمد کہتا ہے کہ موسیٰ الہادی نے جمعہ کی رات ۱۴ ربیع الاول ۱۷۰ھ ہجری میں انتقال کیا بعض ارباب سیر نے یہ بیان کیا ہے کہ ہادی نے جمعہ کی رات ۱۶ ربیع الاول کو وفات پائی اور ایک سال تین مہینے حکومت کی۔ ہشام کہتا ہے کہ ہادی نے چودہ ماہ حکومت کی اور چھبیس سال عمر پائی واقدی کہتا ہے کہ ہادی کی مدت خلافت ایک سال ایک ماہ اور بائیس دن ہے متذکرۂ بالا ارباب سیر کے علاوہ اور راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ہادی نے سنیچر کے دن ۱۰ ربیع الاول کو یا جمعہ کی رات میں تئیس سال کی عمر میں انتقال کیا ایک سال ایک ماہ اور ۲۳ دن حکومت کی۔ اس کے بھائی ہارون بن محمد الرشید نے نماز جنازہ پڑھی ابو محمد کنیت تھی۔ ان کی ماں خیزران ام ولد ہے۔ یہ عیسیٰ باذ الکبریٰ میں اپنے ہی باغ میں دفن کئے گئے۔

# ہادی کا حلیہ

یہ دراز قامت، فربہ اندام، جمیل و شکیل اور گورے تھے۔ سرخ مونچھیں تھیں بالائی ہونٹ سکڑا ہوا تھا اطبق لقب تھا یہ رے کے علاقہ میں شیروان میں پیدا ہوئے تھے۔

# اولاد کا ذکر

نو بچے تھے، سات لڑکے اور دو لڑکیاں ایک لڑکا جعفر تھا جسے وہ خلافت کے لئے تیار کر رہے تھے اور دوسروں کے نام یہ ہیں۔ عباس، عبداللہ، اسحاق، اسماعیل، سلیمان اور موسیٰ الاعمیٰ یہ اندھا تھا اور ہادی کے مرنے کے بعد پیدا ہوا تھا ان سب کی مائیں لونڈیاں تھیں

بیٹیوں میں ایک امِ عیسٰی مامون کی بیوی تھی اور دوسری ام العباس بنت موسیٰ تھی جس کا لقب نونہ تھا۔

# اخلاق اور واقعات زندگی

سندی بن شاہک بیان کرتا ہے کہ جب مہدی کے مرنے اور ہادی کے خلیفہ ہونے کی خبر آئی اس وقت میں ہادی کے ساتھ جرجان میں موجود تھا۔ یہ فوراً ڈاک کے ذریعہ بغداد روانہ ہوئے سعید بن سلم بھی ان کے ہمراہ تھا، مجھے انہوں نے خراسان بھیجدیا تھا یہ حسب ذیل واقعہ مجھ سے اسی سعید نے بیان کیا کہ جب ہم جرجان کے مکانات اور باغوں کے درمیان سے گزر رہے تھے تو ہادی کو ان باغوں میں سے ایک شخص کے گانے کی آواز آئی انہوں نے اپنے صاحب شرط کو حکم دیا کہ اس شخص کو ابھی میرے پاس حاضر کرو، میں نے کہا امیر المومنین اس بیہودہ کا قصہ بالکل سلیمان بن عبدالملک کے قصہ کے مشابہ ہے۔ ہادی نے کہا وہ کیا ہے میں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ سلیمان بن عبدالملک اپنے حرم کے ساتھ اپنی کسی سیرگاہ میں مصروف عیش و نشاط تھا کہ ایک دوسرے باغ سے اسے ایک مرد کے گانے کی آواز آئی اس نے اپنے صاحب شرط کو حکم دیا کہ اس گانے والے کو ابھی حاضر کرو وہ اسے لے آیا اور جب وہ گانے والا سلیمان کے روبرو آکر کھڑا ہوا تو اس نے پوچھا تجھے معلوم ہے کہ میں تیرے قریب فروکش ہوں میرے ہمراہ میری حرم ہیں پھر اسی وقت تجھے گانے کی کیا ضرورت پیش آئی کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب گھوڑی نر کی آواز سنتی ہے تو اس کی طرف گرویدہ ہو جاتی ہے اے غلام اسے نامرد بنادے چنانچہ اس شخص کو نامرد کر دیا گیا۔ دوسرے سال سلیمان پھر اسی سیرگاہ میں آیا اور وہیں آکر بیٹھا جہاں گزشتہ سال بیٹھا تھا اسے اس گانے والے

کا قصہ بھی یاد آیا اور اب پھر اس نے اپنے کوتوال کو اس کی حاضری کا حکم دیا وہ حاضر کیا گیا اور وہ اس کے سامنے آکر کھڑا ہوا تو سلیمان نے اس سے کہا تجھے کسی نے تو فروخت نہیں کیا کہ ہم ہی خرید لیتے اور نہ کسی نے تجھے یوں ہی بخشا اور نہ ہم تیرے عوض کسی غلام کو دے کر تجھے لے لیتے اس کے جواب میں بخدا ئے لایزال اس شخص نے لفظ خلیفہ سے بھی سلیمان کو مخاطب نہیں کیا بلکہ بیباکانہ طور پر کہنے لگا اے سلیمان اللہ سے ڈرو تم نے میری نسل قطع کردی میری آبرو برباد کردی اور مجھے لذت سے محروم کردیا اور پھر تم مجھ سے اس قسم کا سوال کرتے ہو بخدا میرا تمھارا معاملہ خدا کے سامنے پیش ہوگا یہ واقعہ سن کر موسیٰ الہادی نے غلام کو حکم دیا کہ کوتوال کو واپس بلالاؤ وہ بلا لایا انھوں نے اسے کہا کہ اس شخص سے کوئی تعارض نکرو جانے دو۔

ابو موسیٰ ہارون بن محمد بن اسماعیل بن موسیٰ الہادی کہتا ہے کہ مجھ سے علی بن صالح نے یہ واقعہ بیان کیا کہ میں اپنے لڑکپن میں ایک دن ہادی کے پیراہنے کھڑا تھا انھوں نے بسلسل تین دن سے مظالم کی سماعت نہیں کی تھی حرانی آیا اس نے عرض کیا کہ آپ نے تین دن سے مظالم کی سماعت نہیں کی ہے اس طرح تو عوام آپ کے مطیع اور منقاد نہیں رہ سکتے۔ یہ سن کر انھوں نے مجھے دیکھا اور کہا اے علی جاؤ دربار عام منعقد کرو اور دربار خاص نہو میں یہ حکم سن کر تیزی سے اڑتا ہوا چلا جارہا تھا کہ میں ذرا ٹھہرا اور چونکہ اس مفہوم کے لئے انھوں نے جو جملہ کہا تھا وہ مبہم تھا میں نے سوچا کہ اس جملہ سے امیرالمومنین کا مطلب کیا ہے مجھے کچھ معلوم نہیں انھیں سے پلٹ کر پوچھوں تو وہ کہیں گے کہ تو میرا حاجب ہو کر میری بات نہیں سمجھتا اب میرے دل میں بات آگئی میں نے اس اعرابی کو طلب کیا جو امیرالمومنین کی خدمت میں باریاب ہونے آیا تھا اور اس سے ان کے جملہ کے معنی پوچھے اس نے بتادئیے۔ میں نے حکم دیا کہ تمام پردے اٹھادئیے جائیں

اور دروازے کھولدیئے جائیں چنانچہ اب لوگ بالکل سویرے سے بارگاہ خلافت میں جوق درجوق آنے لگے رات ہونے تک وہ مظالم کی سماعت کرتے رہے جب دربار برخواست ہوا تو میں سامنے جاکر کھڑا ہوا۔ پوچھا کچھ کہنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں امیرالمومنین جناب والا نے آج مجھ سے ایسا جملہ کہا تھا کہ پہلے تو میں اُس کا مطلب ہی نہ سمجھ سکا کیونکہ میں نے اُسے آج سے پہلے کبھی سنا نہ تھا مگر میں اس بات سے بھی ڈرا کہ آپ کے پاس واپس آکر اُس کا مطلب دریافت کروں کیونکہ آپ یہ نہ کہیں کہ میرے حاجب ہو کر تم میری بات نہیں سمجھتے اس خوف سے میں نے اس اعرابی کو بلایا جو باریابی کے لئے آستانۂ خلافت پر حاضر تھا اس نے مجھے آپ کے جملہ کا مطلب سمجھا دیا اس کی اس خدمت کا آپ میری طرف سے کوئی صلہ دیدیجئے، انھوں نے کہا اچھی بات ہے ایک لاکھ درہم لیجاکر دیدو میں نے عرض کیا امیرالمومنین وہ زابدوی ہے اسے دس ہزار بہت ہیں اتنے میں وہ خوش حال ہو جائیگا کہنے لگے علی میں سخاوت کرتا ہوں اور تم بخل کرتے ہو۔ یہی راوی علی بن صالح دوسرے سلسلہ سے بیان کرتا ہے ایک مرتبہ خیزران کچھ بیمار ہوئی ہادی اُس کی عیادت کے لئے چلے راستہ میں عمر بن بزیع نے سامنے آکر عرض کیا کہ اس سے زیادہ ضروری فرض موجود ہے پہلے ادھر چلئے پوچھا کیا۔ عمر نے کہا مظالم آپ نے تین روز سے سماعت نہیں فرمائی ہے۔ اس عیادت سے یہ زیادہ ضروری ہے۔ ہادی نے اپنی جلو میں چلنے والی جماعت کو اشارہ کیا کہ دربار عام کی طرف چلو اور اپنے ایک خدمت گار کو خیزران کے پاس اپنے اس وقت کے نہ آنے کی معذرت کے لئے بھیجدیا اسے ہدایت کی کہ کہدینا کہ عمر بن بزیع نے ہمیں تنبہ کیا کہ اللہ کے حق کی ادائی ہم پر تمہارے حق سے زیادہ ضروری ہے اس وجہ سے ہم آج تمہارے پاس نہ آسکے

انشاء اللہ کل صبح عیادت کو آئیں گے۔
عبد اللہ بن مالک مہدی کا کوتوال بیان کرتا ہے کہ مہدی ہادی کے ندیموں اور گویوں کو طلب کر کے مجھے ان کے مار نے کا حکم دیتے ہادی مجھ سے ان کی سفارش کرتے کہ میں ان کے ساتھ ملائمت اور نرمی برتوں۔ مگر میں ہادی کی سفارش پر ذرا توجہ نہ کرتا اور مہدی کے حکم کی بجا آوری کر دیتا۔ جب ہادی خلیفہ ہوئے تو اب مجھے یقین تھا کہ میں مارا جاؤں گا ایک دن انھوں نے مجھے طلب کیا۔ میں سر سے کفن لپیٹ کر اور حنوط مل کر حاضر دربار ہوا وہ ایک کرسی پر متمکن تھے تلوار اور چمڑا سامنے رکھا تھا۔ میں نے سلام کیا اس کے جواب میں انھوں نے کہا تجھ پر سلامتی نہ ہو تم کو وہ دن ابھی یاد ہے جب میں نے حرانی کے متعلق تم سے کہلا بھیجا تھا اور امیر المومنین نے اس کے مارنے اور قید کرنے کا حکم دیا تھا۔ تم نے میری سفارش نہیں مانی نیز فلاں اور فلاں ندیموں کے معاملہ میں بھی تم نے میری کچھ نہ سنی میں نے عرض کیا امیر المومنین بجا ارشاد فرماتے ہیں۔ اجازت ہو تو کچھ میں بھی اس کے متعلق عرض کروں۔ انھوں نے مجھے عذر پیش کرنے کی اجازت دی میں نے عرض کیا امیر المومنین میں آپ سے اللہ کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ مجھے اسی عہدہ پر مقرر کریں جس پر آپ کے والد نے مجھے کیا تھا اور پھر آپ مجھے کسی کام کا حکم دیں اور آپ کا کوئی لڑکا مجھے اس کے خلاف ورزی کا حکم دے میں اس کا حکم بجالاؤں اور آپ کے حکم کی نافرمانی کروں تو کیا یہ بات آپ کو اچھی معلوم ہو گی انھوں نے کہا یہ تو نہیں ہو سکتا میں نے کہا تو بس یہی طرز میرا آپ کے اور آپ کے والد کے ساتھ تھا۔ یہ جواب سن کر انھوں نے مجھے اپنے قریب بلایا میں نے ان کے ہاتھ چومے انھوں نے مجھے خلعت سے سرفراز کیا اور کہا کہ میں تم کو اسی عہدہ پر مقرر کرتا ہوں جس پر تم پہلے فائز تھے جاؤ اپنا کام کرو۔ میں ان

کے پاس سے اٹھ کر اپنے مکان چلا آیا۔ مگر اپنے اور ان کے آئندہ تعلقات پر غور کرتا رہا کہ کیونکر نبھیں گے۔ یہ بالکل نوجوان ہیں شراب کے عادی ہیں وہی لوگ ان کے ندیم، وزیر اور اہلکار ہیں جن کے متعلق میں نے ان کی بات نہیں مانی تھی۔ مجھے تو یہ نظر آرہا ہے کہ جب یہ شراب سے بدمست ہو جائیں گے تو وہ لوگ میرے متعلق ان کی رائے کو خراب کر دیں گے اور وہ کام کرائیں گے جن کا مجھے اندیشہ ہے۔

میں بیٹھا ہوا تھا اور اس وقت میری ایک چھوٹی بچی میرے سامنے بیٹھی تھی انگیٹھی سامنے رکھی تھی اور میں چپاتیوں کے ٹکڑے شوربے میں بھگو کر ان کو آگ پر سینک کر بچی کو دیرہا تھا اتنے میں ایک زبردست شور سنائی دیا۔ شور کی کثرت اور ٹاپوں کی آواز سے میں نے تو خیال کیا کہ دنیا تہ و بالا ہو گئی اور اب میں نے اپنے دل میں کہا یہ وہی ہے جس کا مجھے ان کی طرف سے اندیشہ تھا اب میری خیر نہیں۔ یکایک دروازہ کھلا خدمتگار اور چوبدار اندر آئے میں نے دیکھا کہ امیر المومنین ہادی بھی ان کے وسط میں ایک گدھے پر سوار موجود ہیں ان کو دیکھتے ہی میں اپنی جگہ سے تڑپ کر لپکا اور میں نے ان کے پاس پہونچ کر ان کے ہاتھ پاؤں چومے بلکہ ان کے گدھے کے کھروں کو بھی بوسہ دیا کہنے لگے اے عبداللہ میں نے تمہارے معاملہ پر غور کیا تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ تمہارے دل میں یہ خطرہ گزرا ہوگا کہ جب میں پی لوں گا اور میرے گرد تمہارے دشمن ہی دشمن ہونگے تو وہ میرے حسن رائے کو جو تمہارے متعلق قائم ہوئی ہے بدل دیں گے اور پھر میں تم کو اذیت پہونچاؤں گا اس اندیشہ کی وجہ سے میں خود تمہارے مکان آیا ہوں کہ تم سے اپنا انس ظاہر کروں اور بتاؤں کہ میرے دل سے تمہاری برائی نکل گئی ہے لاؤ میں بھی وہی کھاؤں گا جو تم کھا رہے تھے تاکہ تمہارے کھانے میں شریک ہونے اور خود تمہارے گھر آنے سے

تمہارا حق مجھ پر قائم ہو اور اسی طرح تمہارے دل سے خوف اور وحشت جاتی رہے۔ میں نے چپاتیاں اور سالن کا سکوران کے سامنے رکھ دیا انہوں نے اسے کھالیا اور پھر اپنے خدمت گاروں کو حکم دیا کہ وہ تحفہ لاؤ جو ہم عبداللہ کے لئے اپنے دربار سے لائے ہیں چار سو خچر درہموں سے لدے ہوئے میرے گھر کے اندر لائے گئے مجھ سے کہا لو یہ تمہارا ہدیہ ہے ان کو اپنے کام میں لاؤ البتہ یہ خچر میرے ہیں ان کو تم اپنے پاس امانت رکھو شاید کبھی کسی سفر کے لئے مجھے ان کی ضرورت ہوئی تو میں منگوالوں گا۔ پھر کہنے لگے اللہ تم کو اپنے سایہ میں خیریت سے رکھے۔ یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔

عبداللہ بن مالک کا بیٹا موسیٰ کہتا ہے ہمارے محل کے وسط میں جو باغ تھا وہ انہوں نے مجھے دے دیا تھا اسی باغ کے گرد انہوں نے ان خچروں کے اصطبل بنائے اور جب تک ہادی زندہ رہے یہ خود ان خچروں کی نگہداشت کرتے رہے۔

محمد بن عبداللہ بن یعقوب بن داؤد بن طہمان السلمی کہتا ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ علی بن عیسیٰ بن ماہان کا غضب اور خوشنودی خلفا کی سی تھی میرے باپ کہا کرتے تھے کہ کسی عربی یا عجمی کا میں اسقدر ممنون نہیں ہوں جس قدر عیسیٰ بن ماہان کا ہوں یہ ایک روز میری قید کی حالت میں میرے پاس آیا اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا کہنے لگا، امیر المومنین موسیٰ الہادی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سو کوڑے ماروں اب وہ میرے ہاتھ اور مونڈھے پر اس طرح کوڑا رکھنے لگا کہ وہ فقط ان کو مس کرتا اسی طرح اس نے سو شمار کئے اور چلا گیا ہادی نے اس سے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کردی انہوں نے پوچھا پھر اس پر کیا گذری اس نے کہا وہ مر گیا کہنے لگے انا للہ وانا الیہ راجعون تم نے یہ کیا غضب کیا وہ نیک آدمی تھا تم نے سب کے سامنے مجھے بدنام کیا سب یہی کہیں گے کہ امیر المومنین نے یعقوب کو قتل

کر دیا جب میرے باپ نے ان کو اتنا پریشان پایا تو کہا کہ امیر المومنین وہ مرا نہیں زندہ ہے اس پر ہادی نے خوشی کے اظہار میں الحمد للہ کہا۔
ربیع کے بعد ہادی نے اس کے بیٹے فضل کو حاجب خاص مقرر کر دیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ لوگوں کو میرے پاس آنے سے نہ روکنا ورنہ برکت جاتی رہیگی۔ کوئی ایسی بات میرے سامنے پیش نہ کرنا کہ جب میں اس کی تحقیق کروں تو وہ غلط ثابت ہو کیونکہ اس سے حکومت اور رعایا دونوں کو ضرر پہونچے گا۔

موسٰی بن عبداللہ بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص ہادی کے سامنے پیش کیا گیا ہادی اس کے جرائم بیان کرکے اسے دھمکی دینے لگے اس نے عرض کیا امیر المومنین بڑی مشکل ہے اگر میں اس فردجرم کی جواب دہی کروں تو آپ کی بات رد ہوتی ہے اور اگر تسلیم کروں تو جرائم کی پاداشس کا متوجب ہوتا ہوں مگر میں اس کے جواب میں یہ شعر پڑھ دیتا ہوں۔

فَاِن کُنتَ ترجوا فی العقوبتہ رحمۃً ٭ فلا تزھدن عند المعافاۃ فی الاجر

ترجمہ جب کہ وجوب سزا کے بعد بھی آپ کے رحم و کرم کی امید کیجاتی ہے تو پھر ضرور ہے کہ آپ معافی کے قبول کرنے میں تو کچھ دریغ نہ کریں گے۔

یہ سن کر ہادی نے اس شخص کو رہا کر دیا۔

عمر بن شبہ بیان کرتا ہے کہ سعید بن مسلم ہادی کی خدمت میں حاضر تھا کہ رومیوں کا وفد حاضر دربار ہوا سعید اگرچہ جوان تھا مگر اس کے سر کے بال جا چکے تھے اس وجہ سے اس نے ایک بڑی ٹوپی پہن رکھی تھی موسٰی نے اس سے کہا کہ اپنی ٹوپی اتار دو تاکہ اپنے سر کی صفائی کی وجہ سے تم کبیر سن نظر آؤ۔

یحیٰی بن الحسن بن عبدالخالق اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ میں فضل بن الربیع کی ملاقات کے لئے عیسا باذ جا رہا تھا اثنائے راہ میں

امیر المومنین موسیٰ الہادی سے جواب خلیفہ تھے مڈ بھیڑ ہوئی میں ان کو پہچانتا نہ تھا وہ وہ شلوکہ پہنے گھوڑے پر سوار تھے ان کے ہاتھ میں ایک لانبا بانس تھا جو راستہ میں ہلتا اسے وہ ٹھونسی دیتے مجھے للکارا اے فاحشہ زادے اب جو میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ انسان کیا ہے ایک بڑا بت ہے جو میرے سامنے ہے جسے میں نے شام میں دیکھا تھا اور اس کی دونوں رانیں اتنی بڑی ہیں جیسے کہ اونٹ کی رانیں ہیں میں نے فوراً تلوار کے قبضہ پر ہاتھ بڑھایا اس شخص نے کہا معلوم ہے امیر المومنین ہیں۔ یہ سنتے ہی میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی میرا یہ جانور باربردار تھا یہ مجھے فضل بن ربیع نے دیا تھا اور اس نے اسے چار ہزار درہم میں خریدا تھا میں محمد بن القاسم صاحب الحرس کے مکان میں گھس گیا امیر المومنین اس کے دروازے پر ٹھہر گئے۔ بانس ان کے ہاتھ میں تھا انہوں نے مجھ سے کہا اے فاحشہ زادے باہر آ مگر میں نہیں گیا وہ اپنی راہ چلے گئے۔ میں نے فضل سے کہا کہ آج امیر المومنین سے میرا سامنا ہو گیا تھا اور یہ واقعہ پیش آیا اس نے کہا سوائے بغداد کے کسی اور جگہ میں تمہاری صورت نہ دیکھوں فوراً بغداد چلے جاؤ جب میں جمعہ کی نماز کے لئے وہاں آؤں مجھ سے ملنا۔ اس کے بعد میں ہادی کی زندگی میں پھر کبھی جیسا یاد نہیں گیا۔

حسین بن معاذ بن مسلم ہادی کا دودھ شریک بھائی بیان کرتا ہے کہ جب میں اور موسیٰ تنہا ہوتے تو ان کا ذرا بھی رعب میں محسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ بسا اوقات میرے ان کے کشتی بھی ہوئی اور میں نے ان کو زمین پر ٹپک دیا مگر جب وہ خلیفہ کا لباس پہن کر دربار کرتے اور اس میں اوامر و نواہی نافذ کرتے تو میں ان کے سرہانے کھڑا ہوتا اس وقت بخدا ان کے رعب اور ہیبت کی وجہ سے میرا دل قابو میں نہ رہتا۔

ہادی کے عہد میں ابراہیم بن مسلم بن قتیبہ صاحب مرتبت تھا ابراہیم کا کوئی بیٹا مر گیا ہادی اس کی تعزیت کے لئے اس کے گھر آئے وہ اس وقت ایک دور نگے گدھے پر سوار تھے کسی شخص کی روک ٹوک نہ تھی جو چاہتا سلام کر لیتا اسی طرح وہ ابراہیم کے ایوان میں اتر پڑے اور اس سے کہا اس کی پیدائش سے تم کو خوشی ہوگی مگر ممکن ہے کہ وہ تمہارا دشمن اور باعث مصیبت ثابت ہوتا اور اب اس کی موت سے تم کو رنج پہنچا ہے ممکن ہے کہ اس میں اللہ نے تمہارے لئے کوئی بھلائی مضمر رکھی ہو،

ابراہیم نے کہا امیر المومنین آپ کے ارشاد سے میرے ہر جزو بدن میں جہاں اب تک غم متمکن تھا اب صبر جاگزیں ہو گیا ہے جب ابراہیم مر گیا تو اس کے بعد سعید بن مسلم صاحب مرتبت مقرر ہوا۔

عمر بن شبیہ بیان کرتا ہے کہ علی بن الحسین بن علی بن الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب الملقب بالجزری نے رقیہ بنت عمرو العثمانیہ سے جو مہدی کے نکاح میں رہ چکی تھی شادی کی۔ اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں موسیٰ الہادی کو اس واقعہ کی خبر ہوئی انھوں نے علی کو بلا کر اسے ڈانٹا اور جاہل ٹھہرایا اور کہا کہ امیر المومنین کی بیوی کے علاوہ کیا دنیا میں اور عورت تیرے لئے نہ تھی اس نے کہا میرے دادا رسول اللہ صلعم کی بیویوں کے علاوہ اللہ نے کسی دوسرے کی بیوی کو محرّم قرار نہیں دیا ہے امہات المومنین کے علاوہ کسی کو کوئی فضیلت حاصل نہیں اس جواب پر ہادی نے اسے چھڑی ماری اور حکم دیا کہ پانسو درے لگائے جائیں چنانچہ اس حکم کی بجاآوری ہوئی انھوں نے علی کو حکم دیا کہ تم اسے طلاق دیدو مگر اس نے نہ مانا یہ ایک چمڑے پر اٹھا کر ایک کونے میں ڈالدیا گیا اس کے ہاتھ میں ایک بیش بہا انگوٹھی تھی کسی خدمتگار کی نظر اس پر پڑی کوڑوں کی مار سے علی پر غشی طاری تھی خدمتگار انگوٹھی اتارنے جھکا علی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے توڑ ڈالا وہ چلاتا ہوا ہادی کے پاس آیا اور ان کو اپنا ہاتھ دکھایا۔ ہادی نے علی کو گالیاں دیں اور کہنے لگے کہ اس کی یہ جرأت ہوئی کہ میرے باپ کے حق کے ساتھ اس نے استخفاف کیا اور مجھ سے یہ گفتگو کی اور اب اس نے میرے خدمتگار کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

ہادی نے ایک شخص کو بھیجا کہ وہ علی سے اس حرکت کی وجہ دریافت کرے اس نے کہا اسی خدمتگار سے پوچھو اسے حکم دو کہ وہ تمہارے سر پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھائے اور حق بات بیان کر دے موسیٰ نے اسی طرح حلف لے کر اس سے پوچھا خدمتگار نے علی کے بیان کی تصدیق کی۔ ہادی کہنے لگے کہ میں اس پر احسان کروں گا بخدا میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ میرا چچیرا بھائی ہے اگر وہ یہ طرز اختیار نہ کرتا تو میں اس کی قرابت سے انکار کر دیتا اس کے بعد ہادی نے علی کو رہا کر دیا۔

ابو ابراہیم المؤزن بیان کرتا ہے کہ وہ مہری زرہیں پہنے ہوئے ہادی اپنے گھوڑے

پر کود کر سوار ہو جاتے تھے۔ مہدی ان کو کہتے تھے کہ یہ میری ریحان ہے۔
ایک زندیق مہدی کے سامنے پیش کیا گیا مہدی نے اس سے توبہ کرانا چاہی اس نے انکار کیا مہدی نے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا اور موسیٰ سے جو موجود تھا کہا کہ اے میرے بیٹے جب خلافت تم کو ملے تو تم اس جماعت یعنی پیروان مانی کی تلوار سے خبر لینا یہ ایک فرقہ ہے جو ظاہر طور پر تو لوگوں کو حسن اخلاق کی مثلاً فحش سے اجتناب ترک دنیا اور آخرت کے لئے عمل کی دعوت دیتا ہے جب کوئی شخص ان باتوں کو قبول کر لیتا ہے تو یہ جماعت پھر گوشت کھانے صاف پانی استعمال کرنے اور کیڑے مکوڑں کے مارنے کو قطعی حرام کر دیتی ہے اس کے بعد وہ دو یعنی نور اور ظلمت کی پرستش کی دعوت دیتی ہے جب اسے بھی کوئی شخص قبول کر لیتا ہے تو اس کے بعد اس شخص کے لئے بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح کرنا پیشاب سے نہانا اور راستہ میں سے چھوٹے بچوں کو چرا کر لیجانا تاکہ ان کو گمراہی کی تاریکی سے نکال کر ہدایت کی روشنی بتائی جائے مباح ہو جاتا ہے۔ اس فرقہ کو خوب دل کھول کر قتل کرنا اور سولی پر لٹکا دینا اور اس طرح اللہ واحد لاشریک لہ کی جناب میں تقرب طلب کرنا میں نے تمہارے دادا عباسؓ کو خواب میں دیکھا کہ انھوں نے میری کمر میں دو تلواریں باندھی ہیں اور ان ثنویوںؑ کے قتل کا حکم دیا ہے۔
اپنے خلیفہ ہونے کے دس ماہ کے بعد ایک دن موسیٰ نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو اس فرقہ کا ایک شخص بھی زندہ نہ چھوڑوں گا سب کو تہ تیغ کر دوں گا بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے حکم دیا تھا کہ سولی کے لئے ایک ہزار درخت کے تنے تیار کئے جائیں لوگوں نے کہا کہ یہ مقدار فلاں ماہ میں مہیا ہو سکے گی مگر اس کے دو ماہ بعد ہادی نے وفات پائی اس لئے ان کا یہ منصوبہ صرف منصوبہ ہی رہا۔
عیسیٰ بن داب حجازیوں میں سب سے بڑا ادیب اور شیریں گفتار تھا ہادی کے مزاج میں اُسے اس قدر درخور حاصل ہو گیا تھا جو کسی دوسرے کو میسر نہ تھا صرف یہی ایک ایسا شخص تھا کہ ہادی کے دربار میں اس کے لئے تکیہ منگوایا جاتا جس کے سہارے وہ بیٹھتا کسی دوسرے کی یہ عزت نہ تھی ہادی اس سے کہا کرتے رات یا دن میں کوئی موقع ایسا نہیں آیا

جب کہ تمہاری ملاقات اور موجودگی مجھے دوبھر ہوئی ہو۔ جب تم میری نظروں سے غائب ہوتے ہو مجھے پھر تمہاری دید ہی کی آرزو ہوتی ہے۔ اس کی گفتگو بہت پرلطف ہوتی تھی نہایت عمدہ اور نادر قصے کہانیاں بیان کرتا بہت سے منتخب اشعار یاد تھے جن کو وہ موقع اور محل کی مناسبت سے پڑھتا۔

ایک رات ہادی نے حکم دیا کہ اسے تیس ہزار دینار دیے جائیں صبح کو ابن داب نے اپنے داروغہ کو ہادی کی ڈیوڑھی بھیجا اور ہدایت کی کہ حاجب سے جاکر کہنا کہ یہ رقم ہمیں بھیجدیجیئے اس کا داروغہ حاجب سے ملا اور اسے اس کا پیام پہونچا دیا حاجب نے تبسم کیا اور کہا کہ یہ بات میرے اختیار میں نہیں ہے تم فرمان نویس سے جاکر ملو کہ وہ اس کے لئے باقاعدہ حکم لکھ دے اور پھر اسے وہاں لے جاؤ اور یہ کرو۔ داروغہ اس طول طویل کارروائی کو سن کر ابن داب کے پاس واپس آگیا اور اسے ساری داستان سنائی ابن داب نے کہا جانے دو خاموش ہو رہو اور اب اس کے متعلق کسی سے کچھ مت کہو۔ اسی زمانہ میں موسیٰ اپنے بغداد کے ایک بالاخانہ پر سیر کے لئے برآمد تھے انھوں نے ابن داب کو اس حالت میں آتا ہوا دیکھا کہ اس کے ساتھ صرف ایک غلام تھا ابراہیم الحرانی سے کہنے لگے یہ کیا بات ہے کہ ہم ابن داب کی حالت میں کوئی تغیر نہیں پاتے اور نہ اس نے ہماری ملاقات کے لئے کچھ اچھا لباس زیب بدن کیا ہے۔ حالانکہ کل رات ہی ہم نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے کہ اس کا اثر نمایاں ہونا چاہئے تھا۔ ابراہیم نے عرض کیا امیر المومنین حکم ہو تو اس میں سے کچھ لیجاکر ابھی اسے دیدوں کہنے لگے نہیں تم کو اس کی ضرورت نہیں وہ خود اپنے معاملہ کو خوب جانتا ہے۔ اب ابن داب بھی ان کے پاس آگیا اور حسب عادت ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا یہاں تک کہ خود ہادی نے اس کے معاملہ کو چھیڑا اور کہا کہ تمہارے کپڑے بہت میلے ہو گئے ہیں سردی کا زمانہ

ہے اس میں نئے اور نرم لباس کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اس نے کہا امیر المومنین اپنے ضروریات کے تکمیل کی مجھ میں استطاعت نہیں۔ ہادی نے پوچھا یہ کیسے ہمارا تو خیال تھا کہ جو سلوک ہم نے تمہارے ساتھ کیا ہے اس سے تمہاری حالت درست ہو جائیگی اس نے کہا نہ وہ رقم اب تک میرے پاس آئی اور نہ میں نے وصول کی۔

ہادی نے اسی وقت اپنے صرف خاص کے خزانہ دار کو بلا کر حکم دیا کہ اسی وقت تیس ہزار دینار ابن داب کو دے جائیں چنانچہ وہ رقم لائی گئی اور ان کے سامنے ہی ابن داب کو دے دی گئی۔

علی بن یقطین بیان کرتا ہے کہ ایک رات دوسرے مصاحبین کے ساتھ میں بھی موسیٰ کی خدمت میں حاضر تھا ایک خدمتگار آیا اور اس نے اشارے میں کوئی بات ان سے کہی وہ فوراً اٹھے اور ہم سب سے کہہ گئے کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ اٹھے سب بیٹھے رہیں وہ خود چلے گئے اور بہت دیر کے بعد ہانپتے ہوئے آئے اور اپنی مسند پر لیٹ گئے تھوڑی دیر کے بعد تنفس کم ہوا اور ان کو سکون ہوا ان کے ساتھ خدمتگار بھی ایک طباق لئے جو کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا ساتھ آیا تھا۔ یہ ان کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا جب وہ دربار میں آئے کانپ رہے تھے اس پر ہم سب اچنبے میں پڑ گئے انھوں نے خدمتگار کو حکم دیا اسے رکھ دے اس نے رکھ دیا پھر حکم دیا کہ طباق پر سے خوان پوش اٹھا دے اس نے اٹھایا تو ہم نے دیکھا کہ اس طباق میں دو باندیوں کے سر ہیں ہم نے ان سے زیادہ خوبصورت چہرے یا بال کبھی نہیں دیکھے تھے ان کے سر کے بالوں میں جواہرات لگے ہوئے تھے اور خوشبو مہک رہی تھی اس خونی منظر کو دیکھ کر ہم پر بڑا اثر ہوا خود انھوں نے پوچھا جانتے ہو کہ یہ کیوں ہوا ہے ہم نے عرض کیا کہ ہم لوگوں کو کیا خبر ہے۔ کہنے لگے مجھے یہ خبر ملی تھی کہ یہ ایک دوسرے سے محبت کرتی ہیں اور مخش کرتی ہیں میں نے اپنے اس خدمتگار کو ان کی خبر کے لئے

متعین کیا تھا اس نے ابھی آکر مجھے اطلاع دی کہ وہ دونوں جمع ہیں۔ یں نے جاکر دیکھا کہ وہ دونوں ایک ہی لحاف میں لیٹی ہوئی فحش کررہی ہیں میں نے ان کو قتل کردیا اس کے بعد انھوں نے غلام کو حکم دیا کہ یہ دونوں سر لیجا اس کے جانے کے بعد اب پھر انھوں نے اپنی سابقہ گفتگو اسی طرح شروع کردی کہ گویا کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔

عبداللہ بن محمد البواب بیان کرتا ہے کہ میں کبھی کبھی فضل بن ربیع کے نائب کی حیثیت سے ہادی کا حاجب ہوا کرتا تھا۔ میں ایک دن ان کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا انھوں نے صبح کا کھانا کھایا اور پھر نبیذ طلب کی اس سے پہلے وہ اپنی ماں خیزران سے ملنے گئے تھے اور اس نے اُن سے کہا تھا کہ آپ اپنے ماموں غطریف کو یمن کا والی مقرر کردیں ہادی نے کہا کہ پینے سے پہلے مجھے یاد دلانا چنانچہ جب وہ پینے بیٹھے تو خیزران نے منیرہ یا زہرہ کو یاد دہی کے لیے ان کے پاس بھیجا انھوں نے کہا کہ جاکر اماں جان سے کہدو کہ یا آپ اس کی بیٹی عبیدہ کے طلاق کو یا یمن کی ولایت کو پسند کرلیں باندی پوری بات تو سمجھی نہیں اس نے صرف یہی سمجھا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ جو آپ اس کے لیے پسند کریں اس نے جاکر خیزران سے یہی کہدیا اس نے کہا کہ میں نے اس کے لئے یمن کی ولایت پسند کی ہے ہادی نے اس کی بیٹی عبیدہ کو طلاق دیدی اب وہاں سے رونے چلانے کی آوز آنے لگی ہادی نے پوچھا کیا ہے خیزران نے کہا یہ واقعہ ہوا ہے۔ ہادی نے کہا آپ ہی نے اس بات کو پسند کیا ہے اس نے کہا جی نہیں مجھے تو آپ کا پیام اس طرح پہونچایا گیا تھا ہادی نے صالح مصلّی بردار کو حکم دیا کہ ننگی تلواریں لے کر تمام ندیموں کے سر پر کھڑے ہوجاؤ اور حکم دو کہ سب اپنی بیویوں کو طلاق دیں خدمت گاروں نے مجھ سے آکر یہ واقعہ سنایا اور اطلاع دی کہ میں کسی کو بھی اندر نہ جانے دوں آستانۂ خلافت پر ایک شخص کھڑا ہوا تھا اس نے اپنے لبادہ سے اپنا منہ ڈھانک رکھا تھا اور آہستہ آہستہ ٹہل رہا تھا مجھ سے کہا کہ وہ شعر

سناؤں میں نے وہ شعر سنائے جو یہ ہیں۔

خلیلی من سعد الما فیلما ❊ علی مریم لا یبعد اللہ مریما
وقولا لہا ھذا الفراق عزمتہ ❊ فہل من نوال بعد ذاک فیعلما

اے میرے بنی سعد کے دونوں دوستو تم منزل کر کے مریم پر سلامتی بھیجنا اللہ اسے دور نہ کرے۔

اور کہنا کہ جدائی کے بعد جس کا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ارادہ ہی کر لیا ہے کیا بخشش وصال ہو گی؟ جو کچھ ہو گا تم دونوں کو معلوم ہو جائے گا۔

اس شخص نے جو اپنے لبادے سے چہرے کو ڈھکے ہوئے تھا مجھ سے کہا کہ یعلما نہیں بلکہ تعلما ہے۔ میں نے کہا ان دونوں میں فرق کیا ہوا اس نے کہا شعر کا حسن و قبح معنی پر موقوف ہے ہمیں اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ لوگ ہمارے اسرار سے واقف ہو جائیں میں نے کہا اگر میں اشعار سے تمہارے مقابلہ میں زیادہ واقف ہوں اس نے کہا اچھا بتاؤ یہ کس کے شعر ہیں۔ میں نے کہا یہ اسود بن عمارہ النوفلی کے ہیں اس نے کہا کہ میں اسود بن عمارہ ہوں میں نے اس کے قریب جا کر اس سے کہا کہ امیر المومنین کی یہ کیفیت ہے۔ میں مجبور ہوں اس حالت میں آپ کو ان سے ملنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ یہ سن کر اس نے اپنے گھوڑے کی باگ موڑی اور یہ کہہ کر کہ یہاں سے چل دینا ہی مناسب ہے اپنی راہ چلا گیا۔

ابو المعافی کہتا ہے کہ میں نے موسیٰ اور ہارون کی مدح میں عباس بن محمد کو یہ شعر سنائے۔

یا خیزران ھناکِ ثم ھناکِ ❊ ان العباد یسوسہم ابناک

ترجمہ۔ اے خیزران تجھے دُہری مبارک بادی ہو کیونکہ تیرے دونوں بیٹے بندگان خدا پر فرمانروائی کرتے ہیں۔

عباس بن محمد نے مجھ سے کہا دیکھو میں تمہاری بھلائی کے لئے تم سے یہ بات کہے دیتا ہوں کہ موسیٰ نے کہا ہے کہ میری ماں کا

کوئی تذکرہ بھلائی یا برائی سے نہ کیا جائے۔
یوسف الصیقل الواسطی شاعر بیان کرتا ہے کہ قبل اس کے کہ ہادی خلیفہ ہوئے ہوں اور بغداد آئے ہوں ہم جرجان میں ان کے پاس تھے یہ اپنے ایک پر تکلف اور خوبصورت بالاخانہ پر بیٹھے تھے کہ وہاں کسی نے یہ شعر گایا۔

واستقلت رجالھم ⁘ بالرُدینی شُرّعا

(ترجمہ) ان کے مردوں نے ردینی نیزے تان لئے۔
اسے سن کر ہادی نے کہا پورا قصیدہ سنایا جائے چنانچہ پورا قصیدہ سنایا گیا کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ اس کی لَے ایسے اشعار میں ہوتی جن میں درد ہوتا۔
یوسف الصیقل سے جا کر کہو کہ وہ اس طرز میں دوسرے شعر کہدے لوگوں نے مجھ سے امیر المومنین کی فرمائش بیان کی میں نے اسی وقت یہ شعر کہدئے۔

لا تلمنی ان اجزعا ⁘ سیدی قد تمنعا
وابلائی ان کان ما ⁘ بیننا قد تقطعا
ان موسیٰ بفضلہ ⁘ جمع الفضل اجمعا

(ترجمہ) چونکہ میرے آقا نے مجھ سے اعراض کیا ہے اس لئے اگر میں اپنے رنج و غم کا اظہار کروں تو مجھے ملامت نہ کرو بلکہ معذور سمجھو، اگر وہ تعلقات جو میں نے مدت کی محنت کے بعد قائم کئے تھے منقطع ہو جائیں تو میری مصیبت کی کیا انتہا ہو سکتی ہے بیشک موسیٰ نے اپنے اخلاق کریمانہ کی وجہ سے تمام کرامتیں اپنے میں جمع کر لی ہیں۔
اشعار پڑھ کر انھوں نے نظر اٹھائی تو ایک گدھا نظر پڑا حکم دیا کہ اس گدھے کو درہم و دینار سے لاد کر یوسف کو لیجا کر دو چنانچہ لدا ہوا گدھا میرے پاس آگیا۔
ابو زہیر کہتا ہے کہ ہادی کے مزاج میں ابن داب کو سب سے

زیادہ در خور حاصل تھا۔ ایک دن فضل بن ربیع نے باہر آکر کہا کہ جو لوگ ملاقات کے لئے آئے ہیں ان کے لیئے امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ وہ واپس جائیں وہ آج نہیں مل سکتے البتہ ابن داب تم اندر چلو۔ ابن داب کہتا ہے کہ میں ہادی کے پاس گیا وہ اپنے بستر پر پڑے ہوئے تھے تمام رات کی بیداری اور میخواری کی وجہ سے دونوں آنکھیں سرخ تھیں مجھ سے کہا کہ شراب کے متعلق کوئی دلچسپ واقعہ سناؤ میں نے عرض کیا امیر المومنین ایک مرتبہ بنی کنانہ کے کچھ لوگ شراب پینے کے لیے شام آئے وہاں ان کا ایک دوست مرگیا وہ سب کے سب اس کی قبر پر بیٹھ کر شراب پینے لگے اور ان میں سے کسی نے یہ شعر کہے۔

لا تُصرّد هامة من شربها ❊ اسقه الخمر وان کان قبر

ترجمہ ہامہ کو شراب کا پیاسا مت رکھو اگر ہمارا دوست دفن ہو چکا ہے تو اوس کے عوض میں اسی کو خوب شراب پلاؤ۔

اسق اوصالا و هاما وصدی ❊ قاشعًا یَقشعُ قشع المتکبر

ترجمہ وصیلہ ہام اور صدیٰ کو ایسی تیز اور تند شراب پلا جوان کو اس طرح اڑا لیجائے جیسے تیز آندھی موسم بہار کے ابر کو اڑا کر لے جاتی ہے۔

کان حرًا فهوی فیمن هوی ❊ کل عودٍ وفنونٍ منکسر

ترجمہ وہ ایک شریف آدمی تھا اسے بھی موت آگئی اور ہر لکڑی اور درخت کی شاخیں ایک دن ٹوٹنے والی ہیں۔

انھوں نے دوات منگوائی اور یہ اشعار لکھ لیئے اور پھر حرانی کو حکم لکھا کہ چالیس ہزار درہم ابن داب کو دیدو مجھ سے کہا دس ہزار تمھارے سنانے کے اور تیس ہزار تینوں شعروں کے ہیں۔ میں حرانی کے پاس آیا اس نے کہا کہ دس ہزار پر ہمارا تمھارا اس شرط پر سمجھوتہ ہو جائے کہ تم حلف اٹھا کر مجھ سے عہد کرو کہ اس بات کو تم امیر المومنین سے بیان نہیں کرو گے۔ میں نے قسم کھا کر کہا تا وقتیکہ وہ خود نہ پوچھیں میں خود ان سے ہرگز اس بات کو

نہیں کہوں گا۔ ہادی کا انتقال ہو گیا اور رشید خلیفہ ہو گئے مگر ابن داب نے کبھی یہ بات ہادی سے بیان نہیں کی۔

ابو دعامہ نے بیان کیا ہے کہ مسلم بن عمرو الخاسر نے یہ قصیدہ موسٰی کی مدح میں لکھا تھا۔

بعیاباذ حُرٌ من قریش ∴ علی جنباتہ الشراب الرواء

ترجمہ عیاباذ میں ایک ایسا جوانمرد قریشی ہے جس کے ہاں ہر وقت شراب ناب کا دور جاری ہے۔

یعوذ المسلمون بحقوبتہ ∴ اذا ما کان خوف او رجاء

ترجمہ۔ خوف ہو یا رجا دونوں حالتوں میں تمام مسلمان اس کی پناہ لیتے ہیں۔

وبالمید ان دُور مشرفات ∴ یشیدھن قوم ادعیاء

ترجمہ۔ اور میدان میں بہت سے بلند مکان ہیں جن کو مدعیان باطل نے مضبوط بنایا ہے

وکم من قائل انی صحیح ∴ وتاباہ الخلائق والرواء

ترجمہ اور بہت سے مدعیان شرافت ایسے ہیں کہ جن کے اخلاق اور بشرے ان کے دعوے کی تائید نہیں کرتے۔

لھم حسب یضن بہ لیبقی ∴ ولیس لما یضن بہ بقاء

ترجمہ اگرچہ وہ اپنی شرافت کی حفاظت میں کوشاں ہے مگر وہ باقی نہیں رہ سکتی۔

علی الضبی لوم لیس یخفی ∴ یغطیہ فینکشف الغطاء

ترجمہ ضبی میں ایک ایسا عیب ہے جو چھپائے نہیں چھپتا

لعمری لو اقام ابو خدیج ∴ بنا الدار ما انھدم البناء

ترجمہ قسم ہے میری عمر کی اگر مکان کی بنا ابو خدیج نے اٹھائی ہوتی تو وہ بنیاد نہ ڈھاتی

پھر جب مہدی کے بعد ہادی خلیفہ ہوئے تو سلم الخاسر نے یہ شعر کہے۔

لقد فاز موسیٰ بالخلافۃ والھدیٰ ⁂ ومات امیر المومنین محمد
فمات الذی عمّ البریۃ فقدہ ⁂ وقام الذی یکفیک من یتفقد

ترجمہ موسیٰ نے خلافت اور رہنمائی پائی اور امیر المومنین محمدؒ نے انتقال کیا وہ شخص مرگیا جس کی موت کا رنج تمام عالم کو ہے اور اب وہ اس کی جگہ فائز ہوا ہے جو مرنے والے کا صحیح جانشین ہے۔

اسی سلم الخاسر نے یہ شعر بھی کہے۔

تخفی الملوک لموسیٰ عند طلعتہ ⁂ مثل النجوم لقرن الشمس اذ طلعا
ولیس خلق یریٰ بدرًا وطلعتہ ⁂ من البریۃ الا ذل او خضعا

ترجمہ۔ موسیٰ کے سامنے دوسرے فرمانروا اس طرح چھپ جاتے ہیں جس طرح آفتاب کے طلوع ہونے کے ساتھ تمام ستارے کافور ہو جاتے ہیں اور تمام مخلوقات میں کوئی ایسا نہیں ہے جو بدر اور اس کی چمک دمک کے سامنے ماند نہ پڑجائے۔

اسی نے یہ شعر بھی کہے ہیں۔

اولا الخلیفۃ موسیٰ بعد والدہ ⁂ ما کان للناس من مھدیھم خلف

ترجمہ اگر موسیٰ اپنے باپ کے بعد خلیفہ نہ ہوا ہوتا تو لوگوں کے لیئے ان کے مہدی کا کوئی صحیح جانشین نہ ہوتا۔

الا تریٰ امۃ الامی وارِدۃ ⁂ کانما من نواحی البحر تغترف

ترجمہ۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ کی امت اُمڈی چلی آرہی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ سمندر سے اپنے چُلّو بھر رہی ہے۔

من راحتے ملکٍ قد عمّ نائلہ ⁂ کان نائلہ من جودہ سرف

ترجمہ وہ عطا اس بادشاہ کے دونوں ہاتھوں سے جاری ہے جس کا فیض عام ہے اور اس کی اس فیاضی سے اس کی سخاوت اسراف کی حد تک پہونچ گئی ہے۔

مروان بن ابی حفصہ کہتا ہے کہ موسیٰ کے خلیفہ ہونے کے بعد میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے یہ شعر پڑھا۔

ان خُلّدت بعد الامام محمدٍ ⁂ نفسی لما فرحت بطول بقائھا

ترجمہ اگر امام محمد کے بعد مجھے حیات جاوداں حاصل ہو تو میں اس درازی عمر سے خوش نہ ہوں گا۔

نیز اِن کی مدح میں میں نے یہ شعر کہے۔

ابوک و قد عاینت من ذاک مشهدا ∴ لبعین الفاقة طمری و راشنی

بان لا یری شر لی لدیک مصدرا ∴ وانی امیر المومنین لواثق

ترجمہ آپ کے والد نے ستر ہزار دے کر میری حالت درست کر دی اور اس سے میں نے خوب عیش کیا۔

اور اب بھی اے امیر المومنین میں وثوق کامل رکھتا ہوں کہ میری خواہش جناب کی بارگاہ میں تشنہ نہ رہے گی۔

جب میں نے یہ شعر سنائے تو کہنے لگے کہ بھلا مہدی کی برابری تو کہاں ممکن ہے مگر بہر حال ہم تم کو خوش کر دیں گے مگر اس کے کچھ ہی روز بعد ان کو موت آ گئی وہ مجھے کچھ بھی نہ دے سکے اور نہ رشید کی خلافت تک میں نے کسی سے ایک درہم لیا۔

ضحّاک بن معن السلمی بیان کرتا ہے کہ میں موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ شعر میں نے سنائے۔

فلقد اریٰ بکما الرباب و کلثما ∴ یا منزلے شجو الفؤاد تکلّما

ترجمہ اے میری دل دکھانے والی دونوں قیام گاہو کچھ تو زبان حال سے کہو کیونکہ میں اب بھی تمھارے ہاں رباب اور کلثوم کو مقیم دیکھتا ہوں۔

ابکی لما تحت الجوانح منکما ∴ ما منزلان علے التقادم و البلی

ترجمہ کیونکہ باوجود طول مدت اور محو ہو جانے کے آج بھی کوئی اور منزل تم سے زیادہ میرے دلی سوز و فراق کی ہمدردی میں رونے والی نظر نہیں آتی۔

طللان قد درسا فهاج فسلما ∴ ردّا السلام علے کبیر شاقه

ترجمہ تم ہی دونوں اس بڈھے کو سلام کا جواب دو جس کے

قلب میں ان دونوں بے نشان تودوں نے شوق کا ایک طوفان برپا کردیا ہے۔

اسی قصیدہ میں میں نے ان کی مدح بھی کہی تھی جب میں اس شعر پر پہونچا۔

سبط الانامل بالفعال اخاله ❊ ان لیس یترک فی الخزائن درهما

ترجمہ۔ اس کی انگلیاں دینے میں ایسی تیز چلتی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ تمام خزانوں میں ایک درہم بھی باقی نہ بچیگا۔

اس شعر کو سن کر وہ احمد خزینہ دار کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا احمد معلوم ہوتا ہے کہ کل شام ہمیں یہ دیکھ رہا تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ گذشتہ شب میں انہوں نے بہت سا روپیہ خزانوں سے نکلوا کر تقسیم کیا تھا۔

ابراہیم الموصلی مشہور گوّیا بیان کرتا ہے۔ ایک دن ہم موسیٰ کی خدمت میں حاضر تھے اس وقت ابن جامع اور معاذ بن الطبیب بھی موجود تھے۔ یہ پہلا دن تھا کہ معاذ ہمارے ساتھ شریک جلسہ ہوا تھا یہ راگوں سے خوب واقف تھا اور پرانے پرانے راگ اسے معلوم تھے موسیٰ نے کہا جو اپنے گانے سے مجھے بے خود کردے گا میں اس کی منہ مانگی بات پوری کروں گا۔ ابن جامع نے اپنا گانا سنایا مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا میں سمجھ گیا تھا کہ یہ کس قسم کے راگ کو چاہتے ہیں مجھ سے کہا ابراہیم تم گاؤ میں نے یہ گیت گایا۔

سلیمی اجمعت بیننا ❊ فاین تقولها اینا

ترجمہ سلیمی ہم میں موجود ہے مگر کہاں کہیں کہ کہاں ہے؛

اسے سن کر ان کو وجد آگیا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک بلند آہ کی مجھ سے کہا دوبارہ گاؤ میں نے پھر گایا کہنے لگے ہاں اب میری غرض پوری ہوئی میں اسی کو سننا چاہتا تھا کہو کیا مانگتے ہو میں نے کہا امیرالمومنین عبدالملک کی دیوار اور اس کا چشمۂ آب خرارہ یہ سن کر ان کی آنکھیں پھر گئیں اور غصہ میں انگاروں کی طرح دہکنے لگیں کہنے لگے حرامزادے تو چاہتا ہے کہ تمام دنیا میں میری بدنامی ہو اور لوگ اس بات کا چرچا کریں کہ

ایک گویتے کے گانے سے امیر المومنین نے خوش ہو کر اس کی منہ مانگی جاگیر دے دی اگر میں اس بات کو جانتا نہ ہوتا کہ یہ تیری فوری جہالت ہے جو تیری عقل اور دانش سلیم پر غالب آگئی ہے تو میں تیرا سر اڑا دیتا۔

اس کے بعد وہ تھوڑی دیر تک سر نیچا کیے سوچتے رہے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا ملک الموت میرے اور ان کے درمیان کھڑا ہوا ان کے حکم کا منتظر ہے۔ پھر ابراہیم الحرانی کو بلا کر حکم دیا کہ اس جاہل کو بیت المال کے اندر لیجاؤ اور جو یہ چاہے وہاں سے لے لے۔ ابراہیم مجھے بیت المال کے اندر لے آیا مجھ سے کہا کتنا چاہتے ہو میں نے کہا سو تھیلیاں، اس نے کہا اچھا ان سے پوچھ آنے دو میں نے کہا اتنی سہی اس نے کہا ذرا ان سے پوچھ آؤں اب میں سمجھا کہ اس لیت ولعل سے اس کا کیا مقصد ہے۔ میں نے کہا اچھا ستر مجھے دو اور تیس تمہاری کہنے لگا اب معاملہ ٹھیک ہوا لے لو میں سات لاکھ لے کر گھر آیا اور ملک الموت نے میرا پیچھا چھوڑا۔

حکم الوادی بیان کرتا ہے کہ ہادی اس درمیانی راگ کو بہت پسند کرتے تھے جس میں پلٹے کم ہوں اور بار بار کی تکرار سے وہ بے مزہ نہ ہو جائے۔ ایک مرتبہ میں ان کی خدمت میں حاضر تھا ابن جامع، موصلی، زبیر بن دہمان اور غنوی بھی حاضر تھے، ہادی نے تین تھیلیاں منگوائیں اور ان کے حکم سے وہ سب کے بیچ میں رکھی گئیں پھر ان کو کھول کر ایک جا کر دیا گیا، اب انھوں نے کہا کہ تم میں سے جو مجھے اس طرز پر گا کر سنائے گا جو مجھے مرغوب ہے تو یہ تمام رقم اس کو دے دی جائیگی۔ ہادی اس قدر با مروت واقع ہوئے تھے کہ اگر کوئی بات ان کو ناپسند ہوتی تو اس کا اظہار نہ کرتے البتہ اس سے اعراض کر لیتے سب گویوں نے گایا مگر کسی کا گانا ان کو پسند نہیں آیا سب کے آخر میں میری نوبت آئی میں نے جو راگ اٹھایا وہ بالکل ان کے مذاق کے موافق تھا سنتے ہی پھڑک گئے کہنے لگے خوب خوب مجھے

شراب پلاؤاب انھوں نے شراب پی اور وجد میں آ گئے میں اپنی جگہ سے اٹھ کر ان ہتھیلیوں پر بیٹھ گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ میری ہو چکیں اس موقع پر ابن جامع نے نہایت عمدہ طرز عمل اختیار کیا اور عرض پرداز ہوا کہ امیر المومنین جناب والا نے جس راگ کو پسند فرمایا ہے واقعی وہ قابل ستایش ہے۔ہم سب نے آپ کے مرغوب طبع طرز ادا کو چھوڑ دیا تھا۔ ہادی نے مجھ سے کہا یہ رقم تمھاری ہے اور پھر شراب پی۔اب ان کو ذرا بلند آواز سے حکم دینے کی ضرورت ہوئی وہ اٹھے اور حکم دیا کہ تین فراشوں کو حکم دیا جائے کہ وہ اس رقم کو حکم الوردی کے ساتھ لیجائیں ہم سب دربار سے اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے کے لیئے قصر کے صحن میں آئے ابن جامع میرے پاس آیا میں نے اس سے کہا، اے ابوالقاسم تم ایسے شریف آدمی کو ایسا ہی کرنا چاہیئے تھا یہ روپیہ موجود ہے اس میں سے جتنا چاہو وہ تمھارے نذر ہے اس نے کہا یہ تمھیں کو مبارک رہے میں تو چاہتا تھا کہ تم کو کچھ اور زیادہ ملے موصلی بھی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کچھ دو میں نے کہا کہ کس بات کا مانگتے ہو تم نے تو ایک لفظ بھی اس موقع پر میرے لیئے نہیں کہا بخدا میں ایک درہم بھی تم کو نہیں دیتا۔

محمد بن عبد اللہ کہتا ہے کہ قاری ابان کے استاد قاری سعید العلاف نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک دن ہادی کی خدمت میں اس کے ندیم اور مصاحبین خاص حرانی اور سعید بن سلم وغیرہ موجود تھے اور ہادی کی ایک باندی ان سب کو شراب پلا رہی تھی چونکہ وہ بہت پر مذاق اور بذلہ سنج تھی اس لیئے وہ ان سب پر فقرے بھی چست کر رہی تھی اتنے میں یزید بن مزید بھی وہاں آیا اوس نے وہ فقرے سنے جو وہ باندی حاضرین مجلس پر چست کر رہی تھی اس نے کہا خدائے برتر وبزرگ کی قسم ہے اگر تو نے مجھے ایسے القاب اور الفاظ کہے تو میں اس تلوار سے تیری خبر لوں گا۔ ہادی نے بھی اس باندی سے کہدیا

کہ یہ اسی قماش کا آدمی ہے اس سے مذاق مت کرنا یہ ضرور اپنی بات کو پورا کرے گا۔ اس کی دھمکی سے وہ بھی مرعوب ہو گئی اور اس لئے یزید کو کوئی نازیبا لفظ نہیں کہا۔ راوی کہتا ہے کہ سعید العلاف اور قاری ابان اباضیہ فرقہ کے خارجی تھے۔

ربیع کی ایک لونڈی امۃ العزیز تھی جو نہایت خوبصورت تھی اور جس کے پستان اُبھرے ہوئے تھے۔ ربیع نے اسے مہدی کے نذر کر دیا مہدی نے جب اس کے حسن اور جوبن کو دیکھا کہا کہ یہ موسیٰ کے لئے مناسب ہے انھوں نے اسے موسیٰ کو دے دیا۔ موسیٰ اسے بہت چاہتے تھے اور ان کی تمام اولاد اسی کے بطن سے پیدا ہوئی۔

ربیع کے کسی دشمن نے موسیٰ سے کہا کہ میں نے ربیع کو یہ کہتے سنا ہے کہ امۃ العزیز سے زیادہ مجھے کسی دوسری عورت سے اسقدر لطف جماع حاصل نہیں ہوا۔ یہ سن کر موسیٰ کو شدید غیرت لاحق ہوئی اور انھوں نے ربیع کو قتل کر دینے کی قسم کھائی چنانچہ جب خلیفہ ہوئے تو ایک دن ربیع کو بلا کر اس کے ساتھ کھانا کھایا اس کی بہت خاطر تواضع کی اور شہد کی شراب کا ایک پیالہ اسے دیا۔

ربیع نے بیان کیا ہے کہ میں جانتا تھا کہ میری جان اس پیالہ میں ہے مگر مجبوری یہ تھی کہ اگر میں اسے رد کر دیتا تو وہ مجھے قتل کرا دیتے کیونکہ میں جانتا تھا کہ میرے ان کی باندی سے مجامعت کرنے کی جو شکایت ان سے کی گئی ہے اس کی وجہ سے وہ میرے دشمن ہو گئے ہیں میرا کوئی عذر اس وقت قابل پذیرائی نہ ہوگا اس خیال سے مجھے اس پیالہ کو پینا پڑا۔

وہاں سے ربیع اپنے گھر آیا اس نے تمام بال بچوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں آج ہی ورنہ کل مر جاؤں گا۔ اس کے بیٹے فضل نے پوچھا آپ یہ کیا فرماتے ہیں اس نے کہا موسیٰ نے اپنے ہاتھ سے مجھے زہر کا پیالہ دیا ہے اس کا عمل شروع ہو گیا ہے جیسے اب میں

محسوس کر رہا ہوں اس کے بعد ربیع نے اپنی سب اولاد کو جو وصیت کرنا تھی وہ وصیت کی اور اس دن یا دوسرے دن اس نے انتقال کیا۔ موسیٰ الہادی کے مرنے کے بعد رشید نے امۃ العزیز سے نکاح کرلیا اور اسی سے علی بن رشید پیدا ہوا۔

فضل بن سلیمان بن اسحاق الہاشمی کا یہ بیان ہے کہ اپنی خلافت کے پہلے ہی سال جب ہادی عیاباذ میں منتقل ہو گئے انھوں نے ربیع کو منصب وزارت اور دفتر رسائل سے علٰحدہ کر کے اس کی جگہ عمر بن بزیع کو مقرر کیا۔ البتہ انھوں نے ربیع کو دفتر بندوبست کا ناظم بحال رکھا اور اس خدمت پر یہ اپنی وفات تک قایم رہا۔ ہادی کی خلافت کے چند ماہ بعد ربیع نے انتقال کیا۔ ہادی کو بھی اس کے مرنے کی اطلاع دی گئی مگر وہ شریک جنازہ نہیں ہوئے۔ ہارون نے جو ولیعہد تھا اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ہادی نے ربیع کی جگہ ابراہیم بن ذکوان الحرانی کو مقرر کر دیا اور ابراہیم کی جگہ اسماعیل کو شام اور اس کے ملحقہ علاقوں کے دفتر بندوبست کا ناظم مقرر کیا۔

یحییٰ بن الحسن بن عبد الخالق، فضل بن الربیع کا ماموں بیان کرتا ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے یہ بات کہی کہ ایک مرتبہ ہادی نے کہا کہ میں ربیع کو قتل کر دینا چاہتا ہوں مگر اس کی کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آتی سعید بن سلم نے کہا کہ آپ کسی کو حکم دیں کہ وہ مسموم خنجر سے اس کا کام تمام کر دے اور جب وہ ربیع کو ختم کر دے پھر آپ اس قاتل کو فوراً قتل کر دیں۔ ہادی نے کہا یہ رائے مناسب ہے انھوں نے ایک شخص کو اس کام پر متعین کر دیا اور وہ ربیع کی تاک میں اس کے راستے پر بیٹھ گیا۔ ربیع کے ایک نائب نے دربار سے اٹھ کر فوراً ربیع کو اس سازش کی اطلاع دی کہ تمھارے متعلق ایسا حکم دیا گیا ہے اس نے اپنا قدیم معمول کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا اور گھر پہونچ گیا۔ پہلے تو

ارادۃً بیمار بنا پھر اس کے بعد واقعی بیمار ہوگیا اور آٹھ روز بیمار رہ کر وہ اپنی موت مر گیا اس کی وفات سنہ ۱۶۹ ہجری میں واقع ہوئی۔ یہی ربیع بن یونس ہے۔ فقط

تمت

# صحت نامہ

## تاریخ طبری جلد سوم حصۂ اول

(عہد بنی عباس)

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۱ | ۲ | ۳ | ۴ |
| ۱۱ | ۲۰ | صلی اللہ علیہ | صلی اللہ علیہ وسلم | ۷۱ | ۱ و ۲ | موسیٰ نے نے | موسیٰ نے |
| ۱۹ | ۴۰ | لڑنے گا | لڑنے لگا | ۷۶ | ۱۹ | من کان تپوی | من کان ینوی |
| 〃 | ۱۲ | سکاکک | سکاسک | 〃 | ۲۲ | بناگیا تھا | بنایا گیا تھا |
| ۲۸ | ۸ | خیر گیری | خبر گیری | ۷۷ | ۱۳ | بے جگہ ی | بے جگری |
| ۲۹ | ۱۹ | بنی سلیہ | بنی مسلیہ | ۸۸ | ۵ | آئے میں | آئے ہیں |
| ۳۱ | ۱۹ | ام النبیین | اُم البنین | ۹۲ | ۱۰ | گروہ | اگر وہ |
| ۳۴ | ۲۱ | جمیں | جنہیں | ۹۴ | ۱۰ | دہ پہر | دوپہر |
| ۴۴ | ۲۲ | الولنصر | ابوالفضر | ۹۹ | ۲۳ | خنطلہ | حنظلہ |
| ۴۸ | ۱۳ | حزیمہ | خزیمہ | ۱۰۷ | ۱۳ | ملہ | بلد |
| ۴۹ | ۱۰ | کرلے | کرکے | ۱۰۸ | ۸ | معلوم یہ ہو وہ | معلوم یہ ہو کہ وہ |
| ۵۴ | ۹ | جوخا | چوخا | 〃 | ۲۲ | مضاف | مصاف |
| ۵۴ | ۱۲ | بنی الجارت | بنی الحارث | ۱۰۹ | ۲۱ | حدث | خدت |
| ۵۸ | ۱۷ | ابن الخجا | ابن النجاح | ۱۲۴ | ۹ و ۱۳ | عینیہ | عیینہ |
| ۶۶ | ۱۶ | اپنے ولیعہد | اپنا ولیعہد | | | | |
| ۷۰ | ۱۱ | کی | کے | ۱۲۷ | ۲ | مدت العمری | مدت العمر |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۲۸ | ۱۰ | قرماستین | قراسین | ۳۷۰ | ۱ | صدرسے | صدمہ سے |
| ۱۳۶ | ۱۴ | دبھکاکتہ | اوبھکاکتہ | ۳۷۴ | ۲۴ | شال چادر | شالی چادر |
| ۱۳۸ | ۵ | معرلہ | معتزلہ | ۳۸۲ | ۴ | لوگوں متے | لوگوں نے |
| ۱۵۳ | ۱۶ | بن خشم | بنی جشم | ۳۸۳ | ۱ | لکھاکر | لکھاکہ |
| ۱۵۴ | ״ | قرقیبی چادر | قرقبی چادر | ۳۸۵ | ۱۹ | ہیں | نہیں |
| ۱۶۰ | ۵ | جویرتہ | جویریہ | ۳۸۶ | ۳ | کساکہ | کہاکہ |
| ۱۶۱ | ۱۰ | اوڑھتے | اوڑھے | ״ | ۲۰ | گرزنے | گزرنے |
| ۱۶۴ | ۱۸ | باب | باپ | ״ | ۲۱ | نمازپڑھتے رہنے | نمازپڑھتے رہتے |
| ۱۶۶ | ۱۹ | عبداللہ نے نے | عبداللہ نے | ۳۸۸ | ۱۵ | کردی ہے کے | کردی ہے کہ |
| ۱۷۱ | ۲۱ | مزبنہ | مزنیہ | ۳۹۱ | ۱۶ | یہ کیکر | یہ کہکر |
| ۱۷۲ | ۱۸ | بتاوگے | بتاؤکہ | ۳۹۲ | ۱۱ | عینبنہ | عیینہ |
| ۱۸۷ | ۲۰ | اسی بھی | اسے بھی | ۳۹۳ | ۱۸ | میری شہری | میرے شہر میں |
| ۲۰۹ | ۴ | شکم سے | شام سے | ۳۹۶ | ۱۸ | اُن کی پیٹ | اُن کی پیٹھ |
| ״ | ۲۴ | بھینج رہاہوں | بھیج رہاہوں | ۴۰۳ | ۱۲ | خشت | خشب |
| ۲۲۶ | ۵ | حالامن | حالانکہ ان | ۴۱۱ | ۴ | میان کرتاہے | بیان کرتاہے |
| ۲۵۵ | ۲۴ | توایذ | فوائد | ״ | ۱۴ | تونھوں | توانھوں |
| ۲۵۶ | ۲ | سے | نے | ۴۱۵ | ۱۳ | خیرلونگا | خبرلونگا |
| ۲۶۳ | ۱۴ | مسرجعہ | مربعہ | ۴۱۸ | ۱۵ | بڑھایےمیں | بڑھاپے میں |
| ۲۶۴ | ۱۶ | خرمین | حرمین | ۴۱۹ | ۲۳ | منصونے | منصورنے |
| ۲۶۵ | ۱۷و۱۸ | تر — شرو | تُرشرو | ۴۲۲ | ۲۳ | مجھے بلابہنچا | مجھے بلابھیجا |
| ۲۸۳ | ۶ | درہم ہے | درہم ملے | ۴۳۲ | ۸ | والنقضت | وانقضت |
| ۳۰۰ | ۹و۱۷ | نینجت | انبجت | ۴۴۶ | ۵ | طلب وملاش | طلب وتلاش |
| ۳۰۲ | ۶ | جلاڈالاجائے | جلاڈالا | ۴۵۲ | ۱۰ | ان کے موہنہ | ان کے مُنہ |
| ۳۲۷ | ۴ | فی اُمنیتۃ | فی امنیتہ | ۴۵۷ | ۱۹ | میری تمام غیرمنقولہ اور غیرمنقولہ جائداد | میری تمام منقولہ اور غیرمنقولہ جائداد |
| ۳۵۵ | ۵ | پرپھر | پھر | | | | |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴۵۹ | ۲۴ | اور آل بکر کو | اور آل ابی بکرہ کو | ۵۱۸ | ۴ | اوتبنتین لسو | او ثنتین لسو |
| ۴۶۸ | ۲۴ | ۱۷۱۸ھ کو | ۱۷۱ھ تک | | | الضنیع اوثلاث | الضیع اوثلاث |
| ۴۷۸ | ۱۳ | مہانی فوج | مہاتی فوج | ۵۱۸ | ۱۰ | ثبنتین | ثنتین |
| ۴۷۹ | ۶ | ستے کے بعد | سننے کے بعد | ″ | ″ | ثبلات | ثلاث |
| ″ | ۱۷ | میری آنے کا | میرے آنے کا | ۵۲۰ | ۲ | هفیمته | هضیمته |
| ۴۸۴ | ۱۱ | ہتھیار کھے | ہتھیار رکھے | ۵۲۸ | ۱۷ | پٹھاری پار | پہاڑی پار |
| ۴۸۹ | ۲۵ | اور زم اون | اور نرم اون | ۵۳۷ | ۱۹ | بغدوحلو نعلاد | بغداد حلو بغداد |
| ۴۸۹ | ۱۶ | کہا گیا اللہ نے | کہا کیا اللہ نے | ۵۴۷ | ۱۷ | خلفت عظیم | خلقت عظیم |
| ″ | ۲۲ | اسی کے بعد | اس کے بعد | ۵۶۴ | ۵ | انکو بھی | اسے بھی |
| ۵۱۰ | ۷ | پاسدان | ماسبذان | ۵۶۶ | ۲۰ | ایسا کیا اور ایسا کیا | ایسا کیا اور ایسا کہا |
| ۵۱۱ | ۱۶ | ناسپاتیاں | ناشپاتیاں | ۵۷۸ | ۵ | س وقت | اس وقت |

| | | | |
|---|---|---|---|
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |